التماس

جن حضرات نے ازراہ عنایت و قدردانی زرچندہ حسن سے اعانت فرمائی ہے انکا

تہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

جن عنایت گستروں نے ہنوز شکرگذار نہیں فرمایا امید ہے کہ ایام گذشتہ و سال آئندہ

کے زرچندہ سے مرہون منت فرمائینگے۔

رسالہ ہذا کو زیادہ مجبوب و قابل قدر بنانیکے لئے اندرون ریاست و بیرونجات کے

اعلیٰ [illegible] پردازاور مشہور ذی فہم حضرات نے اعانت کا وعدہ فرمایا ہے جنکی کلام سے

[illegible] رسالہ کو سرخروئی اور ناظرین کو مسرت ہوگی۔

[illegible] ناظرین پر تمکین اپنے تبادلہ مقامات سے دفتر کو سرفراز فرماتے رہیں۔ بسا

اوقات عدم وقفیت سے رسالہ دیر میں پہونچتا ہے یا واپس آتا ہے اور رہم ناکردہ

گناہ [illegible] شکایت دوستانہ ہوتے ہیں۔

مینیجر رسالہ حسن

اشتہار باغستان

ہمارے باغ مین ایشیا اور یورپ کے مشہور مشہور اور دور دراز مقامات سے آئے ہوے میوون کے پودے موجود ہین جنکی نظیر شاید تمام ہندوستان مین بہت کم ہوگی [illegible] پودھون کے نام معہ تعداد اقسام لکھے جاتے ہین جو صاحب شوق خواہش کرین طلب [illegible]

(۱) قلمی (پیوندی) آم	۴۴	اقسام فی	۸ر	(۲) سیب	۳۳	اقسام فی	[illegible]
(۳) شفتالو	۱۴	″ ″	۵ر	(۴) آلوبخارا	۹	اقسام	[illegible]
(۵) انار	۵	″ ″	۴ر	(۶) شہتوت	۲	″ ″	[illegible]
(۷) بیر	۶	″ ″	عم	(۸) زردآلو	۵	″ ″	[illegible]
(۹) جام (امرود)	۷	″ ″	۴ر	(۱۰) سنترا	۱۲	″ ″	[illegible]
(۱۱) چکوترا	۵	″ ″	عم	(۱۲) انجیر	۵	″ ″	[illegible]
(۱۳) انگور	۵۲	″ ″	۸ر	(۱۴) دامبی (چین کا میوہ)	۲	″ ″	[illegible]
(۱۵) لکاٹ	۵	″ ″	عم				

جو درخت فی الحال تیار نہون تاریخ درخواست سے ایک مہینے کی مہلت مین بھیجدیے جائنگے۔

المشتہر

محمد عبدالصمد خان منیجر رسالہ حسن

دنیا کی ممکن الوقوع آیندہ حالت

اس امر کا قطعی فیصلہ کرنا کہ آیندہ کل جہان و ما فیہا کی کیا کیفیت ہوگی آسان نہین ہے
مگر اس صدی مین کئی جھوٹے دعوی کرنے والے پیشین گوؤن نے دنیا و ما فیہا کی
حالت آیندہ کے مشکل عقدہ کو حل کرنے کی جرأت کی ۔ چنانچہ چند برس گذرے کہ گوشہ
گذار ہوا کہ دنیا کا خاتمہ سنہ ۱۸۸۱ء مین ہو جائیگا ۔ بہت سے جاہل مسلمانون نے یقین کیا
کہ سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین بڑے زبردست واقعات بر روے کار آئینگے ۔ اور حضرت امام مہدی
کا ظہور ہوگا اندنون بھی اکثر مسموع ہوتا ہی کہ یہہ آخری زمانہ کلجگ کا ہی اور دور نہین ہے
کہ اسی دور آخر مین دنیا کا خاتمہ ہو جائے ۔ گذشتہ صدی کے وسط مین علی العموم
لوگونکا خیال تھا کہ آفتاب کبھی نہ کبھی زیادہ کھنچ جانے سے یہہ سیارون کا نظم بالآخر
ضایع ہو جائیگا ۔ ایسا خیال لاگرانج فیلسوف کی تحقیقات کا نتیجہ تھا جسنے ظاہر کیا
کہ دائرہ سیارگان کے قطر کا طول ایک حال پر مقرر نہین یعنی گھٹتا بڑہتا ہی اور سیارے
بعد مرور ایام کافی یعنی بقدر احتیاج غیر محدود اور بے انتہا فاصلون پر پہونچ جاینگے
اور بے شمار زمانہ کے بعد یہہ سیارے آفتاب مین جذب ہو جاینگے بعد اسکے ایک
دوسرے ریاضی دان مسمی لیپ لیس نے ثابت کیا کہ نظام سیارگونکے قطر
لاگرانج کے مقولہ کے بموجب گھٹتے بڑہتے نہین اور انکی پایداری کو کسی قسم کا
صدمہ نہین پہونچ سکتا ۔ یہہ لیپ لیس ہی تھا جسنے سب سے پہلے نظام سیارگانکی
صحیح حقیقت دریافت کی اسنے یہہ خیال ظاہر کیا کہ غالبا ہواے شمسی ایکدفعہ
کل نظم شمسی مین بکھر گئی تھی اور نظم شمسی کی بیرونی گیاس تمام اجزا اپنے اپنے مرکز

کشش کیطرف کھنچ گئے اور گویا جگر بڑے اور چھوٹے مدور سیارے رفتہ رفتہ بن گئے۔
سر ولیم ہرشل نے جو کہکشان کا مشاہدہ کیا اُس سے اس مسئلہ کی عام طور پر تصدیق ہوتی ہے (یعنے اس مشاہدہ سے نہ صرف نظم شمسی کی ترکیب معلوم ہوتی ہے بلکہ نظم ستارگان کی بناوٹ بھی ظاہر ہوتی ہے) اس مسئلہ کی رو سے کل کائنات کبھی ایک روشن گیاس نما مادہ سے بھری ہوئی تھی جو رفتہ رفتہ منجمد ہوتا گیا اور اب بھی مرکز کشش کیجانب کسیقدر کم و بیش فاصلہ پر منجمد ہو رہا ہے۔ وہ گیاس نما مادہ اب بھی انجماد کی مختلف حالتون مین پایا جاتا ہے جسکی حد ستارے کی پوری ساخت سے لیکر گیاس نما مادہ کے نہایت رقیق حالت تک ہے۔ سر ولیم ہرشل نے کہکشان (۱) چھہ درجون مین تقسیم کیا ہے۔

(۱) ستارون کی وہ گچھے جنمین ستارے صاف صاف نظر آتے ہین جیساکہ خاص کہکشان مین چھوٹے ستارے یکجا ہوتے رہتے اور دوسرے ستارون سے قابل امتیاز فرق رکھتے ہین۔

(۲) قابل تفریق کہکشان یعنے وہ ستارے جو دیکھنے سے بالکل ملے ہوئے ہین بہ نیز معلوم ہوتے جسکی تفریق اور تشریح کرنے کے لئے تاکہ ستارون مین باہمی امتیاز رہے زیادہ قوی دوربین کی ضرورت ہوتی ہے۔ لارڈ راس نے بذریعہ اپنے چھہ فٹی آفتابی دوربین کے دریافت کہ بہت سے کہکشان جو پہلے ناقابل

نوٹ (۱) کہکشان کی چھہ قسم مین اُن مین ایک وہ ہے جو عام طور سے صاف صاف دکھلائی دیتی ہے اور جسکو سب لوگ کہکشان کہتے ہین بقیہ محض آنکھ سے بہت صاف نہین معلوم ہوتی۔

تفریق سمجھے جاتے تھے فی الحقیقت ستارون کے مجموعہ ہین - اور اس سے آخر یہہ نتیجہ نکالا کہ کل کہکشان بجز اسکے کہ خوشہ انجم ہون اور کچھہ نہین ہین جنمین وہ کسی طاقتور (دوربین) کے ذریعہ سے تفریق کئے جا سکتے ہین مگر اس خیال کی بطالت اسپکٹراسکوپ کے دیکھنے سے ثابت ہوگئی کہ واقعہ مین کہکشان ضرور ہین جو نہ منجمد ہین اور نہ رقیق اور جسمین روشن گیاس بظاہر نائٹروجن اور ہیڈروجن کے ہین -

(۳) کہکشان جو ازروئے صحیح تعریف کے اس نام کے مستحق ہین یعنے وہ جنکے حدود غیر مقرر ہین اور ستارون مین تفریق نہین کئے جا سکتے -

(۴) سیارون کا کہکشان یعنے وہ کہکشان جو ہمارے ستارون کے مشابہ ہین اور بہت دہندلی روشنی کے ساتھہ چمکتے ہین -

(۵) چھوٹے ستارون کا کہکشان یعنے وہ کہکشان جو ستارون سے بنے ہین اور باہم اسقدر فاصلہ پر ہین کہ نہایت چھوٹے چھوٹے چمکیلے نقطے معلوم ہوتے ہین

(۶) کہکشان کے ستارے یعنے وہ ستارے جنکے گرد کہکشان کا مادہ یا ہوا جمع ہے مثلاً آٹھوین درجہ کی روشنی کا ستارہ جو پرسس کے مجموعہ کے بائین پیر پر ہے اوسکے گرد کہکشان کی ہوا جمع ہے یہہ اجرام مکمل بنے ہوئے ستارے اور اصلی یعنے گیاس نما کہکشان کی درمیانی حالت رکھتی ہین ان کہکشانون کی روشنی نہایت دہندلی ہوتی ہے اور کہین کہین ایک دوسرے سے زیادہ روشن دکھلائی دیتی ہے کیونکہ انجماد کی مختلف حالتون مین رہتے ہین -

کہکشان کے مسائل سے صرف ستارون اور سیارون کی بناوٹ ہی نہین معلوم
ہوتی بلکہ علم ہیئت کے بہت سے مسائل حل ہوتے ہین جنکی اتبک تشریح نہین ہوئی
مثلاً سیارون کی آفتاب کے گرد ایک ہی جانب گردش - اور اسی جانب انکے
انحار کا دورہ از روئے علم طبیعات کل کائنات نظام شمسی ستارے اور کہکشان
سے بنی ہے جو ایک بڑی کل کے مشابہ ہے اور جو قدرتی قوت کے قانون پر
چلتی ہے اور کیمیائی طور سے تسلیم کیا جاتا ہے کہ یہہ دنیا نہایت چھوٹے چھوٹے
ناقابل تقسیم ذرّون سے بنی ہے اور اُن مین باہمی کسیقدر تفاوت بھی رہتا ہے
یہہ ذرے مثل بڑے اجرام کے قانون کشش ح قوت کیمیائی وغیرہ کے تابع
ہین ایک اور قوت ہے جسکو ہیٹرن کہتے ہین جو ایک ہی قسم کے ذرّون کے
باہمی کشش سے ہوتی ہے ذرّہ اُن مادون مین سب سے چھوٹی چیز ہے جو کیمیائی
ترکیب مین کام دیتا ہے اور ایک ایک ایسی ذرون مین کئی کئی اور چھوٹے
ذرّے ہوتے ہین - گو کتنی ہی قوت دار خوردبین ہو دونون قسم کے ذرون
مین کسی کا دیکھنا ممکن نہین - مگر اس کا وجود ضرور ہے چنانچہ سر ولیم ٹامسن جو
منجملہ نہایت مشہور عالم طبیعات مین سے ہین اُنکی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر
ایک قطرہ آب کو بذریعہ تصور کے زمین کی جسامت کے برابر بڑہائین اور جسقدر
اوس مین ذرے ہین اوسی مناسبت سے جسیم کرین اوس وقت ہر ذرہ
قطرہ آب بندوق کی گولی سے بڑا معلوم ہوگا اگرچہ کریکٹ کے گیند کے برابر
نہو یا یون سمجھنا چاہیئے کہ ایک قطرہ پانی مین ۵ لاکھ مہاسنکھ ذرے سے کم نہین ہوتے

ایک خاص خاصیت ان تمام مادونمین ہی جسمین کل چھوٹے بڑے اجرام داخل ہین گو وہ سیار
ہون یا ستارے یا آفتاب یا کہکشان یعنے کہ وہ مدامی گردش مین رہتی ہین کبھی سکون نہین جتنی طبعی
تغیرات ہین وہ حرکت کے اظہارات یا نتائج ہین مثلاً جب کسی جرم مین حرارت بڑہائی جاتی ہی تو
اُس ترقی سی اُس جرم کے کل ذرونمین علیحدگی اور اُنکی حرکت مین زیادہ تیزی ہوجاتی ہے
جب خاص درجہ تک ذرونمین حرکت کی تیزی ہوتی ہی تب روشنی پیدا ہوتی ہی یہ حرکتین
گردکے جوہر رقیق تک پہونچتی ہین جس سے گرمی اور روشنی باہر پھیلجاتی ہی یہی حرکت جو اس
لچیلی اور ناقابل وزن رقیق جوہر مین پہونچتی ہی جو تمام باہر پھیلتی ہی الکٹرو میگنیٹک
(قوت برقی مقناطیسی) کا باعث ہوتی ہی جیسا کہ ہرٹز نے ثابت کیا ہی جسطرح جوہر رقیق مین
حرکت ہونے سی گرمی و روشنی اور قوت برقی و مقناطیسی پیدا ہوتی ہے اوسیطرح ہوا مین حرکت دینے سے
آواز پیدا ہوتی ہی پس جسقدر طبعی تغیرات ہین سب ایک ہی سبب سے واقع ہوتی یعنی حرکت
اور کل طبعی قوتین (گرمی روشنی آواز وغیرہ) حرکت مین تبدیل ہوجاتی ہین لیکن مقدار
قوت جو دنیا مین ساری ہی ہمیشہ ایک ہی حالپر رہتی ہی نہ کمی ہوتی ہی اور نہ بیشی اور نہ از
سرنو پیدا ہوتی ہی اور نہ موجودہ غائب ہوجاتی ہی کبھی کسی شکل مین ظاہر ہوتی ہی اور کبھی
کسی مین مگر مجموعی مقدار جسقدر ہی اسمین فرق نہین پڑتا۔ مثلاً اگر کسی کانچہ کی چھڑ کو ایک خاص
مقدار قوت سے ریشم سی رگڑین تو گرمی آواز اور برقی قوت پیدا ہوگی اگر ان سبکو حرکت مین تبدیل
کرین تو جس قوت سی ریشم نے چھڑ کو رگڑا تھا وہی قوت پیدا ہو۔ دوسرا طریقہ یہہ ہی کہ اگر پانی کو
ایک خاص مقدار تک گرم کرین اور اُسکی حالت بدل کر پانی سی بخار لائین جس سے انجن چلا سکتے ہین
تو اُس حالتمین گرمی کی قوت کو حرکت کی قوت مین تبدیل کرتے ہین اور اگر حرکت کو گرمی مین

تو پہلے کیطرح اُسمین اوسیقدر گرمی پائی جائیگی اس تجربہ سے ظاہر ہی کہ ایک قسم کی قوت
دوسری قسم کی قوت مین تبدیل ہوجا سکتی ہے لیکن یہہ بھی ہی کہ مجموعی مقدار قوت مین
کبھی فرق نہین آتا۔ ڈاکٹر جول اور سر ولیم ٹامسن و دیگر عالم طبیعات کی تحقیقات سے یہہ امر
پایہ صداقت کو اچھی طرح پہنچگیا ہی کہ قوت مین کبھی گھٹا و بڑہاو نہین ہوتا اور اس کا
کلیہ ہوگیا ہے سائینس پر ڈاکٹر جول کا بڑا احسان ہی اور جس سے اس اصول کی صداقت
مضبوط بنیاد پر قایم ہوگئی جسنی حرارت اور حرکت کی باہمی نسبت کو مقرر کردیا سر ولیم ٹامسن نے
اپنی تحقیقات متعلق تبدیل قوت سے نہایت عمدہ عمدہ نتیجے نکالے ہین۔ اُنھوں نے قطعی طور سے ثبوت کردیا
ہے کہ اگرچہ کسی جسم کی آشکارا حرکت کی پوری قوت گرمی کی قوت مین متبدل ہوجا اور کوئی
نقصان قوت مین نہ آئے تاہم کوئی طریقہ ابتک ایسا دریافت نہین ہوا جس سے ہم کل گرمی کی
قوت کو بحال سابق آشکارا حرکت کی پوری قوت مین پھیر لادین مثلاً کل گرمی جو پانی کو بخار مین
تبدیل کرنیکو استعمال کیجائے وہ سب کی سب حرکت مین تبدیل نہین ہوسکتی بلکہ کچھہ نکل بھاگتا ہے
پس کوئی طریقہ ابتک معلوم نہین جس سے یہہ خفیف حرارت باہر پھیلی رہتی ہی حرکت مین پھر بدل
ہوجا کسی جسم کو گرمی اوسیوقت ایسی حرکت مین تبدیل ہوسکتی ہی جبکہ وہ اجسام گرد اگرد سے زیادہ
گرم ہو اور جبتک حرارت حرکت مین تبدیل ہوتی ہی اوسوقت بہت سا جزو حرارت کا گرم اجسام سے
سرد اجسام مین گذرتے ہین اور حرکت یا کسی قسم کی تبدیلی نہین پیدا ہوتی یہہ مصدقہ امر صرف
حرارت کے متعلق نہین ہے بلکہ اوسیطرح دوسری قوتون کے نسبت ہے جو سب سے اعلی ہی ادنی سطح کیجانب
رجوع کرتے ہین اور حرکت کیلئے کم مفید ہوتی ہین۔ اگر کوئی قوت ادنی سطح مین کبھی حرکت مین
تبدیل ہوسکتی ہے تو یہہ سمجھنا چاہئے کہ چند دوسری قوتین جو اعلی سطح پر ہین نیچی سطح پر
آگئی ہے پس اگرچہ قوت کی مقدار ہمیشہ یکسان قایم رہتی ہے لیکن کام کی قوت

رفتہ رفتہ زائل ہوتی جاتی ہے۔ قوت کے زوال کو بربادی قوت نام رکھا ہے۔
پس جس آسانی سے فعل کو حرارت مین تبدیل کر سکتے ہین اگر اُسی آسانی سے حرارت
کو فعل مین کرتے تو ہمارے لئے یہہ امر کوئی مشکل نہوتا کہ کوئی کل ایسی بناتے جو ہمیشہ
برابر چلا کرتی۔ کیونکہ اگر ایسا کرنا چاہین تو ہمکو لازم ہوگا کہ اپنے گرداگرد کی تمام خفیف
حرارتون کو جمع کر کے قوت فعلیہ مین تبدیل کرین یہہ قوت پھر حرارت مین
تبدیل ہو سکتی ہے اور اگر ممکن ہو کہ پھر اوسکو پلٹ کر قوت فعلیہ مین منتقل کر سکین
مگر چونکہ یہہ دور ممکن نہین اسلئے کوئی کل بھی دوامی نہین چل سکتی۔ قدیم فلسفیون نے
بہت کوششین کین کہ کوئی کل ایسی تیار ہو جو ہمیشہ چلتی رہے۔ اگر ایک پہیا نہایت
صاف دُھری پر ایسے ظرف کے اندر رکھی جائے جسمین سے ہوا بالکل نکال لیگئی ہو
اور پھر ہوا نہ جانے پائے تو بغیر اسکے کہ کوئی دوسرا اوزار اوسکے آیندہ حرکت
دہی کا لگایا جائے وہ ہمیشہ ایک حالت پر گھومتی رہیگی۔ لیکن دقت یہی ہے کہ
نہ حسب خواہش ہموار دُھری ہو سکتی ہے اور نہ بالکل ہوا سے خالی ظرف ہو سکتا ہے
جب تک کوئی ایسی تدبیر نہ نکلے جس سے موجودہ رگڑ اور رکاوٹ جاتی رہی اوس وقت
تک کوئی کل دائمی چلنے والی نہین ملسکتی۔ چنانچہ زمین اور دوسرے سیاری کے
نسبت بھی یہی خیال ہوتا ہے کہ انکا دور دائمی نہین ہے کیونکہ انکی رفتار مین
بھی وہی رگڑ اور رکاوٹ مائل ہے۔ دائمی کل سے یہہ مراد ہے جو پوری قوت کے
ساتھ غیر منتہی اوقات تک برابر چلتی رہے اور کوئی شئے قوت لگانیکی ضرورت
نہ پڑے۔ ایسے کلون مین قوت فعلیہ بلا مدافعت جاری رہیگی جو حرکت کے

تیسرے قانون کے برعکس ہے۔ سر ولیم ٹامسن کے قانون متعلقہ بربادی قوت کی روسے ایسی دائمی کلون کا ہونا ناممکن ہی نہین ہے بلکہ اوس سے یہہ نتیجہ نکلا ہے کہ رفتہ رفتہ اس دنیا کی حالت ایسی ہوجائیگی جسمین کوئی ذیروح مثل موجودہ ساخت کے بسر نہین کرسکیگا کیونکہ اوسکی کل قوت دوسری شکل مین تبدیل ہوکر تمام دنیا مین گرمی پھیلائیگی۔ ہمارے سیارے (زمین) پر کے تقریباً کل امور فعلیہ شعاع آفتاب کے نتایج ہین۔ پروفیسر ٹیٹ نے مفصلہ ذیل قوتون کو ساکت لکھا ہے (۱) قوت ایندھن۔ (۲) قوت غذا۔ (۳) قوت ذخیرہ آب۔ (۴) قوت امواج (۵) قوت کیمیاوی جو اصلی گندھک اور لوہی زمین کے اندر علیحدہ علیحدہ رہنے سے ہوتی ہے جو قوت ایسی اشیا مین جیسے ایندھن مین بھری رہتی ہین وہ کلہم اجمعین آفتاب کی شعاع سے پہونچتی ہین۔ جو پودھون کی مادہ سبزی سے ہوا سکے کاربونک ایسڈ گیاس کی غذا کو جدا کرسکتا ہے۔ کاربن اور اکسیجن کے علیحدہ اجزا کی کیمیاوی قوت لکڑی اور کوئلہ کی ساکت قوت ہے جو جلاتے وقت حرارت مین تبدیل ہوجاتی ہے۔ شعاع آفتاب کاربونک ایسڈ گیاس کو جدا کردینے مین اسقدر طاقت خرچ کردیتی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی پودے کی پتی کا فوٹو لینا چاہے تو اوس مین کافی قوت باقی نہین رہجاتی۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو کچھ ایندھن مین قوت ہے وہ آفتاب کی کرن کا نتیجہ ہے۔ علی ہذا غذا کی قوت کا بھی وہی مبدا ہے۔ اور یہہ تو ظاہر ہے کہ پودھون کی قوت آفتاب پر منحصر ہے جو جانورون کی غذا ہے اور اگرچہ ان چھوٹے جانورون کو اونسے بڑے جانور

کھا جائین لیکن بالاخر جانورون کی قوت کی ابتدا وہی شعاع آفتاب ہے حیوانات کے
گوشت جنکو ہمیشہ خوراک دیجاتی ہے اوسکے خارج شدہ کاربن ہوا کے اکسیجن کے ساتھہ
کیمیاوی امتزاج پاتے ہین۔ یہہ تبدل و امتزاج اجرام کو حرارت مین تبدیلی نہیں
پیدا کرنے دیتی اور قوت کی ایک بنیاد سمجھی جاسکتی ہے جس سے کام نکال سکتے ہین
جب کوئی جانور ساکت رہتا ہے تو جو گرمی کاربن۔ ہیڈراجن۔ اور اکسیجن کی کیمیاوی
امتزاج سے پیدا ہوتی ہے وہ اوس حرارت کی مساوی المقدار ہوتی ہے جو اوس کے
جسم سے نکل گئی ہے اور جب کوئی جانور مصروف کار ہوتا ہے تو ملحاظ کمی بیشی افعال
اوسکی مقدار حرارت نکلجاتی ہے۔ بادی النظر مین یہہ امر بعید القیاس معلوم ہوتا ہے
کہ کوئی جانور کام کیحالت مین بہ نسبت سکوت کے زیادہ محرور ہوجاتا ہے۔ لیکن
واقعات سے یہہ امر ثابت ہوجاتا ہے کہ ایسی حالت مین کاربن اور ہیڈروجن
کی زیادہ مقدار خارج ہوجاتی ہے یا یون سمجھو کہ غذا یہہ قوت حیوانی حرارت
و حرکت کی قوت مین تبدیل ہوجاتی ہے۔ پانی کی قوت بھی شعاع آفتاب سے
حاصل ہوتی ہے۔ شعاع آفتاب کی حرارت سے جو ہمیشہ سطح آب سے بخار اُٹھتا ہے
اور اس طرح سے بخارات کچھہ یکجا جمع ہوکر گاڑہی ہوجاتے ہین اون سے ابر بنتا ہے
اور جب یہہ ابر اور بھی منجمد ہوتے ہین تو مینہہ برستا ہے اور یہہ مینہہ کا پانی ہے
جو مرتفع مقامون مین جمع کیا جاتا ہے اور جس ذریعہ سے پنچکیان چلتی ہین۔ لہرون
مین جو قوت ہوتی ہے بخلاف اُس قوت کے جسکا اوپر بیان ہوا ہے زمین کی
گردش اور ماہتاب۔ زمین اور آفتاب کی باہمی کشش پر منحصر ہے ماہتاب

جو بہ نسبت دوسرے فلکی اجرام کے زمین سے زیادہ قریب ہے پانی پر زیادہ موثر ہے زمین اپنی معمولی حرکت کے ساتھہ پانی کو جو ہمیشہ چاند کیجانب کھینچا رہتا ہے کسیقدر روکتی ہے اس رکاوٹ سے جو پانی اور زمین کے درمیان ہے زمین کی گردشی قوت مین نقص آجاتا ہے - علاوہ برین زمین کی گردش اوسکے مقناطیسی قطبون کے روزانہ گردش سے تہوڑی سی رکجاتی ہے - اور یہہ بات دوسرے امور متعلقہ ہیئت سے ثابت ہوگئی ہے - جسقدر زمانہ گذشتہ مین گرہن پڑے ہین اگر انکا انداز زمین کی موجودہ اور مقرری دورہ سے لگایا جائے تو جسقدر حقیقت مین گرہن گذشتہ زمانہ مین ہوئے ہین - انکی تطبیق پوری طور سے نہین ہوتی ناموافقت کا باعث یہہ ہے کہ زمین کی قوت گردشی مین رفتہ رفتہ تنزل ہوتا گیا - اسی سے یہہ بھی ظاہر ہے کہ زمین کی یومیہ گردش مین قوت کم ہوجائیگی جس سے زمانہ گردش یومیہ طول ہوجائیگا یہانتک کہ جسقدر زمانہ مین زمین کے گرد ماہتاب دورہ کرتا ہے اوسیقدر عرصہ مین زمین اپنے گرد دورہ کریگی جس سے ایکدن ایکماہ کے برابر ہوجائیگا -

جب یہہ نوبت پہونچ جائیگی اوس وقت زمین اور پانی مین مثل حال کے کوئی مزاحمت باقی نہ رہجائیگی اور اسلئے کسی قسم کی گردشی قوت کو زوال نہوگا ہملوگوں کو معلوم ہے کہ چاند کا چہرہ ہمیشہ زمین ہی کیطرف رہتا ہے اور اوس کا سبب بدرجہ غالب یہی ہے کہ چاند کے رقیق حصہ پر زمین کی قوت کشش عرصہ دراز سے پوری پوری ہے -

عطارد اور زہرہ و دیگر سیارون کے اقمار بھی اپنے اپنے مقدم سیارون کیجانب
ہمیشہ نمایان رہتے ہین یعنے جو حال ہمارے چاند کا ہے وہی ان اقمار کا۔ اس سے
ظاہر ہے کہ ہماری زمین کا آخر کو بھی حال ہوگا کہ اُسکا چہرہ ہمیشہ چاند کی جانب رہے
ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ لہرین جو اکثر پنچکیون کے چلانے مین کام آتی ہین زمین
کی گردش اور چاند کی کشش پر منحصر ہین منجملہ اقسام قوت کے اب سب سے
آخری قوت سکون کا ذکر باقی ہے جو ہمارے سیارہ یعنے زمین پر کے مختلف
عنصرون کے کیمیاوی علحدہ اجزا مین پائی جاتی ہے۔ مگر اس سے کسی کام کی
قوت نہین پیدا ہوتی۔ ابتدا مین زمین کے اجسام اکثر مرکب نہین تھے رفتہ
رفتہ انکی کیمیائی انصال سے حرارت پیدا ہوئی۔ لیکن یہان پر اس قوت کا
ذکر کوئی فائدہ بخش نہوگا۔ قوت محرکہ کی خاص کار آمد اقسام یہہ ہین۔ ہوا۔
اور پانی جبکہ دونون حرکت مین ہون۔ ہوا۔ جو اکثر ہوا چکیون کو چلاتی ہے
اور جہازون کو سمندر مین بہاتی ہے اوسکی قوت آفتاب کے شعاع اور زمین کی
حرکت پر منحصر ہے۔ خط استوا پر کی ہوا بوجہہ حرارت کے پھیلجاتی ہے
اور گرد کی ہوا سے ہلکی ہونے سے بہت بلند ہو کر قطبین کیجانب بہتی ہے۔
اوسیطرح قطبین کی ہوا بہت نیچی ہو کر خط استوا کیجانب اس خالی جگہہ کو
پُر کرنے کیلئے آتی ہے جو قطبین مین جانے سے ہوتی ہے۔ اس سے ثابت
ہوتا ہے کہ قوت ہوا محرکہ بہت کچھہ شعاع آفتاب پر منحصر ہے اور اوپر بیان ہو چکا ہے
کہ آب محرکہ کی قوت کا بھی وہی ماخذ ہے۔ ہوا سے زیادہ پانی کی قوت کا

استعمال فائدہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ پس موجوان اور گندہک ولوہا و دیگر فلزات کے علیحدہ علیحدہ اجزا کی کیمیاوی قوتین بمقابلہ دیگر قسم کی قوتون کے بہت خفیف ہین۔ پس اس سے بآسانی یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ زمین پر کی تقریباً کل کارآمد قوتین آفتاب سے متعلق ہین۔ آفتاب زمین سے دس لاکھ مرتبہ سے بھی زیادہ بڑا ہے اوسی لحاظ سے یہہ روشنی اور حرارت کا بہت بڑا مخزن ہے۔ آفتاب کی کل حرارت مین سے زمین پر صرف ۲ ارب دس کروروان حصہ پہونچتی ہے۔ جو حرارت آفتاب سے نکلتی ہے اوسکے نسبت بہت عقلین اڑائی گئی ہین ایک بیان یہہ ہے کہ آفتاب ابتدا اس گرم پیدا کیا گیا اور اب وہ رفتہ رفتہ سرد ہوا جاتا ہے۔ اس قیاس کے لحاظ سے صرف پروفیسر بالفور اسٹیورٹ کی تحریر کا اقتباس یہان پر کافی ہوگا۔ وہ کہتے ہین کہ علوم و فنون کے جاننے والے اس قیاس پر متوجہہ نہین ہوتی۔ دوسرا قیاس یہہ ہے کہ آفتاب کی حرارت بوجہہ کسی مادہ کی جلنے سے ہوتی ہے۔ لیکن دائمی حرارت کے قایم رکھنے کیلئے صرف کیمیاوی افعال کافی نہین ہوسکتی۔ تیسرا مسئلہ یہہ ہے کہ حرارت آفتابی برقی قوت کے بکثرت موجود رہنے سے قایم ہے۔ اس اصول سے بھی کافی اطمینان نہین ہوتا کیونکہ اس قوت کی ابتدا کا پتہ بالکل نہین لگتا۔ بہرحال سب سے زیادہ قابل اعتماد جو رائے حرارت آفتابی کیلئے ہے وہ کہکشان کے قیاسات پر مبنی ہے اور اس اصول کے موافق آفتاب کی حرارت اوسکے مادون کے انجماد (دباؤ) کیوجہہ سے ہے اور اسکی تصدیق ہیلمہولٹز اور ٹامسن کے تحریرون سے ہوتی ہے۔

آفتاب مین مادہ منجمد کی قلت جو بمقابلہ زمین کے مادون کے چہارم حصہ ہی اوسکی وسعت
کیوجہہ سے ہے مرکز آفتاب کیجانب اوسکے اجزا رفتہ رفتہ کھنچے جاتے ہین اور اوسکی گرمی کو
بدستور قایم رکھتے ہین - نیوٹن اور ہفن نے قیاس کیا کہ دمدار ستارے آفتاب کی خوراک
ہوسکتی ہین اور عموماً یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ شہاب ثاقب یا اوس مادہ کی چیزین جو آفتاب کے
گرد گھوما کرتی ہین ہمیشہ آفتاب مین پڑکر ایندہن کا کام دیتی ہین - لیکن جسقدر کثرت سے
حرارت آفتاب سے پیدا ہوتی ہے اوس لحاظ سے یہہ خوراک نہایت خفیف معلوم ہوتے ہین
اسلئے صاف معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ تر حرارت منحصر ہے آفتاب کے انجمادی مادون پر
یہہ رفتار انجماد غیر محدود طریقہ سے نہین جاری ہوسکتی اور یہہ ظاہر ہے کہ جب آفتاب کے
اجزا کی کل قوت کشش جو مرکز کیجانب رجوع ہے حرارت مین تبدیل ہوکر نکلجائیگی
تو آفتاب مین تمازت رہیگی اور نہ روشنی اوسوقت زمین پر کوئی ذی روح زندہ
نہ رہیگا کیونکہ ثابت کیا گیا ہے کہ ہوا اور پانی کی زندگی کا ماخذ و مبدا بتوسط یا بلا
توسط آفتاب ہی ہے - اور زمین کا رفتہ رفتہ سرد ہوجانا تو علم طبقات الارض سے
ثابت ہوگیا اور علم تحجرات الارض سے یہہ بھی پایہ صداقت کو پہونچگیا کہ زمین کے
طبقہ محرقہ کے رفتہ رفتہ سرد ہونے سے وہان طبقہ معتدل کے اشجار اگنے لگے اور
طبقہ معتدل مین طبقہ باردہ کے - اور اس امر کا پوری طور سے یقین ہوگیا اور یقین
ہونے کے کل دلائل بہم پہونچگئے ہین کہ جو باتین - زمین - آفتاب اور دوسرے
نظام شمسی کے متعلق صحیح ہین وہ غالباً کل کائنات کیلئے بھی صحیح ہونگی جسمین ستارے
اور کہکشان داخل ہین کیونکہ قانون قدرت تمام اور بلا تفریق حکومت کرتا ہے -

اور وہی اصول جو کہکشان کے متعلق قایم کئے گئے ہین وہی اصول کل کائنات کی بناوٹ
کے مانے جاتے ہین - اسلئے خواہ مخواہ یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آخر کو کل اجسام کی حرارت
و برودت ایک ہی درجہ پر آجائیگی اور قوت حرارت کا قوت فعلیہ مین متشکل ہونا
ناممکن ہوجائیگا کیونکہ افعال کا سرزد ہونا امزجہ کے ناموافقت سے ممکن ہے - کل
کائنات کی قوت روزبروز خراب ہوتی جاتی ہے کیونکہ قدرتی میلان امزجہ کی ناموافقت
کو برابر کردینے کیجانب رجوع ہے جسکا نتیجہ آخر مین یہہ ہوگا کہ اگرچہ مقدار قوت بحال
سابق قایم رہیگی مگر کوئی ذی روح زندہ نرہیگا - حیوانات یا نباتات مین تخلیق قوت
کی طاقت نہین ہے وہ صرف رہنمائی کرتے یعنی قوت کا استعمال کرتے ہین مگر
قوت کی پیدایش اونکے اختیار مین نہین ہے - نباتات صرف کاربونک ایسڈ گیاس
کو جو حیوانات سے نکلتا ہے آفتاب کے شعاع سے - کاربن اور آکسیجن بناتا ہے -
اور یہہ قوت کیمیاوی اجزا کے علیحدگی کی اسوجہہ سے ہے کہ حرارت آفتاب اسمین
تبدیل ہوجاتی ہے - آفتاب مین بھی کوئی قوت طاقت پیدا کرنیکی نہین ہے
کیونکہ قوت حرارت آفتاب اوسکی انجماد کیوجہہ سے حاصل ہوتی ہے - لیکن
اس امر کا جواب کہ آفتاب اور ستارون اور کہکشان مین ابتدا سے قوت منتشر
کہان سے آئی کسی سائنٹفک آدمی کے پاس نہین ہے - علی ہذا یہہ بھی وہ نہین
بتلا سکتے کہ جب کل قوتون کی تبدیلی یکسان حرارت مین ہوجائیگی تو اس کا
کیا نتیجہ ہوگا اگرچہ یہہ امر بدرجہ یقین معلوم ہے کہ دنیا کے قوتون کی مقدار مین
کوئی فرق نہ آئیگا - ذیروح اور غیر ذیروح خلقت مین جیسی مادہ کی مقدار ایکحال پر

رہتی ہے ویسی قوت کی مقدار بھی ایک ہی حال پر رہتی ہے۔ یعنے گھٹاؤ بڑہاؤ نہین ہوتا اگر غیر ذیروح خلقت مین کچھہ قوتون کا گھٹاؤ ہوتا ہے تو اوسیقدر ذیروح خلقت مین بڑہاؤ ہوتا ہے اور اوسیطرحسے اسکا عکس سمجھہ لینا چاہئے۔ بعض عالمون نے جو لکھا ہی کہ زندگی کی ترقی کا کوئی واقعی سدراہ نہین ہے صاف صاف اصول قوت و مادہ قیامی کی مخالفت کی ہی اور جو اصول تجربہ دونون سے غلط ثابت ہوگیا ہے۔ اگرچہ یہہ صحیح ہے کہ ذیروح کے تغیرات مثلاً پیداوار۔ ترقی شادابی۔ اور موروثی اثر غیر ذیروح (معدنی) خلقت مین بمقابلہ ذیروح (نباتی وحیوانی) خلقت کے نہین پائے جاتے لیکن اس سے یہہ لازم نہین آتا کہ کیمیاوی قانون جو غیر ذیروح خلقت پر حاوی ہے ذیروح اجسام کیلیے بالکل بیکار ہے۔

ہملوگون کو خوب معلوم ہے کہ بہت سی حالتون مین ایک ہی قانون کیمیاوی مرکبات بنانیکے لئے دونون غیر ذیروح اور ذیروح خلقت مین مستعمل ہوتا ہے۔ اگرچہ زندگی کی اصلیت ہنوز سمجھہ مین نہین آئی لیکن اسقدر تو قطعی طور سے تسلیم کیا گیا ہے کہ بالآخر اوسکا دارمدار آفتاب پر ہے۔ کیونکہ اوسکی آیندہ ترقی و کثرت کیلیے اوسکو خوراک ملنا ضرور ہے۔ زندگی کے قیام کیلیے حرارت اور روشنی کی ضرورت ہے۔ کسی ذیروح کی زندگی خاصکر اعضا کے کامل درستگی پر منحصر ہے اور جب اسمین انحطاط ہوتا ہے تو زندگی کا اکثر خاتمہ ہوجاتا ہے پس زندگی کی قوت بجز اسکے اور کچھہ نہین کہ حرارت آفتابی ایک دوسری قوت مین تبدیل ہوجاتی ہے۔ اور یہہ قوت کیمیاوی نسبت رکھتی ہے پس زندگی ایک نازک اور ناپائدار کیمیاوی قوت والی کل (بدن) کے ساتھہ چل رہی ہے

اور قوت زندگی کوئی نئی روح یعنے قوت نہین ہے بلکہ ایک حالت تبدیل شدہ اس قوت کی ہے جسکا ابھی ذکر ہوا - چونکہ دنیا کی مقدار قوت محدود اور نا قابل تغیر ہے اسلئے زندگی کی بھی حد ہے اس تحریر مین ہمنے لطور احسن ظاہر کردیا ہے کہ قوت کس کس طرح سے ظاہر ہوا کی کبھی کسی حالت مین اور کبھی کسی مین اگرچہ مقدار قوت ہمیشہ ایک حالپر قایم رہتی ہے - اور یہہ بھی ظاہر کردیا گیا کہ تقریباً زمین کی کل قوتین آفتاب سے مستخرج ہوتی ہین - اور پر بیان ہوا یہہ قوت گھٹتی جاتی ہے - یعنے اعلی اسطح سے ادنی اسطح کیجانب اخراج ہورہا ہے اور رفتہ رفتہ بیکار ہورہا ہے - آفتاب سے بہت بڑی مقدار حرارت کل کائنات مین یکساں طور سے پھیل رہی ہے اور اگرچہ آفتاب کی حرارت اسکے مادون کے انجماد سے اعتدال پر رہتی ہے لیکن طبعی رجحان ایسا پایا جاتا ہے کہ کل مادی اجسام کی حرارت رفتہ رفتہ ایک حالت پر ہوجائیگی اور اسوقت پورا یقین ہے کہ دنیا کی ایسی حالت ہوجائیگی جسمین کوئی ذی روح کا زندہ رہنا محال ہوجائیگا - اور یہہ اُمر ثابت کیا گیا ہے کہ چاند اور دیگر اقمار سیارگان اپنے مقدم سیارون کیجانب ایک ہی رخ رکھتے ہین کیونکہ اقمار مین جو جسے رقیق اور منجمد مادون کے ہوتے ہین انمین بوجہہ رقیق مادون کے سیارون کے جانب کشش ہونے سے رکاوٹ پیدا ہوتی ہے - اسیوجہہ سے زمین بالآخر اپنا رخ چاند کیجانب کرلیگی - کیونکہ بدلائل قوی ثابت ہوگیا ہے کہ زمین کی قوت گردش پر رفتہ رفتہ گھٹ رہی ہے - اسکی کافی شہادتین ملگئی ہین کہ زمین ابتدا مین رقیق تھی اور اصول کہکشان کے موافق اس حالت کے پہلے زمین بھاپ کی شکل مین رہی ہوگی افتاب کے مادی رفتہ رفتہ

جمتے جاتے ہین جس سے حرارت نکلتی ہے اور انسانون و دیگر ذیروح کے بقا کا باعث ہوتی ہے جیسی کہ ابھی دنیا مین موجود ہین زمین کی تہہ کی نہایت قدیم اشیائے متحجر کیمبرین چٹانون مین پائی جاتی ہین جو پلیازواک طبقہ کا اول حصہ ہے - مگر اس زمانہ مین اونکی قدامت معلوم کرنیکا کوئی ذریعہ نہین بلکہ کسی واقعات طبقات الارض کے صحیح ایام نہین جان سکتے - کہ کب سے کبتک قیام رہیگا آدمی کی پیدائش یورپ اور ہندوستان مین پلیس ٹوسین کے زمانہ مین ہوئی او اگرچہ یہہ زمانہ بہ نسبت اور زمانون کے بہت دور کا نہین ہے بلکہ نہایت قریب کا ہے تاہم کوئی تاریخ یا وقت انسان کی پیدائش کا مقرر نہین ہو سکا جبکہ پہلے آدمی کی پیدائش کو پلیس ٹوسین زمانہ مین ہوے ہزارون برس گذرے تو ہم نہین کہہ سکتے کہ کتنی کرورون برس پہلے ذیروح کو کیمبرین ایج مین پیدا ہوئے گذر چکے ہونگے اوسیطرح کہ اس دنیا پر ذی روح کتنے برس تک رہینگے ہم نہین کہہ سکتے بلحاظ کثرت مقدار حرارت جو آفتاب سے نکلتی ہے اور تقریبا اوسی مقدار کی حرارت جو مادون کے انجماد سے بھرتی ہے پروفیسر ہلمہوٹز ذیل کا ریمارک کرتے ہین -

اگر قطر آفتاب سالانہ ۲۵۰ فٹ یا تقریبًا بیس برس مین ایک میل منجمد ہو تو اس حساب سے ۴۵۰ میل منجمد ہونے کیلئے ۹۰۰۰ برس کی ضرورت ہوگی - اور یہہ ایسی مقدار ہے جو فاصلہ آفتاب کے لحاظ سے نہایت خفیف ہے اوسیطرح گو کتنی ہی بڑی قوی دوربین ہو ناقابل دریافت ہے اور اس سے یہ ظاہر ہے کہ جو حرارت آفتاب سے ہر سال نکلکر تمام دنیا مین ساری ہوتی ہے وہ پھر بحال سابق پوری ہو جایا کرتی ہے یہہ سچ ہے کہ نظام شمسی بلکہ کل کائنات کی نہایت ہی

ضعیف ہین لیکن جو کچھ ہین وہ ایک چھوٹی حیثیت مین دنیا کے بہت بڑے قدرتی کامون کے نمونہ ہین - سر ولیم ہرشل کے قیاسات کے موافق بعض کہکشان جسکو انہون نے سیارون کا کہکشان نام رکھا ہے ہمارے سیارون (عطارد - زہرہ - زمین) سے مماثل ہین - اور جیون جیون ہماری علم ہیئت کو ترقی ہوگی ہمکو معلوم ہوگا کہ ستارون کا سلسلہ نظام شمسی کے سلسلہ سے ملتا ہے

بائی میٹلزم

ہندوستان مین بہت کم مہاجن اور اہل دول ہین جو طلائی اور نقرئی سکون کے موجودہ اور آیندہ حالت پر غور کرتے ہون یا اوسکی ماہیت سے کما حقہ وقفیت رکھتے ہون۔

ذیل مین ہم بائی میٹلزم کی کچھہ کیفیت درج کرتے ہین جسکے ملاحظہ سے واضح ہوگا کہ دول یورپ مین اس مسئلہ کے حل کرنے کے جانب ارباب دانش نے کسقدر جہ اپنی توجہ مبذول کی ہے۔

یہہ مسئلہ عموماً ہندوستان کے واسطے نہایت ضروری ہے اور کچھہ تعجب نہین کہ بہت جلد اہل ہند کو بہی اس جانب توجہ کرنی پڑے۔

الغرض اسبارہ مین ہم اپنی رائے تو بالفعل نہین لکھتے ہین بلکہ اس مسئلہ اہم کو اہل الرائے کی رائے پر چھوڑ دیتے ہین۔

اور ہم دیکہنا چاہتے ہیں کہ ہندوستان مین وہ کتنے لوگ ہین جو ایسے ایسے امور معظم مین عمدہ رائے دین۔

اگر اس بارہ مین کوئی صاحب کچھہ تحریر فرمائین تو ہم بخوشی تمام اس مخزن مین درج کرینگے بشرطیکہ مضمون قابل اندراج ہو۔

بائی میٹلزم کسکو کہتے ہین

۱۸۶۵ء مین فرانس بلجیم اٹلی اور سوئٹزرلینڈ نے آپسمین ایک عہد کیا جسکی روسے یہہ قرار پایا کہ دارالضرب مین طلا اور نقرہ دونون قسم کی سکون کا مسکوک ہونا بلا روک ٹوک جاری رہے - اور اگر کسی شخص نے طلائی سکون مین کوئی رقم قرض لی ہو وہ اسکو نقرئی سکون مین ادا کر سکے - اس عہد نامہ سے غرض یہہ تھی کہ چاندی یا سونے کی قیمت گرنے نہ پائے کیونکہ جس صورت مین دارالضرب کے لئے سونے ہی کی خواہش ہوتی تھی اُس صورت مین سونے کا بہاؤ اکثر زیادہ ہوتا جاتا تھا - اس عہد نامہ کی رو سے یہہ بات قانوناً قرار پائی کہ ایک اونس سونے کی قیمت ۱۵½ اونس چاندی کی قیمت کے برابر ہے و بالعکس - اس عہد نامہ کا نام لیٹن یونین ہے -

جنگ فرانس و جرمنی کے بعد اس عہد نامہ مین کسیقدر فتور ہوا - کیونکہ جرمنی والون نے فرانس سے جنگ کا ہرجانہ طلائی سکون مین طلب کیا - اس ہرجانہ کی مقدار دو سو میلین پونڈ یعنے ۲۴ ارب سکہ کمپنی یا ۳۰ ارب روپیہ چالو تھی - اس ہرجانہ کی رقم ملجانے پر جرمنی نے انگلستان کی طرح مونو میٹلزم کا طریقہ جاری کیا یعنے صرف سونے کو اسٹانڈرڈ سکہ قرار دیا - جرمنی کی اس کارروائی سے دو نتیجے پیدا ہوئے - اول یہہ کہ سونے کی (مانگ) خواہش زیادہ ہوئی اور دوم یہہ کہ وہ چاندی جو نقرئی سکہ جات کیلئے ہر سال جرمنی مین خریدی جاتی تھی وہ بیکار یونہین پڑی رہی اور اس سبب سے چاندی روز بروز ارزان ہوتی گئی - چاندی کے سستے ہوجانے سے دول اربعہ کو سخت دقت پیش آئی کیونکہ انہون نے

چاندی اور سونے مین ۱۵½ : ۱ کی نسبت قرار دی تھی حالانکہ اب وہ نسبت دونون سکون مین باقی نہین ہے۔ اس دقت کے رفع کرنیکے واسطے لیٹن یونین والون نے یعنے دول اربعہ مذکورہ بالا نے آپسمین یہہ قرار کیا کہ آیندہ سے نقرئی سکّے مسکوک ہونا ملتوی کیا جائے اور صرف بوقت اشد ضرورت نہایت تھوڑی مقدار کے چاندی کے سکّے مسکوک ہوا کرین۔ مگر اُنہون نے عہدنامہ کی پہلی شرط کو بحال رکھا یعنے یہہ کہ قرضدار اپنے قرضہ کو مختلف جنس کے سکون سے ادا کر سکتا ہے۔

امریکہ والون نے جنگ کے دنون مین سکہ جات کی کمیابی کیوجہہ سے تھوڑی تھوڑی مقدار کے نوٹ اپنے ملک مین جاری کئے تھے۔ ان نوٹون کو گرین بیک کہتے تھے۔ سنہ ۱۸۷۹ع سے امریکہ والون نے اعلان کر دیا کہ جسکے پاس وہ نوٹ موجود ہون وہ انکو سرکار مین داخل کرے اور اُن کاغذون کی رقوم کے عوض مین نقد طلائی سکّے سرکار سے لیجاوے۔ چنانچہ سنہ ۱۸۹۳ع تک امریکہ والون نے ۳۰ ارب روپیہ سکہ حالی کے طلائی سکے اُن نوٹون کے معاوضہ مین لوگون کو دے۔ اسی سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ سونا روز بروز کسقدر کمیاب ہوتا جاتا ہے۔ علاوہ مسکوک ہونے کے اب سونے کا زیور اور دستکاریان بھی بکثرت بنائی جاتی ہین۔ چنانچہ قیاس کیا گیا ہے کہ تمام روئے زمین پر ڈیڑہ کرور پونڈ اسٹرلنگ کا سونا یعنے ۲۲½ کرور روپیہ سکہ حالی کا سونا ہر سال زیور وغیرہ مین کام لایا جاتا ہے۔

علاوہ ان اسباب کے سونے کے گران ہونیکا ایک سبب یہہ ہے کہ سنہ ۱۸۵۲ع سے اسطرف سونا کم مقدارون مین معادن سے دستیاب ہوتا ہے اور اسکے برخلاف چاندی معدنیات سے روز بروز بکثرت ملتی چلی جاتی ہے۔ سنہ ۱۸۹۴ع مین ایک کرور ۸۰ لاکھ پونڈ کا سونا یعنے ۲۷ کرور روپیہ حالی کا طلا دستیاب ہوا اور گذشتہ سال ۳۲ کرور روپیہ حالیہ

کی چاندی دستیاب ہوئی اور لطف یہہ ہے کہ دنیا بھر مین اب چاندی کے ظروف اور زیور بنانے کی رسم کم ہوتی جاتی ہے امور مذکورہ بالا سے بخوبی معلوم ہوجائیگا کہ چاندی کے ارزانی اور سونے کے گرانی کیلئے کیا کیا اسباب فراہم ہوئے ہین۔ جو سونا زیورات کیلئے خرید جاتا ہے وہ بہت کم مسکوک ہونے کیلئے دار الضرب بھیجا جاتا ہے کیونکہ زیور بنانے مین کچھہ صدی قیمت اوسکی بڑھ جاتی ہے۔ یہانپر یہہ بات بھی قابل غور ہے کہ دار الضرب کو ہر تین سو اشرفیون مین ایک اشرفی سالانہ نقصان ہوا کرتی ہے۔ یعنی سکون کے گھس جانے فی تین سو ایک کا نقصان ہوتا ہے۔

بیان مذکورہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ لیٹن یونین کی رو سے سونے اور چاندی مین جو ایک اور ۱۵½ کی نسبت قرار پائی تھی اوسے باقی رکھنا محال تھا ہان اگر دونون فلزات مین ایک اور ۲۰ کی نسبت قایم کیجائے تو قرین قیاس ہوسکتا ہے۔

محققان بائی میٹلزم کا مدعا یہہ ہے کہ دنیا مین اقوام اور دول کے باہمی اتفاق سے سونے اور چاندی مین ایک نسبت قرار پاجاوے اور دونون قسم کے سکے دنیا مین رائج ہون۔ اگر ایسا ہو تو ہندوستان مین جہان چاندی رائج ہے تمام اشیا کی قیمت ارزان ہوجائیگی اور آخر کو کچھہ تعجب نہین کہ ایک ہنگامہ ہوجائے۔ مانو میٹلزم والے (یعنی وہ لوگ جو چاہتے ہین کہ فقط سکہ طلا رائج کیا جائے) یہہ کہتے ہین کہ شاید آیندہ سونا بکثرت پیدا ہو اور یہہ بھی کہتے ہین کہ چونکہ چاندی کا استعمال زیورات وغیرہ کیلئے روز بروز گھٹتا جاتا ہے اسلئے اب چاندی کو سکہ جات کے طور سے استعمال کرنا خلاف مصلحت ہے۔ مضمون نویس کا قول ہے کہ جب روئے زمین کی تمام دولتین باتفاق

باہمی سونے اور چاندی مین ایک نسبت قرار دیلیوین تو خود بخود چاندی کی قیمت گران ہوتی جائیگی۔ اور یہہ بات بھی بہت آسان ہے کہ چند سال تک مختلف اقوام دونون فلزات کیلئے ایک نرخ ٹھرالین اور اگر اس مابین مین قیمت مین کچھہ فرق ایجاد ہوے تو میعاد کے ختم ہونے کے بعد دوسرا نرخ ٹھر الینا آسان ہوگا۔

جرمنی خود اپنے کیئے ہوئے پر افسوس کرتی ہے اور فقط طلائی سکہ کو جاری کر دینے پر کف حسرت ملتی ہے اور تمام دول اس بات کو بخوبی مانتے ہین کہ بائی مٹلزم کا تمام دنیا مین جاری ہونا ضروریات سے ہے۔ مگر سب انگلستان کا انتظار کر رہے ہین انگلستان مین محققین کی دو رائے ہین بعض مانو مٹلزم چاہتے ہین اور بعض بائی مٹلزم کو مفید خیال کرتے ہین مگر عوام کو اس مسئلہ پر بالکل توجہ نہین ہے فقط

نوٹ چند روز گذرے کہ انگلستان مین جو کچھہ غیر مکمل تصفیہ ہوا وہ بائی مٹلزم کے حق مین ہے لیکن ہنوز یہہ مفید ہند مسئلہ قطعی طور سے فیصل نہین کیا گیا۔

امریکہ

ریاستہائے متحدہ جمہوریہ

تمہید

رسالہ حسن مین جہان اور تاریخی و تمدنی مضامین عالی فہم حضرات کے قلم سے نکلے ہوئے درج ہوتے ہین وہان ایک صیغہ ایسا بھی رکھا گیا ہے جو عموماً ہر دماغ کیلئے دلچسپ ہے یعنے مشہور ممالک ایشیا و یورپ کی موجودہ پولٹیکل حالت۔ دینی و دنیوی تعلیم۔ بری و بحری قوت۔ حکمران عناصر کی کیفیت وغیرہ جو معمولی جغرافیون یا سفرنامون مین بالتشریح نہین پائی جاتین۔ قبل اسکے سلطنت اسٹریا اور روم وایران کا مفصل حال درج ہوچکا ہے ان واقعات کے ملاحظہ سے واضح ہوا ہوگا کہ تغیرات عالم کیسے کیسے ہوئے قرنون مین کہانتک تنزلی یا ترقی ہوئی۔ اسباب عزت وشوکت کیسے کیسے پیدا ہوئے باقاعدہ اور باضابطہ حکومت اور بالعکس طریقہ والی مین کیا فرق ہے اور اسکے کیا نتائج ہین۔ ایک ملک کو دیگر ممالک سے کہانتک مفید یا مضر واسطہ رکھنا ہوتا ہے۔ انٹرنیشنل لا کو کسقدر وسعت ہے متذکرہ بالا ممالک کی موجودہ کیفیت لکھنے کے بعد اس دنیا کے دو مشہور اور قدیم براعظم سے منہہ موڑکر آج نئی دنیا مین قدم رکھتے ہین اور الوالعزم ناظرین کے روبرو ایک ایسا آئینہ پیش کرتے ہین جو آج دنیا بھر مین باعظمت تصور کیا جاتا ہے اوسکی قدیم اور موجودہ حالت کا جو موازنہ کریگا خدا جانے اوسکی آنکھون کے روبرو کیسے کیسے جلوہ گذر جائینگے اور کیسے کیسے حوصلہ مند امنگین سینون مین بھر جائینگی اس سے زیادہ ہمکو کچھہ لکھنے کی ضرورت نہین ہے۔

ضابطہ وطرز حکومت

ضابطہ حکومت کی بنیاد ۱۷ اسٹمبر ۱۷۸۷ء کے مجموعی قوانین پر ہے جسمین ۱۵ دسمبر ۱۷۹۱ء ودس ترمیمین

اور شامل کیگئین اسکے بعد پھر حسب تقاضائے وقت اور بھی ترمیمین ہوائین چنانچہ گیارہوین ترمیم ۸ جنوری ۱۷۹۸ع کو بارہوین ۲۵ ستمبر ۱۸۰۴ع کو تیرہوین ۱۸ دسمبر ۱۸۶۵ع کو چودہوین ۲۸ جولائی ۱۸۶۸ع کو اور پندرہوین ۳۰ مارچ ۱۸۷۰ع کو *

امریکہ کے مذکورہ بالا ضابطہ کی روسے حکومت تین صیغون مین منقسم ہوگئی ہے جوڈیشل (دیوانی) اکزکیٹو (عاملی) لیجسلیٹو (واضع آئین و قوانین) - امریکہ مین انتظامی صیغہ میر مجلس سے ملتی ہے جو چار برس تک اس عہدہ جلیلہ پر ممتاز رہتا ہے اور بعد انقضائے ایام مقررہ پھر میر مجلس معہ نائب میر مجلس کا مفصلہ ذیل طور سے منتخب ہوتا ہے

اس بیان مین جہان لفظ امریکہ کا آگیا ہے وہان امریکہ کی جمہوریہ ریاستہائے متحدہ سے مراد ہے جسکو انگریزی مین یونائٹڈ اسٹیٹس آف امریکہ کہتے ہین چونکہ یہہ سلطنت بہت سے چھوٹے بڑے صوبون پر جنکو ریاست کہتے ہین منقسم ہے اسلئے ہر صوبہ کو ازروئے انصاف میر مجلس کے ووٹ مین حق دیاجاتا ہے - پس وہان کے قاعدونکے موافق کانگرس کیلئے ہر ریاست سے بلحاظ اوسکی

نوٹ * چونکہ قانون ملک کے لوگون اور انکی ضرورتون کے موافق تیار ہوتا ہے اور ضرورتون مین حسب اقتضائے زمانہ تبدیلیان بھی ہوتی رہتی ہین اسلئے عمدہ گورنمنٹ کا اصول ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ بلحاظ ضروریات رعایا قانون مین تبدیلیان کرتی رہین لہذا امریکہ کی مذکورہ بالا قانونی ترمیمین جو محض عام اہل ملک امریکہ کیلئے کیگئین عمدہ خیال کے نتایج کہی جاسکتی ہین - بعض لوگونکا خیال ہے کہ مسلمانون کی شریعت مین تبدیلی یا کچھہ ترمیم ممکن نہین لیکن یہہ خیال واقف کارون کا نہین ہے بلکہ جہان تک شریعت کا رخ عام معاملات دنیوی سے ہے اوس مین حسب ضروریات وقت قیاسات کو ضرور دخل دیا گیا ہے اور یہی مذہب زیادہ تر مسلمانونکا ہے -

رقبہ اور آبادی کے منتخب کنندون کی ایک جماعت جو واضعان قانون اور وکلائے ریاستہائے مختلف کے مجموعہ کے مساوی ہون مقرر کئے جاتے ہین۔ لیکن کوئی شخص جو اس سلطنت کی ماتحتی مین اعتباری یا سود مند عہدہ دار ہو یا واضع آئین و قوانین یا وکیل ریاست ہو وہ منتخب کنندہ نہین تسلیم کیا جائیگا۔ الکٹر کا صحیح مفہوم اردو منتخب کنندہ ٹھیک طور سے نہین ہے۔ کیونکہ رعایا سے انتخاب کرنے کا طریقہ ان ممالک مین کبھی نہ تھا جسکے لئے کوئی لفظ وضع ہوتا۔ گورنمنٹ امریکہ کا یہہ ہی ضابطہ ہے کہ کانگرس کے اختیار مین منتخب کنندون کا انتخاب کیا جانا اور پھر انکا ووٹ رکھنا ہی ووٹ کا دن تمام ملک مین ایک ہی ہوتا ہے۔ ضابطہ حکومت مین یہہ بھی ذکر ہے کہ کوئی شخص بجز اوسکے جو وہان پیدا ہوا ہو یا اس ضابطہ کی اشاعت کے وقت وہان ہو میر مجلس نہین ہو سکتا اور نیز اوسکے لئے بھی ناممکن ہے جو ۳۵ برس کی عمر سے کم ہو یا ۱۴ برس سے کم اوس حصہ امریکہ مین رہا ہو۔

میر مجلس افواج بری و بحری اور نیز فوج ملیشیا کا جو مصروف خدمت یونین رہتی ہے کمانڈر انچیف ہوتا ہے۔ اوسکو اختیار ہے کہ کل قوانین نافذ شدہ کانگرس کو منسوخ کر دے لیکن باوجود اوسکے امتناع کے ہر بل قانون ہو سکتا ہے بشرطیکہ بعد امتناع کے کانگرس کے دونون ہوسون نے ⅔ راون سے منظور کر لیا ہو۔ نائب میر مجلس بلحاظ اپنے سلسلہ عہدہ کے مجلس واضعان قوانین کا سرگروہ یعنے میر مجلس ہوتا ہے اور اگر میر مجلس قبل از وقت انتقال کر جائے یا استعفا پیش کرے تو نائب بقیہ ایام کیلئے میر مجلس ہو جاتا ہے اور مجلس واضعان قوانین اپنے یہان کے صدر نشینی کیلئے اوسی اوقات کے واسطے نائب میر مجلس مقرر کر لیتی ہے۔

میر مجلس اور نائب میر مجلس کا انتخاب ہر چوتھی سال بروز سشنبہ جو نومبر کے پہلے دوشنبہ کے بعد

اتا ہے ہوا کرتا ہے چوتھی مارچ کو منتخب شدہ جدید میر مجلس باگ انتظام اپنے ہاتھون مین
بعد معمولی ادائے مراسم کے لیتا ہے سب سے اول میر مجلس اس رفیع الشان سلطنت کا جارج
واشنگٹن ہی جسنے انگلستان کی حکومت سے اس حصہ امریکہ کو متواتر جنگونکے بعد خلاصی دلائی اور وہی
پریسیڈنٹ ہوا۔ میر مجلس کے انتخاب کا وقت مقررہ گذر گیا اور حسب دستور انتخاب بھی ہو گیا
ابھی گذشتہ ماہ نومبر مین مسٹر ہیریسن [illegible] سے بمقابلہ سابق میر مجلس کلیولینڈ کے
پریسیڈنٹ ریاست متحدہ امریکہ حسب غلبہ آراے منتخبین بنایا گیا۔ واقفکارون کو معلوم ہوگا
کہ گورنمنٹ برطانیہ کے سفیر [illegible] لارڈ سیکول متعینہ دار الحکومت نیو یارک نے بذریعہ
تحریر کے کلیولینڈ ہی کے انتخاب کے نسبت اپنی خواہش ظاہر کی تھی حالانکہ از روے قانون کسی
سلطنت کے سفیر کو اجازت نہین ہے کہ وہ انتخاب میر مجلس سلطنت مین اپنی مرضی کا اظہار کرے
اور یہی وجہ ہے کہ مدبران سلطنت متحدہ کو نہایت ناگوار گذرا اور سفیر انگلشیہ کو پروانہ راہداری
کا دیکر کہدیا کہ اب سے آپکا سفارتی تعلق سلطنت متحدہ سے نہین ہے۔

جارج واشنگٹن اول پریسیڈنٹ (میر مجلس) ۱۷۳۲ء مین پیدا ہوا اور ۱۷۹۹ء مین مر گیا
میر مجلسی ۱۷۸۹ء سے ۱۷۹۷ء تک کی اوسوقت سے لیکر گذشتہ نومبر ۱۸۸۸ء تک بائیس ۲۲ میر مجلس ہو چکے
جسمین اولی بھی داخل ہے۔ ان میر مجلسیون مین چھہ ایسے ہین جو درجہ نیابت سے اس عہدہ
جلیلہ تک اپنی خوش قسمتی لیاقت اور ہر دل عزیزی سے پہونچے۔

اگر قبل انقضاے ایام نائب میر مجلس انقضاے ہی مر گیا تو سکریٹری آف اسٹیٹ کو وہ جگہہ ملتی ہے
اور اوسکے بعد اوسی سلسلہ سے کیبنٹ کے دوسرے رکنون کو قایم مقامی (منصبی) دیجاتی ہے
انتظامی امور کی نگہداشت کیبنٹ سے ہوتی ہے جسمین سات ممبر ہوتے ہین اور ہر ممبر

ایک خاص صیغہ کا افسر اعلی ہوتا ہی - ان ممبرون کا انتخاب پرسیڈنٹ وقت کے اختیار مین ہوتا ہے لیکن یہہ بھی ضرور ہی کہ مجلس واضعان آئین کی منظوری ہوجائے - ہر افسر کا محکمہ جدا رہتا ہی اور بجز میر مجلس کے اور کسیکی ماتحتی نہین ہوتی صیغہ جات مذکورہ بالا حسب تفریح ذیل ہین

۱ - سکرٹری آف اسٹیٹ - بے ارڈ
(معتمد سلطنت)

۲ - سکرٹری آف ٹریژری - فیر چائلڈ
(معتمد خزانہ)

۳ - سکرٹری آف وار - انڈی کاٹ
(معتمد جنگ)

۴ - سکرٹری آف دی نیوی :- وٹنی -
(معتمد بحری)

۵ - سکرٹری آف دی انٹیریر :- لیمر
(معتمد داخلیہ)

۶ - پوسٹ ماسٹر جنرل :- ویکس
(مہتمم صدر ٹپہ خانہ)

۷ - اٹرنی جنرل :- گارلینڈ
(وکیل سرکار)

میر مجلس کی سالانہ تنخواہ پچاس ہزار ڈالر یا دس ہزار پونڈ اور نائب میر مجلس کی سالانہ ماہوار آٹھ ہزار ڈالر یا سولہ سو پونڈ ہوتی ہے اور یہی ماہوار یعنے آٹھ ہزار ڈالر اُن ساتون وزیرون کو ملتی ہے جو اپنے اپنے صیغون کے افسر اعلی ہین -

آج کل کے نرخ کی روسے اگر ایک شلنگ ۶ پنس کا روپیہ مان لیا جائے تو میر مجلس سلطنت متحدہ کو ماہوار ۱۲ ہزار روپیہ سے کسیقدر زاید ملتا ہے - جو ۳۵ لاکھ میل مربع پر حکومت کرتا ہے اور کل افواج بحری و بری کا کمانڈر انچیف ہی حالانکہ ہمارے گورنر جنرل کی ماہانہ تنخواہ قریب ۲۸ ہزار روپیہ کے ہے - جو دیسی ریاستون کو

بھی ملاکر پونے سولہ لاکھ میل مربع کا حاکم ہے اور جسکا کمانڈر انچیف جدا اور دیڑھ لاکھ روپیہ سے زاید سالانہ بھتہ پاتا ہے۔ یا یون سمجھو کہ امریکہ کا چار سالہ بادشاہ دس ہزار پوند سالانہ پاتا ہے بمقابلہ ہندوستان کے عارضی بادشاہ کے جو ۲۰ ہزار پوند سالانہ معہ بھتہ کے لیتا ہے اگر بڑون کی بڑی بات چھوڑ کر چھوٹے عہدہ دارون کا موازنہ کرین تو معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت متحدہ کا کوئی ایک وزیر جسکی تنخواہ انگریزی روپیون مین پونے تیرہ سو ماہوار ہے۔ ہندوستان کے کسی اعلی عہدہ دار کا پاسنگ بھی نہین ٹھہرتا جبکہ ہائیکورٹون کے ججون کو پونے چار ہزار روپیہ کے قریب تنخواہ ملتی ہے شاید وہان اعلی عہدون پر تقرر لایق امراؤن کا ہوتا ہے —

ممالک متحدہ امریکہ کی آئین سازی ایک کانگرس سے متعلق ہے جسمین سنٹ یعنے مدبران ملک اور وکلائے رستہائے مختلفہ شامل ہین سنٹ مین ہر ریاست سے دو دو ممبر ہوتے ہین جو چھہ برس کے لئے شاہی مجلس قانونی کیطرف سے چنے جاتے ہین شرکائے مجلس قانونی کی عمر تیس برس سے کم نہونی چاہئے اور ممالک متحدہ کے وہ کم از کم نو برس کے باشندے ہون۔ اور جس صوبہ سے منتخب ہون وہین کے باشندے بھی ہون —

علاوہ اس اختیار قانون سازی کے اس جماعت سنٹ کو بھی اختیار کلی ہے کہ میر مجلس کے مقرر کردہ عہدون کو قایم رکھے یا منسوخ کردے۔ علاوہ برین اس مجلس کے اراکین کسی عہدہ دار سرکاری کی بدانتظامی یا ظلم وستم وبدچلنی کی تحقیقات کرتے اور اوس پر آخری اور قطعی حکم لگا سکتے ہین اور رو کلاؤن کو صرف بدچلن عہدہ دارون کے جرمون کی تحقیقات کرنے کا منصب ہے۔

پس سنیٹ اور وکلاون مین وہی فرق ہے جو انگلستان کے ہوس آف لارڈز اور ہوس آف کامنز مین وکلاون کے طبقہ مین جو سنیٹرون سے ادنی اور انگلستان کے ہوس آف کامنز کے برابر ہے وہ ارکین جمع ہوتے ہین جنکو کسی ایک ریاست کے ۲۱ برس کے اوپر کے مرد منتخب کرین جو ازروئے قانون متعلقہ ریاست قابل سمجھے گئے اور درج رجسٹر ہو ہون۔ ضابطہ حکومت کی پندرہوین ترمیم سے استحقاق ہمشہری اختلاف قومیت اور رنگ سے زایل نہین ہو سکتا۔ مگر ہر مقام مین استحقاق رعایا یکسان نہین ہے۔ کم سے کم ایک برس کا باشندہ بہت سی ریاستون مین قابل رائے دہی کے سمجھا جاتا ہے۔ دو ریاستون مین صرف تین ہی ماہ کافی ہے۔ اور بعض ریاستون مین ٹیکس کی ادائی اور بعضون مین صرف رجسٹر مین مندرج ہونا مکتفی سمجھا جاتا ہے۔ غرض ہر صوبہ کے موافق قانونی سہولتین دیگئی ہین۔ جو انڈین قابل ادائے محصول نہین ہین وہ حق ہمشہری سے خارج ہین بہت سی ریاستون مین مجرم۔ بعضون مین جنگجو اور بعضون مین فریبی ووٹ نہین دینے پاتے۔ جزیرہ روڈ مین وہ شخص خارج از ووٹ سمجھا جاتا ہے جو ۱۳۴ ڈالر کی ملکیت نہ رکھتا ہو اور ریاست کنکٹیکٹ مین جو پڑھ نہین سکتا اوس سے رائے نہین پوچھی جاتی۔ ظاہر ہے کہ ایسے قواعد سے رعایائے سلطنت کو کسقدر آسانیان ہوگئین اور عزت حاصل کرنے کیلئے کیسے کیسے ضروری سامان کی بہم رسانی کی فکر ہوئی۔ ہر دسوین سال صوبون کی جنسے ہمارا مطلب ریاست ہی مردم شماری ہوتی ہے اور اوسی لحاظ سے رائے دینے والون کی تعداد مقرر کیجاتی ہے۔

اس قانون کے بموجب جب ۱۸۹۰ء مین مردم شماری کیگئی تو حساب سے معلوم ہوا کہ اس طبقہ وکلا مین ۳۵۶-۲۹۳ ارکین کا مجموعہ ہونا چاہیئے لیکن جب ۱۸۹۰ء مین مردم شماری ہوئی تو اوسط کے حساب سے ۳۲۵ وکلا لئے گئے۔

اخری مردم شماری کی رو سے ۱۵۰۰۰ ۱۵ باشندون مین سے ایک شخص نیابتاً کانگرس مین مدرجہ اوسط بھیجا گیا - سنہ ۱۸۸۶ع مین جب ممبر مجلس کے لئے ووٹ لیا گیا تو ایک کروڑ پانچ لاکھ آدمیون نے ووٹ دیا یعنے کل آبادی مین پانچوان حصہ - سنہ ۱۸۸۰ع مین ۲۱ برس سے زائد مردون کی تعداد ۱۲۸۳۰۲۴۹ تھی -

شرایط ضوابط حکومت کے موافق نائبون کی عمر ۲۵ برس سے کم نہونی چاہئے - اور سات برس سے ممالک متحدہ مین رہتے ہون - اور جس صوبہ سے چُنے گئے ہون وہین کے باشندے ہون -

علاوہ ان نائبون (ری پری زنٹیٹو) کے ہر ریاست سے ایک ایک وکیل (ڈلیگیٹ) اور لیا جاتا ہے تاکہ جو معاملہ اوسکی ریاست کے متعلق ہو یا کسی مباحثہ مین اوسکا فائدہ یا ضرر سمجھا جاتا ہو وہ گفتگو کرے مگر ایسے وکیل کو ووٹ دینے کا استحقاق نہین ہوتا - وکیلون اور نائبون کا انتخاب ایک ہی ہوتا ہے صرف فرق یہہ ہے کہ دو ریاستون مین عورتون کو بھی ووٹ دینے کا استحقاق ہے -

ہر بل قبل اسکے کہ قانون کی حیثیت مین لایا جاے بعد اعلی اور ادنی طبقون سے گذرنیکی ضرور ہے کہ ممبر مجلس سلطنت متحدہ کی نظر سے گذارا جاے اگر اوسنے نامنظور کیا تو مع اپنے وجہ نامنظوری کے اوسی طبقہ مین بھیجیگا جہان اوسکی بنیاد ہوئی تھی - بعدہٗ اُس بل پر اس طبقہ مین پہونچکر دوبارہ غور ہوتا ہے اور پھر مع اعتراضات کے دوسرے طبقہ مین اسیطرح بھیجا جاتا ہے جہان دوبارہ غور ہوتا ہے اور اگر دو تہائی ممبرون نے منظور کرلیا تو قانون بنجاتا ہے لیکن ایسے کل معاملون مین دونون طبقون کے رایون کا اندازہ بذریعہ ہان اور نہین کے کیا جاتا ہے اور دونون طبقون کے لوگون کے نام جو ہان یا نہین مین شریک ہوتے ہین

مندرج رجسٹر ہوتے ہین اگر کسی ممبر سے کوئی ایسی بات ہو جسے شرکت کے قابل نہ سمجھا جائے تو
جس طبقہ کا وہ ممبر ہوگا وہان کے دو تہائی رائے سے وہ شخص نکال دیا جا سکتا ہے۔
از روئے دفعہ پنجم ضابطہ حکومت کی ترمیم کا اختیار کانگرس کو ہے۔ دفعہ مذکور کا بیان ہے کہ جب ضرورت
ہوگی تو دونون طبقون کی دو تہائی رائے سے ضابطہ مین ترمیم ممکن ہے یا کل ریاست کے
دو تہائی ممبران مجلس واضع آئین و قوانین کی استدعا پر ترمیم ضابطہ پائی جائے
کانگرس کی ایک ایکٹ کے موافق جو ۲۰ جنوری ۱۸۵۶ء کو منظور ہوا سینٹر ری پرزنٹیٹو اور
ڈلیگیٹ کی تنخواہ سالانہ پانچ پانچ ہزار ڈالر یعنے ایکہزار پونڈ معہ اخراجات سفر مقرر ہے۔ خرچ سفر
وہی مجرا دیا جاتا ہے جو جائز طور سے مجرا دیا گیا ہو یعنے معمولی طور سے اپنے مقام سے سیدہا آنا اور سال
بھر مین ایک مرتبہ واپس جانا۔ زیادہ اخراجات بذمہ مسافر۔ اوسی ایکٹ کے رو سے ہوس آف
ری پرسے زنٹیٹو یعنے طبقہ ادنی کے اسپیکر کو آٹھ ہزار ڈالر یعنے سولہ سو پونڈ دئے جاتے ہین۔
(اسپیکر کسی مجلس مذاکرہ ملکی کے صدر نشین کو کہتے ہین جو اثنائے گفتگو مین ترتیب و تہذیب کلام
کرتا ہے اور لوگون کی سنتا ہے)۔
سینٹرون اور نائبون کے انتخاب کے لئے اوقات و مقامات و طریق از روئے ضابطہ سلطنت
مقرر ہین کہ اپنے اپنے صوبون کے قواعد کے موافق چن لئے جایا کریں مگر باستثنائے مقامات
انتخاب اور دوسری کارروائیون کو تبدیل کر دینے کا کانگرس کو پورا اختیار ہے۔ اور
اس وجہہ سے ایک قانون نافذ ہوا ہے جسمین طریق انتخاب کی ہدایت کی گئی ہے۔ جس زمانہ تک
کیلئے کسی شریک کانگرس کا اعلی خواہ ادنی طبقہ مین تعلق ہے اوس عرصہ تک وہ شخص ممالک
متحدہ مین کوئی سول ملازمت نہین کر سکتا گو اوسکی سابق کی تنخواہ مین کچھہ اضافہ ہوا ہو

یا اُنکے سر سے کوئی ملازمت اوسکے واسطے تجویز ہوئی ہو۔ علی ہذا کوئی شخص جو سرکاری ملازمت سے متعلق ہو وقتیکہ اوسکی علیحدگی ہوجائے شرکت کانگرس کا استحقاق نہین رکھتا۔ اور ممالک متحدہ مین سرکاری ملازمت کی لیاقت یاکسی اعتبار کے ثبوت کیلئے کوئی مذہبی شہادت نہین لیجاتی یعنے ہر مذہب یا ہر فریق مذہب کے بلا رعایت عہدے تقسیم کئے جاتے ہین۔

کانگرس کا قیام صرف دو ہی برس رہتا ہے یعنے اگر ایک کانگرس کا وجود ۴ مارچ ۱۸۹۸ء کو بوقت دوپہر ہوا تو اس کا قیام ۴ مارچ ۱۹۰۰ء کے دوپہر تک رہیگا۔ اوسوقت طبقہ ادنی (ری پرزنٹیٹیوز) کی کارروائی کا خاتمہ ہوجائیگا اور وہ اُسوقت انچاسوین کانگرس کو ختم کرکے دوسرے دو دو سالہ کو شروع کریگا۔ کانگرس کی ابتدا اور انتہا اُن سالون مین ہوتی ہے جو تعداد مین طاق ہوتے ہین جن قوانین کا تعلق براہ راست گورنمنٹ سے ہوتا ہے مثلاً شہرون کے قوانین وہ منجملہ محفوظ حقوق سلطنت کے سمجھے جاتے ہین۔ اور صرف شاہی مجلس آئین و قوانین مرتب کرتی ہے۔

صوبجات کے قوانین سب باہم متفق ہین گو فروعات مین کچھ اختلاف ہو علی ہذا انتظامی امور بھی سب جگہ ایک ہین طرز حکومت اور سبھون کی بنیاد سب جگہ ایک ہے۔ عالی اختیارات ہر صوبہ کے گورنر کے ہاتھون مین رہتے ہین جو مناسبت صوبون کو پوری سلطنت متحدہ سے ہے وہی گورنرون کے احکامات کو پریزیڈنٹ سلطنت سے۔ چند صوبون مین گورنر اپنی جانب سے لوگون کو منتخب کیے ہوئے ہین اور بصلاح مجلس واضع ائین اعلی عہدون پر مقرر کرتے ہین۔ مگر زیادہ تر صوبون مین گورنرون کے ذریعہ سے اعلی عہدون پر تقرری غیر منقدر خیال کیجاتی ہے۔

چنانچہ نیویارک مین قریب قریب کل عہدہ دار اور جج عام رعایا کے ووٹ سے چُنے جاتے ہین۔ میر مجلس کی طرح گورنران صوبہ جات مجلس واضع ائین مین سفارش

کر سکتے ہین اور اس امر کے جو یان رہتے ہین کہ آیا پوری طور سے قانون کے موافق کارروائی
ہوئی یا نہین۔ اور یہہ مجلسون کیطرح انکی سرزنش بھی ہو سکتی ہے عہدونسے خارج بھی کئے جا سکتے
ہین اگر انہونے کوئی ملکی سازش کی ہو یا رشوت لی ہو یا اور کوئی جرم کیا ہو۔

جو ترمیم ۱۸ دسمبر ۱۸۶۵ء کو پیش ہو کر منظور ہوئی اوسکے بموجب تمام ممالک متحدہ سے غلامی کا
رواج اُٹھہ گیا۔ جو ملکی اور تدنی بڑی تبدیلیان اس قانون سے ہوئین اوسکی تکمیل چودہوین
اور پندرہوین ترمیمون سے جو ۱۸۶۸ء و ۱۸۷۰ء مین منظور کیگئین جس سے سابق کے غلامون کو
ہمشہری کے حقوق عطا ہوئے۔

نظم سلطنت کیلئے جو ضوابط و طرایق سلطنت متحدہ امریکہ کے ہین وہ بیشک محمود ہین جس سے
ملک کی سرسبزی اور عام صیغون مین ترقی کی امید ہے۔ رعایا کے خواہشات اور حقوق
کا لحاظ رکھنا اور انکی مالی و ملکی بہبودیون کی عملی کوشش کرنا رعایا کو امور مملکت مین جس سے
انکو ہر وقت تعلق ہے شریک کرنا عمدہ اور لبرل گورنمنٹ ہونیکا ثبوت ہے۔ مگر اقتضای
عقل و ہوش یہہ بھی ہے کہ کسی ملک کی تقلید ملکی دوسرے ملک مین بجنسہ نہین ہو سکتی
کیونکہ اقسام رعایا مین اختلاف فوائد اور اضرار لابدی ہے۔ جب کل ملکی و مذہبی تعلقات
رعایا یکسان ہون اور کسی فریق کی دلشکنی اور حق تلفی متصور نہو تو رعایا کو آزادی رائے
و شرکت امور سلطنت کی عزت نہ دینا افسوس ناک ہے۔ باوجودیکہ ہندوستان مین
مختلف الاقوام رعایا ہے جسکی وضع و قطع مذہب و زبان و طرز تمدن وغیرہ باہم متضادت
ہین تاہم جہانتک حسب اقتضائے زمانہ مناسب سمجھا گیا گورنمنٹ برطانیہ نے رعایا کے منتخب
لوگون کو ملکی انتظامات مین دخیل کیا ہے اور یقیناً آیندہ اس اعزاز کو ترقی ہوتی رہیگی۔

غلامون کی آزادی (اگر آزادی کہی جائے) قابل تعریف ہی خاصکر جبکہ انکو حقوق ہمشہری عطا ہوی یہہ بھی ملحوظ رہے کہ مسلمانون نے اپنے غلامون کی اس سے بھی زیادہ قدر شناسی کی حتی کہ غلامی کو ذلیل حالت سے نکالکر رتبۂ اعلیٰ شاہی تک پہونچادیا جیساکہ گذشتہ نمبر مین داکٹر لٹنر صاحب نے ازروے واقعہ ثابت کیا اگرچہ موجودہ افریقی بردہ فروشی اور تکلیف غلامان اس مصیبت تک غلامون کی حالت سے بدرجہا کم ہے جو پرتگالی و دیگر عیسائی پادشاہون کے ہاتھون (قبل تنسیخ بردہ فروشی) پہونچا کرتی تھی لیکن تاہم ازروے شریعت اسلامی موجودہ طریقہ بردہ فروشی بالکل ناجائز ہے پس جو شخص مذہب اسلام سے اسکا تعلق ظاہر کرے وہ اپنی جہالت کا ثبوت دیتا ہی۔

مذہب اور تعلیم

ممالک متحدہ امریکہ کے ضوابط تمام مذاہب کو پوری پوری آزادی دیتے ہین۔ قریباً تمام یورپ کے مذاہب اور فریق اس ریاست مین پوری آزادی کے ساتھ بسر کرتے ہین ۱۸۵۰ء کی مردم شماری مین ۸۶۱۳۳ پروٹسٹنٹ اور ۵۹۷۰ رومن کیتھولک کے گرجے تھے۔ ۴۰۸۶۴ پروٹسٹنٹ اور ۶۳۶۶ رومن کیتھولک پادری تھے۔ ۳ کرور پروٹسٹنٹ اور ۱۸۸۰ء مین رومن کیتھولک ۶۸۳۲۲۵۵۴ تھے ۱۸۸۰ء مین ۵۰ مذہبی مجالس کا وجود اس ملک مین جدا جدا تھا چنانچہ پروٹسٹنٹ مین سب سے زیادہ متھاڈسٹ فرقہ تہا جسکے تابعین ۱۸۸۰ء مین ۳۷۱۲۰۰۰ تھے اسیطرح درجہ بدرجہ بیپ ٹسٹ نوتھیرنا۔ پرس بٹیرین۔ کن گری گیشنلسٹ۔ ڈسائیپل آف کرایسٹ۔ ایس کوپل۔ یونائیٹڈ بہ درن۔ رفارمڈ چرچ۔ مارمنس۔ اور فرینڈز۔ فرقے ہین۔ آخری فرقہ کی تعداد ۱۸۸۰ء مین ایک لاکھ تھی۔

ممالک متحدہ امریکہ مین تعلیم عام طورسے مروج ہی اور کوئی دقیقہ اوسکی ترقی کا اٹھا نہیں

رکھا گیا - لیکن باوجود اس کوشش کے گروہ کے گروہ ہنوز ایسے ہین جو حروف تہجی سے بھی ناآشنا ہین اوسکی وجہہ صرف یہی ہے کہ غلامون کا وجود بہت دنون تک رہا انکا پہلا اثر اب تک باقی ہے علاوہ برین کثیر التعداد جاہل جلاوطن دوسرے ممالک یورپ و ایشیا سے برابر چلے آتے ہین -

سنہ ۱۹۰۰ء کی مردم شماری سے تمام ملک مین منجملہ کل ۲,۶۷,۲۱,۶۰۷ لڑکون کے جنکی عمر دس برس سے زیادہ تھی ۳۱,۴۳,۲۲,۴۹ پڑہنے کے قابل اور ۵۰,۹۹,۳۹,۲۳ لکھنے کے قابل نہ تھے - اول الذکر فیصدی ۴,۱۳ اور موخر الذکر فیصدی ۱۷ ہوتے ہین سنہ ۱۸۸۰ مین یہہ نسبت ۱۷ اور ۲۰ کی تھی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابتدائی تعلیم مین بہت کچھہ ترقی ہوئی - یورپین لڑکون مین جو دس برس سے زاید ہین اور جو وائٹ یعنی سفید چمڑے والے کہلاتے ہین فیصدی نہ لکھ سکنے والے ۴,۹ تھے اور نیٹو وائٹ لڑکے یعنے وہ جو یورپین باپ اور دیسی مان سے ہون اونکا اوسط فیصدی ۷,۸ تھا - اور بیرونی یورپین (یعنے جن لوگون نے توطن نہین اختیار کیا) لڑکون کا اوسط فیصدی ۱۲ تھا - ملک مین زیادہ تر بیعلمی خاصکر جنوب کے کالے لوگون مین ہے جہان ناآشنایان تحریر کی تعداد اوسطاً کل دس برس سے اونچے لڑکون مین فیصدی ۷ ہے -

چونکہ مشرقی صوبون مین بہ نسبت شمال کے درمیانی صوبون کی صنعت و حرفت کا بازار زیادہ گرم رہتا ہے اسلئے وہان علم کی جانب کم متوجہ ہوتی ہین اور آئرلینڈ - فرانس اور کناڈا کے لوگون نے وہین توطن اختیار کرلیا - صرف جرمنی اور اسکینڈی نیویا کے لوگ شمالی درمیانی صوبون مین چلے گئے - صوبہ کیرولینا کے جنوب مین سب سے زیادہ بیعلمی ہے جہان دس برس سے اونچے لڑکون مین قریب بنصف کے حرف شناسی سے بالکل بے بہرہ ہین -

۹۶-۱۸۹۵ء مین طالب علمون کی تعداد جو چار برس سے لیکر ۱۲ برس تک عمر کے ہین۔ ۷،۰۱۸،۰۰۰ انمین سے ۱۱،۴۳۵،۲۹۷ مندرج رجسٹر مدارس تھے اور ۷،۲،۷۹،۶۱۶ ایسے تھے جو روزانہ عام مدرسون مین زیر تعلیم تھے۔

گورنمنٹ ممالک متحدہ کا دستور نہین ہی کہ شاہی خزانہ سے براہ راست تعلیم مین روپیہ خرچ کرے بلکہ ہر صوبہ کے تعلیمی اخراجات کیلئے اوس مقام کی عام ملکیت سے ایک جزو وقف کر دیتی ہے۔ جسکی آمدنی حسب ضابطہ صوبہ متعلقہ دوامی قیام مدارس کیلئے کافی ہو جاتی ہے۔ اور جو کچھ ہر صوبہ سے محصول بلا توسط ،، لیا جاتا ہے اوسمین سے تعلیمی وقفی آمدنی کو مضبوطی ہوتی ہے۔ اسی سال یعنے ۹۶-۱۸۹۵ء مین کل اخراجات جو عام مدارس کے متعلق ہوی ۲۲۰۹،۲،۲۴۸ پونڈ تھے خانگی۔

مڈل کلاس مدرسے جنکو اس سلطنت مین سیمنری اور اکاڈمی کہتے ہین بہت اچھی طرح بیان کئے گئے ہین چنانچہ اس سنہ زیر بحث مین انکی تعداد ۶۲۳ ا تھی جنمین ۱۰۸،۲۰۷ طالب علم مندرج رجسٹر ۹ ہزار معلمون کی ماتحتی مین تھے۔

درس گاہون کی تعداد جنکو یونیورسٹی اور کالج مین تقسیم کیا ہے ۳۴۵ ہین جنمین ۴،۷۲۰ معلمین اور ۶،۶۷،۶۴۲ متعلمین تھے۔ اور جنمین اراضیات سے ۵،۶۴۳،۹۸۴ پونڈ اور مدرسونکی فیس سے ۲۲۷،۲۲۳ پونڈ آمدنی تھی۔ مگر تعلیمی کورس (نصاب) مجاریہ مدارس ایسا نہین ہے، جو بڑے بڑے نام یونیورسٹی اور کالج کیلئے موزون ہو۔

ان علمی مدارس کے علاوہ بہت سے زراعتی۔ قانونی۔ دینی۔ طبی۔ علم صنعت وحرفت۔ علم جراحت الاسنان۔ علم الادویہ کے مدارس بھی ہین۔

۹۴-۱۸۹۳ء کے رپورٹ تعلیمی مین جو ۱۸۹۶ء مین مطبوع ہوئی ۹۵-۱۸۹۴ء کے جمع کیے ہوے کیفیتین

عام کتب خانون کی ہین - یہہ وہ کتب خانے ہین جو خانگی نہین ہین کل کتب خانے ۸۳۴۵ ہین
جنمین مجموعی تعداد کتابون کی ۲۰۶۲۲۷۰۷۶ ہے کتب خانون کی کسیقدر تفصیل حسب ذیل ہے -

۵۰۷ ۲۳ کتب خانون مین سے ہر ایک مین ایکہزار جلد کتابون سے کچھ کم ہین -
۲۱۳۹ کتب خانون مین سے ہر ایک مین ایکہزار سے پانچ ہزار تک کتابین ہین
۴۴۰ کتب خانون مین سے ہر ایک مین پانچ ہزار سے دس ہزار تک کتابین ہین
۳۵۵ کتب خانون مین سے ہر ایک مین دس ہزار سے پچاس ہزار تک کتابین ہین
۴۷ کتب خانون مین سے ہر ایک مین پچاس ہزار کتابون سے زیادہ ہین (۱)

آمد و خرچ

سلطنت متحدہ امریکہ کی آمدنی خاصکر دو بنیاد پر ہے یعنے محصول کروڑگیری - (جو مال کہ دوسرے ملکون سے وہان پہونچتا ہے) اور اندرونی محصولات یعنے منقطر شراب - معطر عرقیات تماکو بنک - اور مہاجنون سے جو محصول ملتا ہے - ملکی اخراجات بھی خاصکر بوجہہ جنگ انتظامات بحری - پنشن - ادائی سود اور سول سروس کے ہوتا ہے - سود بوجہہ اس قرض کے ہے جو سول وار لڑائی خانہ جنگی) ۱۸۶۱ء لغایت ۱۸۶۶ء کیلئے لیا گیا تھا - اخراجات متعلقہ پنشن سب مدون سے زیادہ ہین - بعد اس کے عام انتظامات ہین جسمین اخراجات عاملی اور وضع آئینی جو دیوانی

نوٹ (۱) واضح ہو کہ تمام سلطنت متحدہ مین پچاس صوبہ بھی نہین ہین اور صوبہ کی آبادی زیادہ سے زیادہ پچاس لاکھ بیاسی ہزار ہے جو نیو یارک کی ہے - لیکن امریکہ والون کے شوق علم کو دیکھنا چاہئے کہ باوجود اسقدر ہیعلمی پھیلائے کہ پانچہزار سے زیادہ کتب خانے ہین جس حساب سے ایک صوبہ مین سو کتب خانے سے زیادہ ہوتے ہین -

خرچوں مین داخل ہین۔ چند سال کے آمد و خرچ کی کیفیت لکھی جاتی ہے جس سے معلوم ہوگا کہ آمد ہمیشہ خرچ سے زاید رہی اس آمد و خرچ کی رقم سے رقوم قرض و ادائی خارج ہے ہان قسط یا سود جو دیا گیا وہ البتہ اخراجات مین شامل ہے۔

سال	آمد	خرچ
سنہ ۱۸۸۱ء	۲۵۷۷۶۳۸۷۸	۲۳۶۹۶۴۳۲۷
سنہ ۱۸۸۲ء	۴۰۳۵۲۵۲۵۰	۲۵۷۹۸۱۴۴۰
سنہ ۱۸۸۵ء	۳۲۳۶۹۰۷۰۶	۲۶۰۲۲۶۹۳۵
سنہ ۱۸۸۷ء	۳۷۱۴۰۳۲۷۷	۲۶۷۹۳۲۱۸۰

سنہ ۱۸۸۸ء کیلئے تخمینہ کیا گیا تھا کہ آمد ۳۸ کروڑ ۳۰ لاکھ اور خرچ ۵۸۷،۱۸،۶۸،۱۳۱ ڈالر ہوگا۔ اس آمدنی مین ۲۱۵،۸۲،۶۱،۶ ڈالر کی اور امید کیگئی تھی۔ اور سنہ ۱۸۸۸-۸۹ کے لئے بھی جو تخمینہ تیار کیا گیا اوسمین رقم آمد تو یہی دی گئی مگر اخراجات کی مد ۳۷۹،۳۰،۶۵،۲۲۳ ہے جسقدر زاید خرچ ہوتا ہی وہ سب عام قرضہ کی ادائی مین جاتا ہے چنانچہ سنہ ۱۸۸۸ء مین (۳۰ جون کو سال حسابی ختم ہوا کرتا ہی) ۱۲۷۹۲۶۸۱۲ ڈالر قرض مین دیا گیا۔

سلطنت متحدہ نے جو قومی قرض مختلف اوقات مین لیا اوسکی مختصر کیفیت نقشہ ذیل سے واضح ہوگی

سال	رقم قرضہ	سال	رقم قرضہ
سنہ ۱۸۶۱ء	۶۴۸۴۲۲۸۷ ڈالر	سنہ ۱۸۸۷ء	۱۶۷۵۸۱۶۶۶۰ ڈالر
سنہ ۱۸۶۶ء	۲۷۷۳۲۳۶۱۷۳		
سنہ ۱۸۸۰ء	۲۱۲۰۴۱۵۳۷۰		
سنہ ۱۸۸۳ء	۱۸۸۴۱۷۱۷۲۸		

یکم دسمبر ۱۸۸۹ء کو اصل قرض بعد منہائی رقوم موجودہ خزانہ کے ۱۲۴۰۱۸۳۰۵۲ ڈالر تھا منجملہ کل کے ۶۱۹۴۴۷۰۱۹ ڈالر پر کچھہ سود نہین ہے۔

ان رقمون کے سوا ممالک متحدہ کے متعلق ۶۴۶۲۳۵۱۲ ڈالر کی ۶ فیصدی تمسک پر پیسفک ریلوے کیلئے جاری ہوئی ذمہ داری ہے جو ۵ فیصدی خالص آمدنی سے ادا کرتی رہتی ہے شروع مین زیادہ تر قرضہ ۶ اور ۵ فیصدی سود پر ملا لیکن سودی قرضون مین لضف سے زیادہ ۴ فیصدی پر ہین اور بقیہ رقوم قرضہ ۴½ فیصدی پر۔ اس نقشہ مین یہہ نہین دکھلایا گیا کہ مختلف حالتون مین قرضہ لیتے وقت اس سلطنت کا مہاجنونکی نظرون مین کیا اعتبار تھا۔ اور یہہ کہ شرح ۱۸۶۱ء فیصدی کیا تھا بہرحال شرح سود ہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس عظیم الشان سلطنت کا اعتبار کسی طرح اور کسیوقت زوال مین نہ تھا بلکہ سود مین فیصدی کمی ترقی اعتبار کی کافی دلیل ہے۔

علاوہ رقوم قرضہ مذکورہ بالا کے ہر صوبہ جو از نام ریاست موسوم ہے علیحدہ علیحدہ قرضدار تھا چنانچہ ۱۸۸۰ء مین مجموعی تعداد ۲۲۳۰۲۴۷۰۰۰ ڈالر کی تھی۔ اگر اس مین وہ قرضے ملائے جاوین جو ضلعون۔ شہرون اور قصبون وغیرہ نے لئے تو کل قرضہ کی مجموعی تعداد ۲۲ کرور پونڈ ہوتی ہے جسقدر ممالک متحدہ امریکہ نے قومی قرضہ لیا ہے اوسکی تعداد او سطاً فی شخص ۵ پونڈ پڑتی ہے اور سالانہ سود کی رقم فی کس ۳ شلنگ ۲ پنس ہے۔ اگرچہ کئی صوبون مین ذاتی اور اصلی ملکیت پر محصول لگایا جاتا ہے مگر قومی کام کیلیے کوئی محصول بلا توسط نہین ہے۔ (محصول بلا توسط سے مراد محصول مکانات اور آمدنی وغیرہ سے ہے جسمین محصول اسباب تجارتی جنگی یا آبکاری داخل نہین ہے)۔

سنہ ۱۸۸۶ء مین جسقدر مال باہر گیا اوسکی مجموعی قیمت کل اصل قرضہ کے نصف کے برابر ہے۔

ممالک متحدہ کی اصلی[1] جائداد کی تشخیصی قیمت سنہ ۱۸۸۰ء مین ۲،۲۶۷،۲۳۵،۳۳۸۵ پونڈ تھی اور شخصی جائداد ۷۷۳۲۴۵۵۳۲۲۳ کی پونڈ یعنے کل قیمت شخصی اور اصلی جائداد کی ۴۳۸۰۵۹۸۷۰۸ پونڈ تھی اُن مین سے قابل محصول جائداد کی قیمت سنہ ۱۸۸۶ء مین ۴،۲۲۷،۷۴۸،۵۷۶۷ پونڈ تھی

افواج بری و بحری

ا۔ بری

ضابطہ سلطنت ممالک متحدہ کے پہلی دفعہ کے اٹھوین ضمن سے کانگرس کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ فوج قایم کرے اوسکے قیام کا بندوبست کرے اور دوسری دفعہ کے دوسرے ضمن سے میر مجلس افواج بری و بحری کا کمانڈر انچیف ہوا اور جب فوج ملیشیا خدمت سلطنت کیلئے مصروف کیجائے تو اوسکی سرداری بھی میر مجلس کرے۔ ۷ اگست سنہ ۱۷۸۹ء کو کانگرس نے محکمہ جنگ قایم کیا تاکہ اوسکے ذریعہ سے میر مجلس کے احکام متعلقہ جنگ نافذ ہوا کرین۔ کانگرس کے اُن ایکٹون سے جو ۲۸ جولائی سنہ ۱۸۶۶ء ۳ مارچ سنہ ۱۸۶۹ء اور ۱۵ جولائی سنہ ۱۸۷۰ء کو منظور ہوئے یہہ تجویز بھی ہوئی کہ مستعد بکار فوج بری کی جہانتک ممکن ہو تخفیف کردیجائے اور بعدہ یہہ تجویز ہوئی کہ سنہ ۱۸۷۵ء سے ۲۵ ہزار سپاہ سے زیادہ نوکر نہ رکھے جاوین جسمین وہ فوج داخل نہین ہے جو سگنل کاپس کے نام سے مشہور ہے اور جسمین ۴۷۰ سپاہ ۱۲۵ افسر اور ۴۵ پیابر عام کامون کیلئے ہین۔

نوٹ (۱) اصلی جائداد سے مراد جائداد غیر منقولہ اور شخصی سے مطلب جائداد منقولہ ہے۔

پس اصلی تعداد مندرجہ رجسٹر ۳۰ جون ۱۸۸۹ کو حسب ذیل تھی

	افسر	سپاہ
۱۰ رجمنٹ سواران	۴۳۲	۷۹۷۰
۵ توپخانہ	۲۸۰	۲۶۵۰
۲۵ رجمنٹ پیدل	۸۷۷	۱۲۶۲۰
اسکے سوا جنرل - عہدہ داران ہمراہی -		
بغیر کمیشن یافتہ - انجنیر گولنداز - وغیرہ وغیرہ	۵۸۷	۲۳۹۵
میزان	۲۱۷۶	۲۵۶۴۰

منجملہ باقاعدہ فوج کے افسرون کے ۲۰ جنرل افسر ۴۸ کرنل - ۸۹ لفٹنٹ کرنل ۲۳۳ میجر اور ۴۱۱۶ کپتان ہین —

سوارون مین ۹ اور ۱۰ رجمنٹ اور پیادون مین ۲۴ اور ۲۵ رجمنٹ حبشی سپاہ کی زیر تحت یورپین افسرون کے ہے -

باقاعدہ فوج کے سوا ہر صوبہ مین ملیشیا (۱) بھی ہے جسمین ہر شخص ۱۸ سے ۴۵ برس عمر کا جو ہتھیار اٹھانے کے قابل ہے تربیت پاتا ہے لیکن کئی صوبون مین یہہ طریقہ غیر مکمل ہے - فوج ملیشیا مین ۹۳۸۷ افسر اور ۷۲۶۷۹ سپاہی ہین - اہل شہر جو بوقت ضرورت خدمت جنگی کئے جا سکتے ہین - انکی تعداد ساڑہی ساتھہ لاکھہ سے زاید ہے ۱۸۸۹ مین جملہ طبقہ کے مردونکی تعداد ۱۸ - اور ۴۴ سال عمر کے درمیان والے ۹۲۳۱۳۲۰۱-۱ نین سے ۷۰ لاکھہ

نوٹ (۱) فوج ملیشیا وہ ہے جسکی تربیت فوجی خدمات کیلئے کیگئی ہو مگر جب ضرورت ہو او سوقت جنگ کیلئے یا حفاظت شہر کیلئے کار آمد ہوتی ہے بخلاف فوج باقاعدہ جو ہمیشہ جنگ و جدال کیلئے تیار رہتی ہے -

یورپین ہین پیدا ہوئے اور ۱۲۴۲۲۳۵۴ – دوغلے تھے۔ ممالک متحدہ کی تقسیم فوجی آٹھ حصون مین ہوئی ہے اور یہہ آٹھ حصے پھر تین حصون مین تقسیم ہوگئے۔ ایک مین ایک۔ دوسرے مین تین اور تیسرے مین چار ہین۔ ممالک متحدہ مین ایک فوجی تربیت کا دارالعلوم بمقام وسٹ پوائنٹ قایم ہے

۲ – افواج بحری

ممالک متحدہ مین جہازون کی وقعت وزن سکے لحاظ سے ہوتی ہے چنانچہ درجہ اول کے وہ ہین جنکے وزن ۴۰۰۰ ٹن سے زیادہ ہون درجہ دوم کے ۲۰۰۰ لیکر ۴۰۰۰ تک درجہ سیوم ۱۰۰۰ سے لیکر ۲۰۰۰ تک اور درجہ چہارم مین ۱۰۰۰ ٹن سے کم والے۔

۱۸۸۱ء مین ۷ جہاز ناقابل سمجھکر فروخت کردیگئے۔ پس اُس سال کے آخر مین علاوہ ۱۲ بادی اور ۱۲ کھینچنے والے جہازون کے ۶۶ وخالی جہاز کارآمد تھے۔ اُن مین سے بجز دو کے سبھون کے سازوسامان محافظت وغیرہ آتار لئے گئے چار پورا سے قسم کے فریگیٹ ہین جو بحری خدمتون کیلئے نہین ہین بلکہ اسباب وغیرہ آتارنے چڑہانے کیلئے جو دوسرے جہازون سے پہونچے۔

منجملہ اُن ۶۶ کارآمد جہازون کے دس کئی خانگی گودیون مین تیار ہورہے ہین۔ ۱۴ اول درجہ کے ۳ کروزر دوم درجہ – ۳ سیوم درجہ اور دو چہارم درجہ کے کروزر ہین۔ اخری دو کروزرون مین ایک ڈنامٹ توپ کا کروزر ہے۔ اس فہرست مین ۵ جنوبی دوسرے جسامت کے جہاز جو ہنوز زیر تعمیر ہین شامل ہین۔ بقیہ جہازات جن سبکو ملاکر اس سلطنت کی بحری قوت معلوم ہوئی ایک درجہ اول کا جو کسیقدر محفوظ ہے ۱۱ کروزر ۱۰ دوم درجہ کے جنمین دو کسیقدر محفوظ ۱۲، ۱۱ مانیٹر ایک ہی آہنی تہہ

۲۲ کروزر تیسرے درجہ کے اور پانچ چوتھے درجہ کے گنبوٹ[4]۔ ان مین سے
ایک تارپیڈو[5] کی کل سے مسلح ہے۔

دس نئے فولادی جہاز بن رہے ہین۔ ان دو ہری ڈبنیر پرت کے محفوظ کروزر ۱۰۰۰ ہم
ٹن کے ہین کل پانچ جہاز ۱۸۸۵ء مین تیار ہوے منجملہ بقیہ ۵ جہازون کے جو تیار ہوئے
ہین چار جہازون کا وزن ۳۸۱۵ ٹن ہے اور ایک کا ۶۰۰۰ ٹن۔ ان سب آہن پوش
جہازون پر توپین لگی رہینگی جنکی تعداد اور مقدار مختلف ہے آہنی دبازت بھی انتہائے
درجہ ساڑھے بارہ انچہ ہے۔

ان کے سوا دو مسلح آہن پوش جنگی جہازون کے تیار ہونیکا کانگرس سے مارچ ۱۸۸۶ء مین حکم
ہوا ہے ایک کی دبازت آہنی بارہ انچہ دوسرے کی ۱۷ انچہ۔ پہلے کا وزن ۶۳۰۰ ٹن اور
دوسرے کا ۶۶۰۰ ٹن جولائی ۱۸۸۶ء مین ممالک متحدہ کی افواج بحری مین مفصلہ ذیل

نوٹ ٹن[1] سے مطلب وزن بار برداری جہاز ایک ٹن ۲۲۴۰ پونڈ کا ہوتا ہی۔ فریگیٹ[2] جنگی
چھوٹا جہاز جو کاروٹ سے بڑا ہوتا ہی جسمین عموماً ۲ تختون پر دو جانب توپین لگی رہتی ہین۔ ۲۸ توپون سے لیکر
۴۴ توپون تک ایسے جہازون پر وسعت ہوتی ہی۔ کروزر[3] مسلح جہاز جو ادہر ادہر سمندر مین پھرا کرتے ہین
دنامٹ[4] ایک قسم کی نہایت قوی باروت ہوتی ہی۔ محفوظ[5] سے مراد وہ تختہ جہاز ہی جسپر پورا پورا فولاد
کا پتر چڑھا ہوا ور جسکی دبانت ایک انچہ سے زیادہ یعنے ۲½ انچہ سے لیکر ۴ انچہ تک ہوتی ہو اور کسیقدر
محفوظ سے یہہ مطلب ہے کہ فولادی پتر کسیقدر جہاز کی لمبائی مین انجن بچانے کیلئے رہتا ہے۔
مانیٹر[6] چھوٹا جنگی جہاز۔ گنبوٹ[7] چھوٹا جنگی جسپر کم سے کم ایک توپ لگی ہو۔
تارپیڈو[8] کل جہاز شکن۔

عہدہ دار تھے - ایک امیر البحر - ایک مقدم امیر البحر ۶ - موخر امیر البحر - ۱۰ کموڈر - ۴۵ کپتان - ۸۵ کمانڈر - ۲۴ نائب کمانڈر اسکے سوا کمیشن یافتہ کا گروہ حسب تعداد ذیل تھا - ۲۵۰ لفٹننٹ ۷۵ ادنی لفٹننٹ - ۱۸۳ علم بردار - ۲۴۳ کڈیٹ - ازروئے بحری قانون ششہ کے ۷۵۰۰ مرد مندرج رجسٹر اور ۷۵۰ لڑکے تھے علاوہ بحری فوج تعدادی ۲۰۸۰ عہدہ دار اور سپاہیوں کے -

رقبہ اور آبادی - تجارت - صنعت وحرفت وغیرہ کی دلچسپ کیفیت بار دیگر نذر شائقین ہوگی فقط

پاکھال کا تالاب

یہہ ایک نہایت قدیم تاریخی تالاب ورنگل سے جانب شرق فاصلہ (۳۰) میل پر واقع ہے اور یہہ تالاب سولہ سو برس پہلے راجہ خلد پاکا بنایا ہوا ہے حسن اتفاق سے ہفتہ کے روز ۲۹ محرم سنہ ۱۳۲۶ ہجری کو مین نے اس تالاب کو دیکھا۔

تاریخ دکن مولفہ مولوی سید حسین صاحب مین اس تالاب یا جھیل کا دور (۱۲) میل مربع لکھا ہوا ہے۔ (مگر اس تالاب کو جھیل نہین کہہ سکتے کیونکہ جھیل غیر مصنوعی ہوتی ہے اور یہہ تالاب مصنوعی ہے۔) اس تالاب کے درمیان ایک بڑا پہاڑ (چیلکا گٹو نامی) واقع ہے اسکی معنی (ٹوپی کا پہاڑ) ہے اس تالاب کے چہار توم (مخرج) ہین۔ مولا توم۔ سنگم توم۔ کنڈک توم۔ نکل توم۔ اور نیز اس تالاب کے ہر چہار توم سے چار نہرین نکلتی ہین جو ہر ایک نہر مین آگے چلکر کئی کئی نالہ اور انکٹ ہوگئے ہین۔

اس تالاب کے کٹا یعنے بند کا عرض پچاس گز ہے اور نہایت مستحکم ہے۔

اس تالاب کی چادر سے جسمین توموں کا پانی بھی کسیقدر شریک ہوجاتا ہے ایک ندی نکلتی ہی جو کہم سے گذرکر موضع ابراہیم پٹن علاقہ سرکار انگریزی کے محاذی دریائے کشنا میں شریک ہوجاتی ہے اور آگے چل کے اس ندی کا نام منیار ہوجاتا ہے۔ مگر حال ہی مین مینے دیکھا کہ زمانہ سابق مین اسی ندی سے ایک نالا جسکا نام کٹ کالوا ہی کہم مین نکالا گیا ہے جسکے نیچے بہت کچھ زراعت ہوتی ہے۔

پاکھال کے تالاب مین تین ندیان (چلکا واگو۔ ودونڈرلا وگو اور ایک مجہول الاسم)

ملگئی ہین اُنہی ندیون کے پانی کی آمدنی کے سبب سے اور صرف پندرہ
انچہ برسات کے ہونے سے یہہ تالاب لبریز ہوجاتا ہے۔
اُسوقت تمام ضلع مین خشک سالی کا واویلا مچا ہوا تھا اور غیر ہنگامی کی رپورٹین علاقہ
مال سے برابر دیجارہی تھین اور اطراف کے چھوٹے چھوٹے تالابون مین کہین ربع سے زیادہ
پانی نظر ہی نہین آتا تھا مگر یہہ تالاب پانی سے نہ صرف لبریز تھا بلکہ برابر اس تالاب کی
چادر اسوقت چل رہی تھی۔
تالاب کے کٹے پر بہت بڑے بڑے درخت ہین جہان سے تالاب کی مدنظر مین بہت کچھ
تفرقہ واقع ہوتا ہے اور اس کٹہ پر تنگا گھانس کا یہہ عالم ہے کہ سوار اور گھوڑے تک بمشکل
نظر آتا ہے۔ الغرض ہم رفتہ رفتہ اس کٹے پر آگے بڑہنے لگے راستہ مین ایک پتھر
پڑا ہوا نظر آیا جو دو گز لانبا اور ایک فیٹ چوڑا تھا اور اسپر تلنگی کتبہ تھا جو زمانہ حال کے
اس ملک کے تلنگی خوان اسکے پڑہنے سے عاجز ہین۔ غالبًا اس کتبہ مین تالاب کے بانی و مبانی
کا ذکر ہوگا مین بالضرور اس کتبہ کی نقل حاصل کرنے کے واسطے دوبارہ کوشش کرونگا
اس سے آگے بڑہکر جو دیکھا گیا تو ایک سو گز تک کٹہ قدیم شکستہ اور ترمیم شدہ نظر آیا
جو دوبارہ استحکام کے سات مرمت کردیا گیا ہے یہہ شتاب خان کی گنڈی مشہور ہے
گنڈی اوس موقع کو کہتے ہین جو تالاب کے کٹے کے شکستہ ہونے کے بعد دوبارہ بنائی جاتی
ہے یہہ گنڈی نہایت مضبوط پتھرون سے بنائی گئی جو بمقابلہ اصل کٹے کے مستحکم ہے
اس گنڈی کے نسبت ایک عجیب حکایت یہان مشہور ہے کہتے ہین کہ شتاب خان کو
معلوم ہوا تھا کہ اس تالاب کی گنڈی مین خزانہ یا کوئی سونے کی دیول مدفون ہے۔

چنانچہ اس دفینہ کے حاصل کرنے کے غرض سے اس کٹے کو کھود وادیا مگر کوئی شئے نظر نہیں آئی جسوقت شتاب خان اپنے اس فعل سے نادم ہواتو۔ راجہ پرتاب رودر کو خواب مین دیکھا راجہ نے اس سے کہا کہ کوئی شئے اس تالاب کے کٹے کے نیچے مدفون نہین ہے بلکہ کسی اور مقام کا پتہ بتلایا اور کہا کہ جو خزانہ وہان مدفون ہے اسکو نکال کر اس ٹوٹی ہوئی گنڈی کی دوبارہ مرمت کر دے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ خزانہ وہان سے برآمد کیا گیا اور اس گنڈی کی مرمت مین صرف ہوا اور طرفہ ماجرا یہہ ہے کہ خزانہ صرف اسقدر برآمد ہوا کہ جسقدر مرمت گنڈی کے واسطے مطلوب تھا۔

الغرض ہم یہان سے آگے بڑہ کر بادشاہی چبوترہ پر پہونچ گئے کے اس سے پریہہ نہایت بلند مقام ہے مگر سمجھ مین نہین آیا کہ یہہ بادشاہی چبوترہ کیون مشہور ہے اس چبوترہ کو شتاب خان کا چبوترا بھی کہتے ہین۔

مگر یہان سے تمام تالاب اور اسکی سیر اچھی طرح ہوتی ہے اس موقع سے دوربین لگا کر دیکھا جائے تو نہایت خوشنما منظر نظر آتا ہے یہہ تالاب سوائے مغرب کے اور تینون سمت سے چھوٹی چھوٹی پہاڑیون کے سلسلہ سے گھیرا ہوا ہے اور مغربی حصے کیطرف تالاب کا ایک بڑا مضبوط بند بندھا ہوا ہے سال کے چھہ مہینے اس تالاب کے قرب وجوار مین بہت کم لوگ بود وباش رکھسکتے ہین کیونکہ جاڑے اور برسات کے موسم مین یہان کی آب وہوا نہایت مضر ہوتی ہے اور اندہی کی کثرت سے ہوتی ہے جسکے کاٹنے سے جانور اور آدمیون کو بہت تکلیف ہوتی ہے اسی لئے یہان فصل آبی مین بہت کم زراعت کی جاتی ہے اور تالاب کے اطراف واکناف جہان تک نظر جاتی رہے

وہان تک سبزہ زار جنگل و بیابان نظر آتا ہے اور اس تالاب کا کٹہ یعنے بند (۲۰۰۰) گز
لنبا ہے اور تالاب کے پانی کی گہرائی (۳۰ سے ۴۰) فیٹ تک ہے مسٹر ویٹ کہتے تھے کہ
جب وہ کپتان کلارک کے ساتھ گئے تھے تو اس تالاب کے پانی کی پیمایش ہوئی تھی جو
سات بام ہوا تھا وہ موسم گرمی کا تھا جبکہ اکثر ایک بام پانی رہتا ہے۔ اور تاریخ
فوق الذکر مین اس پانی کے نسبت لکھا ہے کہ پانی کا مزا ذرا ملا ہے اور غیر صحت بخش
مگر میری رائے مین خاص تالاب کا پانی نہایت شیرین اور صحت بخش ہے مصنف موصوف
چشم دید حالات نہین لکھتے ہین اور مین نے آنکھون سے دیکھا اور پانی کو چکھا ہے اور میری
اس رائے کی تائید مسٹر ویٹ کے بیان سے بھی ہوئی ہے جو مجھی سے مقام ہمکندہ بیان
کئے ہین۔ اور اونکے اجارہ کے دیہات خود اس تالاب کے نیچے واقع ہین۔ البتہ اسکے
قرب وجوار کا پانی صحت بخش نہین جسکو تالاب سے کسی قسم کا تعلق نہین۔

اس تالاب کے بنانے کی حکایت جو ہنود کی کتابون مین درج ہے اسکا بیان بھی خالی
از لطف نہین۔ کہتے ہین کہ راجہ پرتاب رودر نے کسی ہوشیار منجم سے تالاب بنانیکی
ساعت دریافت کی منجم نے کہا کہ پاکمال مین ایک نہایت عظیم الشان تالاب تیار
ہوگا۔ بشرطیکہ میرے کہنے کے بموجب عمل کرین راجہ نے وعدہ کیا کہ جو کچھ نجومی کہے
اسپر عمل کریگا منجم نے کہا کہ فلان شب اور فلان ساعت کو مین آتا ہون اسوقت
ایک ایسا آدمی میرے سات کردین کہ نہ شیر سے نہ راکس سے نہ کسی مصیبت سے ڈرے
بلکہ اپنی جان کی بھی پروا نکرے اور اس آدمی سے کہدیا جائے کہ جو کچھ مین کہون
اسپر عمل کرے راجہ نے اس بات کو قبول کیا مگر راجہ اس سوچ و فکر مین رہا کہ

ایسا آدمی کون ہوگا جو اس قسم کے آفات اور مصائب مین ثابت قدم رہے جب وہ ساعت
قریب آئی اور کوئی آدمی اس ہمت اور جرأت کا نظر نہ آیا تو راجہ نے خود آپ ساتھ چلنے کا
قصد کر لیا اور تبدیل لباس کر کے اس موقع پر جا کے حاضر ہو گیا جو موقع نجومی نے پہلے ہی
بتا رکھا تھا ٹھیک وقت پر نجومی آیا اور کچھہ نہ سمجھا کہ یہہ راجہ ہی یا کوئی اور شخص ہے جسکو
راجہ نے اپنے ساتھہ کر دینے کا اقرار کیا تھا۔ غرض شب کی تاریکی اور تمام کار کے خیال اور
پریشانی مین فی الفور راجہ کے ہاتھہ مین کدالی دی اور آپ ایک ٹوکرا اوٹھا کر بولا کہ
ای شخص چل آگے کھودتا ہوا اور نشان کرتا ہوا برابر چلا جا چاہے آسمان ٹوٹ پڑے
مگر تو منہہ پھیر کر پیچھے مت دیکھنا چنانچہ بموجب اسکے کہنے کے اس شب دیجور اور صحرای
لق و دق مین راجہ اپنی کدالی سے نشان کرتا ہوا چلا اور نجومی ٹوکرے سے اسپر
مٹی ڈال رہا تھا مگر وہ یہہ ساعت ایسی تھی کہ تمام پہاڑ اس تالاب کے کٹے پر کے
قایم ہونیکی غرض سے برابر راجہ کے ساتھہ ساتھہ چل رہے تھے اور ان پہاڑونکی
چلنے کی آواز سے اسقدر شور بپا تھا کہ عین قیامت کا سامنا نظر آرہا تھا بڑی دور کا
فاصلہ طے کرنیکے بعد آخر کار اس شور و غل سے جسکی آواز سے آسمان و زمین مین زلزلہ
ہو رہا تھا راجہ نے پریشان ہو کے پیچھے پلٹ کر دیکھا راجہ کا پیچھے پلٹنا تھا کہ تمام پہاڑ جو
ساتھہ ساتھہ چل رہے تھے ٹھہر گئے۔ چنانچہ جو پہاڑ تالاب کے درمیان مین واقع ہے
وہ بھی چلتے چلتے عین تالاب کے بیچ مین ٹھہر گیا اسوقت نجومی کو بہت غصہ آیا اور کہا کہ
ای شخص میرے کہنے کے خلاف تو کیون پلٹا مین تو بہت کچھہ فاصلہ دور و دراز تک
اس تالاب کو پہونچانا چاہتا تھا مگر تیری کم ہمتی سے یہہ تالاب بس یہین تک محدود ہو گیا

اب مین راجہ سے جاکر عرض کرونگا اور تجھکو سزا دلاؤنگا - اوس شخص نے جواب دیا کہ اسے نجومی مین تو خود راجہ پرتاب رود رہون بھلا تو خود غور تو کر کہ ایسی مصیبت اور آفت عظیم مین کوئی دوسرا آدمی ایسا ہوتا جو اپنی جان کی پروانہ کر کے تیرا ساتھہ دیتا - دیکھہ تو مین ہی تھا کہ اسقدر صبر اور برداشت کر کے تیرا ساتھہ دیا اوسوقت نجومی راجہ کے قدمون پر گر پڑا اور راجہ کو گھر لا کے پونچایا اور تالاب اسیقدر تیار رہا جسقدر راجہ نے کھودا تھا اور وہی اسوقت موجود ہے - مگر افسوس ہے کہ ایسا کوئی راجہ اور نجومی اس زمانہ مین موجود نہین ہے ورنہ آبپاشی کے کامون مین مسٹر ڈنلاپ کو اُن سے بہت بڑی مدد ملتی -

اور نیز اس تالاب کے بہت سے روایات مشہور ہین لوگ کہتے ہین کہ اس تالاب مین جل مانس رہا کرتے ہین اور اوس پہاڑ پر جو عین تالاب مین واقع ہے سرپا گائی اور بن مانس ہے خیر جو کچھہ ہو یہہ تالاب ہر طرح عمدہ اور کارآمد ہے اگر سیر شکار کی نظر سے دیکھا جائے تو ایسا پر فزا اور روح افزا تالاب اور پہاڑ اور جنگل کہین نظر نہین آتا ہے اگر محاصل کے لحاظ سے غور کیا جائے تو بلا شبہ دولت پیدا کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے حال مین یہہ مقام حضرت بادشاہ دکن خلد اللہ ملکہ کا شکارگاہ قرار پایا تھا چنانچہ بہت سے محافظان شکار نواب افسر جنگ بہادر کے حکم سے یہان معین تھے اور عوام کو شکار کھیلنے کی قطعی ممانعت تھی مگر ماہ صفر مین میری واپسی کے بعد حاکمان مال کی متواتر رپورٹون پر محافظان شکار برخواست کر دئے گئے اور عوام کو درند و چرند کے شکار کرنے کی اور ایک سال تک اجازت ملگئی

اور مزارعین کو شیر اور سوروں کی اذیت سے فی الجملہ نجات ملی۔

اگر اس تالاب مین چھوٹے چھوٹے دو مرکب دخانی (اسٹیمر) رکھے جاوین اور جلکا گڑھ پہاڑ کی چوٹی پر ایک بنگلہ تعمیر کیا جائے اور بادشاہی چبوترے پر ایک نشست گاہ بنا دی جائے تو بلاشبہہ یہہ مقام گرمی کے موسم مین نہایت دلکشا و فرحت افزا ہو جائیگا۔

اور جو شخص یہان ایک دفعہ شکار کرے تو پھر اُسے شکار کرنے کی تمنا باقی نہین رہیگی اس بیابان مین شیر و بوبچہ اور ریچھ اور ہاتی اور سور اور ارنا بھینسہ اور ہر قسم کے درند و چرند و پرند کثرت سے ہین۔

سولہ سال سے پہلے جب مین یہان آیا ہوا تھا تو مشہور تھا کہ بارہ جنگلی ہاتی اس صحرا مین رہتے ہین مگر اب دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ کسی سنار نے زہر دیکر سہ ہاتیونکو مار ڈالا (جو مشکل قابل پذیرائی ہے) اور ایک زمیندار نے دو ہاتی مارے اور ایک ہاتی خود جنگل مین مر گیا اسوقت صرف دو ہاتی باقی ہین اور ان ہاتیون کے مختلف روایات مشہور ہین کوئی کہتا ہے کہ یہہ بھاگے ہوئے ہاتی اس جنگل مین اپنا بسیرا کئے ہوئے ہین۔ کسیکا بیان ہے کہ خاص یہہ ہاتی اس جنگل کے باشندے ہین اور کسیکا مقولہ ہے کہ زمانہ سابق مین جب ہاتی بوڑہا اور نکمہ ہوجاتا تھا تو جنگل مین چھوڑ دیا جاتا تھا کسیکا خیال ہے کہ اکثر تبہ جب کسی جنگل سے ہاتی پکڑ آئے تھے تو قبل اسکے کہ انکی وحشت دور ہو ایک جوڑا اس جنگل مین بھاگ کر آگیا تھا انکے نسل سے یہہ ہاتی ہین۔ غرض کچھ ہو یہہ جنگل تو ہاتیون کے بسیرے کے قابل ہے اگر سرکاری بوڑہے اور ناکارہ ہاتی بھی اس جنگل مین چھوڑ دئے جاوین تو بہتر ہے اور اس تجویز کے ساتھہ ساتھہ ایک مشکل بھی ہے کہ اکثر

ہاتھیون سے زراعت کا نقصان ہوتا ہے اور قرب وجوار کے قریونکو نہایت آسیب وگزند پہونچاتے ہیں
اس تالاب مین مچھلی کثرت سے ہے اور یہان کی مچھلی جو میرے استعمال مین آچکی ہے بڑی
مزیدار ہوتی ہے۔ اگر مچھلی کا شکار اس تالاب مین کیا جائے تو مچھلی نہایت کثرت سے
ملیگی میری رائے یہہ ہے کہ اگر شایستہ طریقہ سے مچھلی کا شکار ہو اور انکی تجارت کیجائے تو
غالباً قرب وجوار کے رعایا متمول ہوجاوینگے اس تالاب مین من سوا من کی مچھلی کثرت سے
ملسکتی ہے اور چتل پلی اسٹیشن یہان سے ۱۸ میل کے فاصلہ پر واقع ہے پس ممکن ہے کہ
کہ اس اسٹیشن سے تر وخشک بڑی بڑی مچھلیان حیدرآباد کے بازارون تک
پہونچے اور تجارت ماہی وغیرہ قایم ہوجائے اس تالاب مین مگر اور اود بلاؤ جسکو کلب الماء یا
(پانی کا کتا) یا سگ آبی بھی کہتے ہین کثرت سے ہین جو اکثر پانی پر نظر آجاتے ہین۔ فقط

حسن

معاہدہ برلن پر پرنس بسمارک کی شرح

ان دنون کی جنگی تخویف کے چند باہمی مشورون سے روس کو اضطراب مین ڈالتا ہے۔ اُن ارادون کی تشریح کوئی امر مشکل نہین ہے بلغاریہ (بلگیریہ) مین روس کو زک ملی جسکو اوسنے ۱۸۷۸ء کے جنگ مین سلطان روم سے آزاد کرایا تھا بشرطیکہ اس آزادی کا کچھ مفہوم ہو۔ بلغاریہ کی یہہ مخالفت ایسی بر دست ہوئی جس سے روسی پیش قدمی جانب قسطنطنیہ مین بڑی روک ہوئی یہہ نمایان مزاحمت جس سے ٹرکی کے ایک صوبہ نے نہایت دلیری اور بہادری سے دو برس نہین گذرے کہ اپنا خود مختار وجود بمقابلہ ایک حملہ آور کے قایم رکہا زیادہ قوی سلطنتون کیلئے بدشگون ہے۔ لیکن ہمکو اسوقت روسی پالسی پر غور کرنا نہین ہے بلکہ حال مین جو اسپیچ پرنس بسمارک نے برلن مین دی اور جس سے روس مین اطمینان اور جرمنی مین جوش خروش پیدا ہوا ہے اوسکے اصلی مقاصد کو غور سے دیکہنا ہے۔

اسمین کوئی شک نہین کہ بلغاریہ کے معاملہ مین روس اور آسٹریا کے مابین اتفاق نہیں اور سلطنت آسٹریا کا جزو اعظم یعنے ہنگری روس کا دشمن ہے جسکی وجہہ ظاہر ہے۔ روس اپنی فوج کو سرحد جرمنی اور آسٹریا پر جمع کر رہا ہے۔ اسلئے ان دونون سلطنتون نے بہی اپنی اپنی فوجین وہان بہیجدین۔ جرمنی نے ایک کرور چالیس لاکہ پونڈ زاید اخراجات فوجی کیلئے سالانہ منظور کیا اور ۷ لاکہ زاید سپاہ کا بہی حکم ہوگیا۔ اسیطرح حسب ہدایت جرمنی آسٹریا بہی تیاری کر رہی ہے پرنس بسمارک روس کے صلح آمیز ارادون پر اپنی تسلی ظاہر کیئے جاتے ہین۔ مگر معلوم نہین کہ پہر اسقدر فوج اور روپیہ کی

بہمسائی کا کیا مقصد ہے۔

بہرحال جو کچھہ منصوبہ پرنس بسمارک کا دیگر اقوام قریبہ کے نسبت ہو مگر اسمین تو جائے شک
نہین کہ اہل جرمنی بمقابلہ فرانسیسیون۔ روسیون یا قسطنطنیہ کے لوگون کے زیادہ تر اہل آسٹریا سے
میل جول کرنے پر مائل ہونگے۔ اسلئے یہہ امر کوئی تعجب انگیز نہین اگر پرنس بسمارک آسٹریا کے ساتھہ نامہ
و پیام کرکے ملجائین۔

آسٹریا مین مثل انگلستان کے حقوق چاہنے والے بہت ہین جو اپنے ملک کی حفاظت اسمین پاتے
ہین کہ روسی سازش مخالفت ٹرکی مین وہ شرکت سے برابر انکار کرتے ہین اور مملکت
ٹرکی کی لوٹ کھسوٹ مین کسی بزدل مدبر کا ساتھہ ندین۔

سنہ ۱۸۲۲ع مین روس کی یہہ پالسی قرار پائی اور اسوقت سے برابر قایم رہی کہ سلطنت
روم کی تقسیم مین آسٹریا اور انگلستان شریک کئے جائین بغیر اسکے نہ کوئی معاون ہوگا
اور نہ کار برآری ہوگی۔ اُسنے امید کیا کہ اس رائے کی موافقت عملی آسٹریا مین مٹرنیخ اور
انگلستان مین مسٹر کیننگ سے ہوگی۔ لیکن سنہ ۱۸۷۶ع تک اوسکی یہہ امید پوری نہو سکی
جبکہ لارڈ بکنسفیلڈ انگلستان سے اور کونٹ انڈریسی آسٹریا سے روسی تجاویز قدیمہ کے
معاون ہوئے۔ اسمین شک نہین کہ صوبہ ہرزیگوینا کی تاک مین مدتون سے آسٹریا تھا
لیکن یہہ بات چندہی روز پہلے معلوم ہوئی کہ تقدس مآب پرنس بسمارک صوبہ بوسنیا بھی
آسٹریا کو حوالہ کرنا چاہتے ہین جسکا انہون نے خفیہ بندوبست کیا ہے۔ پس قبل اسکے کہ
برلن مین کانگرس (معاہدہ صلح روم روس) منعقد ہو بسمارک نے آسٹریا کیلئے
ایک معقول حصہ سلطنت مہیا کر لیا اور روس کے اُن تجاویز کو عمل مین لایا جو برسون سے

معرض خیال مین نهین - پس همکو پرنس بسمارک کے خیالات پر جو انهون نے اپنی کارروائی کے نسبت ظاہر کئے دیکھنا چاہئے ۶ فروری کو پرنس مذکور نے بیان کیا کہ مینے تقریباً کل کام ایسے کئے گویا کہ روس کا چوتھا سفیر تھا - ان کا بیان یہہ ہے :-

"مجھکو صرف چوتھا سفیر روس نهین سمجھنا چاہئے بلکہ تیسرا کیونکہ روسی پالسی کا وکیل مین پرنس گورچگاف کو نهین قرار دیسکتا جیسا کہ اوسوقت واقعی طور سے کونٹ شویلاف تھا - کانگرس کے ایام مین کوئی روسی خواہش ایسی نہ تھی جسکے لئے مین نہ لڑا ہون اور پورا نکیا ہو صرف اسلئے کہ لارڈ بیکنسفیلڈ جنکا اب انتقال ہو گیا ہے مجھپر پورا بھروسہ کئے ہوئے تھے ایک وقت کانگرس پر نہایت سخت اور آزمایش کا تھا اوسوقت مین بیکنسفیلڈ کے پاس جبکہ وہ آرام کر رہے تھے آدھی رات کو گیا - کانگرس کا یہہ حال تھا کہ برخواست کردینے کی دھمکی دیجاتی تھی - مین گیا اور اپنے منصوبون کی لئے منظوری کرالی

فی الحقیقت میری کارگذاریان کانگرس مین ایسی تھین کہ جب وہ بند ہونیکو قریب تھی تو مینے اپنے دلمین خیال کیا کہ اب تو مین بہت بڑی روسی عنایت کا مستحق ہوا اور اگر نهین تو اب ہوا چاہتا ہون - غرض مجھکو پوری امید تھی کہ مین نے ایک بیرونی سلطنت کے ساتھہ وہ کام کئے ہین جو کسی دوسری سلطنت کے وزیر کے ہاتھون شاذونادر ہوتا ہے - لیکن حیف - مجھکو سخت تعجب اور غایت درجہ

ناامیدی ہوئی جبکہ مین نے دیکھا کہ دارالسلطنت روس مین رفتہ رفتہ اخبارون نے جرمن پالسی پر حرف زنی شروع کردی اور مجھپر ذاتی حملہ کرنے لگے۔ ان حملون کی انتہا دوسرے سال یعنے ۱۸۷۹ء مین ہوگئی جبکہ اخبارات روسی نے اس بات پر زور دیا کہ گورنمنٹ جرمنی آسٹریا کو ان معاملون مین دبائے جنمین ابتک روس کے استحقاق کی نسبت زبان نہین ہلائی گئی۔ مینے اس رائے سے انحراف کیا کیونکہ اگر آسٹریا سے ہم علیحدگی اختیار کرینگے تو لامحالہ ہمکو پوری طور سے اسوقت تک روس پر بھروسا کرنا پڑیگا جبتک کہ یورپ مین سب سے علیحدہ رہنے کی کوشش نکرین لیکن کیا ایسا بھروسہ عرصہ تک قایم رہسکتا ہے پہلے تو مینے بطور خود یہہ خیال کیا کہ بیشک رہیگا کیونکہ جرمنی اور روسی حقوق متضاد نہین ہین اور کوئی وجہہ نہین ہے کہ روس ہماری دوستی سے دست بردار ہو۔ لیکن کانگرس کے واقعہ سے میری آنکھین کھل گئین اور معلوم ہوگیا کہ اگرچہ جرمنی کی پولیس فوج ایک خاص ایام تک روسی خدمت پر مصروف رہتی تاہم بخلاف اپنے مرضی اور کوشش کے روس کی مخالفت سے ہم محفوظ نرہسکے۔

اس مخالفت سے جسکی ہدایت ہماری جانب سے سفیرون کو جو جنوبی یورپ کے معاملات کو سلجھانے تھی ہوئی یا نہین ہوئی

لیکن اسقدر نتیجہ ضرور ہوا کہ ایک نہایت مضبوط سلطنت جنگ کا
خوف دلانے لگی - (یہہ فقرہ نہایت مبہم ہے) اور یہی وجہہ معاہدۂ
اسٹریا کی ہے - ان خطرات جنگ سے مجبوراً ہمکو وہ کارروائی کرنی
پڑی جسکے کرنے سے عرصہ دراز سے پرہیز کر رہے تھے اور جو ابتک
دوست تھے ان میں سے ایک ہمنے ساتھی منتخب کرلیا - اوسوقت میں نے
گاشچین اور وائنا میں کارروائی کی جسکا نتیجہ وہی معاہدہ ہے
جو مطبوع ہوا اور جو ابتک ہملوگوں میں پوری طور پر نافذ ہے -"

اس بیان سے مطلب معاہدہ آسٹریا ۱۸۷۹ء ہے - اس معاہدہ کا اثر کہانتک ہوا بعد کو معلوم ہوگا - لیکن دو دوستوں میں انتخاب کرنا کیا معنی رکھتا ہے - جرمنی کی اسٹریا کے ساتھ دوستی کا یہہ نتیجہ تو ہوا نہیں کہ وہ اپنی محافظت کیلئے بمقابلہ روس کے دست بشمشیر ہو گیا ہو اور نہ اپنی قوت سے جرمنی معاہدہ سے نکلی نیکی اوسکو خواہش ہوئی - پس جب روس کے ساتھ ایک جانب ارتباط رکھا ہو اور اپنی خلاف مرضی آسٹریا سے بھی معاہدہ کیا ہو تو اب سوال یہہ ہوتا ہے کہ پرنس بسمارک روس اور آسٹریا کے متنازعہ فیہ مسئلہ میں کہ روس کو قسطنطنیہ پر چڑھائی کا موقع دیا جاے کسکا ساتھ دینگے اس معاہدہ کے نسبت پرنس بسمارک فرماتے ہیں

وہ حب (وسعت ملک) کیلئے ہم فرانس یا روس سے اپنے جھگڑا انکے رینگے
ہمنے اپنی قدیم ارتباط کو از سر نو قایم کرنیکی کوشش کی ہے مگر آمیز
کسیکی پیروی منظور نہیں - اس سے جو کچھہ روس سے معاہدہ ہوا ہے
اوسمیں تفرقہ نہیں لازم آتا بلکہ یک گونہ مدد ملتی ہے - نان آر

"سین سٹیفنو کے معاہدہ سے جدید ریاست بلغاریہ روسی ماتحتی مین
نہین آگئی - جو چند روزہ حکومتی انتظام روس نے اپنے ذمہ لیا ہے
وہ اس خیال سے کہین دور ہے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ بلغاریہ
آیندہ روس کے ملکی سلسلہ مین مسلسل ہو جائیگی -"

ناظرین نے پرنس بسمارک کی تقریر مین شروع مین پڑہا ہوگا کہ انہون نے پرنس گورچگاف کو
سچا اور اصلی روسی وکیل قرار دینا نہین چاہا - پس ہمارا سوال ہے کہ کیا پرنس بسمارک نے
اونکو روسی پالیسی کا سرگرم وکیل صرف اس غرض سے قرار نہین دیا کہ انہون نے مذکورہ
بالا جواب ایسا دیا جس سے روسی حد اختیار سے بلغاریہ نکلی جاتی ہے یا یہہ کوئی معمولی
حکمت عملی ہے -

پرنس بسمارک کی یہہ رائے کہ کانگرس مین یہہ بحث تہی اگرچہ معاہدہ مین نہین درج
ہوئی کہ بلغاریہ روس کو دیدیجائے ثابت کرتی ہے کہ کانگرس فی الحقیقت قواعد
منضبط کرنیکی آڑ مین ٹرکی کو پارہ پارہ کر دینے کی سازش کرتی تہی -

اور جنگ سے جو مشرقی یورپ مین خدشہ واقع ہوا تہا اُس سے قیام امن یورپ نظر تہا
بیشک پرنس بسمارک اس معاملہ مین ہمسے زیادہ واقف کار ہین اور اسلئے ہمارا سوال
بہی انہین سے ہے اور التماس کرتے ہین کہ آیا اول کے دو اور تیسرے روسی سفیرون مین
واقعی کوئی فرق ہے یا نہین اور کیا انگریزی یا آسٹریا کے سفیر خائن فریق ہین نکو
جسکا انہون نے ایما کیا ہے - بہرحال جو کچہہ ہو پرنس بسمارک کا جہانتک تعلق ہے
اپنی تقریر کے وہی ذمہ دار ہین -

ان کا بیان ہے کہ وہ روس کی اعانت مین سلطان روم کو ترغیب دینگے کہ معاملات
بلغاریہ مین مداخلت کرین جسکا ماحصل یہہ ہے کہ سلطانی مداخلت سے اہل بلغاریہ تنگ
ناراض ہوکر روس کی حمایت مین چلے جاوین اور اسیکی حمایت اور سرپرستی مین قسطنطنیہ کیطرف
دہاوا ہو کیونکہ انکو خوب معلوم ہے کہ اگر ترک اور اہل بلغاریہ ایک جان دو قالب
ہوجاینگے تو روس کا قسطنطنیہ لینا محال ہوجائیگا۔

لیکن روس کی مخالفت مین جو انسے معاہدے کیئے ہین اوسکی اطلاع ہمکو گون کو ملچکی ہے
نیز براعظم یورپ سے بھی برابر خبر چلی آتی ہے کہ لارڈ سالسبری اور پرنس بسمارک نے
روسی مخالفت مین معاہدہ کیئے ہین۔ لیکن ہمکو اسکا پورا یقین ہے کہ جب روس کے
مقابلہ مین معاہدہ کیا جائیگا تو اوسمین زیادہ تر دورخی معنی کے الفاظ کا خرچ ہوگا بہر
حال ہمکو دیکھنا چاہیئے کہ روس کے مقابلہ مین آسٹرین۔ اور اٹالین اور انگریزی [illegible]
عہدنامجات کیا ہین

معاہدہ آسٹریا

شرط اول۔ اگر بادشاہ روس آسٹریا یا جرمنی سلطنت پر حملہ آور ہو تو ایک دوسرے کی
اعانت پوری فوجی قوت سے کرنی چاہیئے اور باہمی رضامندی سے صلح ہونی
چاہیئے۔ شرط دوم۔ اگر روس کی سوا کوئی دوسری سلطنت آسٹریا یا جرمنی پر
حملہ آور ہو تو ان مین سے کوئی کسی جانب اعانت نکرے۔ اگر حملہ آور کا روس معاون
ہو تو شرط اول کے موافق عمل کیا جائے۔

شرط سیوم مخصوص حالتون مین مضامین معاہدہ سے بطور خفیہ روس کو اطلاع دیجائیگی

لیکن بلحاظ مضامین معاہدہ سب سے اہم معاملہ ذیل کا مضمون ہے جو معاہدہ کی تمہید مین درج ہے
دونون سلطنتون کا باہمی اقرار و معاہدہ ہے کہ خالص ملکی حفاظت کیحالت مین کسی
جانب کوئی مداخلت نکرے۔ لیکن کیونکر مداخلت نہین ہوسکتی۔ فرض کرو کہ روس
نے اپنے حقوق معاہدہ کے قیام و برقرار رکھنے کیلئے بلغاریہ مین فوج بھیجدی چونکہ
روسی مداخلت فوجی اسٹریا کو ناگوارا ورا وسکے لئے مضر ہے اسلئے وہ اپنی فوج روس کے
مقابلہ مین ضرور بھیجیگی۔ معاوضے مین روس کو لازم ہوگا کہ آسٹریا پر وہ چڑھائی کرے
پس ایسی حالت مین جرمنی مجبور ہوگا کہ آسٹریا کی محافظت کیلئے چارہ جوئی کرے
توکیا ایسی حالت مین خالص محافظت مین مداخلت نہوئی۔
معاہدہ ۱۸۷۹ء کیلئے آسٹریا کی جانب سے مجاز دستخط کو نٹ انڈریسی تھا۔ انڈریسی لونٹ
ٹرکی سکے مخالفت مین پہلے سے جاری تھا جسکا اختتام جنگ ۱۸۷۸ء مین ہوگیا۔

معاہدہ اٹلی

اگرچہ یہہ معاہدہ شایع نہین ہوا تاہم جو کچھ غالب درجہ یقین سکے ساتھ معلوم
ہوا وہ حسب ذیل ہے۔
بدرجہ غالب ان معاہدون سے بطور اجمال یہہ معلوم ہوا ہے کہ اگر فرانس تن تنہا
جرمنی یا اٹلی پر حملہ آور ہو تو دونون ملکر دحملہ کرینگے اور اگر اسیطرح روس۔ جرمنی
یا اسٹریا پر حملہ آور ہو تو یہہ دونون سلطنتین بقوت مجموعی مقابل ہونگی اور اگر روس
و فرانس ملکر ان تینون سلطنتون مین سے کسی پر حملہ کرین تو ہر سہ بقوت
مجموعی میدان کارزار مین معرکہ آرا ہونگی امید کیجاتی ہے کہ اس زبردست
محافظت اور معاہدات سے عرصہ دراز تک کوئی وقوعہ جنگ نہوگا۔

اسمین شک نہین کہ اگر ان معاہدون پر پوری طور سے پابندی ہوئی تو ایک زبردست
حصہ یورپ اس جنگ کے فنا وانگیز شر سے محفوظ رہیگا لیکن اگر روس نے بلغاریہ پر حملہ
کیا جس سے آسٹریا کی حقوق کی پامالی متصور ہے تو جرمنی کیلئے یہہ حملہ باعث جنگ متصور
ہوگا۔ اخبار ٹائمس لنڈن مطبوعہ دسوین فروری مین حسب ذیل تار ہے۔

رومیہ ۹ فروری - لندن کے ایک اخبار نے لکھا ہے کہ اگر بلغاریہ مین آسٹریا کو
فوج بھیجنی پڑی تو اٹلی کی اوس مین اعانت ہوگی کیونکہ فی الحال آسٹریا - جرمنی
اور اٹلی مین باہمی اعانت کا معاہدہ ہوا ہے اس بیان کی یہان (رومیہ دار السلطنت
اٹلی) بالکل تردید کیگئی ہے۔

معاہدہ انگریزی

جزیرہ سیپرس (قبرس) کا معاہدہ اوسوقت شایع ہوا جب اوسپر دستخطین ہوگئین
یعنے ۴ جون ۱۸۷۸ء کو شرط اول - انگلستان اس شرط سے مجبور ہے کہ اگر روس
سلطانی مقبوضات ایشیا پر آیندہ حملہ آور ہو تو بذریعہ فوج کے سلطان کا ساتھہ دے
شرط ششم جو معاہدہ یکم جولائی ۱۸۷۸ء مین ہی ذکر ہے کہ اگر روس مقام قرص و دیگر
مفتوحہ مقامات آرمینیا کو جو گذشتہ جنگ مین روسیون نے لئے سلطان کو واپس کردے
تو انگلستان جزیرہ سائپرس کو خالی کردیگا اور ۴ جون کا معاہدہ متعلقہ جزیرہ
مذکور منسوخ ہوجائیگا۔

ان ہر سہ معاہدون مین ایک عجیب بر غریب بات ہے کہ جو باتین روس نہین کرنا
چاہتا اوسکی روک تہام بھی کیگئی ہے یہہ کہین نہین ہے کہ اگر روس یورپی
روم پر حملہ کرے تو اوسکے مزاحمت کے اسباب بہم پہونچائے جاینگے۔

معاہدون کی قوت اسی سے ظاہر ہے کہ ایکمرتبہ بالعالی بارہوین شرط معاہدہ برلن کے
روسے کاظم بے کو بطور کمشنر کے صوفیہ بھیجنا چاہتی تھی ــ روس نے دھمکایا کہ
کہ اگر ایسا کیا گیا تو سفارتی تعلق مسدود ہو جائیگا لہذا ٹرکی نے ہاتھ اٹھایا۔
روس چاہتا ہے کہ روم کی اعانت سے بلغاریہ کو دبائے یعنی ٹرکی اپنا نقصان
اپنے ہی ہاتھون کرے ــ اس معاملہ مین پرنس بسمارک روس کی پشتی بانی کرتا ہے
جسکی تائید معاہدہ برلن کے ناپید لفظ معنی سے چاہتے ہین جو مشہور مثل
زبردست کا ٹھینگا سر پر کے سوا اور کچھ نہین
بلغاریہ کے نسبت جو پرنس بسمارک نے معاہدہ برلن کی معنی لگائے ہین اور
اور جسکے نسبت یہہ بیان ہے کہ ان کے ہمصفیر تمام ارباب کانگرس بلا استثنا تھے
یہہ ہمصفیری بجنسہ ایسی ہے جیسا کہ چند چور آپسمین ایکدوسرے کے ہمصفیر اور ہمراہی
ہوا کرتے ہین اور بیباک قزاقی اور رہزنی کے کامون کیلئے ایسی ہی اتفاق
اور مجمع کی ضرورت ہے ــ لیکن کیا واقعی برلن مین کوئی شخص پرنس بسمارک
کی ہمراہی سے علیحدہ نہ تھا ــ کیا لارڈ سالسبری کو لوگ بھول جاینگے فقط

شہادات نسبت اسلام

مذہب اسلام کے نسبت غیر متعصب فہمیدہ اشخاص نے بہت کچھ
مدح سرائی کی ہے دنیا مین کوئی ایسا مذہب نہین ہے جو اپنے سے
زیادہ دوسرے مذہب کو افضل سمجھتا ہو خاصکر جب دو مشہور
مذہبون مین زمانہ دراز سے تاریخی مذہبی جنگ و جدال رہی ہو جو باہمی
کشمکش اور ملال خاطر کا بڑا سبب ہوتا ہے اسوقت اگر کسی فریق
سے دوسرے کے نسبت الفاظ مدح کے نکلین تو اوسکی وقعت
بہ نسبت اہل مذہب کے مجلدات ضخیم کے زیادہ سمجھی جاتی ہے -
نیز واقف کارون کی تھوڑی سی تعریف ناواقفون کی بہت
طومار سے بدرجہا افضل مانی گئی - اس موقع پر منجملہ ہزارون
نامی گرامی علمائے عیسویہ کے چند واقف کارون کا کلام جو
بطور شہادت کے ہے پیش کیا جاتا ہے - (الفاظ تعظیمی ہماری
جانب سے بڑہائے گئے ہین) -

از کتاب ہیرو ورشپ مطبوعہ ۱۸۴۰ء

(مصنفہ ٹامس کارلائل)

محمدؐ : اسلام

ہملوگ برابر کہتے چلے آتے ہین کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مصنوعی پیغمبر

اور جھوٹے اونکا ہین اونکا مذہب لاف گزاف اور حماقت کا مخزن ہے لیکن یہہ
بیان اب واقعی اس قابل بھی نہین رہا کہ کوئی شخص ذرا بھی تسلیم کرے۔ وہ
غلط بیانیان جو آنحضرت کے نسبت بڑے زور شور سے کی گئی ہین فی الحقیقت
اس سے ہماری ہی ذلت متصور ہے۔ ایکمرتبہ پوکوک نے گروٹیس سے پوچھا کہ
اس قصہ کا کوئی ثبوت ہے کہ ایک کبوتر ایسا پالا اور سکھلایا گیا تھا کہ محمد
(صلی اللہ علیہ وسلم) کے کان سے دانہ نکال لیا کرتا تھا اور وہی مثل
ایک فرشتہ کے تھا جو انکو تعلیم دیا کرتا تھا گروٹیس نے جواب دیا کہ اسکا کوئی ثبوت
نہین۔ حقیقت یہہ ہے کہ اس زمانہ مین ایسی باتون کا ترک کرنا لازم ہے (جس سے
اپنی ہی حماقت وجہل ثابت ہوتی ہے) جو الفاظ آنحضرت کے زبان سے نکلے آج
باوجود بارہ سو برس گذرنے کے اٹھارہ کروڑ آدمیون کے رہنماے زندگی ہین۔
ان اٹھارہ کروڑ آدمیون کو مثل ہمارے خدا ہی نے بنایا ہے۔ خدا کی خلقت اسوقت
زیادہ تر آنحضرت ہی کا کلمہ پڑھتی ہے دوسرے کسی کی پیروی اسقدر کثرت سے نہین
ہوتی۔ پس کیا ہملوگون کا یہہ فرض کر لینا کہ وہ کلام روحانی شعبدہ بازی کا
ایک قلیل حصہ تھا صحیح ہوسکتا ہے۔ جس سے اسقدر مخلوق خدا وابستہ رہی
اور مر گئی۔ میرا ذاتی عقیدہ تو یہہ ہے کہ مین اونکے کلام کو کبھی ایسا قیاس
نہین کرسکتا۔ مین تو بہ نسبت کلام آنحضرت کے اور انکی دوسری بہت سے باتون پر بہت
جلد ایمان لاؤنگا۔ اگر لاف گزاف ہی کہا جائے تو ایک شخص جب یہہ سوچیگا کہ لاف
گزاف نے اسقدر ترقی پائی اور یہانتک (یورپ) پہیلگیا تو تمام دنیا کے تصور مین وہ بالکل

محو خیال ہو جائیگا - محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دستور تھا کہ رمضان کے مہینے مین ہر سال ایک
سنسان اور خاموش جگہہ چلے جایا کرتے تھے - یہہ عرب کا دستور قابل تعریف ہے جسکو
قطع نظر اور باتون کے مفید اور مرغوب کہہ سکتے ہین - بیشک اس دستور کے دلچسپی مین کیا شک
ہے جہان وہ جاتے تھے خود خاموش کوہ و صحرا خاموش - اپنے دلمین آپ ہی بولتے تھے اور
کان اُن باتون کو جو لکھ مین نہین آتی تھین سنتے تھے - محمد (صلعم) اپنے چالیسوین برس
مین مکہ شریف کے پاس غار حرا تشریف لیگئے تاکہ ماہ رمضان وہین کاٹین اور اہم مسائل کے
حل کرنے مین بدیدہ تصور غرق خیال ہون ایکروز انھون نے اپنی بیوی حضرت خدیجہؓ سے
جو اس سال مع اپنے گھر بار کے موجود تھین فرمایا کہ خدا کے بے انتہا اور ناقابل بیان عنایت
سے میرے غور طلب مسائل حل ہوگئے اور اب کوئی شبہہ یا کسی قسم کا پردہ باقی نہین رہا
چشم روشن سے سب کچھہ دیکھہ لیا - اور معلوم ہوگیا کہ یہہ بت اور علامات عقاید بالکل
فضول ہین - لکڑی کے ذلیل ٹکڑے ہین - صرف ایک خدا ہے جو سب سے بڑا اور سب جگہہ ہے
ہملوگون کو بتون سے کنارہ کشی کرکے صرف خدا ہی سے لو لگانا چاہئے - خدا بڑا ہے
اوسکے سوا کوئی دوسری شئے بڑی نہین - وہی صداقت اور اصلیت ہے - جھوٹی دیوتا
کوئی چیز نہین - اوسنے ہمکو پہلے مخلوق کیا اور ابتک قایم رکھا - ہم اور کل مخلوقات ویسکے
پرتو ہین صرف چندروزہ جامہ ہستی (بدن) غیر فانی چمک و دمک (روح) کو ڈھانپے
ہے - خدا اور دین اسلام بڑا ہے - ہم سب کو خدا کی عبادت کرنی چاہئے ہماری کل
طاقت اوسیکے تابع ہے جو چاہے سو کرے - اس دنیا مین یا عقبی مین - جو کام
ہمارے لئے ہونے تھے چاہے وہ موت ہو یا موت سے بھی بدتر لیکن وہ سب بہتر

اور بہت بہتر ہوئے ہین ہمکو پوری طور سے اپنی تئین اوسیکو سپرد کر دینا چاہئیے۔
گو تیجہ اہتا ہے کہ اگر اسلام اسیکو کہتے ہین تو کیا ہم سب لوگ اسلام پر نہین چلتے۔ بیشک
ہم مین سے سب لوگ جنمین کچھ دینی عنصر ہے۔ اسیطرح رہتے ہین۔
انہون نے اپنی نیک بیوی حضرت خدیجہؓ کو کبھی فراموش نہین کیا۔ بہت زمانہ کے
بعد حضرت عایشہؓ انکی نوجوان بیوی جو مسلمانون مین جملہ اوصاف سے متصف ہونے
سے بہت مشہور ہین ایک روز آپ سے پوچھا کہ کیا مین حضرت خدیجہؓ سے
اچھی نہین ہون۔ وہ بیوہ۔ سن رسیدہ تھین اور حسن بھی زائل ہوگیا تھا۔ کیا آپ مجھپر
بہ نسبت اسکے زیادہ مہربان نہین ہین۔ آنحضرت نے جواب دیا نہین واللہ نہین۔
حضرت خدیجہ نے مجھپر اوسوقت ایمان لائین جب کوئی بھی ایماندار نہ تھا۔ تمام دنیا بہر
میری محبوبہ سب سے بڑہکر صرف وہی ایک تھین۔

. . . .

مذہب عیسوی کی بھی یہی تعلیم ہے کہ خدا پر اپنے تئین چھوڑ دو۔ ہمکو آدمیون کی صلاح
و مشورہ پر نہین چلنا چاہئیے۔ کسی مصنوعی شاندار عیب جوئی۔ خواہشات یا افسوس
پر خیال رجوع نکرنا چاہئیے۔ ایسا جاننا چاہئیے کہ گویا کچھ نہین جانتے جو باتین سب سے بری
یا مضر بظاہر معلوم ہون وہ اصل مین ایسی نہین ہین۔ ہمارے واسطے وہی مناسب
ہے جو ہمکو خدا سے ملا یا ملے اور کہنا چاہئیے کہ یہی اچھا اور مفید ہے۔ کیونکہ خدا
بڑا ہے۔ اگر وہ مجھکو قتل بھی کر ڈالے تاہم مجھکو اوسی پر بھروسہ کرنا چاہئیے
اسلام بذات خود خدائی فیصلہ اور خود کو متابعت اور تصورات الہی مین معدوم

سمجھنے والا ہے۔ یہہ سب سے بڑی دانائی ہے جو اب تک دنیا مین ظاہر ہوئی ہے۔
ملت محمدی کو ایک قسم کی ملت عیسوی کہنا چاہئے۔ فی الحقیقت اگر ہم غور سے دیکھین کہ کس
عجلت اور کثرت سے اس مذہب کی اشاعت ہوئی اور لوگون کے دلون پر اسکا اثر پڑا تو
ہم ضرور کہینگے کہ یہہ ملت مذہب عیسوی کے ادنی قسم مین نہین بلکہ اعلی قسم مین ہے اور
شام کے فرقہ عیسویہ سے بدرجہا افضل ہے جو مہمل جھگڑے کیا کرتے تھے اور جنکے دماغ بیہودہ
شور و شغب سے لبریز اور دل خالی و مردہ تھے۔
محمد صلعم کے نسبت جو کچھ کہا جائے لیکن کسی صورت سے شہوت پرست کہنا جائز نہین۔ اگر
ہم انکو عیاش کہین یا کسی کمینہ صفت سے منسوب کرین بلکہ کسی قسم کی خواہش کا اطلاق
انپر کرین تو ہماری سخت غلطی متصور ہوگی۔ انکا خانگی سامان نہایت ہی مختصر اور خوراک
مین جو کی روٹی اور پانی تھا۔ بعض اوقات مہینون چولہا گرم نہوتا۔ نہایت صحیح فخر
کے ساتھہ مسلمان لکھتے ہین کہ آنحضرت اپنے ہاتھون سے جوتے اور پوشاک درست کر لیا
کرتے تھے۔ آنحضرت جانفشان تھے۔ مختصر سامان رکھتے اور غریبانہ گذر کرتے تھے۔ مال
جمع کرنیکی جو عام لوگون کے محنت کا صلہ ہوتا ہے بالکل فکر نہ تھی مین تو انکو کبھی خراب آدمی
نہ کہونگا۔ انمین بجائے کسی قسم کی خواہش کے دوسری صفتین نہایت اچھی تھین۔ ورنہ
یہہ جنگلی عرب جو انکے زیر نظر ۲۳ برس تک لڑتے جھگڑتے رہے اور انکے ساتھہ ہمیشہ رہی
ایسی عزت کبھی نکرتے۔ وہ جنگلی تھے جو گاہ گاہ جھگڑے کیا کرتے اور راستی و صداقت
کیلئے وحشیانہ حرکت کرتے تھے۔ پس ایسے لوگون کی رہنمائی بغیر واجب التسلیم لیاقت
اور بہادری رکھنے کے کوئی شخص نہین کر سکتا۔ انکو نبی کہتے تھے وہ ان لوگون کے

ساتھ ساتھ رہتے۔ کبھی خفیہ ہوکر نہیں بلکہ بالکل آشکارا طور سے۔ سب لوگوں کے روبرو
اپنے لباس میں پیوند لگاتے تھے۔ اپنی جوتے ٹانکتے تھے لڑتے۔ مشورہ دیتے اور اپنے
لوگوں کو حکم احکام کرتے تھے۔ ان لوگوں کو خوب معلوم تھا کہ کس منتہم کے آدمی آنحضرت تھے
پس جو تمہارا بھی چاہے وہ انہیں کہو۔ کوئی شہنشاہ جسکے سر پر تاج زرین ہو ایسا مقبول
حاکم نہیں ہوا جیسا محمد اپنے گدڑیوں میں۔ ۲۳ برس تک سخت آزمائش کرتے رہے
ایسے سخت کام انجام دینے کیلئے میری رائے میں ایسے ہی سچے بہادر (نبی) کی ضرورت
ہوتی ہے۔ آنحضرت کے آخری کلمات دعا ہیں وہ دعا کیا ہے ایک مشوش دل سے
شکستہ دعا یہ تقریر جو لرزتی ہوئی امید کے ساتھ خالق کے خیال میں نکلتی ہے۔

متعلقہ ہسپانیہ مسلمانان

کیسا ہسپانیہ سیکڑوں برس تک عربوں کی زیر حکومت سرسبز و شاداب رہا۔ کیسی
کیسی مسرت انگیز باتیں رہیں اور خلق و مروت کا ڈنکا بجتا رہا۔ بہادری اور اولوالعزمی
کا شہرہ ایک جانب اور منظومات کا دور دورہ دوسری طرف۔ علوم مختلفہ کی بہار کس پایہ
پہنچی اور فنون کاملہ کا رتبہ کہاں تک پہونچا کیسے کیسے عمارات اسپین اور جا بجا میں تعمیر
کرائے گئے اور کیسے کیسے عظیم الشان پل بند ہوئے۔ چشمے اور فوارے جاری ہوئے
آب پاشی کس اوج کو پہونچی۔ اور اب آنکھ عبرت کی آنکھوں سے دیکھو کہ کیا تھا
اور کیا ہو گیا۔

والٹر سیوج لینڈر (امیجنری کنورسیشن ۱۸۲۴ء)

W. S. Landor's "Imaginary Conversation" 1824-29

متعلق ہسپانیہ مسلمانان

ملک اسپین کی تاریخ عجیب افسوسناک و حسرت آمیز تغیرات کا مخزن ہے۔ بارہ سو
برس گذرے کہ طارق نے اسپین کو فہرست ممالک مقبوضہ عرب مین داخل کیا
آٹھہ سو برس تک مسلمان حکمرانون کی تحت مین اسپین مہذب اور شایستہ سلطنت
تمام یورپ مین تھی۔ وہان کی شادابی حکمران کی جانفشانی اور اعلی فن الجبری کی
ماہیت سے صد چند بڑہ گئی۔ وادی الکبیر اور گوادیانا مین سیکڑون شہر آباد ہوگئے
جو اب صرف پچھلے عزتون کے یادگار ہین۔ علم و فن و صنعت کی ایسی گرم بازاری
ہوئی کہ تمام یورپ مین بینظیر تھی ان شہرون مین جو چشمہای علوم مسلمانون نے جاری
کئے تھے اوس سے مستفید ہونیکے لئے تشنگان ملک جرمنی فرانس و انگلستان جوق جوق
پہونچتے تھے۔ جراح و حکیم اندلوسیہ گویا علمی فوج کے ہراول تھے۔ عورتون مین
اعلی تعلیم کا چرچا تھا۔ لیڈی ڈاکٹر قرطبہ مین موجود تھین علوم ریاضی ہیئت۔
نباتات۔ تاریخ۔ فلسفہ۔ فقہ اسپین اور صرف اسپین ہی مین بکثرت شایع تھے
کاشتکاری۔ آب پاشی۔ قلعہ بندی۔ جہاز سازی۔ پارچہ بافی کی اعلی ہنرمندی
حکاکی۔ نجاری۔ ظروف سازی۔ معماری۔ کا علمی و عملی کمال صرف مسلمانان اسپین نے
کر دکھلایا۔ جسطرح علوم و فنون جنگ مین یہہ لوگ کامل تھے اوسیطرح روزمرہ
کے علوم و فنون مایحتاج مین بھی طاق تھے۔ اور عرصہ دراز تک ہمعصرون مین
گوی سبقت لیگئے تھے۔ بحیرہ روم مین اونکے بیڑہ جہازات شاہان بنی فاطمہ کے
ہمسر تھے اور افواج بری ممالک عیسویہ مین خاک سیہ کر رہی تھین۔ خود سند

جو قومی بہادر نغامد توں تک عربوں کے طرف سے مصروف جنگ رہا اور باشندگانِ تعلیم وہ آدما عرب تھا۔ غرض جو کچھہ کسی سلطنت کیلئے سامان عزت وعظمت ہو سکتے ہیں۔ اور جو مصالح تہذیب وشایستگی کے کئے جا سکتے ہیں وہ سب اسپین مسلمانان میں موجود تھے۔

سنہ ۱۴۹۲ میں فرڈی نینڈ وائیزابلا کے مجموعی حملہ کے روبرو عربوں نے شکست پائی اور غرناطہ کے ساتھ اسپین کی ساری عزت پائمال تو سن حوادث ہوئی۔ تھوڑے دنوں تک عربوں کی گذشتہ چمک دمک پھیکی روشنی میں اس سرزمین پر قایم رہی جہاں افتاب علوم وفنون سے دنیا کی آنکھوں میں خیرگی ہوتی تھی۔ بعدہٗ ایزابلا چارلس پنجم اور فلپ ثانی وغیرہ کے عہد وسلطنت تک کچھہ دھندلی چمک رہی پھر تو پائمالی اور بربادی کی نفرت انگیز حالت اور تعصب امیز غیر مذہب کی جگر خراش تحقیقات کا دور دورہ اور اس جہالت وتاریکی کی حکومت ہوئی جسمیں اسپین گر کر اجتک نہ سنبھلا۔ جس سرزمین میں صداقت اور راستی سب سے افضل سمجھی جاتی تھی وہاں حکماے اسپین جہالت اور بدلیاقتی کے تمغہ سے سرفراز کئے گئے اور نیوٹن اور ہاروی کی علمی تحقیقاتیں خلاف مذہب سمجھکر مردود کی گئیں جہاں ایکدن ستر عام کتب خانے دماغی قوت طلبا کیلئے بے بہا نعمت تھی اور صرف قرطبہ میں پانچ لاکھہ کتابیں جمع تھیں جس سے ایک دنیا کا عام فائدہ ہوتا تھا اسکے بعد کچھہ بیعلمی کی ایسی ہوا چلی اور اسقدر علمی کوشش اور شوق میں بہ نسبت سابق کے فرق پیدا کیا گیا کہ جدید دارالسلطنت مڈرڈ میں ایک عام کتب خانہ بھی اس اٹھارویں

صدی مین نہین ہے اگرچہ کتابین نہایت ارزان اور سب علوم کی کثرت سے مطبوعہ ملتی ہین اور مسلمانون کے زمانہ مین جبکہ صرف ایک شہر قرطبہ مین پانچ لاکھ کتابین مختلف علوم وفنون کی جمع تھین سب قلمی تھین) حیرت تو یہہ ہے کہ اسکوریل جو خود اسپین کا رہنے والا تھا اوسکی قلمی تصانیف کا آج انکار کیا جاتا ہے مقام سیول مین سولہ ہزار پارچہ بافی کے کارخانے تھے اب اوسکے پانچوین حصے مین بھی شک ہے۔ صنعت وحرفت جو مقامات ٹولیڈو۔ اور المیریا۔ مین تھی آج نہایت ہی حقیر حالت مین پائی جاتی ہے۔ عام حمام منجملہ دوسری عام عمارتون کے جو نہایت خوبصورت اور کارآمد تھین اسلئے برباد کردیگئی کہ صفائی بہت کچھ غیر مذہب (مسلمانون) کا پتہ دیتی ہے۔ جب عربون کی نہر بندی وجانفشانی متعلقہ آبپاشی سے چشم پوشی کیگئی تو اراضی رفتہ رفتہ بیکار وبنجر ہوگئی۔ نہایت ہی سرسبز وشاداب وادیون مین آج گھاس پھوس کے سوا کچھ نہین ہے۔ جن متعدد گنجان شہرون سے اندلوسیہ کی رونق تھی وہ ویران پڑے ہوے ہین۔ اور بجائے طلاب۔ تجار۔ اور جنگجو بہادرون کے آج گداگر۔ فقیر اور رہزنون کا مخزن ہے۔ پس جب سے عربون کا اسپین سے اخراج ہوا اس ملک کی یہہ ذلیل حالت ہوگئی ہے اور یہہ عبرتناک تاریخی واقعہ صرف اسپین ہی مین پایا گیا

اسٹینلی لین پول (مورس ان اسپین ۱۸۸۸ع)

"The Moors in Spain" by

ایک حیرت انگیز مشاہدہ

رسالہ بلٹین جو کالیفورنیا کے اسٹیٹ مائننگ بیوریا سے شائع ہوتا ہے اوسمین مسٹر فوسلو اینڈ سن
ایم۔ ڈی۔ اے نے ہم لاشون کی نسبت ذکر کیا ہے جو بغیر کسی کیمیائی ترکیب کے قدرتی طور پر
صحیح و سالم برآمد ہوئی تھین۔ یہہ لاشین جنکا ذکر کیا گیا سیرا ماڈری کے پہاڑ سے نکالی
گئین تھین اور اب بیوریا مین موجود ہین۔ رسالہ بلٹین نمبرا مین اُن لاشون کا فوٹو
بھی دیا گیا ہے۔
مسٹر جے۔ ر۔ و۔ ڈیویس پریسیڈنٹ بورڈ آف ٹرسٹیز آف دی اسٹیٹ مائننگ بیوریا کی
خاص توجہہ اور فیاضانہ گرمجوشی سے اس انسٹیٹیوشن مین آرچیالاجیکل کے متعلق بہت سے
انسانی ڈھانچے جمع کئے گئے ہین۔
میکسکو کے آرچیالوجسٹ (ماہر علم قدامت) سگنور ریس مارگیری میکسکو کے پہاڑون مین
جو سیرا ماڈرے کے نام سے مشہور ہین اپنی آزمایش مین مصروف تھے ڈیمنگ کے قصبہ کے وہین
قریب دو سو میل کے فاصلہ پر کور آلٹوز کاسس گرینڈنز کے درمیان سات ہزار
فیٹ کی بلندی پر ایک تاریک غار چٹانی سے بالکل بند پایا گیا جب وہ حجرہ
کھولا گیا تو معلوم ہوا کہ اوسکی زمین بالکل مسطح اور نرم ہے۔ دونون پہلو ناہموار
اور سخت تھے۔ چھت برف کے قلمون سے جو لٹک رہی تھین بالکل چھپی تھی۔ یہہ حجرہ
طول و عرض مین تقریب قریب برابر تھا۔ دوسرے سرے پر آدمی کی چار لاشین
بغیر اس کے کہ امتداد زمانہ کا ان پر کچھ اثر پڑے معمولی طریق پر موجود تھین۔

اُس ملک کے قدیم دستور کے مطابق مشہور مُردون کی لاشین اکثر اسیطرح سے
دریا کے کنارے یا پہاڑ کی اونچی چوٹیون پر جہان مشکل سے انسان کا گذر ہو سکتا ہے
دفن کیجاتی تھین - اس سے گویا اُن کی تکریم اور حفاظت مقصود ہوتی تھی - ان لاشون
کی نشست کی کچھ عجیب قطع تھی - دونون ہاتھ سینے پر آڑے دہرے تھے -
گھٹنے ٹھڈی سے ملے تھے اور سر سامنے کو جھکے ہوئے تھے - اُن لوگون کی تکفین بہت خوش
اسلوبی سے عمل مین آئی تھی - اور سبھون کا رُخ آفتاب کی جانب تھا -

ایک مرد اور ایک عورت (شاید میان بی بی سے ہونگی) زانو بزانو کے بٹھائے
ہوئے تھے بڑا لڑکا باپ کے دائین طرف اور چھوٹی لڑکی مان کے بائین طرف تھی - کفن کے
علاوہ لڑکی پر کسی جانور کا چمڑا لپٹا ہوا تھا جیسا کہ جزیرہ فیورٹیو نیچورا کی تکفین کا طریقہ
تھا - بہر حال اوسکی حفاظت کے لئے بہت کچھ احتیاط کیگئی تھی - اُس مقبرہ کی زمین اور
لاشین بہت باریک اور نرم دہول سے اٹ گئی تھین - وہ گرد اسقدر باریک تھی کہ
چھونے سے مطلق تمیز نہین ہوتی تھی - اور شاید مدت دراز کیوجہ سے یہان رفتہ رفتہ
جمع ہو گئی تھی - باوجودیکہ اسوقت سے پہلے وہان کسی آدمی یا جانور کا گذر نہوا تھا مگر
ایک طرف ایک آدمی کے پانون کا نشان موجود تھا - یہہ یقین کیا جاتا ہے کہ شاید وہ
غار کا منہہ بند کرنے آیا ہو - اُس مقبرہ کی چُنائی اس ہوشیاری اور صنعت سے
کی گئی تھی کہ بہت غور سے دیکھنے پر تمیز ہوتی تھی - باوجودیکہ اوسمین دہوپ سے
خشک کی ہوئی اینٹ اور چٹان اور گارے کے سوا کوئی اور چیز نہ تھی -
پروفیسر مارگیری اور اُن کے ہمراہیون نے لاشون کو فرانس مین لیجانیکا ارادہ کیا

یہہ کام انکو کمال احتیاط اور چالاکی سے کرنا پڑا اسلیئے کہ اگر وہان والون کو یہہ خبر ہوجاتی
کہ اُن کے بزرگون کی متبرک لاشین مدفن سے نکالی گئی ہین اور اب منظر عام مین رکھنے
کیلیئے جائینگی تو پروفیسر اور اُن کے ساتھیون کی حالت بہت خطرناک ہوجاتی۔ وہانکے
باشندے اپنے مُردہ بزرگوارون کی غایت درجہ مبالغہ سے تعظیم کرتے ہین۔
اُن کی پرستش کرتے ہین۔ اور عقیدہ کے طور پر یہہ یقین کرتے ہین کہ مُردونکی روح
ہمیشہ لاش پر اوڑا کرتی ہے اور اپنے پس ماندون کو ناگہانی آفتون سے محفوظ
رکھتی ہے۔ اگر لاشین اوٹھالی جائین تو گویا وہ اپنے روحانی محافظون سے
محروم ہوجائینگے۔ اُن مین کے بعض فرقے والے اس امر کو اپنی خاندانی افتخار کا باعث
سمجھتے ہین کہ ہم اون مقدس بزرگون کی نسل سے ہین جنکی روحین پہاڑون اور
غارون مین بھری ہوئی ہین۔ یہہ خیال اور بے اصل قصے اُن کے مذہبی
عقاید مین داخل ہین۔
غرضکہ وہ لوگ لاشون کو بہت احتیاط سے کپڑون مین جو انہین مل سکے لپیٹ کر خچرون
پر لاد کر ایک ریلوے اسٹیشن پر جو سب سے قریب اور دو سو میل فاصلے پر تھا
لائے۔ وہان سے صندوقون مین بند کر کے سان فرانسسکو مین لیگئے۔
مسٹر جے۔ ز۔ ڈ۔ ڈیوس نے اس خبر کے سنتے ہی کمال اشتیاق سے اُن چارون
لاشون کو خرید لیا اور اسٹیٹ مائننگ بیورو کی نذر کیا جہان اب وہ بہت سے
مشہور اور عجیب و غریب اشیا کے ساتھ رکھی ہین۔ اُس دریا کے ساحل پر
پہلے پہل یہہ لاشین نمودار کی گئی ہین جو قدرتی طور پر بلا کسی اور وجہہ کے

صحیح و سالم موجود ہین - یہہ لاشین اور مصالحہ دار لاشون سے ایک خاص طرح کا فرق رکھتی ہین عوام اور واقف کار اشخاص نے اس امر کو تسلیم کرلیا ہے کہ یہہ کسی مصالحہ کیوجہہ سے نہین قایم ہین - جہان تک غور کیا گیا ابتک کوئی ایسا طریقہ دریافت نہین ہوا ہے کہ اتنی مدت تک لاشین قایم رہ سکین -

وہ لاشین قدرتی اجزا کی خاص ترکیب سے جو انسانی فہم سے باہر ہے خشک ہوگئی تھین گرم اور خشک ہوا نے اُن کی رطوبت جذب کرلیا تھا - اس طور پر جیسے کہ ہملوگ روز مرہ کے کھانے کا گوشت آیندہ موسم کیلیے خشک کرلیتے ہین - یا قوم بشن افریقہ کے جنگلی مار سنیین کا گوشت سکھاتے ہین -

مغز سر - دل - پھیپڑہ - پیٹ کے متعلق جوارح اور آنتین خشک اور ٹھوس تھین مرد کی لاش اور سبھون سے بڑی تھی - ڈھانچہ بھی مضبوط تھا - اونچائی مین ۶ فٹ جسم کی ساخت باقاعدہ ہے - ہڈیان مضبوط اور لمبی ہین تخمیناً اُس کا وزن ۱۸۰ اور ۲۰۰ پونڈ کے درمیان رہا ہوگا مگر اب کل ۱۴ پونڈ ہے - جلد کے اوپر کا حصہ سب داغ ہی - اُس کی حالت خشک چمڑہ یا چمڑی کاغذ کی سی ہوگئی ہے - رنگت کسیقدر سیاہی مائل خاکی ہے - جلد اور ہڈیون کے درمیان خشک گوشت - اعصاب - رگین - اور ہڈیون کے جوڑ مین اون کا مجمع - اور پتلی جھلی جو گوشت کے اوپر ہوا کرتی ہے بدستور موجود ہین - شانون کے بعد ایک سرے سے دوسرے تک ½۱۵ انچ (یعنے ۳۹۰ سیلیمیٹر) کا فصل ہے - ہاتھ چھوٹے اور انگلیان کا دم ہین) - پیر بھی چھوٹے ہین ۲۴۰ میلیمیٹر (یعنے ½۹ انچ کا پیمانہ ہے -)

اُنگلیون کی ہڈیان بدستور ہین۔ تعداد معمولی ہے۔ رگین جنکی وجہہ سے اُنگلیون کا سلسلہ اور قطار ہوتی ہے موجود ہین۔ بائین طرف اور لبون پر پھوٹ نکلنے کے نشان ہین۔ یہہ شاید خشک ہوتے وقت ہوا ہے۔ حوالی دماغ کی رطوبت اوس ہڈی مین سے ہو کر جو مشبک ہے اور جس مین سے شامہ کی حس کرنیوالی رگین ناک مین آئی ہین جو کھوپڑی کے اگلے حصہ مین واقع ہی اور جسمین ایک سوراخ ناک کے نیچے طرف کو ہے۔ اُن مین سے رطوبت جاری ہو کر بائین طرف کے گال سے بہہ نکلی ہین۔ چونکہ سر بائین جانب کو جھکا ہوا تھا اسلیئے اوسیطرف کو رطوبت رجوع ہو گئی جسکے بہہ نکلنے کا نشان موجود ہے۔

سر کے بال چھوٹے اور کرخت ہین۔ ابرو اور پلکین ویسی ہی ہین۔ مونچھین کم کم ہین مگر ڈاڑھی قریب قریب صاف ہو گئی ہے۔ دونون کان سر مین چپک گئے ہین۔ کرگسی کے نشان باقی ہین۔ آنکھین بھری ہوئی ہین۔ ناک چونکہ پہلے ہی سے چپٹی تھی ہڈی کے بیٹھہ جانے سے اور دب گئی ہے۔ لب سخت اور ٹھوس ہین۔ زبان سکڑ کر بوتل کے کارک کیطرح ہو گئی ہے۔ دانتون کی تعداد بتیس ۳۲ ہے۔ جڑ مین کسیقدر گھسی ہوئی ہین۔ اُنثیین اور عضو تناسل بدستور ہین۔ معلوم ہوا کہ سر پر بال ہین چہرے پر کم۔ اور مقامات پر کچھہ بھی نہین۔

کھوپڑی کی جھلی اور چمڑہ خشک ہو جانے سے سر کی ٹھیک ٹھیک پیمایش مین دقت ہوئی اور اوس کا کوئی صحیح اندازہ نہین کیا جا سکا۔ پھر بھی بہت کوشش سے جہان تک دریافت کرنا ممکن ہوا وہ درج ذیل ہے۔

سر کا دور ۳۰ ۵ - لمبائی کا پچھلا اور اگلا حصہ ۸ ء ۱۷[1] - چوڑائی ۱۴۰ - اگلے حصے کی چوڑائی ۸ ء ۱۰۱ اونچائی ۵ ء ۱۲۳ - زاویہ چہرہ ۱۷ ملیمیٹر ہے۔

کھوپڑی کے جوڑ وغیرہ کی نسبت جنکے لئے بہت زیادہ ڈاکٹری تجربہ کی ضرورت ہے کوئی رائے قایم نہین کیجا سکی۔ رخسارون کی ہڈیان ادبھری ہوئی ہین۔ نیچے کے جبڑے کی ہڈیان بلکہ قریب قریب چہرہ کی تمام ہڈیان موجود ہین۔ دماغ کے طبقات اور اعضاء رئیسہ کا ملاحظہ کرنے سے یہہ دریافت ہوا کہ یہہ آدمی اوسط درجہ سے زیادہ سمجھ بوجھ والا رہا ہوگا۔ آلات جس مشترک اچھی طرح ظاہر ہین۔

دوسری لاش مین وہ سب باتین موجود پائی گئین جو ایک عورت یا مان مین ہونی چاہئین۔ بہ نسبت پہلی لاش کے یہہ بیقدر زیادہ محفوظ ہے۔ ہڈیون کے ناپ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۵ فٹ ۵ انچ رہی ہوگی۔ اور وزن مین ۵۰ اسے ۱۰۰ پونڈ تک۔ اسوقت صرف ۱۲ پونڈ کی ہے۔ صورت پردہ جسم۔ اور اوسکی ساخت اور ترکیب بدستور ہے۔ داہنی پہلو کی جانب پردہ نہ ہونے سے اندرونی اعضاء کے معاینہ کا عمدہ موقع ملا۔ پھیپھڑہ ایک خشک اسفنج کی صورت مین ہے۔ دل خشک گوشت کے ٹکڑے کیطرح۔ خون کی بڑی بڑی رگین اور آنتین وغیرہ اور پیڑو کے طبقات بہ استثناء اون کے جو چیزین سمٹ گئی ہین بخوبی دیکھی جاسکتی ہین۔ رحم اور آلات جنین بہت درست ہین۔ ہاتھ پاؤن چھوٹے اور عمدہ ساخت کے ہین۔ پیر صرف ۲۱۵ ملیمیٹر ہین۔ جسکا ½ ۸ انچ ہوتا ہے سر پر بہت گھنے بال ہین۔ زمانہ نے ابھی تک اون پر اپنا اثر نہین ڈالا ہے۔ بالون کا

نوٹ (۱) - ملیمیٹر - ایک انچ کا ۲۷ ء ۹۴۳ حصہ ہوتا ہے۔

رنگ بھورا ہے۔ لیکن اس زمانہ کے آدمی کے بالون سے ایک خاص طرح کا فرق رکھتا ہے
کان چھوٹے اور باقاعدہ ہین۔ اور اون مین بالش کے قسم سے کسی چیز کا ٹکڑا پہنا یا ہوا ہے
جسکی درازی ۰٫۴ سیلمیٹر اور دور ۱۰ ایلمیٹر ہے۔ شاید اس عورت کے زمانہ مین یہ بھی
زیور سمجھا جاتا تھا۔ آجکل کی عورتین اور مرد کان کے حاشیہ مین سوراخ کر کے مختلف
قسمون کے زیورات لٹکاتے ہین مگر اس عورت کی کان کی لو مین صرف ایک سوراخ
ہے جس سے یہہ پتہ چلتا ہے۔ کہ اوس زمانہ مین بھی تہذیب پھیلی ہوئی تھی۔ اس
زمانہ کے شایستہ ملکون مین بھی یہی رواج ہے۔ آنکھین باوجودیکہ بیکار ہین
مگر عجیب طور پر نگران ہین۔ اور بااوپر کو نرچھی ہین۔ ناک موجود ہے مگر بجائے پتلی اور
نوکدار ہونے کے چپٹی ہے۔ رخسارون کی ہڈیان بہت ابھری ہین۔ لب پتلے اور
سخت زبان خشک اور ٹھوس ہے۔ آگے کے دو چار دانت نہین ہین۔ کھوپڑی
کا صحیح ناپ اسلئے نہین ہوسکا کہ پہلی لاش کے مشکلات کے علاوہ بالون کا جھنڈ بھی موجود ہے۔
سر کا دور ۵۰۳۔ اگلے اور پچھلے حصون کا طول ۱۶۷۔ چوڑائی ۱۲۷۔ اگلے حصہ کی چوڑائی
۱۰۳۔ اونچائی ۱۲۲ ملیمیٹر ہے۔ زاویہ چہرہ ۹۶ ڈگری۔ اس کشادہ پیشانی سر سے
کمال عقلمندی کا ثبوت ہے اس عورت مین اعلی مادری محبت اور نیک نیتی بھی
رہی ہوگی۔ آجکل کی عورتون مین تو اس قسم کا سر شاید ہی ہوتا ہو۔

اس مرد کے داہنی طرف جو لڑکا ہے وہ بھی اور لاشون کیطرح کفنایا ہوا ہے۔
اوسکے ہاتھ بھی سینے پر آڑے دہرے ہوے ہین۔ دونون گھٹنے چھاتی پر لگے ہوئے ہین
اور سر سامنے کو جھکا ہوا ہے۔ اس کا جسم ۳ فٹ اونچا ہے اور وزن مین ۴ پونڈ ہے

چمڑا - جھلی - رگین - ہڈیان - ویسی ہی جیسا کہ اور لاشون کی نسبت بیان کیا گیا ہے - سر صحیح حالت مین ہے جیسا کہ اس سن کے لڑکون کا ہونا چاہئیے - چاندی پر کے بال اوڑ گئے ہین - کان صرف جسقدر کرّی کے قسم سے ہوتا ہے اوتنا ہی باقی ہے چہرہ بدستور ہی ناک چپٹی - رخسار کی ہڈیان اونچی - آنکھین نرچھی جیسا پہلی لاشون مین ہے ویسا ہی اس مین بھی - آگے کے دو ایک دانت نیچے اوپر کے نہین ہین - جبڑون مین نئے نکلے ہوئے نظر آتے ہین - ۲ ڈاڑہ اوپر کی ہڈی کی سوراخ سی نکلی ہوئی نظر آتی ہین ہاے برس کا سن قرار دیا گیا ہر کا دور ۴۰۴ میلیمیٹر - طول اگلے اور پچھلے حصہ کا ۱۲۶ میلیمیٹر - چوڑائی ۱۲۰ - اگلے حصے کی چوڑائی ۷۰ - اونچائی ۱۱۴ میلیمیٹر ہے - زاویہ چہرہ ۷۱ ڈگری -
کفن کا کپڑا ابھی تک بہت کچھ باقی ہے - زیادہ تر سوت ہے - جسم پر جپٹ پہنا یا ہوا ہے بال کی ایک رسّی سے کچھ بندھا ہوا بھی ہے -

چھوٹی لڑکی مین جو عورت کے بائین طرف ہی سب باتین جیسا کہ ہونا چاہئے موجود ہے اوس کا سن ۱۴ - ۱۸ مہینے تک کا ہوگا - وزن ۱½ پونڈ ہے یہہ لڑکی کسی جانور کے کھال مین لپٹی ہوئی ہے - اوس نرم اور نا قابل برداشت جسم کو اس طریقہ سے بہت اچھی طرح محفوظ کیا گیا تھا - اوس کے دونون پاؤن نہین ہین - ساق کی نلیان چمڑے سے نکلی ہوئی ہین - اوپر اور نیچے کے چار چار دانت نکل رہے تھے جب سے یہہ قرار دیا گیا ہے کہ اوسکی دنیاوی عمر اٹھارہ مہینے سے زیادہ کی نہین ہوگی -
یہہ پتہ چلتا ہے کہ دو چار سون لاشین ایک ہی خاندان کی ہین - اور ان کی تجہیز و تکفین

کو مراسم اون کے دوستون اور باقی ماندہ آعزہ کی ہاتھون سے ادا ہوئی ہونگی۔ خیال کیا جاتا ہے
کہ یہہ اوس زمانہ کے ہونگی جب اسپین نے یہان چڑہائی کی تھی۔ یا اُس زمانہ سے بہی
بیشتر جب آزٹک لوگ جمع ہوکر ٹالٹک قوم پر حملہ کرتے تھے اور اون کے درمیان جنگ
اور خونریزی ہوا کرتی تھی۔

لاشون کے چہرہ کا نقشہ آجکل کے لوگون سے بہت کم مشابہت رکھتا ہے۔ کھوپڑی
کی ترکیب اور طبعی ساخت آزٹک کی نسل سے ملتی جلتی ہے۔ گہری بہورے رنگ کے بال
آجکل کے باشندون مین نہین پائے جاتے۔ چہوٹے چہوٹے ہاتھہ پاؤن ہندوستانیون کے
ایسے ہین اس سے یہہ مقصود نہین ہے کہ قیاساً کوئی قوم قرار دیجائے۔ بلکہ اس
پیمائش سے یہہ مراد ہے کہ خاص خاص قومون مین کون کون خاص باتین ہوتی
ہین جنسے ایک دوسرے مین تمیز ہوسکے۔ البتہ ہم اس بات پر توجہہ دلاتے ہین
کہ یہہ لاشین ایشیائک قطع کی ہین۔ اس سے ہم اون مین کوئی رشتہ نہیں ٹھراتے
مگر اوپر کے بیان کئے ہوئے وجوہ کے اعتبار پر یقیناً ہمارا یہہ خیال ہے کہ یہہ لاشین
ٹالٹک یا آزٹک لوگون کی ہین۔ جو کپڑہ ان لاشون پر بطور کفن کے پایا جاتا ہے
وہ سوت۔ بال۔ چمڑہ۔ گہاس۔ اور ریونا می درخت کی چہال سے بنا ہوا ہے۔ ہر ایک
سوت کا قطر جس سے اوس کپڑے کی بناوٹ ہے ½ میلیمیٹر تک کا ہے
کنارے پر چمڑے کی پٹی پر ریو کی چہال لپیٹ کر گوٹ کے طور پر لگایا ہوا ہے
باوجودیکہ ان کپڑون کی بناوٹ بہت سادی سمجھی گئی ہے یعنی بانسے کی سوت
تانے کے اوپر سے جو گئی ہین اُن جالی کے ایسے خانے پڑگئے ہین پہر بہی

بالکٹ چٹائی - اور آرائش کے کپڑون سے بہت بڑی صنعت اور دستکاری ظاہر ہوتی ہے
جن پر رنگین سوت سے بیل بوٹے بنائے گئے ہین - گھاس وغیرہ کی چٹایان بہت پائیدار
ہین - جانورون کے چمڑے بھی کپڑون کیطرح کام مین لائے گئے ہین -

انسان کی اصل ہمیشہ سے ایک عجیب راز کے طور پر مخفی رہی ہے - بد و فطرت سے
ابتک انسانی آفرینش کی نسبت علما نے اپنا خیال ظاہر کیا ہے مگر مشکل یہہ ہے کہ وہ
اپنے بیان مین ایک دوسرے سے اکثر مخالف ہین - اسلئے ایک ایسے شخص کو جو قضا و قدر
کے معاملات مین دلچسپی رکھتا ہے بہت دقت ہوتی ہے کہ وہ اپنی رائے مین صحت اور
یکسوئی پیدا کر سکے - کیمپر اور بلومن باچ کے وقت سے ابتک تین طرحکا خیال ہم ذیل مین
درج کرتے ہین جو ہر ایک نے بہت اعلیٰ قابلیت سے ظاہر کیا ہے اُن کی وجہہ ثبوت
مین دفتر کے دفتر موجود ہین -

توریت کا بیان

موزئیسٹس - بیان کرتے ہین کہ آدم اور حوا - ایشیا کے درون مین جہان
پانی کے سیلاب وغیرہ سے کنارے پر کی زمین - کنکر پتھر اور معدنی چیزین بہہ
جاتی ہین - اس مقام پر پیدا کئے گئے - اور اسقدر بیان کو انہون نے آسمانی کتب
سے مطابق کر لیا ہے - قدیم ماہران بیان الانسان اس اندازہ خیال کو صحیح بتلاتے
ہین - اناٹومی (تشریح الاعضاء) کی رد سے کاکیشین (کوہ قاف کے باشندے)
اور اتھیوپیا یا کاکیشین اور ہندوستان کے باشندون مین کوئی فرق نہین
ہے - بلحاظ کھوپڑی اور بشرہ کے - بہرکیف اناٹومی کے رد سے دونون مین
سب باتین یکسان ہین -

یہہ معلوم ہوا کہ بال اور چہرہ کی رنگت آب وہوا اور طرز معاشرت پر موقوف ہے۔ صرف رنگت پر قومیت منحصر نہین ہے۔ اگر انگور کی بیل اندہارے مین لگائی جائے تو اوسمین کوئی رنگ نہوبیگا۔ اسی طرح سعالو (ریچہ) شمالی ملکون مین سفید ہوتا ہے۔ معتدل اطراف مین بھورا۔ اور خط استوا کے قریب سیاہ۔ باوجودیکہ اناٹومی کی رو سے سب یکسان ہین۔

بہرحال مونوجنس کا یہہ خیال ہے کہ انسان برعکس جانور کے خدا کی خاص اولاد ہے۔

پولی جنس۔ یہہ کہتے ہین کہ انسان کی پیدائش کے خاص خاص اقسام ہین۔ آب وہوا اور انسان کی نسل کے اختلاف کو اوس سے کوئی واسطہ نہین ہے۔ انسانی بیان کے متعلق اور رائین پولی جنس خیال کی وکالت کرتے ہین۔ اس سے گویا موسیٰ کے بیان کی تائید ہوتی ہے۔ یہہ رائین باوجودیکہ ایک دوسرے سے باہم متفق نہین ہین تاہم اُن کو عزت کے ساتھہ مان لینا چاہیئے اسلئے کہ زیادہ تر اس بارہ مین ان لوگون نے عبرانی کلام الہی سے مطابقت کرنے مین کوشش کی ہے۔

ایولیوشن۔ یہہ گویا بالکل الوکھا خیال ہے۔ اس سے اُن دنون کو مطلق دلچسپی نہوگی جو علوم سے بے بہرہ ہین۔ مگر یہہ ایک سچا علم ہے جس سے انسانی تاریخ مرتب ہوسکتی ہے ہملوگ کم وبیش زندگی اور تبادلہ صورت سے واقف ہوچلے ہین جیسا کہ پانی مین حشرات الارض مائکرس کوپ سے دکہلائی دیتے ہین وہ کئی صورتون مین تبدیل ہوسکتے ہین۔ اسیطرح اگر گوشت کا ٹکڑا رکھدیا جائے تو وہ باعتبار سردی اور حرارت کے تھوڑے عرصہ مین ایک نئی زندگی سے معمور ہوگا۔

یہہ مراد نہین ہے کہ ایولیوشن خیال کی زیادہ تر تائید کی گئی ہے - کیونکہ کارخانہ قدرت
ہین صورت قبول کرنا - آفرینش - ساخت - جان - کی پیدائش غیر خلقی اشیا سے بالکل
ناممکن ہے - ایسے انڈے سے جس کا نطفہ نر سے نہ نکلا ہو بچہ پیدا ہونا غیر ممکن ہے - اسیطور
پر غیر طبعی ذرات کی ترکیب سے جان نہین پیدا ہوسکتی ہے -

امتداد زمانہ مدامی ترقی - اور مختلف قدرتی وجوہ سے انسان حالت موجودہ کو
پہونچا ہے - انسانی حالت طبعی کمال یا درستی کے آخری درجہ کو پہونچی ہے - انسان
کی غیر مکمل صورت پر موجودہ ہیئت اوس وقت قایم ہوئی ہے جواب خود انسان کو
بھی نہین معلوم ہے - ماہران علم خواص الاشیا اس امر کو پیش کرتے ہین کہ انسان
کی غیر مکمل حالت اور بھیڑے یا گھوڑے مین کوئی فرق نہین ہے جو کہ میکرسکوپ
یا بہت باریک تعریف کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہے - نطفہ کی شکل مندرجہ ذیل طور پر
یکسان ہوا کرتی ہے - کچھوا ۴ ہفتہ - مرغ - ۴ روز کتا - ۴ ہفتہ - انسان ۴ ہفتہ
علم موجودات اور کیمیا سے اون کی تشخیص اور شناخت ہوتی ہے - درحقیقت
اس زمانہ کے حکما اس امر کو بہت دعوی سے کہتے ہین کہ انسان دو پایہ نہین ہے
بلکہ اوس کی قدرتی رفتار کی قوت کا طریقہ بجاے دو کے چار عضو پر ہے -

غور امن میگنم کے رو سے یہہ دریافت ہوا کہ انسان کا سر پہلے ریڑہ کی
جوڑ سے ہموار تھا یعنے جانورون کے موافق تھا پشت کے نیچے کے حصہ والی مثلث
ہڈی اور جانورون کی دمچی مین بہت زیادہ مطابقت ہے -

انھنا لوجی جس سے انسانی نسل کے درجے قایم ہوتے ہین مونو جنس -

پولی جنسٹس - ایولیوشنسٹس - ان تینون کے اصول کو ایک کرنے کی کوشش کرتا ہے-
اس سے اون سبہون کی قوت تقسیم اور درجہ کی ترتیب ہوتی ہے - مندرجہ ذیل فلاسفرون
نے انسانی اقسام اسطرح پر لکہا ہے وایری -۲- کیوور -۳- لنایس -۴- بلومن بک -۵-
بفن -۶- پاسکیل -۷- آگاسین -۸- پکرنگ -۱۱- فریڈرک ملیر -۱۲- بوری ڈی سینٹ
وینسینٹ -۱۵- انتہروپولی جسٹ مشر مارٹن -۲۲- کرافورڈ -۶۰- برک -۶۳- اسیطرح ہر ایک
نے انسان کی مختلف اقسام بتلائی ہین جیساکہ اوپر ان کے نام کے مقابل اون کی مجوزہ
انسانی تعداد اقسام لکہی گئی ہین - ان لوگون کا بیان اس امر کی بہت اعلی درجہ کی سند ہے
جسپر دنیا فخر کرتی ہے - یہہ وہ لوگ ہین جنکی شبانہ روز کی جانکاہ محنت اور اعلی قوت
دماغی اس پیچیدہ مسئلہ کے حل کرنے کیلئے مخصوص تہی - ممکن ہے کہ وہ سب اپنے
اصول مین متفق ہوجائین اگر مقابلہ اور مثال کا ایک ہی طریقہ اختیار کرتے - مگر مشکل
یہہ ہے کہ ایک شخص جغرافیہ کی رو سے کسی نسل کو ٹہراتا ہے دوسرا طرز معاشرت
دماغی حالت کے اعتبار پر - تیسرا - قد - کہوپری - بشرہ - سے - چوتہا - رنگت کے اعتبار
پر - یہان تک کہ ان لوگون نے بال کی گوندہاوٹ ہی پر قومیت اور نسل کا امتیاز منحصر
کردیا ہے - باوجودیکہ بہت غور سے ان لوگون نے جو اسکی پیچیدگی رفع کرنا چاہتے
ہین اپنے اپنے فرق - علامات جمع کئے ہین تاہم انسان کی مختلف اقسام کی تعداد
۲ سے ۶۰ تک بتلاتے ہین -

اگر کوئی قایم کیا ہوا درجہ مان لیا جائے تو بڑے سے بڑے

ایپ (بندر) (۱) اور چھوٹے سے چھوٹے جنگلی آدمی مین کوئی فرق نہین ہے - جیساکہ بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے انسان کی موجودہ نسل جو دنیا کے مختلف حصون مین پھیلی ہوئی ہے اون مین کوئی فرق نہین ہے - اگرچہ ذلیل جنگلی انسان جانورون سے زیادہ مرجح نہین ہین تاہم وہ انسے فایق ترسمجھی نہین ہین - مثل ایک فیوض (باشندہ ٹیراڈیل فیگو) کے جو غار کے اندر ایک جانور کیطرح تر زمین پر پڑا رہتا ہے اور جب بھوک معلوم ہوتی ہے تب باہر آتا ہے سیپ کے اندر کے کیڑے اور پھلون پر اپنی زندگی بسر کرتا ہے - بعض اوقات وہ اپنی غذا بدلتے ہین - اپنی بوڑھی عورتون کو کھا جاتے ہین - اُنکی زبان بالکل مہمل ہے -

نیو جنیا کے حبشی درختون پر رہتے ہین اور بندرون کیطرح شاخ شاخ پر کودتے پھرتے ہین - ہنستے ہین - اور چلّاتے ہین - اور پھل پھول پر ایپ کیطرح زندگی کے دن کاٹتے ہین -

الفوریز - باشندہ سیرام - بھی درختون پر پرندون کیطرح رہتے ہین ہر ایک خاندان خواہ وہ حیوانی ہو یا انسانی آپسمین عداوت رکھتے ہین - ملاکا - کے جنگلی باشندے ایک ایسی قسم کی آواز سے گفتگو کرتے ہین جو چڑیون سے مشابہ ہے -

ڈیکس - (جو ایک جنگلی باشندے ہین) بورنیو کے جنگلی آدمیون کو بندر سمجھ کر مار ڈالتے ہین - فیان - جو خط استوا کے قریب رہتے ہین - مردون کی لاشون کو گاڑ دیتے ہین اور اُنکو

نوٹ (۱) ایپ دراصل بندر نہین ہے - مگر بالکل مشابہ ہے - اُس کی دُم نہین ہوتی - دانت آدمی کیطرح ہوتے ہین - بندر کیطرح گلپھڑ نہین ہوتے - اور انسان کے ہر حرکتون کی نقل کرتا ہے -

کئی روز بعد کھاتے ہین۔
چین کے شہرون مین چوہے ہیز پر چڑھنے کیلئے فی درجن پچاس سینٹ[1] کو فروخت ہوتے ہین۔
برازیل مین زندہ چیونٹیان دال اور چاشنی کے ساتھ مصالحہ دار بنا کے کھاتے ہین۔
اور افریقہ مین چیونٹیون کو چربی مین شوربہ دار (اسٹو) بناتے ہین۔
ایسٹ انڈین چیونٹیون کو مٹھی مین بھر کے دہوتے ہین اور نوش جان فرماتے ہین۔
سینڈوچ کے لوگ زندہ جھینگا کھاتے ہین۔ بلکہ شہد کی مکھیان بھی سیام مین
چیونٹیون کے انڈون کا سالن بہت قیمتی دسترخوان سمجھا جاتا ہے۔
ویسٹ انڈین کے حبشی ابلے ہوئے سانپ اور چربی مین تلی ہوئی کیڑے کھاتے ہین۔
باشندگان بحر الکاہل (یعنی بحر الکاہل کے کنارے کے باشندے) چھپکلی اور اس کے
انڈون کو خوشگوار سمجھتے ہین۔
نیو کالیڈونیا۔ ابلے ہوئے مکڑیون کو تفنن طبع کے طور پر کھاتے ہین۔
اوبی شینیا جو ایک بہت پست قد قوم ہے اور ڈوکوز کہلاتی ہے اپنے ناخن
کرگس کے چنگال کیطرح بڑہاتے ہین۔ اوسی سے وہ چیونٹیان کھود کر نکالتے ہین۔
اور سانپ کا گوشت پارچہ پارچہ کرتے ہین۔ اور مزا یہہ ہے کہ یہہ دونون خداداد
نعمتین کچی کھاتے ہین۔
بوسنجیس مین۔ قریب قریب کوئی قوم اس خونخوار اور وحشتناک قوم کی

نوٹ (۱) سینٹ ایک قسم کا سکہ ہوتا ہے جو صرف تانبہ یا تانبہ اور چاندی سے مرکب ہوتا ہے اوس کی قیمت بحساب ایک سینٹ برابر ۱ ڈالر۔

برابری نہین کرسکتی ہے۔جو اپنی اعلی درجہ کی لذیذ غذا۔کیڑے۔گوبر و کیچونٹی کو سمجھتے ہین۔اُن کو ہرگز تسکین نہین ہوتی جبتک وحشی جانورون کے ساتھہ ہرن یا بھینس کے سڑے ہوئے گوشت کو نہ کھائین۔

یا میاریکو۔قوم کی زبان انتہا درجہ کو مہمل اور بے ترتیب ہوتی ہے۔جڑ و نب۔جھنگر اور کھٹملون پر اپنی زندگی بسر کرتا ہے۔۱۵۔وکٹوریہ۔کے اصلی باشندے درختون کی جڑ۔قند۔قدرتی۔اور رینڈکون پر۔اپنی زندگی بسر کرتے ہین۔یہہ لوگ کبھی کبھی تعوار بھی کرتے ہین۔جسوقت پہلا بچہ پیدا ہوتا ہے اوسے ہلاک کرکے بھونتے ہین۔والدین اور احباب جمع ہو کر بہت خوشی سے کھاتے ہین۔۱۸۷۵ء مین ٹڈیون کی وبا بحر الکاہل کے ساحل پر ہوئی تھی۔عبادت کے ساتھہ شکر گذاری کا موقع ڈگر انڈیاڈ قوم کو ملا۔جنہون نے بڑے بڑے گڑہے کھودے اور اُن ٹڈیون سے اُن کو بھرا۔جب وہ مرگئین تو ناون دستہ سے اُن کو سفوف کرکے آیندہ موسم کیلئے غذا کا ذخیرہ جمع کیا۔جو اُن کی کئی برس تک کام آیا۔

رشئین (یعنے روسی) گوبی کا عرق خمیر دیکر بجائے شربت کے استعمال کرتے ہین۔اوس کو۔کواس کہتے ہین۔اُس کا ذایقہ اوس مکسچر کیطرح ہوتا ہے جو مچھلی اور صابن کے دہونے سے پیدا ہوتا ہے۔

بیر شراب سے دوم درجہ کا ہوتا ہے۔وہان کے زیادہ مہذب لوگ اس عرق کو بہ نسبت اور شربتون کے زیادہ استعمال کرتے ہین۔

چین کے لوگ ریشمی کیڑے کے گھر کو کھاتے ہین۔

مکسکو مین طوطے کھائے جاتے ہین۔

آجنٹائن - جہان ریپبلک گورنمنٹ ہے اسکنک (۱) نامی جانور رہنے کیلئے بہت تلاشش کئے جاتے ہین -

افریقہ کے جھاڑیون مین رہنے والے - مکڑیون کو بہت شوق سے کھاتے ہین -

انڈیمن - نہایت ہولناک یا مُردار زیورات جو انسانون مین باعتبار تہذیب کے اعلی درجہ کے سامان آرایش سمجھی جاتے ہین - اِن سے بڑہ کر اور کسی مین نہ دیکھے گئے ہونگے - یہہ لوگ کھوپڑیون کے ہار گلے مین پہنتے ہین - یہہ انسانی النسل ہے جو نئی گردن کو اپنے بھائیون کی سرون سے زیب و زینت دیتے ہین -

بانا کس - فربہہ گوشت کے ٹکڑے بہت زیادہ صنعت سے ناک مین لٹکاتے ہین -

درحقیقت ہم اپنے اباو اجداد پر بہت ذلت کے ساتھہ نظر ڈالتے ہین جو خونخوار اور آدم خور تھے - نیچرل قوتون کے علاوہ خفیہ طور پر جانفشانی کا طریقہ قایم رکھے تھے - برہنہ بدنون سے جنگلی جانورون کا مقابلہ کرتے تھے -

ہاٹن ٹاٹ (۲) - یہہ قوم بھی قابل توجہہ ہے جنکے بدن پر بال کے جھنڈ ہوا کرتے ہین اور بیچ مین جگہہ خالی رہتی ہے - یہہ لوگ بھوکہ کے پُتلے ہین - تورینو کے جنگلی آرمینگا کے بنگرو - سوننار کے بٹیار - جلیسو کے وحشی - وہانٹ نابل کے ہائیکس

نوٹ (۱) یہہ جانور اون جانورون سے مشابہہ ہے جو ویزل کے نام سے مشہور ہین اس جانور کے پاخانہ کے مقام پر دو غدود ہوتے ہین جنہین بدبودار شراب ہوتی ہے -

نوٹ (۲) باشندہ جنوبی افریقہ کی زبان پر ہاٹ اور ٹاٹ کے الفاظ بہت آتے ہین اوس مقام کا نام وہان کی زبان مین کواکوا ہے -

آلیت انڈیا کے قدیم باشندے - فرانس اور اسپین کے کیگیٹس - یہہ لوگ باوجود ڈکہ ہیٹ اور وحشت ناہی کی مدت مدید تک زندہ رہتے ہین - اور غالباً کاکیشین سے بہی زیادہ اِن کی عمر ہوتی ہے ڈارون کا بیان ہے کہ وہ آرام اور خوشی کا پورا حصہ حاصل کرتے ہین (خواہ وہ کسی قسم کا ہو) جن پر زندگی کا دار و مدار ہے -

دنیا کے مختلف حصون پر انسان کی بہت سی قسمین ہین - وہ اپنی بنیاد یا اصلیت کی نسبت یا تو توجہہ نہین کرتے یا اون کو اس کا علم صحیح نہین ہے -

ساہوز - یہہ یقین کرتے ہین کہ شیر ببر کی وجہہ سے انسانی خلقت قایم ہے -

ڈیگا لیز - یہہ یقین کرتے ہین کہ چاند و سورج کی وجہہ سے دنیا کا وجود ہوا ہے - بحر الکاہل - کے ساحل پر کے باشندے یہہ یقین کرتے ہین کہ ایپ نامی جانور جس کا پہلے ذکر ہوا اُن کی پہلی پشت ہے -

میانسٹی (چینی) اس بات کو ایک زمانہ دراز سے تسلیم کرتے آئے ہین - وہ چینی جو اپنی پیدایش کی تاریخ پر فخر کرتا ہے اور وہ تاریخ بہ نسبت ہمارے کئی ہزار برس پیشتر سے ہے -

اہل تبت - اور افریقہ کے لوگ بہی ایپ کو اپنی اصل بنیاد قرار دیتے ہین - اب ہم پہر ایولیوشن کے تسلیم کرنے پر مجبور ہین اس درجہ تک جہان بیان کیا گیا ہے کہ انسان زمانہ دراز کے گذرنے کیوجہہ سے رفتہ رفتہ صورت موجودہ تک ترقی کر گیا ہے - پروفیسر لی کونٹ کہتے ہین کہ مین یقین کرتا ہون کہ آدمی کی روح حیوانون کی عمدہ روح سے پیدا ہوئی ہے اور زندگی کی قوتون سے ملکر کمترین صورتون مین ظاہر ہوئی ہے - پہر فطرت کی کیمیائی اور طبعی خاصیتون سے بتدریج اس صورت میز

آئی ہے - یعنے اب روح نے انسان کے ساتھ حیات ابدی کی حالت قبول کیا ہے
جو ہر ایک کی شخصی تاریخ مین کسی عمر کی قابلیت پیدا کرتی ہے - مندرجہ ذیل ایک
عجیب مثال ہے -

سالامنڈر (۱) کا بچہ انڈے سے نکال کر پانی مین رکھا جائے جو نہ بہت سرد ہو
نہ بہت گرم - اوس مین اکسیجن پوری طور پر پہونچائی جائے اور غذا چھوٹے
چھوٹے پانی کے جانورون کیطرح بہم پہونچائی جائے - تو اوسکی ذاتی حالت اور
اعضا مین ایک عظیم تبدیلی پیدا ہوگی - وہ بچہ اوس آکسیجن کو جو پانی مین بند ہو جاتی
ہے سانس کے ساتھ کھینچیگا - چونکہ وہ اپنے مان باپ کیطرح پھیپھڑے سے
سانس کھینچ سکتا - اسلئے اوس بچہ کے ناتکمل پھیپھڑے ہنوز کوئی تبدیلی اختیار نہین
کرتے - مگر اوس کے سر کے دونون پہلو مین چھوٹے چھوٹے گلپھڑے پیدا ہوجاتے ہین -
اور یہہ سانس لینے کی وجہہ سے روز بروز بڑھتے جاتے ہین اسلئے اوسکو تیرنیکی
ضرورت واقع ہوتی ہے برعکس اپنے مان باپ کے جو خشکی مین رینگتے پھرتے ہین -
اوسکے پاؤن کے چارون سرے ویسی ہی رہ جاتے ہین جیسا اون کا آغاز ہوتا ہے
پھر اوس کو ایک مضبوط سکان کی ضرورت پیش ہوتی ہے - یہہ تیرنے کا بیا ذریعہ

نوٹ (۱) سائنٹفک امریکن مین اس جانور کے نسبت ایک آرٹکل مع تصویر کے چھپا تھا
یہہ جانور چھپکلی کے مشابہ مگر اوس سے بڑا ہوتا ہے - اسکے نسبت یہہ بھی بیان کیا گیا ہے
کہ اس کو آگ سے بہت رغبت ہوتی ہے اور آگ مین کود پڑتا ہے جب اسکے اعضا جلنے لگتے ہین اور آگ سے
الگ کر دیا جائے تو چند روز مین اوس کے اعضا پھر پیدا ہو جاتے ہین -

ایک اور ضرورت پیدا کرتا ہے - غرضکہ اسیطرح اس جانور مین پورے طور پر نئے
نئے اعضا پیدا ہوجاتے ہین - جو اوس کے مان باپ مین نہین ہوتے -
یہہ ایک آسان آزمایش ہے جسکو ہر شخص تھوڑی سی تکلیف اوٹھاکر کر سکتا ہے - اسسے
یہہ کہنا چاہئے کہ فی الحقیقت ایک نیا جانور پیدا ہوا - یہہ امر اس سے ثابت ہوتا ہی
کہ ایک نیا جاندار غیر معمولی اعضا کا پیدا کیا جا سکتا ہے - اس کا خلاصہ دوسرے
لفظون مین یون کہنا چاہئے کہ ایولیوشن (تبادلہ صورت) بہت
صاف اور آسان ہے -

سیچرائین (یا) شکر کا قایمقام

اجکل خانگی کامون مین بجائے شکر کے سیچرائین کا استعمال آزمایش کے طور پر کیا جاتا ہے یہہ شئے گرم پانی مین بھی نہین گلتی ہے۔ ایسے نسخہ جات سے بھی مدد لیگئی جو اور چیزون کو گلاتی ہین مگر مشکل پایا گیا۔ یہی دقت ان سب ہونکو پیش ہوئی جنہون نے اس کے استعمال کی کوشش کی تھی۔ اس چیز مین مطلق بو نہین ہے۔ اور یہہ وجہ شکر کے طور پر مٹھاس موجود ہے یہہ مناسب سمجھا گیا کہ اوس کا شربت اس مقدار مین بنایا جائے کہ ایک چمچہ شربت ایک پیالی کو کافی ہو۔ یہہ چیز کل نباتات مین اور چند جانورون مین جوہر کے طور پر سفید دانے دار ہوتی ہے اوس مین گوند بھی مرکب ہی اس کا کئی طرح پر استعمال کیا گیا۔ لیمونیڈ اور مختلف طرح کی مٹھائیون مین اسکی آزمایش کی گئی۔ سب حالتون مین مٹھاس موجود تھی۔ مگر تجربہ سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ صرف ترشی پر یہہ زیادہ موثر ہوئی۔

اب اس امر کی اور زیادہ تصدیق ہوئی کہ شکر مین صرف مٹھاس ہی نہین ہے بلکہ اوسمین ایسی قوت بھی ہے کہ جس چیز کو وہ میٹھا کرتی ہے اوس کی خوشبو کو بھی پھیلاتی ہے برعکس اس کے سیچرائین جس چیز مین شامل کیجاتی ہے اوس کی بو باس نیست و نابود ہوجاتی ہے۔ جو غذا کیلئے بہت مضر ہے۔ اس باب پر بھی توجہہ دلائی گئی کہ شکر بھی غذا ثابت ہی اور اوس مین نہین۔ سیچرائین انسان کے جسم سے بغیر ہضم ہو کسی تبدیلی کے بجنسہ خارج ہوجاتی ہے۔ اس سے بدن کی پرورش نہین ہوسکتی کتنی ہی ارزان کیون نہو گو بجاے شکر کے غذا مین اس کا استعمال نامناسب ہے البتہ یہہ شئے

ان لوگون کیلئے کارآمد ہو سکتی ہے جو امراض بول مین مبتلا ہین یا جنکے مثانہ اور گردہ مین کوئی نقص ہوا اور راطبائے شکر سے ممانعت کی ہو۔ وہ بھی کم مقدار ہین۔ بالخصوص اون کیلئے نعمت ہی جنکے دانت کھٹے ہوتے ہین۔ کثرت استعمال بالکل نامناسب ہی۔ اس کی اندرونی خاصیت سے ابھی تک بہت زیادہ واقفیت نہین ہے۔ تجربہ سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ اس سے آنتون مین تشنج پیدا ہوتا ہے۔ ابھی تک جوش خون نہین دیکھا گیا ہے مگر ہم دیکھتے ہین کہ کثرت استعمال سے یہہ بھی ممکن ہے۔

میٹھی غذا صرف ذائقہ کیلئے اختیار کیگئی ہے۔ معمولی جانچ سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ زبان میٹھاس کے علاوہ اور طرح کے ذائقون کی بہت جلد عادی ہو جاتی ہے۔ ہم سیچرائن کو بہت کم مقدار مین استعمال کی اجازت دینگے بالخصوص جب کسی چیز کی ترشی کم کرنا ہو۔

ہم یقین کرتے ہین کہ وہ دن بہت قریب ہے سیچرائن بہت کم قیمت پر فروخت کیا جائیگا اور عوام سے دغابازی کرکے دوکاندار شکر مین ایسے شامل کرینگے جو صحت کیلئے بہت زیادہ مضر ہے۔ شکر سے تفریق کرنے کا نتیجہ بھی دریافت ہو گیا ہے

ستارونکی ترتیب ماہ ڈسمبر سنہ ۱۸۸۸ء مین

وینس (زہرہ)

یہہ ایک شام کا ستارہ ہی جب یہہ مشرق کو چلتا رہتا ہے تو اُس کی روشنی اور حجم مین افزایش ہوتی رہتی ہے۔ اس طور پر کہ اگر یکدفعہ اوسے دیکھو اور تھوڑی دیر کے بعد پھر دیکھو تو بہ نسبت پہلے مرتبہ کے روشنی او جسامت مین بڑا پاؤگے جیسا کہ وہ اپنے نام سے موسوم ہے۔ بہ نسبت اور ستارون کے اوسمین زیادہ چمک دمک ہوتی ہے۔ ۵ تاریخ کو یہہ شام کیوقت ماہتاب سے قریب تھا۔ سئے چاند اور ستارہ سے جنوب و مغرب کا گوشہ ایک دلچسپ آسمانی مربع تھا۔ آخر ماہ مین یہہ ستارہ بہ نسبت آفتاب کے ۳ گھنٹہ سے زیادہ غروب رہا۔ زہرہ پہلی تاریخ کی شام کو ۶ بجے ۴۶ منٹ پر اور ۳۱ تاریخ کی ۷ بجے ۵۵ منٹ پہ غروب ہوا۔ پہلی تاریخ کو اس کا قطرہ انچ ۱۳ ڈسمل تھا۔ مقام برج قوس ہے۔

سیٹرن (زحل)

یہہ صبح کا ستارہ ہے۔ ماہواری تواریخ مین اس کا درجہ دوسرا ہی۔ اسلئے کہ آخر ماہ میں وینس کے مغرب مین غروب ہونے کے پانچ گھنٹہ بیشتر پورب مین اگتا ہے یعنے طلوع ہوتا ہے پہلی تاریخ کو یہہ ستارہ ریگولس سے شمال و مغرب کے گوشہ پر ۲ ڈگری کے فصل پر ہوتا ہے ریگولس کے قربت سے اس کی شناخت ہوتی ہے۔ پہلی تاریخ شام کو ۹ بجے ۴۴ منٹ پر طلوع ہوتا ہے اور پھر ۳۱ تاریخ شام کو ۷ بجے ۴۱ منٹ پر طلوع ہوتا ہے۔

پہلی تاریخ کو اُس کا قطر ۱۸ انچ ۰ ڈسمل تھا۔ مقام برج اسد ہے

مارس (مریخ)

یہہ شام کا ستارہ وینس اور اس کے درمیان کا فصل کم ہوتا جاتا ہے۔ مہینے مین اس کی ترقی کی بہت دلچسپ علامت ہی۔ اِن دونون مین پہلی تاریخ ۱۵ ڈگری کا بعد تھا۔ اور ۳۱ کو صرف ایک ڈگری۔ اس کی روشنی سرخ اور تاریک ہوتی ہی۔ وینس سے شمال و مغرب کیجانب ہوتا ہے ۲۶ تاریخ کی شام کو چاند سے بہت قریب تھا۔ پہلی تاریخ کی شام کو ۷ بجے ۵۹ منٹ پر غروب ہوتا ہے اور ۳۱ تاریخ کی شام کو ۸ بجے ایک منٹ پر غروب ہوتا ہے۔ پہلی تاریخ کو اس کا قطر ۵ انچ ۲۶ ڈسمل تھا۔ مقام برج جدی سے۔

نیپچون (ماہتاب)

یہہ شام کا ستارہ ہی اور ایسے موقع پر ہی کہ دوربین سے بخوبی نظر آتا ہے ثریا کے جنوب و مغرب کے گوشہ پر پایا جاتا ہے۔ یہہ ستارہ پہلی تاریخ کی صبح کو ۴ بجکر ۲۱ منٹ پر غروب ہوتا ہے اور ۳۱ کو ۳ بجے ۱۵ منٹ پر غروب ہوتا ہے۔ اُس کا قطر پہلی تاریخ کو ۲ انچ ۶ ڈسمل تھا مقام برج ثور مین ہے۔

یورانس (آفتاب)

یہہ ایک صبح کا تارہ ہی۔ دوربین کے ذریعہ سے اسپکا کے اوتر ۳ ڈگری کے فاصلے پر پایا جاتا ہی ۲ پہلی کی صبح کو ۲ بجے ۴۵ منٹ پر طلوع ہوتا ہی۔ اور ۳۱ کو ایک بجے ۲ منٹ پر طلوع ہوتا ہے پہلی کو اس کا قطر ۳ انچ ۴ ڈسمل تھا۔ مقام برج سنبلہ مین ہے۔

مرکیوری (عطارد)

یہہ ایک صبح کا ستارہ ہے۔ ۲۸ تاریخ کے بعد آفتاب کے قریب تھا۔ اور اپنا درجہ شام کے

ستارون مین قایم کرتا ہے۔ پہلی تاریخ صبح کو ۵ بجے ۲۵ منٹ پر طلوع ہوا تھا۔ ۳۱ کی شام کو ۴ بجے ۱۳ منٹ پر غروب ہوا تھا۔ پہلی کو اس کا قطر ۵ انچ ۲ دسمل تھا مقام برج میزان ہے۔

جوپیٹر (مشتری)

۹ تاریخ تک شام کا ستارہ ہے اوس کے بعد صبح مین حصہ لیتا ہے۔ ۸ تاریخ کو آفتاب سے اسقدر قریب ہو جاتا ہے اور اس کی شعاع مین اسقدر چھپ جاتا ہے کہ اوس کی نسبت کوئی حساب نہین لگایا جا سکتا۔ پہلی کی شام کو ۴ بجے ۴۳ منٹ پر غروب ہوتا ہے اور ۳۱ کی صبح کو ۶ بجے ۸ منٹ پر طلوع ہوتا ہے۔ پہلی کو اس کا قطر ۳۔۱ انچ ہے۔ مقام برج عقرب تھا۔

آخر ماہ مین عطارد۔ زہرہ۔ مریخ۔ ماہتاب۔ شام کے سیارے تھے۔ مشتری آفتاب اور زحل۔ صبح کے ستارے تھے۔

بار تحصیلی تھمانیر

موجد سیونگ میشن

یہہ عجیب بات ہے کہ آج کل جو لوگ سینے والی کل استعمال کرتے ہین اون سے اس سوال کے ٹھیک جواب ملنے کی امید نہین کیجا سکتی - کہ وہ کسکی ایجاد ہے - البتہ وہ یہہ ناکافی جواب دیسکتے ہین کہ امریکہ کے باشندی اس کے موجد ہین اسلئے کہ ان لوگون کو ایک طور پر الیا زناو کی تصویر اور ٹرا ایس ( ) جو سینگر سیونگ مشن کمپنی کا نشان ملتہے دیکھنے سے یہہ یقین کرنے کی وجہہ ہے کہ امریکہ والون نے ایسی ایجاد کیا ہے -

لیکن دراصل یہہ جواب صحیح نہین ہے - بیشک امریکہ کے لوگون نے ۳۰ برس سے اس آلہ مین بہت کچھہ ترقی کی ہے - اور اب آپ جا وسے یہہ وجوہ کل دیکھتے ہین یہہ اونہین کیوجہہ سے ہے - مگر وہ اس کے موجد نہین ہین -

ابہی تھوڑا زمانہ گذرا ہے ۱۸۳۰ء مین ایک آدمی جو معمولی درزی تھا اور جسنے اس آلہ کو ایجاد کیا پایا گیا - جسنے اپنے پیشہ کا کام مسلسل دہاگے سے شروع کیا جبسے سوئی کپڑے کے آرپار بہی نہین ہوتی تہی -

یہہ شخص نہ امریکن تھا نہ انگلش مین بلکہ فرنچ تھا جس کا نام زیب عنوان ہے اس مین شک نہین کہ انگلستان اور امریکہ کے باشندون نے ہزارون ایجادین کی ہین جنکی تسلیم کرتے ہین بمقابلہ اس سادہ فرنچ موجد کے ہمکو کوئی تامل نہین ہے جسنے اپنی کو زندگی بہر اسی مین مصروف رکہا اس آلہ کے ایجاد کی مسرت

اور اُس کی طیاری - اور اُس کی غایت یعنے روزمرہ کے کام میں تسہیل بہت سے کارخانہ والون مثلاً الیاز ہاو - سینگر - وہیلر ولسن کے فائدہ کثیر کا باعث ہوا -

یہہ شخص لیانس کے ایک رنگ ساز کا لڑکا تھا اور ۱۷۹۳ء مین آربریزل (ریون) مین پیدا ہوا تھا - اُسنے کچھہ دنون سینٹ جین کے مدرسہ مین تعلیم پائی اُس کے بعد اپنے ذاتی کاروبار مین مشغول ہوا - اس نے اپنی پیشی کا کام اسپلی پالس مین شروع کیا جہان اوس نے پرورش بھی پائی تھی - اُس کو عورتون کا سوزون پر چکن سازی کرتے ہوئے دیکھنے کا اکثر اتفاق ہوتا تھا جو تہاری کے سوداگرون کے لئے طیار کئے جاتے تھے -

اس طور پر اس شخص کا خیال اس طرف رجوع ہوا کہ ایسا آلہ بنایا جائے جس سے سلائی اور چکن دوزی کے کام مین آسانی پیدا ہو -

۱۸۲۵ء مین یہہ شخص سینٹ ایٹین کو چلا گیا اور کچھہ دنون تک اپنے پیشہ کو چھوڑ دیا جو اوس کی معاش کا ذریعہ تھا اور جس سے اوس کے بال بچون کی پرورش ہوتی تھی اس عرصہ مین وہ ایک خاموش کوٹھری مین بیٹھا رہا اور مختلف علوم و فنون کی آزمایش جاری رکھی جسپر اوس کے دوست جو اُس کی اصلی غرض سے ناواقف تھے اوسے بیوقوف اور مخبوط سمجھتے تھے -

آخرکار ۱۸۲۹ء مین چار برس کی سخت اور متواتر جانفشانی کے بعد اوس نے اپنا آزمایشی کام تمام کیا -

اُسنے اپنا قصد مصمم کیا اور ۱۸۳۰ء مین ایک درخواست بغرض حصول اجازت

جاری کرنے زنجیرے دار ٹانکے والی مشن کے گذرانی -

اس کو مسٹر تھیو نیر جو کان سے سپر وائزر تھے اپنے ہمراہ پیرس لیگئے جس کو اس بیش قیمت ایجاد سے خاص طرح کی دلچسپی تھی -

۱۸۳۱ء مین جرمن پیٹینٹ کمپنی نے اسے اپنا شریک کرکے کارخانے کا منیجر مقرر کیا - اسنے پیرس کی سیورس اسٹریٹ پر ایک دوکان کھولی جسمین ۸۰ مشین سے کام ہوتا تھا - اور فوجی کپڑے سئے جاتے تھے - اس کے ماتحت کاریگر اس غیر مانوس طریقہ کارروائی اور اس انوکھی مشن کے گویا دشمن تھے - کبھی نادیدہ ہوا انستہ مشن کو توڑ ڈالتے تھے جسطرح سون ندی پر خلاصیون نے مارکوئیس ڈی جفرائز کی اسٹیم بوٹ کو توڑ ڈالا تھا - اسی طرح ہمارے تھیمانیر کی مشن بھی اور نئی مشنون کیطرح خرابی مین پڑگئی - اسلئے اس کو وہان سے بھاگنا پڑا - تھوڑے ہی دنون کے بعد مسٹر تھیونیر کے انتقال کیوجہ سے جو اس کے سرپرست تھے جرمن پیٹینٹ کمپنی سے بھی اس کی شراکت ختم ہوگئی -

۱۸۳۲ء مین یہہ شخص امپلی پائس کو واپس آیا -

۱۸۳۴ء مین پھر پیرس گیا اور معمولی مسافرون کیطرح اپنی مشن کو بھی اپنے ساتھ رکھتا تھا اور کچھ نہ کچھ اس مین ترقی کی کوشش کرتا رہتا تھا -

۱۸۳۶ء مین یہہ شخص تنگدستی اور افلاس سے بہت مجبور ہوا اور ایک مرتبہ پھر امپلی پائس جانا چاہا - یہہ سفر مجبوری سے اوسے پیدل طے کرنا پڑا - اسپر مصیبت کہ مشن بھی پیٹھ پر لادے رہنا پڑتا تھا - زاد سفر گویا اس مشن کی نمائش تھی

بہم پہونچتا تھا۔ اُس نے اسپلی پائس مین کئی ایک مشین طیار کئے جو بہت مشکل سے اوس طرف فروخت ہو سکین

۱۸۴۵ء مین اس شخص کی مشین ایک منٹ مین دو سو ٹانکے نکالتی تھی۔ بعد ازان اوسنے مسٹر میگنن سے شراکت کی اور وائفر پیچ مین کئی مشین طیار کئے جسکو تسعہ الله نرخ سے فی مشین بحساب ۵۰ فرینک فروخت کیا۔ ۵ اگست ۱۸۴۸ء کو مسٹر میگنن کے ہمراہ کچھ اور ترقی کے ساتھ اجازت (پٹینیٹ) کی درخواست دی۔ اور مشین کا نام کوسو بہ ڈو ئیر رکھا۔

انگریزی اجازت (پٹینیٹ) کی درخواست ۹ فروری ۱۸۴۹ء کو گذری تھی۔

اس مشین کو اوس نے بجائے لکڑی کے دھات کا بنایا ۱۸۴۸ء میں سلطنت کے انقلاب نے تھیمانیر کے کاروبار کو بند کر دیا۔ وہ انگلینڈ کو روانہ ہوا اور اپنا حق ایجاد منچسٹر کی ایک کمپنی کے ہاتھ بیچ ڈالا۔

۱۸۵۱ء کے لندن اگزیبیشن (نمایش) مین بدقسمتی سے تھیمانیر کی مشین کمشنرون کے ملاحظہ کو طیار نہ تھی۔ امریکن لوگون نے اپنی ترقی دی ہوئی اور الیاس ہاؤ کر دہ ٹانکی مشین پیش کی پیشتر سے ۱۸۳۲ء مین تھیمانیر نے اس قسم کی مشین بنائی تھی جو امریکن لوگون نے نمایش میں پیش کی تھی۔ ۱۸۵۶ء تک وہ برابر اوس مین کچھ نہ کچھ ترقی ہی کرتا رہا۔

۳۰ برس کے سخت افلاس اور محنت کی تکلیف سے وہ بدنصیب موجد ۵ اگست ۱۸۵۷ء مین مرگیا۔ اور اپنی مفلسی کا مرثیہ پڑھنے کو ایک بیوہ اور کئی بچے چھوڑ گیا۔

۲۶ دسمبر ۱۸۶۸ء مین فرنچ گورنمنٹ نے انڈسٹریل سائنس سوسائٹی کی سفارش سے اس غریب بیوہ کی بقیہ زندگی کے لئے روپیہ سے مدد کی ۹ اگست ۱۸۶۲ء مین

مین عطا کر گئی -

۱۸۵۵ء مین جو پیرس مین نمایش ہوئی اوس کے بورڈ آف کمشنرون نے تیمانیر کی مشین کے نسبت یہہ لکھا -

تیمانیر کی مشین صریحاً پہلے بنی ہے اور حال کی کل مشین اوسے دیکھکر بنائی گئی ہین چونکہ اوس وقت مین تیمانیر میگنن کا شریک تھا اسلیے وہ پیٹنٹ دونون کے نام رہا - بورڈ آف کمشنرس نے تیمانیر میگنن کے کوسو بر ڈیر کو اول درجہ کا تمغہ عطا کیا جیساکہ یہہ مشین اس انعام کا مستحق تھا - اسلیے کہ ۱۸۵۵ء والی مشین (کوسو بر وڈیر) ۱۸۵۱ء والی مشین سے زیادہ ترقی پر پہونچی تھی - جو لکڑی کی بنی ہوئی تھی - اور ایک رسّی کے ذریعہ سے چلائی جاتی تھی - اور جب کہ ایک گردش مین ایک ٹانکا نکلتا تھا -

ایشیائے کوچک

(متعلقہ مذہب حکومت اور اخلاق از لندن ٹیمز)

جہان کہین حکومت استنبول کو براہ راست تعلق ہے وہان کے نسبت یہہ کہنا کہ رشوت - فریب اور ہر ایک برے کام کا وجود ہے مشکل سے مبالغہ کہا جائیگا اور اناطولیہ کی عمدہ طرز حکومت بادی النظر مین ناقابل فہم ہو گی -
تاہم واقعات ظاہر طور سے بیان کر رہے ہین کہ اس وسیع ملک مین جہان مختلف الاقوام کثیر آبادی ہے جان اور مال محفوظ ہین - جرایم برائے نام کبھی کبھی - کاشتکارون پر زیادہ محصول ہے اور نہ کسی طرح مظلوم کہے جاسکتے ہین - بلکہ بظاہر سب کے سب نہایت خوش ہین - اور بادشاہ پر جان مال فدا کرنے کو تیار - اگرچہ انہون نے کبھی اپنے بادشاہ کو آنکھ سے بھی نہین دیکھا جسکے لئے بلا اجرت یکصد برسون جنگ کرتے اور خون کی ندیان بہاتے رہے - پولیس مستعد اور کارگذار ہے اور مذہبی مصیبتین خواب مین بھی نہین نظر آتین - اندرونی انتظام ہر ایک ضلع اور قوم کا مکمل ہے - عدالتی انصاف بھی ایک گران قیمت نہین ہے جس طرح بہت سے مغربی ملکون مین - کل گورنمنٹ عثمانیہ جسطرح استنبول کی بدعنوانیون کی جواب دہ ہے اسیطرح اناطولیہ کی خوش اسلوبی و خوش انتظامی کی تعریف کی مستحق ہے - کل باتون کا انحصار پاشا پر ہے اور اگر پاشا خراب ہے جیسا کہ اکثر

فرض کیا جاتا ہے حالانکہ اتفاقیہ کوئی ایسا ہوتا ہے تب بھی بجز فائدہ کے
مروجہ طریقہ حکومت سے کچھہ نقصان نہین ہوتا۔ کاشتکارون پر محصول کی
زیادتی نہین ہوتی صوبون کی شکایتون کی استنبول مین سماعت ہوتی ہے
پاشا کے پاس کوئی مسلح دستہ فوج وغیرہ کا نہین رہتا صرف چند ضابطیہ
رہتے ہین وہ خوب جانتے ہین کہ اگر کسی قسم کا فساد یا کوئی امر مخل امن
واقع ہوا تو جو حقوق اور بالائی آمدنی سرکاری محکمہ کو ملتی ہے وہ جاتی رہیگی
اور دوسرون کو بہت فائدہ ہوگا چنانچہ بجز قسطنطنیہ اور سمرنا کے ترکی سپاہی
مشکل سے نظر آتے ہین پاشاہ کا ذاتی خرچ بھی بہت کم ہوتا ہے چنانچہ صرف قہوہ سگار اور خرچ حرم کی ضرورت
ہوتی ہے۔ یہہ خفیف محصول جو پاشا اور سنٹرل گورنمنٹ اور چند اور متوسلین
کیلئے کافی ہوتا ہے صرف اسلیے ہے کہ گورنمنٹ ترکی شاہی مالی ذمہ داریون
کو پوری نہین کرتی اور قرض نہین ادا کرتی اگر وہ کفالت خرچ متوسلین سے
دست بردار ہو تو کل کام پورے طور سے ہون۔ اگر خود پاشا منصف مزاج
اور روشن خیال آدمی ہے جیسطرح سعید متعینہ صوبہ کونیہ یا سخت پابند ضابطہ
مثل متصرف صوبہ اداآلیا کے جو باشندہ کوہ قاف ہے تو کوئی شخص رومی ماتحتی
سے زیادہ خوش دوسری جگہہ نہین رہ سکتا۔ گورنر کی نظر چارون طرف
رہتی ہے وہ اپنے ملازمون پر پورا اختیار رکھتا ہے۔ متصرف۔ قایمقام۔ مدیر
اور کل دیگر ادنی عہدہ دار اپنے افسرون کے ارشادات وہدایت کے موافق
چلتے ہین اور ماسکسی ذرغشی ہوتی دونون کو سخت سزا دیجاتی ہے۔ جو فائدہ

سلطنت سے بالکل خود مختاری سمرو کی زمانے مین انہین کاشتکارون کے آبا و اجداد پر ہوتی تھی آج بھی اوسی طریقہ سے جاری ہے۔ قدیم رومیون اور ترکیون کے طریقہ مین توحد بہت ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہین کہ ایک ہی قسم کی خود مختاری۔ ایک ہی قسم کا مرکزی روک تمام اونی عہدہ دارون پر۔ اندرونی انتظامات اضلاع مین ایک ہی طرح فوجی سپاہیون کی عدم موجودگی۔ جزئیات زندگی پر ایک ہی طرح والدین کی رہنمائی اور قیصر (یعنے بادشاہ) سے ایک ہی طریقہ پر مرافعہ (اپیل) لیکن ترک بخلاف اپنے پیشرون کے صوبہ سے قرض ادا نہین کرتے اور جسطرح اضلاع کی آمدنی اہل اطالیہ اپنی دارالسلطنت مین خرچ کرتے ہین اس طرح ترک بیرونی محاصلات کو قسطنطنیہ مین خرچ کرنیکی بہت خواہش نہین کرتے۔ اگر سعید کو قدیم بادشاہ رومیہ مارکس سسرو سے مشابہت دین تو کوہ قافی والی ادالیا کو کوشش سے مناسبت ہے۔ جسکے بیرو رعایت انصاف سے اوس کا مدبر بھائی مجبور ہوا تھا کہ نرم الفاظ مین اوس کو ملامت کرے۔

اس جوانمرد اور پہلوان کے نسبت بہت سے قصے بیان کیے گئے ہین جو رہزنون کو اپنے ماتحت اضلاع سے قلع قمع کرتا ہے۔ مجرمون کو اپنے ہاتھ سے سزا دیتا ہے ایک قصہ اوس کے نسبت نہایت پر لطف ہے جسکو مین مختصراً بیان کرتا ہون۔ قزاقون سے ایک بڑی جنگ کے

تھوڑے دنون بعد ایکروز ادالیا کے قریب گھوڑے پر سوار جا رہا تھا۔
کہ تین دیہاتی عورتین ایک چشمہ مین جو شہر کو جا رہی تھین اوسنے اپنی
عادت کے موافق اُنسے گفتگو کرنی شروع کردی۔ اور اپنے وسیع معلومات
سے جانگیا کہ وہ عورتین اُن دو مقید قزاقون کی رشتہ دار ہین جو اسکے پاس
گرفتار ہین۔ یہہ بھی معلوم ہوا کہ ادالیا کے کسی معزز شخص نے وعدہ کیا تھا کہ اگر
اس قدر رقم بہم پہونچ جائیگی تو گورنر کو دیکر اُن گرفتار شدہ قزاقون کی رہائی
ہوجائیگی چنانچہ ایک ہفتہ گذرا کہ یہہ عورتین رقم مطلوبہ لیکر پہونچی تھین مگر
وہی حضرت نے فرمایا کہ گورنر اسقدر رقم مین راضی نہین ہوتا اور مانگتا
ہے۔ چنانچہ اب وہ زاید بقیہ رقمین لیکر آئی ہین تاکہ اپنے عزیز قزاقون کو
رہائی دلائین گورنر نے کچھہ نہ کہا بلکہ عورتون سے رخصت ہوکر گھوڑے پر
سوار ہوا اور ان پیدل چلنے والی عورتون سے بہت پہلے شہر مین داخل
ہوا اور آتے ہی ایک تاکیدی خط اُن معزز اشخاص زیر بحث کو لکھکر
بلوایا چنانچہ بہت عجلت سے آئے اور بخوبی خاطر و مدارات و تواضع
ٹھیک بہم ہوئی۔ لیکن یہہ حالت دوستانہ بہت قلیل عرصہ تک رہی
گورنر کے ضابطے یعنے اہلکاران دفتر ان عورتون کو ملے اور
انہین یہہ عذر دلاتے عورتین آگے آگے چلکر کمرہ کے اندر خوف زدہ
معززین کے سامنے آگئین اور گورنر کو دیکھکر انہون نے
اپنا قصہ پھر دہرانا چاہا۔ اس وقت گورنر نہایت درجہ خشمگین

ہوکر ان معززین سے جو مثل بید کے لرزان تھی خطاب کیا کہ رہزنی وقزاقی تم لوگون نے اپنی ہی تک محدود نکیا اور ضرورت ہوئی کہ مجھکو بھی اسی فہرست مین داخل کرو۔ بعدہ اس نے اپنے ہی ہاتھون سے یہی جسمانی سزا ان معززین اہل شہر کو دی جسکو انہون نے جلد فراموش نکیا ہوگا۔ اور ان رئیسون کو نکلواکر عورتون کیجانب مخاطب ہوا کہ تم اپنا روپیہ واپس لو مگر تمہارے عزیز جو رہزن اور قزاق ہین قید ہی مین رہینگے۔

جبکہ یہہ علی العموم سب لوگون نے تسلیم کرلیا ہے کہ اناطولیہ کے کاشتکار دنیا بھر سے زیادہ پابند قانون ہین تو یہہ وصف اکثر برعکس معنی مین ظاہر کیا جاتا ہے کہ وہ لوگ سخت خوف زدہ رہتے ہین۔ مدتون سے ظلم وستم اوٹھارہے ہین اور مشرقی خاصیت (فساد انگیزی ہنگامہ پردازی وغیرہ) مین خوب رنگے ہوئے ہین۔ مین نے اس امر کا اظہار کردیا ہے کہ ظلم کا وجود مشکل سے کہین ہے اور یہہ اتہام کہ ایشیائے کوچک کے مزارعین نہایت کمزور اور غریب ہین سرتاپا غلط ہے بوڑھے جنکی لمبی اور سفید ہی ڈاڑھی مین ایک بال سیاہ نہین ہین گھوڑون کے آگے آگے سیلون دوڑتے ہوئے چلے ہین۔

پہاڑون مین بھیڑیون سے لڑتے ہین اور اگر ان کا کوئی لائق رہنما ہو تو مثل آخری جنگ کے جو چند روز گذرے کہ ہوئی اپنے مقابل دشمنون کو

بہت کامیابی سے نقصان پہونچاتے ہین - اگر بہت ہی خراب طور سے
ان کا انتظام کیا جائے اور نہایت ادنی طریقہ سے انکو نسبت دیجائے
تب بھی وہ اہل شام کیطرح دنیا کے نہایت بہادر فوجون مین ان کا نام
ہوسکتا ہے اگرچہ وہ اپنے تئین عثمانلی بتلاتے اور یقین کرتے ہین مگر فی الحقیقت
وہ عثمانلی نہین ہین بلکہ غالباً وہ فرقہ فریجین - کپا دوسین اور اسیطرح
کے اور فرقون کی اولاد ہین جو قدیم رومیون کے وقت مین تھے اور اب
اپنے حملہ آورون کے مذہب اور زبان مین داخل ہوگئے ہین - مسلمان
ہوجانے سے اُن کے اخلاق وغیرہ مین عجیب تغیر ہوگیا ہے - کہ گورنمنٹ
ٹرکی کو وسط اناطولیہ مین سپاہیون کی تعنانی کی بالکل ضرورت نہین
بہت کم ایسے لوگ ہین جنکو مذہب اسلام کی خاصیت اور تاثیر ایسے موقعون پر
معلوم کرنے کا اتفاق ہوا جہان مغربی اثرون سے محافظت رہی اور
تعصب سے خرابی نہ پڑی ہو جیسا کہ اُن دور دراز دیہاتون مین -
جس شخص نے صرف بڑے بڑے شہرون کو دیکھا ہے یعنے قاہرہ
قسطنطنیہ - سمرنا وغیرہ - جہان کے نصف اعلی درجہ کے حضرات اسلام
کی مسائل کو اپنے دلون مین جگہ ہی نہین دیتے - اور بقیہ نصف
حسب خواہش عمل کرتے ہین - جہان کے رسمی کامون مین صرف
قرآن کی سہنائی رہ گئی ہے اور جہان دولت کے ہونے سے اور زیادہ
تر قابل اعتراض امور کا شیوع ہو گیا ہے وہ نہین جان سکتا کہ اناطولیہ

مین اسلام کیونکر اون کا جزو زندگی ہوگیا ہے اور ان کے ہر کام کی ہدایت
کیونکر کرتا ہے۔ اسلام کے اثر سے وہان کا ہر شخص نہایت ہی نفس کشی کرتا ہے
جبکہ وہ رمضان مین چودہ گھنٹہ تک ہر روز روزہ رکھتا ہے اور تب بھی اس
اثنا مین کل کام کرتا ہے حالانکہ ترکی سویا کرتے ہین یا چھپ کر کچھ کھا لیا کرتے
ہین۔ وہ اپنے گھر مین نہایت خوشی سے مسافرون کی دعوت کرتا ہے
اگرچہ وہ مسافر کسی قوم اور مذہب کا ہو اور گو وہ کتنا ہی مفلس ہو مگر اوسکی
خدمت کیلئے مفلسی کو کبھی معقول عذر نہین سمجھتا۔ نماز بھی ایمانداری سے ادا کرتا ہے
تمام عمر اشیاے منشی کا استعمال نہین کرتا اور اگر وہ اپنی اہلخانہ سے کوئی کام
لیتا ہے جو مشرق مین بلا کھٹے ہوئے کرنے کا دستور ہے تو ان کی نہایت
توقیر کرتا ہے اور اپنی اہلخانہ کو بہ نسبت زیادہ متمولین اہل شہر کی بہت کم
سختگی سے پردہ مین رکھتا ہے۔ اور عام امن قایم رکھنے کیلئے یہہ دستور
کسقدر مفید ہے کہ ہر گانون مین خواجہ اور دیگر بزرگون کی نہایت ادب و تعظیم
ہوتی ہے گویا ہر گانون بجائے ایک ریاست کے ہے اگرچہ وہ اس قدر وسیع نہو
جسمین مدبر کی تعنائی کی ضرورت ہو۔ خاندان کا ایک اعلیٰ رکن اپنی مہمان
خاندان پر پوری عملی حکومت رکھتا ہے گھاس کے لئے باضابطہ کارروائی نہین
کیجاتی۔ ہر شخص جانتا ہے کہ کسکو کیا فرایض ہین مسافرون کی خاطر و مدارات
تواضع و تکریم کسکو کرنا چاہئے۔ تصفیہ معاملات کا حق کسکو ہے۔ ہدایت نشست
برخاست کیسے متعلق ہے کسکو کیسر سبقت دینی چاہئے اور اسیطرح بہت سی

باتین جو طرز معاشرت سے وابستہ ہین۔ اسمین کوئی شک نہین کہ تمدنی طریقہ کی ہدایت
ان کو قران سے ہوتی ہے۔ صرف سچ بولنے کی عادت البتہ چھوٹ گئی ہے یہانتک
کہ اگر کوئی سبب بھی جھوٹ بولنے کا نہوتا ہم ایک مسافر کو سچ سننے کی توقع نکرنا
چاہئے۔ انکی اس اخلاقی خرابی کیوجہہ وہ مروجہ جھوٹے کہانیان ہین جنکا کوئی
ثبوت نہین ہے جنہنے ان سادہ لوح مزارعین کو احقاق حق وابطال باطل مین تمیز
باقی نہ رکھی۔ بہرحال اسلام جنگلی اور بالکل جاہل اور انپڑھ لوگون کو وہی اعلی تعلیم
دے سکتا ہے جو دنیا مین کوئی دوسرا مذہب بھی دے سکتا ہے۔ فقط

سچ کو فتح ہے

اسلام کی راستبازی پہلے پہل "بالیقین" اہل یورپ کو ایک ایسے شخص کے ذریعہ معلوم ہوئی جو خود "اسپرٹ آف دی ایسٹ" یعنی مشرقہ (ایشیا) کی روح کہلاتا تھا اور جو راستی اوس کے بعد پھر رفتہ رفتہ بڑھتی ہی رہی اسلام کی راستبازی کا علم اب اس طرح سے علی الاعلان ہوا ہے جس سے ظاہر ہے کہ آیندہ اسلام کے نسبت بہتان و غلط بیانی نہین چلسکتی۔ ہمارا مطلب کپتان اینزک ٹیلر کے اسپیچ سے ہے جو کچھ ارکمرٹ نے اپنی کتاب "اسپرٹ آف دی ایسٹ" مین لکھا ہے اوس کو بہتون نے صحیح مان لیا ہے چنانچہ پالگریو۔ ویمبری۔ رالنسن۔ لیارڈ۔ رولینڈ۔ اسٹینلی آف الڈرلی۔ ڈوی کانسل وغیرہ وغیرہ نے اس کی باتون کو تسلیم کیا اور کامل طور سے تصدیق کیا۔ ہر مسافر جسکو مسلمانون کے ساتھ ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا ہے ضرور انکی اچھائی بیان کریگا۔

تاہم انگلستان کے اکثر لوگ ناواقف ہین اسلام کی راستبازی عام طور سے انگلستان مین اسلئے اشاعت نہین پائی کہ ملک کے باشندے عیسوی مذہب ہونے سے میراثی مذہبی تعصب مین ایسا غرق رہتے ہین جو جدید مذہب معلوم ہوتا ہے مگر اب چونکہ انگلستان کے ایک مشہور مذہبی عہدہ دار شخص نے علی الاعلان بیان کیا اسلئے لاکھون آدمی جنھون نے سیاحون اور عقلمندون کی باتین نہین سنی تھین اب اچھی طرح سنینگے۔

واقعات کا انکار محال ہے۔ صرف وقت ہی تھی کہ کیون کر لوگون کو ان واقعات

کیطرف متوجہہ کرین مگر اب چونکہ ایک معزز اور بلند نام پادری نے پردہ
اوٹھا دیا ہے اسلیے اوس کے بدیہی نتایج بہی جلد پیدا ہونگے۔ جیساکہ
ڈیوڈمارگمرٹ نے بیان کیا ہے اسلام مین صرف دوسرے مذہبون
کی مراعت ہی نہین ہے بلکہ وہ غیر مذہب کی عزت بہی کرتا ہے۔ اور
بجلدنت کے ہمارا یہہ دعوی پورا ہونیکا یقین ہے۔
یہہ خیال ہرگز نہ کرنا چاہئے کہ ہمارا اسلامی دعوی عیسوی دعاوی کے برخلاف
ہے یعنے اسلام کی خوبیان بیان کرکے عیسوی اچھائیون کو برباد نہین
کرنا چاہتے۔ بلکہ اس قسم کا گمان بہی نہین ہے۔ جو کچھ ہمارا مدعا ہے وہ یہہ ہی
کہ کل مذہبون کا نتیجہ چال چلن درست کرنا ہے۔ انسان کی چال چلن سے
اوس کے مذہبی نقایص واوصاف کا پتہ لگتا ہے۔ چنانچہ مشہور ہے کہ
درخت کا حال پہلون سے معلوم ہوتا ہے۔ اس مصدقہ مثل کی رو سے آج
اس زمانہ مین ہم یہہ برملا کہہ سکتے ہین کہ عیسائی کسیصورت سے مسلمانون پر
ترجیح نہین دیئے جاسکتے اور ہمارا یہہ بیان کامل طور سے واقعات پر مبنی ہے
اور ہم اپنے اہل مذہب یعنے عیسائیون سے تاکید کرتے ہین کہ وہ مسلمانون کے
حالات از روئے واقعات کے بیان کرین۔ اگر وہ لوگ میرے بیانات کو
از روئے واقعہ غلط ثابت کرین اسکی کچھہ پروا نہین لیکن اگر ایسا نہین کرسکے
توان کو لازم ہے کہ اپنے چال چلن کو اپنے بیانات کے موافق سدہارین۔
انکو چاہئے کہ اسلام کے نسبت انصاف سے کام لین جو انسان کے ایک بڑے

قابل قدر اور روز افزون گروہ کا رہنما ہے۔

اہل انگلستان کیلئے یہہ سب سے ضروری بات ہے کہ وہ اپنے آپ کو تعصب سے دور کریں کیونکہ تعصب ان کے لئے صرف بے اعتباری کا سبب نہیں ہے بلکہ خطرناک ہے۔ ملکہ وکٹوریہ کے ماتحتی میں کروروں مسلمان ہیں اور انگلستان روس اور روم کے درمیان میں ہے پس جو کچھ نتیجہ ان دونوں سلطنتوں کی جنگ وجدال کا ہو جو کسیوقت ملتوی نہیں ہے اوس سے انگلستان کا جدا رہنا ناممکن ہوگا۔ روس ہمیشہ جنگ پر تلا تو رہتا نہیں لیکن یہہ بھی ضرور ہے کہ وہ معاہدہ کا پابند رہنا بھی پسند نہیں کرتا اوس کے جاسوس برابر کام کیا کرتے ہیں اور کوئی لمحہ ایسا نہیں گذرتا کہ روسی مخالفت میں روم ہر وقت ہوشیار نہ رہتا ہو اور کوئی موقع اتحاد سلاطین کا ایسا نہیں ہوتا جسمیں انگلستان کیلئے یہہ سوال ہر وقت پیش نظر نہ رہتا ہو کہ ہمکو روس کی مخالفت کرنا چاہئے یا نہیں۔

سلطنت انگلشیہ کے قیام اور بہبودی کیلئے جس پہلو سے دیکھا جاتا ہے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ ہمکو اوس سلطنت سے ارتباط پیدا کرنا لازم ہے جسنے ہمارا کبھی نقصان نکیا ہو اپنے بندرگاہوں کو ہماری تجارت کیلئے کھولدیا ہو اور اپنے ملک میں سوداگری کی اجازت دی ہو۔ لیکن صرف اس شور سے ہے ہنگامہ ہے کہ روس عیسائی بادشاہ اور روم مسلمان بادشاہ ہے اب تک ہمارے گروں میں کافی بد اثر موجود ہے اور ہماری دیانتی قوتوں اور

ملکی مصلحتون کو بیکار کیئے ہوئے ہے۔

اگر یہہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ صرف شخص واحد نہین بلکہ قوہین اور حکومتین اپنے افعال سے اچھی یا بُری مانی جایگی نہ کہ از روے مذہب اگر عیسائی سلطنت روس اور اسلامی سلطنت روم مین مقابلہ کیا جائے تو اسمین اصلا شک نہین کہ سلطنت عثمانیہ سے دوستی کا عمدہ نتیجہ تمام صیح الخیال لوگون پر اچھی طرح کھلجا ئیگا۔

اور جب ہماری زبان سے سلطنت عثمانیہ کے اتحاد کا ذکر ہو تو اوسکو ڈپلومیٹک چال نہ سمجھنی چاہئیے جس اتحاد کی ہملوگ برسون سے ترقی چاہتے ہین وہ ایسی ہے جسمین جانبین سے مساوات کا لحاظ رہے اور ایک دوسرے کا اعزاز برابر قایم رکھے۔ اس کی تکمیل ناممکن سمجھی گئی تھی لیکن اسوقت صرف ممکن ہی نہین معلوم ہوتا بلکہ غالب یقین ہے کہ جلد ایسا ہو۔ لیکن ٹیلر نے جو بحث چھیڑی ہے اس سے کل مسئلہ حل ہوگیا لوگون کو دلجمعی ہوی اور یہی کافی سمجھا گیا ہے۔ یہہ تبدیلی عرصہ دراز سے ہونے والی تھی۔ آخر کار ہو ہی گئی۔

جارج کر ہستشے

دُمدار سیارے

اگرچہ رات کے وقت جبکہ پردۂ ابر اس قصرِ نیلگون کا حجاب نہو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے
کہ کسقدر بیشمار ثوابت و سیاروں کی قندیلیں فضائے آسمان کو روشن کرتی ہیں اور
لقد زیّنّا السماء الدنیا بمصابیح کی تصدیق ہوتی ہے لیکن بوجہ اسکے کہ انسانی نظر ایسے
مستقل منظروں کی عادی ہوگئی ہے اسمیں کوئی زیادہ تعجب انگیز بات نہیں معلوم ہوتی
ہماری دنیا نظام شمسی کی ایک ادنیٰ رکن ہے اور بعض حکما کا قیاس ہے کہ یہ لاکھوں اور
کروڑوں ثوابت جو آسمان پر نظر آتے ہیں اُن میں سے ہر ایک اپنے اپنے عالم کا
آفتاب ہے جسکے متعلق بہت سے سیارے اور اقمار ہیں جو بوجہ بے انتہا بُعد کے
دوربین سے بھی نظر نہیں آسکتے۔ انہیں سے بعض ثوابت کا جو بمقابلہ اوروں کے
اس دنیا سے زیادہ قریب ہیں علم ہیئت کے قواعد سے بُعد دریافت بھی ہوگیا ہے۔
مگر اوروں کا بُعد دریافت کرنیکے واسطے علم ریاضی کے قواعد سے بھی کام نہیں چلتا۔
انکی دوری کا اندازہ کسیقدر اس امر سے ہو سکتا ہے کہ اگر زمین کے مدار کے (جو آفتاب
کے گرد ایک بیضوی شکل کا ہے) سب سے لمبی قطر کے انتہاؤں سے کسی ایسے ستارہ کو
دیکھا جائے تو یہ دونوں خطوط جو نظر سے پیدا ہونگے آپس میں متوازی ہو سکتے
یعنی ستارہ کی سمت میں کوئی اختلاف نہیں معلوم ہوگا۔ غرض کہ علم ہیئت بھی منجملہ اُن
علوم کے ہے جس سے اس کائنات کے خالق کی عظمت و شان کا کسیقدر اندازہ انسان
ضعیف البنیان کو ہو سکتا ہے اور ما عرفناک حق معرفتک کے معنی حل ہوتے ہیں۔

[illegible]

اس مضمون کے عنوان سے معلوم ہوگا کہ ان معمولی ثوابت و سیارون سے بالفعل ہمکو
بحث نہین ہی بلکہ ایسے اجرام فلکی کے کچھہ حالات لکھنا چاہتے ہین جنکو دُمدار سیارہ کہتے ہین
اور جو اپنی شکل سے ایک دوسرے نوع کے افراد معلوم ہوتے ہین اور کبھی کبھی بطور
سیاحون کے اس فضائے آسمانی پر اون کا گذر ہوتا ہی اور اسیوجہہ سے انہین لوگون کو
ہمیشہ زیادہ دلچسپی رہتی ہے اگر ڈارون صاحب کے قیاسات کو کسی قدر مبالغہ کے ساتھہ
بیان کیا جائے تو کہہ سکتے ہین کہ شاید یہہ نوع کسی زمانہ شائستگی کیطرف ترقی کرکے
دُم کے بار سے بھی سبکدوش ہوجائے اور دیگر سیارون مین جا ملے - ابتک علم ہیئت نے
اسقدر ترقی نہین کی ہے کہ ان اجرام فلکی کی پوری ماہیت دریافت ہو شاید کسی
آئندہ زمانہ مین اُن سوالات کا جواب شافی دیا جاسکے کہ دُمدار سیارے کہان سے آتے
ہین اونکی ترکیب کس مادہ سے ہی اور کون سے عام قوانین کے مطابق انکی گردشین
ہوتی ہین دنیا مین ہمیشہ اور ہر قوم مین اُن سیارون کی نسبت یہ خیال رہا ہے کہ
معاملات انسانی پر ان کا اثر پڑتا ہے گو اس تعلق کا سبب نہین دریافت ہوا ہی
یہہ خیال ہی کہ آئندہ واقعات عظیم کی یہہ خبر دیتے ہین جس زمانہ مین کہ یونانیون نے
شہر طرائی کا محاصرہ کیا تھا اوسوقت ایک دُمدار سیارہ نمودار ہوا تھا جو بعد سنہ ۱۶۸۰ء
مین ظاہر ہوا - ارسطو نے ایک نہایت روشن سیارہ کا ذکر کیا ہی جو ۳۷۰ سال قبل
حضرت عیسیٰ کے نمودار ہوا تھا - حکیم سینکا کا خیال ہے کہ اس سیارہ کے اثر سے ایک عظیم
زلزلہ واقع ہوا جس سے یونان کے صوبہ اکائیہ مین دو شہر تباہ ہوگئے - ایک اور
سیارہ کے نمودار ہونے سے طملیون حاکم کارنتھ نے یہہ شگون لیا کہ اسکو صقلیہ

مہم مین کامیابی ہوگی۔ پادشاہ مطرادلیطیین کی ولادت اور تخت نشینی اور قیصر جولیس کے
قتل کی خبر اِس زمانہ کے لوگون کے خیال مین دُمدار سیارون نے پہلے سے دیدی تھی۔ پلینیا کا
قول ہے کہ "دُمدار سیارہ ایک نہایت خوفناک چیز ہے اور وہ ایک بڑی خونریزی کی خبر
دیتا ہے"۔ ورجل شاعر نے بھی لکھا ہے کہ یہہ عقیدہ عام ہے کہ دنیوی مصائب کی خبر علامات
آسمانی سے ہو جاتی ہے۔ روم کے ظالم پادشاہ نیرو نے ایک دُمدار سیارہ کے ظاہر ہونیکو
صدہا بیگناہ امرا و شرفا کی خونریزی کا حیلہ قرار دیا تھا تاکہ اس ہئیت سے دیوتاون کا غصہ
فرو ہو۔ سنہ ۶۹ء مین بیت المقدس کی تباہی۔ سلاطین عظام مثل وسپاسین و قسطنطین کی
وفات سنہ ۳۳۷ء مین شہر قسطنطنیہ کی مصیبت۔ اقوام وحشی کے ہاتھ سے سلطنت رومیہ کی
بربادی۔ اِن سب واقعات کے نسبت یہہ خیال تھا کہ آثار فلکی سے اُنکی خبر ہوگئی تھی
ازمنہ متوسطہ مین دُمدار سیارون کے آثار بدشگونی ہونیکا عقیدہ یوروپ مین عالمگیر
تھا یعنی یہہ کہ جنگہائے عظیم و وبا اور نامور سلاطین کی وفات کے واقعات کا ظہور پہلے ہی
آسمان پر ہو جاتا ہے۔ قدیمی کتبون سے جو بعض مقامات پر نکلے ہین ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ
لوگون کے اس وہم نے یہان تک ترقی کی تھی کہ ان اجرام فلکی مین اُنکو بعض خوفناک
چیزونکی صورتین نظر آتی تھین۔ سب سے زیادہ مشہور دُمدار سیارہ وہ ہے جو ہیلی صاحب
کے نام سے منسوب ہے۔ سب سے پہلے جو اوس کا ظہور تاریخ سے پایا جاتا ہے وہ حضرت عیسیٰ
کی ولادت سے بارہ سال پیشتر تھا۔ اُسوقت سے اِبتک وہ چوبیس مرتبہ ظاہر ہو چکا ہے
جس زمانہ مین کہ سلطان محمد شہر بلغراد کا محاصرہ کر رہا تھا تو اِسی سیارہ کے ظہور نے
محاصرین و محصورین دونون کو خوف مین مبتلا کیا تھا۔ رومن کیتھولک عیسائیون نے تو

جسقدر آفتاب کے قریب پہونچتا جاتا ہے اوسکی دُم زیادہ مرتب اور روشن ہوتی جاتی ہے۔ یہہ دُمین کسی بے انتہا ہلکی اور باریک مادہ سے بنی ہوئی ہین کیونکہ گو اونکی موٹائی بعض اوقات پچاس ہزار میل کی ہوتی ہے مگر اور کواکب جو اونکے حجاب مین آجاتے برابر نظر آتے رہتے ہین۔ بعض ذوذنب بہت زیادہ روشن ہوتے ہین سنہ ۱۸۴۳ع کا سیارہ اسقدر روشن تھا کہ دن کو نظر آتا تھا اور سنہ ۱۸۸۲ع کا سیارہ چمک دمک مین اعلی درجہ کے ستارون سے گوے سبقت لیگیا تھا۔ یہہ سیارے جسقدر دور آفتاب سے ہوتے جاتے ہین اونکا قطر اوسی مناسبت سے بڑہتا جاتا ہے۔ ذوذنب کا سر کسی ثقیل مادہ سے بنا ہوا نہین معلوم ہوتا ہے۔ اسکی دلیل یہہ ہے کہ اونمین کوئی استعداد کشش کی یعنے دوسرے جسم کو اپنے طرف کھینچنے کی مثل دیگر اجرام فلکی کے نہین معلوم ہوتی۔

سنہ ۱۷۷۰ع مین ایک ذوذنب مشتری کے اقمار کے نظام کی وسط مین ہوکر گذرا مگر اون اجرام مین سے کسی پر اوسکا ذرا بھی اثر نہین معلوم ہوا۔ ذوذنب کی ضخامت کی کمی بیشی آفتاب کے بُعد اور حرارت کی کمی بیشی سے ہوتی ہے قطع نظر اسکے کہ اوسکے جسم کی ترکیب بخارات یا گیاس یا کسی منتشر اجزاے مادی سے ہو۔ کبھی کبھی سیارون کے سر سے روشن بخارات اوٹھتے ہوئے معلوم ہوتے ہین وہ بخارات پھر اوسی سر مین جذب ہوجاتے ہین یا دُم کیطرف منتشر ہوجاتے ہین۔ اسیطرح بیلا کی ذوذنب کے سنہ ۱۸۴۶ع مین دو حصے ہوگئے اور دونون ساتھ ساتھ دورہ کرتے رہے۔ یوفورس ایک یونانی مورخ نے بھی سنہ ۳۷۱ع مین قبل حضرت مسیح کے ایک ذوذنب کا دو حصون مین منقسم ہوجانا بیان کیا ہے۔

کیلپر کو بھی ۱۶۱۸ء مین اسی قسم کے ایک مشاہدہ کا گمان ہوا تھا۔ سنہ ۱۸۴۶ء کے توام ذو ذنب موسوم بہ اولنڈ امین ایک تیسرے قطعہ کا ظاہر ہونا اور پھر غائب ہو جانا مشہور ہے۔ ایڈورڈ راک کی رائے برخلاف دیگر منجمین کے یہہ ہے کہ مدار سیارون کے اجسام ثقیل مادے بنے ہین اور انمین کشش کی قوت ہے۔ اسی بنا پر اوس نے قیاس کیا ہے کہ دونائی کے ذو ذنب کا ثقل ایک ایسے کرہ آبی کے ثقل کے مساوی ہے جسکا قطر بالسو میل کا ہو۔ یہہ تو فلدماکا بھی خیال تھا کہ سیارونکی دُمین ایسی ہوتی ہین جنکے پار نظر یا روشنی جا سکتی ہے۔ مگر اون کے جرم کی نسبت ابھی کوئی ایسی بات ثابت نہین ہوئی ہے بعض قرائن سے یہہ بھی ثابت ہوا ہے کہ ان سیارون کی روشنی کُلاً یا جزاً مثل دیگر سیارون کے سورج کے انعکاس کی سبب سے ہے۔ ذو ذنب کی ماہیت کا بیان کرنا آسان نہین ہے۔ کارڈون کا خیال تھا کہ ان سیارون کی دُمین شعاعون کی انحراف سے پیدا ہو جاتی ہین۔ کیلپر کا یہہ عقیدہ تھا کہ ذو ذنب کے سر پر شعاع آفتاب کے کا انعکاس اس کا باعث ہوتا ہے۔ نیوٹن نے یہہ توجیہ کی کہ حرارت اور کشش کے اثر سے دُمین پیدا ہو جاتی ہین۔ بعض ہیئت دالون نے مثل سر جان ہرشل کے قوت برقی کو اون کا سبب خیال کیا ہے۔ پروفیسر ٹنڈال نے دمدار سیارونکی خواص کو عمل کیمیائی کیطرف منسوب کیا ہے۔ ان مختلف قیاسات سے یہہ تو بیشک ثابت ہوتا ہے کہ ان سیارون کا علم ابھی ابتدائی حالت مین ہے۔ اب یہ سوال عارض ہوتا ہے کہ آیا کبھی ہماری اس دنیا سے بھی کسی ذو ذنب سے ٹکر ہوگی یا نہین؟ عوام کا خیال یہہ معلوم ہوتا ہے کہ کبھی نہ کبھی ایسا حادثہ ضرور

ہو نہو الاہی حسن سے دنیا کا خاتمہ ہوگا۔ صدی گذشتہ مین اس امر کا ایک بڑا تہلکہ پڑ گیا تھا کہ ایک ذو ذنب زمین کے اسقدر قریب آگیا ہی کہ دونون کے لڑ جانیکا اندیشہ ہی۔ اگر ذو ذنب کا جرم مثل اس کرہ زمین کے ایک ثقیل مادہ سے بنا ہوا فرض کیا جائے تو ایسے اندیشہ کی گنجایش ہے۔ ۱۶۹۶ء مین وسٹن صاحب نے ایک رسالہ چھاپا جنمین انہون نے اون واقعات متعلق جیالوجی کی تاویل جو توریت کی کتاب پیدایش مین بیان ہوئی ہین بذریعہ ایک ذو ذنب کے کی ہی لیکن ظن غالب یہہ ہی کہ ۱۸۶۱ء مین ہماری زمین ایک ذو ذنب کی دم کے اندر درحقیقت داخل ہوگئی مگر اوسکے باشندونکو اس امر کی خبر تک بھی نہین ہوئی۔ آسمان پر جو کبھی کبھی ستارے چھوٹتے نظر آتے ہین اون کی نسبت یہہ خیال ہے کہ تباہ شدہ دمدار سیارون کی منتشر اجزا ہین جو ہماری کرہ ہوائی مین زمین کی کشش سے چلے آتے ہین۔ کسی ذو ذنب کے دم مین کسی دوسرے سیارہ کا داخل ہوکر صحیح سالم نکل آنا اور بات ہی اور اوسکے جرم سے ٹکر کھانا اور بات ہے۔ بعض اوقات کسی ذو ذنب کے اجزا کے ہمارے کرہ ہوائی مین داخل ہونیکا کچھہ اثر بھی پایا گیا ہے۔ ۱۸۱۱ء کے ذو ذنب کی نسبت یہہ خیال ہی کہ اوس سے اوس سال انگور کی فصل زیادہ ہوئی۔ مگر دمدار سیارونکا اثر موسم یا فصل پر کچھہ ثابت نہین ہوا ہے۔ امریکہ کے شاعر ایڈگر پو نے ایک فرضی حال زمین کی تباہی کا ایک ذو ذنب کی تصادم سے لکھا ہے۔ مگر علوم جدیدہ کے واقعات سے ان تخیلات کی کچھہ تائید نہیں ہوتی۔ باعتبار ہماری موجودہ علم کے یہہ بات قیاس مین نہین آتی کہ دمدار سیارون مین بھی

مثل اُس دنیا کے انسانون کی آبادی ہو۔ اگر کوئی اس امر کی نسبت ایک خیال باندھا ہے کہ اگر کوئی بڑا سیارہ ہماری زمین کو اپنی کشش سے کھینچ لے اور مثل اپنے اقمار کے اوسکو بھی اپنے جلو مین لیے پھرے تو اس کرہ ارض کا کیا حال ہوگا۔ اس مین کوئی شبہہ نہین ہو سکتا کہ نسل انسانی مع دیگر حیوانات و نباتات کے اُس سیارہ کے ایک ہی دورہ کے اندر نیست و نابود ہو جائے۔ مگر ایسے حادثہ کا اس قدر کم احتمال ہے کہ ایسے تخیلات کو دماغ مین جگہ دینا بھی فضول ہے جس خلاق مطلق نے اتنا بڑا کارخانہ بنایا ہے اوس سے توقع نہین ہو سکتی کہ اُس کو اسطرح تباہ ہونے دے کیونکہ کل کائنات کا مالک وہی ہے اور ہر سیارہ کی زمام اوسیکے قبضہ مین ہے فلسفیانہ نظر سے تو اس کارخانہ کی نہ کوئی ابتدا معلوم ہوتی ہے نہ انتہا

العبد عبد اللہ

آنکہ پر نقش زد این دائرہ مینائی
کس ندانست کہ در گردش پرکار چہ کرد

اسلام افریقہ مین

(چٹھی بنام اڈیٹر لنڈن ٹیمز)

جناب مس کیبنن ٹیلر نے جس زبردست اور قابل تعریف جرأت سے افریقہ مین مذہبی اشاعت کی نسبت بیان کیا ہی اوسکے پڑہنے سے میرے دلمین اسقدر جوش اور ولولہ پیدا ہوا ہے جسکے اظہار کی مین اجازت چاہکر مفصلہ ذیل تحریر سے انکی تائید کرنے پر مجبور ہوتا ہون تجربہ سے یہہ بات معلوم ہی کہ کسی زندہ مذہب کی (باستثنائی مذہب عیسوی خاصکے) جیسا کہ بیان کرنا یا ذریون کے طریق ہدایت واشاعت مذہب پر جرح کرنا کسقدر خطرناک ہی کوئی شک نہین کہ معترض کے وجوہات و دلائل الفاظ غیر مین بیان کئے جائینگے اور کل واقعات پیش کردہ سے انکار کیا جایگا۔ اور فورا معلوم ہوجایگا کہ مذہب اور اوسکے موبدینے پادری صحیح اظہار خیالات کے شایق نہین ہین کہ آئینہ کیطرح کوئی بیان کردے بلکہ چاہتے ہین کہ اگر اظہار کی ضرورت شدید ہو تو اسپر سیاہ رنگ چڑہا دیا جائے یعنی بالکل کچھہ کا کچھہ بیان ہو۔

چونکہ مجھکو مدتون سے مشرقی۔ مغربی۔ اور وسط افریقہ مین تجربہ حاصل ہی جہان مجھکو عیسوی اور اسلام دونون دیکھنے اور پرکھنے کا اتفاق ہوا ہی اسلئے انصافاً میرے خیالات قابل سماعت ضرور ہین۔ آپکے بعض نامہ نگار بیان کرتے ہین کہ مشرقی افریقہ اور جوار دریائے نیل مین اسلام اپنی حالت اور پوری حیثیت مین پایا جایگا کہ غلامی کا دور دورہ ہی۔ ظلم وستم جاری ہے اور سب قسم کی ذلیل حالتین پیدا ہین۔ اس سے زیادہ بے بنیاد حملہ کسی کے گمان مین بھی نہ آیگا۔ چونکہ مجھکو مشرقی وسط افریقہ مین بہ نسبت آپکے کسی نامہ نگار کے بدرجہا زیادہ تجربہ ہے اسلئے مین بلا پس و پیش

بیان کرسکتا ہون کہ اگر بردہ فروشی عرصہ سے ہی تو صرف اسلئے ہی کہ وہان مذہب اسلام کا وعظ نہیں ہوتا ہمین کسیطرحکا شک نہیں ہی کہ اگر وہان اسلام کی اشاعت ہو تو بردہ فروشی کا استیصال کلی ہوجائے ۔ اسلام کا وعظ وہان کیون نہیں ہونے پاتا اسکی وجہہ صرف یہی ہے کہ سقط کے عرب اس مقام کو تجارت غلامان کیلیے محفوظ رکھنا چاہتے ہین ۔ اگر وعظ اسلامی کیا جاے تو جہان سے انکو غلام بنانیکے لئے ملتے ہین وہ جگہہ سب مسلمانون سے بھرجائیگی اور کل وہان کے باشندے ایک سلسلہ مذہب مین آنکر دینی برادر ہوجائینگے ۔ آپ یقین فرمائین اسیطرح ہمارے عیسائی تاجر اپنی تجارت گاہون مین پادریون کو نہین آنے دیتے بشرطیکہ انکو معلوم ہوجائے کہ عیسائی مذہب کے اشاعت سے شراب موسومہ جن کے کثیر المقدار خرچ مین مخالفت ہوگی گاہگاہ یہہ امر بامو قع سمجھا جاتا ہے کہ کسی قوم کو اوسکے مذہب کی روسے بدنام کرین لیکن یہہ اسیوقت تک ممکن ہے کہ جبتک اوس کا اثر اپنے اوپر نہ پڑتا ہو ۔

ہمارے مذہبی (عیسوی) نامہ نگار دنیا مین بڑی خوشی اور نشان فتحمندی سے کہا کرتے ہین کہ دین محمدی مشرقی ممالک افریقہ مین نہیں پھیلتا ۔ اس بیان مین مطلق غلطی نہین ہے ۔ اس کا معقول اور زبردست سبب اوپر بیان کردیا گیا ہے اب دوسرا باعث بھی لکھا جاتا ہے جو مثل پہلے کے مسکت ہی ۔ اسلام کی اشاعت مثل عیسوی کے ان دیسی فرقون مین اجنبی لوگون سے ہوئی ہے یہہ وہ اجنبی لوگ نہین جو ہر صفت مین دیسیون سے بدرجہا افضل ہین اور جو وحشیز ری کے نام سے مشہور ہین جس کا ترجمہ جنگلی آدمی ہے ۔ مگر دیسی حبشیون سے مسقط کے عرب

ایک وسیع خلیج بیچ مین پڑجانے سے بہت دور ہو جاتے ہین - وہ لوگ اسکے عبور
کی جرات نہین کرتے - جب نگروکا اس طرح منتقلی عربون سے قطع تعلق ہو جاتا ہے
تو وہ لوگ کسیطرح عربون کی چال چلن اور مذہب جاننے کی فکر نہین کرتے لیکن
جب مین یہہ امر بلا پس و پیش بیان کر رہا ہون کہ مشرقی وسط افریقہ مین بردہ فروشی
اچھی طرح جاری ہے کیونکہ وہان اسلام کی اشاعت نہین ہی صرف مسلمان ہین اسوقت
یہہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ اسی بدنام مذہب (اسلام) کیوجہہ سے ایک بہت بڑی خدمت
پوری ہوئی ہے یعنی شراب کی تجارت کلیتاً مسدود ہو گئی - خاص زنجبار مین سلطان
اپنی ضعف کیوجہہ سے اسپر قابو نہ پاسکے کیونکہ عیسائی قومون نے تجارت کے کسی مزاحمت
کو پسند نہین کیا اور اعتراض کیا - مگر یہہ بات خوشی کی ہے کہ اندرون ملک انہون نے
اپنے مذہب کی پابندی کی یعنے ابتک از روے شرع اسلام تجارت اشیاے منشی سے
انہون نے باز رکھا ہی اور اس طرح سے انہون نے بہت بڑی خدمت ادا کی کہ ایک بڑے
فرقے کو شراب نوشی سے بچالیا جو بہت آسانی سے حبشیون مین پھیلجاتی ہے
اب چونکہ جرمنی کی تہذیب آموز فوج نازل ہو رہی ہے پس دیکھا چاہئے
کہ کہانتک اس پالسی کی قوت قایم رہتی ہے - اب مین مغربی افریقہ اور وسط سوڈان
کیطرف متوجہہ ہوتا ہون جہان کے تجربے بھی مجھکو حاصل ہین مین نے وہان
بالکل مختلف کیفیت معاینہ کی - یہان اسلام زندہ اور پوری قوت کے ساتھہ
ہے اوسمین وہی آتشی مادہ پایا جاتا ہے جو اس مذہب کے زمانہ اوائل مین تھا
مسلمان بھی وہان اس اعتبار نام لقب سے کرتے ہین جس سے اسلام کا ابتدا

زمانہ یاد پڑہ جاتا ہے - یہان جسطرح سیرالیان کے گلی کوچون مین وعظ ہوتا ہے
اسیطرح دریائے نیگر کے آدم خور ذلیل اقوام مین - جو کامیابی اسلام کو مغربی وسط
افریقہ مین حاصل ہی اوسکو دیکہکر حامیان مذہب عیسوی واقعات پر خاک ڈال رہی ہین
اور نہایت چالاکی اور مکاری سے واقعات کو الٹ پہیر کرکے اپنی پوری قوت کے
ساتہہ مذہب اسلام کو بردہ فروشی کے اتہام سے ملزم قرار دیتے ہین - جو ذلیل عجز
ہے - بجز مذہب عیسوی کے اور کسیکی اچہائی نہ اقبال کر سکنے کیوجہہ سے اسلام کی ترقی
کو ایک خوفناک بلا اور خالص مصیبت افریقیون کیلیے بیان کرنیکی کوشش کرتے ہین
جسطرح اون کو لڑکپن سے عادتہً اور تعلیم دیگئی ہے وہ بیان کرتے ہین کہ اسلام
کی اشاعت صرف تلوار اور آگ سے ہوسکتی ہے - ان کو اس قسم کی تصویر کہینچنی بڑی
بڑی خوشی ہوتی ہے کہ غریب خوف زدہ حبشی گو گہٹنون کے بل کہڑا کیا اوسکے
جہونپڑے مین جو پیچہے ہے آگ لگا دیگئی ہے اوسکی جورو بچے نہایت سختی کے
ساتہہ لونڈی غلام بنانیکیلیے باندہے گئے ہین سبہون کے گلی مین رسی پڑی ہوئی
ہے اور ایک دیونما مسلمان اوسکے قریب تلوار کہینچے ہوئے کہڑا ہے اور کہہ رہا
ہے کہ تلوار یا قران قبول کر - (جو بے بنیاد خیال ہے) -
یہی نقش کالبحر خیال نسبت اشاعت اسلام عیسائیون کے دلون مین ہے - اور یہہ
وہ خیال ہے جو میرے دانست مین نسل بعد نسل چلا آتا ہے - یہہ امر خوشی کا ہی
کہ مجہکو اپنے آنکہون سے کئی بار کئی طرح سے دیکہنے کا اتفاق ہوا - مغربی سوڈان
اور وسط افریقہ مین اسلام کی سب سے بڑی فتحمندی خاموش اور نہایت سادہ

آدمیون سے ہوئی ہے یعنے گذشتہ ایام مین فلانی گو والے اور زمانہ حال مین اولوالعزم
اور عالی حوصلہ ہوسا یا لو پی تاجر سے۔ تقریباً بارہوین صدی علیسوی سے
وہ گو والے اپنے مذہب کی اشاعت مین مقام چیک جھیل سے بحر اٹلانٹک تک
کوشش کرتے رہے جسکا یہہ نتیجہ ہوا کہ گذشتہ صدی تک تمام ملک کے آدمی مسلمان
ہو گئے اُن کو صرف ایک رہنما کی ضرورت تھی جسکی ہدایت سے وہ بت پرستی چھوڑکر
خدائے واحد کے ماننے والے ہون چنانچہ اس صدی کے شروع مین عثمان دان فودیو
نامی ایک شخص رہنما پیدا ہوا۔ اور تعجب انگیز قلیل وقت مین مذہب اسلام بر اعظم کے
کثیر حصہ مین حکومتی مذہب ہوگیا۔ اور جنگلی اقوام کو وہ اثر پہونچا جس کا نتیجہ نہایت
ہی تعجب انگیز ہوا ان آخری ایام مین اسلام کی اشاعت جیساکہ اوپر بیان کیا گیا ہے
ہوسا یا لو پی تاجرون سے ہوئی ہے چونکہ اپنے کام مین وہ بہت محتاط اور
منضبط تھے اسلئے سیکڑون ہزارون میل کے فاصلہ پر اُن جبشی سوداگرون کا دوسری
قومون مین جانے سے کچھ باک نہین تھا یہہ لوگ جنگلی اقوام مین اس طرح ملجل
جاتے ہین گو یا کہ یہہ بھی اوسی قوم سے ہون اسی مکان مین سونا اور انھین کے
ہمراہ کھانا۔ جہان وہ جاتے ہین مذہبی جوش ہمراہ لئے جاتے ہین جسکی ناقابل
بحث اور آسان اصول اوسکے عمدگی کے شاہد ہین۔ وہ بت پرستون کو
اسیقدر آسانی سے تعلیم دیتے ہین جسقدر ان مین سمجھنے کی قوت ہے۔ سوداگر
اس طرح ایک ماہ خواہ چھہ ماہ یا سال بھر تک مقیم رہتے ہین جیسا کہ موقع
سمجھا جاتا ہے جب تک وہ مقیم رہتی ہے لوگ اوسکے عمدہ اور خوش وضع لباس

کی تعریف کیا کرتے ہین اور گرد کے لوگ اونکی نقل اوتارتے ہین۔ انکے نظرون مین کوئی ایسی شی نہین ہوتی جسکے جانب ان کا رجحان نہوتا ہو۔ اور مذہب مین کوئی بات ایسی نہین جو عام طور سے سمجھ مین نہ آتی ہو۔ پس اس طرح سے تہذیب اور اسلام کا بیج اس وسیع قطع اور کثیر التعداد اقوام مین بویا گیا یہان تک کہ تمام ملک مین مختلف محنتون کے نتایج پیدا ہین۔ اور صبح و شام اور دنکو اسلامی آواز (اذان) کی جھنکار گونجتی ہے اور جو زانو کہ پہلے لکڑی اور پتھر کے تبون کے روبرو جھکتے تھے اب خداے واحد کی سانے جھکتے ہین اور جو زبان ہمجنس بھائی کے کھانے اور مزہ چکھنے مین کام آتی تھی اب خدا کی عظمت اور عنایت کے بیان مین مصروف ہے۔

اب مین اپنی ذاتی راے اور موقع بیان کرتا ہون۔ بیان بالا سے واضح ہوا ہوگا کہ اہل افریقہ کیلیے اسلام بہ نسبت عیسوی کے زیادہ موزون ہی۔ مگر میرا یہہ خیال نہین ہے بلکہ مین اس بیان کیلیے بھی تیار ہون کہ اہل افریقہ کیلیے اسلام بہ نسبت عیسوی مذہب کے جیسا کہ اوسکی تعلیم ہوتی ہے زیادہ مناسب ہے مثل مشہور ہے کہ پھل سے درخت کا حال معلوم ہوتا ہی اگر یہہ مصداق حالات افریقہ سے منطبق کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ افریقہ مین اسلام بے انتہا مرتبہ افضل ہے۔ دیکھنا چاہیے کہ مغربی سواحل افریقہ پر تین سو برس سے زائد کی عیسوی کوششون اور نصرانی مذہب کی اشاعتون کا کیا خفیف نتیجہ ہے اور بدنام مذہب اسلام کے بے انتہا مہذب کام کے ثمرے وسط اور مغربی سوڈان مین کیا نیز

صرف اسی موازنہ و مقابلہ سے ہمارے عیسوی پادری سر در گریبان ہونگے پہلے
لوگ بہت ہی کم مصلحتون پر نظر رکھتے ہین اور بہت ہی کم ضروریات وقتیہ کا
لحاظ کرتے ہین مشنریون کی ناکامی کی وجہہ نہایت آسانی سے معلوم ہو سکتی ہی
ان لوگون نے کبھی اس امر کی کوشش نہین کی کہ اپنی تعلیمات مین عام خیالات
اہل ملک کو داخل کرین عجیب اندھا پن اور ہٹ دھرمی سے غیر دلچسپ اور ناقابل
عمل طریقون کے چلانیکا اصرار کرتے ہین جو باتین مذہب عیسوی مین نہایت
نازک اور بعید الخیال ہین اونکو ایسے ناتربیت یافتہ ادنی خیال لوگون کو سمجھایا
جاتا ہے جو انکی سمجھہ مین آنے کا نہین لیکن وہ اپنے اصرار سے ایسی مانگے
جاتے ہین اور امید کرتے ہین کہ جو بیج اس بنجر زمین بیے حبش دلونکے دل مین
بویا گیا ہے اوسکی آبیاری علیٰ مسیح کیطرف سے ہوگی اور وہ ترقی کریگا
رفتہ رفتہ پادری صاحب کو معلوم ہوتا ہے کہ ان کو مذہبی تعلیم اپنی حیثیت سے
نہین دینی چاہئے بلکہ سامعین کی حیثیت سے - وہ ممبر کبھی نہ بنا ینگے بلکہ
ایک تختہ ہی کافی سمجھینگے - مین پادریون کی ہجو نہین کرتا بلکہ ان کا مداح
ہون انہون نے اس تاریک براعظم مین میرے ساتھہ برادرانہ سلوک کیا
لیکن جو کچھہ اعتراض ہے وہ انکے طریقہ تعلیم پر ہے مجھے امید ہی کہ ہمارے
پادری صرف مسلمانون کی کامیابی ہی کا مقابلہ
نکرینگے بلکہ اُنسے بڑھہ جائینگے

جوزف ٹامسن

مدرسہ دار الفنون اسلامیہ عمومیہ

یہہ امر مسلم الثبوت ہے کہ دولت کی وجہہ زیادہ تر حرفت وصنعت ہی سرسبزی اور قوت اوسی ملک کو ہوتی ہے جہان علمی تحقیقاتون کے ساتھ علمی تجربات ہون اور فنون مختلفہ کی عام طورسے اشاعت ہو جو شخص ان مقبول ذریعون سے دولت اکھٹا کرتا ہی قابل ہزار تعریف ہی اور جمع کی ہوئی دولت کو ایسے ہی کامون مین لگانا صرف بہادری ہی نہین ہے بلکہ اعلی درجہ کی خوش نیتی دور بینی اور خدا پرستی ہی یورپ کی مختلف سلطنتین جو آبادی اور وسعت مین بدرجہا ایشیائی ممالک سے کم ہین لیکن صنعت وحرفت کی عام اشاعت سے دولت وقوت مین بے انتہا زیادہ ہین۔ پس مبارک ہی وہ حکومت جہان علوم وفنون کی اشاعت آفتاب نصف النہار ہو اور وہ مرد میدان جسکو ایسے امور خیر مین پیش قدمی کا شوق ہو۔

دنیا مین رائے دینے والے اور لفظون مین کسی فعل کو سراہنے والے تو ہزارون ملتے ہین مگر اجبر اسے کار مین مالی اعانت دینا سچے محب قوم اور واقعی شایق علوم وفنون کا کام ہوتا ہے۔ اور سب سے زیادہ وہی عند الناس وعند اللہ ماجور ہو سکتا ہی عرب کی جو آج حالت ہی وہ کیا بلحاظ علوم وکیا بلحاظ فنون ہزار افسوس کے قابل ہے جنکے آباواجداد نے ایشیا، یورپ کے دور دراز ملکون مین علم وفن کا چرچا پھیلایا آج انہین کی اولاد جہالت کی تاریک گڑھے مین پڑی ہے۔ اگرچہ دنیا کا بہت بڑا حصہ فنون جدیدہ سے بے بہرہ پڑا ہے لیکن جو بری کیفیت خاص عرب کی ہی

اور جیسی عبرت انگیز وہان کی حالت ہے شاید دنیا مین کوئی ایسا طبقہ ہوگا۔ اس حالت مین جو مرد میدان کمرہمت کسکر زر سے قوت سے بدنام طبقہ عرب کو دنیا کے کارآمد علوم و فنون سکھلائیگا اور انکی پچھلی گم گشتہ علمی و عملی عزتون کی ازسرنو بنیاد قایم کریگا اور اُنکے اخلاق جو بہت کچھ برعکس حالت مین آج پائے جاتے ہین درست کریگا تمام دنیا کے نظرون مین گوئی سبقت لیجائیگا۔

الحمدللہ کہ اس قسم کی تحریک فی الحال زیادہ زور کے ساتھہ پیدا ہوگئی ہے اور ہم نہایت خوشی سے مدرسہ دارالفنون اسلامیہ عمومیہ کی تجویز کا اعلان کرتے ہین۔ روئے زمین کے باشندے جنکو عربون کی پچھلی حالات سے بخوبی اطلاع ہے اس قسم کے تجویزون سے صرف ہمدردی ہی نہ ظاہر کرینگے بلکہ ازراہ حب انسانی ایسے طبقہ کو جو آج کس مپرسی اور معطلی مین پڑا ہے بڑا نیمین مؤید ہونگے اور جنکو قابلیت و عزت حاصل کرنا بقول لارڈ لینسڈون موجودہ گورنر جنرل کے حق موروثی ہے۔

ملک شام کے ایک نامی گرامی غیرتمند تاجر نے مصمم قصد کیا ہے کہ اس نام کا ایک عالی شان دارالعلوم شہر طائف مین بنایا جائے۔ اس قابل رشک غیرت مند تاجر کا قصد محض لفظون مین محدود نہین ہے بلکہ ساٹھہ ہزار لیرا ئے عثمانیہ جو انگریزی روپیون کے حساب سے ساڑہی پانچ لاکھہ کے قریب ہوتے ہین آغاز کار مین اپنے مدتون کی کمائی سے بطور سرمایہ دیتا ہے

انتظام کارروائی کیلئے ایک انجمن ترتیب دیجائیگی جسکی دو شاخین ہونگی۔ شاخ اول مین زمانہ موجودہ کی ضرورتون کے لحاظ سے عام اسلام مین علوم و فنون کا رواج دیا جائیگا شاخ دوم مین ممالک ختا و سودان و افریقہ وغیرہ مین مذہب اسلام پھیلانیکی

تعلیم ہوگی - نہایت عمدہ اصول جو اس مدرسہ کے مقرر کیے گئے ہین وہ یہہ ہی - (۱) کہ تمام ممالک اسلام کے اس
مدرسہ مین بحیثیت طالب علم مسلمان قبول کیے جاینگے اور بعد تحصیل علوم کے وہ اپنی اپنے وطن کو مراجعت کرکے
وہان کے لوگون مین اشاعت علوم کی کوشش کرینگے - (۲) اس مدرسہ کی شاخین دور دراز ممالک
اسلامیہ یا مسکونہ مسلمانان مین مقرر ہونگی مثلاً کاشغر مصر ہندوستان - وغیرہ - تاکہ اخلاق کی تہذیب اور
دین کی توسیع ہو (۳) ممالک چین کے اہل اسلام کو علوم اسلامی اور تعلیم مذہبی کی ترقی دیجائیگی جسکی
وہان زیادہ ضرورت ہی - (۴) اس کار خیر کیلئے تمام مسلمانان دنیا سے زر چندہ کی خواہش کیجائیگی
(۵) چونکہ خاص کر اہل عرب سے اسکا تعلق ہوگا جس ملک اور جس آبادی سے تمام دنیا کے مسلمان ایک
خاص محبت اور دلچسپی رکھتے ہین - اسلئے مناسب سمجھا گیا ہی کہ حاجیون سے جو صاحب اقتدار ہون نصف
لیرہ عثمانی یعنی لابعہ سکہ قیصری یا فرداً فرداً عطیہ لین - امید کیجاتی ہی کہ بشرط معقول فراہمی
چندہ کم سے کم حضرت سلطان المعظم جیب خاص سے پچاس ہزار لیرہ جو ساڑہی چار لاکھہ روپیہ
ہوتا ہے عنایت فرمائین - بادی النظر مین مقاصد انجمن بہت وسیع اور خواہشین اہم معلوم
ہوتی ہین اور مسلمانون کو دیکھتے ہوی اور انکی رغبت تحصیل علوم و فنون کیجانب معدوم پاتے ہوے
مشکل سے قابل العمل پاتے ہین مگر استقلال اور پایمردی سے اکثر دشوار گذار راستے سبک روی سے
طی ہوئے ہین - ہمارے یہان ایک زندہ مثال موجود ہی کہ آنریبل سر سید احمد خان بہادر نجم الہند نے
مدرستہ العلوم علیگڈہ کیلئے مفلس ہندوستان کے مفلوک الحال مسلمانون سے نو دس لاکھہ
روپیہ بہت تھوڑی عرصہ مین جمع کر لئے - اگرچہ ایک جانب مخالفت کا دریا جوش زن تھا اور دوسری
جانب نہ زیادہ ذاتی اقتدار تھا اور نہ مالدار تھے - مگر اسلامی غیرت مندی اور مستقل مزاجی نے
ایک ایسا نمونہ قایم کر دیا جس سے یہہ امر ناممکن نہین سمجھا جاتا کہ لطائف کا مدرسہ فنون

باوجود صاحب حکومت ایل وول اور بلا اختلاف کوششون سے (اگر کیجاہین) یون ہی ہوجائے۔ اگرچہ ابھی تک ہمارے پاس صرف تجویز قیام مدرسہ پہونچی ہے لیکن تاہم ایسی تجویزدن کوہم دیگر مبارکباد دیتے ہین اور امید کرتے ہین کہ ایکدن بلکہ بہت جلد حسب اعلان عملی کارروائی شروع ہوگی۔ تحریک تعمیل کی پیش خیمہ ہوتی ہے۔ اسلیئے ہمکو وثوق کے ساتھ امید کرنی چاہیئے اور سب لوگون کو امداد کیلیئے تیار رہنا چاہیئے کہ یہ خیال ذہن سے نکلکر عمل تک پہونچیگا۔

اس موقع پر اس بات کا ذکر کرنا شاید بیمحل نہوگا کہ بلغاریہ کی ایک چھوٹی سی ریاست جو ۱۸۷۸ء مین سلطنت روم سے جدا ہوگئی جسکی ۲۰۰۷۹۱۹ کی آبادی اور ۲۴۳۲۰ میل مربع رقبہ ہے اسمین ۱۸۸۸ء مین تقریبًا دو ہزار مدرسہ ابتدائی موجود تھے اور ہر ایک مدرسہ کا خرچ ایک ہزار فرانک (ایک فرانک ۱۰ آنہ کا ہوتا ہی) مقرر تھا۔ ایک دارالفنون بنانے کیلیئے اسی علاقہ مین حکمران حال پرنس فرڈی نینڈ نے بیس لاکھ فرانک عطا فرمایا ہے۔ کیا مسلمان جنکی آج سرسری تعداد بیس کرور سے کم نہین جنکا ایک خدا ایک رسول ایک قرآن ایک قبلہ ہے متفقہ کوشش سے بھی ایک دارالفنون ایسی جگہہ جو تمام مسلمانونکا مرکز ہو بنانے مین کامیاب نہونگے۔ السعی منی والاتمام من اللہ تعالےٰ

(حسن)

سلطان روم اور مہدی سوڈانی کے باہمی تعلقات

بعض انگریز اکثر اُن کارروائیون کے سونچ بچار مین اپنا دماغ خراب کرتے ہین جو چار سمندرون کے پار اونکے نام سے ہوتی ہین ان لوگون کے دلون مین ایسا کچھہ خیال جمتا جاتا ہے کہ گورنمنٹ انگریزی سواکم پر قبضہ رکھنے کی وجہہ سے چاہی اوسکو کیسی ہی فوجی کامیابی ہو کسی نہ کسی روز مصیبت مین پڑیگی۔

وہ یہہ سمجھے بیٹھے ہین کہ چونکہ ۱۸۸۱ء مین ممالک دریائے نیل خرطوم کے اوپر حصہ سے لیکر اسکندریہ تک مصری سلطنت کے قبضہ مین تھا اور ۱۸۸۲ء سے ابتک مصری سلطنت حسب ہدایت گورنمنٹ انگلستان کارروائی کرتی ہے اور گورنمنٹ مذکور کی حکومت دریائے نیل پر صرف وادی حلفہ تک اور بحر قلزم مین صرف سواکم تک باقی رہگئی ہے لیکن یہہ قبضہ اوس گورنمنٹ کے شایان نہین ہے جسکی قلمرو مین آفتاب نہین ڈوبتا اس موقع پر چند سوالات حسب ذیل کرنے شاید بے موقع نہونگے۔

(۱) انگریزی گورنمنٹ نے جو یہہ قبضہ کر رکھا ہے اس سے کیا مراد ہے۔

(۲) انگریزون نے اس قبضہ کے جایز ہونیکی کیا وجہہ سمجھہ رکھی ہے۔

(۳) کیا یہہ قبضہ اخلاق کے خلاف ہی اور اگر اخلاق کے خلاف ہو تو خطرناک ہی۔

(۴) اگر خطرناک ہے تو ہم کس طرح اس معاملہ سے باہر نکل سکتے ہین۔

یکم دسمبر کو ہوس آف کامنز مین ایک بحث ہوئی سر جیمس فرگسن نے اثنائے اسپیچ مین بیان کیا کہ ہمارے وزیر اعظم نے اس چھوٹی سی جنگ کی نسبت یون

ارشاد فرمایا ہی کہ ہماری موج تہذیب کے مقابلہ مین یہہ جنگ ایک چھوٹی سی لہر ہے۔ فی الحقیقت ان کا یہہ کہنا نہایت عمدہ ہے۔ صرف مصر ہی ایسا ملک نہین ہے جسکی سرحد پر اس قدر شورش اور بے امنی ہو اور وہان کے تصدیع رسان باشندون سے خبرداری کرنی پڑتی ہو بلکہ ملک روس کے سرحدات اور وہان کے باشندے بھی ایسے ہی ہین اور یہی حال انڈیا کا ہے جہان ہم کو بعض وقت معمولی حفاظت سے زیادہ کچھہ بندوبست کرنا پڑتا ہے سر جیمس فرگسن نے قبضہ سواکم کی نسبت حسب ذیل بیان کیا۔ سواکم کی نسبت دو پالسیان ہین ان مین سے کوئی ایک اختیار کر لی جائے۔

(۱) یا تو مصر محض اپنی حفاظت کے واسطے لڑے۔

(۲) یا آگے بڑھکر ایسی جنگ کرے کہ دشمن کو بہت دور فاصلہ پر بھگا دیا جائے اور اسکو ایسا تباہ کرے کہ پھر کبھی اُس مین لڑنیکی قابلیت ہی باقی نرہی۔

لیکن آخرالذکر پالسی کے سب لوگ مخالف ہین۔ پس یہہ امر قرار پا چکا کہ آیندہ فقط اپنی حفاظت کے واسطے ہی جنگ کیا جائے۔ اور اب ہم اپنے ارادہ سے پلٹنے کا قصد نہین کرتے ہین۔ اسوقت اگر کوئی فوجی پالسی مصر کے نسبت اختیار کرتی ہے تو وہ صرف یہی ہے کہ وہان بیٹھی ہوئی اپنی حفاظت کئے جائین لیکن اس طرح کی پالسی اختیار کرنی گویا خود ہمکو شکست کا اقبال کرنا ہے اُن انگریزون کی جو مصر مین ہین اب یہہ نوبت پہونچی ہے کہ ان کو لات مار کر سوڈان سے تو نکالڈالا ہے اگر یہہ اُن کا نکالنا غیر واجبی تھا

توکیون ہمنے اس کو تسلیم کرلیا اور اگر واجبی ہے تو پھر کیون فوجی کارروائی کو ترک کرکے صلح کی پالسی اختیار نہین کر لیتے ہین اور ہمنے اپنی اس پالسی کو کس وجہہ سے جائز سمجھہ رکھا ہے۔

۴ دسمبر کو مسٹر اسٹینہوپ وزیر جنگنے وزیر خزانہ کے شنبہ گذشتہ والی تقریر کو دوہرایا اور کہا یہہ پالسی جو اختیار کیگئی ہے بذات گورنمنٹ کی پالسی نہین ہے بلکہ ایک ایسا امر طے شدہ اسوقت ہماری پابندی کے قابل ہے جو گورنمنٹ سابق سے آخذ کیا گیا تھا اور نیز معاہدہ ٹرکی مین صریح طور پر مندرج ہوا تھا جسکو ہمنے ابتک ترک نہین کیا ہی اور وہ شرط یہہ تھی کہ جب ہم اپنے فرائض مصر مین پورے کرلینگے اُس وقت ملک مصر کو چھوڑ دینگے۔

مسٹر موصوف نے لارڈ گرینول کے دو اشتہارون کو پڑہکر سنایا اُن مین آخر اشتہار جو ۴ جنوری ۱۸۸۳ء مین دیا گیا تھا وہ حسب مندرجہ ذیل ہے "گورنمنٹ برطانیہ خاص ملک مصر مین بندوبست رکھنے کے واسطے تیار ہے اور نیز بحر قلزم کی بندرگاہون کو محفوظ رکھیگی"۔ لیکن ۱۴ مئی ۱۸۸۵ء مین لارڈ موصوف نے سلطان روم کو یہہ لکھہ بھیجا کہ گورنمنٹ انگریزی آیندہ معاہدہ ٹرکی کی پابندی کرنا نہین چاہتی ہے اور لارڈ ڈورن سے کہا کہ سلطان سے یہہ درخواست پیش کرو کہ سلطان روم بحیثیت سلطان مصر مصری ساحل اور بحر قلزم کے بندرگاہون کی حکومت بلا مداخلت غیرے اختیار کرلین اور اپنا فوجی قبضہ وہان رکھین۔

پھر لارڈ گرینول نے اس معاہدہ کی ایسی قدر کی کہ اٹالیہ والون کو بلاکسی معاوضہ

اور انکے حوالہ کر دیا اور سلطان سے کھلا بھیجا کہ چونکہ میری نصیحت کو اپنی نہین سنا اسلئے جو کچھ اس معاملہ مین ہو جائے مین اس کا ذمہ دار نہین ہون۔ سچ تو یہہ ہے کہ مسٹر سمنہ اور اسٹن ہوپ کا خیال تھا کہ ان کو سواکم کی حفاظت رکھتی ہی مگر پوری طور سے خود اونکو یہہ معلوم نہ تھا کہ کیون حفاظت رکھتی ہی اگر وہ معاہدہ کے دلائل کو دیکھتے تو انگو یٹھر بکر بہت خوش ہوتے اور اس کی پابندی اونپر لازم آتی۔ وہ یہہ بات بھول گئے کہ اونکے متقدمین نے معاہدہ مذکور کو پھاڑ کر کاغذات ردی مین ڈالدیا تھا اور اوس کے شرائط کا اونکے دلون پر کچھ بھی اثر باقی نہ رہا تھا۔ جب سے لارڈ مذکور نے اس معاہدہ کو فسخ کر دیا اس وقت سے افریقہ کے کنارہ پر بہت کچھ کارروائیان ہوئی ہین۔ مصوع کی بابتہ اٹلی اور ابی سینہ والون مین لڑائی ہوئی۔ جرمن کو ہہنے اپنی حکمت عملی سے مدد دیکر زنجبار کے کنارہ پر حملہ کروا دیا مگر اس کا نتیجہ کیا ہوا کہ عربون نے قریب کل جرمن کو وہان سے نکالدیا۔ لارڈ سالیبری نے جو ڈسمبر ۱۸۸۸ء کو پارلیمنٹ مین کھڑے ہو کر باواز بلند کہا کہ افریقہ مین تہذیب کی موجین تلاطم مین ہین۔ وہ تلاطم امواج تہذیب اب کہان ہے افریقہ کی زمین پر تو اس وقت کوئی تہذیب کی ترقی نظر نہین آتی ہے ہان مہدی جو لشکر کی اپنی فوج کے آزادی کیوجہہ سے حق پر جد وجہد کر رہا ہے وہ تو آگے بڑہتا ہوا نظر آتا ہے اور مہدی کی طاقت صرف اسوقت تک رہیگی جبتک کہ سودانی مصری حکومت کو نظر حقارت سے دیکھتے ہین سودانیون کو یقین ہو گیا ہی کہ انگریز اس بات کو طے کر چکے ہین کہ مصری گورمنٹ کا جو اپھرا فوکی گرد لون پر

رکھا جائیگا - انگریزون سے اُن کو اسلئے نفرت ہوگئی ہے کہ وہ خیال کرتے ہین کہ یہی لوگ مصری گورنمنٹ کو ورغلا کر سودانیون پر ظلم کرواتے ہین - کیونکہ اگرچہ ستر سال قبل محمد علی نے نوبیہ کو فتح کیا لیکن بڑے انقلابات اُسوقت تک نہین ہوئے جبتک کہ خدیو اسمٰعیل نے سر سموئل بیکر کو خرطوم کے اُس طرف جا کر دریائے نیل کی زمین کی فتح اور اس پر حکمرانی کرنے کا حکم ندیا تھا آخر کار اس فتح کے بعد ظلم و تعدی ملک مین پھیل گئی اور رعایا کے دلون مین برے خیالات حاکم کیطرح سے پیدا ہونے لگے نتیجہ اُس کا یہہ ہوا کہ سودان مین مہدی اوٹھ کھڑا ہوا -

اب چونکہ سلطان مصر کا مالک ہے مصری گورنمنٹ کے خلاف ہین جو بلوہ ہوا مہدیون نے کیا وہ گویا سلطان روم کے خلاف مین ہوا جیسے مسلمانون کا خلیفہ ہوکر انگریزون کے مجبور کرنے سے اپنی رعایا کو ایسی تباہی اور مظلومیت کی حالت مین ڈال رکھا ہے - انگریز اسبات کا اقبال (مصری گورنمنٹ کیطرف سے) کرتے ہین کہ سودان چھوڑ دیا گیا - مگر حقیقت مین اونھون نے سودان کو نہین چھوڑا بلکہ سودانیون نے اُن کو سودان سے نکالدیا ہے - باوجود اسکے طرفہ یہہ ہے کہ انگریز لوگ مہدی سے صلح کرنیکی کوشش نہین کرتے - یہہ حالت واقعی نازک ہے -

انگلستان بحر قلزم کی بندرگاہون کے مستحکم کرنے کا اسطرح بندوبست کررہا ہے کہ فرانس بندر ادبوک پر اٹلی - بندر بیلول سے مصوع اور راس قبصر تک اور انگلستان - راس قبصر سے سواکم اور سویز تک اپنا اپنا پورا استحکام کرلین جدہ پر کارروائی کرنے کی تجویز تو اول ہی ہو چکی تھی مگر سر جیمس فرگسن نے

یکم دسمبر کی تقریر مین اس تجویز پر اعتراض کیا اور اس ارادے سے باز رکھا۔ بحر قلزم کے مغربی
سمندرون مین جہان نہر سویز کی راہ سے جہاز جا سکتے ہین پادشاہان یورپ کے جنگی جہاز تیار
رہینگے تاکہ بروقت موقع سلطان کی قلمرو پر بردہ فروشی کے دفع کرنیکے حیلے سے حملہ آور ہون۔ ان
باتون کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ مہدوی اور صحراؤن سے دریائے نیل کیطرف سے اور سلاطین یورپ کے ہاتھون سے
ساحل کیطرف سے وسط سوڈان کی غریب قومین حیران اور پریشان رہینگی کیا خوب یہہ تھوڑا سا
قطعہ اراضی جو امواج تہذیب کے تلاطم سے ابتک بچا ہوا تھا اور ہمکو نظر آرہا تھا اب تہذیب کے موجون مین آ
بھی لوٹنے لگی اور یہہ کوئی دم مین ہماری آنکھون سے غائب ہوجائیگا۔
ہم خیال کرتے ہین کہ اگر ہم مصر اور سوڈان کو چھوڑ دین اور سلطان روم جو مسلمانون کے خلیفہ ہین انکو
اپنی رعایا کی پوری پوری نگرانی کرنے دین تو ممکن ہے کہ یہہ ابتری اور خونریزی کا زمانہ ٹلجائے
اگر انگریزی گورنمنٹ مصر کو صرف سلطان کے بھروسہ پر چھوڑ دیتی تو اون کو ایک نہایت عمدہ موقع
دنیا کی نظرون مین سفارتی کامیابی کا حاصل ہوتا۔ ہم بخوبی جانتے ہین کہ اس ملک مین ایسے بھی صاحب
رسوخ لوگ ہین جو یہہ سمجھتے ہین کہ اگر سلطان کو انکے چھینے ہوئے اختیارات سے بحال کرنے سے دنیا کو امن ملے
تو یہہ امن بڑا ہی قابل قدر ہوگا۔ جسوقت سلطان روم اور مہدی کی آپسمین صلاح ہوجائیگی تو یقیناً
اسوقت یہہ جنگ ملتوی ہوجائیگی مگر ہان اتنا تو ضرور ہوگا کہ افریقہ مین عیسائیون کی بادشاہت
باقی نرہیگی۔ ان صاحبون کے واسطے جو ہماری اس تجویز کو بدل پڑھینگے ہمنے اس امر کی بھی اجازت حاصل
کرلی ہے کہ ڈاکٹر لائٹنر کے اُس ارٹکل کو جسمین پانچ سال قبل سلطان روم خلیفہ مسلمانون کے اقتدار
اور اصل حالت مہدی کو تشریح سے بیان کیا گیا تھا پھر سے ناظرین کیواسطے شائع کردین فقط

(ڈاکٹر لیٹنر کا ارٹکل متعلقہ مہدی اور خلیفہ پرچہ آئندہ مین مطبوع ہوگا)

ضمیمہ س

اشتہار

دوارکاناتھ اینڈ کمپنی لاہور

یہہ ایک دیسی کمپنی عرض پرداز ہے کہ ہمارے پاس عمدہ عمدہ جیبی گھڑیان آئی ہین جنکی بابت صرف اتنا ہی کہنا کافی ہوگا کہ اگر عمدگی کے طرف خیال کیا جائے تو ان داموں نہایت ہی ارزان ہین اور ہم اقرار کرتے ہین کہ اگر ناپسند ہون بلا جیب مین ڈالنے کے ایک ہفتہ کے اندر واپس کر دین۔ محصولڈاک معاف۔

گارانٹی ۴ سال نکل کیس

(۱) اوپن فیس بلا چابی پن والی ۹

(۲) ″ ″ قسم اعلی ۱۰

(۳) ″ ″ ″ لیور ریکو ۱۲

(۴) ″ ″ ″ کلان لیور ریکو ۱۳

(۵) ہاف ہنٹنگ بلا چابی موصوف بصفت بالا ۱۶

(۶) اسکول کے لڑکوں کے واسطے بلا چابی گھڑی ۹

گارانٹی ۵ سال خالص چاندی

(۷) نقش دار لیور ڈبل کیس چابی دار ۱۸

(۸) ″ ہاف ہنٹنگ ۱۹

(۹) خالص چاندی ڈبل کیس آٹھ روز کی چابی والی [illegible]

(۱۰) ″ ″ ″ جسمین تاریخ اور دن بھی ہے ۲۵

(۱۱) ″ ″ جسمین تاریخ دن اور چاند بھی نکلتا ہے [illegible]

(۱۲) خالص چاندی اوپن فیس کہ جسکو کبھی چابی کی ضرورت نہیں [illegible]

سوائے انکے کلاک ٹائمپیس زیور نکل و خالص چاندی کے موجود ہین اور عمدہ اہتمام سے گھڑیان مرمت بھی کیجاتی ہین

المشتہر

دوارکاناتھ اینڈ کمپنی سوداگران ساعت و کلاک انارکلی لاہور

تدبیر نوجوانی یعنی

پیر کو کرتا ہے یہہ روغن جوان

یہہ روغن قوۃ باہ کیلئے حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہی جسسے پیران ہفتاد سالہ تک کو یکسان نفع ہوا ہے اسکے استعمال مین نہ کسی قسم کے پرہیز کی ضرورت ہی نہ آبلہ وغیرہ کا کچھہ خطر رگ و پٹھہ کو حیرت بخش استحکام بخشتا ہی اور ہر قسم کے امراض نامردی کو خواہ وہ کسی سبب سے عارض ہون بجز خلقی مادرزاد نامردی کے اپنی معجزنما تاثیر سے رفع دفع کرتا ہی اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فائدہ کامل ہوتا ہی ترکیب کا کاغذ ہمراہ تیل کے ملتا ہی قیمت فی شیشی پانچروپیہ محصول ۴ر اعدہ ہر ایک شیشی مین ایک تولہ روغن رہتا ہی

دوا عجیب یعنی کشتہ زمرد

زمرد کا کشتہ جو باجزائے مناسب تیار کیا گیا ہی چہار حصہ چاول کے برابر خوراک ہوتی ہی قیمت فی خوراک ایکروپیہ پانچ روز یا گیارہ روز کی خوراک مین الفضلہ فائدہ کلی ہوتا ہی **خواص آن** برا قوۃ باہ اور تمام امراض متعلقہ اوسکے خواہ وہ کسی قسم کے ہون اور سوزاک کہنہ ہو خواہ جدید۔ مانع جریان مقوی دماغ واعضائے رئیسہ دار ارواح وضیق النفس وسرفہ کہنہ خواہ جدید خشک ہو یا تر اور لاغری بدن اور دفع حرارت ہیضہ مین تو حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہی یعنے کیسی ہی مریض کی حالت ردی ہوکر خراب ہوگئی ہو بفضلہ صحت ہوگی ۔ (**اکسیر حیات**) یعنی عرق نجاہ امراض ضعف بصر دماغ وصفائی خون وانواع درد واقسام تپ جریا چوتھیا تپ دق استسقا طحال۔ آتشک سوزاک۔ جریان سفید داغ۔ ناسورہ۔ بواسیر خونی وبادی اور شراب خواری اور چانڈو نوشی سے جو خشکی لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتے ہین سبکو بغیر پرہیز رفع کرتا ہے ایک بوتل یکماہ کو کافی ہوگی قیمت فی بوتل پانچروپیہ محصول ایکروپیہ عہ ۔ (**عجیب چیز**) تحلیل بواسیر خونی وبادی وتحلیل درد دبسہ کیلئے عجیب چیز ہے پہلی ہی سوزیا ایک دوبار کے استعمال سے درد وجریان خون دفع ہوتا ہی اور تین ہفتہ مین بفضلہ مدد دسبہ بالکل دفع ہوجاتے ہین اور

پھر کبھی عود نہین کرتے وزن عرق ۶ ماشہ قیمت پانچ روپیہ محصول ۴ جہان نما اس عرق کے لگانے سے آنکھون کی روشنی تیز ہوتی ہی پھولی دھند درد و سرخی چشم جملہ بیماریونکو دفع کرتا ہی قیمت پانچ روپیہ محصول ۴ وزن عرق ۶ ماشہ —

خضاب نایاب

بے مثل رنگ ڈھنگ سے نادر خضاب ہے
گویا کہ آمد آمد فصل شباب ہے

جیسے کہ عوام مین خضاب سے دقتین واقع ہوتی ہین ہر شخص پر ظاہر ہین یعنی چوتھی آٹھوین روز مہندی لگا کر باندہنا اور بعد دو تین گھنٹہ کے پھر وسمہ لگا کر باندہنا انہین قریب ۶ گھنٹہ کے وقت ضایع ہوتا ہے اور بالون کے سیاہ ہونیکے سوا اور کوئی فائدہ نہین اور نقصان بہت۔ ظاہر ہو کہ مہندی اور وسمہ کا پانی جب دماغ مین جذب ہوگا تو اس سے سوا نقصان اور کوئی فائدہ نہین جیسا کہ ایام سرما مین مثل سردی وغیرہ کے جسقدر کہئی بجا ہی انہین نقصون کے سبب سے یہہ خضاب نایاب تیار کیا گیا جسقدر تعریف کیجائے بجا ہی ناظرین سی امید ہی کہ قیمت بھیجکر طلب کرین۔ اسمین کوئی مبالغہ نہین۔ تھوڑی تعریف اسکے اجزا کی ظاہر کرتا ہون دافع بالخورہ خارشت سر ضعف دماغ علاوہ برین خوشبو مین بینظیر مثل کیوڑہ باعث درازی مو مفرح دماغ ہی بالون مین سختی نہین آنے دیتا بلکہ ملایم رکھتا ہی سیاہی مین بالونکو مقابل اصلی بالونکی کرتا ہی دوسرے روز بطور روغن چنبیلی لگانا ہوتا ہی کسی چیز سی باندہنی کی ضرورت نہین۔ دوسرے تیسرے روز لگائی تو بال مثل اصلی بالونکی سیاہ ہونگی کوئی تمیز نہ کر سکیگا کہ یہہ خضاب ہے۔ ایک بوتل مین ۳۰ روپیہ بھر یعنے ڈیڑھ پاؤ ہوتا ہی قیمت فی بوتل عہ علاوہ محصول نصف شیشی عہ چہارم شیشی عہ۔ اس سے کم [illegible] ہے۔ میرے شفاخانہ مین علاوہ اسکے ہر قسم کا علاج ہوتا ہے۔

اطلاع ضروری۔ واضح ہو کہ بہت سے سندی خطوط یعنی سرٹیفکٹ جو صاحبان یورپین بہادر نے میرے عمدہ علاج کے ثبوت مین عطا فرمائی ہین اور نیز ہندوستانی خطوط صحت قریب ہزار بارہ سو کے موجود ہین جو شاید اور کارخانون مین نہ ہونگی چاہیئے کہ طلب فرما کر ملاحظہ ہون میری ادویہ سے ہزارون نے صحت پائی ہی اور بغیر سفارش بہت ملکون کے سرٹیفکٹ موجود ہین آدہ آنہ ٹکٹ بھیجکر

طلب کریں کیونکہ بعض حکیموں نے اپنی شہر کے رئیسوں سے خوشامد کرکے سرٹیفکٹ بنالئے ہیں پس میری سرٹیفکیٹ
اور ان حکیموں کے سرٹیفکٹوں میں بڑا فرق ہے لازم ہے کہ پہلے سرٹیفکٹ منگاکر ملاحظہ فرمائیں تاکہ دہوکا
نہو۔ ایک طویل فہرست بہت سے ادویہ کی جو اخبار میں گنجایش طبع نہیں رکھتی اور جس سے لطف
زندگی تا دم مرگ انسان قایم رہتا ہے قابل ملاحظہ ہے جو صاحب چاہیں کارخانہ سے طلب کریں
مفصل کیفیت ادویہ کی فہرست سے ظاہر ہوگی۔ المشتہر

حکیم ابوالحسن شفاخانہ حکیم صفدر حسین صاحب شہر بنارس محلہ دالمنڈی

مجرب آزمودہ شرطیہ دوائیں

امراض ذیل کی ادویہ شفاخانہ زبدۃ الحکما ڈاکٹر غلام نبی اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور میں
جو ۱۸۸۲ء سے جاری ہے ملتی ہیں مفصل فہرست و سارٹیفکٹ ٹکٹ آدہ آنہ سے ملسکتی ہیں۔

(طلا) مدر استعمال بچپن کے نقص رگوں کی رطوبت و بگاڑ دور کرتا ہے فی تولہ للعہ
(سرپ) دافع نامردی رقت منی جریان سرعت انزال احتلام دائمی قبض ضعف اعضای رئیسہ
معدہ تاریکی چشم درد سر وغیرہ جو کثرت مسکرات واقسام فواحش سے کمی اشتہا ضعف جگر وسستی
لاحق ہو دور کرتا ہے۔ فی بوتل للعہ۔ **(سوزاک و قرحہ)** نیا ہو یا پرانا علی العموم ۴۸
گہنٹہ میں اپنا اثر سٹرن ریم وغیرہ کو زائل کرتا ہے۔ فی تولہ صہ **ہیر ائیل** خوشبودار بالوں کو
سیاہ رکہتا ہے نزلہ زکام ریزش درد سر ضعف دماغ و بصر کو مٹاتا ہے فی شیشی سے۔
(حب آتشک) بلا منہ آئی دوست دور کرتا ہے پہر پہوٹتا نہیں دو ہفتہ للعہ **(کحل الجواہر)**
سرمہ مقوی بصر حافظ بینائی دافع نزول دہند جالا خارش پانی جانا ۸ ماشہ سے
(عجیب الاثر سنون) دانت کاہلنا کیڑا لگنا بدبو سیل خون جانا مسوڑونکی خرابیاں ہر تولہ عہ
(حب بواسیر) بادی خونی مسوروں کی ٹیسین قبض کو مفید دو ہفتہ عہ۔
(حب ذیابیطس) بار بار آنا پیشاب کا و پیاس و کمزوری ولاغری کو دافع ہے۔ فی تولہ عسہ
(حب قایم مقام) افیون و چانڈو بلا ضرر وحرج نشہ چہوٹ جاتا ہے۔ فی تولہ صہ

(**عرق ماء اللحم انگوری**) مفرح۔ مولد خون۔ مصفی۔ مقوی دماغ۔ ضعف جگر و دل و دماغ و معدہ۔ درد سر۔ تپ کہنہ و دق۔ وجع مفاصل۔ لاغری۔ ضیق النفس۔ سرفہ کہنہ۔ بقا عدگی ایام حیض۔ لقوہ فالج۔ رعشہ۔ فی بوتل عدا ۳ بوتل سے کم (**روغن اعجاز**) ناسور۔ بھگندر۔ تالو کا سوراخ خنازیر۔ بدکیڑی۔ زخمون کے کالی کھانسی۔ قی ایام حمل۔ خسرہ۔ چیچک کو جلد دفع کرتا ہی۔ ۲ تولہ عدا

رسالہ دافع آتشک و سوزاک۔ ۱۰/عہ رسالہ ہیضہ ۱۰/ رسالہ بواسیر ۹/ مضرات مسکرات ۹/ رسالہ حافظ صحت سالانہ عدا ۱۲/

ASHU'S POWDER

سفوف آشش

اسکے استعمال سے شراب خواری کی عادت اور اُس سے جو بیماریان لاحق ہوتی ہین اُس کو بالکل دفع کر دیتا ہی۔ سوئے ہضمی اور قصور ہاضمہ کو بھی بہت مفید ہے۔ قیمت فی شیشہ ۱ روپیہ درخواست بنام۔ ای۔ ٹی۔ مکرجی مقام بارناگور کلکتہ آنا چاہیے۔

The Great Oriental Medicamentum

بڑی مجرب و آزمودہ مشرقی دوا

ڈاکٹر جی۔ بی۔ شاہ کا سمارٹین ڈپلس

اس دوا کے استعمال سے اعضائین قوت پیدا ہوتی ہے اور حسب ذیل بیماریون کو مفید ہے

امراض شکم۔ مثانہ۔ گردہ۔ پھیپھڑا اور دل کو۔

اور بہت لوگون نے اسکو کھایا اور تعریف کیا ہے اور بہت ساری سرٹیفکٹ موجود ہین۔

در حسب ذیل امراض کیلئے بہت مفید اور مجرب ہے۔

ضمیمہ حسن

دمّہ۔ کھانسی۔ استسقا۔ کرم شکم۔ سنگ مثانہ۔ تپ کہنہ۔ مرض دل۔ اختلاج القلب۔ جگر۔ عصبی۔ درد سر۔ ناسورات اندرونی۔ سوزاک کہنہ۔ آتشک سوزش کہنہ مثانہ۔ زکام وغیرہ اور اسکے جسم پر لگانے سے سوزش زخم دانت۔ فالج برص وجع مفاصل۔ نقرس قرحہ آتشک امراض ہر قسم جسم کو فائدہ بخشتا ہے۔ اور ترکیب استعمال کی ہمراہ دوا ملتی ہے۔

یہہ مختلف قسم کی قیمت پر بکتا ہے۔ عہ۔ عہ/ ۔ ۸/ ۔ ۴/ ۔ اور ایکمشت دس شیشیوں کی قیمت دس روپیہ عہ۵ ۔ محصول ڈاک ۸/

المشتہر

ای۔ ٹی۔ مکرجی۔ بارناگور کلکتہ

التماس

جن حضرات سے ازراہ عنایت و قدردانی زرچندہ حسن سے اعانت فرمائی ہے اُن کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

جن عنایت گستروں نے ہنوز شکر گذار نہیں فرمایا امید ہے کہ ایام گذشتہ و سال حال کے زرچندہ سے مرہون منت فرمائینگے۔

رسالہ ہذا کو زیادہ محبوب و قابل قدر بنانیکیلئے اندرون ریاست و بیرونجات کے اعلی انشاپرداز اور مشہور ذی فہم حضرات سے اعانت کا وعدہ فرمایا ہے جنکے کلام سے ہمکو عزت رسالہ کو سرخروئی اور ناظرین کو مسرت ہوگی۔

ناظرین پر تمکین اپنے تبادلہ مقامات سے دفتر کو سرفراز فرماتے رہیں۔ بسا اوقات عدم وقعیت رسالہ دیر میں پہونچتا ہے یا واپس آتا ہے اور رہم ناکردہ گناہ مورد شکایت دوستانہ ہوتے ہیں۔

مینیجر رسالہ حسن

اشتہار باغستان

ہمارے باغ مین ایشیا اور یورپ کے مشہور مشہور اور دور دراز مقامات سے آئے ہوئے مختلف قسم کے میوون کے پودے موجود ہین جسکی نظیر شاید تمام ہندوستان مین بہت کم ہوگی - یہان پر چند پودھون کے نام معہ تعداد اقسام لکھے جاتے ہین - جو صاحب شوق خواہش کرین طلب فرمالیوین

نام	تعداد		قیمت	نام	تعداد		قیمت
(۱) قلمی (پیوندی) آم	۶۴	اقسام فی	۸ر	(۲) سیب	۲۳	اقسام فی	عصہ
(۳) شفتالو	۱۲	" "	۸ر	(۴) آلو بخارا	۹	" "	۸ر
(۵) انار	۵	" "	۴ر	(۶) شہتوت	۲	" "	۴ر
(۷) بیر	۶	" "	عصہ	(۸) زرد آلو	۵	" "	عصہ
(۹) جام (امرود)	۷	" "	۴ر	(۱۰) سنگترا	۱۲	" "	عصہ
(۱۱) چکوترا	۵	" "	عصہ	(۱۲) انجیر	۵	" "	۴ر
(۱۳) انگور	۵۲	" "	۸ر	(۱۴) واسبی (بیبن میٹھ)	۲	" "	عصہ
(۱۵) لکاٹ	۵	" "	عصہ				

جو درخت فی الحال تیار نہون تاریخ درخواست سے ایک مہینے کی مہلت مین بھیجدئے جاینگے -

المشتہر

محمد عبدالصمد خان مینیجر رسالہ حسن

رسید زر چندہ رسالہ حسن

نام	رقم
(۱) عالیجناب نواب سر سالار جنگ مختار الملک عماد السلطنت بہادر کے سی آئی ای۔ دام اقبالہ	عہ
(۲) عالیجناب شجاع الدولہ منیر الملک بہادر معین المہام سرکار عالی علاقہ مال دام اقبالہ	عہ
(۳) عالیجناب نواب آصف نواز جنگ بہادر معتمد صرفخاص	عہ
(۴) عالیجناب نواب عماد جنگ بہادر معتمد عدالت کوتوالی	عہ
(۵) عالیجناب نواب مقتدر جنگ بہادر صوبہ دار صاحب صوبہ غربی	عہ
(۶) عالیجناب مولوی سید احمد حسین صاحب اول تعلقدار لنگسگور	عہ
(۷) عالیجناب خان بہادر محمد سلام اللہ خان صاحب جاگیردار آنریری مجسٹریٹ دیول گھاٹ صوبہ برار	عہ
(۸) عالیجناب مولوی سید علی صاحب بلگرامی بی اے منصرم ہوم سکرٹری سرکار عالی	عہ
(۹) عالیجناب نواب مقرب جنگ بہادر صدر محاسب سرکار عالی	عہ
(۱۰) عالیجناب مولوی غلام علی صاحب قریشی صدر مددگار مال صوبہ شمالی	عہ
(۱۱) عالیجناب نواب رفعت یار جنگ بہادر کمشنر انعام	صہ
(۱۲) عالیجناب نواب نظام یار جنگ حسام الملک خانخانان بہادر معین المہام متفرقات	صہ
(۱۳) عالیجناب نواب بہرام الدولہ بہادر	صہ
(۱۴) عالیجناب مولوی سید حسن الدین صاحب سیوم تعلقدار نانڈیر	صہ
(۱۵) عالیجناب ڈاکٹر محمد حفیظ الدین صاحب مددگار کروڑگیری	صہ
(۱۶) عالیجناب جی راؤ جیو صاحب	صہ
(۱۷) عالیجناب سید اسد اللہ صاحب اول تعلقدار میدک	صہ
(۱۸) عالیجناب مولوی احمد عبد العزیز صاحب مددگار محاسب صاحب سرکار عالی	صہ
(۱۹) عالیجناب میرزا کاظم علی صاحب	صہ
(۲۰) عالیجناب محمد رستم علیخان صاحب مددگار ناظم کوتوالی اضلاع	صہ
(۲۱) عالیجناب میرزا فیاض علی صاحب	صہ
(۲۲) عالیجناب مولوی میر امیر علی صاحب اول تعلقدار اندور	صہ
(۲۳) عالیجناب یار اللہ یار شاہ صاحب اول تعلقدار گلبرگہ	صہ

(۲۴) عالیجناب مولوی سید شجاعت علی صاحب
صدر مددگار مال صوبہ جنوبی — ۵ر

(۲۵) عالیجناب مولوی سید علی حسن صاحب
منصرم معتمد مالگزاری — ۵ر

(۲۶) عالیجناب بہرام جی مانک جی اول تعلقدار (ناندیر) — ۵ر

(۲۷) عالیجناب ڈاکٹر محمد عباس صاحب
جی۔ ایچ۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن
دواخانہ افضل گنج — ۵ر

(۲۸) عالیجناب مولوی غضنفر علی صاحب — ۵ر

(۲۹) عالیجناب مولوی محمد ابراہیم خان صاحب
وکیل درجہ اول — ۵ر

(۳۰) عالیجناب مولوی حکیم سید علی صاحب
سررشتہ دار محکمہ رجسٹرار — للعہ

(۳۱) عالیجناب کی رام چندر راؤ جیو صاحب — للعہ

(۳۲) عالیجناب مولوی بشیر الدین احمد صاحب
مددگار فوج بیقاعدہ — سےر

(۳۳) عالیجناب میر کاظم علی صاحب
مددگار صفائی بلدہ — سےر

(۳۴) عالیجناب میرزا مہدی خان صاحب
جیالوجسٹ — سےر

جلد دوم

حسن

نمبر ۳

مارچ ۱۸۹۰ء عیسوی

مضامین

صفحہ

حیدرآباد دکن

مطبع حسن مین چھپا

حسن

آئین قیصری

حیدرآباد دکن مین جناب نواب عماد نواز جنگ بہادر حسن بن عبداللہ نے ایک رسالہ حسن ماہوار جاری کیا ہی۔ اسکے واسطے مجھ خاکسار سے بھی مضمون نگاری کی فرمائش کی اسلئے مین اس سوچ بچار مین تھا کہ کونسے مضامین لکھنے اس رسالہ کے واسطے موزون و مناسب ہونگے۔ سو میرے خیال مین آیا کہ آجکل کے زمانہ مین برٹش گورنمنٹ کے افعال و اعمال معرض بحث مین آرہی ہین۔ اور انپر تحریرون کے طومار کے طومار بندھ رہے ہین بہتر ہوگا کہ مین ویسے مضامین لکھون کہ جنسے میرے ہموطنون کے ذہن نشین ہوجائے کہ اس دانشمند فراخ حوصلہ آزاد منش برگزیدہ کردار سلطنت کی بدولت سیکڑون منفعتین۔ برکتین نعمتین ہم کو ایسی حاصل ہوئی ہین کہ دل سے انکی سپاس گزاری ہمپر لازم ہے۔ جو طعن و طنز اسپر ہوتی ہین وہ محض تہمتین و بہتان ہین۔ فورین گورنمنٹ (یعنے غیر قوم کی سلطنت) اس سے بہتر کبھی دنیا مین نہین ہوئی جیسی کہ اس زمانہ مین ہمپر ہی۔ دنیا کی تاریخ مین اسکی نظیر مشکل سے نظر آئیگی۔ یہہ سب مضامین ملکر ایک مبسوط کتاب ہوگی۔ ہر یک باب اس کا ماہوار رسالہ حسن مین شایع ہوگا جس مین گورنمنٹ ہند کے ایک صیغہ کا بیان مختصر ہوگا۔ اس کتاب کا نام آئین قیصری ہوگا۔

کوئی اس نام آئین قیصری سے یہہ نہ سمجھے کہ مین نے آئین اکبری کا منہہ چڑایا ہے اور اس کا ہم قافیہ بنایا ہے بھلا کہان مین کہان ابو الفضل جو اپنے

وقت میں پرنس بسمارک اور وزیر گلیڈسٹون کا سا عالی دماغ تھا جیسا ابو الفضل کی علم و فضل کے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہیں رکھتا ایسی ہی سلطنت قیصری کے آگے سلطنت اکبری کی کچھ حقیقت نہیں۔ اکبر صرف ہندوستان کا شہنشاہ تھا قیصر ہند دنیا کے ساتویں حصہ پر فرمانروا ہیں جس میں تیس کروڑ آدمی رہتے ہیں۔ ہاں یہہ سچ ہے کچھ میں اپنی کسر نفسی سے نہیں کہتا کہ مجھہ میں ایسی کتاب لکھنے کی لیاقت و قابلیت نہیں ہے مگر میں نے تو اپنا حال اس مفلس کا سا بنا رکھا ہے کہ جس کے پاس دو چار سو گز زمین ہو۔ اس میں وہ اپنا کچا پکا مکان دو کوٹھری ایک دالان کا بنائے آگے سائبان ڈالے۔ تنگ صحن میں ایک چھوٹی کیاری لگائے پھر اس کے دماغ میں یہہ ہوس سمائے کہ جس باغ میں جو پھول خوشبودار خوشنما نظر آئے۔ اس کو اپنی کیاری میں لگا تا چلا جائے۔ اسکے سرسبز و شاداب کرنے میں اپنی ساری کمائی اور اوقات بسر کرے۔ اور کچھ یہہ فکر نہ کرے کہ یہہ مختلف طرح کے پھول کیسی ایک تھگلی برابر زمین میں نشو و نما پا سکتے ہیں۔ بہت سے سوکھ کر کمھلا جائینگے بدنما معلوم ہونگے۔ فقط اس دھن میں اپنی مست ہو کہ اگر ایک پھول ہی کھل جائیگا تو میرا دل باغ باغ ہو جائیگا۔ پس میں نے بھی مختلف علموں میں بائیس تئیس ہزار صفحے لکھ ڈالے اور چھاپے کے پتھروں کے سفید منہہ کالے کر دئے اور اب بھی لکھے جاتا ہوں۔ قلم کے بوستان و ہنر کے گلستان میں جو پھول مجھہ کو خوش نظر آتا ہے۔ اسکو اپنی زبان کے خیابان میں لگا دیتا ہوں۔ کچھہ نہیں سوچتا کہ اس کی باغبانی اور آبیاری کی قابلیت

مجھہ مین ہے یا نہین - اپنے اس خیال کا دیوانہ ہون کہ اگر ان مین سے ایک
پھول ہی اپنی بہار دکھلائیگا تو میری ساری ریاضت کا پھل ملجائیگا -
اصل وجہہ اس نام رکھنے کی یہہ ہے کہ مین جنوری ۱۸۹۰ء مین پٹیالہ
گیا تھا - وہان کے ایک مشہور خاندان خلفا کا دو روز مہمان رہا - خدا تعالے نے
اس خاندان کو علم و عقل و حسن سیرت و صورت و دولت سب عطا فرمائی ہر
جب ان سے مین نے اس کتاب کے مضامین کا ذکر کیا تو جناب مشیر الدولہ
خلیفہ سید محمد حسین خانصاحب بہادر نے فرمایا کہ اس کتاب کا نام آئین قیصری
رکھین کہ حسن سے کتاب اسم بامسمی ہوجائے مجھے یہہ ارشاد اُن کا پسند آیا - اور
آئین قیصری نام رکھا -

باب اول

(آئین گورنمنٹ قیصری)

ہندوستان کا فرمانروا انگلستان ہے جہان کی برابر تدابیر ملکی کا ایجاد دنیا مین
کہین نہین ہوا خوش انتظامی کا قانون جہان مین اُسنے جاری کیا ہے - ہمارے
ملک کی گورنمنٹ ایک فرع انگلستان کی اصل گورنمنٹ کی ہے - اصل کا بیان فرع
مقدم ہونا چاہئے - اسلئے ہم انگلستان کی گورنمنٹ کا حال پہلے بالاجمال بیان
کرکے پھر اپنے ملکی گورنمنٹ کا ذکر کرینگے -
گورنمنٹ ایک انگریزی لفظ ہے جو ہماری زبان مین مروج ہوگیا ہے اسکی
جگہہ یہہ الفاظ ہم بولا کرتے ہین - سرکار - حکومت - عہد - عملداری - سلطنت کبھی

کسی صوبہ اعظم کے حاکم اعلی پر ہی اطلاق کرتے ہین سلطنت اور گورنمنٹ کے معنی قریب قریب ہین دونون کے لغوی معنی غلبہ کے ہین اور اصطلاحی معنی اس قوت عظمی کے ہین کہ گروہا گروہ آدمیون کو تابع بناتی ہے۔ مگر اس کے ساتھ وہ روشین وطرزین و وسیلے وطریقے بھی شامل ہین جسکے موافق وہ اپنا عمل کرتی ہے۔ غرض گورنمنٹ قوت عظمی اور اس کے اشتغال کے قاعدون کا نام ہے۔ وہ ایک قوت غالبہ اور قدرت قابقہ ہوتی ہے کہ گروہا گروہ آدمیون مین سے ہر فرد کی اور ہر گروہ کی مرضی کو اپنی مرضی کا تابع بناتی ہے۔ وہ خودمختار بلاقید ہوتی ہے۔ انسانیت۔ مذہب۔ دانائی اس کی کارفرمائی کیلئے ایسی ہی رکاوٹ ہوتے ہین جیسے ایک فرد بشر کیلئے۔ ٹھیک ٹھیک گورنمنٹ کا اطلاق اسی قوت غالبہ پر ہوتا ہے جسکو کوئی رسم وقاعدہ خواہ وہ پہلے سے ہو یا انہین کا خود بنایا ہوا ہو اسکی چال کو روک نہ سکے اور کوئی شخص اس سے یہہ جواب نہ طلب کر سکے کہ تو نے یہہ کام کیون کیا ہے۔ جو گورنمنٹ قایم ہوتی ہے اسکے لئے ضرور ہے کہ یا تو لوگون نے اپنے لئے آپ اس کو رضامندی سے بخوشی خاطر قبول کیا ہو یا انکو اس کے قبول کرنے مین ایسی نارضامندی نہو کہ وہ اس کی بیخ کنی وبربادی کے واسطے مقابلے پر آمادہ ہون۔ پہلی صورت انگلستان کی دوسری صورت ہندوستان کی ہے۔ پہلی صورت رعایا کی مرضی سے اور دوسری صورت فتح اور اس کے سپاہ کی مرضی سے پیدا ہوتی ہے۔ گورنمنٹ کیلئے یہہ بھی ضرور ہے کہ جن لوگون کے لئے وہ بنی ہو وہ اس سے راضی ہی ہونا

اور اس کے ساتھ اس مین یہہ قابلیت و استعداد بھی ہو کہ اس کو مستحکم اور برقرار رکھہ سکین اور وہ گورنمنٹ کے مقاصد کے پورا کرنے کی قابلیت بھی رکھتے ہون اور بخوشی خاطر ان کے سرانجام دینے کو آمادہ ہون۔ جبتک یہہ اوپر کی تین باتین موجود نہین ہوتین کوئی گورنمنٹ استحکام نہین پا سکتی اور نہ وہ برقرار رہ سکتی ہے۔ خلاصہ یہہ ہے کہ گورنمنٹ وہ قوت عظمی ہی کہ جو سوا اپنی مرضی کے رعایا کو کسی اور کی مرضی کا تابع نہین ہونے دیتی اور کوئی کام اپنی مرضی کے خلاف رعایا کو کرنے نہین دیتی اس کو یہہ استحقاق بھی حاصل ہے کہ وہ رعایا کے باہمی تعلقات کی تحقیقات کرے۔ جیسے کوئی اس کے احکام کا مقابلہ نہین کر سکتا۔ ایسا ہی کوئی اس تحقیقات مین اس کا ہاتھہ نہین روک سکتا۔

گورنمنٹ پر یہہ خدمات رعایا فرض ہین تنظیم وتنسیق و توضیع قوانین اور پہر ان قوانین کی پابندی کے ساتھہ حفظ حقوق رعایا جس سے جان و مال وعزت وابرو رعایا کی سلامت رہے و اصلاح معاشرت کی ترقی ہو۔ انہین خدمات کا نام انگریزی مین اکزیکیوٹیو۔ لیجس لیٹیو۔ جوڈیشل ہے۔ لیجس لیٹیو توضیع قانون سے یعنے کسی خاص باب مین گورنمنٹ اپنی مرضی شاہانہ کا اظہار کرتی ہے۔ جس مین وہ شخصی اغراض سے قطع نظر کرتی ہے اور یہہ نہین خیال کرتی کہ آئندہ کیا اثر ہوگا۔ جوڈیشل خدمت یہہ ہے کہ عام قوانین جو اقسام مقدمات کیلئے وضع کئے گئے ہین ان کے موافق جو رعایا مین مخاصمت پیدا ہو اسے فیصلہ کر دے اکزیکیٹو خدمت تنظیم وتنسیق ہے جو اوپر کی دونون خدمتون کی تعمیل تکمیل

سے کے ساتھ کرے

اب گورمنٹ کہو یا سلطنت وہ زمانہ قدیم سے تین قسم کی چلی آتی ہین۔ شخصی۔ نوعی جمہوری۔ شخص کے لغوی معنی وجود بدن کے ہین خواہ انسان کا ہو یا کسی اور کا شخصی سلطنت کے اصطلاحی معنی یہہ ہین کہ افراد انسانی مین سے ایک فرد اپنی ابنا جنس پر بلا قید حکمرانی کرے۔ نوع کے لغوی معنی ہرگونہ چیز اور اخص من الجنس کے ہین حکومت نوعی کے اصطلاحی معنی یہہ ہین کہ ایک جماعت سادات قوم مین سے عقلا امرا اتقیا کی حکمرانی کرے اور کوئی بادشاہ نہ ہو۔ جمہور کے معنی لغت مین تودہ خاک کے ہین اور سلطنت جمہوری کے اصطلاحی معنی یہہ ہین کہ رعایا خود اپنی آپ حکمران ہو اور خود اپنے لئے انتظام ملکی اور وضع قوانین کرے۔ زمانہ کی تاریخ کو دیکھو تو معلوم ہوتا ہے کہ ان مین ایک دورا و تسلسل چلا آتا ہے ایک بگڑتی ہے دوسری اسکی جگہہ پکڑتی ہے۔ ایک جاتی ہے دوسری آتی ہے۔ جمہوری سلطنت بگڑی نوعی یا شخصی سلطنت قایم ہوئی۔ شخصی سلطنت بگڑی طوایف الملوکی یا سلطنت نوعی قایم ہوئی۔ بعض اوقات کسی قسم کی بہی سلطنت نہین رہتی۔ یہہ تینون صورتین ایسی ہین کہ دیرپا کم اور زود زوال ہین۔ سلطنت شخصی کا میلان ہمیشہ جور و ستم ہوتا ہے۔ نا ممکن سا ہی کہ متواتر بعد یکدیگر ایسے سلاطین عادل ہوئے کہ ظلم و ستم کے مٹانے مین۔ استعداد رعایا کے بروئے کار لانے مین امن عافیت کے قایم کرنے مین عفت عدالت کے برپا رکھنے مین لطف و وفا کے اختیار کرنے مین رعایا کے ساتھ اخلاص بڑہانے مین ساعی ہون۔ ایسے

چند ہی گنتی کے پادشاہ ہوئے ہین نہین تو اکثر ایسے ہوئے ہین کہ خویشتن پروری او رتن آسانی
پرستاری مردم مین مصروف ہوئی ہین۔ جس سے رعایا مین خوف۔ بی آرامی۔
ستمگاری۔ بیوفائی پیدا ہوتی ہے جس سے سلطنت کو زوال آجاتا ہے غرض
سلطنت شخصی کی کم عمر ہوتی ہے جب تک پادشاہ کو انسانیت۔ مذہب۔ رسم
رواج کی پابندی روکے رکھتی ہے اور عاقل وزیرون اور نیک صلاح مشیرون
کے صوابدید سے وہ کام کئے جاتا ہے سلطنت کا کام چلا جاتا ہے۔ جہان وہ شتر بیمہار
بنا اس کا ملک دوسرے کے ہاتھ مین گیا۔ ایشیا مین اکثر اس قسم کی سلطنت رہی ہے
اور اب بھی بعض ملکون مین ہے۔ ہندوستان مین پادشاہ کو ہندو اوتار اور اکثر
سلمان مانتے ہین مسلمان اسکو ظل اللہ کہتے ہین۔ رعایا اپنی صلاح اور فلاح اسکی
مرضی پر موقوف رکھتی ہے۔ اسکے احکام کی بجا آوری کو اپنی سعادت جانتی ہے
اسکے زبان ہلانے پر ہزارون جان دینے کو موجود ہوتے ہین۔ دنیا مین یہان
کی رعایا کے برابر اپنے پادشاہ کی اطاعت کرنیوالی نہین اور بہت صبر سے اپنے
فرمانرواؤن کے جور وستم کو سہتی ہے۔

حکومت نوعی کبھی اس ملک مین نہین ہوئی۔ مگر طوائف الملوکی بہت دفعہ ہوچکی ہے
ہان یہہ بھی ہوا ہے کہ ایک جماعت کو پادشاہ کے غفلت سے اور عیش وعشرت
مین ڈوب جانے سے بالکل اختیار سلطنت ہاتھہ مین آگئے ہین پادشاہ برائے نام رہگیا ہے
حکومت نوعی مین ہمیشہ فساد کا اندیشہ رہتا ہے۔ جو گروہ حکمران ہوتا ہے
وہ بھی پادشاہون کی طرح جور وستم کرنے لگتا ہے۔

حکومت جمہوری مین عوام الناس جو اکثر وحشی اور جاہل ہوتے ہین وہ ان خواص پر حکمران ہوجاتے ہین جنکو خدا نے عقل و دانش سے بہرہ مند کیا ہے - غرض یہہ سلطنت کی سب صورتین الگ الگ ایسی ہین کہ جن مین خرابیان بہ نسبت خوبیون کے زیادہ ہین اسلئے ہمیشہ ایسی سلطنتین معرض زوال مین رہتی ہین - مگر ہماری یہہ خوش اقبالی ہے کہ ہم جس سلطنت کے سایہ حمایت اور کنف عاطفت مین رہتے ہین وہ ملخص اوپر کی تینون قسم کی سلطنتون کا ہی اور اس مین سب شامل ہین شخصی سلطنت کا اطلاق تو اسپر اس سبب سے ہوتا ہے کہ فی الحال جہان دار قیصر ہند فرمان روا ہین - پادشاہ اور پادشاہی کے باب مین یہہ قوانین انگلستان ہین -

(۱) سلطنت موروثی ہوتی ہے - وارثون مین جو زیادہ اقرب اور بڑا ہوتا ہے اسکو ملتی ہے - مرد کو عورت پر ترجیح ہوتی ہے - اگر کسی بادشاہ کی بیٹی بڑی اور بیٹا چھوٹا ہو تو بیٹے کو سلطنت ملیگی -

(۲) پادشاہی کیلئے ضرور ہے کہ پادشاہ کا مذہب پروٹسٹنٹ ہو اگر وہ شادی کسی کیتھولک مذہب سے کریگا تو سلطنت سے معزول ہوجائیگا -

(۳) پادشاہ کا جسم مقدس سمجھا جاتا ہے - اس کی نہایت تعظیم ہوتی ہے -

(۴) کوئی قانون پارلیمنٹ کا اسپر موثر نہین ہوتا مگر اس صورت مین کہ کسی ایکٹ مین اوسکی تشریح ہو -

(۵) یہہ بھی ایک قانونی مسئلہ ہے کہ پادشاہ کی ذات سے کوئی غیر واجب امر صادر نہین ہوسکتا وہ اپنے کسی فعل کے ارتکاب کا ذمہ دار نہین اور نہ کسی

سہو وخطا کا اس سے مواخذہ ہو سکتا ہے۔

(۶) عفو جرایم کا اختیار سوا ر بادشاہ کے کسی اور کو نہین ہوتا۔

(۷) آشتی وجنگ بادشاہ کی ذات سے متعلق ہین۔ دول خارجہ مین سفیرون ایلچیون کے بھیجنے اور انکے ایلچیون اور سفیرون کو اپنے دربار مین رکھنے کا اختیار رکھتا ہے

(۸) گلیدھیا اور بحری اور بری فوج کا افسر اعلی ہوتا ہے۔

(۹) حسن خدمات کے صلہ مین عطاء مناصب وخطاب کا اختیار بادشاہ ہی کو ہوتا ہے اور کسی غیر ملک کے بادشاہ سے بغیر اسکی اجازت کے اسکی رعایا مین سے کوئی خطاب نہین لے سکتا۔

(۱۰) کوئی سکہ بغیر حکم بادشاہ کے نہین دہل سکتا۔

(۱۱) پارلیمنٹ کا طلب اور برخواست کرنا اور اس کے اجلاس کو ملتوی کرنے کا اقتدار کامل بادشاہ کو ہوتا ہے۔

(۱۲) کوئی قانون اس کے دستخط بغیر نافذ نہین ہوسکتا اور اسکو اختیار رہے کہ کسی قانون پر دستخط نہ کرے یا نامنظور کردے مگر ایسا بہت کم ہوتا ہے بلکہ نہین ہوتا۔

(۱۳) قوانین برطانیہ کے موافق بادشاہ پر واجب ہے کہ اپنے وزرا کے توسط سے حکمرانی کرے اور یہہ امر مسلمات سے ہے کہ انتظام ملک مین بادشاہ سے کوئی فعل بغیر مشورہ وزرا کے صادر نہین ہوسکتا۔ بادشاہ کے افعال کا ذمہ دار وزرا کو پارلیمنٹ اور رعایا سمجھتی ہے۔ اگر وزیرون کی کارروائی پارلیمنٹ کو پسند نہ آئے تو چند روز سے زیادہ وزیر اپنے کام پر نہین رہ سکتے۔ بمجبوری مستعفی

منہ پڑتا ہے۔ اُن وزرا کا تقرر براے نام پادشاہ کی طرف سے ہوتا ہے مگر
درحقیقت وہ بھی رعایا ہی کی طرف سے مقرر ہوتے ہین۔

(۱۴) انگلستان کا ہر ایک پادشاہ لین کیسٹر کا ڈیوک (سب سے اول درجہ کا امیر ہوتا ہے)
یہہ علاقہ پادشاہ کی ملکیت خاص سمجھا جاتا ہے۔ اس کی آمدنی کا وہ مالک ہوتا ہے۔

(۱۵) باب ۱ قانون اول وکٹوریہ ملکہ معظمہ کے مصارف خانگی اور تجمل شاہانہ کے
واسطے ساڑہے اڑتیس لاکھہ روپیہ سالانہ دیا جاتا ہے جسکی تفصیل یون ہے۔

ملکہ معظمہ کی جیب خاص کیلئے — — — — —	۶۰۰۰۰۰
نوکرون کی تنخواہ — — — — — —	۲۳۱۲۶۰۰
خیرات وخدمات خاص — — — — —	۱۳۲۰۰۰
نوکرونکی پنشن وغیرہ — — — — — —	۴۴۲۴۰۰
دربار کا متفرق خرچ — — — — — —	۳۶۳۰۰۰
	۳۸۵۰۰۰۰

جناب ملکہ معظمہ کی اولاد کو گیارہ لاکھہ دس ہزار روپیہ ملتا ہے اس روپیہ کے سوا
سوا چار لاکھہ روپیہ سے کچھہ زاید ملکہ معظمہ کو علاقہ لین کیسٹر سے وصول ہوتا ہے۔
شاہزادہ ولیعہد کو سوا چار لاکھہ سالانہ پارلیمنٹ کی طرف سے دیا جاتا ہے اور
چھہ لاکھہ روپئے کے قریب کارن وال کے علاقہ سے ہاتھہ آتے ہین۔

اب آپ سوچئے کہ یہہ شہنشاہ اس قسم کا نہین ہے جیسے کہ ہمارے ہان ہندوستان
مین ہوئے کہ اسکے مصارف ذاتی کی کوئی حد متعین نہین تھا۔ اسکو اختیار تھا کہ جتنا
روپیہ چاہے اپنی ذاتی عیش وعشرت وبیہودہ اپنے شوق کے لہو لعب مین اڑا دے

ہندوستان مین ابتک ایسے راجہ و نواب ہونگے جنکے جیب خاص کا خرچ جناب ملکہ معظمہ
سے زیادہ ہوگا - یہہ خرچ جو جناب ملکہ معظمہ کا ہے اس مین ہندوستان کی آمدنی
مین سے پھوٹی کوڑی نہین دیجاتی - گو وہ ہماری شہنشاہ ہی مگر اپنے ذاتی خرچ کے
واسطے ایک دمڑی بھی نہین لیتین کیا تعجب کی بات ہے کہ ہمارا شہنشاہ ہمارا ایک
پیسہ اپنی مصارف ذاتی مین نہین صرف کرتا - یہہ صورت انگلستان کی حکومت شخصی کی ہی
کہ باوصف اسقدر اقتدار کے قانون کی پابندی پادشاہ پر اسقدر لازم ہے
جیسے اسکی رعایا مین سے کسی شخص پر - انگلستان مین اول خدا دوم قانون سیوم
بادشاہ سمجھا جاتا ہے - اب سلطنت نوعی کا حال سنو پادشاہ کے بعد ارکان
سلطنت مین ہوس آف لارڈ یعنے دیوان امرا کا مرتبہ ہے - اس مین دو قسم کے
لارڈ اجلاس کرتے ہین ایک مذہبی لارڈ دوسری ملکی لارڈ - مذہبی اور ملکی اعتبار
سے دونون لارڈ (خداوند) کا خطاب دیا جاتا ہے - مذہبی لارڈ تعداد مین
تیس ہوتے ہین یعنے دو اسقف اعظم اور چوبیس اسقف کلیسائے انگلستان کے
اور ایک اسقف اعظم اور تین اسقف کلیسائے ائرلینڈ کے ملکی لارڈ یعنے
امرا کی تعداد غیر معین ہے اور پادشاہ کو اُس کے بڑھا دینے کا اختیار ہے

امیرون کے پانچ درجے ہین -

اول ڈیوک لغوی معنی سردار اور سرگروہ کے ہین - سب سے اول درجہ
کے امیر کو کہتے ہین -

دوم مارکوئیس لفظی معنے سرحد کے ہین پہلے انہین سردارون کو کہتے تھے

جو انگلستان اور ویلز اور سکوٹ لینڈ کے فسادون کے سبب سے سرحد پر
مقرر کئے جاتے تھے مگر اب درجہ دوم کے امیرون کا خطاب ہے

سوم ارل لغوی معنے امیر کے ہین درجہ سوم کا خطاب ہے سابق مین ایک شہر
حاکم کو کہتے تھے - ولیم منصور کے وقت مین یہہ خطاب کائنٹ سے بدل گیا ہے

چہارم وائی کاؤنٹ - جو نائب کاؤنٹ کا ہو -

پنجم بیرن سب سے چھوٹے درجہ کا خطاب ہے - لیکن سب سے قدیم
یہی خطاب ہے - یہہ اُن جاگیردارون کو ملتا تہا جو خاص بادشاہ کی طرف
سے خطاب پاتے تھے

سکوٹ لینڈ سے سولہ امیر اور آئرلینڈ سے اٹھائیس امیر آتے ہین اور وہ وہان
کے کل امرا کے اتفاق سے منتخب کئے جاتے ہین -

یہہ دیوان امرا کے اعتبار سے موروثی ہے - سلطنت انگلشیہ مین
بھی سب سے بڑی عدالت ہے - پارلیمنٹ کا دیوان اعلی وہ کہلاتا ہے -

دیوان امرا مین لارڈ چینسلر میر مجلس ہوتا ہے - جب امرا کسی امر مین اپنی
رائے دیتے ہین تو منظوری کے واسطے لفظ راضی کا اور نامنظوری کیلئے
ناراضی کا بولتے ہین - امرا بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو کر ہر وقت کہنے سننے
کا اختیار رکھتے ہین - جتنی قوانین حقوق امرا سے متعلق ہوتے ہین ان کی
تجویز اُسی دیوان مین شروع ہوتی ہے - قرض کی ڈگری مین امیر
گرفتار نہیں ہو سکتا - امرا کے تمام الزامات اور جرایم کی تحقیقات اسی دیوان مین

ہوتی ہے - یہہ انگلستان کی سلطنت نوعی ہے - اب سلطنت جمہوری کی کیفیت سنو کہ پارلیمنٹ مین دیوان وکلا رعایا کا ہوتا ہے - جسکو دیوان ادنی کہتے ہین - اس کے ممبر وہ لوگ ہوتے ہین جسکو رعایا انتخاب کر کے اپنا وکیل مقرر کرتی ہے - ہر صوبہ کیلیئے ایک تعداد معین ہے - رعایا مین سے جو لوگ ان وکیلون کو منتخب کرتے ہین ان کے واسطے ایک حیثیت تعلیمی و مالی مقرر ہے - ان کی ایک فہرست مرتب ہوتی ہے - اس دیوان کے اختیارات یہہ ہوتے ہین کہ رعایا پر محصول لگانا سرکاری کامون کے واسطے خرچ کی مقدار مقرر کرنی بالکل انہین کے اختیار مین ہوتی ہے اور اس سبب سے بادشاہ پران کا دباؤ رہتا ہے - کوئی پارلیمنٹ سات برس سے زیادہ قایم نہین رہ سکتی ہر ایک نئے پادشاہ کی تخت نشینی کے بعد چھہ مہینے کے اندر اندر نئی پارلیمنٹ کا طلب ہونا لازم ہے -

پادشاہ اپنے وزرا کی وساطت سے حکمرانی کرتا ہے اور ان مین سے بڑے بڑے وزیرون کی ایک کمیٹی کو جو پادشاہ کے مشیر خاص ہوتے ہین کیبنٹ کہتے ہین (اس لفظ کے لغوی معنی چھوٹے سے کمرے کے ہین چونکہ سابق مین پادشاہ کے خاص مشیرون کے واسطے ایسا تخلیہ کا ایک کمرہ ہوتا تھا اسلیئے اب اس کا اطلاق مکان سے مکین پر ہونے لگا ہے) اس کیبنٹ کے عہدہ دارون کی تفصیل یہہ ہے -

(۱) خزانہ کا افسر اعلی اکثر یہی وزیر اعظم ہوتا ہے (فرسٹ لارڈ آف دی ٹریزری)

(۲) وزیر جس پاس سلطنت کی بڑی مہر رہتی ہے اور وہ بادشاہ اور وزیروںکو مشورہ قانونی دیتا ہے (لارڈ چنسلر)

(۳) وزیر جو کاغذون پر بادشاہ کی مہر لگاتا ہے (لارڈ پریوی سیل)

(۴) صدر کونسل (پریسیڈنٹ آف دی کونسل)

(۵) وزیر صیغہ داخلی (ہوم سکریٹری)

(۶) وزیر صیغہ خارجی (فورن سکریٹری)

(۷) نئی آبادیون کے صیغہ کا وزیر (کولونیل سکریٹری)

(۸) وزیر ہند (انڈین سکریٹری یا سکریٹری آف سٹیٹ فار انڈیا)

(۹) وزیر صیغہ جنگ (وار سکریٹری)

(۱۰) وزیر مال جسکا کام یہ ہے کہ پارلیمنٹ کی تجویز کے خلاف خزانہ سے نہ نکلے۔

(۱۱) عدالت بحری کا افسر اعلی (فرسٹ لارڈ آف دی ایڈمیرالیٹی)

(۱۲) تجارت کی کمیٹی کا صدر

(۱۳) پرورش غربا کی کمیٹی کا صدر

(۱۴) علاقہ لین کیسٹر کا وزیر

(۱۵) وزیر آئرلینڈ

(۱۶) پوسٹماسٹر جنرل یعنے ڈاکخانہ کا حاکم اعلی

ان عہدہ دارون کے سوا بعض اوقات بڑے بڑے نامور مدبر جو گورنمنٹ کے نوکر نہین ہوتے اس کیبنٹ کونسل کے ممبر مقرر ہوتے ہین۔

یہہ امر ضروری ہی کہ ان وزرا کو دیوان امرا اور دیوان وکلا مین نشست ملے
ملکہ معظمہ کا قانونی معاملات مین مشیر اعظم لارڈ چانسلر ہوتا ہے اور اسکے ساتھ تین
وکیل ہوتے ہین جو اپنی قابلیت اور لیاقت کے استحقاق سے منتخب کیے جاتے ہین۔
انگلستان مین دو ملکی جتھے یا فرقے ہین جن کے نام لبرل اور کنسرویٹو ہین لبرل
فرقہ کا دیوتا آزادی ہے۔ وہ اسکے پکے پجاری ہین۔ آزادی کا دیوتا بڑا غیور
وہ اپنے پجاریون سے پوری پرستاری کراتا ہی دوسرے کی پرستش سے
جلتا ہی۔ اسلیے یہہ فرقہ تمام قوانین اور تدابیر ملکی مین آزادی کا خواہان
ہوتا ہے۔ کنسرویٹو دوسرا فرقہ معاملات دائمی ملکی مین کسی تغیر و تبدل کو
پسند نہین کرتا جبتک اس کو یہہ یقین نہ ہو کہ تبدیلی سے فائدہ ہوگا جب
معاملات ملکی پیش ہوتے ہین تو ان فرقون مین سے ایک فرقہ کے وزیر
گورنمنٹ کے خاص منشا و تدبیر کے کفیل ہو کر وزارت قبول کرتے ہین۔
جس منشا سے وزرا کا تقرر ہوتا ہے جب وہ پارلیمنٹ مین پیش ہوتا ہے
بحث کے اندر وہ گروہ شکست پاتا ہے یعنے ان کے معین کم او مخالف
زیادہ ممبر ہوتے ہین او غلبہ آرائے ان کی طرف نہین ہوتا تو وزرا
مستعفی ہو جاتے ہین اور اکثر بادشاہ فریق مخالف کے سرگروہ کو بلا کر
نئے وزیرون کے مقرر کرنے کا اختیار دیدیتا ہے۔
نئے قانونون کی تجویز دیوان امرا مین بھی اور دیوان وکلا مین بھی
ہوسکتی ہے کسی قانون کا مسودہ جبتک ہر ایک دیوان مین تین بار

نہ پڑھا جائے اور کثرت رائے سے منظور نہ ہوگیا ہو بادشاہ کے سامنے دستخط کیلئے نہیں پیش ہو سکتا۔ جبتک یہہ سب مراتب طے نہ ہولیں وہ قانون شمار نہیں ہو سکتا۔ جو قوانین روپئے سے متعلق ہیں ان کی تجویز ضرور دیوان وکلا مین سے شروع ہونی چاہئے۔ دیوان امرا کو ایسے قوانین کے منظور نکرنے کا اختیار رہے۔ مگر ان کے مضامین میں کچھہ تغیر و تبدل کا اختیار نہین۔ قانون کو بادشاہ یون منظور کرتا ہے کہ وہ خود دیوان امرا مین رونق افروز ہوتا ہے سب ممبران پارلیمنٹ حاضر ہوتے ہین۔ اس وقت منشی پارلیمنٹ بل کا نام اور خلاصہ مضمون پڑھتا ہے۔ بادشاہ سر ہلا دیتا ہے۔ اگر بل اخراجات سلطنت کی نسبت ہوتا ہے تو پارلیمنٹ کا منشی جیسے پہلی قانون کے منظوری کی اطلاع ہوتی ہے پکار کر کہتا ہے کہ بادشاہ اپنی نیک رعایا کی نذر قبول فرماتا ہے اور خاص بلون کی منظوری کے لئے یہہ کہا جاتا ہے کہ درخواست کے موافق عمل میں آئے۔ اور جب بادشاہ کسی بل کو نا منظور کرتا ہے تو منشی کہتا ہے کہ بادشاہ اس پر غور فرمائیگا۔ مگر یہہ الفاظ سنہ ۱۷۰۷ء سے ایک سننے مین نہین آئے۔

ان مشیرون اور وزیرون کی کونسل کا نام پریوی کونسل ہے۔ اس مین وہ لوگ داخل کئے جاتے ہین جو سلطنت مین لیاقت و تدابیر ملکی مین مشہور اور ممتاز ہوتے ہین کیبنٹ جس کا ذکر اوپر آیا اس کونسل کا ایک جزو ہے۔ اسما پریوی کونسل کے ممبرون کی تعداد معین نہین ہے بادشاہ کو

ان کے گھٹانے بڑھانے کا اور انکے عزل و نصب کا اختیار ہے اس کونسل مین جو شخص
داخل ہوتا ہے اس سے ان باتون کا حلف لیا جاتا ہے۔
(۱) جہانتک میری ادراک اور علم کو رسائی ہو گی پادشاہ کو مشورہ دینے مین کوتاہی نکرونگا
(۲) مشورہ دینے مین پادشاہ کی عزت و شان اور رعایا کی بہبودی مدنظر
رکھونگا۔ شفقت یا محبت کے سبب خوف یا اندیشہ کے باعث یا انعام کی طمع سے
کچھہ پاسداری نکرونگا۔
(۳) پادشاہ کی تدبیرون کو ظاہر نہ کرونگا۔
(۴) رشوت نہ لونگا۔
(۵) جو باتین مشورہ مین قرار پاوین انکی تعمیل مین ساعی اور مددگار رہونگا۔
(۶) جو باتین نیک اور سچی ہیں اپنے پادشاہ کے ساتھہ کرنی چاہئیین ان کا پابند رہونگا
اسی پریوی کونسل کی ایک خاص کمیٹی ہوتی ہے۔ جس مین بڑے بڑے
جج اور مشہور معروف قانون دان ممبر ہوتے ہین کہ جنکے روبرو ہندوستان
اور ممالک مقبوضہ اور آبادیون اور بحری اور پادریون کے عدالتون کے دیوانی
فیصلون کا اپیل دائر ہوتا ہے۔
آپ اس تمام مختصر بیان سے سمجھہ گئے ہونگے کہ جو انگلستان کے تدبیرون سے
سلطنت کی صورت بنائی ہے جو سلطنت جمہوری و نوعی و شخصی کا لب لباب ہے
اسی بہتر آجتک انسان کو کوئی سلطنت کی صورت نہین سوجھی ارکان ثلاثہ
یعنے پادشاہ و امرا و وکلا رعایا کے زور و بن کے تلے رہنے پر سلطنت کا مدار ہے

نہ نظم جمہوری کی بدنظمی پھیل سکتی ہے نہ حکومت شخصی کا جور و ستم برپا ہو سکتا ہے
نہ حکومت نوعی کا عناد و فساد پاؤں پھیلا سکتا ہی- ان تینوں عنصروں سے شخصی سلطنت
مین ایسی اندازہ سے آمیزش پائی ہے کہ ہمیشہ ان مین اعتدال رہیگا اور اسکی صحت
کو کبھی زوال نہ ہوگا- سلطنت کی جو تمثیل عمارت سے یا آدمی سے دیا کرتے ہین کہ
کوئی مکان نہ بنا ہوگا جو گرا نہ ہوگا کوئی آدمی پیدا نہ ہوا ہوگا جو موا نہ ہوگا ایسی ہی
کسی سلطنت کا کمال نہ ہوا ہوگا جس کا زوال نہ آیا ہوگا یہہ تمثیل و تشبیہہ اس سلطنت
پر صادق نہین آسکتی ہے- اس لئے کہ مکان اور آدمی کی صورت مین ہمیشہ اجزا
زائل ہوسے رہتے ہین اور ایک مدت کے بعد مانیحلل کا بدل نہین ہوتا-
یہان سلطنت کے اجزا ایسی نہین ہین کہ وہ زائل ہون اور ان کی جگہ اور نہ قایم ہون
اسلیے ہمیشہ سلطنت کی جوانانہ صورت بنی رہیگی مرگ و پیری نہین آئیگی پادشاہ
کے حقوق آسمانی قایم- مگر طرز حکومت اس بڑے اصول پر قایم جس کی روسے
پادشاہ بغیر پارلیمنٹ کے رضامندی کے کوئی قانون جاری اور منسوخ نہین
کر سکتا- رعایا کی بغیر منظوری کے رعایا پر کسی قسم کا محصول نہین لگا سکتا-
اس کو یہہ بھی اختیار نہین کہ رعایا مین سے ادنی سے ادنی کو بھی روبکاری سے
پہلے میعاد معین سے زیادہ قید کر سکے- اس کو حکم رانی مین قانون کی اطاعت
لازم ہے- خلاف قانون عمل کرنے پر اسکے وزیرون اور مشیرون سے باز پرس
ہوگی- آپ سمجھ لو کہ ہمارے ملک کی فرمانروا وہ شہنشاہ جہاندار حضور ملکہ معظمہ
قیصر ہند ہین جو بہ توسط پارلیمنٹ حکمرانی کرتی ہین اور جسکو اختیار اور اقتدار کی

کیفیت ہمنے اوپر بیان کی ہے ہندوستان سے انگلستان ہزارون کوس ہی
اسلیے ہمکو اپنے شہنشاہ سے تقرب ظاہری نہین حاصل ہے۔ شاید ہم مین لاکھہ مین
سے ایک بھی ایسا نہین ہے جس نے اپنی شہنشاہ کی قدسی پیکر کے آگے سر جھکایا ہو
ہمارا ملک کچھہ اور ہی انگلستان کچھہ اور ہے گو شہنشاہ دونون کا ایک ہو جس گورنمنٹ
کا آفتاب وہان چمک رہا ہے اور سارے ملک کو اپنے نور سے منور کر رہا ہی
وہ یہان اپنی جھلک کبھی کبھی بادلون کی اوٹ مین دکھاتا ہے مگر اپنے چہرہ نورانی
کو بالکل بے نقاب نہین کرتا اگر وہ اپنا سارا چہرہ روشن دکھائے تو ہمکو ایسی
چکاچوند سے لگے کہ ہم اندھے ہو جائین۔ غرض وہ صورت گورنمنٹ کی جو انگلستان
مین ہی اور جسکا بیان ہم نے کیا اس کو کانسٹیٹیوشنل گورنمنٹ کہتے ہین جس کا اصول
اعظم یہہ ہی کہ ذمہ داری اور اختیار ایک ہی شخص کو حاصل ہوتی ہین۔ یہہ گورنمنٹ
یہان کے مناسب حال نہین۔

جب مسلمانون کی سلطنت کا جہاز پاش پاش ہوا۔ اور اس کے شکستہ تختہ پر
تخت نشین ہو کر طوایف الملوکی قایم ہوئی۔ ساری ملک مین بدنظمی اور ابتری
نے پاؤن پھیلائی اور پھر اس بدنظمی کو مٹا کر تاجرون کی ایسٹ انڈیا کمپنی کی
سلطنت قایم ہوئی تو یہہ امر ضروری اور لازمی تھا کہ ایک زبردست اور
سخت خود مختار حکومت کا عمل یہان ہو۔ اور جب ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھہ
سے سلطنت کارپردازان شاہی کے پاس گئی تو ایک ایسی ہنگامہ کے بعد
کہ جس کے سبب سے اور زیادہ ضرور ہوا کہ سخت تر خود مختار حکومت کا

عمل رو ہمارا ملک اور اسکی سلطنت ایک عجیب و غریب طلسم ہے۔ وسعت اسکی پندرہ
لاکھ مربع میل جو براعظم یورپ کی برابر ہے اگر اس مین سے روس اور خاص ٹرکی
کو نکال ڈالو۔ آبادی پچیس کرور تیس لاکھ کی جو فی مربع میل بحساب اوسط ۱۷۰ میل ہے
جو تمام پانچوان حصہ کل بنی نوع انسان کا ہے۔ پھر اس مین مختلف مذہب
ان مین دو بڑے مذہب مین ایک ہندؤنکا جو انیس کرور ہین دوسرے
مسلمانون کا جو پانچ کرور ہین مگر ان دو فریق ان دو متضاد مذہبون مین
سیکڑون فرق لاکھون آدمیون کے مختلف الاعتقاد۔ مختلف العادات۔
مختلف المراسم ایک سو چھ مختلف زبانین ہین جن مین سے اٹھارہ زبانین ایسی
ہین کہ دس لاکھ سے زیادہ آدمی بولتے ہین۔ کیسے کیسے مختلف عادات اور مزاجون
کی قومین رہتی ہین۔ سکھ۔ روہیلے۔ پٹھان۔ آسامی۔ بلوچی اور سرحدی دلیر
قومین۔ پہاڑی جو ہمالیہ کے گھاٹیون مین رہتی ہین برہما کی قومین منگول جو بدھ
مذہب رکھتی ہین گھونڈ۔ میر۔ بھیل اور دوسری ناری قومین جو ہندوستان
کے وسط و جنوب مین رہتی ہین۔ اولوالعزم پارسی جنکے کارخانے اور تجارتی
کاروبار روز بروز ترقی پر ہین۔ پھر قومون کے ناشایستگی اور شایستگی کے
اتنے مختلف درجے ہین کہ کوئی درجہ ایسا نہ ہوگا جو ہندوستان کی کسی نہ کسی فرقہ مین
پایا جاتا ہوگا گویا وہ مجمع تمام دنیا کی شایستگی اور ناشایستگی کا ہے ایک طرف
برہنہ وحشی پہاڑی جنکے پاس پتھر کے ہتھیار اور عادت جنکا ۔ توہمات ان سے
بچون سکے لئے دوسرے طرف وہ ہندوستانی جنٹلمین جنہون نے انگریزی اعلیٰ درجہ

کی تعلیم پائی ہے - تمام وہ فرنگی طریقے برتتے ہین نہایت مہذب وشائستہ ہین -
علمی لیاقت رکھتے ہین پولیٹکل خیالات اعلی درجے کے - پھر ان دو انتہا کی
اطراف مین بیچ مین بہت سے خانہ بدوش صحرا نورد قومین جنگلی قومین - غیر
تربیت یافتہ قومین جنکا اپنا انتظام قومی ابتر و پریشان - غرض اور سیکڑون
طرح کے فرقے - پس ایسے اجزا متضادہ کو یکجا جمع کرکے معجون مفرح بنانا یہہ
اسی برٹش گورنمنٹ کا اعجاز ہی کہ اسنے اپنی قومی بیدار مغزی جفاکشی لیاقت
انصاف رعایا پروری بہادری دلیری سے وہ انتظام بندوبست کیا ہی کہ سب
طرح کے آدمی آسایش امن عافیت سے رہتی ہین - گو مذہب مختلف ہین مگر ایک مذہب
دوسرے مذہب پر دست اندازی نہین کرسکتا - آپس مین اسطرح بظاہر
رہتے ہین کہ گویا ان مین اختلاف مذہب نہین ہے غرض ملک مین سب
طرح سے امن ہے نہ باہر سے کسی فساد کا خوف ہے نہ اندر کسی عناد کا ڈر ہے
اب ہم خاص ہندوستان کی گورنمنٹ کا ذکر کرتے ہین کہ کیونکر اسکو گورنمنٹ
انگلینڈ نے مقرر کیا ہے -

ہوم گورنمنٹ

ہندوستان کی گورنمنٹ کا وہ حصہ جو انگلستان مین رہتا ہے اسکو ہوم گورنمنٹ
کہتے ہین - اس کا افسر اعلی ہوتا ہے سکرٹری آف سٹیٹ جسکو وزیر ہند کہتے
ہین - ہم پہلے بیان کر دئے ہین کہ مجلس وزرا کا ایک ممبر وزیر ہند ہوتا ہی
ضرور ہی کہ یہہ وزیر اسی فرقہ لبرل یا کنسرویٹو کا ہو جسکی ہاتھ مین عنان

وزارت شاہی ہو - اسلیئے جب ان فرقون کی وزارت بدلتی ہے تو یہہ وزیر ہند بھی اسکے ساتھہ بدل جاتا ہے - بعض اصحاب الراے کی یہہ راے ہی کہ وزیر ہند کا بدلنا ہمارے ملک کیلیئے نافع نہین ہوتا بہت سے معاملات ناتمام رہجاتے ہین اور وہ پورے نہین ہونے پاتے کہ صورت ان کی پلٹ جاتی ہے - اس ملک کے اکثر کام ناتمام ہین اور وہ ابھی مستحکم و مستقل نہین ہین - ان کے واسطے ایک حاکم مستقل چاہیئے - اس وزیر ہند کی ایک کونسل ہے جسکی پندرہ ممبر ہین - اور وہ اپنے عہدہ پر قایم رہتے ہین جبتک نیک چلن رہین تنخواہ ان کی بارہ سو پونڈ سالانہ یعنے ہزار روپیہ ماہانہ ہوتی ہے - اس محکمہ کا صدر مقام الیسٹ منسٹری ہے - اس کے کام یہہ ہین ہندوستانی عہدہ داران انتظامی کا بھیجنا اور ان سے معاہدہ کرنا - ہندوستان کی ملازمت سے جو لوگ پنشن پاتے ہین ان کی پنشن کا دینا ولایت کے بڑے بڑے تجارتی مطالب کی نگرانی جب سے ریلوے کمپنیون کے معاہدے ان کی سرمایہ کی کفالتین جو کرورون روپیون سے بڑہ گیا ہے اور وہ ہندوستان مین صرف ہوگیا ہے - انگلستان مین جو مصارف کیلیئے ہندوستان سے روپئے جاتے ہین اس کا انتظام - ہندوستان کے کارخانون اور سررشتون کے مصارف کے واسطے اسباب کے ذخیرون کی خریدا اور اسی قسم کے اور کام -

وزیر ہند کو یہہ اختیار ہے کہ وہ اسے مع کونسل جو انتظام ملکی کے لیئے قانون وضع کرین ان کو نامنظور کر دے بلکہ ضرورت کی صورت مین

اس کو یہہ اختیار بھی ہے کہ وہ اپنی کونسل کے قبضہ مین اپنی رائے کو غلبہ دے
غرض یہان وہی تعلق اس کو اپنی کونسل کے ساتھہ ہے جو بادشاہ انگلینڈ کو
پارلیمنٹ کے ساتھہ ہوتا ہے۔ مگر ان اختیارات مین اس کی بادشاہ اور
بادشاہی مشیرون کی صلاح کی شرکت ضرور ہوتی ہے ۱۸۶۱ع جو انڈین
کونسل ایکٹ پاس ہوا ہے اسمین پارلیمنٹ ہی بلا توسط غیرے
خود حکمرانی کرتی ہے۔

ہندوستانی سپریم گورنمنٹ

اس گورنمنٹ مین والسرائے گورنر جنرل اور اس کی کونسل شامل ہوتی ہے
جب ہندوستان مین والسرائے یعنے نائب سلطنت کا عہدہ خالی ہوتا ہے
تو بادشاہ اپنے مشیرون سے صلاح لیکر اس کو مقرر کرتا ہے۔ یہہ والسرائے
اسی فرقہ لبرئل یا کنسرویٹو کا ہوتا ہے جسکی وزارت اسوقت ہوتی ہے
مگر اسکے واسطے وزیر ہند کی طرح ضرور نہین ہے کہ اگر فرقہ وزارت تبدیل
ہو تو وہ اپنے عہدہ سے علیحدہ ہو جائے اس عہدہ پر رہنے کی مدت
پانچ سال مقرر ہے۔ بعد اس کے وائسرائے اپنے عہدہ سے دستبردار
ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اس نائب سلطنت کا دارالسلطنت کلکتہ مقرر ہے۔ مگر
وہان قیام صرف موسم سرما مین ہوتا ہے۔ زیادہ تر سال مین قیام شملہ مین رہتا
ہے کارروائی اسکے معاملات مین والسرائے گورنر جنرل کہلاتا ہے
اب اس کی دو کونسلین رہتی ہین ایک اگزیکٹیو (انتظامی)۔ دوسرے

لیجس لیٹیو (قانونی) دہلی کونسل میں چھ ممبر ہوتے ہیں - ان کو گورنر جنرل خود بمنظوری
بادشاہ ہی مقرر کرتا ہے - ان کی مدت ملازمت پانچ سال ہے تنخواہ بھی انکی بیش
قرار ہوتی ہے اس کونسل کے ممبر کمانڈر انچیف اور لفٹنٹ گورنر بنگال بھی ہوتے ہیں - دوسری
کونسل میں جو ممبر اس کونسل کے نام ممبر ہوتے ہیں اور نو اور ممبر ہوتے ہیں جو گورنمنٹ کے
ملازم نہیں ہوتے ہیں - دو ممبر یورپ کے تاجروں کے کارخانے کیطرف سے ہوتے
ہیں جو ہندوستان میں جاری ہیں کچھ ان ممبروں کو سرکار کیطرف سے وظیفہ بطور
ملتا سفر خرچ دس ہزار روپیہ سالانہ کے حساب سے ملتا ہے - دو برس اس عہدہ کی
مدت ملازمت ہوتی ہے -

سپریم گورنمنٹ اپنی ماتحت پروونشل گورنمنٹوں پر اختیار کامل رکھتی ہے - روپیہ
اور انتظام کے معاملات عظیمہ میں اس کو اختیار حاصل ہے - اسی کا حکم نافذ ہوتا ہے
وہ اپنے ماتحت گورنمنٹ کے احکام کی تنسیخ و ترمیم و اصلاح کرسکتی ہے -
جو قوانین عام سارے ملک کیلئے ہوتے ہیں ان کی تو تنسیخ یہہ خود سپریم گورنمنٹ
کرتی ہے اور جو خاص قوانین خاص ملک کے صوبوں کے لئے ہوتے ہیں ان کے
نافذ کرنے کا اختیار پروونشل گورنمنٹ کو دیدیتی ہے -

پروونشل گورنمنٹیں

یہہ گورنمنٹیں بڑی بڑی پانچ ہیں - مدراس - بمبئی - بنگال - ممالک مغربی شمالی و اودھ
پنجاب - اور ان سے اور چھوٹے ممالک متوسط - برما - اسام ہیں -
یہہ تمام پروونشل گورنمنٹیں سپریم گورنمنٹ کے ماتحت ہیں مگر وہ اپنی اپنی

علاقوں میں وسیع اختیارات رکھتے ہیں۔ ان کے انتظام ملکی کے جدا جدا سررشتے
و صیغے ہوتے ہیں۔ ان کا خزانہ جدا۔ دیوانی۔ فوجداری۔ مال کے محکمے جدا
جدا۔ بمبئی اور مدراس میں تو فوجی محکمے بھی جدا ہیں۔ مگر بنگال و ممالک مغربی
و پنجاب ایک ہی محکمہ فوج رکھتا ہے۔

گورنمنٹ مدراس

یہاں کیلئے گورنر کا تقرر مثل گورنر جنرل کے انگلستان میں پادشاہ کرتا ہے
اس کی مدت ملازمت پانچ سال ہوتی ہے۔ اسکا صدر مقام مدراس ہے مگر
موسم گرما اس کا نیلگری پہاڑوں پر بسر ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ بھی دو
کونسلیں ہوتی ہیں ایک اگزیکٹو دوسرے لیجسلیٹو۔ پہلی کونسل کے
تین ممبر ہوتے ہیں ایک کمانڈر انچیف اور دو سیول افسر جنکو وہ خود یعنی ملکہ
پادشاہ ہی مقرر کرتا ہے۔ کمانڈر انچیف جبتک اپنے عہدہ پر قائم رہتا
ہے کونسل کا بھی ممبر رہتا ہے سواء فوجی معاملات کے وہ ادارہ اور
ملکی معاملات میں کمتر دخل دیتا ہے۔ جو ممبر سولین ہوتے ہیں انکی
ملازمت کی مدت پانچ سال مقرر ہے۔ دوسری کونسل میں ممبر پہلی کونسل
کے ممبر ہوتے ہیں اور ان کے سوا اٹھ اور ممبر ہوتے ہیں جس میں شرط ہے
کہ چند ممبر ایسے ہوں کہ وہ سرکاری ملازم نہ ہوں۔ کسی قانون کا مسودہ
کونسل میں نہیں پیش ہوسکتا جبتک گورنر جنرل نے اسے منظور کرلیا ہو
کوئی ایکٹ پاس ہوکر مجموعہ قوانین ہند میں نہیں داخل ہوسکتا جبتک

کہ گورنر جنرل مع کونسل نے اسے منظور نہ کرلیا ہو- جو غیر ملازم ممبر کونسل ہوتے
ہین وہ دو برس تک ممبر رہتے ہین- پھر موقوف ہو جاتے ہین- مگر وہ دوبارہ
پھر مقرر ہو سکتے ہین- ان کو کچھ وظیفہ نہین ملتا-

گورنمنٹ بمبئی

اس گورنمنٹ کا حال مدراس کی گورنمنٹ سا بعینہ ہے- صدر مقام اس کا بمبئی ہے
مگر موسم گرما اس کا مغربی گھاٹون کے پہاڑون پر بسر ہوتا ہے-

گورنمنٹ بنگال

۱۸۵۴ء سے یہان لفٹننٹ گورنر مقرر ہونا شروع ہوا ہے- اس کو گورنر جنرل
بمنظوری شاہی مقرر کرتا ہے- وہ پانچ برس تک اپنے عہدہ پر رہتا ہے-
بعد اس کے برخواست ہو جاتا ہے- صدر مقام اس کا کلکتہ ہے- مگر موسم گرما
دارجلنگ کے پہاڑون پر گذرتا ہے- اسکے ساتھ کونسل لیجس لیٹیو ہے جسکی
بارہ ممبر ہوتے ہین اور ان مین چھ غیر ملازم- توضیع قوانین اور انتظام ملکی کے
باب مین اختیارات کی وہی کیفیت ہے جو مدراس اور بمبئی کی ہے-

گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی

۱۸۳۶ء مین یہان لفٹننٹ گورنر مقرر ہونا شروع ہوا ہے- اسکے ساتھ لیجس لیٹیو
کونسل کا تقرر ۱۸۸۶ء مین جناب سر الفرڈ لائل لفٹننٹ گورنر کے عہد مین ہوا-
توضیع قوانین اور اختیارات انتظام ملکی مثل مدراس و بمبئی وغیرہ ہین-
صدر مقام الہ آباد ہے- مگر موسم گرما نینی تال پر گذرتا ہے- چونکہ یہان کا

لفٹنٹ گورنر اودہ کا چیف کمشنر بھی ہوتا ہے اس لئے ایک دو مہینے لکھنؤ میں
بھی قیام رہتا ہے۔

گورنمنٹ پنجاب

۱۸۵۹ء کے بعد یہاں لفٹنٹ گورنر مقرر ہوا ہے۔ صدر مقام لاہور ہے مگر
موسم گرما شملہ پر بسر ہوتا ہے۔ تمام لفٹنٹ گورنر گورنر جنرل بمنظوری پادشاہی
مقرر ہوتے ہیں ان کی مدت ملازمت پانچ سال یکساں ہے اور تنخواہ سبکی یکساں ہے۔

چیف کمشنریان

جو ملک دولت آبادی علم و تہذیب وغیرہ میں پیچھے ہیں ان کے واسطے چیف کمشنر
مقرر کئے جاتے ہیں کہ وہ ملک اور اہل ملک کی قابلیت کو بروئے کار لائیں
ممالک متوسطہ۔ برہما۔ آسام میں چیف کمشنر مقرر ہیں۔ اس قسم کے افسر اعلیٰ ان
چھوٹے اضلاع میں ہیں۔ اجمیر۔ کورگ۔ انڈمان۔ جزائر نکوبار۔ برار۔ برار کی یہہ کیفیت ہے
کہ اسکے محاصل کے بعد اخراجات کی جو توفیر ہوتی ہے وہ سرکار نظام کو دیجاتی ہے۔

محمد ذکاء اللہ

(باقی آیندہ)

جزیہ

غیر مذہب والون نے ہمیشہ اس لفظ کو نہایت ناگواری سے سنا ہی۔ اونکا خیال ہی کہ اسلام
اس لفظ کا موجد ہی۔ اسلام ہی نے یہہ اصول پیدا کیا جس سے اون کا مقصد مسلمانون اور
غیر مذہب والون مین ایک نہایت متعصبانہ اور نامناسب تفرقہ قایم کرنا تھا۔ اونکا
یہہ بھی خیال ہی کہ جزیہ ایک ایسا جبر تھا جس سے بچنے کیلئے اسلام کا قبول کرلینا بھی
گوارا کیا جاتا تھا اور اس وجہہ سے وہ جبراً مسلمان کرنیکا ایک قوی ذریعہ تھا۔
لیکن یہہ تمام غلط خیالات اونہین غلط فہمیون سے پیدا ہوے ہین جو غیر قومون کو
اسلام کی نسبت ہین۔ ہم اس موقع پر تین حیثیتون سے جزیہ پر بحث کرنی چاہتے ہین۔
جزیہ اصل مین کس زبان کا لفظ ہی اور کن معنون مین مستعمل ہوتا ہے۔
ایران اور عرب مین جزیہ کی بنیاد کب سے قایم ہوئی
اسلام نے اس کو کس مقصد سے اختیار کیا۔
جزیہ گو اب مصطلح معنی مین خاص ہوگیا ہی لیکن لغت کی رو سے وہ خراج اور جزیہ
کیلئے یکسان موضوع ہی۔ قاموس مین ہی "الجزیۃ خراج الارض وما یوخذ من الذمی"
جوہری و صاحب قاموس نے اس لفظ کے اصل و اشتقاق سے کچھہ تعرض نہین کیا
لین صاحب نے اپنی کتاب مدالقاموس مین جو نہایت جامعیت و تحقیق سے لکھی گئی
ہی اوسکے نسبت دو احتمال قرار دیئے ہین۔ (۱) جزا سے مشتق ہو۔ (۲) گزیہ کا معرب ہے
بطرس صاحب نے بھی کتاب محیط المحیط مین یہہ دوسرا قول نقل کیا ہے لیکن اس کو

سند نہین سمجھتی فارسی لغت نویسون نے گزیت کی لغت مین تصریح کی ہی کہ جزیہ
اسی کا معرب ہے۔

برہان قاطع مین ہی "گزیت بفتح اول و کسر ثانی زری باشد کہ حکام ہر سالہ از رعایا
گیرند و آنرا اخراج ہم گویند و زری را نیز گویند کہ از کفار ذمی ستانند۔ نظامی گوید۔

بجز آتش خاقان خراج چین برسند ۞ گہش قیصر گزیت دین فرستند ۞

و آنرا جزیت ہم دارد بکسر اول و فتح ثالث است و معرب آن جزیہ باشد" فرہنگ
جہانگیری کے مصنف نے دوسری معنی کی سند مین حکیم سوزنی کا یہ شعر نقل کیا ہے

بو کتب خویش بجز اہم در وعمل نکنم ۞ کہ گزیت ستانند ناخور اہل کتاب را

اور یہہ بھی لکھا ہے کہ جزیہ اسیکا معرب ہے۔

ہمکو اسمین ذرا بھی شبہہ نہین کہ جزیہ اصل مین فارسی کا لفظ ہے۔ تصریحات لغت کے علاوہ
تاریخی قرینہ بھی نہایت قوی موجود ہی۔ یہہ تو مسلم ہے کہ اسلام سے پہلے عرب مین جزیہ
کا لفظ مستعمل ہو چکا تھا۔ یہ بھی مسلم کہ فارسی مین گزیت کا لغت اسی معنی مین قدیم سے
شایع ہے۔ تاریخی شہادتون سے (جیسا کہ ہم آیندہ بیان کرینگے) یہہ بھی ثابت ہے
کہ نوشیروان نے جزیہ کے قواعد مقرر کئے تھے اور اس زمانہ مین نوشیروان کے
عمال یمن اور مضافات یمن پر منصوب تھے۔ اس طرح گزیت کا لفظ قانونی طور پر
عرب مین پھیلا اور معرب ہو کر جزیہ ہوگیا۔ یہ عام قاعدہ ہے کہ محکوم ملک مین
جب فرمانروا زبان کے الفاظ دخل پانے لگتے ہین تو سب سے پہلے وہ الفاظ آتے
ہین جو سلطنت کے قانونی الفاظ ہوتے ہین۔ زبان عرب مین جسقدر فارسی

الفاظ معرب ہوکر شایع ہو گئے ہین کسی اور زبان کے نہین ہوئے۔ اسپر طرّہ یہہ
کہ جزیہ کا لفظ معرب ہونیکے لئے گویا پہلے ہی آمادہ تھا۔ صرف ایک حرف کی تبدیل اور
ایک حرکت کے تغیر سے وہ عربی قالب مین پورا اوتر گیا۔

جہان تک ہمکو معلوم ہے ایران و عرب مین خراج و جزیہ کے وہ قواعد جو بادنیٰ تغیر
اسلام مین رائج ہین نوشیروان کے عہد مین مرتب ہوئے علامہ ابن الاثیر جزری نے
"تاریخ الکامل کے پہلے حصہ مین ایک مضمون اس عنوان سے لکھا ہے۔ ذکر ما فعلہ
کسریٰ فی امر الخراج والجند۔ جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ "نوشیروان نے زمین کی پیمائش
کرائی۔ اور مختلف شرحون کی جمع مقرر کی۔ اور تمام لوگون پر باستثنائے اہل فوج و
رؤسا وارکان دولت۔ جزیہ مقرر کیا (علامہ ابن الاثیر نے جزیہ ہی کا خاص لفظ استعمال
کیا ہے) جسکی تعداد بارہ درہم آٹھ درہم چھ درہم چار درہم تک تھی" خراج کے
ذکر کے بعد مورخ مذکور لکھتا ہے کہ "وہی الوضایع التی اقتدیٰ بہا عمر بن الخطاب۔
"یعنے حضرت عمرؓ نے انھین قاعدون کی تقلید کی" اور جزیہ کے ذکر کے بعد لکھا ہے
کہ "حضرت عمرؓ نے بیس برس سے کم اور پچاس برس سے زیادہ عمر والے کو جزیہ ہی معاف کیا"
جس غرض سے نوشیروان نے جزیہ کا قاعدہ جاری کیا۔ اوسکی وجہہ علامہ موصوف نے
نوشیروان کے اقوال سے یہہ نقل کی ہی کہ "اہل فوج ملک کے محافظ ہین اور ملک کیلئے
اپنی جانین خطرہ مین ڈالتے ہین۔ اسلئے لوگون کی آمدنی سے اون کی بھی ایک رقم خاص
مقرر کیگئی کہ اون کی محنتون کا معاوضہ ہو"
خراج و جزیہ کے متعلق جو کچھ ابن الاثیر نے لکھا اوس کی تائید فردوسی کے اشعار سے بھی

ہوتی ہے اگرچہ بعض امور میں دونوں کا بیان کسی قدر مختلف ہے۔ ہم ان اشعار کو اس موقع پر نقل کرتے ہیں کیونکہ نوشیروان کے متعلق فردوسی کی روایت بہرحال زیادہ اعتبار کے لائق ہے

همه پادشاهان شدند انجمن　　زمین را ببخشید و برزد رسن

گزیتی نهادند بر یک درم　　گرایدون که دهقان نبودی دژم

گزیت از بار و رستش درم　　بجز ماستان برهمین زد رقم

کسی کش درم بود دهقان نبود　　نبودی غم و رنج کشت و درود

گذارنده از ده درم تا چهار　　بسالی از و بستدی کاردار

دبیر و پرستنده شهریار　　نبودی بدیوان کسی را شمار

دونوں روایتوں کے فرق کو ناظرین خود سمجھ سکتے ہیں۔

اسلام نے جو انتظام قایم کیا اوسکے رو سے ہر مسلمان فوجی خدمت کیلئے مجبور کیا جا سکتا تھا۔ یہ قاعدہ کچھ آسان قاعدہ نہ تھا اور لوگ اگر ذرا بھی اوس سے بچنے کا حیلہ پا جاتے تھے تو اس قاعدہ کو اوٹھا دینا چاہتے تھے چنانچہ ایکبار جب جزیرہ سسلی میں مکتب کے معلم اس جزیے سے بری کر دئے گئے تو سیکڑوں آدمیوں نے اور کام چھوڑ کر یہی پیشہ اختیار کر لیا (دیکھو معجم البلدان ذکر صقلیہ)

اس لحاظ سے کل مسلمان فوجی خدمت رکھتے تھے اور ضرور تھا کہ وہ جزیہ سے اسی طرح بری رہیں جس طرح نوشیروان عادل نے عموماً اہل فوج کو اس ٹکس (جزیہ) سے بری رکھا تھا۔ لیکن غیر مذہب والے جو اسلامی حکومت کی ماتحت تھے اور جنکی حفاظت مسلمانوں کو کرنی پڑتی تھی۔ فوجی خدمت پر راضی نہیں ہوتے تھے یا مسلمانوں کو انکی نسبت پورا اعتماد نہیں ہو سکتا تھا اسلئے فرض تھا کہ وہ اپنی محافظت کیلئے کوئی ٹکس ادا کریں۔ اسی ٹکس کا نام جزیہ تھا۔ جو فارسی لغت سے معرب کیا گیا تھا لیکن اگر کسی موقع پر غیر قوموں نے فوج میں شریک ہونا یا شرکت کیلئے آمادہ ہونا

گوارا کیا تو وہ جزیہ سے بری کردیگئی۔جیسا کہ ہم آیندہ تاریخی شہادت سے ثابت کرینگے۔

جزیہ کا معاوضہ حفاظت ہونا مسلمانونمین علمی و عملی طور سے ہمیشہ مسلم رہا اور سچ یہ ہی کہ اسی خیال نے اکثر اہل لغت کو اسطرف متوجہ ہونے دیا کہ جزیہ فارسی زبان کا لفظ ہی وہ سمجھے کہ یہہ لفظ جزا دسے نکلا ہی جسکی معنی بدلہ کے ہین اور چونکہ یہہ ٹکس بھی ایک معاوضہ اور بدلہ ہی لہذا اس مناسبت سے اوسکا نام جزیہ رکھا گیا۔ آنحضرت صلعم و خلفای راشدین کے جو معاہد تاریخون مین منقول ہین اونسی عموماً پایا جاتا ہی کہ جزیہ اُن لوگونکی حفاظت کا معاوضہ تھا خود رسول اللہ صلعم نے والی ایلنہ کو جو فرمان جزیہ کا تحریر فرمایا اوسمین یہہ الفاظ مندرج فرمائے "یحفظوا و یمنعوا" یعنے ان لوگونکی حفاظت کی جاوے اور دشمنون سے بچائی جائین۔ (دیکھو فتوح البلدان بلاذری صفحہ ۵۹) حضرت عمرؓ نے وفات کی قریب جو نہایت ضروری وصیتین کین اونمین ایک یہہ بھی تھی کہ "غیر مذہب والے جو ہمارے رعایا ہین وہ خدا اور رسول کی ذمہ داری مین ہین اور مسلمانون کو انکی طرف سے مقابلہ کرنا چاہیئے"

اگر کبھی ایسا ہوا کہ مسلمان اونکی امن کے ذمہ دار نہو سکے تو خراج و جزیہ کی رقم بھی اونکو پھیر دیگئی چنانچہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت مین۔ ابو عبیدہ ابن الجراح نے جب حمص پر چڑہائی کی تو عیسائی چند روز لڑکر عاجز آگئے اور آخر صلح کرلی اور ایک لاکھہ ستر ہزار دینار خراج و جزیہ مین دئے۔ اسکی تھوڑی دنون کے بعد یرموک کی جنگ پیش آئی اور اُس خطر معرکہ مین جانیکی وجہہ سے مسلمانونکو یہہ طمانیت نہین رہی کہ وہ حمص کے لوگونکی بیرونی واندرونی خطرات سے محافظت کرسکینگے۔ اسلئے وہ تمام رقم جو حمص کے لوگون سے وصول ہوئے تھی اُن لوگونکو پھیر دی کہ اب ہم تمہاری حفاظت کا ذمہ نہین اوٹھا سکتے اسلئے تمہاری رقم واپس دیتی ہین (دیکھو فتوح البلدان بلاذری۔ صفحہ ۱۳۰ و ۱۳۷) کیا کوئی شخص سچائی اور انصاف کی اس سے عمدہ مثال پیش کرسکتا ہی۔ اگر کسی قوم نے فوجی خدمت میں مسلمانونکا ساتھہ دینا چاہا تو وہ مطلقاً جزیہ سے بری ہوگئی چنانچہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ مین جب حبیب ابن مسلمہ نے قوم جراجمہ پر (ایک عیسائی قوم تھی اور شہر جومہ اور انکی مضافات مین آباد تھی) حملہ کیا تو اُن لوگون نے بہی بات

پسند کی کہ ضرورت کیوقت لڑائی مین مسلمانونکا ساتھہ دینگی اسی بنا پر وہ جزیہ سے مطلقاً بری رہی (دیکھو فتوح البلدان
صفحہ ۱۵۹ و معجم البلدان ذکر جرجومہ) نہ صرف جرجومہ بلکہ بہت سی انباط وغیرہ اور اوسکے متصل کی آبادیون نے یہہ امر
اختیار کیا اور سبکے سب جزیہ سی بری رہی۔ اگرچہ ان قومون نے یہہ عہد کیا لیکن اکثر دشمنون سی ملجاتی تھے اور ان کو
مسلمانون پر چڑھا لاتی تھی تاہم ان پر جزیہ پھر نہ لگایا گیا بلکہ خلیفہ واثق باللہ عباسی کے زمانہ مین ایک عامل نے
غلطی سے ان لوگون پر جزیہ مقرر کیا تو ان لوگون نے خلیفہ کے پاس عرضی دی اور جزیہ سی بری کردیئے گئے (دیکھو فتوح البلدان
صفحہ ۱۵۹ و ۱۶۱)۔

ان تمام واقعات سی قطع نظر کرکے ہم صراحۃً ثابت کرتے ہین کہ صحابہ کا یہی خیال تھا حضرت خالد بن الولید نے
صلوبا کو (ایک عیسائی امیر تھا جو فرات کی متصل آبادیون پر قابض تھا اور بہت سے عیسائی قومین اوسکی زیر
فرمان تھین) سنہ ۱۲ ہجری مین معاہدہ لکھدیا اور اوسکی آخری الفاظ یہہ ہین ان منعناکم فلنا الجزیہ والا فلا۔ یعنی اگر ہم
تمہاری حفاظت کرین تو ہمکو جزیہ کا حق ہی ورنہ نہین۔ علامہ ابو جعفر جریر طبری نے اپنی تاریخ کبیر مین اس معاہدہ
کو پورا نقل کیا ہی۔ اس سے زیادہ کیا تصریح ہوگی کہ جزیہ صرف انکی حفاظت کا معاوضہ تھا کیونکہ وہ خود [illegible] نہین تھے
اور اپنی و ملک کی حفاظت مین کوئی فوجی حصہ نہین لیتی تھی۔ جزیہ کے مصارف یہہ تھے سب سے اول لشکر کی آراستگی سرحدی
مقامات کی حفاظت قلعونکی تعمیر [illegible] لشکر کی طیاری۔ پل وغیرہ کی تعمیر سررشتہ تعلیم و عدالت۔ بیشبہ اسلام
اس قسم سی مسلمانونکو بھی فائدہ پہونچتا تھا لیکن اوسکے مقابلہ مین ادہر یہ قاعدہ تھا کہ مسلمانون سے خاصۃً جو صدقون کی
رقم وصول کیجاتی تھی اور بیت المال مین جمع رہتی تھی اوسمین سے غیر مذہب والون کو ملتا تھا خود حضرت عمرؓ
نے بیت المال کے داروغہ کو لکھبھیجا تھا کہ خدا کی اس قول مین انما الصدقات للفقراء والمساکین مساکین سے عیسائی
اور یہودی مراد ہین (دیکھو ازالۃ الخفا جلد دوم صفحہ [illegible] و کتاب الخراج)۔ جزیہ کی تعداد زیادہ سی زیادہ بارہ روپیہ
سالانہ تھی۔ کوئی شخص لاکھ روپیہ بھی رکھتا ہو تو یہی تعداد اسکو ادا کرنی پڑتی تھی اور کم سی کم تین روپیہ بھی
بیس برس سے کم اور پچاس برس سے زیادہ عمر والی اور عورتین عموماً و مفلوج و معطل العضو و نابینا و مفلس یعنی جسکے پاس
دو سو درہم سے کم ہو جزیہ سی بالکل معاف تھی۔ اب ہم پوچھتے ہین کہ ایسا ہلکا ٹکس جسکی وجہہ سے جنگ کی پرخطر موقعون مین
جانے سے نجات ملجاتی تھی جسکے ادا کرنے سی ہر ایک قسم کی حفاظت کی قطعی ذمہ داری ہوجاتی تھی جسکی بنیاد نوشیروان
عادل نے ڈالی تھی۔ کیا ایسی ناگوار چیز ہوسکتی ہی جیسی کہ یورپ والون نے خیال کیا ہی۔ کیا دنیا مین کسی شخص نے اس سے
بچنے کیلئے اپنا مذہب چھوڑا ہوگا۔ ہرگز نہین۔ یہہ ہی حقیقت جزیہ کی جسکو ایسا مکروہ اور مہیب لفظ خیال کیا گیا ہی۔

محمد شبلی نعمانی

اسلام کی اشاعت یورپ مین

خط بنام

ڈاکٹر جی۔ ڈبلیو۔ لائنر۔ اوریئنٹل انسٹیٹیوشن وکنگ انگلنڈ

آپکا خط وصول ہوا ہین آپکی توجہ اور بالتخصیص آپکی اسلامی ہمدردیکا بہت مشکور ہون

اس زمانہ مین اسلامی عام تعلیم بہت پست حالت مین ہے کیونکہ مسلمانون کے کل علوم اسوقت تک بالکل عربی زبان مین ہی ہین۔ حالانکہ مسلمانون کا بڑا گروہ اردو فارسی ترکی زبان بولتا ہے اور اسی زبان کا علم جانتا ہے جسمین سوائے علم ادب اور دینیات کے کوئی دوسرا کامل علم ہنوز موجود نہین ہے اور نیز اردو فارسی ترکی زبان مین نہ تو علوم عربیہ کا ترجمہ ابتک کامل ہوا ہے اور نہ ان عجمی زبانون مین ایسے الفاظ موجود ہوسکے گئے ہین جس سے بآسانی عربی کا ترجمہ ہوسکے۔ اور علم عربی کی ترقی مین بھی ۶۵۶ ہجری کے بعد خاندان خلفائی بنی عباس کے زوال کے ساتھ ساتھ انحطاط پیدا ہوگیا۔

پانچ کروڑ مسلمان جو ہندوستان میں بستے مین ان مین اسوقت ایکہزار آدمی بھی ایسے ہونگے جو عربی قرآن کے صحیح معنی جانتے ہون باقی کل مسلمان قرآن کو بے معنی عبادت کے وقت ایسا پڑھتے ہین جیساکہ طوطا مینا بے سمجھے بوجھے باتین کرتا ہے عربی لکھنا یا زبان عربی مین گفتگو کرنا اکثر ہندوستان کے علما کو نہین سکھایا جاتا ہے جو علمی کتابین اردو فارسی ترکی مین کثرت سے

مشہور ہو گئی ہین اگر ان کا عربی کتب کے ساتھہ مقابلہ کیا جائے تو ان مین اکثر باتین ایسے نکلینگی جو بہت کچھہ خلاف پائی جاینگی اگر ہم اپنے عجمی علماء پر اس قسم کا الزام دین کہ وہ علم عربی کا ترجمہ عجمی زبان مین ابتک نہین کئے ہین تو اسکے ساتھہ ساتھہ اسباب کا بھی الزام دینا ہوگا کہ وہ عجمی زبان کی وسعت مین بھی ہنوز کوشش نہین کئے اگر عربی زبان کو معجم کیا جائے تو ہر قسم کے ترجمے ان زبانون مین ہونگے اور ایسا ہی بجز چند شہرون کے باقی افریقہ کے کل مسلمان ہر قسم کے علم و ہنر سے بے بہرہ ہین مگر مذہب اسلام کا طریقہ عقائد و عبادات مذہبی جو بہت سیدا سادہ ہے ہر ایک مسلمانون کے گروہ مین برابر رائج ہے۔

جو مسلمان کہ عربی جانتا ہو وہ بھی قرآن کے اکثر مقامات کو بغیر تفسیر کے نہین سمجھہ سکتا اور کوئی نیک مسلمان بغیر فقہ جاننے کے نہ تو خدا اکر لاشریک کی عبادت کر سکتا ہے اور نہ کسی مذہبی رسوم کو ادا کر سکتا ہے۔

پس یہہ کہدینا کہ کل مسلمانون کا عمل بالکل فقہ پر ہے بیجا نہ ہوگا فقہ مین ہر ہر قسم امر دینی کے نسبت مختلف مسئلہ لکھے ہوئے ہین۔

مگر عمل صرف ان مسائل پر کیا جاتا ہے جو مفتی بہ ہین۔

باوجودیکہ اس قسم کی سیکڑون باتین اس وسیع مذہب مین جو دنیا کے بڑے حصہ مین پھیلا ہوا ہے موجود ہین اور بدون اس مذہب کے دقیق مسائل کے سمجھنے کے مذہب اسلام کے نسبت کوئی رائے قایم کرنی حقیقتاً بیمعنی ہے

مگر ہم یورپ کے مختلف دانشمند گروہ کو نہایت تعجب کی نگاہ سے دیکھتے ہین
جو صرف قران کے غلط ترجمہ کو جسکو سیل نے کیا ہے دیکھکر یا کسی مذہبی کتاب
کے کسی حصہ کو اخبار کے کسی ارٹکل کے مانند پڑہ کر یہہ سمجھہ جاتے ہین کہ ہم گویا
مذہب اسلام کے کل کیفیات سے واقف ہو گئے بعض وہ لوگ ہین جو نری
بے علم اور ان پڑہ لوگون سے گفتگو کر کے اسلام پر رائے قایم کر لیتے ہین بعض
وہ ہین کہ کسی بادشاہ یا حاکم کا ظالمانہ طریقہ عمل کو دیکھکر یا تاریخ مین پڑہ کر
سمجھہ چکے ہین کہ شرع اسلام کے یہی اصول ہین یا کسی متعصب عیسوی کی کتاب
جسمین انہون نے صرف اسلام کے برائیان بیان کی ہون دیکھہ لیا ہو یا شرع محمدی کے
منسوخ اور غیر مفتی بہ مسائل کو دیکھہ لیکر کوئی رائے قایم کر لی ہو ہمین خیال کرتا ہو
کہ اکثر لوگ اس قسم کے غلطیون کو نہ سمجھکر خود غلطی مین پڑے ہوئے ہین مگر وہ
عیسوی جو درحقیقت خود علم عربی پڑہے ہوئے ہین اور قرآن کے معنی کو تفسیر کے ساتھہ اچھی طرح سمجھتے ہین اور مسائل مفتی بہ اور غیر مفتی بہ
مین تمیز کر سکتے ہین (لیکن بشرطیکہ منصف مزاج اور غیر متعصب بھی ہون) ہمیشہ
مذہب اسلام کا ادب کرتے ہین۔

ہم ان آخر الذکر بہت سے عیسائیون کے نام خود انکی زیادہ شہرت کے لحاظ
سے پیش کرنا بیہودہ سمجھتے ہین۔ ہم دیکھتے ہین کہ باوجود اس قدر ترقی
دانش و بینش کے کبھی اہل یورپ نے ایکدفعہ اسلام کی ماہیت کو اچھی طرح
سمجھنے کا ارادہ ظاہر نہین کیا۔ حالانکہ دنیا کے تمام مسائل مین یہہ مسئلہ بھی
ایک امر اہم ہے ہمنے کبھی نہین سنا کہ محققین کی کوئی ایسی جماعت اس ضرورت

مسئلہ کے حل کرنیکی غرض سے یورپ کے کسی مقام پہ جمع کی گئی ہو جسمین وہ غیر متعصب لوگ شامل کئے گئے ہون جو درحقیقت علوم عربی سے ماہر اور قرآن کو مع تفسیر کے سمجھنے اور فقہ کے فتوی بہ مسائل کو جانتے ہون اور جنمین مزید اطمینان کیواسطے علماء اسلام بھی جو علوم انگریزی اور مذہب عیسوی کی ماہیت سے واقف ہون شامل رہے ہون۔

البتہ اسقدر دیکھا گیا ہے کہ منفرد عیسائیون نے ہمیشہ مذہب اسلام کے نسبت اکثر رائے قایم کی ہے پھر ان اشخاص مین بھی دو گروہ ہین کبھی تو خود اسلام کی تائید مین اپنی رائے پیش کی ہے اور کبھی مخالفت میں۔

میرے اس مختصر خط مین اسقدر گنجایش نہین کہ مین ہر ہر مسئلہ پر بحث کر سکون یا مذہب اسلام کے اخلاقی بھلائیون کا بیان کرون یا معترضین کا جواب دون اگر بالفرض ایسا کیا بھی جائے تو عوام پر اس کا کوئی اثر نہو گا مین چاہتا ہون کہ اس قسم کی کوئی تحریک ہو کہ درحقیقت اس مذہب کی تنقیح کیواسطے محققین کی متعدد جماعتین قایم ہون جنمین خود عوام کی توجہ مائل رہے اور ہر ایک شخص کو اپنی اپنی رائے زنی کا موقع ملے اور یہہ جماعتین ایشیا اور یورپ مین جا بجا دیرتک قایم رہین اور مین جانتا ہون کہ اگر یہہ امر کبھی وقوع مین آئے تو اسلامی معاملات مین یہہ پہلی تحریک ہوگی اور کچھہ عجب نہین کہ اس کی ابتدا لندن سے ہو جو درحقیقت اس ایک ہی مقام کے باشندے کم متعصب اور منصف مزاج ہین اور مجکو تو کچھہ شک نہین کہ اس تحریک سے جو کچھہ اسلام اور عیسوی مین دشمنی ہے بہت جلد رفع دفع ہو جائیگی اور سمجھہ جائینگے کہ

ایک دوسرے کا طریقہ نہایت نیکی اور بھلائی کا ہی اور اگر ان طریقہ کی تحریر عمدہ اصول
سے کیجائیگی تو بلاشبہہ بہت سے مسلمان اور عیسائی جنکی طبیعتوں میں حق بات
کی تلاش کرنی ہے بہت خوشی سے اس کار خیر میں شرکت اختیار کرینگے۔ اور ان
مجالس اور تحقیقات کی مصارف کے نسبت ایک مختصر چندہ تجویز ہو تو عوام الناس
بھی اس چندہ میں شریک ہوجاینگے بشرطیکہ اس کار خیر کی تکمیل کیلیے چند اشخاص
کو جابجا سفر کرکے تحریراً اور تقریراً اس کے عمدہ نتایج ذہن نشین کر دینی ہونگے
اور بڑے شہروں میں سب کمیٹیاں اور اس کی شاخیں قایم کر دینا ہوگا اگرچہ
بادی النظر میں یہہ ایک بڑا معاملہ نظر آتا ہے مگر جب ایک دفعہ یہہ معاملہ چل نکلے
تو پھر اس کی تکمیل میں کوئی دشواری نہوگی بلکہ بھوپال کی سوسایٹی وغیرہ اور
چھوٹی چھوٹی کمیٹیاں جو اسوقت قایم ہیں وہ کل اس میں بتدریج شامل کرلیجاویں
تو اس غرض خاص کی تکمیل حسب دلخواہ ہو جاویگی۔

حسن

یورپ اور ہندوستان کی تلوار

ہمس آف انڈیا مورخہ ۳۰ جنوری ۱۸۸۵ء سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنگ سواکم واقع ملک سودان کے پہلے حملہ مین رسالہ ہوزارس کے تین چار سوارون کی تلوارین عرب لوگون کے بہالون سے ٹوٹ گئین اور نیز ہمارے ایک سوار کی تلوار بے دریئے تین بار کے چلانے سے ٹوٹ گئی جب یہہ سوار ہتہیار اور بہاے رد کرنے کے قابل نرہا تو اُسی عرب نے جسکو یہہ مار رہا تھا جاے سے اس بیچارے کو بہونک دیا۔

دوسرا ایک سوار جسکی تلوار بہی ٹوٹ گئی تھی عرب کی تلوار سے کاندہے سے کمر تک کاٹ دیا گیا۔

ان تلوارون کے ٹوٹنے سے کل آدمیون کا اعتبار جاتا رہا۔ ایک ٹروپ کے سارجنٹ میجر نے اپنی تلوار کو میان کرکے (ریوالور) پانچ ضربی تفنچہ ہاتھ مین لیا اور عربون پر چلایا مگر ریوالور بند ہوگئی اور آواز تک نہین نکلی ایسا ہی بہت سے ریوالور بند ہوگئی جنکو رسالہ ہوزار کے سوار عربون کی جانب چلاتا چاہتے تھے یہہ تلوار اور ریوالور کل سنئے دیئے ہوئے تھے۔

ایک جو خود جنگ مین شریک تھا بیان کرتا ہے کہ مین نے ایک عرب کے سر پر تلوار ماری مگر اسپر بالکل اثر نہین ہوا۔

۱۸۸۴ء میں یہہ تلوار جرمنی کے کارخانہ (سالنجن) سے آئی ہوئی تھین جب ہتھیار بنانے کا اجارہ خود انگلستان مین مسرس ولکنسن اینڈ کمپنی کو دیا گیا تو انھون نے یا تو یہہ ہتھیار جرمنی کے کاریگرون سے تیار کرایا یا خود سالنجن کے کارخانے سے خرید کر کے سرکار مین داخل کیا سارا سبب یہہ ہے کہ انگلستان سے تلوار بنانے کا ہنر معدوم ہوگیا ہے اگر ایسا ہو تو ایک عظیم الشان سلطنت کے جنگی کارخانہ پر فی الحقیقت ایک بڑا الزام عائد ہو سکتا ہے کیا وجہہ ہے کہ ایسے ضروری و لابدی ہنر ایک سلطنت سے ضایع کر دیا گیا۔

سب جانتے ہین کہ مشرقی زمین (ممالک اسلام) زمانہ قدیم سے تلوارون کا معدن رہا ہے۔

شہر دمشق پایۂ تخت شام کی تلوار سلطان صلاح الدین سے پہلی تمام جہان مین مشہور تھی۔ اور پہلے پہل عرب لوگ تلوار بنانے کا ہنر اپنی فتوحات کے ساتھہ ساتھہ اندلس یعنے اسپین مین لے گئے۔

اور ٹالیڈو کا شہر تلوار بنانے کا مرکزی کارخانہ قرار پایا۔

ہندوستان بھی تلوار بنانے مین کچھہ کم نہ تھا پنجاب مین شہر گجرات کی تلوارین نہایت مشہور تھین۔

جو تلوارین عموماً تیمور لنگ اور چنگیز خان اور بادشاہان دہلی کے زمانہ مین فوجون کو دی جاتی تھین وہ کبھی دشمن کی تلوار کے مقابلہ مین یا دشمن کی پگڑی پر پہلے ضرب مین نہین ٹوٹ جاتی تھین چونکہ اس زمانہ مین

بہت سے دشمن سوز آتشین ہتھیار ایجاد ہوگئے ہین اسلیئے تلوار کی وہ قدیمی عزت باقی نہین رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ مشرق (ممالک اسلام) مین بھی اب بہت ہی کم تلوارین تیار ہوتی ہین -

جو تلوارین میوند واقع افغانستان کے جنگ مین استعمال کیگئین یا غازیان افغانستان بالتخصیص جن تلوارون سے مسلح تھے تو وہ بے فائدہ استعمال کیگئین اور نہ تو وہ جنگ مین ٹوٹ گئین اس صورت یہہ بات دریافت کرنی چاہیئے کہ ایسے مضبوط ہتھیار کہان بنائے گئے تھے -

اور نیز اسبات کا دریافت کرنا بھی لازم ہی کہ کیا ہندوستان سے تلوار بنانے کا علم بالکل نیست نابود ہوگیا ہے اگر ایسا نہین ہے تو کیا یہہ صنعت پھر زندہ ہوسکتی ہے - پس گورنمنٹ آف انڈیا کا پہلا فرض ہوگا کہ قدیمی تلوار بنانے والون کو خاندان تلاش کرکے از سر نو اس مردہ صنعت کو پھر ہندوستان مین زندہ کرے -

اور خود اہل ہند کو بھی لازم ہے کہ اپنے ہموطن بھائیون کے فائدہ پہونچانے کی غرض سے جن قدیم تلوار بنانے والون کے خاندان سے جو لوگ واقف ہون اس سے گورنمنٹ قیصری کو آگاہ کرین بلا شبہہ ہندوستان کو فخر ہوگا اگر یہان کی تلوارین یورپ مین مستعمل ہون -

چونکہ اس وقت گورنمنٹ قیصری کی توجہ اس جانب مائل ہی لہذا اہل ہند (جنکو اپنے ہنر دکھلانے کا موقع ہی) وقت ضائع نہ کرینگے - فقط

حسن

برٹش بلوچستان کے کیا معنی ہیں

۱۴ نومبر کے اخبار لنڈن ٹیمس میں ہندوستان کا حسب ذیل تار تھا۔

"سر تھیوڈور ہوپ وزیر تعمیرات ہرنائی بوبن ریلوے گزشتہ ہفتہ میں معاینہ کرتے رہے۔ وہ ماہ آیندہ میں ہندوستان سے رخصت ہونگے۔ اثنائے دورہ میں صاحب ممدوح نے حکم دیدیا کہ ان کل امدادی تعمیرات کو بہت جلد اسطرح تکمیل کرنا چاہئے کہ بلوچستان ریلوے پوری قوت کے ساتھ کام دے بشرطیکہ کوئی معرکہ واقع ہو"

سر تھیوڈور ہوپ نے باوجود انجنیروں کے ہرنائی ریلوے پر تخمینہ سے زیادہ ۱۵۰ روپیہ فی صدی کا خرچ کی اجازت دی اور اب امید کیجاتی ہے کہ دس لاکھ روپیہ اور صرف کیا جائیگا۔ یہ جملہ اخراجات خالص ہندوستان سے لیے جائینگے۔

اضلاع پشین تھل چوٹیالی اور سیبی جو ہمارے زیر انتظام ۱۸۷۹ء سے ہیں اب باضابطہ انگریزی عملداری ہندوستان میں ملحق کر لیے گئے ہیں اور ایک چیف کمشنر کی ماتحتی میں بنام برٹش بلوچستان سپرد کر دیے گئے ہیں۔ ایجنٹ گورنر جنرل متعینہ قطع وہاں کا چیف کمشنر قرار دیا گیا ہے"

ان اضلاع کا انتظام جو ہندوستان کے حدود سے باہر ہیں بلوچستان کے حقیقی وارث اور مالک یعنے خان قلات کے نام سے انگریزوں نے کیا۔ پس اب

کی ہر شخص کو جاننے کی خواہش ہوگی کہ ان اضلاع کو الحاق کرنیکے کیا اسباب ہین
کیا صرف گزٹ آف انڈیا مین اعلان ہوجانے سے الحاق ہوجاتا ہے - کیا الحاق کیلئے
لندن گزٹ مین خط کتابت مطبوع ہوئی تھین یا صرف عالی یادداشت کارروائی کا نتیجہ
غیر سلطنت کے الحاق کیلئے کیا حق ہے - پہلے یہہ معلوم ہونا چاہئے کہ خان قلات
کو ان اضلاع کے دیدینے کا کیا حق تھا بعدہ انگریزی حکومت کہانسے لینے کی مجاز
ہوئی - کہ ایسے دوست اور رفیق سے ایام صلح مین اضلاع چھین لے - پس کیا
اس قسم کا حق ایکٹ ۱۸۵۸ء سے حاصل ہوا یا انڈین کونسل ایکٹ ۱۸۶۱ء نے مجاز
کیا یا اسی ایکٹ ۱۸۵۸ء سے موقع حکومت ملا -

ان سوالون کا جواب بجز اسکے اور کچھہ نہین ہوسکتا کہ انڈیا کونسل ایکٹ
۱۸۵۸ء ۲۱-۲۲ وکٹوریا باب ۱۰۶ مین اس کا کچھہ ذکر نہین ہے - ۱۸۵۸ء مین
چونکہ معاملات ہندوستان کی کارروائی اور اس کی روک تھام بہت بھاری
تھی اسلیئے ایسٹ انڈیا کمپنی کو موقوف کردیا اور حکم ہوا کہ جو احکام ابتک بذریعہ
خفیہ کمیٹی متعلقہ کورٹ آف ڈایرکٹر وایسرائے ہند کو ہوا کرتے تھے وہ آیندہ
بذریعہ معتمد (سکرٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا) بغیر علم ممبران کونسل معتمد
ہند ہوا کرینگے - جب خفیہ احکام کورٹ آف ڈائرکٹر عام طور سے قانون کی
حیثیت مین لائے جاتے تھے اسوقت ایسٹ انڈیا کا کوئی ڈائرکٹر (ناظم) ممبر پارلیمنٹ کی حیثیت
مین بورڈ آف کنٹرول کی کارروائیون کی مخالفت کرسکتا تھا - اسوقت سے کونسل معتمد ہند کا
کوئی شخص پارلیمنٹ کا ممبر نہین کیا جاتا تا خفیہ احکام کے مقاصد یہہ ہین ہندوستان مین ٹکس لگانا صلح یا جنگ کرنا

ہندوستانی دیسی رئیسون یا ریاستون سے معاملہ کرنا۔ یا کسی دوسرے رئیس
یا ریاست سے خط کتابت کرنا۔

ایکٹ ۱۸۵۸ء نے ڈیوک آف آرگائل کو گوارینٹڈ ریلوے کمپنیان (ضمانتی ریلوی کمپنی)
کی طرفداری مین گورنمنٹ پر دباؤ ڈالنے کا موقع ملا۔ اور انڈین کونسل کی جو طرفداریان
زمینداران بنگال کے حق مین تھین اوس سے انکار کیا۔ اسی سے لارڈ سالسبری
کو قوت ہوگئی اور انہون نے لارڈ لٹن کو گورنر جنرل ہند بنا کر بھیجا جسنے سپریم کونسل
(مجلس عالیہ گورنر جنرل) کو بالائے طاق رکھکر ۱۸۷۸ء مین امیر افغانستان سے
تباہ کن اور ظلمناک جنگین کین اور اسی سے لارڈ رنڈالف چرچل ہٹریاٹک ایکونومسٹ
نے لارڈ ڈفرن کو برہما پر دست درازی کا موقع دیا۔ گورنمنٹ انگلشیہ ہندوستان
وسط ایشیا مین روس کو بیجا دہمکی دینے کیلئے ٹیکس لگاتی ہے اور جب نیپال فرانسز
اپنی قوت بحری سے دست کش ہوئی ہے گویا کہ وہ چاہتی ہے کہ روس کے
کل مطالب پوری طور سے حاصل ہوجائین فقط

انسداد غلامی کے بہانہ سے مذہبی حملہ

اگرچہ جرمنی کو بعض خصوص مقامات افریقہ مین وسعت حکومت کیلئے کمپنیان
مقرر کئے ہوی کچھ زیادہ عرصہ گذرا ہے دیگر جو کچھ نتیجے پیدا ہوئے اور انپر جو ڈر
دہنک سے بار دیگر غور کر کے پرنس بسمارک نے کارروائی شروع کی ہے
وہ حکومت کی ترقی بحیلہ انسداد بردہ فروشی ہے پرنس بسمارک نے اپنے
رعب داب سے بہت سی اعلی یورپی قوتون کو اس حکمت عملی کیلئے اپنا جانب
دار کرلیا ہے چنانچہ انگلستان کو خوف دلایا گیا کہ گر جرمنی کا افریقہ مین سانقہ
نہ ہوگئے تو اس سے بھی یورپ کے کسی جنگ مین جسمین انگلستان کو براہ راست
تعلق ہوگا امید نہ رکھنی چاہیئے اس تخویف سے وہ بھی شامل ہوا ماحصل اس
کوشش کا یہہ ہے کہ اسلام کی روزافزون افریقی ترقی کو روکا جائے اور
اور عیسوی مذہب کی اشاعت ہوا ور جرمنی کو وسعت حکومت کا موقع
دیا جائے اسلام کی جو کچھ افریقہ مین حالت ہے اور جس بدنما طریقہ سے اسمین رکاوٹین
ڈالیجاتی ہین اسکی مشرح کیفیتین کئی نامی انگریزی سیاحون اور واقف کار دلکی
تحریرون سے اس رسالہ مین لکھی گئین اور آیندہ مندرج ہوا کرینگی۔

عیسائی مذہب اور انگریزی ضابطہ حکومت

اوڈیم تھیولوجیکم (تنازع اہل مذہب) اسقدر عام ہوگیا ہے اور اسکے پیروکارون
مین دلیلون کی تحقیر اس قدر کثرت سے ہے کہ ہم کارڈینل لیوگری کے حملہ مسلمانانکو

کبھی قابل وقعت نہ سمجھتے اگر ان حملون کی مقبولیت اسی گروہ مین محدود ہو جاتی
جو ضعف قوت کی بیماری مین مبتلا ہے ۔
مسلمان خیال کر سکتے ہین کہ عیسائیون مین بڑا قابل قدر اتفاق و اتحاد ہی
کیونکہ اُن کے مذہب پر اس مذہب کے دو بڑے گروہ پروٹسٹنٹ اور کیتھولک
متحد ہ و متفقہ کوشش سے حملہ کر رہے ہین لیکن لارڈ گرینویل کو تو کوئی شخص
سرگرم مذہبی آدمی نہ خیال کریگا ۔ پس ہمکو یہہ نتیجہ نکالنا چاہیئے ۔ کہ یہہ انکا
اقتضائے طبعی ہے جس سے انہون نے بے بنیاد اصولون پر سویز کے
حقوق سلطانی صلب کر لئے ۔ گورنمنٹ اٹالیہ کو ابھارا کہ مصوع پر قبضہ کر لے
جسکا اوسے کوئی حق نہین ۔ اسی طبیعت کا یہہ بھی اقتضا ہے کہ سلطنت
عثمانیہ کی دشمنی اس پیرایہ مین ادا کیجائے ۔ سلطنت انگلستان کے
ایک معزول وزیر خارجہ کی یہہ حرکت کہ وہ ایک ایسی تحریک کی پیشوائی
کرے جو اس مذہب کے مخالفت مین ہو جسکا سرگروہ انگریزی سلطنت کا
رفیق یعنے سلطان روم ہے ایسی کارروائی ہے جسکا کوئی شخص
پہلے سے گمان بھی نہین کر سکتا تھا ۔
ہمکو تعجب ہوا کہ لارڈ گرینویل نے اس مجمع مین اپنی موجودگی کے نسبت
عذر کیون نہین پیش کیا ۔ جبکہ کارڈینل لوگری نے بمخالفت مسلمانان
پرنسس ہال مین اسپیچ دی تھی جسکا ذکر رسالہ حسن نمبر ۵ جلد اول
مین ہوا ہی پس ہمکو فرض کر لینا چاہیئے کہ وہ ایسے سادہ لوح بزرگ ہین

کہ اپنی سادگی مزاج سے اُن موقعوں پر بے تکلف چلے جایا کرتے ہیں جسکے
نقصانات اُن کو پہلے سے نہیں معلوم ہوتے -

ہمکو اسبات سے مسرت حاصل ہوئی کہ کارڈینل لویگری کے جواب
مین جو تحریر ڈاکٹر لٹنر کی ہمنے درج صحیفہ کی تھی وہ بکار آمد ہوئی کارڈینل صاحب
لندن سے بروسل دار السلطنت ملک بلجیم روانہ ہوئے جہان کا بادشاہ
لیوپولڈ دوم افریقہ کی تہذیب کیلئے کوشش کر رہا ہے - افریقہ کی تہذیب
یعنے بادشاہ کی خواہش پوری طور سے اسیوقت ہو سکتی ہے جب
اسلام اور مذہب عیسوی مین سچا اور قلبی اتحاد ہو - بروسل کے بڑے گرجے مین
کارڈینل مذکور نے اپنی تہمت انگیز تقریر کا اعادہ کیا - لیکن سفیر دولت عثمانیہ نے
نہایت لیاقت سے اس کا جواب دیا اور ڈاکٹر لٹنر کے خط سے معقول استفادہ
کیا اور اخبار اندپنڈنس بلجی مین سب کیفیتین درج ہوئین اخبار مذکور مین پہلے
انسداد بردہ فروشی کی معقول تدبیرین بتلائین جسکے لیئے وہ کوچہ بکوچہ پھرتے
ہین بعدہ سفیر عثمانیہ کے موافقت مین بالکل بے طرفدارانہ مضامین
کالم کے کالم لکھے ہوئے ہین - اسی بیان مین اُن خطوط کا خلاصہ دیا جاویگا
ڈاکٹر لٹنر کا خط اسلیئے نظر انداز کیا جاتا ہے کہ اس مین وہی عبارت ہے
جو رسالہ حسن نمبر ۵ جلد اول مین مندرج ہے ہان ہمکو افسوس ہے
کہ سفیر عثمانیہ کے دوسرے خط کا خلاصہ بوجہہ عدم گنجایش نہین دیسکتے
اگر کارڈینل مذکور نے اپنے بیان مین کوئی ایک بات بھی نئی کہی ہوتی

تو ہم دوبارہ چھاپ دیتے - بہرحال اُن کے بیان سے یہہ معلوم ہوا کہ اب خاصیت مذہب اسلام کے متعلق کوئی مباحثہ کارڈینل صاحب سے ہوگا کیونکہ سب وہ اقرار کرتے ہیں کہ انہوں نے کبھی کسی طرح سے مسلمانوں کے مذہب پر حملہ نہیں کیا - پس اب ہمکو دیکھنا اور دکھلانا چاہئے کہ یہہ انکار کس قدر قیمت کا ہے تیسری اکٹوبر کے لنڈن ٹیمز میں ایک مسٹر ایلن سکرٹری اینٹی سلیوری سوسائٹی (معتمد مجلس مخالفت بردہ فروشی) کا مطبوعہ ہوا ہے جسمین سے یہہ خلاصہ کر لیا گیا

"عالیجناب کارڈینل لیوگری اس امر کے منکر ہین کہ انھون نے کبھی کسی طور سے مذہب اسلام پر حملہ کیا ہے ہمیشہ سے مسلمانان افریقیہ سے انکی بڑی دوستی ہے"

اب کارڈینل صاحب کی اسپیچ جو سنٹ لوڈول مین ہوئی اور جو با ضابطہ دوبارہ مشتہر کیگئی ملاحظہ ہو جس مین مقصد ذیل مقتبسہ مضمون مندرج ہے -

اگرچہ مین اس بیان کو ایک مرتبہ کہین دیکھ چکا ہون مگر قبل روانگی از یورپ اس کا اعادہ مناسب سمجھتا ہون مسلمانون کا دستور ہے کہ حبشیون کو غلامی کی حالت مین رکھنا وہ اپنا حق سمجھتے ہین نہین نہین بلکہ وہ اپنا مذہبی حق سمجھتے ہین کیونکہ انکی ایسی مذہبی تعلیم ہے اہل اسلام بامداد مفسرین قران تعلیم دیتے ہین کہ حبشی

مرہ انسانی سے خارج ہیں ان کی خلقت انسان اور حیوان مطلق کے
بیچ میں ہے بلکہ بعض مناسبتوں سے وہ حیوانوں سے
بھی بدتر ہیں"

اس تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ کارڈنیل نے آپنی آتشی بیان سابقہ پر اوزنیل چھوڑ دیا ہے باوجود اس کے ہم کو مان لینا چاہیئے کہ انہوں نے اسلام پر کسیطرح حملہ نہیں کیا۔ مسٹر المین نے جہان کارڈنیل کا انکار لکھا ہے اس مضمون میں یہہ عبارت اوسا تمہ لکھی ہے

"کارڈنیل لیوگری کو اس بات کے سننے سے سخت قلق ہوا
کہ جس خدمت میں انہوں نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ صرف
کیا اس خدمت کو اخبارات بلجیم و فرانس مختلف نظر سے
دیکھتی ہیں جنمیں بیان کیا گیا ہے کہ کارڈنیل کی غرض اس
شور شغب سے تمام عیسائیوں کو برانگیختہ کرکے بذریعہ
جنگ صلیبی اسلام کو مٹا دینے کا ہی اور کوششیں نسبت
مجلس مخالف بردہ فروشی محض اسی غرض کی تکمیل کیلئے تہیں"

ہماری نظر سے فرانسیسی اخبارات نہیں گذرے لیکن بلجیم کا اخبار موسومہ "انڈپنڈنس بلج" میں اس قسم کا حملہ نہیں ہے جسمیں کل خط وکتابت چھپی ہے اور بھی وہاں کے اخبارات اس قسم کے تذکروں سے خالی پائینگے۔

علی ہذا سفیر دولت عثمانیہ نے بھی ایسی تحریر نہیں لکھی۔ اور اگرچہ ہمنے قطعی طور سے لکھدیا کہ ممالک اسلامیہ پر حملہ کی نیت ہوئی لیکن اس کا اظہار نہیں کیا گیا

کہ آیا کارڈینل صاحب اس گروہ مین داخل ہین یا نہین اسکے بعد مسٹر املین فرماتے ہین۔

"کارڈینل لیوگری کی راے ہی کہ اگر ان ملکون کا سراغ لگایا جائے تو
آسانی سے معلوم ہوجائیگا کہ اسکی بنیاد ان لوگون کیطرف سے
ہی جو مشرقی افریقہ کے فرانسیسی نوآبادیون مین بجبر و بزور نیشکر
باغات تیار کرانے مین بہت فائدہ اٹھاتے ہین جس سے
مشرقی اور وسطی افریقہ مین بردہ فروشی بے روک ٹوک جاری
ہی اور یہہ بہت کچھہ اس مذموم تجارت کی جوابدہ ہوسکتی ہی"

ہم زور سے کہتے ہین کہ کارڈینل کے اہتمام پر پہلے پہل اس رسالہ مین نکتہ چینی ہوئی ہے اور ہمکو برانگیختگی اس وقت اور زیادہ ہوئی جبکہ ایک معزول وزیر خارجہ نے اس قسم کے اہتمام کو جایز رکھا اور خود جلسے مین موجود رہا پس کیا مسٹر املین کہہ سکتے ہین کہ ہمکو کوئی تعلق فرانسیسی نوآبادیون مین نیشکر کے باغات لگانے سے ہی۔ مسٹر ایلین کا بیان ہے۔

"کارڈینل لیوگری نے مجھکو مطلع کیا ہی کہ ان کی یہہ مذہبی
کوشش خوب بار آور ہو رہی ہے ایک ہزار سے زاید مجاہدین
(والنٹیر) نے درخواست کی ہے کہ انسداد بردہ فروشی کیلئے
جس قسم کی خدمت درکار ہو ہمیں بھیجائے اور کئی لاکھہ سکہ جات
فرانک کا بھی وعدہ کیا گیا ہے لیکن ابھی صاحب ممدوح
اور انکی ماتحت مجلسون نے یہہ فیصلہ نہین کیا کہ ان امداد

فوجی قوا کو کس طریقہ سے استعمال مین لائین لیکن انہون نے
مجھکو مطلع کیا ہے کہ اُن کا ارادہ عربون سے جنگ کرنیکا نہین ہے"

مسٹر ایلن نے اپنی تحریر مین کارڈنیل صاحب کو بتلایا ہے کہ کیا کرنا چاہئے اور کیا نہین اس موقع پر ہمکو بھی کارڈنیل صاحب کیخدمت مین صلاح دینے کی جرئت ہوتی ہے اور وہ یہہ ہے :۔

کہ افریقہ مین آدمیون کے بھیجنے کیلئے اس وقت تک چندہ نکرنا چاہئے جبتک یہہ معلوم نہو جائے کہ وہ وہان جاکر کیا کرینگے اور جبتک یہہ معلوم نہو کہ وہ اپنا کام بغیر ان لوگون کے ذلیل کئے ہوئے شروع کرینگے جنکی امداد تکمیل اغراض کیلئے ضروری ہے۔

انسداد غلامی کیلئے جو کوشش کیجا رہی ہے وہ تعجب انگیز ہے چونکہ اہل یورپ نے گذشتہ نصف صدی مین نہایت سخت بردہ فروشی کو جو ان ممالک مین رائج تھی بند کردیا ہے اسلئے اسی فرضی خیال سے انسداد غلامی کیلئے اسلام پر حملہ کیا جاتا ہے جسنے بارہ سو برس ہوے کہ عالمگیر بردہ فروشی مین بہت تبدیلیان کر کے گھٹا دیا اور اس کے قواعد مقرر کردئے انگلستان مین بردہ فروشی کے نسبت جو پہلے خیال تھا وہ پارلیمنٹ کے کاغذات مین مندرج ہے چنانچہ لارڈ چینسلر الڈن ناظم ذخائر شاہی نے جو اسپیچ بوقت منظوری اسمیس رزولیوشن پیش کردہ آرل باتھرسٹ کے دی تھی کہ وسٹ انڈیز مین غلامون کی موجودہ حالت مین اس نظر سے ترقی دیجائے کہ بالاخر انکو آزادی

حاصل ہو۔ یہان ہم درج کرتے ہین۔

ہوس آف لارڈز

سہ شنبہ ۷ مارچ ۱۸۸۲ء

رزولیوشن متعلقہ انسداد غلامی پر ناظم دفاتر شاہی لندن کی اسپیچ۔

"غلامی کے بارہ مین بہت سے باتین بیفائدہ کہی گئی ہین کہ اول وہ انگریزی ضابطہ حکومت کی ناموری مین بٹہ لگاتا ہی اور بالکل خلاف ہی دویم یہہ کہ مذہب عیسوی کے منافی ہی جسکو وہ جائز نہین سمجھ سکتا۔ پس اول الذکر کے بارہ مین کہ بردہ فروشی خلاف ضابطہ حکومت انگلشیہ ہی مین بالضرور یہہ کہونگا کہ اس سلسلہ بردہ فروشی کو انگریزی ہی ضابطہ سے پرورش کیا پڑہایا اور قریبًا بھی بانی مبانی ہوا اور لارڈ سومرس ایسے نامی گرامی کے زیر صدارت اس بیان کو بہت تامل و پس پیش کے ساتھ کہہ سکتا ہون کہ بردہ فروشی خاصہ حکومت انگلیزی کے مخالف ہی اب رہا دوسرا امر کہ بردہ فروشی عیسوی مذہب کے برخلاف ہی (عام اس سے کہ میری رائے بہ نسبت انڈیبرگی بردہ فروشی کے بہ نسبت کیسی ہی ہو) جب ہین یہہ بات یاد کرتا ہون کہ بردہ فروشی سیکڑون برس جاری رہی اور اس ملک (انگلستان) کے ضوابط نے اس کو ترقی دیا اور یہہ ترقی

صرف نامی گرامی اہل معاملہ لوگون کیطرف سے نہین تھی جنہون نے
تاریخ مین اپنا نام پیدا کیا بلکہ مشہور معروف پادریون اور بڑی محتاط
اہل مذہب عالمون اور معزز واعظون کیجا نب سے تھی جسطرح کہ
آج واجب التکریم پادریون کا گروہ روبرو موجود ہے۔ یہہ لوگ
بخوبی جانتے ہین کہ مذہب عیسوی کے کیا مخالف ہے اور کیا نہین
مین اسبات کا اقرار کرتا ہون کہ جو طریقہ حسب اجازت اہالی مذہب
اس طرح اتنے مدتون سے جاری ہو اس کو مین ایکبارگی اب
مخالف مذہب نہین قرار دیسکتا جیسا کہ بعض حضرات سمجھتے ہین
پس میری راے ہے کہ ان سب باتون مین ہملوگون کو فرض ہے کہ
اپنے پیش روون کی رایون پر چلین "

اسوقت ہم اس امر کا فیصلہ نہین کرنا چاہتے کہ بردہ فروشی کا زیادہ مخالف مذہب
اسلام ہے یا عیسوی۔ لیکن اگر مذہب عیسوی کے حق مین ڈگری دیجاے تو
یورپ علی العموم اور انگلستان علی الخصوص ۱۸۳۶ء کے پہلے پیرو مذہب عیسوی نہین تھا

بردہ فروشی اور اسلام

از اخبار ڈنڈی ایڈورٹائزر

"

مورخہ ۲۶ اگست

سفیر دولت عثمانیہ متعینہ دربار بادشاہ بلجیم کا خط بجواب اسپیچ کارڈنل لیوی گری کے
جنہون نے افریقہ کی بردہ فروشی کو صرف اسلام کا نتیجہ ٹھہرایا ہے نہین بلکہ مذہب اسلام

کی تعلیم کا نتیجہ بتلایا ہے۔ سفیر صاحب کا خط کسیقدر دلچسپی سے پڑہنے کے قابل ہے۔
کسیقدر اسلئے کہا گیا کہ یہہ سفیر مسلمان نہین ہین انکی معلومات اور عبور وہین تک تسلیم
کیجا سکتا ہے جہانتک کسی محقق مذہب اسلام کو ہوسکتا ہے۔ یہہ خط بلجیم کے روزانہ
اخبار موسومہ انڈ پنڈنس بلج" مورخہ ۲۶ اگست مین پایا گیا۔

چھٹی بنام

ایڈیٹر صاحب اخبار انڈ پنڈنس بلج جناب من۔ کارڈنیل لیوگری کی اسپیچ جو آپکے
اخبار مورخہ ۲۴ اگست مین چھپی ہے اس مین ذیل کا فقرہ دیکھا گیا" مسلمانون کو
غلامی کیلئے جنہون کا شکار کرنا مذہبی فرض ہے ان کا عقیدہ اور انکی تعلیم ہے کہ
حبشی زمرہ انسانی سے خارج ہین۔ اُن کی حیثیت انسان اور حیوان کے بیچ بیچ مین
ہے بلکہ بعض حالتون مین حیوانون سے بھی بدتر ہین"۔ یہہ اسپیچ بطور پمفلٹ
کے علیحدہ چھپی ہے جسمین اُنہین مطالب کو زیادہ وضاحت سے لکھا ہے جسکے
اعادہ کی ضرورت نہین ہے۔ کارڈنیل نے اپنے تقریر مین یہہ بھی بیان کیا کہ
جو تاجر غلامی کیلئے حبشیون کو پکڑ رہے ہین ان کو چاہئے کہ وہ اپنے وطن ہندوستان
یا ٹرکی مین واپس جاوین۔ جملہ حاضرین نے یہہ تقریر سنی آپکے اخبار مین بھی مندرج
ہوئے اور پمفلٹ مین بھی پائیگی۔ کارڈنیل صاحب نے شاید بعد کو یاد کیا ہوگا
کہ بہت زمانہ گذرا کہ سلطنت عثمانیہ نے قانوناً بردہ فروشی کو منسوخ کردیا ہے۔
اور وہ قانون عام قوانین کے ساتھ رواج پذیر ہے۔
یقیناً یہہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ ایسا مشہور اور باوقعت مذہبی

سردار غلط بیانات کا اپنے آپکو مرکز بنائے اور منبر پر چڑھ کر ایسے ہی اتہام تمام مذہب کے لوگون پر لگائے - یہہ صحیح نہین ہے کہ اصول مذہب اسلام بردہ فروشی کا حامی ہے جبکا تماشہ گاہ بالائی کانگو قرار دیا گیا ہے اسلام کسی جنس انسان کو برباد نہین کرتا خواہ وہ سیاہ حبشی ہو یا سفید یورپی اس قسم کے حملون کا ایک برجستہ جواب لندن کے انٹینم اخبار مین اسوقت مطبوع ہو چکا ہی جبکہ جنرل کارڈن نے غلامی کا اعلان کیا تھا - چنانچہ اس تحریر والی کو لندن کے عمدہ ماہوار رسالہ موسومہ "ڈبلیو بینک فلائی شیٹ" مورخہ ۱۴ اگست مین دوبارہ مطبوع کیا ہے - وہ تحریر بجواب اسپیچ کا ڈینلصاحب کے ہی جو انہون نے لندن کے پرنس ہال مین دی ہی مصنف اس تحریر کا پروفیسر ڈاکٹر لیٹنر ممبر رائل اورینٹل انسٹیٹیوشن ہے جو انگستان مین اسلامی مذہبی تعلیمات کے متعلق معتمد علیہ قرار دیا جا سکتا ہے اور علاوہ اسکے اسنے مدتون تک ممالک اسلامیہ مین رہکر مسلمانون کے خیالات اور تعلیمات کا علم حاصل کیا ہے -

اس تحریر کا ترجمہ بنظر اندراج اخبار رسال خدمت کرتا ہون امید ہی کہ اس خیال سے کہ وہ بالکل انکی بخشش ہی زیب صحیفہ کیجیگا کارڈینل صاحب کے فصیح اور خشم آلود بحث مین یہہ نہین بتلایا گیا کہ آیا افریقہ مین بردہ فروش مسلمان ہین یا اور کوئی ہی - ممکن ہے کہ سب کے سب مسلمان ہون مگر اس خصوص مین انہون نے کچھہ تصریح نہین کی - کل مذہبون مین مجرم اور خراب آدمی ہوتے ہین

کیا افریقہ کے عیسائی تاجر غلامان اسیطرح بدنام نہین ہو سکتے جسطرح وہان
کے مسلمان۔ کیا ان لوگون کو اپنے مذہبی اصول کے خلاف کارروائی کرنی اور
اسکو بدنام کرنا جایز ہے۔ لیکن ان ملحدین کی آزمایش کیلیے عیسائی مذہب خواہ
انجیل کہانتک جوابدہ ہو سکتی ہے۔
اگر کارڈینل لیوگری نے سچی مسلمانون کے روبرو وعظ کیا ہوتا ان مسلمانون مین
سے جنکا باپ اور پاسٹر اپنے آپ کو کیا تھا کوئی مسلمان بھی ایسا نہ پایا جاتا
جو بردہ فروشون سے جنگ کو برا سمجھتا کیونکہ لکھا ہے کہ "سب سے بڑا بدہ آدمی
ہے جو آدمیون کو بیچتا ہے" مسائل اسلام اسکے سوا اور کسی دوسری
راہ کو موید نہین ہین۔

کارڈینل لیوگری کا جواب

خلاصہ میری دانست مین تو کوئی بھی مسلمانون کی چھوٹی بڑی خود سلطنت
افریقہ مین ایسی نہین ہے جو نہایت وحشت آمیز حرکت سے شکار غلامان کی
اپنے ملک مین وسعت اجازت نہ دیتی ہو یا بعض اوقات خود نکرتی ہو۔
مجھکو ذاتی علم ہے کہ ایشیاے روم اور افریقہ ماتحت روم کے بعض مقامون مین
بردہ فروشی اور اس بدنصیب کاروان کی روانگی ترکی افسرون کی اجازت
سے ہوتی ہے پس افریقہ کے کل خودمختار اسلامی سلطنتون مین بردہ فروشی
جاری ہے اور ایشیا مین بردہ فروش مسلمان ہین۔ جبتک کوئی خلیفہ ہو
تل مسلمان بعید فروخت غلامان کیلیے تیار رہتے ہین۔ ترکی خود بواسطہ قانون

مانع ہوتی ہی لیکن اپنے افریقی صوبون مین بجبر مکمل طریقہ سے مخالفت کرتی ہے قرآن
تنبیخ بردہ فروشی نہین ہوتی مسلمان سمجھتی جو قرآن پر چلتی ہین اسکی مخالفت نہین کرتے
قرآن کی تفسیر عیسائیون کی لکھی ہوئی کر مین ہدوی سمجھتا ہون کیونکہ وہ لوگ کافی
طور سے اوسکے مطالب نہین سمجھتے - اور نہ او بردہ عمل کرتے ہین - لیکن سفیر عثمانیہ
متعینہ بلجیم ازراہ عنایت کسی دوسرے اسلامی ملک کے شیخ الاسلام سے فتوی
منگا دین کہ بید مینون کا زبردستی پکڑنا اور فروخت کرنا خلقی اور خدائی قانون
خلاف ہے جیسا کہ ہم لوگ یورپ مین سمجھتے ہین -
وہ بیشک آخر مین مذہب اسلام کی حمایت کرینگے جسکی مخالفت مین الزامات لگائی
ہین اور بردہ فروشی کو جو اہل عرب و دنیا مسلمانون سے قبول [illegible]

سفیر عثمانیہ کا جواب الجواب

(خلاصہ) بعد متعدد عیسائی اور مسلمان معتقد ہین کہ تحریر ایک سفیر کی بہت
سا تحفہ سوال پیش کرتا ہے کہ کیا یہہ مخصوص لشامات ایک ایسے مذہب کی ہین
جو بے انصاف اور وحشی کہا جاتا ہے اور جس کی یہہ معتبر ہین کہ نیچی باتی
ہین کسی قوم یا جنس انسان کو پامال کرتے ہین -
کارڈینل صاحب جری فصاحت سے یورپ مین قابل نظر ہین بردہ فروشی
کے مخالفت مین جو افریقہ مین ہو رہی ہے وعظ کرتے ہین -
انکی یہہ کوشش حق بجانب ہے اور یہی بہت بڑا کام ہے جو انہون نے
اپنے ذمہ لیا ہے لیکن تعجب ہے کہ کارڈینل صاحب نے ایک اپنے مضمون مین

جو اسکے متعلق انکار اور بہت نفرت پھیلی ہے اور جسکی قیام بہت ہی کم دن ہوئے مسائل مذہبی کو داخل کرتے ہیں جنکا کوئی تعلق نہیں ہے۔

اسلامی تعلیم وہی ہے جسکا میں نے ذکر کیا اور اسی میں انکے قیام اور حامی ہوں اور اسی پر میں اپنے بیانات کو ختم کرتا ہوں لیکن یہاں پر ایک ایسے شخص کی رائے لکھتا ہوں جو کارڈینل صاحب کا رفیق اور فرانس کی عزت ہے سب سے تعلیمی سند ہے اپنی مشہور کتاب محمد و قرآن میں اصطلاح لکھتا ہے۔

"اگر ہم اس کے اصول و قوانین پر لحاظ کریں تو ہم خود بخود یہہ سوال کرینگے کہ اصل میں مذہب اسلام ان کیا چیز ہے ہمارے زبان سے بجز تعریف کے اور کچھ نہ نکلیگا۔ محمد (صلعم) نے جو کچھہ ساتویں صدی کے وسط میں مذہبی تبدیلیاں کیں انکی واقعیت پر لحاظ کرنا چاہیے۔ مجموعی لحاظ سے تو وہ بت شکن پیدا ہوا ہے۔ عام لوگوں کے اعتقاد کیلیے جنکو حمقانہ اور بیہودہ تعصب مذہبی ورانتا پہونچا تھا۔ محمد صلعم نے بیس برس کی جانفشانیوں کے بعد ایک خدا کا قائل کرایا جو رحیم اور آمرزگار رفاق آسمان و زمین ہے۔ انسانوں کا باپ جنکی ہر وقت محافظت کرتا ہے اور جنپر نیکیوں کا بار ڈالتا ہے۔ بعد الموت سزا اور جزا دیتا ہے جہاں خدا ہملوگوں کا منتظر رہتا ہے کہ ہم اپنے اعمال دنیاوی کے

موافق سزا یا جزا پاتے ہیں - قادر مطلق - قایم الدایم ازلی ابدی
ہر جگہہ موجود ہر کام کو دیکھنے والا گو کیسا ہی خفیہ کریں - اپنی
مخلوق پر پورا اختیار - جس سے ایک لمحہ بھی علیحدہ نہیں ہوتا -
خواہ وہ دنیا میں ہو یا عاقبت میں - اسلام سب سے زیادہ خود
اور سب سے زیادہ معتقد پاک مرضی کا ہے - اسکے خلاف میں کوئی
مضبوط دلیل نہیں ہے بجز اس کے کہ اسکے ایمان سے [illegible]
ناکامی ہوتی ہے - سچے مسلمان کا دل نہایت مطمئن اور
ایسا صاف ہوتا ہے جیسا کہ اس کا قبل ولادت کے تھا
اور اسکی بمقابلہ متواتر مصائب کے تحمل مزاجی اور سبسے [illegible]
منصفی قابل لحاظ ہے - اسلام اپنی اصلی حالت اور سادگی
میں ایسا ہی ہے - اور محمد صلعم کی بھی اصلی اور سچی تعلیم تھی
جسکے سکھلانیکے لئے عرب میں آنحضرت تشریف لائے اور
جسکے ذریعہ سے عربوں کی حالت کہاں سے کہاں ہوگئی اور
سوائے مذہب عیسوی کے جو انجیل پر چلتا ہے دنیا میں
کوئی مذہب ایسا نہیں ہے کہ اسلام کے مقابلہ میں ٹھہر سکے۔

قلعہ گوالیار

گوالیار جو بذریعہ ریل کے آگرہ سے پانچ گھنٹے کا راستہ ہو ہندوستان کے
نہایت دلچسپ مقامات مین شمار کیا جاتا ہے ایک سنسان پہاڑی کی چوٹی پر
جو سطح آب سے تین سو فیٹ بلند ہے اور جہان سے خشک میدان پر حکومت
ہوتی ہے گوالیار نامی قلعہ موجود ہے جو مدتون تک ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا-
اور جسکی دلچسپ قدیم تاریخ تاریخانہ مذاق سے بوجہہ قدامت متجاوز ہوکر
قصہ کہانیون مین پائی جاتی ہے - اوسکی حوالیمین قدیم آبادی لشکر ہے جو انک
ہندوستان کے شہرون مین نہایت پرانا اور آباد گنا جاتا ہے - تھوڑی
دور پر خوشنما چمکیلے سفید ستونون کا عالیشان مہاراجہ سندھیا کا محل ہے-
یہہ وہ وفادار رئیس ہے جو حکومت انگلشیہ کا بڑے گاڑھے وقت مین بھی
پکا دوست رہا ہے - بائین جانب مرار چھاونی زیر قبضہ افواج انگریزی ہی
جسمین عمدہ اور آرام دہ بنگلہ رزیڈنٹ بہادر کا ہے جسکا کام امور مملکت مین
مہاراجہ کو رائے دینا ہے - انگریز مسافر کیلئے یہہ چھاونی عجیب اور مخصوص
ماتم کدہ ہے - یہان ۱۸۵۸ کی چودہوین جون کے واقعات انگریزی تاریخ
مین اب اشک سے لکھے گئے ہین انگریزون کی بر سر موقع بی لوث کارگذاری
اور غیر مغلوب بہادری سے اس حادثہ جانگاہ پر ایک رنج دہ سینہ تاب
رنگ چڑھ گیا ہے - مرار کے غمکدہ چرچ یارڈ (مقبرہ) مین ان نام آورد

نام سے نکلے ہوئے ہین جو جوش زدہ سپاہیون کی تیغ و تبر سے کشتہ ہوئے - اسمین
اُن لوگون کے بھی تذکرے ہین جو باغیون سے قلعہ لینے مین کام آئے - افسوس
ہزار افسوس کہ بہت سے نامورون کے نشانات زمانہ کے ہاتھون تلف ہوگئے
اور جو باقی ہین وہ بھی اسی گمنامی کے شاہراہ پر تیزی سے جارہے ہین کیونکہ
مقابر جلد جلد تباہ و برباد ہورہے ہین - بہت سے شکستہ ہین چند سرنگون ہوگئے
ہین اور کئی ایک ٹوٹ پھوٹ پاش پاش ہین غرض تباہی کا ایک افسوسناک نمونہ ہے
جب سنہ ۵۷ء کے المناک غدر کا بلا انگیز طوفان بلند ہوا تو مہاراجہ سیندھیا کے
پاس علاوہ اپنے خاص فوج کے جسکی تعداد دس ہزار تھی وہ دو پلٹن سوار
بیقاعدہ کا جسمین سب درجے کے آدمی ۱۱۵۹ تھے اور سات پلٹن پیدل
کا جسمین مجموعہ ۶۴۰۰ سپاہی تھے اور چار توپخانے میدانی اور ایک توپخانہ
قلعہ بندی کا قابض تھا - جملہ ۱۶ توپین اور ۷۰۰ گولنداز تھے - اس فوج پر
انگریز مامور تھے اور یہہ لوگ پوری طور سے قواعددان تربیت یافتہ اور
عمدہ سپاہی تھے - اسوقت مہاراجہ سیندھیا نوجوان اور چالاک اور پیدائشی
سپاہی اول نمبر کا شہسوار اور سپہ سالار فوج تھا - اگر وہ ایسے وقت مین باغیون
کے ساتھ ملجاتا تو ۶۵ میل [illegible] جو گوالیار اور آگرہ کے بیچ مین ہے آسانی سے
لے لیتا اور اس مشہور و معروف شہر کو قبضہ اقتدار مین لاکر اور بھی ہمارے
(انگریزوں کے) ہلاکت کا باعث ہوتا - اگر وہ اپنی فوج کے ساتھ دہلی کیطرف
کوچ کرتا تو بہت بد نتیجہ ہمارے حق مین ہوتا اور جو خونریزی بلوہ کو کامل

طور سے فرو کرنے میں ہوتی اُس سے بدرجہا زیادہ نامی لوگون کے خون سے زمین پہلے ہی رنگ جاتی لیکن سیندھیا اپنے وقت مین بہت ہوشیار اور مرد انجام بین تھا - اُسنے کلکتہ مین جاکر انگریزی قوت وحشمت کا موازنہ کرلیا تھا پس وہ اپنے خوفناک جنگی ہتیارون کو نہایت ہوشیاری سے کام مین لایا اور تعویق وتسہیل سے اپنی فوج کو چھاونی کے باہر نکلنے اور باغیون کو بے انتہا اور ناقابل برداشت امداد پہونچانے سے روکا - لیکن باوجود ان کوششون کے یہہ ممکن نہوا کہ اُسکی فوج کے ہاتھ خون مین رنگے نہجاتے یا انگریزی افسرون کی ہلاکت نہوتی جو باستثناے بعض کے پرجوش بلوہ اور بلا تخصیص وتشخیص داروگیر مین پناہ گزین آغوش لحد ہوئے - اتوار کی شام کو کنٹنجنٹ کے سپاہی پرجوش بلوہ کرنے پر آمادہ ہوگئے - وہ افسر جنکے ایام زندگی قریب الاختتام تھے وردیان پہنکر لائن مین پہونچے - جاتے ہی نشانہ اجل ہوئے - ہر کاتہ تک افسر قتل کیا گیا یہان تک بیچ بلکے جو بلوائیون کے نظرون مین عزیز تھے وہ بھی قتل عام سے نہ بچے - یہان سپاہیون کی روش مثل دوسرے مقامات کے سخت بیرحمی پر خون کے ایسے پیاسے تھے کہ بلا تشخیص عورت ضعیف - بیگناہ - بیمار - زخمی - لڑکے اور دودھ پیتے بچون کو بیدردی سے کاٹا صرف سات مرد اور چند عورتین گولیون کے بارش سے بمشکل جان بچا کر فرار ہوئین اور محل مین پناہ لی - یہہ لوگ نہایت خفیہ طور سے تاریکی شب کو آگرہ پہونچا دئے گئے جہان خود مہاراجہ ساتھ دینے پر مجبور رہے - سال بھر تک یہہ پہاڑی قلعہ بلوائیون کے ہاتھون مین رہا

جس سے انکو جرأت اور قوت حکومت حاصل تھی جب دہلی اڑا دیگئی اور کالپنور ر
تباہ کر دیا گیا اوس کے بہت دنوں کے بعد لفٹننٹ روز اور لفٹننٹ والٹر نے
اس قلعہ کیجانب عنان توجہ پھیری۔ گھاس کی جو بیان پہنکر وہ آہستہ آہستہ
مع فوج کے پہاڑی پر چڑھ گئے اور صدر پھاٹک کو اڑا دیا۔ چونکہ دشمنوں کو ناگہانی
اور یکبارگی حملہ کرکے مضطرب الحال کر لیا تھا اسلئے وہ لوگ ایک ایسے پھاٹک
پر قابض ہو گئے جہاں سے تنگ تاریک گلی کے ذریعہ سے نہایت اندرونی
محافظت گاہ کا راستہ تھا۔ اور وہی پھاٹک گویا ہوائی آمد و رفت کا دروازہ تھا
یہاں حملہ آور اور محصورین کے دست بدست جنگ ہوئی موخرالذکر نے یہہ
سمجھکر کہ یہاں سے بھاگنا محال ہے اور کسی قسم کی رحم کی امید کرنی بھی فضول
ہے جان توڑ کر بقول شخصے کہ مرتا کیا نہ کرتا آخری جوش جرأت سے لڑنے
پر آمادہ ہوئے۔ چنانچہ لفٹننٹ روز جو حملہ آور فوج کا بہادر رہنما تھا نہایت دلیری
سے مارا گیا لیکن اس کی موت کی تلافی بخوبی ہو گئی کیونکہ اج بخت مدانلہ
دھیادلہ کی پہاڑی پر قبضہ ہو لیا اور بلوائیوں کے ساتھ ان کے اعمال کے
موافق پورا برتاؤ کیا گیا۔ گوالیار کی ابتدائی تاریخ ایک طول طویل خونریزی
ہے جسمیں کبھی ایک حریف کو کامیابانہ قبضہ قلعہ حاصل ہوئی اور کبھی دوسرے
کو اور یہہ جتنی کامیابیاں ہوئیں فریب چالاکی۔ خونریزی خفیہ قتل وغیرہ سے
ہوئیں۔ کبھی قابض قلعہ شاہان دہلی کو خراج دیتا اور کبھی مغرورانہ سرکشی
پر آمادہ ہو جاتا۔ سولھویں صدی میں ایک گانڈ رتھا جسکی پگڑی میں ایک ہیرا

۲۰۰ ہ گرین کا چمک رہا تھا جو غالب درجہ کوہ نور سمجھا جاتا ہے اور جو بعدہ اکبر کے
استعمال میں رہا اور اوسیکے ساتھ دفن ہوگیا(۱)۔ تھوڑے دنوں کے بعد شلیموں میں
قومی راجپوتنے لے اس مغرور پہاڑی کیجانب بڑی تحکمانہ نظر سے دیکھا اور
نہایت ہی قابل قدر سمجھا ۱۷۶۱ع میں خاندان سیندھیا کو یہہ قلعہ تفویض
کردیا گیا جس سے انگریزوں نے تین مرتبہ چھین چھین لیا اور بالآخر مہاراجہ
سیندھیا کو دوبارہ گذرسے کہ واپس کردیا گیا۔

پہاڑی یا چٹان بلند اور مسطح ہے جو ترائی کم طول میں بہت ہے اور بالکل
جدا ہونے سے خوبصورت اور سکونت گاہ کیلئے موزون ہے۔ انتہائی طول
قریب دو میل اور اوسط درجہ عرض تقریباً سو فیٹ ہے۔ تین طرف سے ناممکن
ہے کہ نیچے سے رسائی ہو۔ چوتھے جانب اوس کی پھاٹک تک چڑھاؤ اور
گردشی راستہ ہے کہیں کہیں پتھروں میں کاٹکر بالاخانہ بنادیا ہے جسپر
ایک مسافر بغیر ڈولی یا ہاتھی کے نہیں جاسکتا۔ لمبی فصیل جو اس ڈھلوان
پہاڑی پر ہے وہ کہیں کہیں اونچی مناروں اور عقب کی ویران مگر
عالیشان محل کی دندانہ دار برجیوں سے چھپ گئی ہے۔ یہہ محل اس قلعہ
کے عقب میں ہے جسکی دیواروں میں برجیان اور ترچھے مشبک واقع
ہیں۔ شمال کیجانب ہوا پتھر اوس چٹان سے برسوں کھود گیا جو شہر کیجانب

نوٹ (۱) شاید مصنف کو سہو ہوا ہے کوہ نور ہیرا نہ اکبر کے وقت میں تھا
اور نہ اوسکے ساتھ دفن ہوا وہ اب تک ملکہ وکٹوریہ کے تاج کی زینت ہی حسن

اسطرح اوویران معلوم ہوتا ہے گویا کہ گر پڑنے کو تیار ہے - درمیان میں ایک مندر بڑا عالیشان بنا ہوا ہے جو قدامت کیوجہ سے کائی سے ڈھکا ہوا ہے اور جسکی گنبد سر بفلک ہے - بعد غروب آفتاب سیاہ اور رنگ برنگ کے جو تصویردار پتھر دکھلائی دیتے ہین وہ ایسے دلچسپ اور ایسا خوشنما منظر پیدا کرتے ہین جیسا کہ شمالی حدیون مین ملتے ہین -

اوپر سے رنگ مختلف قسم کا اور دور تک لیکن سرسری نگاہ سے بھویرا و جلا ہوا معلوم ہوتا ہے ہان موسم برسات مین سبزی پھر جاتی ہے اور چند سے فضا خوشنما ہوجاتی ہے سطح زمین کا زیادہ حصہ شگاف اور درارون سے پارہ پارہ ہوگیا ہے گویا کہ کسی زمانہ مین جو تاریخی زمانہ سے بہت دور ہی طوفان اور سیلاب سے پامال ہوگیا ہو - آخر مین دور پر ایک حلقہ پہاڑیون کے گھیرے ہے جو دھندلی ہونیکی وجہ سے اصلیت سے بہت دور معلوم ہوتا ہے جب تم دو ہزار فیٹ ناہموار پہاڑی پر چڑھ ہوگے تو اثر بہت کچھ مفقود ہوگا ہاتھی کی حرکت باعث انتشار ہوتی ہے کیونکہ اس وقت تم ایک ۴۵ دقیقہ والے زاویہ پر ہوگے اور جب ہاتھی آہستہ آہستہ ہر قدم کو دیکھ بھال کر چلیگا اور گاہ گاہ پہاڑی اتار چڑھاؤ کے موقعون پر خطرناک طریقہ سے جھٹکے دیگا اوسوقت تم کو بجز اپنے حفظ و حیثیت کے اور کوئی بات محسوس نہوگی - اوسکے لئے لمبی قدم انسان کی پشت کو صدمہ پہونچاتے ہین اور جب وہ چلتے چلتے ٹھ جاتا ہے تو عجیب بدمزگی اور تکلیف ہوتی ہے

کیونکہ وہ اپنے طور سے خفا ہوتا ہے اور کبھی سکڑ جاتا ہے گویا کہ سوچتا ہے کہ سوار کو زمین پر پٹک دینا چاہئے یا نہیں - لیکن گو سواری کیلئے تکلیف دہ ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ میدان میں دور سے خوشنما معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس کا خاکی رنگ کا فیلبان برف کے مانند سفید پگڑی باندہتا ہے - اور خود اوسکا چہرہ اور سونڈ پیچیدہ خطوں میں رنگا جاتا ہے اور نیلا پیلا نشان دیا جاتا ہے -

اگر تم اوپر دیکھو تو قلعہ کی عظیم الشان عمارت اور اوسکی خوبصورتی سے بہت بلند پاکر متعجب ہوگے کیونکہ بے انتہا اقسام وضع مینار و دیوار قلعہ پیش نظر ہوگی جو مر شہنشاہوں کی شان ہے اوسکا خوشنما سایہ اور دلچسپ نقش رنگا - دیوار جسمیں زرد اور نیلے جوڑ لگے ہوئے ہیں عجب مسرت پیدا کرتے ہیں - جب آفتاب جیسا کہ ہندوستان کا نہایت روشن ہوتا ہے اپنی پوری روشنی کے ساتھ چمکتا ہے تو عظیم الشان سلسلے کے گول ستونوں میں مصنوعی زرد لبطخ اور مہنسراج نیلی زمین پر عجیب ناز سے خراماں جاتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں - زندہ سبز سبز مثل زمرد کے طوطی بہویری رنگ کی پہاڑیوں پر اُڑتے اور چہچہاتے ہیں -

صدر دروازہ کے اوپر بد نما نقش و نگار ہیں اور بڑے بڑے مگر خوبصورت مشبک بنے ہوئے ہیں - مہا دیو اور پاربتی کی بہت جسیم مورت ابھری ہوئی بنی ہے - اسیطرح ایک عورت اور ایک بچہ (شاید ماں باپ اور بیوہ ہو) ایک بہت عظیم الشان ہاتھی پر بنے ہوئے ہیں ایسے ہاتھی ممکن ہے کہ قبل طوفان نوح کے یہاں ہوتے رہے ہوں -

اندرون چار دیواری چھ محل ہین جنہین فی الحال لاکھون چمگادڑ بود و باش رکھتے
ہین - یہہ ہمیشہ تاریکی مین سر کے بل پیرون سے آویزان رہتی ہین اور اگر
اُنکو ستایا جاتا ہے تو مثل چوہون کے چون چون کرتے ہین - ان محلون مین
کوئی دلچسپی ہونی ناممکن ہے کیونکہ وہ تنگ اور بدحیثیت ہین جنمین چھوٹے
چھوٹے کبوترون کے سوراخ ہین جہان کسی زمانہ مین شیشے کے ٹکڑے
چارون طرف جڑے تھے جیسا کہ ہندوستانیون کا کم قدر اور ہیبت ناک چیز
بنانے مین مذاق ہے - ان محلون مین چھوٹے چھوٹے کوٹھریان ہین جو کسی
وقت مین قیدخانہ کا کام دیتی تھین - اسکے سوا گیارہ چھوٹے مندر بھی ہین
جو تہہ مین پہاڑیون سے کھود کھود بنائے گئے ہین یا کھود کر کھلی ہوئی چار دیواری
مربع بنائی ہے اور اس کے اوپر سے بذریعہ ستونون گنبد بنائے ہین - انمین
صرف ایک وہی بڑا ہے جسکی حیثیت دور سے عمدہ نظر آتی ہے - اور اس مین
عمدہ پھول بوٹے چھوٹی چھوٹی مورتین اور ہاتھی بنے ہوئے ہین - اگرچہ ہندو
ونیز کل سیاحون کے [illegible] کہتے ہین کہ یہہ تعمیر بہترین عمارت ہے مگر
راستی و خلوص دلی اقرار کرتی ہے کہ نقش و نگار بیہودہ اور مصنوعات غیر موزون
ہین اور سرتاپا ان دلچسپ اور خوشنما بیل بوٹے اور لطیف تحریرین بالکل
نہین ہین جو آگرہ کے تاج محل اور دہلی کے شاہجہانی محل مین موجود ہین
اور جو دیکھنے والون کو فوراً متحیر و متعجب کر دیتی ہین - ان ہر دو بہترین عمارات
مین سنگ مرمر سفید اور نہایت چکنا استعمال کیا گیا ہے - جسپر خوشنما بیل بوٹے

زبرجد اور عقیق کے جڑے گئے ہین اور رنگ برنگ چمکیلے اور دلفریب آراستگی
سے مرتب کئے گئے ہین۔ یہان گوالیار مین بیل بوٹے وغیرہ پتھر مین بنے ہوئے ہین
جو پتھر فی نفسہ ایسا ہی حسین عمدہ کام کی قابلیت ہی نہین رکھتا۔ علاوہ برین مصنوعی
ہاتھیون کی جو یہان قطار کی قطار کھڑی ہے اور سپاہیون کی نمایش بنائی گئی
ہے اوس مین از سرتاپا ایک ہی وضع اور ایک ہی چال ہونے سے آنکھون کو
دیکھتے دیکھتے تکلیف ہونے لگتی ہے کیونکہ اوس مین تبدیل خیال و نظر کا بوجھ اسکے
کہ بنانیوالون کو وسعت نظر نہی انہین موقع ہی نہین ملتا۔

قلعہ گوالیار کے "بُت" بہت مشہور اور قابل تعریف ہین جو پتھر کی چٹانون
سے کاٹ کاٹ کر بنائے گئے ہین ان کی تعداد اور ہر ایک کی جسامت ایسی
عظیم الشان ہے جسکے دیکھنے سے سیاحون کو لنکا مین بودہ کی جسیم تصویرین
اور جاپان مین تانبے کی وہ مورتین جنکو وہان۔ دائی بتس کہتے ہین۔
یاد پڑ جاتی ہین۔ یہہ مورتین چٹانون کے سرے سے کاٹی گئی ہین۔ اور بہت
سی انسانی مورتین بالکل برہنہ بنائی گئی ہین ان مین سے چند چالیس
فیٹ تک اور بعض اوس سے بھی اونچی ہین۔ بدقسمتی سے ان مورتون پر
صدمات بہت گذرے اور وقتاً فوقتاً چونہ ریت وغیرہ سے درست کیا گیا ہے
ان مورتون کو ساٹھ برس بنے ہوئے نہین گذرے تھے کہ شہنشاہ بابر نے
ارادتاً ۱۵۲۸ء مین توڑ ڈالا تھا معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ بابر ان مورتونکو
دیکھکر بظاہر شرمندہ ہوا جسطرح آج کوئی برٹش میٹرن (انگریزی عورت)

کسی برہنہ کے روبرو شرمندہ ہوتی ہے وہ خود اپنی کتاب (تزک بابری) مین لکھا
جسمین اپنی سوانح اور واقعات اپنے ہاتھون سے لکھا ہے بیان کرتا ہی کہ انہون
(ہندوان) اسلئے پہاڑون مین کھود کر مورتین بنائی ہین یہہ مورتین بالکل برہنہ
ہین ایک چیتھڑا تک پوشش کیلئے نہین ہے یہہ ذلیل مقام نہین ہے بلکہ
خوشنما کہا جاتا ہے - جو کچھ ہے انہین مورتون مین سب سے بڑا عیب ہے
پس مین نے حکم دیا کہ وہ مورتین تباہ کر دیجائین - علم قدامت کے محققون
کیلئے یہہ خوش قسمتی کی بات ہے کہ شہنشاہ کا حکم لفظاً لفظاً تعمیل نہین کیا
گیا - سر اور ہاتھ مورتون کے توڑوا دئے گئے لیکن جسقدر اب موجود ہے
وہ اس امر کے بیان کیلئے کافی ہے کہ سولہوین صدی کے ہندوستانی
ہنر مندیون کا اندازہ کر لیا جائے -

سب سے زیادہ چھٹے اور سب سے زیادہ عمودی مقامات بلا لحاظ موقع
زیب و زینت کیلئے چنے گئے ہین اسلئے مورتین ان چٹانون پر جو مختلف
بلندیون سے کہین جا بجا رکھی ہوئی ہین - ایک پر کم از کم ۲۲ مورتین ہین
درمیانی مورت ۵۰ فیٹ کی ہے - ان مورتون مین جو صنعت خرچ
کیگئی ہے وہ اکثر شام کی مورتون سے جو برٹش میوزیم (لندن) مین موجود
ہین ملتی ہین بعض نہایت عمدہ پالش کیا ہوا ہے اور بعض مین اصلی رنگ دکھلائی دیتا
ان مورتون سے تصویر کشی کا علم مصورون مین نہین ظاہر ہوتا اور بلحاظ
تشریح بالکل ناواقفیت دکھلائی ہے -

باقی آئندہ

التماس

جن حضرات نے ازراہ عنایت و قدردانی زرچندہ حسن سے اعانت فرمائی ہے انکا نہہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ جن عنایت گستروں نے ہنوز یہ شکر گذار نہیں فرمایا امید ہے کہ ایام گذشتہ و سال حال کے زرچندہ سے مرہون منت فرمائینگے۔

رسالہ ہذا کو زیادہ محبوب و قابل قدر بنانیکیلئے اندرون ریاست و بیرونجات کے اعلیٰ انشا پرداز اور مشہور ذی فہم حضرات نے اعانت کا وعدہ فرمایا ہے جنکے کلام سے ہمکو عزت رسالہ کو سرخروئی اور ناظرین کو مسرت ہوگی۔

ناظرین پر تمکین اپنی تبادلہ مقامات سے دفتر کو سرفراز فرماتے ہیں ایسا اوقات عدم وقفیت سے رسالہ دیر میں پہونچتا ہے یا واپس آتا ہے اور ہم ناکردہ گناہ مورد شکایت و ستائے جاتے ہیں۔

اشتہار

بہت سے حضرات جنکی آمدنی کم ہے رسالہ حسن کے قیمت کی تخفیف کرنے کے بارہ میں درخواست کرتے ہیں۔

ماہ مارچ سے کاغذ قسم دوم پر جو رسالہ طبع ہوگا اس کی قیمت سالانہ لعہ روپیہ لی جائیگی۔

اور نیز اندنون پچھلے رسالون کی خریداری کی درخواست ہر طرف سے آرہی ہے ہمیہ تو علم نہ تھا کہ ہمارے اس رسالہ کی اسدرجہ ملک میں قدردانی ہوگی۔

اس وقت ہمارے پاس پچھلے رسالے بہت کم موجود ہیں اگر سو درخواست زیادہ وصول ہون تو ہم پچھلے پرچے دوبارہ چھاپ دینگے۔

المشتہر
منیجر حسن

اعلان

اگرچہ رسالہ حسن چند اخبارات کے معاوضہ مین بھیجا جاتا ہی مگر یہہ تو ہو نہین سکتا کہ تمام ہندوستان کے اخبارات کا معاوضہ اس رسالہ سے ہو سکے۔

مگر اکثر صاحبان مطابع اخبارات ارسال فرما کے معاوضہ مین رسالہ حسن طلب کرتے ہین ہم ان حضرات کا معاوضہ بھی قبول کرینگے۔

جو صاحب اپنی اخبار مین ماہواری ایک بار رسالہ حسن کا اشتہار جو عند الطلب علیحدہ مرسل ہوگا طبع فرمائین۔

اشتہار باغستان

ہمارے باغ مین ایشیا اور یورپ کے مشہور مشہور اور دور دراز مقامات سی آئے ہوئی مختلف قسم کے میوؤن کے پودہی موجود ہین جسکی نظیر شاید تمام ہندوستان مین بہت کم ہوگی یہان پر چند پودہون کے نام معہ تعداد اقسام لکھے جاتے ہین۔ جو صاحب شوق وخواہش کرین طلب فرمالین

نام	تعداد			قیمت	نام	تعداد			قیمت
(۱) قلمی (پیوندی) آم	۴۴	اقسام	فی	۱۲ر	(۲) سیب	۳۲	اقسام	فی	عصہ
(۳) شفتالو	۱۷	〃	〃	۸ر	(۴) آلو بخارہ	۹	〃	〃	۸ر
(۵) انار	۵	〃	〃	۴ر	(۶) شہتوت	۲	〃	〃	۴ر
(۷) پیر (انگریزی میوہ)	۶	〃	〃	عصہ	(۸) زردالو	۵	〃	〃	عصہ
(۹) جام (امرود)	۷	〃	〃	۴ر	(۱۰) سنترا	۱۲	〃	〃	عصہ
(۱۱) چکوترا	۵	〃	〃	عصہ	(۱۲) انجیر	۵	〃	〃	۴ر
(۱۳) انگور	۵۲	〃	〃	۸ر	(۱۴) لاہی (چین کا میوہ)	۲	〃	〃	عصہ
(۱۵) لکاٹ	۵	〃	〃	عصہ					

جو درخت فی الحال تیار ہون تاریخ درخواست سی ایک مہینے کی مہلت مین بھیجدئے جاینگے۔

المشتہر

منیجر حسن

ضمیمہ حسن

(عرق ماء اللحم انگوری) مفرح۔ مولد خون۔ مقوی دل و دماغ۔ ضعف جگر و دل و دماغ
و معدہ۔ درد مثانہ۔ بادی۔ وجع مفاصل۔ لاغری۔ ضیق النفس۔ سرفہ کہنہ۔ بے قاعدگی ایام حیض
لقوہ فالج رعشہ فی بوتل عما ۱۲ بوتل سے کم (روغن اسپانی) ناسور بھگندر پرانا کا
سرطان خنازیر بد کثیر بو زخموں کے لئے کامل اکسیر ہے۔ فی الا مر عمل خمسہ ... جلد رفع کرتا ہے
۲ تولہ عما رسالہ دافع الشک وسواس ک۔ رسالہ ہیضہ۔ رسالہ بواسیر۔ مشروبات مسکرات
رسالہ حافظ صحت۔ رسالہ ... المشتہر
زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

Ashu's Powder.

آشو کا سفوف

آشو کا بنایا ہوا سفوف کامل طور سے مختلف قسم کی شراب پینے کی عادت کو چھڑا دیتا ہے
قصور ہاضمہ اور بدہضمی وغیرہ کو دور کرتا ہے حسب ہدایت مندرجہ اشتہار جو ہمراہ شیشی
کے ہے استعمال کرنا چاہئے۔ قیمت فی شیشی عہ
اے۔ ایل۔ مکرجی مقام برانگر ریا کلکتہ سے ملتا ہے

The Great Oriental Medicamentum

مشرقی اکسیر اعظم

ڈاکٹر جی۔ بی۔ شا کا سمرتین ڈراپس
قوت باہ کو تقویت اور ترقی دیتا ہے۔ معدہ۔ مثانہ۔ گردہ۔ پھیپھڑا۔ جگر کو مضبوط اور

ضمیمہ حسن

درست کرتا ہی - اور مفصلہ ذیل امراض کیلیئے حکمی اثر رکھتا ہی اور بہت کچھہ تعریف کے
ساتھہ سفارش کیا گیا ہے -
دمہ - کھانسی - استسقا - کرم - ریت - بخار کہنہ - امراض جگر - اختلاج قلب - جگر - ضعف اعصاب
درد سر - زخم اندرونی - تہہ نشینی ریت - پیشابی امراض جیسے سوزاک - کہنہ سوزاک -
رقت منی - کہنہ سوزش مثانہ - نزلہ -

بیرونی استعمال سے ڈاکٹر جی بی شا کے سمریٹن ڈریس مفصلہ ذیل امراض کیلیئے
بے بہا ثابت ہوئی ہین جلا ہوا زخم - زخم کسی قسم کا ہو چاہے نہایت سخت زخم - داد - اپرس
فالج - برص - وجع مفاصل - نقرس - آتشکی زخم - اور جلدی بیماریان گو کیسی ہی خراب ہون
پوری ہدایت ہمراہ رہتی ہی - قیمت ہر شیشی - عہ - عدعہ - بعہ - عہ - عہ

المشتہر

اے ٹی مکرجی - مالک دواخانہ مقام برناگور متصل کلکتہ

"المامون"

مولوی محمد شبلی صاحب النعمانی - علیگڈھ محمڈن کالج کے لائق پروفیسر نے ایک تاریخی سلسلہ کتب کا قایم کیا ہے
جسمین ہر طبقہ اہل اسلام کے ایک اعلی درجے کے مسلمان بادشاہ کے سوانح عمری ایک کتاب مین تفصیل
کے ساتھہ لکھی جائینگے - یون مختلف جلدین مختلف اعلی درجے والون کی ہونگی اور اوسکا ایک عمدہ حصہ
"المامون" ہی جو نہایت خوبی اور تاریخی تحقیقات کے ساتھہ شایع ہوا ہی - اس کتاب مین خلیفہ مامون الرشید
کے پوری حالات ہین جو ایک تاریخ مین نہایت قابلیت سے لکھی گئی ہین کاغذ نہایت عمدہ چھپائی صاف
اور عبارت بہت پاکیزہ ہی - اسکی قیمت عہ معہ محصولڈاک ہی یہہ کتاب مولانا محمد شبلی صاحب کی نام خط لکھکے
علیگڈھ سے طلب کیجائے -

اشتہار

۱- اس رسالہ کی قیمت معہ محصولڈاک سالانہ .... عہ

۲- جو صاحب سب سے اعلیٰ مضمون یا ترجمہ عنایت فرمائینگی اُن کو ایک اشرفی نذر دیجائیگی

۳- دفتر مین مضامین ہر مہینے کی ۲۰ تاریخ تک پہنچ جانا چاہئے -

۴- ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس -

شرح دستخط

حسن بن عبداللہ المخاطب نواب عماد نواز جنگ بہادر -

ذیل کی کتابین ہماری دفتر مین موجود ہین -

۱- ترجمہ تاریخ افغانستان مصنفہ بی - اے - واکر بیرسٹرایٹ لا قیمت ... عمہ

۲- بچون کی پرورش کے طور وطریق ڈاکٹر ہاردی صاحب کی کتاب کا ترجمہ جسکو مس ایڈمنڈ بورڈین صاحبہ نے کیا ہے اور انعام حاصل ہے ۸/

۳- زراعت دکن مصنفہ حسن بن عبداللہ المخاطب نواب عماد نواز جنگ بہادر ... ے

المشتہر

محمد عبدالصمد خان مینیجر

توپ کا سانچہ حیدرآباد دکن

(کاتب الحروف محمد شریف الدین)

جلد دوم

حسن

نمبر ۴

اپریل سنہ ۱۸۹۰ عیسوی

مضامین



حیدرآباد دکن

مطبع حسن مین چھپا

التماس

جن حضرات نے ازراہ عنایت و قدردانی زرچندہ حسن پیشگی اعانت فرمائی ہے انکا تہہ دلسے شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

جن عنایت گستروں نے ہنوز شکرگذار نہیں فرمایا امید ہے کہ ایام گذشتہ سال حال کے زرچندہ سے مرہون منت فرمائینگے۔

رسالہ ہذا کو زیادہ محبوب و قابل قدر بنانے کے لئے اندرون ریاست و بیرون ریاست کے اعلیٰ انشاپرداز اور مشہور و ذی فہم حضرات نے اعانت کا وعدہ فرمایا ہے جنکے کلام سے ہمکو عزت رسالہ کو سرخروئی اور ناظرین کو مسرت ہوگی۔

ناظرین پر تمکین اپنے تبادلہ مقامات سے دفتر کو سرفراز فرماتے رہیں۔ بسا اوقات عدم وقفیت سے رسالہ دیر میں پہونچتا ہے یا واپس آتا ہے اور ہم ناکردہ گناہ مورد شکایت دوستانہ ہوسکتے ہیں۔

منیجر رسالہ حسن

اشتہار باغستان

ہمارے باغ مین ایشیا اور یورپ کے مشہور مشہور اور دور دراز مقامات سے آئے ہوئے مختلف قسم کے میوون کے پودے موجود ہین۔ جنکی نظیر شاید تمام ہندوستان مین بہت کم ہوگی یہان پر چند پودہونکے نام معہ تعداد اقسام لکھے جاتے ہین۔ جو صاحب شوق خواہش کرین طلب فرمالین

نام	تعداد			قیمت	نام	تعداد			قیمت
(۱) قلمی (پیوندی) آم	۴۴	اقسام	فی	۸ر	(۲) سیب	۴۳	اقسام	فی	عمہ
(۳) شفتالو	۱۷	〃	〃	۸ر	(۴) آلو بخارا	۹	〃	〃	۸ر
(۵) انار	۵	〃	〃	۴ر	(۶) شہتوت	۲	〃	〃	۴ر
(۷) بیر	۶	〃	〃	عمہ	(۸) زرد آلو	۵	〃	〃	عمہ
(۹) جام (امرود)	۷	〃	〃	سہر	(۱۰) سنترا	۱۴	〃	〃	عمہ
(۱۱) چکوترا	۵	〃	〃	عمہ	(۱۲) انجیر	۵	〃	〃	۴ر
(۱۳) انگور	۵۲	〃	〃	۸ر	(۱۴) وامبی (چین کا میوہ)	۲	〃	〃	عمہ
(۱۵) لکاٹ	۵	〃	〃	عمہ					

جو درخت فی الحال تیار نہون تاریخ درخواست سے ایک مہینے کی مہلت مین مہیا کئے جائینگے۔

المشتہر

محمد عبد الصمد خان منیجر رسالہ حسن

اہرام مصری

اہل یورپ کے نزدیک جو دنیا مین سات عجیب و غریب اور بےنظیر چیزین قدیم سے
مشہور ہین منجملہ اون کے وہ عظیم الشان عمارات قدیمہ بھی ہین جو مصر کی
پہاڑون کی صورت صحراے مصر کے بعض مقامات پر پائی جاتی ہین اور جنکو اہرام
یا اہرام مصری کہتے ہین۔ باوجودیکہ اون کو ہزارہا برس کا زمانہ گذر گیا ہے
اور زمانہ و موسم کے اثر سے اون کی ہیئت و شکل مین کچھ فرق بھی آگیا ہے
مگر تاہم وہ انسانی محنت و لیاقت کی بیمثل ہیکلین ایک عبرت خیز یادگار اور
خطاب سیروا فی الارض کے منظر وار بنے ہوئے نقش و نگار در و دیوار شکستہ
آثار پدید است صنادید عجم را علاوہ حسرت زدہ اور عبرت کے ان اہرام کے دیکھنے
سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اوس زمانہ مین مصریون نے منجملہ دیگر علوم کے
فن انجینیری مین بھی کسقدر ترقی کی ہوگی کہ اتنے بڑے بڑے پتھرون کو جو ان
مینارون کی چوٹیون تک پائے جاتے ہین اس قدر بلندی تک پہنچایا
جنکے دیکھنے سے اس زمانہ کے لائق اور نامی انجینیرون کی بھی عقل دنگ ہے
اور وہ معترف ہین کہ موجودہ قواعد جر ثقیل کے بموجب ایسی بڑی چٹانون کو کسی
دور و دراز پہاڑ سے کاٹکر لانا اور اسقدر بلندی تک پہونچانا قریب محال کے
معلوم ہوتا ہے۔ اسی سبب سے بعض لوگون کا یہہ عقیدہ ہے کہ یہہ عمارتین جنات
یا دیو یا کسی اور فرضی مخلوقات کی بنائی ہوئی ہین جو انسان سے زیادہ قوت

قدرت رکھتے ہونگے۔ بعض کا یہہ خیال ہے کہ فراعنہ مصر نے مظلوم بنی اسرائیل سے یہہ کام لیا تھا جنکو انھوں نے غلامی کی حالت میں کر رکھا تھا۔ انہیں سے یہہ پتھر پہاڑوں سے کٹوا کر منگوائے گئے تھے اور انسان و حیوانات و جر ثقیل تینونکی مشترک امداد سے اور ایسے پہاڑوں کے ذریعہ سے جنکی لمبائی کئی میل کی تھی اور اسی وجہہ سے اونکا ڈھال بہت کم ہوگیا تھا ایسی بلندی پر وہ پہنچائے گئے تھے۔

مصر میں ان اہرام کی کل تعداد قریب ستر کے ہوگی مگر اکثر ان میں کے چھوٹے چھوٹے ہیں۔ یہہ سب دریائے نیل کے کنارہ غربی پر قاہرہ سے قریبا دس میل کے فاصلہ پر واقع ہیں۔ انسے ذرا جنوب کیطرف بمقام ابا سیر تیرہ اور اہرام واقع ہیں اور انکے تھوڑی ہی دور سقارہ کا عظیم الشان مینار پایا جاتا ہے۔ اور انسے کچھ فاصلہ پر دہشور کے دو بڑے مینار واقع ہیں۔ مگر وہ الجیزہ کے تین اہرام ہیں جنکے دیکھنے کے واسطے اکثر اشخاص جایا کرتے ہیں اور ان تینوں میں جو سب سے بڑا مینار ہے اوس کے بانی کے نام کی نسبت مورخان قدیم میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مگر قدیمی مصری کتبہ میں اس کا نام خوفو یا شوفو پایا جاتا ہے جو مصر کا ایک بادشاہ تھا اور غالبا اسی مینارہ میں وہ دفن ہوا تھا۔ اس مینارہ کی کرسی کی سطح سابق میں ۷۶۴ فٹ مربع تھی (یعنے اسیقدر طول اور اسیقدر عرض میں) لیکن چونکہ شہر قاہرہ کی عمارات کے بنانیکے واسطے اس کا بہت سا مصالحہ کھود لیا تھا اسلئے اب اوسکی سطح ۷۴۶ فٹ مربع رہگئی ہے۔ بلندی اس مینارہ کی

۴۸۰ فٹ تھی مگر بوجہہ مذکورالصدر کے اب صرف ۴۵۰ فٹ کی بلندی رہگئی ہے
دریائے نیل کی طغیانی کی سطح سے اوسکی کرسی ۱۳۷ فٹ بلند ہے۔ اور دیکھہ
تخمینہ اوسکا کل حجم آجکل آٹھہ کرور مکعب فٹ کا ہوگا مگر سابق مین اوس مین ستر
لاکھہ مکعب فٹ اور زیادہ ہونگے۔ کل مینارہ کا وزن تخمیناً ۱۲،۷۵،۲۲۲ ٹن ہوگا
اور اس کی کرسی کا رقبہ بارہ ایکڑ سے زیادہ ہوگا۔ ہیروڈوٹس مورخ یونانی
کا بیان ہے کہ اس عمارت پر ایک لاکھہ آدمی برابر کام کیا کرتے تھے اور ہر تین
مہینے کے بعد ان مزدورون کی تبدیلی ہوا کرتی تھی اور نئے مزدور کام پہ
لگائے جاتے تھے۔ اس کے پاڑ باندھوان سڑک کے بننے مین دس سال
لگے تھے اور اوس کے بعد اصل عمارت کے بننے مین بیس برس اور لگے۔
اور مزدورون اور معمارون کو انکی محنت کی اجرت مین صرف گیہون روٹی
پکانیکے واسطے اور پیاز و لہسن چٹنی کے واسطے ملا کرتا تھا۔ عمارت کی موجودہ
حالت مین بھی نیچے سے اوپر تک دو سو چھہ ردّے پتھرون کے ہین یہہ
پتھر نو فٹ لمبے اور ساڑھے چھہ فٹ چوڑے ہین اور قدمچون کی بلندی
سے نیچے پانچ فٹ ہے اور بتدریج گھٹتے گھٹتے چوٹی پر صرف دو فٹ رہگئی ہے
نیچے سے اوپر چڑھنے مین آدمی تھک تو بہت جاتا ہے مگر کچھہ بہت خطرہ نہین
اس امر کی نسبت کہ یہہ اہرام کس غرض سے بنائے گئے تھے لوگون نے
مختلف قیاسات دوڑائے ہین اور اس بات کو ثابت کرنا چاہا ہے کہ
اوس غرض و غایت کی تکمیل کے واسطے اون مین ہر قسم کی موزونیت

پائی جاتی ہے۔ بعض کا یہہ قول ہے کہ مینارۂ اعظم سے کرۂ ارض کے قطر و محیط
و دائرۂ نصف النہار کے قوس اور ایک عام اور معین پیمانہ طول کے حالات
اور ریاضیات و علم ہیئت و دیگر علوم کے حقایق کا (جنسے اہل مصر ہی واقف تھے
اور جو اسپاپردۂ عالم سے مفقود ہو گئے ہین) انکشاف ہوتا ہے۔ بعض کا قیاس
ہے کہ یہہ ایک رصدگاہ تھی اور اوس کے اضلاع اور مختلف راستے اس قسم کے
زاویئے بناتے تھے جنسے بعض ستارون کے مقامات بعض معین اوقات
مین ظاہر ہوتے تھے۔ بعض کا یہہ خیال ہے کہ ان اہرام کے اندر کچھہ طلسمات
کا کارخانہ تھا اور اس خیال کی تائید مین بعض روایتین بھی گڑہ لیگئی ہین۔
لیکن بات یہہ ہے کہ ان اہرام کے بانیون کے ذہن مین ان مین سے کوئی
بات بھی نہ تھی۔ تعمیر کی موزونیت کے واسطے انہون نے وہی پیمانے
استعمال کئے تھے جو اونمین مروج تھے اور راستون کا ڈہال ایسے زاویون
پر مقرر کیا تھا جسمین اون کو سب سے زیادہ آسانی معلوم ہوئی نہ یہہ کہ
کسی بھید نقطۂ آسانی کے لحاظ سے اون کو بنایا تھا۔ سب سے زیادہ معقول اور
قرین قیاس یہی بات ہے کہ مصر کے بادشاہون اور عمایدکے مقبرون کے
طور پر یہہ مینار بنائے گئے تھے۔ مصریون کا یہہ عقیدہ تھا کہ مرنیکے
بعد روح کو اسوقت تک فنا نہین ہوتی ہے جبتک کہ اوس کا جسم قایم رہے
اور اسیلئے وہ نعشون پر ایک قسم کا حنوط یعنے خوشبودار مصالحہ لگا دیا کرتے
تھے جس سے وہ واقف تھے اور جسکی تاثیر سے وہ جسم کبھی سڑنے گلنے نہین پاتے تھے

جسمون کے قایم رہنے کا بندوبست تو وہ اس طرح پر کرتے تھے اور یہہ عظیم الشان مدفن اسواسطے بنلتے تھے کہ کسی دشمن وغیرہ کے ہاتھ سے تباہ ہونے سے وہ جسم محفوظ رہین۔ اسی نظر سے وہ اُن کو ایسے حجرون مین رکھتے تھے جو پہاڑ کی چٹان کو کھود کر بنائے جاتے تھے یا بڑے بڑے اور بھاری بھاری پتھرون سے بنائے جاتے تھے ان حجرون مین نعشین سنگین تابوتون یا صندوقون مین رکھکر دروازہ اور راستہ کو نہایت مضبوطی و استحکام سے بند کر دیتے تھے تاکہ کسی شخص کا وہان گذر نہو سکے۔ اور صدہا برس تک وہ دروازے ویسے ہی بند رہے۔ ان دروازون کے سامنے بعد بند کرنیکی بھی بڑی بڑی چٹانین اور تودے پتھرون کے بطور آڑ کے لگا دئے جاتے تھے حتی کہ اس زمانہ مین بھی بعض مقامات مین اس راستہ کو کھولنا غیر ممکن معلوم ہوا اور ناچار اُن پتھرون کو بطور سرنگ کے کاٹکر راستہ بنایا گیا۔ بعض اہرام جنکے دروازے کھلے ہوئے ہین اونکی وجہہ یہہ ہے کہ اونکے اختتام سے پہلے اُس خاندان کی سلطنت کسی دوسرے اور مخالف خاندان کے پاس منتقل ہوگئی ہوگی۔ اب بہت کم اہرام ایسے ملتے ہین جنکے دروازے کھولکر اندر کی نعشین نہ نکال لیگئی ہون چونکہ یہہ عمارتین بادشاہون کے مقبرے کے واسطے بنائی گئی تھین اسلیے ہر مینارہ بادشاہ کی تخت نشینی کے وقت سے بننا شروع ہوتا تھا اور اوس کی حکومت کے اختتام تک بنتا رہتا تھا اویا اسلیے اوسکو

اس طرز پر بنانا شروع کرتے تھے کہ جسقدر عرصہ تک چاہیں اوس میں اضافہ
کرتے رہیں اور جب اوس بادشاہ کی وفات واقع ہو تو بسرعت تمام اوس کو
ختم کر دیں - اولاً اوس مسطح بیابان میں جو شہر ممفس کے عقب میں واقع
ہے ایک موزون مقام اس کام کے واسطے منتخب کیا جاتا تھا - اس کے بعد
ایک چٹان پہاڑی کی تلاش کیجاتی تھی جسکے گرد یہہ عمارت بنائی جائے - اس
چٹان کے اندر شمالی جانب سے ایک ڈہلوان راستہ پتھر کو کاٹ کر بنایا
جاتا تھا اسقدر چوڑا کہ تابوت سنگین اوس حجرہ تک جہان وہ راستہ
ختم ہوتا تھا اور جو مدفن کا کام دیتا تھا باسانی پہونچ سکے - اس ڈہال کا زاویہ
ایسا ہوتا تھا جسکے اوپر بھاری تابوت کو سرکانے یا روکنے میں سب سے کم
طاقت درکار ہو - اس چٹان کے گرد ایک مکعب شکل کی عمارت جسکے اضلاع
اوپر کی طرف کو ڈہلوان ہوتے تھے بنائی جاتی تھی - اور اس عمارت میں حجرہ
مدفن کا راستہ قایم رکہا جاتا تھا - جب بادشاہ مرتا تھا تو اوسکا جانشین
اضلاع کے جوف کو بند کر کے اوسکی چوٹی پر ایک پتھر بطور قبہ کے رکہوا
دیتا تھا اور عمارت مکمل ہو جاتی تھی - لیکن اگر خود بادشاہ زیادہ عرصہ تک
زندہ رہتا تھا تو عمارت کو تکمیل کو پہونچا کر دو تین یا زاید درجون کے میڈلہ
کی شکل میں اوسکو بڑہا لیتا تھا اور آخر کار راس کے زاویون کو بند کروا کر
اوپر قبہ بھی مرتب کرا دیتا تھا - اس شکل وہیئت کی عمارت بنانے سے اون کا
اصل مقصود یہہ تھا کہ وہ مستحکم ہو دیرپا ہو اور ان کے نزدیک یہہ غرض

اس مخروطی شکل سے ہی بوجہہ احسن حاصل ہو سکتی تھی مینارہ اعظم مین ہوا کی
آمد رفت کیلئے بھی دو سوراخ شمال اور جنوب کیطرف مین یہہ سوراخ اس حساب
سے قایم کیے گئے ہونگے کہ حجرہ وسطی سے سطح بیرونی تک سب سے چھوٹے
خط مستقیم مین یہہ راستہ قایم ہو مگر معلوم ہوتا ہے کہ معمارون کی غلطی سے
شمال کیطرف پندرہ فٹ نیچے اور جنوب کیطرف اسیقدر اونچے ایک مقام سے
یہہ سوراخ قایم ہو گئے - ان بادشاہون کے مقبرون کے متعلق ایک معبد
بھی رسوم مذہبی ادا کرنیکے واسطے اوس سے ذرا فاصلہ پر ہوتا تھا مگر رعایا
کے مقبرون مین یہہ فرق تھا کہ یہہ معبد اوسی عمارت کا ایک حجرہ ہوتا تھا
یا اوسی پہاڑی مین کاٹ کر بنایا جاتا تھا -

خوفو کا سب سے بڑا مینارہ جو اوپر مذکور ہوا ہے بالکل پتھر کا بنا ہوا ہے
اور اس کے اندر کی چٹان کو جسمین حجرے اور راستے ہین اوس کے کل
حجم کے مقابلہ مین کوئی مناسبت نہین ہے - اس عمارت کے نیچے کا حصہ بھی
کسی سنگ کنکر کی بنی ہوئی ہے مگر اوپر پتھر جو باہر کیطرف لگے ہوئے ہین اعلی
قسم کے ہین اور سائین کی کان سے لائے گئے تھے جو دریا کے راستے
۵۰۰ میل کے فاصلہ پر مصر کے منتہا جنوب مین واقع ہے - واضح ہو کہ
تیسرے مینارہ کا جو ۲۰۳ فٹ بلند ہے بیرونی حصہ جزاً یا کلاً سائین کے
سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے - مگر حیرت یہہ ہے کہ اس قدر بڑی بڑی چٹانون
کو مصریون نے اتنی دور کس ذریعہ سے پہونچایا - اول تو باربرداری کی

عدم موجودگی کیوجہہ سے اتنے بڑے بڑے پتھروں کو کان میں سے کھودنا ہی بے انتہا مشکل کام تھا علی الخصوص جب یہہ خیال کیا جائے کہ یہہ سخت سنگ سرخ جسپر ہمارے فولادی اوزار بھی کارگر نہین ہوتے صرف برنجی اوزار سے کاٹے گئے تھے اور پھر تراش خراش کرکے موزون و سڈول بنائے گئے تھے۔ کان سے دریا کے کنارہ تک لانا اور پھر وہان سے لٹھون کے بیڑہ پر لیجانا بھی آسان کام نہ تھا۔ یہہ کام ایسے ہی وقت مین ہوسکتا تھا جبکہ دریائے نیل طغیانی پر ہوتا ہوگا اور اوسمین سے ایک نہر خاص اسی کام کے واسطے کاٹ کر مینارہ کے نہایت قریب تک لائی گئی ہوگی اور پھر اوس نہر کے کنارہ سے مینار تک ایک بلند اور ڈھلوان سڑک مثل پاڑ کے بنائی گئی ہوگی جسکے آثار اب بھی کچھہ پائے جاتے ہین اور جسپر گاڑیون مین ان پتھرون کو آدمی یا بیل کھینچکر لیجاتے ہونگے۔ اس سے کسیقدر اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس کام مین کسقدر محنت اور روپیہ صرف ہوا ہوگا۔ ایسے بڑے کام کا تخمینہ و اندازہ کرنے سے ہماری قوت واہمہ بھی قاصر رہتی ہے جبکہ یہہ خیال ہوتا ہے کہ زمانہ حال کے سامان اور قوتین جو علمی نتایج سے حاصل ہوئی ہین اوس زمانہ مین مفقود تھین۔

اس سب تمہیدی محنت کے بعد اصل کام عمارت کا شروع ہوتا تھا۔ یہہ مینارہ اعظم پتھرون کا ایک محض تودہ ہی نہین بلکہ اسکی

ترکیب مین ہر قسم کی خوش اسلوبی پائی جاتی ہے - باہر کے رخ پر جو پتھر لگے ہین وہ بغیر کسی گارے یا مصالحے کے ایک دوسرے سے وصل کر دئے گئے ہین حتیٰ کہ اون کے درمیان مین ایک کاغذ کے جانیکی جگہہ بھی نہین ہے - راستے ایسے ہموار اور چکنے ہین کہ تابوت سنگین اون کے اوپر نہایت آسانی سے پھسلتا چلا گیا ہوگا - ہر چیز نہایت خوابصورتی اور موزونیت سے بنی ہے حجرہ زیرین پر ایسے عالیشان عمارت کے بوجھہ اور دباؤ کا بھی کافی بندوبست کیا گیا ہے یعنے تابوت سنگین کے حجرہ کلان کے اوپر پانچ چھوٹے چھوٹے حجرے اور بنائے گئے ہین تاکہ اوپر کی عمارت کا بوجھہ اوسپر سے ہلکا ہوجائے - اسی غرض سے اول راستہ کے دروازہ پر دو بڑے بڑے پتھر شکل محراب کے قایم کئے گئے ہین جسکی وجہ سے وہ عمارت ابتک قایم ہے -

سب سے زیادہ حیرت انگیز سوال جہان عقل بالکل قاصر ہے یہہ ہے کہ ایسے بڑی اور بھاری پتھران مختلف درجات بلندی پر پہونچاکر کسطرح نصب کئے گئے ہونگے بالخصوص وہ پتھر جو چوٹی پر رکھا گیا تھا - ایک طریقہ قیاس مین آسکتا ہے مگر اوس کے اختیار کرنے مین کل عمارت کی تعمیر سے زیادہ محنت درکار ہوتی - لیکن زیادہ تر قرین قیاس یہہ تاویل ہے کہ ان قدمچون سے لیکر جو مثل زینہ کے مینارہ کے چارون طرف نیچے سے اوپر تک چلے گئے ہین زمین تک ڈھلوان سطحین قایم کیگئی تھین

جنکے اوپر ان پتھروں کو مزدور کھینچ کھینچ کر چڑہانے لگے تھے۔

اگرچہ یہہ امر بھی فی نفسہ نہایت عجیب و غریب ہی کہ انسان کی بنائی ہوئی کوئی چیز پانچ چھ ہزار برس تک قایم رہی (اور نہ معلوم کے ہزار برس تک اور قایم رہیگی) اور زمانہ کے حادثات و انقلابات سی جسنے اس عرصہ کے اندر سیکڑون نسلون کو تہ و بالا اور حکومتون کو زیر و زبر کردیا۔ پرانی قومون کو نیست و نابود کرکے نئی قومون کو پیدا کردیا زبانون اور مذہبون اور رسم و رواج کو بدلدیا۔ اوسپر اسقدر کم اثر پہونچے مگر پھر بھی اسقدر عرصہ مین ان [illegible] عمارات مین جو تغیرات و زوالات واقع ہوئے ہین انکو دیکھکر یہی کہنا پڑتا ہی کہ کسی مصنوعی شئے کو گو کیسی ہی مستحکم و دیرپا ہو دایمی بقا نہین۔ قانون قدرت کے عمل و اثر سے وہ کبھی بری نہین ہوسکتی۔ کبھی نہ کبھی اوس قانون کے آگے اوس کو سر جھکانا پڑیگا۔ انہین عمارات کا ایک جزو قلیل شہر قاہرہ کی تعمیر و آراستگی کے کام مین آہی چکا ہے۔ جن لوگون نے اہتمام بلیغ صرف اسبات کے واسطے کیا تھا کہ اون کے کالبد تک کسی شخص کی دسترس نہو سکے اب وہی نعشین لندن اور پیرس کے عجائب خانون مین ایک منظر عام مین رکھی ہوئی ہین۔ گو حکماً زمین کے پردہ پر کسی شئے کو محو و فنا نہین ہی اور ہر مادہ کی اجزا کسی نہ کسی شکل مین موجود رہتے ہین مگر بحث یہہ ہی کہ سطح زمین پر جتنی مصنوعی چیزین ہین وہ انقلابات و حادثات کی ضرور تختہ مشق ہین۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝

محمد ابوالحسن

جہاز غواص

(پانی مین ڈوبکر چلنے والے جہاز)

اول تو ہمارے ملک کے لوگ عموماً اقسام جہاز اور جہاز رانی اور مرکب دخانی اور اون کے انواع واقسام سے بہت کم واقف ہین دوسرے یہہ کہ بدقسمتی سے ایسے عجیب اور مفید امور کیجانب دلچسپی سے نظر کرنا بھی بارگران سمجھتے ہین۔ جسکا افسوس ہی یورپ وامریکہ کے صنایع بدایع کے حالات نہ غور نہ پڑہنے سے دلی امنگون مین عجیب افسردگی اور سکون ہوتا جاتا ہے۔ جو جہالت کی وسعت کا اور بھی معاون ہے۔ برخلاف اس کے اہل امریکہ ویورپ نے اپنی وسیع علمی لیاقت سے یہانتک فن جہاز رانی مین ترقی کی ہو کہ اسوقت جو جہاز پانی مین ڈوب کر چلتے ہین ہنگام جنگ غنیم کو سخت نقصان پہونچا سکتے ہین ہمیشہ سے ترقی صنعت و توسیع فنون کا ذریعہ علم رہا ہو اگر ہمارے اہل ملک جدید اور عجیب صنعتون کیجانب پہلے پہل صرف اسیقدر متوجہہ ہون کہ اپنی زبان مین اُن کے مفصل حالات غور سے پڑہین تو یقیناً رفتہ رفتہ اُن کو عملاً کرنے اور دیکھنے کا شوق پیدا ہو جو بالآخر بہت بڑی کامیابی کا شاہراہ ہی۔ جہاز غواص بادشاہان یورپ کے بیڑہ جہازات مین شامل کئے گئے ہین جیسا کہ بعد کو معلوم ہوگا۔ اس قسم کے جہازون کی تاریخی دلچسپ کیفیت غور سے پڑہنے کے قابل ہے۔ جو ہدیہ ناظرین کیجاتی ہے۔ خدا ہمارے اہل ملک کو مفید کامون کے دیکھنے سیکھنے اور کرنے کی توفیق عطا کرے۔

جہاز غواص

علی العموم رابرٹ فلٹن کو یہہ عزت دیجاتی ہے کہ پہلی پہل پانی کے اندر جہاز رانی کا عملی طریقہ اُنہین سے ایجاد ہی۔ لیکن فی الواقع وہ اس عزت کے مستحق نہین ہین خفیف سا ایک ثبوت اس قسم کا ملتا ہی کہ سکندر اعظم اندرون آب جہاز پر روانہ ہوا ہے اور اسی جہاز کے موجد نے سکندر اعظم کی سرپرستی کی اجرائی کاروبار کیلیئے خواہش کی تھی۔ لیکن اسمین تو کوئی شک نہین کہ اگر اور آگے نہین تو سولھوین صدی مین جہاز غواصی محدود اور قلیل وسعت تک مکمل ہو گئے تھے جن لوگون نے پہلے پہل اس کا استعمال کسیقدر سختی سے کیا وہ باشندگان دریائے اگرین تھے یہہ لوگ ترکی قیدخانہ سے خفیہ فرار ہو جانا چاہتے تھی اسلیے بڑے بڑے ڈونگی بنائے اور معلوم نہین کس طریقے سے جسکی تفصیل ابتک دریافت نہین ہوئی وہ ڈونگے ایسے تیار کئے کہ عرصہ تک اُس مین بیٹھکر پانی مین غرق رہسکتے تھے۔

سترہوین صدی کے شروع مین کارنیلیس وین ڈربل ساکن الکمار لندن پہونچا اور ایک غواصی کشتی بنائی جسمین علاوہ بارہ مانجھیون کے بہت سے مسافرون کی جگہہ تھی۔ لکھا ہے کہ جیمس اول جسمین گو کیسا ہی عیب رہا ہو نئی ایجادات سے غافل نہ تھا۔ اُسنے جہاز مذکور مین بیٹھکر دریائے ٹیمس مین غوطہ لگایا۔ وین ڈربل کا طریقہ جہانتک معلوم ہے نہایت قابل تعریف ہے کیونکہ کشتی کی ہوا مین آکسیجن پہونچانیکا طریقہ ایجاد کیا موجد نے اپنے ان اغراض کی تکمیل ایک کیمیائی عرق سے کی جسکی ترکیب

و نام سے لوگون کو مطلع نہین کیا۔ وین ڈربل کے بعد ایک فرانسیسی نے ۱۶۵۳ء مین ایک غواص جہاز ۷۲ فٹ کا لمبا مقام اسٹرڈم (واقع ہالنڈ) مین تیار کیا یہہ شخص بھی ایسا ضابط اور خفیہ کار تھا کہ اس وقت جو کچھہ اس کشتی کے نسبت معلوم ہے اور اس زمانہ مین اوسکے نسبت جو کچھہ رائی زنی کر سکتے ہین صرف اسیقدر ہے کہ آسانی سے اسکا انتظام ہو سکتا تھا اور رفتار معقول درجہ تک تیز تھی۔

سب سے پہلا غواصی جہاز جسکے مفصل حالات ہملوگون کو معلوم ہوئے ہین ڈیوڈ بشنل ساکن کنک کا بنایا ہوا ہے جو جنگ خود مختاری امریکہ کے اوائل ایام مین تیار ہوا تھا۔ یہہ جہاز کچھہ زیرین حصہ کے اندر (ہولڈ) مین پانی لاکر اور کچھہ بالائی اسکرو سے غرق کیا گیا۔ لیکن اسکرو ہل یعنے کول کے اوپر رکھا گیا تھا نہ کہ نیچے اور مغروق جہاز عمق مین چلانیکے لئے مستعمل ہوتا تھا۔ اور حرکت اس اسکرو کے ذریعہ سے ہوتی تھی جو جہاز کے آخری زیرین حصہ مین ہوتا ہے۔ ابتدا مین ہاتھہ سے حرکت دیجاتی تھی بشنل نے ارادہ کیا تھا کہ اوس کی یہہ کشتی جنگ کے کامون مین مستعمل ہو اور ایک تارپیڈو (آلہ جہاز شکن) سے لگا دیجائے کہ جب کسی دشمن کا سامنا ہو تو اس چھوٹی کشتی کے اندر سے اسکرو گھما کر مخالف جہاز کے تہہ مین پہونچ جائے۔

اسکرو گھمانے سے تارپیڈو کے اندر چند کلین جیسے کہ دہرم گھڑی مین ہوتے ہین گھومنے لگتی تھین اور بعد تھوڑے وقفہ کے ایک پستول چھوٹتا تھا اور اس کے بعد ہی دہماکے کی آواز ہوتی تھی۔ بشنل کی کشتیون کو

امریکن بشنل بنائے گئے تھے ہر کشتی پر ایک آدمی رہتا تھا اور تیس منٹ تک
غوطہ لگاتا تھا۔ انگریزی جہازون کو اس سے خفیف صدمہ پہونچا چنانچہ دسمبر
۱۷۷۷ء مین بہت سی ایسی کشتیان ہمارے جنگی کشتیون کے مقابلہ مین دریائے
ڈلاویر مین بھیجی گئی تھین لیکن بظاہر بدانتظامی سے ان مین سے ایک نے
بھی اپنے فرائض کی تکمیل نہ کی۔
اسمین تھوڑا سا شک ہے کہ رابرٹ فلٹن نے خاص خاص اصول بشنل
کے اخذ کئے یا نہین رابرٹ نے ۱۸۰۱ء مین ایک جہاز بنایا جسکا نام ناٹی لس رکھا۔ اسکی
آزمایش بندرگاہ سین کے ساتھ دریائے روئن۔ ہاور۔ اور برسٹ مین کیگئی
اوس کشتی مین تین چار آدمی بیٹھتے تھے اور مستول اور بادبان بھی لگے ہوئے
تھے۔ جب غوطہ لگانا ہوتا تھا تو مستول اور بادبان نیچے کردئے جاتے تھے
اور معلوم ہوتا ہے کہ غوطہ اوسوقت ہوتا تھا جبکہ پانی کی مقدار کل کے ذریعہ
سے کم کیجاتی تھی اور جہاز کو ہٹانے کے ایک گھوڑے کے ذریعہ سے اندر
ہوا پہونچائی جاتی تھی۔ اس گھوڑے کے ایک خالی مقام مین ہوا بھری
رہتی تھی اور چارون طرف بہت مضبوطی سے بند رہتی تھی۔ فلٹن نے
کئی پرانی کشتیون مین جو اسکے ہاتھون مین تارپیڈو لگا کر اڑا دئے لیکن
گورنمنٹ فرانس نے اوسکی زیادہ قدردانی نہ کی جس سے اوسکی ہمت
ٹوٹ گئی اگرچہ اوسنے ابتدائی کشتیون مین بہت ترقی کی اور ایک ایسی
کشتی تیار کی جس مین آٹھ آدمی مع اسباب ضروری کے جو بیس روز تک

کام دے بیٹھ سکین اور جو بمقابلہ سو فٹ پانی کے زور کے ٹھر سکے رنٹ
آبن جسنے اس کشتی کو دیکھا ہے بیان کرتا ہے کہ کیسی ہی گہرائی ہو اس کشتی
کو ایسے طور سے اندرون آب رکھ سکتے ہین کہ سطح آب کے موافق ہو اور
اندر ہی اندر فی گھنٹہ ڈیڑھ میل چلا سکتے ہین ۱۸۰۶ع مین فلٹن نے نوٹا
اپنا نام نزآٹسنر رکھا اور انگلستان پہونچا۔ یہان وہ پھر اپنے تجربات
مین نو کامیاب ہوا مگر گورنمنٹ اوس کے ایجاد کردہ طریقہ پر عمل اور
ٹھوہی ۱۸۰۵ع مین اوس کی ایک کشتی نے جو زیر حکم لفٹننٹ ولیم رابسن
آر۔ ایم۔ اے تھی ایک دوستونے جہاز کو قریب مقام والمر کے سمت
اور مسٹر پٹ کے روبرو اوڑا دیا۔ لیکن گورنمنٹ نے جو کچھ کیا صرف اسقدر
کہ اس تجربہ مین جسقدر خرچ ہوا تھا اوس کی ذمہ داری خود کی جس مین صرف
گھڑی کے مانند جو کل لگی ہوئی تھی اوسکی قیمت ۳۴۳ پونڈ ۱۳ شلنگ
۷ پینس ہوئے جو بحساب پندرہ روپیہ فی پونڈ کے تقریباً ۲۲۹۹ روپیہ ہوتی
ہین اسیطرح مرحد کو محض اوس کی تسلی و اطمینان کیلئے ۱۶۵۳ پونڈ۔
۱۸ شلنگ ۶ پنس کی زائد رقم دیگئی۔ ۱۸۰۶ع مین فلٹن بہت مایوس ہو کر
امریکہ واپس گیا۔ لیکن اپنی موت تک برابر یہی خیال اوسکے دلمین تسلی
بخش رہا کہ بالاخر اوس کا ایجاد کردہ جہاز جنگی کامون مین استعمال ہوگا
۱۸۱۵ع مین جو اوس کے مرنیکے دن تھے وہ ایک کلان جہاز غواصی
کے بنانے مین مصروف تھا جسکا نام میوٹ رکھا تھا۔ اس جہاز کے

بناتے وقت فلٹن نے تارپیدو مین لگانیکا خیال ترک کردیا تھا۔ بلکہ بجائے اسکے صرف ایکسو گھوڑی کے قوت دی تھی جس سے اندرون آب آسانی سے چل سکتا تھا۔ اس جہاز کی کلانی کا کسیقدر اس سے اندازہ ہوسکتا ہی کہ اسکی صرف ڈھکیلنے مین سوا آدمیون کی ضرورت ہوئی تھی۔ ایسے ہی وقت مین نپولین نے مسٹر کوسین کو ایک جہاز نائی ٹلس نمونہ کا مگر اس سے عمدہ اور بڑا بنانیکو مامور کیا۔

فلٹن کے انتقال کے تھوڑی دنون بعد انگریزی بحری فوج کے ایک افسر نے ایک کشتی بنائی جو بحفاظت تمام بیس فٹ نیچے اندرون آب جاتی تھی لیکن فنڈ کے نہونے سے وہ اپنے تجربہ کو بڑھا نہ سکا۔ اس کے بعد از رو سلسلہ اوقات جانسن نے اپنی تعجب انگیز کشتی بنائی۔ جانسن ایک مشہور چور ہے جسنے تجویز کیا تھا کہ سنٹ ہلنا سے نپولین کو جہاز غواصی مین بٹھلا کر بھگا لیجانا چاہئے یہہ جہاز بشنل اور فلٹن کے نمونہ پر سو فیٹ لمبا تھا۔ اسنے اپنی الوالعزمی اور دانائی کا پہلے ہی ثبوت پہونچا دیا تھا۔ اور شہنشاہ کے بہت سے لواحقین اور اعزا نے اس امر کی کوشش کی تھی کہ کسیطرح اوس کی محنت و کوشش سرسبز ہو۔ ایکمرتبہ جب وہ حسب ہدایت انگریزی افسران بحری کچھہ اپنا تجربہ دکھلا رہا تھا تو اوسکی ایک چھوٹی مغروق کشتی کسی دوسرے جہازی لنگر کے رسون مین بطرح پھنس گئی۔ جانسن نے آہستہ اور اطمینان سے جیب سے گھڑی نکالی اور اپنے مددگار سے کہا

کہ اگر رسیون سے کشتی کو نجات نہین ملتی تو ڈالی منٹ مین ہم سب فنا ہو جائینگے
چنانچہ جانسن کے دلی اطمینان او جمعیت خاطر کے بدولت اس کشتی نے رسون سے
نجات پائی۔ تھوڑے دنون کے بعد اس دل چلا ک اولالعزم نے نپولین کی
رہائی کا پورا اور معقول بندوبست کر لیا۔ وعدہ کیا گیا تھا کہ اگر پوری طور سے
کامیابی ہو گئی تو بے انتہا رقم انعام دیجائیگی چنانچہ اُسکیلیے اس موجد کو
چالیس ہزار پونڈ اس روز ملنے کو تھے جبکہ وہ سمندر پر آمادہ کارروائی
پایا جاتا۔ لیکن بد قسمتی سے جس روز اس کشتی مین تیاریان ہو رہی تھین اور
تانبے کا گولہ یعنے ہوا خانہ لگایا جا رہا تھا اوسی روز نپولین کے موت کی خبر
آئی اور یہہ واقعہ جو آیندہ ایک زبردست تاریخی معاملہ ہوتا اس حسرتناکی
سے ختم ہو گیا۔ بعد اس کے جانسن نے ایک دوسری غواصی کشتی دریائے
ٹیمس مین دکھلائی۔ یہہ کشتی کمیٹی ہسپانیہ کیطرف سے بمقابلہ بیڑہ جہازات
فرانسیسی جنگی کیڈز کی ناکہ بندی کردی تھی تیار ہوئی تھی۔ لیکن تجویز ہی
محدود رہی کارروائی مین ناکامی ہوئی۔

تقریباً ۱۸۳۰ء مین ایک فرانسیسی بحری افسر مسمّی بہ مانٹ گیری نے
بشنل اور فلٹن کے نمونہ پر ایک جہاز بنایا جسکا نام ہے "انو یزیبل" شپ یعنے
یعنے ناپید جہاز رکھا۔ وہ لکھتا ہے کہ مین نے اس جہاز کا نام ناپید رکھا
کیونکہ جب ضرورت ہوتی ہے تو ناپید کیا جاسکتا ہے باقی اور وقتون مین
یہہ جہاز مثل دوسرے جہازون کے بذریعہ کل یا بادبان کے سطح آب پر

کام کرتا ہے۔ اس کی تیز رفتاری دخانی کشتی سے بھی زیادہ ہوجائیگی۔ آخری نمونہ جو ہین نے پیش کیا وہ ۸۶ فٹ لمبا ۲۳ فٹ چوڑا اور ۱۴ فٹ گہرا تھا۔ علی العموم یہہ خیال ہے کہ جہاز غواصی کیلئے لکڑی سے زیادہ لوہا کارآمد ہوتا ہے کیونکہ اس مین پانی نفوذ نہین کرتا ہے اور اسی جسامت کے ساتھہ اندرونی وسعت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ بہرے اس نمونے کا بالائی حصہ زیرین حصہ کے مانند ہی صرف کسیقدر زیادہ چپٹا ہی۔ اس مین دو دروازے منزل مین جلنیکے لئے ہین اور دو مستول و بادبان ہین آگے کیطرف بادبان لگانیکا ایک ڈنڈا دو چھوٹے بڑے مستول ہین جسپر جب یعنے بڑا بادبان اور چھوٹے بڑے دو بادبان اور چار چھوٹے بادبان ہین بادبان کا بڑا ڈنڈا جہاز مین اندر کیطرف ہیں اور مستول چولون پر لگائے گئے ہین جب جہاز کو غرق کرنا ہوا تو یہہ سب کے سب وسط تختہ پر گرادیجاتی ہین۔ اس جہاز مین صرف ایک ہی تختہ (صحن) تھا اور کول کے کئی حصہ اسلئے کردیئگئے تھے تاکہ گولہ بارود وغیرہ ایک حصہ مین اور غرق کرنیکے لئے پانی دوسرے حصہ مین جمع رکھین جہانتک تحریر موجد صاحب کی ہے۔ اس جہاز کو بذریعہ بخارات کے پانی مین ڈہکیلا تھا۔ مانٹ گیر لیصاحب کو تو دعوی تھا کہ جب جہاز بالکل غرق ہوجائیگا تب اسکو وہ آسانی سے چلاسکینگے۔ مگر مجتمع بخارات کے استعمال مین جو اسکو دقت واقع ہوئی اس سے انکی کوششین بیکار ہوگئین۔ اسنے نہ اسکو استعمال کیا اور نہ پتوار سے کام لیا بلکہ ایک اختراع جدید سے کام لیا جسکے نسبت سنہ ۱۸۶۳ع مین ایک شخص

مارٹن ووڈ نامی نے لکھا تھا۔ یہہ ایک مخروطی آلہ جہاز کے آخری دنبال میں لگا
ہوا تھا۔ اس آلہ کے پہلو جہاز کی دنبال کے پاس سے گول ہو جاتے ہیں اور مقابل
کا پہلو دو سطحوں میں تقسیم ہو جاتا ہے اور گویا ایک زاویہ منفرجہ بنجاتا ہے۔
جب ان سطحوں سے پانی نکلتا ہے تو جہاز آگے بڑھتا ہے۔ ماٹنٹ گیری نے
اوپر کے سکان کے استعمال کی تجویز کی تاکہ غرق ہونیکے حالت میں اس سے
جہاز رانی میں مدد لیجائے۔ اس کے سوا ایک ہوا کا ذخیرہ بنایا جسمیں سولہ
گھنٹے کیلئے ہوا موجود رہے اور ایک گنبد بھی تھا جسمیں جا بجا اس التزام
طاقچے بنے ہوئے تھے کہ ڈوبتے وقت اسکو بند کر لیتے تھے اور نکلتی وقت
کھولدیتے تھی۔ جہاز میں مجموعتاً ۴۷ افسر معہ ملازم تھے اور جنگی اسلحہ میں
چار کولمبیاڈ ۱۰۰۰ راکٹ اور ۱۰۰ اسمال ماین۔ اور ایک کل اشیای آتش گیر
کے پھینکنے کیلئے تھی اس قسم کا ایک خفیف وضعیف ثبوت ملتا ہے کہ اسی
جہاز کے چند خصوصیات سے ایم جیلوس وارن کو پہلے پہل خیال ہوا کہ اپنا
دماغی جوہر دکھلا دیں جسکو انہوں نے زیر عنوان "تیس ہزار میل اندر زد
آب" بہت زور شور سے لکھا ہے۔ اگر فی الواقع ایسا ہی ہے تو یہہ بات
بے تکلف کہی جاسکتی ہے کہ ایم وارن کا پاکٹ خود کپتان ماٹنٹ گیری
کے پاکٹ سے بہت زیادہ روپیوں سے پر کیا گیا۔

ماٹنٹ گیری کے بعد بیس برس تک غواصی جہاز کے متعلق بہت کم
لکھا پڑا گیا۔ اس کے بعد جسنے کیقدر شہرت کے ساتھ اس کا تجربہ کیا

وہ مسٹر جی اسکاٹ رسل متوفی ہین جنھون نے جنگ کریمیا مین آزمایش کی
تھی - انہون نے ایک غواصی کشتی بنائی جسکے اخراجات کیلیے گورنمنٹ وقت نے
سات ہزار پونڈ دیے مگر اس خرچ سے کوئی عملی نتیجہ ظہور پذیر نہوا - مگر امریکہ
کے جنگ وراثت صرف تجویز ہی نہین ہوئی بلکہ کشتیان بنائی گئین اور
دشمنون کے مقابلہ مین مستعمل ہوئین - چنانچہ ایک مغروق کشتی نے
ایک جنگی جہاز فڈرل کو اڑادیا لیکن اس اڑانے سے وہ خود بھی اڑ گئی -
اس واقعہ کے بعد برسون اس فن کے موجدون مین سکوت رہا اور
آزمایش نہ کیگئی - بعد برسون کے اسکو پھر از سر نو شروع کیا - انہون نے
بہت سی کشتیون کی آزمایش کی اور بالآخر اس فن خاص کی بہت
سی کشتیان تیار کین مگر تخمینہ اخراجات بہت ہی مشکوک بلکہ سراسر غلط
ہے - غالباً ان مین سے اسوقت اب بہت کم باقی وصحیح سالم ہونگی
حال مین غواصی کشتیان مفصلہ ذیل لوگون نے بنائی ہین -

نارڈن گوبرٹ - گیرٹ - ویڈنگٹن کیمپبل والیش - ٹاک - زیدی ہوگارڈ
وغیرہ - یقین ہے کہ اگر بحری لڑائی کہین جلد چھڑ گئی تو ان مین سے کئی
قسم کی کشتیان موقع جنگ مین پہونچینگی -

فرانس - روس - ٹرکی - یونان - اسپین اور دو ایک اور بادشاہون کے
پاس اس قسم کی کشتیان موجود ہین یا تیار ہونیکو حکم ہوا ہے - اور
اگرچہ جو تجربہ اس ملک (انگلینڈ) مین دکھلایا گیا اوس سے بمشکل یہہ نتیجہ

کہ اگر رسیون سے کشتی کو نجات نہین ملتی تو ڈہائی منٹ مین ہم سب فنا ہوجائینگے
چنانچہ جانسن کے دلی اطمینان اور جمعیت خاطر کے بدولت اہالی کشتی نے رسون سے
نجات پائی۔ تھوڑے دنون کے بعد اس دل چالاک الوالعزم نے نپولین کی
رہائی کا پورا اور معقول بند وبست کرلیا۔ وعدہ کیا گیا تھا کہ اگر پوری طور سے
کامیابی ہوگئی تو بے انتہا رقم انعام دیجائیگی۔ چنانچہ آپ کیلیے اس موجد کو
چالیس ہزار پونڈ اس روز ملنے کو تھے جبکہ وہ سمندر پر آمادہ کارروائی
پایا جاتا۔ لیکن بدقسمتی سے جس وقت اس کشتی مین تیاریان ہورہی تھین اور
تانبے کا گولہ یعنے ہوا خانہ لگایا جارہا تھا اوسی روز نپولین کے موت کی خبر
آئی اور یہہ واقعہ جو آیندہ ایک زبردست تاریخی معاملہ ہوتا اس حسرتناکی
سے ختم ہوگیا۔ بعد اس کے جانسن نے ایک دوسری غواصی کشتی دریائے
ٹیمس مین دکھلائی۔ یہہ کشتی کمیٹی ہسپانیہ کیطرف سے بمقابلہ بیڑہ جہازات
فرانسیسی جنگی جہازون کی ناکہ بندی کردی گئی تیار ہوئی تھی۔ لیکن نتیجہ یہی
محدود رہی کارروائی مین ناکامی ہوئی۔

تقریبًا ۱۸۳۰ء مین ایک فرانسیسی بحری افسر مسمی بہ مانٹ گیری نے
بشنل اور فلٹن کے نمونہ پر ایک جہاز بنایا جسکا نام "آنویزیبل شپ"
یعنے ناپید جہاز رکھا۔ وہ لکھتا ہے کہ مین نے اس جہاز کا نام ناپید رکھا
کیونکہ جب ضرورت ہوتی ہے تو ناپید کیا جاسکتا ہے باقی اوروقتون مین
یہہ جہاز مثل دوسرے جہازون کے بذریعہ کل یا بادبان کے سطح آب پر

کام کرتا ہے۔ اس کی تیز رفتاری دخانی کشتی سے بھی زیادہ ہو جائیگی۔ آخری
نمونہ جو مین سے پیش کیا وہ ۶۷ ۸ فٹ لمبا ۲۳ فٹ چوڑا اور ۱۴ فٹ گہرا تھا۔
علی العموم یہہ خیال ہے کہ جہاز غواصی کیلئے لکڑی سے زیادہ لوہا کارآمد ہوتا ہے
کیونکہ اس مین پانی نفوذ نہین کرتا ہے اور اسی جسامت کے ساتھ اندرونی وسعت
بھی زیادہ ہوتی ہے۔ ہیرسے اس نمونے کا بالائی حصہ زیرین حصہ کے مانند ہی
صرف کسیقدر زیادہ چپٹا ہی۔ اس مین دو دروازے منزل مین جانیکے لئے
ہین اور دو مستول و بادبان ہین آگے کیطرف بادبان لگانیکا ایک ڈنڈا
دو چھوٹے بڑے مستول ہین جسپر رجب یعنے بڑا بادبان اور چھوٹے بڑے
دو بادبان اور چار چھوٹے بادبان ہین بادبان کا بڑا ڈنڈا جہاز مین اندر کیطرف
ہیں اور مستول چولون پر لگائے گئے ہین جب جہاز کو غرق کرنا ہوا تو یہہ سب کے
سب وسط تختہ پر گرا دیجاتی ہین۔ اس جہاز مین صرف ایک ہی تختہ (صحن)
تھا اور کول کے کئی حصے اسلئے کر دیئے گئے تھے تاکہ گولہ بارود وغیرہ ایک حصہ مین
اور غرق کرنیکے لئے پانی دوسرے حصہ مین جمع رکھین یہانتک تحریر موجود تھا جب
کی ہے۔ اس جہاز کو بذریعہ بخارات کے پانی مین ڈبکیا تھا۔ مانٹ گیبر لیصاحب
کو تو دعوی تھا کہ جب جہاز بالکل غرق ہو جائیگا تب اسکو وہ آسانی سے
چلا سکینگے۔ مگر مجتمع بخارات کے استعمال مین جو اسکو وقت واقع ہوئی اُس
سے اُنکی کوششین بیکار ہوگئین۔ اسنے نہ اسکو استعمال کیا اور نہ پتوار سے
کام لیا بلکہ ایک اختراع جدید سے کام لیا جسکے نسبت ۱۸۶۳ء مین ایک شخص

مارٹن وڈ نامی نے کچھ لکھا تھا۔ یہہ ایک مخروطی آلہ جہاز کے آخری دنبال میں لگا ہوا تھا۔ اس آلہ کے پہلو جہازی دنبال کے پاس سے گول ہو جاتے ہیں اور مقابل کا پہلو دو سطحوں میں تقسیم ہو جاتا ہے اور گویا ایک زاویہ منفرجہ بنجاتا ہے۔ جب ان سطحوں سے پانی نکلجاتا ہے تو جہاز آگے بڑھتا ہے۔ مانٹ گیری نے اوپر کے سکان کے استعمال کی تجویز کی تاکہ غرق ہونیکے حالت میں اس سے جہازرانی میں مدد لیجائے۔ اس کے سوا ایک ہوا کا ذخیرہ بنایا جسمیں سولہ گھنٹے کیلئے ہوا موجود رہے۔ اور ایک گنبد بھی تھا جسمیں جابجا اس التزام سے طاقچے بنے ہوئے تھے کہ ڈوبتے وقت اسکو بند کر لیتے تھے اور نکلتے وقت کھولدیتے تھے۔ جہاز میں مجموعتاً ۹۶ انفس بعد ملازم تھے اور جنگی اسلحہ میں چار کولمبیاڈ ۱۰۰ راکٹ اور ۱۰۰ اسمال مائن۔ اور ایک کل اشیائی آتش گیر کے پھینکنے کیلئے تھی اس قسم کا ایک خفیف و ضعیف ثبوت ملتا ہے کہ اسی جہاز کے چند خصوصیات سے ایم جیلوس وارن کو پہلے پہل خیال ہوا کہ اپنا دماغی جوہر دکھلاوین جسکو انہوں نے زیر عنوان بتیس ہزار میل اندرون آب بہت زور شور سے لکھا ہے۔ اگر فی الواقع ایسا ہی ہے تو یہہ بات بے تکلف کہی جاسکتی ہے کہ ایم وارن کا پاکٹ خود کپتان مانٹ گیری کے پاکٹ سے بہت زیادہ روپیوں سے پر کیا گیا۔

مانٹ گیری کے بعد بیس برس تک غواصی جہاز کے متعلق بہت کم لکھا پڑا گیا اس کے بعد جسنے کسیقدر شہرت کے سات اس کا تجربہ کیا

مترجم

وہ مسٹر جو اسکاٹ رسل متوفی ہین جنھون نے جنگ کریمیا مین آزمایش کی
تھی- انھون نے ایک غواصی کشتی بنائی جسکے اخراجات کیلیے گورنمنٹ وقت نے
سات ہزار پونڈ دیے مگر اس خرچ سے کوئی عملی نتیجہ ظہور پذیر نہوا- مگر امریکہ
کے جنگ وراثت صرف تجویز ہی نہین ہوئی بلکہ کشتیان بنائی گئین اور
دشمنون کے مقابلہ مین مستعمل ہوئین- چنانچہ ایک مغروق کشتی نے
ایک جنگی جہاز فڈرل کو اڑا دیا لیکن اس اڑانے سے وہ خود بھی اڑ گئی-
اس واقعہ کے بعد برسون اس فن کے موجدون مین سکوت رہا اور
آزمایش نہ کیگئی- بعدہ دسیون نے اسکو پھر از سر نو شروع کیا- انھون نے
بہت سے کشتیون کی آزمایش کی اور بالاخر اس فن خاص کی بہت
سی کشتیان تیار کین مگر تخمینہ اخراجات بہت ہی مشکوک بلکہ سراسر غلط
ہے- غالباً ان مین سے اسوقت اب بہت کم باقی وصحیح سالم ہونگی
حال مین غواصی کشتیان مفصلہ ذیل لوگون نے بنائین-
نارڈن　　گوبرٹ- گیرٹ- ویڈنگٹن- کیمبل- والیش- ٹاک- زیدی- ہوگارڈ
وغیرہ- یقین ہے کہ اگر بحری لڑائی کہین جلد چھڑ گئی تو ان مین سے کئی
قسم کی کشتیان موقع جنگ مین ہونچینگی-
فرانس- روس- ٹرکی- یونان- اسپین اور دو ایک اور بادشاہون کے
پاس اس قسم کی کشتیان موجود ہین یا تیار ہونیکو حکم ہوا ہے- اور
اگرچہ جو تجربہ اس ملک (انگلینڈ) مین دکھلایا گیا اوس سے بمشکل یہہ نتیجہ

نکل سکتا ہے کہ ان کشتیون سے بحری جنگ مین تہہ و بالا ہو جائیگا تاہم جن
پادشاہون کے پاس ایسی کشتیان ابتک نہین ہین وہ جلد یا دیر مین ضرور
چند کشتیان اپنے بیڑہ جہازات مین شامل کرینگے بلکہ اگر یہہ کشتیان فی الحال
کوئی عملی خدمت عمدہ طور سے پوری نہین کر سکینگی تاہم ان کی موجودگی سے
اخلاقی عزت و عظمت کی ترقی ہوگی۔ قاعدے کی بات ہے کہ جس شئے کو
انسان آنکھون سے نہین دیکھتا لیکن اوس کا خوفناک وجود مسلم ہوتا ہے
تو ہر وقت ڈرا کرتا ہے اور ہمیشہ ہولناک غواصی کشتی کا بندرگاہ مین خواہ
ساحل پر موجود رہنا دشمن کیلئے بہت سی تکلیف وہ خبرداری و ہوشیاری
کا باعث ہوتا ہے ورنہ وہ بہت بے تکلف رہتا ہے اگرچہ آج کی غواصی
کشتیان اس تکمیل کے درجے کو نہین پہونچین جو وارن کی خیالی ایجاد نے
پورا کر دیا تھا تاہم وہ اپنی موجودہ حالت مین بھی اگر جنگی اسباب مین داخل
کیجائے تو ایک نشانی مہذب اسباب جنگ کی سمجھی جائیگی۔

شاید موجودہ زمانہ مین منجملہ بہت سے غواصی کشتیون کے نمونون کے
مسٹر نارڈن فلٹ کی کشتیان سب سے عمدہ ہین بعد بہت سے ابتدائی
تجربون کے اس قابل نام جنٹلمین نے اپنی کشتی کو جسکا نام "نمبر ۱" رکھا ہی
مارچ ۱۸۸۵ء مین بمقام بارو تیار کر کے کھڑی کر دیا۔ اس کشتی پر ۲۴۳ ٹن
وزن تھا۔ یہہ کشتی عام طور سے وائٹ ہڈ کے تار پیڈو سے مشابہ تھی لیکن
اوس کی کمان اور آخری حصہ چپٹا ہوتا گیا تھا۔ اور پشت پر دو نوکدار منارے تھے

جسامت ۱۲۳ فٹ طول چوڑائی اور گہرائی ۱۲ فٹ تھی۔ اور انجن مین ایکہزار گھوڑون کی قوت رکھی گئی تھی۔ ڈیرہ سو پونڈ کے وزنی بخار سے دو بڑے اور کثیر التعداد نلی والے بوائلر کے ذریعہ سے دو مرکب انجنون مین قوت پہونچائی جاتی تھی جس سے حرکت وغیرہ ہوتی تھی اسکے سوا اور بہت سے انجن جہاز چلانے غرق کرنے پانی باہر الچنے گھمانے اور پنکھہ چلانے کیلئے لگے ہوئے تھے۔ اس کشتی کی اب ایسی عام شہرت ہوگئی ہے جس سے اوسکی زاید تصریح بیان کرنی غیر ضروری ہے۔ صرف اسقدر کافی ہے کہ ۱۶۰ ٹن کے وزن سے وہ سطح آب پر اسطرح تیرتی ہے جیسے کہ کوئی تارپیڈو کی کشتی ہو۔ دو چمنیان (دودکش) جو اول اور آخر مین لگائی گئی ہین وہ درمیان مین معلوم ہوتی ہین۔ لیکن جب غرق ہونا ہوتا ہے تو اون کو سرنگون کر دیتے ہین۔ اور کھڑکیان جو ڈک پر ہین انکو خوب کسکر بند کر دیتے ہین کہ پانی اندر نہ آسکے اسی طرح سے وہ چمنیان نکالی جاتی ہین۔ پانی کے اندر بخارات سے آگ بجھا دی جاتی ہے جو سو پونڈ تک رہا کرتا ہے۔ اوسوقت جو بخار نہایت گرم ہوجاتا ہے وہی قوت محرک ہوتی ہے اور بوائلرون مین اوس کی ایسی کافی مقدار رہتی ہے کہ بغیر آگ کے بیس میل تک کشتی کو لیجا سکتے ہین۔ کشتی غرق ہونے کے علی العموم دو اسباب ہین ایک تو یہہ کہ کشتیون مین مخصوص ایسی کام کیلئے حوض بنے رہتے ہین ان حوضون مین تقریباً ۲۳ ٹن پانی غرق کرنے کے لئے

باہر سے بھرا جاتا ہے اور آخر مین دوسرا ذریعہ غرق یہ ہوتا ہے کہ کشتی کے
پیندے مین دو اسکرو لگے رہتے ہین جنکو کام مین لانے سے جہانتک مرضی
ہو کشتی کو نیچے پانی مین لیجا سکتے ہین۔ اس طریقے سے یہہ فائدہ ہے کہ جب
کشتی کو سطح آب پر لانا منظور ہے تو ان اسکرو کو دبانا موقوف کردینا چاہئے
اگر کشتی پر اسقدر کم وزن ہو جس سے زاید کمی ناممکن ہو تو اوس کی رفتار
فی گھنٹہ ۱۵ میل ہو جاینگی۔ اور اگر اوسکی چمنیون کا بوجھہ کچھہ زیادہ ہوگا تو رفتار
۱۱ میل ہو گی۔ غرق ہونیکی حالت مین بمشکل ۴ میل چلسکتی ہے۔ اور
چونکہ مغروق کشتی کو معلوم نہین ہو سکتا کہ کدہر جا رہی ہے اور کہان
جانا چاہئے۔ اسلئے پیچیدہ اور خاص مقامون مین سو پچاس گز کے فاصلہ پر
پہونچکر کے سطح آب پر نمودار ہوا کرتی ہے اور منزل مقصود کیطرف
بعد غور اور دیکھہ بھال کے ڈوبکی چلتی ہے جنگی سامان (جس سے دوسرونکو
نقصان پہونچے) اس کشتی پر ایک نل جو توپ کے چلانے مین کام آتا
ہے۔ چار تارپیڈو۔ اور دو توپین نارڈن فلٹ کی۔

دو چھوٹی کشتیان ساختہ نارڈن فلٹ حسب نمونہ نمبر ۲ سلطان روم
نے خرید کی مین جسامت انکی حسب ذیل ہے طول ۱۰۰ فٹ عرض اور
عمق ۱۲ فٹ اور ہر دو کا وزن ۱۶۰ ٹن۔ مئی ۱۸۸۶ء مین ایک کشتی
ایک دخانی جہاز کے نیچے سے جو سرا گلیو مین کھڑا تھا بے تکلف نکل
گئی۔ فروری ۱۸۸۸ء مین ایک دوسرا تجربہ نجابیج اسمد مین کیا گیا۔

صرف یہی نہین کہ یہہ کشتیان اکثر غرق گیگلیین اور پانی کے اندر عرصہ تک رہین بلکہ پانی کے اندر ایک بغیر پھر امواونٹ ہڈ تارپیڈو داغا یہہ تجربہ اس کے پہلے کبھی نہوا تھا۔ اس کے سوا ایک شب کو کامیابی کے ساتھ ایک دخانی جہاز پر حملہ کیا جسکے نیچے سے وہ غائب ہوکر پھر پاؤ میل کے فاصلہ پر نمودار ہوا۔ گورنمنٹ روس نے گوبرٹ کے کشتیان پسند کی ہین۔ یہہ کشتیان بذریعہ فن کے جو اسکے بازوؤن مین شکل مچھلی کے پر کے لگی رہتی ہین یا جھکے ہوئے تختون سے جو کول کے باہر نکلے رہتے ہین غرق ہوا کرتی ہین۔

فرانس نے حال مین ایک غواصی کشتی موسومہ جمنوٹ بمقام تولن اتاری ہے۔ یہہ کشتی ایم زیدی انجنیر نے حسب پسند امیر البحر آبی وزیر بحری تیار کی بظاہر اسکی وضع وائٹ ہڈ تارپیڈو کی سی ہے اور جسامت حسب ذیل۔ طول ۵۹ فٹ عرض اور عمق ۵ فٹ ۱۱ انچہ۔ وزن بوقت غرق ۳۰ ٹن۔ بعض قسم کے تارپیڈو کیطرح اس مین دو قسم کے چار پتوار ہین دو سطح پر اور دو بلندی پر۔ وزن کشتی بذریعہ حوض کے بہت آسانی سے حسب خواہش گھٹ بڑھ سکتا ہے کیونکہ ایک قوی پمپ حوض کے خالی یا بھرنے کو لگا ہوا ہے۔ اگر کشتی کو یکبارگی سطح پر لانا منظور ہے تو کیل پر سے ایک وزن سے ڈال لیا جاتا ہے۔ قوت محرکہ برقی ہر جو مسٹر کرپ کا ایجاد ہے اور باٹریون سے قوت پہونچائی جاتی ہے۔

اس کشتی مین ایک خفیہ آلہ بھی بتلایا جاتا ہے جس سے کمانڈر یہہ جان سکتا ہے کہ اُس کی کشتی کسقدر تہ آب پہونچی ہے۔ ایک تارپیڈو بھی ساتھہ ساتھہ ہے کہ جب دشمن کا جہاز موقع پر آیا۔ تارپیڈو واوسمین لگا دیا اور کشتی نیچے نیچے نکل گئی اودہر وہ نکلی ادہر یہہ تارپیڈو نے بذریعہ برقی جہاز دشمن کو اڑا دیا۔

جمنوٹ کشتی کیطرح کچھہ ملتی جلتی ایک دوسری غواصی کشتی پیرل نامی ہے جو گورنمنٹ اسپین کیلیئے بمقام لاکراکا تیار ہوئی ہے۔ وزن ۸۷ ٹن طول ۷۰ فٹ۔ عرض ۸ فٹ ۵ انچہ ہے اس کے انجن مین تیس گھوڑون کی قوت رکھی گئی ہے۔ جہازی ہوا کی صفائی کیلیئے کیمیاوی ترکیب کچھہ ایسی مفید جاری ہوئی ہے کہ کہتے ہین کہ بوقت ضرورت اس کشتی کو ۲ روز تک پانی کے اندر برابر رکھہ سکتے ہین۔

کیمبل الیش کی کشتی کسی گورنمنٹ نے پسند نہین کی لیکن اُسکی ترکیب اور اس کا خیال صحیح اور صاف ہے۔ کول ہے کے پہلوون پر لوہے کے بیلن سلسلہ وار جمے ہوئے ہین جب اس کشتی کو غرق کرنا ہوا تو وزن مین کمی کردی گئی۔

ان بیلنون کے اندر اسیقدر اور گردشی بیلن ہین جو کل کے ذریعہ سے رکھے یا لگائے جاتی ہین جب رکھے جاتے ہین تو وزن کی زیادتی سے کشتی سطح آب پر تیرنے لگتی ہے اور جب نکال لیجاتی ہے تو بلحاظ کمی

وزن ڈوبنے لگتی ہے - مجموعہ قوت برقی حرکت کے باعث ہوتی ہے - اس
کشتی کی آزمایش دسمبر ۱۸۸۸ع مین تلبری کے گودی مین کیگئی تھی - وہ غرق
ہوئی اور بہت اطمینان کے موافق پھر نمودار ہوئی لیکن رفتار بہت نا کافی تھی

ڈنمارک کی بحری فوج کے لفٹنٹ ہوگارڈ نے ایک غواصی کشتی ایجاد
کی جسکا بیان مفصل مارچ گذشتہ مین نیول آرکی ٹکٹس کے انسٹیٹیوشن مین پیش
کیا - اوسکی کشتی مچھلی نما بالائی عمارت نیچی طول ۱۲۲ فٹ عرض ۱۱ فٹ ۹ انچہ
عمق ۱۲ فیٹ - بالائی عمارت کے اوپر دو نوکدار مناری ہین ہر ایک ۱- فٹ
۳-انچہ بلند - وزن ۱۷۱ ٹن مگر جب بالکل غرق ہو ۱۹۶ ٹن - پانی مین ڈوبنے
کا وہی طریقہ ہے جیساکہ نارڈن فلٹ کا - لیکن آلہ مغرق صرف ایک ہی ہے
جو وسط جہاز مین قایم کیا گیا ہے - معمولی بخارات سے غرقی عمل مین آتی ہے
انجن مین چھہ سو گھوڑون کی قوت ہے - اور بوائلر مین ۱۲۵ پونڈ کا وزنی
بخار محرک قوت ہی - بوائلر معمولی قسم کے تارپیڈو کی کشتی کا انجن ہے -

ایک دودکش اور ایک روشن دان بھی لگا ہوا ہے اور جب غرق
ہونا ہوتا ہے تو انکو بورڈ پر جمع کا لیتے ہین اور حالت غرقی مین وکٹوریا
الکٹرک موٹر (قوت برقی) سے حرکت دیجاتی ہے جسمین ۳۵ گھوڑون
کی قوت حسب حیثیت آلہ محرک رہتی ہے - یہہ کشتی اندرون آب اسی قوت
سے چھہ گھنٹون مین ساڑھے پانچ میل چلتی ہے - بالائی آلہ محرک مین
بھی پانچ گھوڑون کی برقی قوت ہوتی ہے جو ایک چھوٹے پمپ کا کام دیتا ہی

اس آلہ کی حرکت بالائی پتوار اور حوض سے ہوتی ہے جسمین پانی بھر جانے سے بالائی عمارت فرش پر آرہتی ہے اور صرف چند ہندرڈ ویٹ وزن رہجاتا ہے۔ ڈوبنے کی حالت مین اندرونی ہوا کاربونک ایسڈ کے کیمیاوی تخریج اور اکسیجن کے ملانے سے ہوتی ہے اور یہہ کیمیاوی اجزا بہت قوت پہونچانے سے قایم رہسکتا ہے۔ اسلحہ جنگی مین دو وائٹ ہڈ ہین جو مغروق نلون سے داغی جاتی ہین۔

مسٹر جے۔ ایف ویڈنگٹن کی تارپیدو کی کشتی جو برقی قوت سے غرق ہوتی ہے۔ ۳۷ فٹ لمبی ۶ فٹ ۶ انچہ چوڑی ہے اندرون آب دس گھنٹے مین ۸ میل رفتار ہوتی ہے جسکے ہوئی فن (بازو) اور بالائی آلہ محرک سے غرق ہوتی ہے۔ اس مین دو قسم کے چار پتوار ہین۔ ہوا مین اسقدر قوت رکھی گئی ہے کہ دو آدمیون کو چھہ گھنٹہ تک آرام رکھہ سکے۔ دونون جانب دو کمرون مین مرکب ہوا بھری رہتی تھی۔ دو خالی کشتی تارپیدو کی اس کشتی کے آخر مین لگی ہوئی ہین لیکن حسب مرضی انکو اندر سے علحدہ کرسکتے ہین۔ ایک غواصی توپ (مائن) جو برقی قوت سے داغی جاتی ہے ہمراہ ہے۔ سب سے بڑا فایدہ جو اس مین سمجھا گیا ہے وہ یہہ ہے کہ اسکو معمولی چھوٹی کشتیون کیطرح جنگی جہاز کے پاس بوجہہ اوسکے مختصر قد قامت کے لیجا سکتے ہین۔

جو کشتی جرمنی مین چند مہینے گذرے کہ تیار ہوئی اوس کی پوری کیفیت

معلوم نہین ہوئی تاہم جہانتک معلوم ہے یہہ ہے کہ وہ کشتی ۱۱۴ فٹ لمبی نارڈن فلٹ کے نمونہ پر بنی ہے دو تارپیڈو تین میک ابوائی توپین اور ایک جلد جلد دغنے والی توپ سے مسلح ہے اور سطح آب پر بارہ گھنٹہ مین دو سو میل بذریعہ بخارات چلسکتی ہے۔

سلطنت متحدہ امریکہ کے صیغہ بحری سے نومبر ۱۸۸۸ء مین ایک گشتی جاری ہوئی جسمین ایک مفید اندرون آب تارپیڈو کی ضرورت بتلائی گئی تھی اور چند ضروری خانہ پری بھی کرنی تھی اور ایسی کشتی بنانیوالون کو درخواست دینے کا حکم بھی تھا۔ اس کشتی مین صاف صاف ضرورت کا اظہار ہوا تھا اور اُن سخت مشکلات کا بیان بھی بطور احسن کردیا گیا تھا جو فلٹن کے شروع زمانہ سے کل موجدون کو ابتک پیش آئے تھے مقدم اوصاف یہہ مطلوب تھے کہ حسب خواہش تیز رفتاری ہو۔ سمت روانگی کی تحقیق رہے۔ نظرون سے غائب رہے دشمن کے حملہ آتشین سے بچا رہے اور اگر عرصہ تک ڈوبے رہنا محقق سمت روانگی کے ساتھہ ممکن نہو تو حسب موقع فوراً غرق ہوجانے مین تکلف نہ ہے۔ کم سے کم فی گھنٹہ پندرہ میل سطح آب پر وہ کشتی چل سکے اور ۱۲ میل جب اسباب اُتار لیا جائے اور آٹھہ میل جب غرق ہو۔ یہہ بھی ہو کہ پوری تیزی کے ساتھہ تین گھنٹے تک سطح آب پر اور کم سے کم اوسی تیزی سے دو گھنٹے تک زیر آب دوڑ سکے اور کم سے کم نوے گھنٹہ کیلئے دانہ پانی رکھہ سکے۔ اور بلحاظ حرکت فوجی اس کشتی میں

یہہ قوت ہو کہ جب وہ پوری تیزی سے دوڑ رہی ہو تو حکم ہوتے ہی وہ دائرہ بنا سکے ایسا کہ اوس کا قطر کشتی کے چوگنہ طوالت سے زیادہ نہو۔ اور یہہ عمل بغیر انجن کی تبدیلی کے ہو۔ اور جب کشتی زیر آب۔ اوسی قوت سے جا رہی ہو تو سطح آب کے سمت کو تبدیل کر کے تیس سکنڈ (دقیقہ) مین زیرین آب ہو جائے غرق کرنے کیلئے جسقدر سامان کی ضرورت ہے وہ ہر وقت کافی تعداد و مقدار مین موجود اور کارروائی کیلئے تیار رکھنا چاہئے۔ اور جو قوت غرق ہونیکی حالت مین ضرور ی ہین ان کی تبدیلی اور از سر نو استعمال فوراً ہونا چاہئے۔ اور جب کشتی ساکن ہو تو محفوظ حالت کے ساتھ حسب خواہش عمق مین ہونی چاہئے۔ اور یہہ صفت کشتی کے بوجھ کی کمی بیشی پر منحصر نہونا چاہئے بلکہ اس کے اسباب اور ہی ذریعہ سے ہون مضبوطی ہر حالت مین اچھی طرح ہونی چاہئے اور چاہئے سطح آب پر ہو یا غرق لیکن ہمیشہ وزن اخنیا (؟) کچھ لگا رکھنا چاہئے درانحالیکہ اجتماع قوت کیلئے کشتی بالکل تنگ نہو جائے ساخت کی مضبوطی ایسی ہونی چاہئے کہ پانی کے زور سے جبکہ ڈیڑہ سو فٹ نیچے ہو کچھ نقصان نہ پہونچے۔ تارپیڈو کے لگانے مین تیزی۔ زد کا صحیح اندازہ۔ اور خطرات سے بچاؤ ہونا چاہئے کشتی مین کوئی ذریعہ ایسا بھی ہونا چاہئے کہ کمانڈر اوس کو جسپر حملہ کرنا ہو دیکھ سکے جبکہ وہ پانی پر ہو۔ اور ہر حالت مین اوزار ہتیار کے صحت کا لقین رہے۔ ہوا صاف ہوتی رہے کہ کم سے کم بارہ گھنٹہ غرق آب رہین

مقیاس الحرارت ساختہ فہرن ہیٹ سو درجہ سی بڑہی موانعات مزاحمات سے
مخلصی کے تدبیر کیجائے - کیچڑ اور دلدل سے کشتی اپنی قوت سے علیحدہ ہوئے ضرورت
یا خواہش سے زیادہ عمیق پانی مین جانے سے بذریعہ کل کے خود رکے -
اندرونی روشنی کیجائے مصیبت کے وقت اہل جہاز کو بھاگ جانیکا موقع ہو
اور اشیای پیچیدہ سے جو راہ مین حائل ہون اوس سے جھٹکا رہا ہو مقدار
وزن بحالت غرق زایداز دوسو ٹن نہو مگر وہ - ۹۰ ٹن وزن کو سب پر
ترجیح ہے -

اس کشتی کے جواب مین یا یون سمجھے کہ بے انتہا ضروریات ظاہر کردہ کو
پورا کرنے کیلیے لفٹنٹ ہوگارڈ نے ایک کشتی بنائی جسکا اوپر ذکر ہو چکا ہی -
امریکہ کے موجدون نے دو اور کشتیان بطور نمونہ پیش کین - ان مین سے ایک
نارڈن فلٹ کے نمونہ پر تھی اور دوسری مسٹر جے پی ہالنڈ کی بنائی ہوئی
تھی - اور نیویارک کے نائٹلس تارپیڈو بوٹ کمپنی سے متعلق تھی - اس
کشتی کے نسبت بڑے بڑے مبالغہ آمیز تحریرین اخبارون مین لکھی گئی ہین
اسکے پڑہنے سے ہر شخص خیال کر سکتا ہے کہ ایم جیولس وارن نے جو خواب
دیکھا تھا اوس سے بھی زیادہ تکمیل ہو گئی - اور یہہ بھی یقین ہوگا کہ یہہ کشتی
آیندہ جنگی کامون مین مدد دیگی - لیکن بلحاظ کثرت شرایط کشتی مین دو حصہ
بھی تکمیل شرایط نہین کیگئی - اگرچہ ساختن مین بہت کچھ تیز فہمی اور لیاقت
خرچ کیگئی اوس کی جسامت حسب ذیل تھی طول ۸۵ فٹ عرض ۱۰۱۹ فٹ

وزن سطح آب پر ۹۰ ٹن اور غرق ہوے پر ۱۲۰ ٹن - کول فولاد کا اور انجن ۸ گہنہ وسعت کا جسمین صرف ایک کل لگی تھی - اور پیٹرولیم اینڈین بیز کام آتا تھا - اسلحہ مین ایک بادی مغروق نل اور سطح آب پر آٹھ انچہ کی توپ تھی - بالائی پتوار کے ذریعہ سے غرقی ممکن تھی - سطح آب پر تیز رفتاری چودہ میل اور اندرون آب چھہ سے بارہ میل تک جیسا کہ ڈوبنے مین عرصہ لگے بڑی دقت جو مغروق کشتی کے متعلق ابتک ہوئی وہ یہہ ہے کہ سمت روانگی کیطرف بحالت غرق انسان دیکھہ نہین سکتا اور نہین جانتا کہ کدہر جارہا ہے - اس دقت کو صرف جمنوٹ نے دور کردیا تھا - مغروق کشتی کا ناخدا بعینہ ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ لندن مین کہری کی حالت مین کوئی ناواقف اجنبی - سطح آب سے تھوڑا اسلیئے نیچے تاریک معلوم ہوتا ہے اور اکثر چھچھلے پانی مین مثل کوئین کے بہت تاریکی رہتی ہے اسلیئے ضرور ہوا کہ صحت اور اطراف وجوانب مین آنے جانے یا موقع سے گہومنے کیلیئے بار بار سطح آب پر آنا ہو - لیکن یہہ بار بار کا سطح آب پر آنا اُس موقع کے پانی وغیرہ پر منحصر ہے لیکن جہان پانی بہت سا ہو اور کشتی دوڑ رہی ہو وہان بار بار جب ضرورت ہوگی تو قیام اندرون آب بہت ہی مختصر رہیگا - غالباً ہر حالت مین یہہ امر عقلمندی سے دور سمجھا جائیگا - کہ بغیر سمت روانگی سمجھی ہوی دو یا تین منٹ تک اندرون آب حرکت ہو چھوٹی فولادی کشتیون میں جو کل سے بھری ہوا اور خاصکر وہ کشتیان جنمین برقی اوزار مرتب ہون کمپاس پر ایک لمحہ بھی اعتبار

نہین ہوسکتا۔ اسلئے کشتی کے ناخدا کو اپنی آنکھون سے سمت دیکھنا پڑیگا۔ اور اسی پر اُسے بھروسہ ہوگا۔ کیونکہ وہ اور حالتون مین مطمئن نہین ہوسکتا۔ اگرچہ وہ وسط جہاز ہی مین کیون نہ بیٹھا ہو۔ اس ضروری فروگذاشت کا حال اب ایسا عالمگیر ہو گیا ہے کہ موجدون نے ارادہ کر لیا ہے کہ کوئی کشتی ایسی نہین بنانی چاہی جو متواتر عرصہ تک اندرون آپ سفر کرسکے بلکہ زیادہ عرصہ تک غوطہ لگا نیوالیکی طرف خیال رجوع ہے اور شاید اس طریقہ سے وہ بمقابلہ کچھہ زیادہ کامیاب ہون۔

تارپیڈو کے کشتیون کے غرق کرنے مین جو خطرات ہین ابھی انکی اچھی طرح تنقیح نہین ہوئی۔ مثلاً جب مغروق کشتی سے تھوڑے فاصلہ پر ایک بڑا تارپیڈو چھوڑا جائے تو اوس کے اڑاڑنے سے اس کشتی پر کیا اثر ہوگا۔ آجتک اسکی تصریح اور تنقیح کامل نہین ہوئی۔ ڈیوک آف اڈنبرا نے رائل یونائیٹڈ سروس انسٹی ٹیوشن کے ایک جلسہ مین نارڈن فلٹ کشتی کے نسبت بیان کیا کہ میری رائے مین اس قسم کے کاروائی سے نتیجہ بہت خطرناک ہوگا۔ فرانسیسی بحری صیغہ کے لفٹننٹ ویل کی بھی یہی رائے معلوم ہوتی ہے۔ اسیطرح یہہ بھی نہین معلوم کہ اگر کسی دخانی جہاز سے کسی مغروق کشتی کو صدمہ پہونچے تو مغروق کشتی کہانتک بیکار ہوجائیگی اور صدمہ کی نوعیت بلحاظ بیکاری کشتی مغروق کہانتک ہے۔ کچھ دن ہوے جو غوطہ لگانے سے خطرات متصور تھے وہ کچھہ کچھہ تو ظاہر ہو چلے جب مقام تلبری پر

کیمبل ایش کشتی کا تجربہ ہو رہا تھا تو وہ ڈاک (گودی) کی تہہ کے کیچڑ مین
پھنس گئی - اور جو لوگ بورڈ پر تھے انکو معلوم ہوا کہ بیلنون مین اسقدر طاقت
نہین ہے کہ اپنے زورون بھر سطح آب تک نمودار ہو سکے - مگر میری محنت و
جانفشانی سے یہہ نتیجہ اتمام کو پہونچا - اور اس مشقت کا اثر تمام اہل جہاز
پر ہوا کہ ان مین سے ایک شخص نے جسپر زیادہ محنت پڑی نہین آئندہ
کبھی تہ آب جانے سے انکار کیا -

جدید غواصی کشتیان بہت تیزی سے پانی کے نیچے نہین چلتین
اور نہ عرصہ تک غرق رہسکتی ہین - نہ تو ڈونگیون کیطرح جلد جلد بھاگتی ہین
اور نہ اسمین اہل جہاز کیلیئے عمدہ مکان بن سکتے ہین - بلکہ بخلاف اسکے
ایسی کشتیون کی حرکت نہایت سست اور غوطہ نہایت مختصر - اور بورڈ پر
کے لوگون کیلیئے نہایت غیر مطمئن اور تکلیف دہ حالت ہوتی ہے - تاہم یہہ سب
دقتین رفتہ رفتہ مٹ جاینگی اور یہہ غواصی کشتیان معمولی پر آب جہازون
سے جنگی کامون مین کچھہ زیادہ خطرناک اور ناپسند ثابت نہون لیکن یہہ
زمانہ ہنوز نہین پہونچا - اسوقت تو غواصی کشتیان جو سب سے عمدہ ہین وہ
نہایت ناکمل ہین - اور بظاہر اسکی قدر منزلت کچھہ زمانہ
تک کارآمد ہونیکی بہ نسبت اخلاقی لحاظ سے
زیادہ ہو سکتی ہے

اُصولِ قانون

اصطلاحاً قانون کے معنی ہین۔ واقعات کا باقاعدہ تواتر جو کسی ایسے قاعدہ کا محکوم ہو جسکا مخرج کوئی ایسی طاقت یا وسیلہ یا شرط ہو جسپر اوس تواتر کا انحصار ہو۔

اس مفہوم کا سرسری تصور یون بھی ہو سکتا ہے۔ کہ ایسے قواعد کا عام مجموعہ جو جماعت انتظامی کسی سوسائٹی کے ارکان کیلئے جاری کرتی ہو اور جنکی عموماً متابعت کیجاتی ہے۔ جماعت انتظامی کا یہہ خاصہ ہے کہ بہ نسبت اور انسانی جماعتون کے وہ کسی تمیز سے محسوس ہونیکے لایق ہو۔ اوس کے اختیارات حکمرانی غیر محدود ہوتے ہین۔ اور اون کے احکام کی تعمیل باقی ارکان پر فرض ہوتی ہے۔ وہی احکام قانون کے نام سے موسوم ہین اس لفظ مین جماعت انتظامی کے وہ احکام جو اشتہار کی شکل مین ہوتے ہین نہین شامل ہین۔ کیونکہ اُن کی تعمیل جبراً نہین کرائی جاسکتی ہے اسیطرح اتفاقیہ اور مخصوصہ احکام تعریف لفظ قانون مین داخل نہین ہین۔ قانون ہونے کیلئے یہہ ضرور ہے کہ اوس مین عمومیت کا تصور بھی ہو۔ اس قسم کے احکام جو عدالتہائے قانونی کے معرفت صادر ہون قانون نہین ہین مگر اون کا عمل لفظ قانون مین شامل ہے۔ احکام کے ایسے نتایج جو ماقبل سوچ لئے گئے ہون اپنی عمومیت کیوجہہ سے قانون ہو سکتے ہین۔

جماعت انتظامی کے مجموعہ اختیارات کو حکومت کہتے ہین۔ مختلف اقسام کے قانون کی نسبت یہہ خیال کیا گیا ہے کہ اُن مین باہم تضاد ہی لیکن ایسا ناممکن ہے اسلئے کہ اگر حقیقت مین وہ متضاد ہوتے تو جماعت انتظامی اور حکومت مطلق العنان کے تمام خواص جنسے ہم نے لفظ قانون کی تعریف حاصل کی ہے مسترد ہو جاتی بلکہ اس تعریف مین قانون الہامی اور قانون قدرت اور قانون موضوعہ انسان اور بعض اوقات قانون اخلاقی بھی شامل ہو جاتے ہین۔ مندرجہ بالا قانون کے مفروضہ اختلاف سے جو مخاصمات پیدا ہوتے ہین قاعدہ کے موافق انسان کے جبلی حقوق اور آزادیون کا اپیل اوسی طرف رجوع ہوتا ہے جنکا ماخذ بادشاہ کے اختیار سے اعلیٰ تر ہے۔ اور چونکہ اس امر کی بحث عموماً مذہبی اور انتظامی وجوہات پر یکجائی ہے اسلئے اُن کی تعمیل شہنشاہی قوانین سے پہلے کرنی چاہیئے۔

قانون اور اخلاق مین یہہ تعلق ہے کہ احکام سلطانی (خواہ صریحاً بیان کئے گئے ہون یا ضمناً) ایک خاص حاکم کیطرف سے معین اشخاص پر عاید کئے جاتے ہین اسلئے اوسی قانون صریح یا قانون مطلق بھی کہنا چاہیئے باوجودیکہ قانون اور اخلاق مین حد فاصل نہین ہے بلکہ وہ باہم کسی طور پر خلط ملط ہین مگر مقننن کو اوس سے کام نہین ہے کیونکہ اور طرح کے احکام لفظ قانون کو ظاہر نہین کرتے ہین۔ یہہ کہنا صحیح ہوگا کہ واضع قانون کا کام فی الحقیقت قانونی نہین بلکہ اخلاقی ہے۔

واضع قانون کی اول بحث یہہ ہے کہ "کیا ہونا چاہیئے" اور وہ جو "نا ہوا" یعنے "کیا ہی" کی بابت بحث کرتے ہین اوس سے اون کی یہہ مراد ہوتی ہے کہ اپنی تجاویز کو قریب الفہم بنانے کیلئے قانون مروجہ سے مطابق کرین۔ برعکس اس کے مقنن "کیا ہے" کی بابت تحقیقات کرتے ہین جس سے گویا اون کے تحقیق کی حد آجاتی ہے۔ بجز ایسی صورت کے جہان احکام سلطانی مبہم اور غیر مشخص ہون وہ اس امر کی بابت بھی غور کر سکتا ہے کہ "کیا ہونا چاہیئے" یہہ تمام بحث محض اصطلاحی نزاع کیوجہہ سے پیدا ہوئی ہے۔ جب کسی موضوعہ قانون کی متابعت چھوڑ دیجائے تو وہ جماعت منتظم نہین رہتی۔ یا حکومت اعلی مین تبدیل ہوجاتی ہے۔

اوپر قانون کی جو وضاحت کی گئی اوس مفہوم کو مذہبی یا اخلاقی یا کسی طریق انتظام ملک سے واسطہ نہین ہے۔ بلکہ حکومت شخصی یا جمہوری یا کسی قسم رعیت پر یہہ تصور صادق آتا ہے۔ اور انہین تصورات کے اندر اندر مقنن کا عمل محدود ہے۔ اور اُن کے باہر انتظام ملک اور مذہب مدبران ریاست اور خادمان مذہب کے لئے چھوڑ دئے گئے ہین۔

اور جب ان معین حدود سے تجاوز کیا جائے تو یہہ اصول مخالف نظر آوینگے۔ جسطور پر قانون کا لفظ بیان کیا گیا ہے اوس کی روسے حکومت اعلی یا بادشاہ پر کوئی قانونی روک نہین ہے اوس کے اختیارات غیر محدود ہین۔

جمہوری اور شخصی طریق حکومت مین فرق ہی - باوجودیکہ ان دونون قسمون کے اختیارات کا مجموعہ کم زیادہ نہین ہے - آزاد اور شخصی حکومت مین باہم یہہ ہیر
(۱) آزاد حکومت مین مجموعہ اختیارات اعلی مختلف درجے کے لوگونمین تقسیم کیا جاتا ہی
(۲) جماعت کے درجہ وار اختیارات کا ماخذ مختلف ہوتا ہے -
(۳) حاکم اور محکوم کی حالتون مین تبدیلی جلد اور آسانی سے ہوتی رہتی ہی -
(۴) مختلف جماعتون کے اغراض و مقاصد باہم اس طرح خلط ملط ہوتی ہین کہ اُن مین کوئی تمیز محسوس نہین ہوتی -
(۵) دونون طرح کی حکومت کے طریق کے متعلق حکام کی جوابدہی مین فرق ہوتا ہے
(۶) آزاد حکومت مین رعایا کو یہہ حق حاصل ہوتا ہی کہ وہ حکام کو اُن افعال کے علانیہ اظہار پر مجبور کرین جسمین وہ اپنے اختیارات عمل مین لائے ہون -
جماعت حکام کے اختیارات کو محدود اور اُن کے افعال کو خلاف قانون کہنا گویا ان الفاظ کا غلط استعمال ہے - البتہ حکومت اعلی پر اجماع صریح (مجلس وکلا مین رعایا سے رای طلب کئے جانیکو کہتے ہین) کے ذریعہ سے روک ممکن ہے - لیکن اس امر سے ایک مشہور مقنن کو اختیارات کے دوبارہ تقسیم کئے جانے کے خوف سے انکار ہے -

اس طور پر ایک ایسی گروہ کی بھی ضرورت پیدا ہوتی ہے جسے قانون کے استبداد اور بعض ضروری اصول حکومت کی تنسیخ کے اختیارات حاصل ہون ایسی صورت مین اس گروہ کو حکومت اعلی ترین کے نام سے موسوم

کر سکتے ہین۔ حکومت کا اعلیٰ ترین ہونا حکام اور رعایا کے درمیانی رشتہ پر قرار دیا گیا ہے۔ کسیقدر بھی مطلق العنان حکومت ایسی نہین ہے کہ جسپر عملی رو نہ ہو۔ جماعت حکام اور جماعت ارکان کی خود مختاری مین بہت بڑا امتیازی فرق ہے۔ جماعت حکام بھی ہماری طرح قوانین عامہ ملک کی پابند ہوتی ہے اور بصورت خلاف ورزی قانون اون کے مقابلے مین مختلف طریقون سے کارروائی کیجاتی ہے۔ اور یہہ بات صرف مصلحت اور سہولت کی غرض سے مقرر کی گئی ہے۔

عموماً یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ حکومت کو اعلیٰ ترین تسلیم کرنے سے حکام کو غیر محدود اختیارات حاصل ہو جاتے ہین اور آزاد اور مطلق العنان حکومت کا فرق زائل ہو جاتا ہے اور فرمان رواؤن کو ذمہ داری سے سبکدوشی حاصل ہوتی ہے لیکن حقیقت مین ایک غلط فہمی ہے۔

اون ملکون مین جہان اختیارات کے عمل مین لانے پر خاص قسم کے قواعد کی بندش نہین ہے۔ یا جہان حکومت اعلیٰ رعایا کی مرضی کے پابند نہین ہے وہان بھی اختیارات غیر محدودہ کے عمل مین لانے پر بہت سی رکاوٹین ہین جنکا قانوناً کوئی وجود نہین ہے۔

حکومت کی سپردگی نیابت کے طور پر حاکم اور محکوم مین نہایت سادہ تعلق رکھتا ہے۔ جماعت حکام اپنے اختیارات کسی خاص شخص یا اشخاص کو سپرد کرتے ہین اون کو نہ صرف اوس کے تعمیل کا اختیار

ہوتا ہی بلکہ عموماً وہ خود شاہنشاہی اختیارات برتتے ہین بعض اوقات
یہہ اختیارات وضع قواعد کی حد تک وسیع ہو جاتے ہین جنکو قانون سمجھنا چاہئے
اگر اختیارات حکم معین کرنے کیلئے نیابتاً سپرد کئے جاتے ہین تاہم اوس
شخص کی رائے کے دخل کی گنجایش بھی رہتی ہے - برعکس اسکے سپردگی
اختیارات خواہ وہ کتنی ہی عام اور وسیع کیون نہوا اوس مین روک
رہتی ہے - یہہ سپردگی سلسلہ وار درجون پر ہوتی ہے غیر محسوس درجون
سے لیکر اوس شخص تک جسکے اختیارات غیر محدود ہوتے ہین - جماعت
بندی اسطرح ہوتی ہے کہ جن لوگون کو بہت عام اور وسیع اختیارات
حاصل رہتے ہین اون کو حکومت یا کونسل واضع قوانین کہتے ہین اور
حکومت اعلیٰ نزبین سے تمیز کرنے کے لئے تا تخت حکومت بھی بولتے ہین
اور معین اختیارات کو متعلق بہ نظم و نسق یا عدالتی کہتے ہین - اور اختیارات
غیر محدود اور معین کے درمیانی کو انتظامی - اگرچہ ان مصطلحات کی کوئی
حد معین نہین ہے مگر بہ نظر سہولت استعمال کرنا پڑا -
سپردگی اختیارات کے مختلف طریقے ہین - وضع قوانین کے اختیارات
کا عطا کرنا سب سے زیادہ ظاہر اور مشہور طریقہ ہے - بلکہ بعض اوقات صرف
اسی سے سپردگی اختیارات تعبیر کیجاتی ہے - لیکن درحقیقت ایسا نہین
ہے - کیونکہ جماعت انتظامی کا ہر ایک ممبر اوس قسم کے اختیارات
عمل مین لاتا ہے جو بالکل شاہنشاہی نہین - اور کسی زمانہ مین اقتدار

سلطانی کے بہت بڑے جزو سمجھے جاتے تھے۔

یہہ سوال کہ جماعت انتظامی کی پیدایش کب ہوئی۔ اور حکومت کی بنیاد ہی کیا ہے۔ بہت اہم ہے۔ اس بارہ مین مختلف مصنفون نے مختلف رائین لکھی ہین جنمین سے ہم صرف دو مشہور مصنفون کی رائے کا اقتباس لکھکر خود الگ ہو جاتے ہین۔

ایک صاحب فرماتے ہین کہ حکومت کی بنیاد لوگون کے خوف اور حاجتون پر ہے۔ اور ذات اور مال کی حفاظت جسکے لئے گویا حاکم کیطرف سے حفاظت اور محکوم کیطرف سے متابعت کا معنوی معاہدہ ہوتا ہی یہہ مفروضہ خیال ہے۔ درحقیقت حکومت عوام کی آسودگی اور حفاظت کے دعوی پر مبنی ہے۔ اس کا پتہ تاریخ سے چلتا ہے۔ دستورات اور موجودہ قانون کی اصلیت تاریخ مین جس مقام پہ بند ہو جاتی ہے۔ وہان سے قیاس صحیح پیدا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بہرحال اس امر مین بحث کرنا مقنن کے لئے مفید نہین ہے۔ تاریخی تحقیقات سے یہہ غرض ہے کہ اصول قانون کے تصورات اور طریق معاشرت کا تعلق معلوم ہو جائے۔ ورنہ دراصل یہہ قانونی تحقیقات نہین ہے۔

ابتدائی ماخذ قانون کا حکومت اعلی کے ارادہ یا خواہش کا اظہار ہے اور اس ارادہ یا خواہش کا جس شکل مین اظہار ہوتا ہے اوسی قانون کہتے ہین۔ اور اوس فعل کو وضع قانون اور جو جماعت اوسکے مشتہر ہونے کی

پہلے اوسپر غور کرنی ہی اوسے کونسل واضع قانون کہتے ہین حاکم اعلیٰ ہند کو صرف وضع قوانین ہی کے اختیارات نہین حاصل ہوئے بلکہ وہ کسی اور کو بھی جس حد تک چاہے یہہ اختیار عطا کر سکتا ہے۔ ماتحت کونسل اسلئے کہ وہ خود اپنے منصب کا پیدا کرنیوالا نہین ہے اپنے ماتحت کونسل اوس قدر تک جسکی بابت اوسے اختیار حاصل ہوا اختیارات عطا کر سکتا ہی

دوسرا ماخذ قانون کا فیصلہا ر عدالت یعنے نظائر سابقہ ہے۔ ایسے مواقع کیلئے تلاش کرنا چاہئے کہ قانونی منشا بیان کرنیوالے نے اوس معاملہ خاص یا اوسی قسم کے اور معاملون کی نسبت کیا کہا ہے۔ اور ملکون مین ایسا ہی نہین ہے مگر انگلستان اور اوس کے مقبوضات مین قانونی منشا بیان کرنے والے عدالتون کے جج سمجھے گئے ہین۔ یہہ امر انسان کی نیچر مین داخل ہے کہ وہ ایسے موقع پر ایسے لوگون کی رائے ڈھونڈھتا ہی جنہون نے اوسی قسم کے معاملون مین اپنی رائے دی ہو۔ بشرطیکہ وہ شخص ان رایون کا ادب کرتا ہو۔ قدیم اشخاص کے افعال ہمارے لئے مثلاً مفید ہوسکتے ہین مگر ہم ان کے تسلیم کرنے پر مجبور نہین ہو سکتے۔ یہہ کہنا صحیح ہے کہ قانون کا وجود فیصلہائے عدالت کے بعد پیدا ہوا ہے۔ اور ایک ہی قسم کے متعدد اور مشابہہ فیصلون کو دیکھکر قانون کا تصور موجود کیا گیا اور رفتہ رفتہ ان متشابہ فیصلجات سے ایک ایسا قاعدہ قرار دینا مناسب سمجھا گیا جو اوسی قسم کے اور تنازعات پر جبکہ وہ پیدا ہون بخوبی صادق آسکے

یہہ خیال کرنا اب آسان ہو چلا ہے کہ اول ہی اول قوانین مسلمہ غالباً انہین بیچ پراگندہ قواعد کو جمع کرکے بنائے گئے۔ سوسایٹی کی نہایت ابتدائی حالت مین خود بادشاہ تمام مخاصمات کا فیصلہ کرتا تھا لیکن رفتہ رفتہ یہہ اختیار آت اورون کو سپرد ہوسنے لگے جو تمام تنازعات کا تصفیہ اور جرایم کی سزادی کرنے تھے۔ یہہ ماتحت جج مقدمات کو ایک ہی طرح سے فیصل اور اُسے بار بار عمل کرنے کرتے خود قواعد بھی وضع کرنے لگے جو تدریجاً بصورت مین قانون سمجھا جانے لگا۔ اس سے یہہ نہین خیال کرنا چاہئے کہ جج قانون بھی وضع کر سکتے ہین البتہ جس خاص امر مین کوئی صریحی قاعدہ قانون موجود نہین ہے یا کالعدم ہوگیا ہے اوس کے لئے ججون کو یہی چارہ کار ہے لیکن پھر بھی اس قسم کے تمیزی اختیارات کے حدود پر نظر رکھنی چاہئے سوسایٹی کے حاجات روز بروز کثیر ہوتے جاتے ہین اسلئے ان نئی صورتون کے لئے کسی ایسی تدبیر کی ضرورت ہے جسکا باقاعدہ عمل مکمل ہو۔

جو قانون فیصلجات عدالت سے مدون ہوتا ہے اوس مین اور قانون ہین یہہ بہت نازک فرق ہے کہ قانون نظائر مدمن بعد الفعل ہونے کیوجہہ سے استقدر گنجایش رکھتا ہے کہ مقدمہ کی ہر ایک [illegible] اور واقعات کی نئی ترکیب پر حاوی ہوتا ہے۔

مقدمات فیصل شدہ مین سے خاص واقعات کو چھوڑ کر قاعدہ قانونی کے

اخراج کرنے مین جو عمل کرنا پڑتا ہی اور اُسمین جو طریقہ استدلال برتا جاتا ہے
اوسکی ماہیت دریافت کرنا مخصوص اور بہت مشکل امر ہی۔ جج کی رائے
آخری تجویز سے علیحدہ کرنے پر ایک امر زائد رہ جاتی ہے۔ وہ عمل جسکی رو سے
قانون کو متعدد فیصلون سے اخراج کرتے ہین تمثیلات مخالفہ یا تنازع تمثیلات
مخالفہ کے نام سے موسوم ہی جو تمثیل منطقی بُرہان کے قسم سے۔ یہہ عمل قانون
کی قواعد کو خاص صورتون مین مستعمل کرتے وقت بھی کرنا ہوتا ہی۔ ان دونو
عملون مین تمیز اور ان کے دفعتاً استعمال کا خیال رہنا چاہئے۔ مختلف تمثیلات
کے پیش کرنے سے وکلا کا مباحثہ قایم رہتا ہی اور عدالت کے تمیزی اختیارات
کی جانچ بھی مختلف تمثیلات کے ترتیب اور ان کے مقابلے اور ان پر فیصلہ
دینے سے ہوتی ہے۔ ججون کا متعدد اور پے در پے فیصلہ جات سے
کسی قاعدہ قانونی کے اخراج کرنے کا منصب جو وہ بطور ماتحت واضع قانون
کے کرتے ہین سپردگی اختیارات کی رو سے ایک جداگانہ امر ہے فیصلجات
عدالتی سے جو قانون بنتا ہی اوسکے مشابہہ ایک اور قانون ہے جو بڑے
بڑے قانوندانون کی تشریحات کتب سے حاصل ہوتا ہی۔ مشرح بھی ججون کیطرح
قانونی منشاء بیان کرنے والون مین ہین۔ مشرح کے اختیارات وضع قانون
کو ہم جج کے مانند بلا واسطہ حاکم اعلیٰ ترین سے اخذ نہین کرسکتے۔ شرح یقین
دلانے کیلئے ایک دلیل کے طور پر پیش کیجاتی ہی اور یہہ ضرور نہین ہے

کہ عدالت اوس کی پابند بھی ہو۔ مگر بار بار سند مسلمہ کے طور پر تسلیم کئے جانے سے آخر کار جج کی رائے سے زیادہ وقیع ہو جاتی ہے۔ قانون نظائر اور تشریحات مین ایک بہت بڑا ظاہری فرق یاد رکھنے کے قابل ہے۔ فیصلجات عدالتی صور موجودہ کے بابت ہوتے ہین اور وہ رائے اوس مقدمہ کے لئے ہوتی ہے جو پیش ہوا اور قانون کے جس اصول پر وہ فیصلہ ہوتا ہے اوس کا واقعات مقدمہ سے علیحدہ کرنا بہت مشکل ہے۔ اور مشرح صور محدود سے بحث کرتا ہے اور قانون کے قواعد اور اصول کو بیان کر دیتا ہے اور ایک اصول سے دوسری اصول کا استدلال کرتا ہے اگر وہ سند مسلمہ مانی جائے تو قانون نظائر سے زیادہ مفید ہو۔

جیون جیون ماخذ ہائے قانون کا شمار کیا جائے اوسیقدر طریقہ اخذ قانون زیادہ مبہم ہوتا جاتا ہے۔ جیسے کہ جج کا منصب و ضع قانون واضعان قانون کی منصب سے زیادہ بعید الفہم ہے۔ اور مشرح کا ایک درجہ اور زیادہ۔

بادی النظر مین یہہ معلوم ہوتا ہے کہ عوام الناس نے قانون کو اپنی خوشی اور مرضی سے بنایا۔ اس قسم کے قانون کو رواج کہتے ہین۔ رواج سے وہ دستور العمل مراد ہے جسکے مطابق مشابہہ صورتون مین متواتر مشابہہ موقعون پر عمل کیا جائے۔ قانون کی رو سے رواج یہہ محدود معنی ہین کہ جنکی تعمیل جبراً کرائی جاسکے یا فریقین سے جو ان پر عمل کریں وعدالتانہ طور پر تسلیم کیا جاسکے۔

رواج کے یہہ لازمی اسباب ہین۔ یہہ کہ اس امر کی روایت ہونی چاہیے
کہ انکے آبا و اجداد کیا کرتے تھے۔ یہہ کہ انکے ہمسائی آجکل کیا کررہے ہین
یہہ کہ اس امر کا عام یقین ہونا چاہیے کہ اس طور پر جو کچھہ کیا جاتا ہے وہ
درست ہی۔ ان تمام امور سے عمل مین یکسانیت پیدا ہوگی۔ اور جب عمل کی
یکسانیت ایک قاعدہ کے طور پر مرتب ہوجائے تب اوسے رواج کہینگے
عموماً رواج کے قانون ہوجانیکی یہہ وجہہ پیش کیجاتی ہے کہ وہ لوگ جنہون نے
ازخود اوسے اختیار کیا ہے اوسکی تعمیل کرتے ہین۔ مقصود یہہ کہ قانونی
قواعد رواج سے پیدا ہوئے ہین۔

میری رائے مین رواج کا تصور قانون کے تصور سے پہلے کا ہے۔
یہہ بھی ممکن ہے کہ اس رواج سے رواج عدالت یعنے قانون موضوعہ ججان
مراد لیجاوی۔ اس قدیم دستور کیوجہہ سے کہ جج اپنی اپنی رایون کو قلمبند
کیا کرتے تھے۔ قانون موضوعہ ججان کو قانون عوام یعنے رواج پر ایک
طرحکی ترجیح ہوگئی ہے میری نزدیک رواج کو قانون پر ترجیح دینے
کا انحصار جج پر رکھنا غلط فہمی ہے۔

قواعد قانون جو رواج کے نام سے موسوم ہین ان کو عام قانون
کی مستثنیات سمجھنا صحیح ہے مگر یہہ فرض کرنا کہ تمام قانون رواجی کا یہہ خاصہ
ہے سخت غلطی ہے۔ قانونی قواعد کا بہت بڑا حصہ رواجات کے
تسلیم کرنے سے بنا ہے۔

رواجات کا قانون مین شامل کرنا او سوقت اوس کی یکسانیت مین خلل انداز ہوتا ہے جب وہ عام ہون۔

اسقدر ماخذ ہائی قانون بیان کرنے کے بعد تین ماخذ قانون اور بتلائی جاتے ہین یعنے قانون الہی۔ قانون اخلاقی۔ قانون فطرتی۔

قانون الہی سے وہ مجموعہ قواعد مراد ہی جسکو خدا نے خاص طریقہ تکلم (الہام) سے وضع کیا ہے۔ قریب قریب کل قومین کلام الہامی رکھنے کا دعوی کرتے ہین مگر ہر ایک الہام مین بہت بڑا اختلاف ہے۔ اور قانون اور قواعد ملہمہ بھی ہر جگہ یکسان نہین ہین۔ طوالت کے خیال سے ہم مختلف اقوام کے عقاید قانون الہامی کے متعلق بہ نسبت قانون کے ترک کر دیتے ہین۔ یہہ خیال صریح غلط ہے کہ قانون موضوعہ انسانی اور قواعد الہامی مین تضاد ہو سکتا ہے۔ مگر یہہ بھی غلطی ہے کہ قانون کا ماخذ قانون الہی ہے ممکن ہے کہ قانون الہی کا کوئی مفہوم کسی قاعدہ قانونی سے متناقض ہو مگر اس سے قانون پر کوئی اثر نہین پڑتا۔ مقنن قانون الہی کا صرف اس قدر استعمال کر سکتا ہے کہ جب کسی خاص امر مین کوئی قاعدہ قانون صریح کا موجود نہو۔ یا دو قاعدہ قانونی مین باہم اختلاف ہو تو اجماع کثیر کی موافقت کا خیال رکھتے۔ لیکن ایسا موقع بہت کم ہوتا ہے۔

بعض طریق عمل ایسے ہوتے ہین کہ جنکے مطابق انسان ہمیشہ عمل کرتا ہے اور وہ قواعد قانون صریح پر بہت بڑا اثر رکھتے ہین۔ لیکن وہ تو

وہ قانون صریح مین داخل ہین نہ قانون ملہمہ مین - اِن کو قانون اخلاقی اور قانون فطرت کہتے ہین - یہہ نہین ہوسکتا کہ قانوندان ان قواعد کے تسلیم کرنے پر مجبور کیا جائے اس بنیاد پر کہ فلان قاعدہ قانون اخلاقی یا قانون فطرت سے تعلق رکھتا ہے - ان دونون الفاظ مین ایک ہی قواعد عمل شامل ہین - لیکن قانون اخلاقی کا مخرج قوت ممیزہ ہے جو برے اور بھلے مین تمیز کرتی ہے - اور قانون فطرتی کا مخرج انسان کی طبیعت حالت غیر فاسد مین ہے - آگے چلکر اس بارے مین اختلاف پڑتا ہے کہ وہ کون سے قواعد ہین جو ان مآخذون سے پیدا ہوتے ہین - ایسے معاملون مین عام رائے کو معیار بنانا چاہئے - اور اوسیکی مطابق عمل کرنا چاہئے - معلوم ہوا کہ قانون اخلاقی اور قانون فطرتی اصل مین رواج ہین - جنکی بناء وسیع تر بنیاد پر پڑنے سے ہوئی ہے - یہہ مناسب ہی کہ جسجگہہ قانون بالکل تاریک اور خاموش ہوجائے اوسکے لئے قانون صریح مین کوئی صورت موجود نہو تو عوام الناس کی مرضی کے مطابق کیا جائے -

اول اول قانون فطرتی کا لفظ اسطوقی فرقہ کے حکماء یونان نے استعمال کیا - وہ اخلاقی یا جسمانی تکمیل کو مطابق بالفطرت کہتے تھے لیکن یہہ کہنا مشکل ہی کہ کون سی بات مطابق بالفطرت ہے کون نہین - اس سے اون کا منشاء استقلال اور یکسانیت تھا - یعنے جو چیز جمہور کے لئے یکسان پاتے تھے اوسے فطرتی کہتے تھے - یہہ قواعد اونہون نے

یکسانیت کے مشاہدہ سے اخذ کئے تھے۔ اگر ہم الفاظ قانون اخلاقی اور قانون فطرتی کے استعمال کے بجای آسودگی خلایق کے اصول قایم کرین۔ تو بھی ہمارے مطلب مین کچھہ خلل نہین پڑتا۔ آسودگی عوام کے دستور العمل کے موافق یا غیر موافق ہونے کا معیار بھی جمہور کی عام رائے ہی۔ لیکن مقنن کو واقعی تجربہ سے زیادہ تجاوز کی ضرورت احکامات الہی اور قانون موضوعہ انسان کے علاوہ اگر اور کسی قاعدہ پر عمل کرنا چاہئے تو یہہ ضرور ہے کہ طبقہ خلایق کے ایک جز و عظیم نے اوس کو اپنا رواج یا دستور تسلیم کر رکھا ہو۔ مقنن کے لئے یہہ بحث کہ ایسا کیون ہوا غیر ضروری ہے۔

ابتک ہم نے قانون اخلاقی اور قانون فطرتی کے عمومی استعمال کا بیان کیا ہے جس سے گویا قانون صحیح کے باقیماندہ صورتون کی توضیح ہوتی ہی۔

ان دونون لفظون کا استعمال دو قومون مین زیادہ وسعت اور صراحت کے ساتھہ کیا گیا ہے جس سے تسویہ کے ایک مفروضہ اصول کے عمل سے سخت قوانین کے حکمیہ قواعد سے بچاو مراد تھی۔ جیسی ای کویٹی کہتے ہین اس لفظ کا تصور یون پیدا ہو سکتا ہے کہ بعض صورتون مین قانون کے نہونے یا اوس کے سخت ہونی کی وجہہ سے جو دقت پیش آتی ہے اوس کا عمدہ علاج قانون اخلاقی کا استعمال ہے۔

انگریزی ایکویٹی اوسوقت سے جبکہ قانون کا تصور نامکمل تھا۔ انگریزی ایکویٹی کی ابتدائی حالت اب باقی نہین ہے اور یہہ تبدیلی اسکے

اس ذاتی وصف سے کہ معاملات کی ہر ایک صورت پر صادق آسکے پیدا ہوئی۔ اوس کی بنیاد زیادہ وسیع اور عام تر اصول پر ہی۔ ایکویٹی مین یہہ لچکدار پن (کہ ہر ایک صورت پر صادق آسکے) اُسی باعث سے پیدا ہوا ہی جسطرح کہ قوانین عامہ مین یہہ قانون "من ابعد الفعل" ہے جو فیصلہا عدالتی کے بعد بنتا گیا ہے اسلئے صورت ہائے مجردہ سے متعلق نہیں ہے۔ ایسے ملکون مین جہان کے باشندون کے مختلف جماعتون کے قانونی حقوق بلحاظ اکثر مفید مطالب کے ابتک غیر مشخص ہین جیسے ہندوستان یہہ کہا جاتا ہے کہ وہان کے جج قواعد قانون کو ایکویٹی اور کانشنس کی پابندی کے ساتھہ مستعمل کرتے ہین۔ اس مین شک نہین کہ یہہ ایک ضروری تدبیر ہے۔ مگر ان خطرات پر بھی نظر رکھنی چاہئے جو اس سے پیدا ہوتے ہین۔ قیود اور حالتون کے اعتبار پر ایسے مقامات مین جہان کہ اخلاقی خیالات تمام سوسایٹی کے یکسان تسلیم کئے گئے ہون البتہ یہہ مفید ہوسکتا ہے۔

برخلاف اوس کے ایسے ملکون مین جہان وہ قیود معدوم ہون ایکویٹی خطرناک ہے۔ اب ہم قانون سے جو تعلقات پیدا ہوتے ہین اُن کا ذکر کرینگے۔

ہر قانون اوامر و نواہی کا مجموعہ ہوتا ہے جو حاکم اعلیٰ ترین بلاوساطت یا بوساطت غیری تمام رعایا کے لئے صادر کرتا ہے اور جسکی رو سے

حکم دیا جاتا ہے کہ فلان امر کیا جائے اور فلان امر سے اجتناب کیا جائے اوسکے تعمیل کی پابندی جو رعایا پر ہوتی ہے اوسے فرض یا وجوب کہتے ہین جو حاکم اعلی ترین کہ صریحی یا معنوی متابعت سے مراد ہے۔
اسکے بعد ہمکو ایک اور لفظ داخل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جسے حق کہتے ہین۔ صورت مجردہ مین اوس کی تعریف کرنا مشکل ہے۔ اس لفظ کا تصور اوس وقت آسانی سے ہو سکتا ہے جبکہ یہہ لفظ کسی خاص تعلق یا مجموعہ تعلقات کو ظاہر کرتا ہے۔ اس مین اور اوصاف بھی ہین۔ یہہ ضرور ہے کہ ہر ایک حق ایک فرض یا وجوب کے مقابل مین ہوتا ہے لیکن یہہ ضرور نہین ہے کہ ہر فرض یا وجوب حق کے مقابل مین ہو بعض فرایض ایسے بھی ہین جنکے مقابلہ مین کوئی حق موجود نہین رہتا یہہ ممکن ہے کہ اوسکے سائٹفہ سوسایٹی کے متعلق حقوق موجود ہون مگر وہ عمومی نہین ہوتے جو خاص شخص سے تعلق رکھین۔ اور چونکہ فرض یا وجوب کے تصور مین یہہ لفظ شامل کہ وہ جبرًا تعمیل کرائے جانیکے لایق ہے۔ اسیطرح لفظ حق مین یہہ تصور شامل ہے کہ وہی شخص جو حقوق کا ماخذ ہے اون فرایض کی تعمیل کرنیوالون کی جان و مال کی حفاظت کرے۔
یہہ بھی کہا جاتا ہے کہ حق سے مراد ہے کرنے یا نکرنے کی قابلیت یا طاقت اور اختیار کرنے کی طاقت سے بعض حقوق پیدا ہوتے ہین لیکن اگر ہم لفظ حق کے مجرد معنی لین تو حق اور اختیار جداگانہ

اسور ہو جاتے ہین - اس بحث سے اصل خیال مین ابتری پیدا ہونے کا خوف ہے لہذا ہم اوسے ترک کرتے ہین -

آلنز حق اور آزادی مین کوئی تمیز نہین کیجاتی ہے - اس آزادی سے وہ حقوق مراد ہین جو اُس فرض یا وجوب کے مقابلے مین ہوتے ہین جو اوروں پر اسلئے عاید کیجاتی ہے تاکہ وہ ایسے افعال سے باز رہین جو آزادی مین مخل ہون - یا اُسے یون بھی سمجھئے کہ تمام قسم کے فرائض اور وجوب سے اس قدر سبکدوشی حاصل ہونے کو کہتے ہین جسکی خوش انتظامی کے لئے ضرورت ہے -

ہر ایک قانونی فرض یا وجوب اور ہر ایک حق مشخصہ یعنے معین ہونا چاہئے چونکہ یہہ فرض یا وجوب حکم کا نتیجہ ہوتے ہین اور حکم کے لئے مشخص ہونا ضروری ہے -

کوئی حق حاکم اعلی ترین سے تعلق نہین رکھتا - اور نہ وہ کسی فرض یا وجوب کا پابند ہوتا ہے - اسلئے کہ کوئی شخص اپنے نفس کو حکم نہین دیسکتا اگرچہ مجازاً ایسا کہہ سکتے ہین - اسی اسطور پر بھی کہنا چاہئے کہ کوئی حق حاکم یا مجمع حکام اعلی ترین سے جنسے کہ وہ پیدا ہوتا ہے تعلق نہین رکھتا ہی بلکہ حقوق اُنکے علاوہ اور اشخاص سے متعلق ہین - حاکم اعلی ترین رعایا کے مقابلہ مین اپنی ذات کو کوئی حق نہین عطا کرسکتا بلکہ وہ اُنپر فرض یا وجوب عاید کرنے کا مجاز ہے -

فرض یا وجوب اور حق کے مکمل تصور کے قبل بہت بڑی اور اہم بحثوں کے طے کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جسے مجبوراً طوالت کے خیال سے چھوڑ دینا پڑا۔ مگر خلاصہ یہہ ہے کہ اس تمام بحث کی بنیاد یہہ انتظامی اصول ہے کہ کافہ انام کی بہتری کیلئے کیا قرین مصلحت ہے حق کے یہہ لوازم ہین اور ہر حق کے متعلق تین فریق ہوتے ہین۔ اول حاکم یعنے مجمع حکام اعلی ترین جو قانون صریح وضع کرتے ہین اور جسکی رو سے وہ حق قانونی عطا کیا جاتا ہے۔ اور اوس کے مقابل کوئی فرض عاید کیا جاتا ہے۔ دوسرے وہ شخص جسکو وہ حق عطا کیا جاتا ہے۔ تیسرے۔ وہ شخص جسپر فرض عاید کیا جاتا ہے فقط۔

اسکے بعد اگر ممکن ہوا تو آیندہ نمبر مین ہم اسکی بابت کچھ اور لکھ سکینگے۔

اس مضمون کے لئے ہم پیرزادہ محمد حسین صاحب ایم۔ اے۔ لاہوری کے ترجمہ اصول علم قانون کے بہت زیادہ شکر گذار ہین۔

محمد عبدالکریم خان آزاد

عیسائیت اور اسلام

از ایشیاٹک کوارٹرلی ریویو لندن ترجمہ انسٹیٹیوٹ گزٹ علیگڈہ

اس امر کی وجہہ معلوم کرنی چندان مشکل نہین ہے کہ پروٹسٹنٹ مشنریون کی کوشش اہل اسلام کی بہ نسبت کیون کم کامیاب ہوتی ہے قطع نظر ہمارے مشنریون کے طرز وعظ اور اور امور اتفاقیہ کے یہہ بات صاف نظر آتی ہے کہ اس کی وجہہ زیادہ تر خود اصول مذہب ہین۔ گو اس بات کے کہنے کیلئے جرأت درکار ہے لیکن حقیقت یہہ ہے کہ ہم صرف اس وجہہ سے ناکامیاب ہوتے ہین کہ ہم ایک ایسا روکھا پھیکا اور خشک مذہب پیش کرتے ہین کہ جو نہ تو کچھہ خیالی لطف پیدا کرسکتا ہی اور نہ عقل مین آسکتا ہے نیک باتین جو اس عالم مین ظہور مین آتی ہین وحشی قومین ان کو ایک معمولی اور طبعی امور سمجھتی ہین مگر برائیون کو مثلاً فساد اور خرابی۔ کڑک اور بجلی۔ بیماری اور اور ہر قسم کی آفتون کو وہ ایک ایسی قوتون سے منسوب کرتی ہین جو ما فوق الطبعت ہین مثلاً ارواح خبیثہ اور شیاطین۔ چنانچہ سب سے پہلے پرستش کے جس طریقہ نے دنیا مین رواج پایا وہ ان ضرر رسان قوتون کا خوش کرنا ہے اور زمانہ سلف سے اس کی یہہ صورت چلی آتی ہے کہ لوگ اپنی رضا و رغبت سے ایسے چڑہاوے ان کی نذر کرتے ہین جو ان لوگون

نزدیک نہایت مرغوب اور پسندیدہ ہین اور یہہ وہ اس امید سے
کرتے ہین کہ وہ قوتین اس طرح پرخوش ہو جائینگی تو باقی چیزین اُنہین کے
پاس رہنے دینگے اور اوسیکا نام قربانی ہے جو ایک ایسی رسم ہے
جو بہت سے مذہبون مین جاری رہی ہے اور جس سے آج کے دن تک
بھی ہم پیچھا نہین چھوڑ سکے - لیکن اسمین کچھہ شک نہین ہے کہ اُن ضرر
رسان قوتون کے خوش کرنے کا یہہ طریقہ سب سے زیادہ مبتذل قسم
پرستش کی ہے مگر جب لوگ زیادہ مہذب ہو جاتے ہین تو یہہ خیال
کرنے لگتے ہین کہ امور خیر کے وقوع اور ظہور کا باعث بھی کچھہ اعلیٰ تر
قوتین ہین - پس وہ عالی رتبہ اور نیک دیوتاؤن کی پرستش کرنے
لگتے ہین - اور بد دن سے ڈرنے رہنے کو بھی ترک نہین کرتے - ہمکو
معلوم ہے کہ آریا قومون نے انواع و اقسام کے دیوتاؤن کی پرستش
قایم کی تھی اور اس کی نسبت - طرح طرح کے مذہبی افسانے بنائے تھے
جو نسل انسانی کی بہت سی شاخون مین مختلف صورتون مین مروج رہی
ہے اور بہت ترقی پا گئی ہے اور ایسی نہین ہے کہ لوگ اس کی جانب
راغب نہون - لیکن جس قدر انسان عقل اور علم مین ترقی کرتا ہے
اسیقدر اُن چیزون کی عجوبگی اُسکی نظر مین نہین جچتی - چنانچہ جون جون
لوگون کے خیالات ترقی پاتے گئے وون وون اہل روما اور اہل ہند
وغیرہ قومون کا اعتقاد جو وہ اپنے دیوتاؤن کے نسبت رکھتے تھے

چپ چاپ زوال پکڑتا گیا۔ کم ترقی یافتہ قومین اگر اپنے اولڈ فیشن کے اعتقادات کو خود ہی نہین چھوڑ دیتین تو پھر توان کے لیے سخت مشکل ہے کہ اپنے ان اعتقادات کو غیر مذہبون کے سرگرم واعظون کے حملون سے بچا سکین۔ نیا مذہب قایم کرنے کی بہ نسبت پرانے مذہبون مین رخنہ ڈالدینا بہت آسان ہے۔ رومن کیتھلک لوگون نے پرانے ایرین دیوتاؤن کے مجموعہ کو بنا سنوار کر اور بہی کے دیوتاؤن کو نیکی کے دیوتاؤن سے بدل کر ایک نئے انداز پر مرتب کیا اور اسپر ایسا گہرا رنگ چڑھا دیا جسکو ہم اصل عیسائیت کہ سکتے ہین اور ودراہبون اور پادریون اور پوپ وغیرہ کے ایک عجیب وغریب سلسلہ کے مدد سے ایک ایسا مذہب پیش کرتے ہین جو ایسا نہین ہے کہ ان لوگون کو جو ترقی کی ایک متوسط حد سے آگے نہین بڑہی۔ اپنی جانب مائل نکر سکے۔ اور جو فی الجملہ آسانی سے ایسے مذہب کو قبول کر لیتے ہین جو بہت کچھ انہین کے عقیدون کی ایک اصلاح یافتہ صورت ہے اور اوس مین کچھ شک نہین ہے کہ عیسائیت بحیثیت پشت پناہ ہونی رومن کیتھلک طریقہ کے اسکو متعصبانہ مذہب سے مقابلہ کرنے کی ایک بڑی طاقت دیتی ہے۔ مگر برخلاف اسکے اسلام ان لوگون کے لیے جو توہمات کے چھوڑنے پر آمادہ ہون ایک ایسا عقیدہ پیش کرتا ہی جو عقل کے نہایت موافق ہے چنانچہ اس عالم کون و فساد کے ایک ہی طور کے قانون کے تابع ہونے

مذہب اسلام وحدانیت ذات باری اور اس کے تنہا احکم الحاکمین ہونے
کو ظاہر کرتا ہے اور اُن سب قسم کی پرستشون کے معدوم کر دینے سے
جو انسانی مشتہیات وجذبات کی مناسبت سے ایک ایک دیوتا ٹہیرا
لیا گیا ہے اس کے اپنی صفات ومنسوبات مین سب سے برتر ہونے کا اعتراف
کیا گیا ہے اور نہ صرف مورتون اور تصویرون ہی کا امتناع کیا گیا ہے
بلکہ گانے بجانے اور راہبون اور پادریون کے سلسلہ کو بھی ملیامیٹ
کر دیا گیا ہے اور بجز ایک سیدہی سادہی معقول پرستش کے جو ایک
سیدہے سادہی مکان کے اندر یا باہر عمل مین آسکتی ہے اور کچھ
باقی نہین رکھا گیا ہے۔ پاکیزگی پاکبازی کا حکم دیا گیا ہے شراب کا
امتناع ہے۔ تمام انسانون کے برابر ہونے کا وعظ ایک پسندیدہ
صورت مین کیا گیا ہے اور دنیا مین نیک عمل کرنے کے اجر کا وعدہ
عالم آخرت مین ایک قابل فہم بہشت کے ساتھ دیا گیا ہے۔ پس ایک
ایسا مذہب ایسے لوگون سے جو کوئی مذہب نہین رکھتے بہت جلد قبولیت
حاصل کر لیتا ہے۔ مگر جب ہم پروٹسٹنٹ طریقے کیطرف متوجہ ہوتے
ہین تو اس مین کوئی ایسی بات نہین پاتے جو لوگون کے دلون کو
اپنی طرف کھینچ سکے۔ اپنے پُرانے مذہب کی ایسی باتون کی جو بظاہر
خوشنما معلوم ہوتی تھین اصلاح تو کی لیکن لیاسے درجہ تک نہین کی
جو اس کو اصل عیسائیت یا کسی ایسی حد تک پہونچا دیتا جو عقل کے موافق

ہو کیونکہ ہمارے مذہب کے موجودہ اصول مبہم اور ناقابل فہم ہین بلکہ شاید
اس مین بہ نسبت رومن کیتھلک طریقہ کے عیسائیت بھی کم ہے کیونکہ
جسقدر اُس مین اعمال حسنہ کے بجالانے اور اپنے لئے عالم آخرت مین اپنی
ذاتی کوشش سے بہتری کا سامان مہیا کرنے پر زور دیا گیا ہے اِس
مین اسقدر نہین ہے بلکہ زیادہ تر مسیح کی قربانی اور کفارہ ہی کو
ذریعہ نجات قرار دیا گیا ہے اور اس امر پر یقین رکھنے کی تلقین کیگئی
ہے کہ خواہ ہم نیک عمل کرین خواہ بد ہر حالت مین گنہگار اور تقصیروار
ہین اور یہہ کہ ہماری نجات صرف مسیح کے خون سے دہوئے جانے پر
منحصر ہے - مین خیال کرتا ہون کہ میرا یہہ کہنا کچھہ خلاف حقیقت نہ ہوگا
کہ مسیح کے خون سے نجات پانے کا مسئلہ تمام پروٹسٹنٹ فرقون کے
مذہب کی اصل و بنیاد ہے اور یہہ کہ اسی مسئلہ پر تمام فرقے بطور
اپنے اصول دین کے زور دیتے ہین لیکن ہمکو اب ذرا یہہ دیکھنا چاہئے
کہ جب یہہ عقیدہ غیر مذہب والون کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو کیا
نتیجہ پیدا کرتا ہے - (یہہ نتیجہ پیدا کرتا ہے) کہ سب سے پہلے ہمارا مسئلہ
تثلیث - وحدانیت الہی کے معقول مسئلہ کو بالکل مٹا دیتا ہے اور
تعجب یہہ ہے کہ خدا کی وحدانیت کے اقرار کے ساتھہ ہم ایک بالکل
ناقابل فہم مسئلہ تین مساوی خدا اُنکا بھی قرار دیتے ہین جو حقیقت
مین دیکھو تو آریا قوم کا وہی پرانا تر گنون کا مسئلہ ہے جو کسیطرح بھی

اس لایق نہین ہے کہ ہمارے مذہب مین کھپ سکے اس تثلیث کے تین خداؤن
مین سے ایک خدا کی نسبت ہمنے قابل فہم طور پر کچھ بھی قرار نہین دیا کہ
اسکا کام کیا ہے - پس ہم یہہ امید نہین کر سکتے کہ ایک اس قسم کا مسئلہ
اپنے لئے ان لوگون کی قبولیت حاصل کر سکے جن سے ہم یہہ خواہش
کرتے ہین کہ وہ اپنے بہت سے خداؤن کے وجود کے تو ہم کو چھوڑ کر
ہمارا مذہب قبول کرلین اور ہم اسیپر بھی بس نہین کرتے بلکہ ان لوگون
سے یہہ بھی منوانا چاہتے ہین کہ وہ مسیح جسکا دنیا مین پیدا ہونا ایک
صحیح تاریخی واقعہ ہے نہ صرف نبی اور خدا کا پیغمبر تھا بلکہ خود خداوند عالم
تھا اور ہم زور دیتے ہین کہ جو لوگ ہمارے مذہب مین آئین ضرور
ہے کہ وہ اس مسیح کی پرستش اس کو خاص خداوند تعالی سمجھکر کرین
جو ایک نہایت ہی حیرت انگیز مسئلہ ہے - کچھہ شک نہین ہے کہ آریا قوم
کے لوگ ایسی عجیب وغریب باتون کے عادی ہین جیسے دوم درجہ کے
خداؤن کا انسانون کی بھلائی کیلئے اوتار بنکر دنیا مین آنا - مگر جس حد
کو ہم پہونچے ہین اس کو وہ بھی نہین پہونچے - پس ہمارے اس مسئلہ
کے قبول کرنے کیلئے ایک بہت ہی بڑا ایمان درکار ہے -

ہمارا اس سے بھی مشکل تر مسئلہ انسان کے کسی حالت مین بھی گناہ
سے نہ بچ سکنے اور قربانی کے ذریعہ سے اس کے کفارہ کے ہونے کا ہی
اور قبل اس کے کہ ہم اس کی نسبت کچھہ کہین ہمکو یہہ ایاد رکھنا ضرور ہے

کہ قربانی کا خیال بالکل وہی پرانی اور وحشیانہ بت پوجا ہی جسکا ذکر ہم پہلے
کر چکے ہین اور جسکا مدعا ان ما فوق الطبیعت شریر قوتون کا خوش کرنا تھا جو
دنیا مین آفتین اور مصیبتین پیدا کرتی ہین اور یہہ قطعاً ناممکن ہی کہ بت پوجا
کے اس خیال کو اس خداوند تعالی کی جو رحیم و رحمان ہی کسی قسم کے قابل
فہم پرستش کے ساتھہ مطابق کیا جائے اور اس بنا پر یہہ کل مسئلہ ایک
بیحد درجہ کا مبہم اور ایسا ہی جو اپنے تردید آپ ہی کرتا ہی اور درحالیکہ
بعض انسان ایسے ہین کہ جنکو کسی کفارہ کی ضرورت نہین مثلاً شیرخوار بچے
اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ ہمنے ایک نہایت ہی عجیب افسانہ انسان کی
ہر حالت مین محتاج کفارہ ہونیکا اور نہایت ہی دقیق مسئلہ پہلے انسان سے
گناہ کے سرزد ہونے اور اسکی وجہہ سے کل نسل انسانی کے مستوجب
سزا ہونے کا ایجاد کیا ہے۔ اگر ہم مسیح کی طرز زندگی کی بطور ایک حسن
نمونہ کی تعریف و توصیف کرین تو بجا اور درست ہے مگر ہم تو بجائے
اُس کے زندگی کے اسکی صلیبی موت کو اپنے مذہب کا اصل اصول
ٹھہرائے ہوئے ہین۔ خاص لفظ "صلیبی" ہی گویا ہمارا اعتقاد تامہ ہے
جو یہہ ظاہر کرتا ہے کہ ہمارے مذہب کا لب لباب صرف صلیب کو باعث
نجات اعتقاد ظاہر کرتا ہے اور صرف قربانی اور مسیح کے خون کا
بہنا اور اس کی موت بھی ایک بات ہی کہ جس پر نہایت زور دیکر
ہم لوگون سے یہہ منوانا چاہتے ہین کہ صرف یہی ایک ذریعہ نجات کا ہی

ہمکو مسیح سی محبت رکھنا اس وجہہ سے واجب نہین ہے کہ اُس نے اپنی زندگی ہماری بہتری مین صرف کی بلکہ اس لئے واجب ہی کہ ہمارے لئے اپنی جان قربان کر ڈالی۔

علاوہ ان صریح اعتراضون کے جو ہر ایک ایسی تعلیم کی روسے جو کسی قسم کی معقولیت کا دعوی کرتی ہو اس خونی قربانی کے نسبت جو ایک رحیم ورحمان خدا کے سئے عمل مین اسے عاید ہوسکتے ہین خود اس قربانی کے خیال مین اس کی ایک ایسی تردید موجود ہے کہ جس کو رفع کرنا ناممکن ہی کیونکہ انسان کو زندگی بہت پیاری ہے اور خواہ اُسکو کیسا ہی قوی اعتقاد معاد کے نسبت کیون نہو تو بھی بنی نوع انسان کے کسی بھلائی کے کام مین اپنی جان قربان کر ڈالنا ہمیشہ ایک نہایت ہی قابل احترام اور ولیون کا کام سمجھا گیا ہے اور بیشک ایسا ہی سمجھا جانے کے لایق ہے پس اگر مسیح فی الحقیقت خدا تھا اور وہ اسبات کو جانتا تھا جو اس نے ہمکو سکھائی ہے تو اس کا اپنی جان دیدینا ہرگز قربانی نہین کہا جا سکتا بلکہ صرف یہہ کہا جا سکتا ہے کہ یہہ ایک تکلیف دہ کام کا انجام بخیر تھا اور ایک اوسی آسمانی حالت کیطرف بازگشت تھی جس سے اُس نے نزول کیا تھا۔

الغرض پروٹسٹنٹ لوگون نے گو اپنے مذہب کے زیادہ دلچسپ توہمات کی اصلاح کی مگر ان عجیب وغریب اور ناقابل فہم بلکہ ناقابل

قبول مذہبی مسئلون کو باقی رکھہ لیا جو اخیر زمانہ کے یونانیون کے خراب شدہ باریک ذہنون کا ایجاد ہین - ہم چاہتے ہین کہ وہ لوگ جو ہمارے مذہب مین آئین اس عجیب و غریب مسئلہ کو نہ صرف عیسائیت کا ضمیمہ سمجھکر مانین بلکہ خاص اسیکو عیسائیت سمجھین اور ہم ان مسائل کو لوگون کے سامنے نہ ایسے سرگرم واعظون کی زبان کے ذریعہ سے پیش کرتے ہین جو ان مسکینا نہ نکویون پر عمل کرتے ہون جنکی کتاب مقدس تعلیم کرتی ہے اور غریبون اور مظلومون کو تسلی دیتے ہون بلکہ ایسے مشنریون کے وسیلہ سے پیش کرتے ہین جنکو ہرطرح کا آرام حاصل ہے اور عمدہ تنخواہین پاتے ہین اور لوگون سے اس امر کے خواہشمند ہوتے ہین کہ وہ ہمارے زمانہ حال کی اس سوسایٹی مین داخل ہون جس مین ذات کا امتیاز نہایت ہی ہی اور انسان کا اعزاز واقتدار صرف اسکی دولتمندی پر منحصر ہی پس کیا یہہ کچھ تعجب کی بات ہی - کہ اس قسم کی تعلیم سیدہی سادی اور مفلس اور تعلیم یافتہ لوگون کو کم مرغوب ہو اور تعلیم یافتہ ہنود اس کو بالکل قبول نکرین رسوم و دستورات کے معاملہ مین بھی ہم مسلمانون سے اب تک بہت پیچھے ہین - ہم لوگون مین ایک روز افزون میلان آرائشی و زیبایشی پرستش اور گانے بجانے اور رنگین کھڑکیون (گرجا کی کھڑکیان مراد ہین) وغیرہ اور ایسی رسوم کیطرف ہی جو خداوند تعالی

کے اس اعلی درجہ کے تصور سے جسکا اظہار مسلمان اپنی سادہ طرز عبادت
مین کرتے ہین موافقت نہین رکھتا ہم انسان کی مرغوبات رشوت کے
طور پر دیگر لوگون کو اپنے عبادت خانون مین بلانے کی کوشش کرتے
ہین اور اس مین فی الجملہ کامیابی بھی ہوتی ہے لیکن اگر ہم اس کو
بہ تعمق نظر دیکھین تو یہہ طریقہ ایک معقول طور کی پرستش الہی کے
کسیطرح مواقف نہین ہے۔ حق یہہ ہی کہ اگر ہم اور لوگون کو عیسائی
بنانا اور انکی اصلاح کرنا چاہتے ہین تو ہمکو پہلے خود اپنی اصلاح کرنی چاہیئے
اور یہہ اصلاح کا کام اس حد سے بہت زیادہ بڑھکر کرنا چاہیئے جہان
کہ اسوقت ہوا تھا جسکو "ریفارمیشن" کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہی۔
اول ہمکو اپنے بشپون - پادریون - مشنریون - اور عام عیسائی لوگون
کو عیسائیت سکھانی چاہیئے پھر البتہ ہم کافرون کو عیسائی بنانے کی
امید کر سکتے ہین - اسبات کے کہنے کی کچھ ضرورت نہین ہے کہ جن
مسائل مذہبی کے نسبت ہمکو اعتراض ہے ان مین سے کسی ایک
مسئلہ کو بھی ایک سیدہا سادہ آدمی مسیح کی زندگی کے ان حالات
سے جو اناجیل ثلاثہ مین مذکور ہین نہین سیکھ سکتا - کیونکہ ان مین
اس کو یہہ بتایا جاتا ہے کہ "صرف ایک ہی خدا ہے جو رحیم و رحمان
ہے اور جسکا حکم دنیا کے لیئے یہہ ہی کہ انسان محبت و بھی خواہی کے
مسئلہ پر عمل کری جو کل مسائل کا اصل اصول ہی اور یہہ کہ اپنی برَی

خواہشون کو روکے اور اپنے بنی نوع سے مہربانی سے پیش آئے"
اور انسان کا مذہب حق بھی ہے - باوجود اُن تمام خوبیون کے جو اسلام نے
عیسائیت سے اخذ کرلی ہین ہمارا عیسائی مذہب اس صورت ہین کہ جسکی
کی تلقین اسکے شروع مین کی گئی تھی اب بھی اپنے عجز و فروتنی اور ملائمت
اور بھی خواہی اور خیراندیشی مین اسلام سے بدرجہا بڑھا ہوا ہے اور خود مسیح
ایک محبوب ترین نمونہ اُن خوبیون کا ہے اور اُن معنون کے لحاظ سے
مسیح سے محبت کرنا بیشک ایک پسندیدہ اور اعلیٰ خیال ہے جو انسان کیلئے
موجب شرف ہے اور جبکہ ہم "مسیح کی محبت" کے مسئلہ پر بڑا زور
دیتے ہین تو اگر اس محبت سے صرف یہی مراد ہوتی جو ہمنے بیان کی
ہے تو بہت ہی خوب ہوتا مگر غضب تو یہہ کہ اس سے یہہ مراد سمجھی
جاتی ہے کہ ہمکو اس سے اسلئے محبت رکھنی چاہئے کہ اسنے ہماری
خاطر اپنی جان قربان کرڈالی -
مسیح کا سچا مذہب ایک ایسے زمانے مین اُتار گیا جو طرح طرح کے
مذہبون اور فلسفون سے معمور تھا اور جو نہین اسکا مالک تھا دنیا سے
سدہارا ہر قسم کی لغویات اور مزخرفات سے اوسکو مُندہ دبا گیا اور
وہ لغوئین روز بروز یہان تک بڑہتی چلی گئین کہ اُسکا بالکل ستیاناس
ہوگیا - جب اتھاناسیس نے ایریس پر فتح پائی تو بہت سی باطل
پرستیان اور توہمات سب اطراف وجوانب سے مذہب کے ساتھ

چھپا دئے گئے یہان تک کہ عیسائیت ایک ایسا ذلیل توہم بنگئی کہ اگر اسکو
اسکا بانی دیکھتا تو پہچان نہ سکتا - اسلام اصلاح یافتہ عیسائیت کی شکل نیز
اور اس کی خرابیون کی نسبت اعتراض اور ایک زیادہ پاک مذہب کی
صورت مین جو پرانے پاک نمونون پر مبنی تھا اور جو قدیمی اصول حقہ کی
طرف ایک بازگشت تھی دنیا مین آیا - اگرچہ یہہ اُس عیسائیت کیطرف جیسکہ
ابتدا مین تھی ایک کامل بازگشت نہ تھی کیونکہ اس نے مسیح کی فروتنی
صلح پسندی اور عجز وانکسار کو پورا پورا اختیار نہین کیا اور وہ شاید اسیوجہہ
سے ہماری ناقص فطرت کیلئے زیادہ تر باعث میل ورغبت ہوا لیکن
جیسا کہ ہمنے پہلے بھی بیان کیا ہے اسلام مین بمقابلہ اس زمانہ کے
سخت توہمات کی پوری پوری معقولیت موجود تھی اسلئے اس کو ایک
بڑی کامیابی کا حاصل ہونا کچھہ تعجب کی بات نہین ہے اور جن لوگون نے
اس کو قبول کیا اسمین بہت سے پہلے ہی ایک قسم کی حد سے گذرے
ہوئے پروٹسٹنٹ عیسائی تھے - مثلاً بعض ایشیائی فرقے اور اسپنیا کے
رہنے والے اہل یورپ اور گو اب ہم اس امر کا اعتراف نکرین مگر ہے
یون ہی کہ اسلام نے اس زمانہ کی تقریباً کل مہذب کرسچین دنیا اور کل
عیسائی ایشیا وافریقہ کو نگل لیا اور اپنے مین جذب کرلیا اور وہ خراب
شدہ مذہب جسکو غلطی سے عیسائیت کہا جاتا ہے یونانیون اور
رومیون کے اُس گئے گذرے بقیہ کے علاوہ جو قسطنطنیہ اور سدبانیز

موجود تھا صرف یورپ کے وحشیون یعنی قوم گاتھ اور روسیون وغیرہ کے پاس رہگیا جو اپنی کم عقلی کیوجہ سے اس قابل تھے کہ منتوہمانہ اعمال و افعال بجا لائین اور اپنی قوم کے سردارون کے کہنے سے ایک لخت غول کے غول عیسائی ہوجائین۔ جب مسلمانون نے سلطنت متحدہ یونان و روم کے مہذب ملکون پر قبضہ کیا تو وہ اس سلطنت کی تہذیب و شایستگی اور علوم و فنون کے بھی وارث ہوگئے اور یہہ ہی وجہہ تھی کہ انہون نے دنیا کو نہ صرف ایک بہتر مذہب ہی عطا کیا بلکہ اس کے ساتھ قوانین اور علوم و فنون اور لٹریچر سے بھی اُس کو بہرہ ور کیا حالانکہ ہمارے بزرگ اُسوقت تک بالکل وحشی تھے اور اسطرحپر اسلام کے دنیا مین قایم ہونیکے بعد ایک ہزار برس سے زیادہ عرصہ تک ہر ایک بات مسلمانون کی مسلسل ترقی کا باعث رہی اور وہ اب بھی دنیا کے کم تہذیب یافتہ حصون خصوصًا افریقہ مین ترقی کر رہے ہین۔ یہہ ٹھیک ٹھیک کہنا بہت مشکل ہی کہ اسلام کیا ہے کیونکہ وہ ہمارے مذہب کیطرح جو تمامہ اناجیل ثلاثہ مین منحصر ہی صاف اور واضح طور پر ایک مختصر دائرہ کے اندر محدود نہین ہے اس لئے غیر مذاہب کے لوگ اسکا اندازہ صرف اس کے نتیجون سے کر سکتے ہین۔ چنانچہ اُس کی عام حالت تو بیان ہو چکی ہے اور کچھہ شک نہین ہے کہ وہ لوگون کی طرز زندگی

اور اُن کے چال چلن کے ظاہرا شایستہ اور معزز بنانے مین بہت موثر معلوم ہوتا ہی اور ایک بہت بڑی خوبی اسُ مین یہہ ہے کہ اس مین نہ تو کچھہ مشکل مسئلے ہین اور نہ وہ شروع ہی سے لوگون کو ایسے اعتقادات پر مجبور کرتا ہے جو عقل اور ہر ایک انسان کی معمولی سمجھہ کے برخلاف ہون اور اسیوجہہ سے مسلمانون مین اپنے مذہب سے پھر جانے کا میلان بہت ہی کم ہے اور یہہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مذہب اسلام کے پیرو اس کی نسبت اپنا اعتقاد ظاہر کرنے مین کچھہ شرم نہین کرتے (یعنے اس مین کوئی بات ایسی نہین ہے جو اُن کے لئے موجب شرم ہو) بلکہ مرد اس پر ویسا ہی علانیہ طور سے اعتقاد رکھتے ہین جیسی کہ ہماری عورتین عیسائیت کے نسبت پختہ اعتقاد رکھتی ہین - جو اخلاق اسلام نے تعلیم کئے ہین وہ عمدہ ہین اور جو لوگ اسلام قبول کرتے ہین ان کا اس برتاؤ کی بہ نسبت جو ہم عیسائی ہونے والون کے ساتھہ کرتے ہین بہت بڑہ کر برادرانہ اور مساوی طور پر خیر مقدم کیا جاتا ہے -

کہا جاتا ہے کہ اسلام مین عیسائیت کی سی فروتنی اور عجز و انکسار نہیز ہے لیکن یہہ خیال کرنا ایک بہت ہی بڑی غلطی ہے کہ وہ لوگونکو مسلمان بنانے والے مذہب کے اعتبار سے ایک جابر اور ایذا رسان مذہب ہے بلکہ برخلاف اس کے عیسائیون کے بہ نسبت مسلمانون نے ہمیشہ بہت زیادہ تحمل اور بردباری سے کام لیا ہے کیونکہ انہون نے

نہ تو لوگون کو ستا ستا کر اُن سے اپنا مذہب قبلوایا ہے اور نہ اُن لوگون کو جو مذہب کے اعتبار سے اُن سے مختلف ہون زندہ آگ سے جلا ڈالا ہے[1] اور باوجودیکہ عیسائی سلطنتون نے اپنی کل رعایا کو اُن کا مذہب قبول کرنے پر مجبور کیا اور اس طرح پر متحد مذہب والی قومین بنائین مگر مسلمان ہمیشہ اپنی رعایا کو آزادانہ اپنے مذہب پر قایم رہنے کی اجازت دیتے رہے بلکہ حال کے زمانہ مین بھی ترکون اور مغلون نے کم ہمتی سے اپنے درمیان غیر مسلم آبادی کو قایم رکھا ہے۔

عیسائیون کے مقابلہ مین مسلمانون کے بظاہر زیادہ شایستہ ہونیکا سبب غالباً شراب کی ممانعت ہے حالانکہ ہماری عیسائی آبادیون کی کم درجہ کی قومون کے اسقدر بڑے حصہ کی خرابی اور ذلت کا سبب شراب ہی ہے اور ہمارے ہان شراب کی صرف ممانعت کا ہونا ہی نہین ہے بلکہ ہم اس کو اپنے سکرامنٹ (عشاء ربانی) مین استعمال کرکے ایک طرح سے متبرک بھی بناتے ہین اور شراب کو مسیح کا خون سمجھکر استعمال کرنا (جس کو ہم ایک غیر معمولی روحانی نکوئی قرار دیتے ہین)

نوٹ (۱) ایک عدالت مذہبی جس کا نام "انکیوریشن" تھا اس کے حکم اور فتوی سے ۱۴۸۱ء سے جو چند عرصہ تک قایم رہی چونتیس ہزار چھبیس آدمی جلائے یا قتل کئے گئے تھے کہ وہ اس زمانہ کے موجودہ رومن کیتھولک مذہب کے پابند نہ تھے یا بت پرست یا یہودی یا مسلمان تھے۔ مترجم

نہ صرف ایک بہت ذلیل قسم کا توہم ہے بلکہ استعمال شراب کے مسئلہ کی نسبت کچھ کہنے کی وقت کو بہت زیادہ بڑھا دیتا ہے یہہ نہین کہا جا سکتا کہ مسلمان شراب نہین پیتے مگر وہ فی الحقیقت شاذ و نادر ہی اس کا استعمال کرتے ہین اور یہہ بھی نہین کہا جا سکتا کہ اُن مین بیکار لوگ نہین ہے جو بہت سی برائیون مین مبتلا ہین خصوصًا وحشی خصال نیم مسلم قومون مین - لیکن حیثیت مجموعی کے لحاظ سے مہذب مسلمان ملکون کے لوگ بمقابلہ عیسائیون کے آبادی کے لحاظ سے زیادہ تر معقولیت اور شایستگی اور عمدہ چال چلن رکھتے ہین - مسلمانوںمین جو بُرائیان ہین وہ زیادہ تر ان زمانون کی بُرائیان ہین جن مین اسلام نے پختگی پکڑی اور ہماری جو خرابیان ہین وہ بہ نسبت ہمارے مذہب کے ہمارے زمانہ کی خوبیان ہین - اسلام کی نسبت جو عمومًا ایک برا خیال پھیلا ہوا ہے وہ غالبًا زیادہ تر اس خیال کی وجہ سے ہے کہ وہ تعدد ازدواج کا موید ہے مگر اس بات کو کہان تک بار بار کہا جائے کہ نہ تو تعدد ازدواج خصوصیت کے ساتھ ایک اسلامی قاعدہ ہے اور نہ ایک جورو پر قناعت کرنا بالتخصیص ایک عیسائی قانون ہے بلکہ یہہ دونون رسمین اُن مذہبون سے بہت پُرانی ہین -

ازدواج کا معاملہ قدیم سے دو طریقون مین منحصر رہا ہے یعنی ایک تو معاہدہ کے طور پر جو مابین شوہر اور زوجہ کے ہوتا ہے شادی کا ہونا

دوسرا - صرف چند رسوم مذہبی کے ساتھ شادی کا عمل مین لانا اور اسکا ناقابل الافتراق سمجھا جانا - پس اگر کوئی شخص اپنی جورو سے کسی حالت مین بھی قطع تعلق کا مجاز نہو تو وہ دوسری عورت کے ساتھ شادی کرلینے پر عموماً کم مائل ہوتا ہے اور مذکورہ بالا طریقون مین سے مذہبی رسوم کے ساتھ ازدواج کا عمل مین آنا ایک نہایت پرانا آریا قوم کے لوگون کا طریقہ ہے اور ہم نہین جانتے کہ اس کی ابتدا کب سے ہے -
یہہ طریقہ تمام قدیم آریا ملکون مین جاری تھا اور ہندؤن مین تو موت بھی اسکو قطع نہین کرسکتی (یعنے بیوہ ازدواج ثانی کی مجاز نہین) -
اور معاہدہ کے طور پر ازدواج کا ہونا جیساکہ ہمکو معلوم ہے کل بنی سام یعنی یہودیون اور عربون وغیرہ مین مروج تھا اور یہہ ظاہر ہے کہ جو امر کسی معاہدہ کے ساتھ قرار پاتا ہے وہ کسی دوسرے معاہدہ کے ساتھ زایل بھی ہوسکتا ہے پس معاہدہ کے ساتھ جو ازدواج عمل مین آتا ہے اس مین طلاق کیلئے بہت بڑی سہولیتین ہوتی ہین اور ہر ایک شخص کو اختیار رہتا ہے کہ اپنی پہلی جورؤن کو چھوڑکر نئی بیویان کرلے اور ایشیائی ملکون مین مرد کو ایک ہی وقت مین معاہدہ کی شادی کے طور پر کئی بیویان کرلینے کا اختیار رہا ہے گو یہہ معاملہ فی الحقیقت شاذونادر وقوع مین آتا ہے - مہذب ممالک اسلامیہ مین جو یہہ طریقہ جاری ہے کہ زوجہ مہر کی ایک معقول رقم کے

ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے اور نیز یہہ کہ کنخدا عورتون کی جائداد شرعاً شوہر سے علیحدہ خود عورت کی ملکیت تصور کیجاتی ہے اس لئے مسلمانو کے لئے طلاق کی سہولتون کو بہت کچھہ کم کر دیا ہے۔ ہمکو معلوم ہے کہ اخیر زمانہ کے رومیون مین معاہدہ کے طور پر ازدواج کا طریقہ مذہبی رسوم کے ساتھہ شادی کے طریقہ پر غالب تھا بلکہ ازدواج کا رومن لا (یعنے رومیون کا مختص القوم قانون ازدواج) بھی ہوگیا تھا اور طلاق کے لئے اسقدر آسانی تھی کہ وہ عملاً ایشیائی طریقہ تعدد ازدواج کے برابر ہے ساتھا محمدن لا (یعنے اسلامی قانون ازدواج) بہت کچھہ وہی ،، رومن لا ،، ہے اور چونکہ عربون کے قدیم اور اُن کی بہ نسبت رومیون کے کسیقدر قریب العہد قانون دونون بالاتفاق ازدواج کو صرف ایک معاہدہ قرار دیتے تھے اس لئے یہہ کچھہ تعجب کی بات نہین ہے کہ یہہ طریقہ ممالک اسلامیہ مین جاری ہوگیا مگر حقیقتاً مذہب سے اُس کو کچھہ تعلق نہین ہے بلکہ فی الواقع ،، رومن لا ،، بہت سے عیسائی ملکون مین بھی دخل پا گیا ہے چنانچہ زمانہ حال مین لوگ امریکہ اور اور ملکون مین طلاق کے معاملہ مین آسانی ہونے کے لئے زور دے رہے ہین جو قدیم مذہبی طور پر شادی کے طریقہ کے بالکل برخلاف ہے۔ ہم یہان اس بحث مین پڑنا نہین چاہتے کہ فی الحقیقت سب سے پہلے مذہبی طور پر شادی کے طریقہ کو

واجب قرار دیا ہے یا نہین لیکن اس مین شک نہین کہ کیتھلک چرچ نے کسی وجہہ سے ہمیشہ اس طریقہ کو اختیار کیا ہے - یہہ کہنا ایک اپنی اپنی رائے ہے کہ طریقہ اچھا ہے مگر جیسا کہ مین نے ابھی بیان کیا ہے زمانہ حال کے عیسائی ملکون مین اس طریقہ پر قایم رہنا مشکل ثابت ہوا ہے جہانتک کہ صرف ایک عورت سے شادی کا کرنا اور طلاق کی ممانعت ایک عمدہ بات کہی جا سکتی ہے بیشک اس کا فخر قدیم عیسائیون یعنی کیتھلک چرچ کو حاصل ہے لیکن یہہ طریقہ اچھا ہو یا برا مگر اتنی بات ضرور ہے کہ عیسائی چرچون کا ازدواج کا منتخب قاعدہ مشنریون کی ترقی کا موید نہین ہے کیونکہ معاہدہ کے طور پر بیاہ کا طریقہ بہت سی ایسی قومون کی عادت اور مذاق کے موافق ہی جو ایرین نہین ہین اور وہ ایک ایسے مذہب کو جو اس قسم کے طریقہ کو باقاعدہ بناکر اس کو قانونی لباس پہنا دے بہ نسبت ایک ایسے مذہب کے زیادہ پسند کرلے جو اُن کو ایک ہی جورو پر مقید رکھے اور نہایت سخت طور سے جکڑ دے -

تہذیب و شایستگی اور حکومت اور اقتدار کے لحاظ سے جو تفوق مسلمانون کو بہت سی صدیون تک حاصل رہا ہے وہ اب اُن کے ہاتھ سے نکل گیا ہے اور وہ اب بالکل عیسائی قومون کا حصہ ہے اور ہندوستان اور اور ملکون کے نقشون سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانون کی تعداد مین اب ان کے ابتدائی زمانہ کی سی سرعت کے

ساتھہ ترقی رک گئی ہے مگر باوجود اس ہر قسم کی فوقیت کے جو پروٹسٹنٹ
عیسائیون کو بلحاظ ایک فرمان روا قوم ہونے کے حاصل ہے وہ پھر بھی
کچھہ نہین کر سکتے۔ ہندؤن کا عظیم الشان گروہ ابتک اپنے پُرانے
دستورات پر قایم ہے اور اُن مین سے جن لوگون نے تعلیم پا کر
اپنے پُرانے اعتقادات کو چھوڑ دیا ہے وہ مسلمانون اور عیسائیون
دونون کے مذہب کی طرف ملتفت نہین ہوتے۔ پس عیسائیت اور
اسلام کی ترقی کا اگر کچھہ مقابلہ کیا جا سکتا ہے تو صرف اُنہین سیدہی
سادہی قومون کے معاملون مین ممکن ہے جو اپنے اعتقادات مین
زیادہ استحکام نہین رکھتین اور اُن مین اگر دیکھا جائے تو بے شبہہ
غلبہ مسلمانون ہی کو حاصل ہے۔ افریقہ کی قومون کی عادات وخیالات
مین کوئی بات ایسی نہین ہے جو خصوصیت کے ساتھہ اسلام کے
مؤید ہو بلکہ اس کے برخلاف وہ پرجوش طبیعت کے لوگ ہین اور
جب کوئی قوم ایک بار اس مسئلہ کو کامل طور پر مان لے تو مسیح مصلوب
کی محبت اور کفارہ کے مسئلہ مین ایک ایسی خاص بات ہے جو اسکے
معتقدون کے دلمین ایک خاص طور کی تاثیر پیدا کرتی ہے چنانچہ
اسی قسم کی طبیعت والے عیسائیون مین امیریکہ کے حبشی سب سے
پیش پیش ہین۔ وہ لوگ خانگی غلامی سے نکل کر مذہبی غلامی مین پڑنا اور
رومن کیتھلک مذہب سے کسی قسم کا تعلق رکھنا نہین چاہتے۔ وہ مذہب

بہت کچھ ظاہری ارادہ کا اظہار کرتے ہین اور اپنے خانگی تعلقات
مین ابتک بھی بہت بے قیدی ظاہر کرتے ہین - ہم یہہ نہین کہہ سکتے
کہ اگر اُن کو مسلمان بنایا جاتا تو اُن کی کیا حالت ہوتی مگر عیسائی ہوکر تو
جیساکہ ہم دیکھتے ہین اپنی عقیدون مین وہ نہایت ہی پکے اور دلی یقین
رکھنے والے ہین - یہہ بات تسلیم شدہ معلوم ہوتی ہے کہ افریقہ مین
مسلمانون کو بہت زیادہ اور ہمکو بہت کم کامیابی حاصل ہے اور باوجودیکہ
مسلمان واعظون کو کہین سے کسی قسم کی مدد نہین پہونچتی وہ افریقہ کے
مشرقی اور درمیانی حصون مین لوگون کے غول کے غول مسلمان بناتے ہین اور ہم
وہان کچھ بھی نہین بن پڑتا اور جنوبی افریقہ مین بھی باوجودیکہ وہان ہمکو حکومت
حاصل ہونے کیوجہہ سے ہر طرح کی فوقیت حاصل ہے اور فراخ دلی کے ساتھہ مشنریون
کے ذریعہ سے بڑی بڑی کوششین کیجاتی ہین تاہم ہماری ترقی کی رفتار
سست اور مشتبہ ہے الغرض ہم اس مضمون کو جیساکہ ہم نے شروع مین کہا ہے
اس قول پر ختم کرتے ہین کہ عیسائی اس وقت تک کافرون کو عیسائی
نہین بنا سکتے جب تک کہ خود اپنے کو عیسائی نہ بنائین - اگر ہم
کسیطرح اس عیسائیت کی طرف رجوع کر سکین جو مسیح نے سکھائی
تھی تو اسلام کو کامیابی کا کوئی موقع نہین رہنے کا - مگر جب تک
ہم اپنے اُن مخصوص مسائل والے مذہب کا جو کسی انسان کی سمجھہ
مین نہین آسکتے وعظ کرتے رہینگے اسوقت تک میدان مسابقت

میں ہمکو سبقت کی امید بالکل رکھنی نہیں چاہیے ٭

٭ اگر کسی طرح عیسائی اس عیسائیت کی طرف رجوع کر سکیں جو حضرت مسیح نے سکھائی تھی جسکا ذکر اس آرٹیکل میں ہے تو اسلام کو بجای نقصان کے بڑی کامیابی ہوگی کیونکہ وہ عیسائیت بالکل اسلام کے مطابق ہوگی۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ یہہ خیال کرنا کہ اصلی عیسائیت اور اسلام باہم مختلف ہیں محض غلطی ہے۔

ضمیمہ حسن

تدبیر نوجوانی یعنی

پیر کو کرتا ہے یہہ روغن جوان

یہہ روغن قوۃ باہ کیلئے حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہی جس سے پیران ہفتاد سالہ تک کو یکسان نفع ہوا ہی اسکی استعمال مین نہ کسی قسم کے پرہیز کی ضرورت ہی نہ آبلہ وغیرہ کا کچھہ خطر رگ و پٹھہ کو حیرت بخش استحکام بخشتا ہی اور ہر قسم کے امراض نامردی کو خواہ وہ کسی سبب سے عارض ہون بجز خلقی مادرزاد نامردی اپنی معجز نما تاثیر سے رفع دفع کرتا ہی اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فائدہ کامل ہوتا ہی۔ ترکیب کا کاغذ ہمراہ تیل کے ملتا ہی قیمت فی شیشی پانچ روپیہ محصول ۴؍ اور ہر ایک شیشی مین ایک تولہ روغن رہتا ہے۔

دواء عجیب یعنی کشتہ زمرد

زمرد کا کشتہ جو باجزاء مناسب تیار کیا گیا ہی چہار حصہ چاول کے برابر خوراک ہوتی ہی قیمت فی خوراک ایکروپیہ پانچ روز یا گیارہ روز کی خوراک مین بفضلہ فائدہ کلی ہوتا ہی **خواص آن** برائے قوۃ باہ اور تمام امراض متعلقہ اسکے خواہ وہ کسی قسم کے ہون اور سوزاک کہنہ ہو خواہ جدید۔ دافع جریان مقوی دماغ و اعضائے رئیسہ ادراج وضیق النفس و سرفہ کہنہ خواہ جدید خشک ہو یا تر اور لاغری بدن اور دفع وبائی ہیضہ مین تو حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہی یعنی کیسی ہی مریض کی حالت ردی ہو کر خراب ہو گئی ہو بفضلہ صحت ہوگی۔ **(اکسیر حیات)** یعنی عرق نجاہ۔ امراض ضعف بصر و دماغ و صفائی خون و انواع درد و اقسام تپ جیسے یا چونتھیا تپ دق استسقا سے لمحال۔ آتشک۔ سوزاک۔ جریان۔ سفید داغ۔ ناسورہ۔ بواسیر خونی و بادی اور شراب خواری اور چانڈو نوشی جو خشکی و لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتے ہین سبکو بغیر پرہیز دفع کرتا ہی ایک بوتل ایک ماہ کو کافی ہوگی قیمت فی بوتل پانچ روپیہ محصول ایکروپیہ عہ۔ **(عجیب چیز)** تحلیل بواسیر خونی و بادی تحلیل درد ومسہ کیلئے عجیب چیز ہی پہلے ہی روز ایک دو بار کے استعمال سے درد و جریان خون دفع ہوتا ہے۔ اور تین ہفتہ مین بفضلہ درد ومسہ بالکل دفع ہوجاتے ہین اور پھر کبھی عود نہین کرتے وزن عرق ۱۲؍ ماشہ قیمت پانچ روپیہ محصول ۴؍ **جہان نما** اس عرق کے لگانے سے آنکھون کی روشنی تیز ہوتی ہے۔ پھولی۔ دھند۔ درد و سرخی چشم جملہ بیماریون کو دفع کرتا ہے قیمت پانچ روپیہ محصول ۴؍ وزن عرق ۱۲؍ ماشہ۔

ضمیمہ حسن

خضاب نایاب

بیمثل رنگ ڈہنگ ہی نادر خضاب ہی
گویا کہ آمد آمد فصل شباب ہی

جیسی کہ عوام مین خضاب سے دقتین واقع ہوتی ہین ہر شخص پر ظاہر ہین یعنی جبتک آٹھ پہر روز مہندی لگاکر باندھنا اور بعد دو تین گھنٹہ کے پھر وسمہ لگاکر باندھنا اوس مین قریب ۶ گھنٹہ کے وقت ضایع ہوتا ہی اور بالونکے سیاہ ہونیکے سوا اور کوئی فایدہ نہین اور نقصان بہت ظاہر ہی مہندی اور وسمہ کا پانی جب دماغ مین جذب ہوگا تو اوس سے سوائی نقصان اور کوئی فایدہ نہین جیسا کہ ایام سرما مین مثل سردی وغیرہ کے جسقدر تکلیف ہوتی ہی اونہین دقتون کے سبب سے یہہ خضاب نایاب تیار کیا گیا جسقدر تعریف کیجائے بجا ہی ناظرین سے امید ہی کہ قیمت بھیجکر طلب کرین اس مین کوئی مبالغہ نہین۔ تھوڑی تعریف اسکے اجزا کی ظاہر کیجاتی ہی دافع بالخورہ خارش سر ضعف دماغ علاوہ برین خوشبو مین بینظیر مثل کیوڑہ باعث درازی مو مفرح دماغ ہی بالون مین سختی نہین آنے دیتا بلکہ ملایم رکھتا ہی سیاہی مین بالون کو مقابل اصلی بالونکے کرتا ہی دوسرے روز بطور روغن چنبیلی لگانا ہوتا ہی کسی چیز سے باندھنی کی ضرورت نہین دوسرے تیسرے [illegible] لگانے سے بال مثل اصلی بالون کے سیاہ ہونگے کوئی تمیز نکر سکیگا کہ یہہ خضاب ہے ایک بوتل مین ۳۰ [illegible] بیس [illegible] بیرہ پاؤ ہوتا ہی قیمت فی بوتل عہ علاوہ محصول نصف شیشی عہ چہارم شیشی عہ [illegible] اس سے کم غیر ممکن ہی۔ میری شفاخانہ مین علاوہ اس کے ہر قسم کا علاج ہوتا ہی۔

اطلاع ضروری - واضح ہو کہ بہت سی سندی خطوط یعنی سرٹیفکٹ جو صاحبان یورپین بہادران نے میری عمدہ علاج کے ثبوت مین عطا فرمائی ہین اور نیز ہندوستانی خطوط صحت قریب ہزار بارہ سو کے موجود ہین جو شاید اور کارخانون مین نہونگی چاہئیے کہ طلب فرماکر ملاحظہ ہون میری ادویہ سے ہزارون نے صحت پائی ہی اور بغیر سفارش بہت ملکون کے سرٹیفکٹ موجود ہین آدہ آنہ ٹکٹ بھیجکر طلب کرین بعض حکیمون نے اپنی شہر کے رئیسون سے خوشامد کرکے سرٹیفکٹ بنالئے ہین پس میری سرٹیفکٹ اور ان حکیمونکے خطون مین بڑا فرق ہی لازم ہی کہ پہلے سرٹیفکٹ منگاکر ملاحظہ فرماوین تاکہ دہوکا نہو۔ ایک طویل فہرست بہت سے نسخونکی جو اخبار مین گنجایش طبع نہین رکھتی اور جس سے لطف زندگی تا دم مرگ انسان قایم رہتا ہی قابل دید ہو جو صاحب چاہین کارخانہ سے طلب کرین مفصل کیفیت ادویہ کی فہرست سے ظاہر ہوگی۔

ضمیمۂ حسن

مجرب آزمودہ شرطیہ دوائین

مراض ذیل کی ادویہ شفاخانہ زبدۃ الحکما ڈاکٹر غلام نبی اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور مین ہر وقت تیار
جاری ہر ملتی ہین مفصل فہرست و سارٹیفکٹ ٹکٹ آدہ آنہ سی ملسکتی ہین۔ (طلا ۱) مورد استعمال بچپن کے
نقص رگون کی رطوبت و بگاڑ دور کرتا ہی فی تولہ ... (سرپ) دافع نامردی رقت منی جریان سرعت
انزال احتلام دائمی قبض ضعف اعضائے رئیسہ معدہ تاریکی چشم درد سر وغیرہ جو کثرت مسکرات واقسام فواحش
سے کمی اشتہا ضعف جگر وسستی لاحق ہو دور کرتا ہی۔ فی بوتل ... (سوزاک و قرحہ) اپنا ہو یا بلا علی العموم
۴۸ گھنٹہ مین اپنا اثر شروع ریم وغیرہ کو زائل کرتا ہی فی تولہ ... (ہیر آئیل خوشبودار) بالون
کو سیاہ رکھتا ہی نزلہ زکام ریزش درد سر ضعف دماغ و بصر کو مٹاتا ہی فی شیشی ... (حب آتشک)
بلا منہ آئی دست دور کرتا ہی پھر پھوٹتا نہین دو ہفتہ ... (کحل الجواہر) سرمہ قوی بصر حافظ
بینائی دافع نزول دہند جالا خارش پانی جانا ۳ ماشہ ... (عجیب الاثر منجن) دانت
کا ہلنا کیڑا لگنا بدبو میل خون جانا مسوڑون کی خرابیان ۴ تولہ ... (حب بواسیر) بادی
خونی مسوڑون کی ٹیسین قبض کو مفید دو ہفتہ ... (حب ذیابیطس) بار بار آنا پیشاب کا
ذیابیطس و کمزوری ولاغری کو دافع ہی۔ فی تولہ ... (حب قایم مقام) افیون وچانڈو وبلا
ضرر و حرج نشہ چھوٹ جائے فی تولہ ... (عرق ماء اللحم انگوری) مفرح ومولد خون مقوی
دماغ ضعف جگر و دل دماغ و معدہ۔ درد سر تاپ تلی درد مفاصل لاغری ضیق النفس سرفہ کہنہ۔
بیقاعدگی ایام حیض لقوہ فالج رعشہ فی بوتل ... ۲ بوتل ... (روغن اعجاز) ناسور
بھگندر تالو کا سوراخ خنازیر بدبگڑی زخم ... کالی کھانسی قی ایام حمل خسرہ چیچک کو جلد دفع کرتا
ہی ۲ تولہ ... رسالہ دافع آتشک و سوزاک ... رسالہ ہیضہ ... رسالہ بواسیر ... مضرات مسکرات ...
رسالہ حافظ صحت سالانہ

المشتہر

زبدۃ الحکماء محمد غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور۔

آشو کا سفوف

آشو کا بنایا ہوا سفوف کامل طور سے مختلف قسم کی شراب پینے کی عادت کو چھوڑا دیتا ہے قصور ہاضمہ اور بدہضمی وغیرہ کو دور کرتا ہے حسب ہدایت مندرجہ اشتہار جو ہمراہ شیشی کے ہے استعمال کرنا چاہئے قیمت فی شیشی ۲ روپے اے۔ ڈی۔ مکرجی مقام بارنا گور براہ کلکتہ سے ملتا ہے۔

The Great Oriental Medicamentum

مشرقی اکسیر اعظم

ڈاکٹر جی۔ بی۔ شا کا سمرٹین ڈراپس

قوت باہ کو تقویت اور ترقی دیتا ہے۔ معدہ۔ مثانہ۔ گردہ۔ پھیپڑا۔ جگر کو مضبوط اور درست کرتا ہے اور مفصل ذیل امراض کیلئے حکمی اثر رکھتا ہے اور بہت کچھ تعریف کے ساتھ سفارش کیا گیا ہے۔
دمہ۔ کھانسی۔ استسقا۔ کرم۔ ریت۔ بخار کہنہ۔ امراض جگر۔ اختلاج قلب۔ جگر۔ ضعف اعصاب۔ دردسر۔ زخم اندرونی۔ تہ نشینی ریت۔ پیشابی امراض جیسے سوزاک۔ کہنہ سوزاک۔ رقت منی۔ کہنہ سوزش مثانہ۔ نزلہ۔

بیرونی استعمال سے ڈاکٹر جی۔ بی۔ شا کے سمرٹین ڈراپس مفصلہ ذیل امراض کیلئے بے بہا ثابت ہوئے ہیں جلا ہوا زخم۔ زخم کسی قسم کا ہو چاہے نہایت سخت زخم۔ داد۔ اپرس۔ فالج۔ برص وجع مفاصل۔ نقرس۔ آتشکی زخم۔ اور جلدی بیماریاں گو کیسی ہی خراب ہوں۔ پوری ہدایت ہمراہ رہتی ہے۔ قیمت ہر شیشی۔ ۸ آنہ۔ ۱۲ آنہ۔ ۱ روپیہ۔ ۱۲/۱ روپیہ۔ ۵ روپیہ۔

المشتہر
اے۔ ڈی۔ مکرجی۔ مالک دواخانہ مقام بارنا گور
متصل کلکتہ

التماس

جن حضرات نے ازراہ عنایت و قدردانی زرچندہ حسن سے اعانت فرمائی ہے انکا تہہ دلسے شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

جن عنایت گستروں نے ہنوز شکرگذار نہین فرمایا امید ہے کہ ایام گذشتہ وسال حال کے زرچندہ سے مرہون منت فرمائینگے۔

نوٹس

ناظرین پرتمکین اپنے تبادلہ مقامات سے دفتر کو اطلاع فرماتے رہین۔ بسا اوقات عدم وقفیت مقام سے رسالہ دیر مین پہونچتا ہے یا واپس آتا ہے۔

اشتہار

بہت سے حضرات جنکی آمدنی کم ہے رسالۂ حسن کے قیمت کی تخفیف کرنے کے بارہ مین درخواست کرتے ہین۔

ماہ مارچ سے کاغذ قسم دوم پر جو رسالہ طبع ہوگا اس کی قیمت سالانہ لعہ روپیہ لیجائیگی اور نیز اندنون پچھلے رسالون کی خریداری کی درخواست ہر طرف سے آرہی ہے یہہ تو علم نہ تھا کہ ہمارے اس رسالہ کی اسدرجہ ملک مین قدردانی ہوگی۔

اس وقت ہمارے پاس پچھلے رسالے بہت کم موجود ہین اگر سو درخواست سے زیادہ وصول ہون تو ہم پچھلے پرچے دوبارہ چھاپ دینگے۔

المشتہر
منیجر حسن

اعلان

اگرچہ رسالہ حسن چند اخبارات کے معاوضہ مین بہیجدیا جاتا ہے مگر یہہ تو ہو نہین سکتا کہ تمام ہندوستان کے اخبارات کا معاوضہ اس رسالہ سے ہو سکے۔

مگر تاہم صاحبان مطابع اخبارات ارسال فرما کے معاوضہ مین رسالہ حسن طلب کرتے ہین ہم ان حضرات کا معاوضہ بھی قبول کرینگے۔

جو صاحب اپنے اخبار مین ماہواری ایک بار رسالہ حسن کا اشتہار جو عند الطلب علحدہ مرسل ہوگا طبع فرمائین۔

اشتہار باغستان

ہمارے باغ مین ایشیا اور یورپ کے مشہور مشہور اور دور دراز مقامات سے آئے ہوئے مختلف قسم کے میوون کے پودے موجود ہین جسکی نظیر شاید تمام ہندوستان مین بہت کم ہوگی۔ یہان پر چند پودون کے نام معہ تعداد اقسام لکھے جاتے ہین جو صاحب شوق و خواہش کرین طلب فرمالین۔

میوہ	تعداد			قیمت	میوہ	تعداد			قیمت
(۱) قلمی (پیوندی) آم	۴۴	اقسام	فی	۱۲/	(۲) سیب	۳۳	اقسام	فی	عمہ
(۳) شفتالو	۱۷	"	"	۸/	(۴) آلو بخارا	۹	"	"	۸/
(۵) انار	۵	"	"	۴/	(۶) شہتوت	۲	"	"	۴/
(۷) پیر انگریزی میوہ	۶	"	"	عمہ	(۸) زرد آلو	۵	"	"	عمہ
(۹) جام (امرود)	۷	"	"	۴/	(۱۰) سنترا	۱۲	"	"	عمہ
(۱۱) چکوترا	۵	"	"	عمہ	(۱۲) انجیر	۵	"	"	۴/
(۱۳) انگور	۵۴	"	"	۸/	(۱۴) داسپی (چین کا میوہ)	۲	"	"	عمہ
(۱۵) لوکاٹ	۵	"	"	عصہ	(۱۶) سورساپ (یہہ ایک انگریزی میوہ ہے)				عمہ
(۱۷) سیتاپھل				۴/	(۱۸) رام پھل				۴/
(۱۹) ہرفالیوڑی				۴/	(۲۰) سپوڈیلا (یہہ ایک نہایت عمدہ انگریزی میوہ ہے)				عمہ
(۲۱) زیتون				عمہ	(۲۲) موز مختلف اقسام				۴/

جو درخت فی الحال تیار نہون تاریخ درخواست سے ایک مہینے کی مہلت مین بہیجدیے جائینگے۔

المشتہر
منیجر حسن

رسید زر

منیجر اون حضرات کے اسماء گرامی کہ جنہوں نے زر چندہ رسالہ "حسن" مرحمت فرمایا شکریہ کے ساتھ حسب ذیل درج کرتا ہے۔

جناب نواب اعظم جنگ بہادر جاگیردار عمہ

جناب مولوی سید شریف الحسن صاحب رکن مجلس عالیہ عدالت عمہ

جناب سید رکن الدین صاحب ایڈی کانگ

عالیجناب نواب سر آسمانجاہ بہادر عمہ

مولوی اقبال علی خان صاحب
رکن مجلس عالیہ عدالت عمہ

" سید محمد صاحب قادر مددگار ناظم مخارج صرفخاص للعہ

" ڈاکٹر اگھور ناتھ صاحب چٹو پادیا عمہ

" مولوی میر ولایت علی صاحب سوم
تعلقدار ضلع میدک سے

" کپتان لیکن صاحب مددگار ناظم
کوتوالی اضلاع عمہ

" مولوی عبد الکریم خانصاحب آزاد عہ

" نواب سرور جنگ بہادر عمہ

" مرزا غلام مصطفی بیگ صاحب ناظم نظم
جمعیت سرکار عالی سے

" شمس العلما خان بہادر مولوی ذکاء اللہ صاحب
پروفیسر عہ

عالیجناب راجہ راجگان مہاراجہ سر کشن پرشاد
بہادر پیشکار عمہ

" آغا شیخ محمد صاحب مہتمم بندوبست گلبرگہ عمہ

" مولوی غلام رسول صاحب ایڈی کانگ

عالیجناب نواب منیر الملک بہادر سے

" مولوی سید محمود صاحب ایڈی کانگ

نواب سر خورشید جاہ بہادر عمہ

" نواب غلام دستگیر خان بہادر جاگیردار سے

" نواب غلام زین العابدین خان
بہادر جاگیردار و آنریری مجسٹریٹ للعہ

" محمد امجد علی خان صاحب مددگار
کروڑگیری عمہ

" مولوی سیف الحق صاحب ادیب
ونگران کار مطابع سرکار عمہ

" مولوی غلام محمد صاحب دوم
تعلقدار اندور عہ

" مولوی ابو الحسن صاحب عہدہ دار
سرکار نظام عہ

اعلان

بکلز ہسٹری آف سویلیزیشن کی جلد اول ترجمہ ہوکر تیار ہے یہ وہی عدیم الوجود کتاب ہے جسکا آرٹیکل ہمارے اس رسالہ مین درج ہے یہ کتاب غایت شہرت سے محتاج تعریف نہین اگر خریداری کی سنو درخواستین بہم پہنچ جائین تو ہم اوسکو چھاپ دینگے۔

اشتہار طبع اشتہارات

ہمارے مطبع مین تجارتی اور معمولی حسب ذیل اجرت پر اشتہار طبع ہوتے ہین

اجرت فی سطر فی ماہ ایک سال کیلئے	۱۰/
" " " ششماہ کیلئے	۱/
" " " سہ ماہ کیلئے	۲/

قدِ آدم

ملٹری لا (یعنے قانون افواج) کی بحث کے بموجب قد انسانی کی تمیزی فرق کا انکشاف علما کے لئے بہت ہی ضروری ہی - بالخصوص اکاڈمی آف میڈیسن (یعنے مدرسۂ ادویات) اور سوسائٹی آف انتھروپالوجی یعنے انجمن تاریخ انسانی کے لئے تو بہت ہی کارآمد ہے - پیرس مین جو کئی ایک غیر معمولی پستہ قد اور طویل القامتون کی نمایش ہوئی اوس سے مختلف طبی اور یہان تک کہ غیر خلقی ترکیبون مین جو قد اثر کیوجہہ سے ہین مبالغہ آمیز مقابلہ کرنے کا موقع ملا -

جب ہملوگ عموماً قد انسان پر خیال کرتے ہین تو مندرجہ ذیل چند سوالات پیدا ہوتے ہین -

(۱) کیا اب نوع انسان ذلیل حالت مین ہی - اور کیا ہمارے قدیم اور رجال کے اجداد ہم لوگون سے اونچا قد رکھتے تھے -

(۲) بہت ہی اونچی اور بہت ہی چھوٹے قد کی نسلین موجود ہین یا نہین -

(۳) فرانس کے قدون مین مختلف طور پر کیا فرق پایا جاتا ہے -

(۴) خاص طبقہ آبادی یا خاص خاندانی جماعتون مین قد پر اثر پڑنے کی کیا وجوہ ہین -

(۵) شخصی قد پر اور بچون کی ابتدائی حالت نمو - اور جسمانی تکمیل تک اثر پڑنے کے کیا وجوہ ہین -

(۶) انسان کا طبعی یا عقلی اظہار - تکان کی روک یا مقابلہ - چالاکی - قوت ان باتون پر

قد کا کیا اثر پڑتا ہے۔

یہہ معلوم ہوا کہ علم قد انسانی مین صرف خیالی دلچسپی یا ایک عجیب بات ہی نہین ہی بلکہ عملی طور پر اوس سے بہت ضروری اور سودمند باتین دریافت ہوتی ہین۔ جسمانی تکمیل کے اصول سے جداگانہ اور کسی قوم کی قوت کے مکمل ہونے کے ابتدائی مراتب سے جو محنت یا زراعت کی پیداوار سے متعلق ہو یا اوسکی قوت سے واسطہ رکھتا ہو ان مختلف سوالات کے جواب حاصل کرنے سے پیشتر ہم آسٹریا کے ایک طویل القامت کا ذکر کرتے ہین جسکی نمایش بمقام پیرس ہوئی۔ اور جسکی نسبت یہہ کہنا کوئی مبالغہ نہین ہی کہ موجودہ نسل کی درازی کے حد سے باہر تھا۔

اس نمایان کرنے والے کے بیان کے بموجب (جو اوس کے ساتھہ رہا کرتا تھا) اوس کی درازی ۸ فٹ ہی۔ عمر ۱۲ برس۔ اور فرانسس ونکل مائر نام ہے۔ مقام پیدایش نواح فریڈبرگ ہی جو اپر آسٹریا مین داخل ہے۔

یہہ شخص چودہ برس کے سن تک غیر معمولی قد کو نہین پہنچا تھا۔ اور اس نمایان کرنیوالے کے بیان کے موجب اوسکا نمو ہنوز ختم نہین ہوا ہی اوسکی والدین کاشتکار ہین۔ اون کا قد معمولی باشندون کیطرح ہی۔ اوس کے اور چار لڑکون کی نسبت ابتک کوئی بیقاعدہ بات ظاہر نہین ہوئی ہے۔

بلحاظ اپنے قد کے یہہ شخص لاغر ہی۔ یہہ حالت اوس کے قد کو اور نمایان کرتی ہی۔ وہ کسیقدر جھکتا ہے۔ اس کے ہاتھہ اسقدر لنبے ہین کہ معمولی طور پر اوسے مبالغہ کہنا چاہیئے۔

وہ کبھی کبھی جب تماشائیون کا مجمع ہو جاتا ہی تو اپنے ہاتھ مین ٹوپی لیکر لوگون کے سر پر سے بے لاگ گھوماتا ہے۔

جہانتک وہ خود اور جہان تک اوسکے ہاتھ پہونچتے ہین اوسی ایک پوری بلندی کہنا چاہیئے۔ اوسکی ٹانگین بہ نسبت اور اعضا کے زیادہ لمبی ہین۔ ایک تعبیر کے سایہ دار باغ مین جب اوسکی نمایش ہوئی تو وہ اپنے تماشائیون سے بہت خوش ہو کر گفتگو کرتا تھا۔

چونکہ معمولی کرسیون پر اوس کا بیٹھنا مشکل تھا اسلیئے وہ ایک میز اپنے نشست کیلیئے منتخب کر لیا تھا۔ یا دوکاندارون کی ٹیبل کو پسند کرتا تھا جو اس غرض کیلیئے واقعی موزون بھی تھی۔ یہہ کہا گیا ہے کہ وہ اپنے رہنے کے کمرے مین لکھنے کی میز پر بیٹھتا ہے۔ اور چار بچھونون پر جو یکے بعد دیگرے بچھائے جاتے تھے سوتا تھا۔ بہرحال یہہ ایک عجیب انسان ہے۔

ایک رائے کے بموجب جسپر گذشتہ صدی مین عوام کا بہت زیادہ خیال رجوع تھا ہمارے اجداد کسی زمانہ مین اس دیوزاد کے قد کے برابر یا زیادہ تھے۔

۱۷۱۸ء مین مسٹر ہنرین۔ اکاڈمی آف انسکرپشن کے ایک میمبر نے اوس عالم جماعت کے روبرو ایک یادداشت قد آدم کے مختلف امتیازی فرقون کی نسبت پیش کیا جسمین ابتدائی آفرینش سے حضرت عیسیٰ کے وقت تک کا ذکر تھا۔

اوس محقق کے قول کے بموجب حضرت آدمؑ کا قد ۱۲۳ فٹ ۹ انچہ اور حواؑ کا قد ۱۱۸ فٹ ۹ انچہ تھا۔

مگر اوس زمانہ سے انسان کا قد برابر گھٹتا گیا۔ حضرت نوحؑ مشکل سے ۱۰۰ فٹ اونچے تھے۔ حضرت ابراہیم ۴۸ فٹ۔ حضرت موسیٰ صرف ۱۳ فٹ۔ ہرکیولس ۱۰ فٹ اور سکندر اعظم ۶½ فٹ اونچے تھے۔

اس خبر کی تحقیق بہت سرگرم اور متواتر کوششون سے بہم پہونچائی گئی تھی۔ اور اوس زمانہ مین ان کو "عجیب اظہار" اور "اعلی درجہ کا خیال" کے نام سے مشہور کیا تھا۔

اگر اس قسم کے تخمینی قیاسات مان لیے جائین تو موجودہ نسل انسان فی الاصل ذلیل ہوگئی ہے۔ علاوہ اسکے ہمارے "مصنف" اور "ناصح" ہمیشہ سے اس نسل کو "ذلیل" اور "بگڑی ہوئی" بتاتے آئے ہین۔

یہہ بھی خوش قسمتی ہے کہ یہہ قاعدہ بہت پرانے زمانہ سے چلا آتا ہے کہ حال کی نسل کو حقیر اور پیشتر کے آدمیون کو مضبوط۔ قوی۔ اور قد آور تسلیم کرتے آئے ہین۔

ہومر کو ۲۸۰۰ برس کا زمانہ گذرا مگر اوسنے بھی اپنے وقت کی نسل کی شکایت کی ہے۔ بعد اسکے جیوینل کو (سیٹایر ۱۵) یہہ کہنے کا موقع ملا کہ اگر اوس شکایت کی کوئی بنیاد ہوتی جو قد انسان کے انحطاط کے نسبت کی گئی ہے تو انسان کی نسل اوس درجہ وار تنزلی کے اعتبار سے کبھی بالشتی ہوگئی ہوتی اور اسی قاعدہ کلیہ

بموجب اتبک حضرت انسان صرف ایک نقطہ موہوم رہ جاتے۔
مشاہدات کے رو سے یہہ بات کہ اگلے لوگ ہم سبھون سے بہت بڑے ہوا کرتے تھی کچھہ یون ہی سی معلوم ہوتی ہے۔ گذشتہ حالات پر نظر کرنے سے اس غلطی کی بہت کچھہ تردید حاصل ہوتی ہے۔
ڈہانچے جو کئی صدیون کے بعد ظاہر ہوئے جیسے پیرس کے مُردون کے ڈہانچے مگارہی مین برآمد ہوئے ہین۔ وہ کسی طرح سے قوی ہیکل نہین ہین زمانہ قدیم کے بہادر سپاہیون کی زرہ و بکتر (کو بریس توپ[1]) ہماری وقت کے سپاہی پہن سکتے ہین۔ اگلے زمانہ کے نایٹ لوگون کے کوٹ ہمارے کو یرلیسیرس کو تنگ اور چھوٹے ہوتے ہین حالانکہ اُن کو منتخب لوگ پہنتے جنکو بہت عمدہ غذا دیجاتی تھی۔ اور جو بہ نسبت عام آبادی کے بہت زبردست اور مضبوط۔ اور قد آور ہوا کرتے تھے۔
قدیم گال (۲) لوگون کی ہڈیان جو ٹیلے کھودتے وقت برآمد ہوئین اونہین فرانس کے اطراف کے دراز قد باشندون سے تقابلہ کیا۔ مصر کی قدیم مصالحہ دار لاشون کو اونی اور اوسط قد کی تبلاتے ہین۔ یہی حال اُن محفوظ ہڈیون اور لاشون کا ہے جو یورشیا اور ہندوستان کے قدیم یادگارون مین

نوٹ (۱) ایک قسم کا بکتر جو چمڑی کا بنایا جاتا تھا۔ اور جب زمانے نے شایستگی کے حد مین قدم رکھا تو لوہے کا بنایا جانے لگا۔ گردن سے کمر تک محفوظ رکھتا ہی۔ دونون بازو باہر رہتے ہین۔ من مترجم۔
نوٹ (۲) فرانس کے قدیم باشندون کو گال کہتے ہین۔ من مترجم۔

پائی گئی ہین - اور یہی حال اون لاشون کا بھی ہے جو پیرویا اور مکسکو مین برآمد ہوئی ہین -

الغرض بہت زیادہ قدیم زمانہ کے انسان کے اقسام کے نمونے ہمارے پاس موجود ہین - یعنے وسط زمانہ کی ہڈیان جنکی قدامت کا اندازہ سیکڑون صدیون سے ہوسکتا ہے - اسوقت اور موجودہ انسان کے قدین کوئی ضرور فرق نہین پایا جاتا -

اسلیئے اس زمانہ کے آدمیون کو اس امر پر افسوس نہین کرنا چاہیئے کہ وہ اپنے اجداد کے قد کے برابر نہین ہین - دراصل شایستہ اقوام کے حال کی نسلون کو اپنے گذشتہ اجداد پر قد کی نسبت حسد کرنیکا بہت کم موقع ملتا ہی اگر ہم مختلف نسلون کے قدون کا مقابلہ کرین جس سے انسانی اقسام کے درجے قرار دیئے جاسکین تو بہت بڑا فرق معلوم ہوگا - اس امر کا بہت زیادہ مبالغہ کے ساتھ پستہ قد اور طویل القامت لوگون مین تاریخی طور پر چرچا پھیلا ہوا ہے پستہ قد لوگ جو بونون مین شامل ہین اگر علیحدہ کیئے جائین تو بونون سے مقابلہ کرنے کو بہت سے پائے جاینگے -

ایک بونا جب ۳ فٹ سی کسیقدر نکلتا ہوا ہوتا ہے تو اُسے اس نظر سے نہین دیکھتے یعنے پورا بونا نہین سمجھتے اور جب وہ ۴ فٹ تک پہونچ جاتا ہی تو گویا بونون کے زمرہ سے خارج ہو جاتا ہے - اور چھوٹے قد کے آدمیون پر شمار ہوتا ہے -

انسان کی چھوٹی نسلیں- بالغ- اور جنکے اعضا کی ترکیب باقاعدہ ہوتی ہے
۴ فٹ سے تھوڑی ہی اونچی ہوتی ہیں- اسلئے وہ بونون مین شامل نہین
ہوسکتے- بلکہ چھوٹے قد کے آدمیون مین- مختلف پیمانہ کے آدمیون کا مقابلہ
بہت دلچسپ کام ہے-

ذیل مین جن نسلون کا بیان ہے اوس کی رو سے سات- آٹھہ فٹ والے
آدمی استثنا مین داخل ہین- بلکہ دیوزاد کہلائے جانے کے مستحق ہین
درمیانی قد کے انسان بمقابلہ چھوٹی ڈیل ڈول والون کے تاہم بڑے ہیں
بڑے آدمیون مین سے درمیانی قد والے آدمیون کا مقابلہ چھوٹے
آدمیون کے درمیانی قد والون سے کیا جائے تو وہ دیوزاد ہوسکتا ہے-

چھوٹے سے چھوٹے قد کے انسان کی درمیانی تعداد درازی جو ہمکو
مختلف مسافرون اور تجربہ کار سیاحون سے دریافت ہوئی درج ذیل کرتے ہین-

فرقہ اسکموس باشندہ لیپ لینڈ کا قد ۵ فٹ ہے- اور درمیانی قد
کسیقدر چھوٹا ہے- یعنے کئی دفعہ پیدایش کے بعد کئی انچہ کم ثابت ہوا-
آفریقہ کے آکا لوگ جنکو شوئنفرت نے دیکھا ہے اسیطرح چھوٹی
نسل سمجھی جاسکتی ہے-

نگریٹوز جو فلپائین کے جنگلات واقع انڈمن آئیلینڈ اور ملاکا کے
جزیرہ نما مین رہتے ہین- بہت ہی چھوٹے ہوتے ہین-
یہی حال مڈیگاسکر کے بونون کا ہے-

مگر ان سبھون مین بُشمین (۱) کی نسل جو جنوبی افریقہ مین رہتی ہین اول درجے مین ہین - ان کے قد کا اوسط ۴ ½ فٹ سے بھی کم ہے -

بخلاف ان کے اب ہم طویل القامت اقوام کیطرف توجہ دلاتے ہین یعنی نارویجین - کناڈین - باشندہ شمالی آمریکہ - کافر - جنوبی آفریقہ - اور پٹیاگونینسر باشندہ جنوبی امریکہ - اور پولی نیشن باشندہ اوشنکا ان فرقون کے قد کی اوسط سیاحون کے بیان کے بموجب ۵ ¾ اور ۶ فٹ کے درمیان ہے - یعنی ان اونچائیون مین ۱۳ انچہ کا فرق پایا جاتا ہے - ان دونون ہندسون مین درمیانی ۸ ڈسمل ۵ فٹ ہوگا -------- بڑے قدون کا یہہ اوسط قد عموماً (انتھروپالوجسٹ) یعنی ماہران علم تاریخ انسان نے تسلیم کرلیا ہے کہ یہہ ناپ آدمی کی نسلون کی حسب انکی درازی کے قریب قریب صحیح درجے بنانے کو ایک پیمانہ کا کام دیسکتا ہے -

بڑی قد کی نسلین — وہ ہین جو ۵ ½ فٹ سے زیادہ ہون -

اوسط قد کی نسلین — وہ ہین جو ۵ ¼ فٹ سے ۵ ½ فٹ تک ہون -

ادنی قد کی نسلین — وہ ہین جو ۵ ¼ سے کم ہون -

فرانس کی نسل جسکی اوسط درازی ۵ ¾ فٹ ہے "اوسط نسل" مین شامل سمجھی جائیگی - ۱۸ - انچہ کا فرق جو مختلف انسانی نسلون کے درمیانی قد مین

نوٹ (۱) کیپ آف گڈ ہوپ - اور آسٹریلیا - اور کناڈا - کے جنگلون مین رہنے والی قومین بھی بشمین کہلاتی ہین - آزاد -

پایا جاتا ہے بہت ہی کم ہے۔ ایسی ہی مثالین مختلف اقسام جانوران مین پائی جاتی ہین جو بہت ہی زیادہ فرق رکھتے ہین۔

مثلاً زُولاجیکل پر غور کیجیے کہ بندر کی اکثر نسلین ہین جو باہم بلحاظ صورت۔ عرض۔ طول۔ اور حالتون کے بہت زیادہ فرق رکھتے ہین۔ کوئی شخص ایک چھوٹے اوسٹٹس اور ایک بڑے گورلا (۱) کو ایک ہی جانور کی نسل نہین تسلیم کرسکتا۔ اسیطرح کی ناموافقت گھوڑے کی نسل مین پائی جاتی ہے جیسے شٹیلینڈ کے ٹٹو اور ہیکابنرگ کے گھوڑی ہین۔ ٹٹو اور پرچیرن مین۔ اسیطور پر پیو ڈروم (وہ تماشاگاہ جہان گھوڑے اور گاڑیون کے کھیل ہوتے ہین) کے متعلق انتہائی اور کم از کم تعداد مین ناموافقت برنین کے چھوٹی اور ڈرہم کی بڑی گائی۔ لینڈس کی چھوٹی بھیڑ اور انگلش ڈسلی کی بڑی بھیڑ مین بہت فرق ہے۔ الغرض انسانی نسلون مین بہت کم فرق پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ درمیان بشمین اور پیٹاگونینز کے اور درمیان لیپ اور زنارو یحین کے۔ جبتک ہم ایسے غیر معمولی قد جیسے بڑے آدمی سے چھوٹے آدمی کا مقابلہ نہ کرین کوئی زیادہ فرق نہین دیکھتے۔ یہہ فرق جو انسان کے مختلف نسلون کے قد مین ہے حالانکہ بہت کم ہے مگر ہر ملکون مین وہ آپ ہی آپ وقوع مین آتے مثلاً فرانس مین ہم دیکھتے ہین کہ بڑی اور چھوٹی نسلین پاس ہی پاس آباد ہین

نوٹ (۱) اوسٹٹس اور گورلا۔ بندر کی دو قسمین ہین۔ مگر چھوٹی بڑی۔

ایسے تفرقے بہت آسانی سے اُن نتائج کے اعتبار پر تصدیق کئے جا سکتے
ہین جنکو بورڈ آف ریویزن نے حاصل کئے ہین - فرانس مین بہت اونچے
اشخاص شمال و مشرق مین ہین - نارمن اور ونڈین لوگون مین اُسسے
کم اونچے ہین - جنوب اور جنوب و مغرب کے باشندون
مین زیادہ پست قد پائے جاتے ہین جیسے ہیون
کی وادی کے علاقجات کے باشندے
مستثنی ہین فقط -

محمد عبد الکریم خان آباد
گورکھپور

یارک شایر کے سانپون کا بیان

قدیم راگ۔ اور پرانی روایتون کے مطابق اوس سرزمین مین بے شمار اژدہے اور مختلف اقسام کے سانپ رہا کرتے تھے اکثر یہہ بیان کیا گیا ہے کہ دیہات کے لوگون کو وہ سخت نقصان پہنچاتے تھے آخر کار اُن کی ہلاکت کیلیئے کسی مسلح زرہ پوش بہادر کو آمادہ ہونا پڑتا تھا۔

سانپون کی نسبت عقیدات کی خواہ کچھہ ہی اصلیت رہی ہو۔ تاہم ان حقیر اور کمزور چھوٹے سانپون کے افعال کے سبب جو اُسوقت انگلستان کے کھنڈرون اور جنگلون مین پائے جاتے ہین ایسا عقاد نہین ہوسکتا ہے اس سے زیادہ حیرت انگیز یہہ ہے کہ قریب قریب یہی قصے کیقدر تبدیلی کے ساتھہ ہندوستان اور فارس اور بعض ایشیائی مقامات مین عقیدتاً موجود ہین۔ پرسس کی لڑائی مین جو سمندر کے دیوؤن سے ہوئی اور ہرکلیز کی لڑائی مین جو ہیڈرے سے ہوئی۔ اور اپالو کی لڑائی مین جو پائیتھن کے ساتھہ ہوئی یہہ قصے بلا کسی تبدیلی کے یکسان پائے جاتے ہین۔ اور خوفناک اژدہون کی داستانین جو زمانہ قدیم کے کچھہ بعد کی ہین انہین ہمارا ابراسینٹ خارج سب سربرآوردہ ہے۔

یقین کیا جاتا ہے کہ سانپون کی پرستش کا خیالی وجود ایک طور پر باقیماندہ خیال ہے جو زمانہ قدیم کا بہت رایج تعصب تھا جسکے نشانات ابتک منتشر

ہندوستان۔یہودیہ۔یونان۔اٹالیہ مین پائے جاسکتے ہین۔جو ابتک بہت نمایان طور پر بالخصوص دیہوسن اور ہوٹدن لوگون مین پائے جاتے ہین۔ ایک طور پر یہہ خیال کیا گیا ہے جو صحیح بھی ہے کہ ہمارے قدیم راگ لکھنے والون اور گیت گانیوالون نے اپنی گیتون مین چند ظالم اور خلق آزار اشخاص کا ذکر اژدہے اور سانپ کے نام سے بیان کیا ہے جنکا صحیح لقب ظاہر کرنے کی وہ جرات نہ کرسکے۔

معلوم ہوتا ہے کہ قدیم سلطنت نارتھمبریا کے سانپ۔اژدہے۔لیڈی وارم سے بھری ہوئی تھی سپنڈل سٹن ہو مین ایک مشہور لیڈی وارم تھا جو ہمبرگ کے متصل ہے۔

ترجمہ نظم

اور وہ ایسا زہریلا تھا کہ سات کوس پورب اور سات
کوس پچھم۔سات کوس اوتر اور سات ہی کوس دکھن اسکے
زہردار شعلون کی لپیٹ سے گھاس تک نہ جم سکتی تھی۔

ڈرہم کے ایک خاندان موسومہ لمیٹن کے نسبت ایک عجیب قصہ مشہور ہے۔یعنے اس خاندان کا افسر پانچ پشت تک اور بعضے کہتے ہین کہ نو پشت تک اپنی بستر پر نہ مریگا مقام ساکبرن آن ٹیز جسپر ڈرہم کے بشپ متصرف تھے کہتے ہین کہ وہان کے لوگ بشپ کو کرافٹ برج کے درمیان ایک قدیم زمانہ کی تلوار ان الفاظ کے ساتھ دیتے تھے "میرے خداوند بشپ مین یہہ تیغ ہلالی آپ کو دیتا ہون جس سے بہادر کا نیرس نے سانپ۔اژدہے۔اور آتشبار اوڑنے والے

پیون کو قتل کیا - جسنے مرد - عورت - لڑکون کو برباد کر دیا - جسکی یادگاری مین حاکم
وقت نے مقام ساکبرن اسکو دیا کہ اوسپر متصرف رہے - اور نیز یہہ کہ ہر بشپ کی اول
آمد کے وقت اس مقام مین یہہ تلوار پیش کیجائے " اسپر فورًا وہ اُسے اپنے ہاتھہ مین
لے لیتا ہے - اور لارڈ ساکبرن کی تندرستی اور اس مقام سے عرصہ دراز تک
لطف حاصل کرنیکی دعا مانگ کر جلد واپس کر دیتا ہے -
تین اژدہے جنکا اوپر ذکر ہوا اول نارتھمبرلینڈ کا اور دوسرا ڈرہم کا تھا تمام
بیانات اور انسداد کے اشارون کی تصدیق اُن مقامات کی تحقیقات سے کی گئی
ہے جہان کسیوقت سانپون کا رہنا بیان کیا گیا -
ہنڈیل - کلایولینڈ مین جو لافٹ ہوس کے قریب واقع ہے - ۱۳۲۳ء مین ولیم چیڑ ڈوی
پرسی کے لڑنے کے ایک چھوٹا سا ارتی یا رہبانہ کا مکان بنایا تھا - جسکا اب کوئی
نشان بھی باقی نہین ہے - فی الاصل یہہ جگہہ بہت ہی خوشنما - اور فرحت افزا ہے
صرف سمندر جو تین میل کے فاصلہ پر ہے ایک جداگانہ صورت پیدا کرتا ہے -
اس منظر مین - پورا احصار جنگل کا - خالص تنہائی - اور وادیون کی خاموشی -
موت کا سا سناٹا - اور علیحدگی جو ہر چار طرف ہے - ہماری خیال کو اُس قدیم زمانہ
کیطرف منتقل کرتے ہین - جبکہ -

ترجمہ نظم
ڈایرین کے گھنٹے جو سر شام ہی سے سنے جاتے تھے -
اون ویران پہاڑیون مین جہان وہ پھرتے تھے -

زمانہ قدیم مین اس جنگل مین ایک ہولناک سانپ رہتا تھا جسمین عجیب و غریب

تو تین تین جنکی وجہہ سے نوجوان ناکتخدا لڑکیان راہ راست سے بہک جاتی تھیں
اور بالاخر ان کے نرم اور سڈول اعضا جنکی ساخت اور ترکیب قدرت کا خاص
نمونہ ہوتے تھے اوس سانپ کی غذا ہوتے تھے۔ اُن دنون وہان ایک
نوجوان بہادر سکا نامی رہتا تھا۔ وہ اُن بربادی بخش واقعات پر بہت غضبناک
ہوا جو اُس سانپ کی وجہہ سے مہہ جبین اور حسین لڑکیون پر عاید ہوتے تھے
اور اُس موذی کے ہلاک کرنے کی کوشش مین خود ہی ہلاک ہونے پر آمادہ ہوا۔
بالاخر وہ اپنے دوستون کی دعا اور اپنی دلبرون کے آنسوؤن کے ہجوم
مین سامان جنگ سے مسلح ہوکر اوس سانپ کی غار پاس پہنچا۔
اور اپنی تلوار سے اُس پتھر کو کھٹکھٹایا۔ قاعدہ کے موافق سانپ فوراً باہر نکل آیا
اُس کے نتھنون سے شعلے نکل رہے تھے۔ اور اپنی کلفی دار سر کو اونچا اُٹھائے
ہوئے تھا تاکہ اُس دلیر حملہ آور کو ہلاک کرے۔
بہادر سکا اوس ہیبت ناک حریف سے مطلق ہراسان نہوا۔ دیر تک بہت دلیری
کے ساتھہ اُس سخت لڑائی مین مصروف رہا۔ دو مساوی طاقتون کے
سخت مقابلہ مین بالاخر ہمارا نوجوان بہادر جسنے اہل شہر کی سلامتی کے لئے
اپنی جان خطرے مین ڈالدی تھی اوس موذی کے ہلاک کرنے مین کامیاب ہوا۔
اوس بہٹ مین ایک بہت بڑے رئیس کی لڑکی پائی گئی جس سے ہمارے
نوجوان سکا نے شادی کی۔ اور اسطور پر اوس نازنین کو خونخوار ملک الموت کے
ہاتھہ سے بچایا۔ اس وجہہ سے سکا کو ایک بہت بڑی جایداد ملی۔ وہ مقام

جہان سانپ مارا گیا اب تک سکا کے جنگل کے نام سے مشہور ہی سنگین مقبرہ جسمین وہ دفن کیا گیا خانقاہ کے پاس ہے۔

سکسہو جو رڈلی کے قریب ایک چھوٹی سی آبادی ہے اور جو قصبہ سنٹوکسلی داقع کلا یولینڈ سی قریب ۴ میل کے فاصلہ پر ہی۔ وہان ایک گول ٹیلے کی چوٹی پر ایک خونخوار ظالم اژدہا آکر رہنے لگا۔ کوئی یہہ نہین جانتا تھا کہ اُسکی اصلیت کیا تھی۔ اور وہ کہانسے آیا۔ اُسپر اس قدر اشتہا غالب رہتی تھی کہ بالمرہ ۹۔۱۰ گائین اوسکی بھوک مٹانے کو درکار ہوتی تھین۔ یہہ نہین سُنا گیا کہ گایون کے علاوہ وہ اور بھی کچھہ کھاتا تھا یا نہین۔ جب اوس کا معدہ خالی ہوتا تو اسقدر کرخت سیٹی کی سی آواز کرتا تھا جس سے اس جوار کے رہنے والے بہت پریشان ہوجاتے تھے۔ اُسپر اور خرابی یہہ تھی کہ اوسکی سانس مین اس قدر زہریلا پن تھا کہ وہ جس تک پہنچی وہ وہین ٹھنڈا ہوجاتا۔

یہہ حالت اوس قصبہ کے باشندون کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ آبادی بھی اس بلائے مبرم کیوجہہ سے روز بروز کم ہوتی جاتی تھی۔

بالاخر اس موذی کے موت کا دن طلوع ہوا۔ ایک مسلح بہادر اُس راہ سے گذرا جسکے نام اور مقام سکونت سے کسی کو اطلاع نہین تھی۔ اور سخت لڑائی کے بعد اُس نے اُسی سانپ کو مار کر اُسی پہاڑی پر چھوڑ دیا اور اپنی راہ لی سکسہو کے رہنے والے لوگون نے اُس سانپ کی کھال نکال کر اُسی گرجا مین ایک مرتفع مقام پر لٹکا دیا۔ جہان ایک مدت تک اُس بہادر کی فتح اور قصبہ والون کی بلا سے

نجات پانے کا یادگار رہا۔

لاسکی جنگل کا اژدہا۔ بالاسجی تنگلٹن کے گرجے مین جو پارک شاید کے نارتھ رینڈنگ مین ہے ایک قدیم مقبرہ ہے جسکے اوپر ایک بہادر نایٹ کی زرہ پوش لعبت اپنی پشت ٹیکے ہوئی ہے۔ ٹانگین ایک دوسرے پر ہین یہہ تصویر ایک کتنے سی لگی ہوئی ہے۔ مگر کوئی کتبہ نہین ہے جس سے پتہ چلے کہ یہہ کسکی تصویر ہے۔ قرب وجوار مین یہہ مشہور ہے کہ یہہ قبر پیٹر لاسکی کی ہے جسکا آخر بہادرانہ کام ایک عظیم اژدہے کا مارنا تھا جو اُس ملک پر حملہ آور ہوا تھا۔ اور لاسکی کی پہاڑی پر اُسنے اپنا ہٹ بنایا تھا جو سٹون گریو مین ایسٹ نیوٹن کے قریب ہے۔

یہہ روایت اس طور پر بیان کی جاتی ہے کہ بہادر پیٹر لاسکی نے یہہ ارادہ کرکے کہ ملک کو اس آفت سے بچاوے ایک خاص قسم کی زرہ بنوائی جسکے ہر طرف اُستری کی تیز دہار باہر نکلی ہوئی تھی۔ اُس سے مسلح ہوکر صرف ایک تلوار اور ایک وفادار کتے کو لیکر اس ظالم کی تلاش مین چلا جسے اُسنے بہت جلد بغیر زیادہ تلاش کے لاسکی ہل کی ایک جھاڑی مین پایا۔ وہ اژدہا اپنا شکار دیکھکر بہت خوش ہوا اور بہت زور مین اُس مسلح جوان کیطرف ٹوٹا۔ باوجود اس کے کہ تلوار کا ایک زخم کھا چکا تھا مگر پیٹر لاسکی کو لپیٹ لیا تاکہ حسب معمول دباکر مار ڈالے مگر وہ اپنے اس خیال مین کامیاب نہوا اور اُستری کی تیز دہارین اُسکے ہر حصہ جسم مین گھُس گئین۔ آخر کار اژدہے نے اپنی کو کھولدیا۔ اور جونہین زمین پر چلا اوسکے کل زخم اچھے ہوگئے۔ اور پہلے کیطرح زور آور اور قوی ہوگیا۔

اس حیرت ناک نتیجے سے اس بہادر کو سخت تعجب ہوا۔ بہر حال اُسکی تلوار سے اژدہی کا ایک حصہ کٹ کر الگ ہوگیا۔ جسے اوس وفادار ہمراہی نے فوراً جھپٹ کر لے لیا اور وادی کے اُسطرف ایک میل کے قریب لیگیا۔ اور وہان ایک پہاڑی پر ننگلٹن چرچ کے قریب رکھ آیا۔ اور اسیطرح باری باری سے ہر ٹکڑون کو جو تلوار سے کٹتے تھے اپنی منہہ مین لیکر وہان رکھ آتا تھا۔ یہان تک کہ سب ختم ہوگیا۔ مگر آخری حصہ جسے وہ لیگیا زہردار سر تھا۔

اس نوبت پر وہ بہادر اپنی فتح سے خوش ہوکر اپنے شریک ہمراہی (کُتے) کو پیار کرنے لگا۔ اُسنے بھی سر اُٹھا کر اپنے مالک کا منہہ چاٹا۔

مجھکو یہہ لکھتے ہوئے افسوس معلوم ہوتا ہے کہ اژدہے کا زہر جو کُتے مین اثر کر گیا تھا اُس بہادر پر اُسکی مین منتقل ہوگیا۔ اور چند لمحہ بعد وہ گر کر مرگیا۔ اور وہ کُتا بھی اوس کے کنارے مرا ہوا پڑا تھا۔

اُس قصبہ کے رہنے والون نے اوسے ننگلٹن چرچ مین دفن کیا اور ایک یادگار اُس کی قبر پر رکھدیا جسپر اوس بہادر اور اوس کے کُتے کی صورت منقش تھی۔ تاکہ اس قصہ کا نشان باقی رہے۔

سِلنگس بی۔ نارتھ ریڈنگ آف یارک شایر مین ایک چھوٹا سا پیرش ٹون ہے اور تین باتون کے لئے مشہور ہے۔ اول ایک قلعہ کا کھنڈر۔ دوسری پول تیسری ایک عظیم سانپ کی روایت۔

وہ قلعہ بہ نسبت اورون کے زمانہ حال کا بنا ہوا ہے۔ مگر تاہم عظیم الشان

کھنڈر ہی۔ ایک درجن می پول مین سے صرف ایک یارک شایر مین رہ گیا ہی اور ہمین اُسوقت کو یاد دلاتا ہے جو اب ہمیشہ کیلئے گذر گیا۔
ہمارا مطلب اسوقت سانپ سی ہے۔ وہ سڑک جو سلنگس بی مین ہوکر ہونگہم سے مالٹن کو گئی ہے علاوہ داہنی جانب کے جسمین کوئی قدرتی روک نہین ہے عجیب طرحسے داہنی طرف پھری ہوئی ہے۔ اس امر کو اجہرڈ واڈس ورتھ ماہر علم قدامت نے تحقیق کیا۔ اور اپنی تحقیقات کے صلے مین ایک روایت پایا جو اسطور پر ہے کہ ملٹن اور اس قصبہ کے درمیان اکثر اوقات ایک سانپ رہا کرتا تھا جو مسافرون کے شکار پر اپنے دن بسر کرتا تھا جسی اس وائی ڈل اور اسکے کتے نے مار ڈالا۔ اُسنے ایک مہلک زخم بھی کھایا۔
بستی سی آدہ میل کے فاصلہ پر ایک بھٹ ہی جسکا اندرونی حصہ ۳ گز سے بھی زیادہ چوڑا ہے۔ وہی اُس سانپ کا مسکن تھا۔ اُس زمانہ مین وہ سڑک دکھن جانب ایک میل کے قریب پھری ہوئی تھی جو ابتک نمایان ہی۔
اس روایت کو ایک بڑی محقق عالم نے ۱۶۱۸ء مین لکھا ہی جو اتبک ادس قصبہ کے باشندون مین مشہور ہی۔ یہہ بھی کہتے ہین کہ وہ سانپ ایک میل لنبا تھا۔ اس جان نثاری کے صلے مین قصبے والون نے وائی ول اور اُسکے کتے کی شبیہہ اپنے گرجا مین بنالی۔
وائی ول اور اوس کا کتا دونون اثنائے جنگ مین یا لڑائی کے تھوڑی ہی دیر بعد ہلاک ہوگئے اور اُس یادگار شبیہہ کے ساتھہ یاد کئے جاتے ہین۔

ڈاڈس ورتھ نے اوسی دیکھا ہی۔ سلنگس بی چرچ کے ذکر مین بیان کرتا ہے کہ
چرچ کے خاص یاناچ کے کمرہ مین ایک وائی اول کی یادگار ہے جو اپنی ٹانگون
کو ایک دوسری پر رکھے ہوئی ہے اور اُس کے قدم پر ایک دوڑتی ہوئے
کتے کی تصویر ہے۔ کلنگٹن ایک موضع یا بستی فرکٹ سے قریب چھ میل کے
فاصلہ پر ہے۔ زمانہ سابق مین وہان میدان مین ایک بہت بڑا سانپ
رہتا تھا۔ جو ہر ایک پر خونخواری کے ساتھہ نظر کرتا تھا۔ آخر کار ایک چرواہے
نے اپنے کتے کی اعانت سے اُس کا مقابلہ کیا۔ اور اُسے ہلاک کیا۔ انجام کار
وہ چرواہا اور کتا دونون اسی صدمے سے مر گئے۔ جو اژدہی کی لڑائی مین انہین
پہونچے تھے۔ کلنگٹن کے باشندون نے اُسے قبرستان مین دفن کیا اور اظہار
شکر گذاری کیلیے اُس کی قبر پر چرواہے اور اسکے کتے کی تصویر یادگاری
کے طور پر کندہ کرا دی۔ پارک شایر کا دوسرا مشہور اژدہا وانٹلی مین رہتا تھا
قدیم راگون مین بہت مشہوریت اس روایت کی ہے۔ اُسے لشپ پرسی
نے اپنی مجموعہ مین شامل کیا ہی۔ یہہ راگ ایک دلیرانہ وضاحت کسی تاریخی واقعہ
کے بیان کی ہے جو ایک بہادر اژدہی کے نوحہ کے پیرایہ مین ہی۔ یہہ امر
مشکوک نہین ہے کہ یہہ راگ کس زمانہ مین لکھا گیا۔
لیکن اژدہے اور مور آف مور ہال۔ کا بیان تمام وادی ڈان اور شیفیلڈ سے
کارل کولنس تک اور ورٹلیز کی وسیع حکومت مین بخوبی مشہور ہے
ظالم کو ایک اژدہے سے تشبیہہ دی گئی ہے اور فاتح کو ایک بہادر

یا نیٹ ارنیٹ جو آکر اس قوی اور موذی دیو کو ہلاک کرتا ہے۔
کہا جاتا ہے کہ سر ٹامس ورٹلی کو اژدہا۔ اور چند آزاد اشخاص کو جو اپنی اراضی
کی مالگذاری بجز بادشاہ کے اور کسیکو نہیں دیتے تھے اور جنسی اوسنے
وہ تک لیا اور جنکو ستاتا تھا او نہیں شکار۔ اور مور آف مور ہال کو جو ان
آزاد شخصوں کا قانونی مشیر اور حامی تھا اور جسنے اس بہادر ظالم کو شکست دیا
اس کا حریف مقابل قرار دیا ہے۔
چونکہ وہ راگ بہت عمومیت کے ساتھ جاری ہے اسلئے ہم اس جنگ آور کی حالت
کا ایک شعر لکھتے ہیں۔

ترجمہ نظم
اس اژدہے کے دو بازو تھے ہر ایک ایک کاندھے پر۔
اس کے سینے میں ایک نیش تھا تیر کے برابر۔

اس واقعہ کی تفصیل یوں ہے کہ دو شبانہ روز باہم لڑائی ہوتی رہی اور اس
اثنا میں کسی کو کوئی زخم نہیں پہونچا۔ بالآخر بہادر مور آف مور ہال نے لات سے
جسمیں لوہے کی سلاخیں بندھی ہوئی تھیں اس اژدہے کی ہلاکت واقع ہوئی۔
وہ مقام جسمیں اس لڑائی کا ہونا بیان کیا گیا ہے پارک شایر کے نہایت عمدہ
اور تعجب خیز تاریخی واقعات کے مقاموں میں سے ایک ہے جو وارن کلفدلاج
کے قریب واقع ہے۔
جہاں کھڑی چٹانوں کا سلسلہ ایک چوٹی پر واقع ہے۔ اور شمالا جنوبا دو میل سے
ڈان بہت کم نیچے رواں ہے۔ اور درمیان کی جگہ خوشنما اور دلاویز درختوں سے

بھری ہوئی ہے - وہ نرم پتیاں جب ہوا سے ہلتی ہیں تو سمندر کی خوشگوار
لہروں کا جواب دیتی ہیں جو عجب پر فضا منظر ہے اُسکے سامنے آوڈن کی
وادی ہے جو مغرب جانب کو کشادہ ہو کر ڈاں کی وادیوں میں ملجاتی ہے -
بائین جانب بھی ادسی وادی کا سواد ہے جہاں تک جنگل کا سلسلہ ہے جو
شیفیلڈ کے گنبد اور مناروں تک ختم ہوتا ہے -
کل منظر بہت عظیم الشان اور خوشنما ہے جسکے جذبات کا خیال جو انسانی اعلی
مذاق میں داخل ہے آسانی سے ذہن میں آسکتا ہے -
اُس اژدہے کا سبب جو ایک قدرتی غار ہے آج مذکورسے ایک میل اوترہے -

اب اس جگہہ جہاں ڈاں کا سرچشمہ قدرتی چمک دمک کے ساتھ جاری ہے -
گھنے جنگل اور قدیم واقعہ کے غار ویں -
کوئی اژدہا وارن کلف کے درختوں سے بھرے ہوے ساحل پر -
مستقل اور مطمئن لہروں کی دہار کے ڈرانیکو نظر نہیں آتا -

ترجمہ نظم

عبدالکریم خان آزاد
گورکھپور

ہنری ٹامس بکل (۱)

کی

سوانح عمری پر
ایک مختصر ریمارک

خوشی اور سنجیدگی کے اوقات مین جب ہم "لایف اینڈ رایٹنگس آف ہنری ٹامس بکل" کو پڑھتے ہین تو ابتدائی حصہ اس مورخ اور فلسفی انگریز کے زمانہ زندگی کا یہہ پیشین گوئی کرتا ہوا نہین معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین اُس کی عالی دماغی اور بلند خیالی کی اطلاع تمام دُنیا کو ہوجائیگی - کیونکہ ہم اُسے آٹھہ برس کی عمر تک حروف سے بھی ناآشنا - اور ۱۴ سال تک سلسلہ تعلیم سے علیحدہ پاتے ہین - دانشمند باپ نے اسکی میلان طبیعت پر خیال کرکے ڈاکٹر جمس ٹامس ہالووے کے پاس (۲) صرف تبدیلی مقام کی غرض سے بھیجدیا تھا اور ڈاکٹر ہالووے کو ہدایت کردی تھی کہ وہ اُسکو نہ تو کچھہ پڑھائین تاوقتیکہ میلان طبیعت دریافت نہ کرلین - اور نہ کسیطرح کی سختی سے پیش آئین - چنانچہ ایسا ہی عملدرآمد ہوا پر اوسنے کسی شاخ تعلیم کیجانب اپنی رغبت نہین ظاہر کی - جس کلاس مین وہ بٹھایا گیا تھا بجز اُس مضمون کے جو ازخود اُس کے دماغ مین آگرا اُسنے اور کچھہ نہین سیکھا - یا تو بیکار بیٹھے رہنے کی وجہہ سے یا شاید اس سبب سے کہ اکثر ذہین و ہوشیار مبتدی جو فطرتاً اُن کے سلسلہ تدریس مین داخل نہین ہوتے اُنپر ایک ظاہر شوق ظاہر کیا کرتے ہین -

---

نوٹ (۱) ہنری ٹامس بکل ۲۴ ماہ نومبر ۱۸۲۱ء مین پیدا ہوا - ۱۸۶۲ء مین انتقال کرگیا -

" (۲) بمقام گارڈن ہوس - کینٹش ٹون - لندن -

بکل نہایت غور کے ساتھ اقلیدس اور جبر مقابلہ کے ثبوتون کو جو بورڈ پر کئے جاتے تھے بغور دیکھا کرتا تھا۔ کچھ دنون بعد تو اس بلا کی دلچسپی ہوگئی تھی کہ جو ثبوت سمجھ مین نہین آتے تھے ماسٹر سے پوچھ آیا کرتا تھا۔ ابتو اس خاص سبجکٹ کی تعلیم کیلئے کلاس مین شامل ہوگیا اور ریاضی کا اول انعام لیکر گھر کو واپس آیا۔

یہہ ایک غیر متر قب خوشی تھی اُس شخص کیلئے جسکو تھوڑے ہی دنون کے بعد تمام دنیا ایک ایسے بیٹے کے باپ ہونے پر مبارک باد دینے والی ہے جسنے علمی شہرت کی پاک ہستی حاصل کی۔ اور جسکی تصانیف سے نوع انسان کی مختلف زبانین بولنے والی نسلین اپنی اپنی زبانون مین ترجمہ کے ذریعہ سے فیضیاب ہوئین۔

والد بزرگوار پیارے بیٹے کی اس اچانک کامیابی سے بہت بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ "تم اسکا کیا عوض چاہتے ہو؟" جسکا جواب صاحبزادے نے یہہ دیا کہ " بس اسکول سے اُٹھا لیجئے" باپنے ذرا تامل کے ساتھ یہہ درخواست قبول کی۔

جب اُسنے اسکول کو خدا حافظ کہا تو ۱۴ سال کی عمر اور ذخیرہ معلومات نہایت ہی قلیل تھا۔ اسلئے نوعی استعجاب ہوتا ہے کیونکہ ایک ہندی باپ کتنا ہی اصول تعلیم و تربیت اولاد سے ناواقف ہو کبھی نہین چاہیگا کہ اپنے پیارے بیٹے کو جسنے ریاضی مین اول انعام پایا ہو اور دماغی اور عقلی قوتین جسکی حالت شباب مین ہون مدرسہ سے اٹھالے۔ اور اُسپر ستم یہہ کہ

گھر پر رہکے اوسکا لڑکا اودہم مچانے۔ بازارون مین جاکر سودے والون کو دق کرے
اور دن رات شوخیون مین گذارے۔ جو کچھہ آتا جاتا تھا مسٹر بکل باورچیخانہ مین جاکر
نوکرون کو مسخرہ پن سناتا تھا۔ میز کے پاس کھڑا ہوا اور انجیل مقدس کے کچھہ حصون کو
پڑہنا۔ فرنچ مین ترجمہ کرسنایا۔ واہ واہ سنی اور اپنے گھر ی مین چلا آیا۔ صرف
دو ہی گھر سے جنمین ماں باپ رہتے تھے اُسکی شرارتون اور شوخیون سے آگاہ تھے۔
والدین کے طریقہ تربیت نے اُس کے دماغی اور باطنی قوی کو بالکل چپ چاپ
رکھا تھا۔ لیکن اُس کی ماں نے اسکو سینا البتہ سکھا دیا تھا کیونکہ بمقابلہ دوسری
ہمعمرون کے ہاتھون سے وہ کچھہ کام نہین لے سکتا تھا۔

باپ نے پھر ارادہ کیا کہ کسی جگہہ اس کو حصول تعلیم کی غرض سے بھیجے۔ چنانچہ وہ
ایک پرائیویٹ ٹیوٹر کے پاس بھیجا گیا۔ جہان کہ اوسنے کچھہ نہین پڑہا۔ مگر
عقل و دانش مین تحریک ہو چلی تھی۔ بیمار ہوا۔ واپس آیا۔ اور پھر بھی کسی
اسکول مین یا پرائیویٹ ٹیچر کے پاس نہین بھیجا گیا۔ چونکہ اب ہوش کا ہو چلا تھا
اخبارات کی جانب دلچسپی اور توجہ مبذول ہوئی۔ ایک رات کو فری ٹریڈ (آزاد
تجارت) پر (جسکے اصول مطالعہ اخبارات نے اوسکے ذہن نشین کرا دیے تھے
اور اس زمانہ کے انگلستانی اخبارات مین شدت سے اُسپر مباحثے چھڑے
ہوئے تھے) ایسے جوش کے ساتھہ کچھہ خیالات پیدا ہوئے کہ سر رابرٹ پیل ✱
کو اسی بحث مین ایک خط لکھا جسکے بھیجنے کی جرأت نہو سکی۔ اس زمانہ مین مذہبی

نوٹ ✱ سنہ ۱۸۴۱ء مین وزیر انگلستان تھا۔

اور پولیٹکل امور بھی اُسکے دائرہ خیال و گفتگو کے دو مضامین تھے - پالٹکس مین
وہ اپنے لبرل باپ کا طرفدار تھا - اور طرفداری کی یہہ شدت تھی کہ آپ دو چار قدم
اُنسے بھی آگے نکل گئے تھے - سالانہ الکشن (انتخاب) مین بہت کچھہ انٹرسٹ
لیتا تھا - اب ۱۸ وان برس ہے اور صحت بھی بحال ہے - باپنے یہہ ارادہ کیا ہے کہ اُسکو
پیشہ تجارت کیطرف رجوع کرے چنانچہ اپنے ساتھہ آفس لیجایا کرتا تھا جہان کہ
بیٹے نے نفرت کے ساتھہ اپنا وقت گذارا - لیکن بعدکو ٹامس بکل نے اُس گذشتہ
وقت کو ضایع شدہ خیال نہین کیا - کیونکہ اُسیقدر تجارتی معلومات اُسکو ہوگئی تھی -

چونکہ ہم ہنری ٹامس بکل کی سوانح عمری نہین بلکہ اُسکے روزنامچہ
زندگی پر ریمارک لکھنا چاہتے ہین - اسلیئے اُسیقدر اُسکا حصہ زندگی تحریر کرنا
ضروری تھا جو ابتدائی ہے اور جسکے پوشیدہ اثرون کا نتیجہ اُسکی مختصر اور
دنیا کو معتدبہ فائدہ پہونچانیوالی ہے آخری زندگی ہے - جس شخص نے باقاعدہ
تعلیم پائی نہو - کوئی پیشہ سیکھا نہو اور نہ فارمیشن آف کیریکٹر (درستی و پابندی
عادات) کے زمانہ سے کچھہ حصہ لیا ہو ہمتو اُس سے امید نہین کرسکتے کہ وہ
اہم انسانون کے گروہ کا کوئی رکن ہوسکتا ہے - اور اگر ہمکو کوئی مثال ایسے
اشخاص کی ملے جو باایہمہ بے سروسامانی کامیاب طور پر زندگی بسر کرنے
والے ہون تو حیرت کی کوئی ضرورت نہین بعد فکر و تامل خود ہم اُنکے عادات
و اطوار ہی مین ایک پوشیدہ جھلک اُس مبارک صفت کی پائینگے جسنے باایہمہ
خرابی یہہ تخت و تاج دلایا ہے - ہنری ٹامس بکل کے سوانح اور اسباب بھی

کچھہ کم قابل مایوسی نہ تھے۔ لیکن ہم اُسکی طبیعت مین مندرجہ ذیل باتین پاتے ہین۔

(۱) لڑکون کے خاص کھیلون اور تماشون سے کچھہ ذوق نہ تھا بلکہ وہ ان سب باتون کو ناپسند کرتا تھا۔

(۲) اُسکو اپنے ہمسنون کے پاس بیٹھنے اور اُنسے باتین کرنیسے بہت نفرت تھی۔

(۳) جب موقع ملتا تھا سن رسیدہ اور سنجیدہ لوگون سے ملاقات اور گفتگو کرتا تھا۔

(۴) وہ ذہین وصاحب فطرت تھا۔

لڑکپن کے یہہ اوصاف جنکو سلسلۂ تعلیم سے بے توجہی۔ اور مختلف اقسام کی شوخیان اور شرارتین دوسرے ونیز مخصوص نہین ہوئے دیتی تھین بالیدگی پا گئے۔ گجرو ہالینڈ گیا۔ جرمنی گیا اور یورپ کے بڑا عظم مین اُسنے بخوبی سیر کی مگر یہہ سیر ان ممالک کے مکانات۔ باغات۔ بازارین۔ اور تفریح گاہین دیکھنا اُسکا مقصد نہ تھا۔ بلکہ جہان جہان گیا۔ اُس ملک کی زبان سیکھی۔ باشندونکے عادات واطوار و رجحانات فطرت پر اور نیز اسباب پر غور کرتا گیا کہ انسانی شایستگی کی روشنی کس ذریعہ سے باقی ہے۔ اُسنے یورپ کی ۱۹ زبانین سیکھین۔ اور سیاحت نے غیر معمولی تغیر اُسکے دماغ مین پیدا کر دیا تھا اسیلئے مطالعہ کتب کی جانب رجوع ہوا اور جسکو اُسنے ۱۴ برس تک جاری رکھا ✢۔

نوٹ ✢ کتب بینی کا اندازہ صحیح اسبات سے ہو سکتا ہے کہ اُسنے اپنی ہسٹری آف سیریسنز مین تقریب ۲۰۰ کے مشہور یورپین اور ایشیائی مصنفون کی اعلیٰ تصانیف سے مدد لی۔ چنانچہ اُن کے اہم حصون اور بحثون کو اپنی تاریخ مین اکثر جگہہ منقول کیا ہے۔ راقم مضمون۔

سیاحی-کتب بینی-قدرتی ذہانت-اور دوسرے اسباب نے جنپر ہم ریمارک
کرنے والے ہین اسکو عالی-اور علم دوست آدمی بنایا-وہ "ہسٹری آف سویلیزیشن ان
انگلینڈ" کا جو تین جلدون مین سے نہایت مشہور مصنف ہوا-جو زبانہاے فرینچ-
جرمن-اسپینش-ڈچ-اور رشین مین ترجمہ ہونیکے علاوہ دوبارہ امریکہ مین شایع
ہوئی پہلی جلد تو اسقدر مقبول عوام ہوئی تھی کہ خود انگلستان مین ۳ بار شایع ہوئی
یہہ عزت جس شخص کی تصنیف کو نصیب ہوئی ہے اوسنے ایک سطر بھی قبل ازین شایع
نہین کی تھی-مشرق سے تا بہ مغرب لوگون کے دل مین لایق سوانح کے حالات
ماضی معلوم کرنے کا اسقدر شوق پیدا ہو گیا تھا کہ متواتر استفسارات اوس کے پاس
بہت دنون تک آتے رہے-اور چند ہی سال مین دنیا کے روشن خیال
حصہ مین کوئی شخص ایسا نہ تھا جو بزرگ مصنف کے نام و نشان اور اوسکی
تصنیف سے ناواقف رہا ہو-یہہ شہرت کوئی ناپایدار نہ تھی کہ تھوڑے ہی
دنون کے بعد دہندلی ہو جاتی-کیونکہ ٹامس بکل اگر اپنی تاریخ کی اشاعت قبل
از وقت کو کچھہ دنون تک موقوف بھی رکھتا تو جو کام کہ وہ کرنے والا تھا اور جو
دماغ خدا نے اوسکو دیا تھا-اسباب دنیاوی بہت دنون تک نا معلوم نہین رکھہ
سکتے تھے-۵۰ برس تک ولایت کے رسالون اور اخبارات مین کوئی تاریخی یا سوشیل
مضمون ایسا نہ تھا جو بکل ہسٹری آف سویلیزیشن کے حوالہ بغیر شایع ہوا ہو-بلکہ
یہان تک خیال کیا جاتا ہے کہ اخبار ٹایمس کے سلسلۂ تار برقی تک مین
اسکے طریقۂ تحریر کی تقلید کیجاتی تھی-ٹامس بکل کو جسنے کسی ایسے ماسٹر سے

نہین پڑہا اور کسی ایسی آفس ہین کام نہین کیا جہان اُسکے باپ نے ہدایت کی تھی۔ تاہم ایک ایسے باپ کا بیٹا ضرور تھا جو علاوہ تعلیم یافتہ ہونے کے "مین آف بزنس" (کاروباری آدمی) تھا۔ اور ایک ایسی بہن کا بھائی یقینی تھا جو اپنے گھر سے ہین بیٹھکر دن بھر دستکاری اور دوسرے مفید اشغال ہین مصروف رہا کرتی تھی اور ایک ایسی فیملی (خاندان) کا رکن لاریب تھا جو تمام تر کام کاج والی صلح جو۔ اور لڑائی جھگڑون سے پاک تھی۔

ہماری شکستہ حال قوم اور ملک ہین بھی بہت سے لڑکے ابتدائی ٹامسن کل سے شباہت رکھنے والے موجود ہین لیکن اُن کی آیندہ حالت گمنام اور خوار ہونے والی ہے کیونکہ اُنھون نے دانشمند باپ نہین پائے ہین۔ وہ ایسے گھرون ہین پیدا ہوئے ہین جہان لوگ اپنے تمام دلون کو ضایع کرکے راتونکو ندامت و افسوس ہین گذارتے ہین۔ وہ ایسی یونیورسٹیونمین پڑہتے ہین جنہون نے انسانی میلان طبیعت کا خیال مدنظر نہین رکھا ہے۔ وہ دلکو تحریک دینے والی اشیا اپنے اردگرد نہین پاتے۔ وہ جن آبادیون مین بستے۔ جن مکانون ہین رہتے۔ جن باغون کی سیر کرتے۔ اور جن اشخاص سے ہمکلام رہتے ہین۔ وہ آبادیان جلد ویران ہونے والی۔ وہ مکانات بے بنیاد ہونیکے سبب سے شتاب گرنے والے۔ باغ خشک و بے ثمر ہونیوالے۔ اشخاص انہین پُرجوش اور لایعقل بنانے والے ہین۔

اس وقت ہندوستانی کالجون ہین کچھہ تعداد ایسے لڑکون کی داخل ہے

جو اپنے درجون مین حاضری کے پابند نہین ہین لیکن ذہین ہونیکے علاوہ
چند صفات ایسے رکھتے ہین جو انکو سنبھال لینے والے ہین۔ مگر افسوس ہے
کہ اُن کی غیر حاضری مدرسہ کی وجہ ناپسندیدگی مضمون کی جگہہ کاہلی ہوا کرتی ہے
جب اخبار" علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ" ایک نئی کتاب پر ریمارک کرتے وقت ہندوستانی
لڑکون کے صحیح حیثیت دریافت کرنے کو امر ناممکن خیال کرتے ہین۔ لیکن صاحب
موصوف اگر لڑکے کو صرف محنتی دیکھنا چاہینگے اور والدین کو "عامل" اور
آزاد رائے ہونے کی ہدایت فرمائینگے تب یہ مشکل ایک دوسرے پیرائے
مین حل ہو سکتی ہے یعنے اگر ہم خود بغیر دریافت کرنے کے کوئی رائے
قایم نہین کر سکتے تو یہ ایک آسان امر ہے کہ محنتی ہونیکی حیثیت سے وہ خود
اپنی دلی خواہش۔ اور طبعی مرضی کی پابندی کر سکتا ہے۔

موجودہ یونیورسٹی سسٹم کے پسند کرنے والے۔ اور تعلیم کو ملازمت
سرکاری مین داخل ہونیکا ذریعہ سمجھنے والے بزرگوار میری ناچیز رائے پر
نکتہ چینی کر سکتے ہین لیکن جسوقت قوم مین بہت سے اہم آدمیون کی ضرورت
تسلیم کر لینگے تو اُن کو بغیر اس عملدرآمد کے مفر نہین ہو سکتا۔

علوم صداقت سے بھرے ہوئے ہین اور صداقت خدا کی عنایت فرمائی
ہوئی مبارک نعمت ہے۔ علوم ذوق حق اور صفائی قلب کی غرض سے
پڑھنا چاہئیے۔ نیکی صرف اپنی ہی تسکین کے لئے کرنا چاہئیے۔

لڑکا کیسا ہی بدشوق اور نافرمان ہو اگر وہ کاہل نہین ہے تو یقینی آیندہ

زندگی کو آراستہ کریگا - برخلاف اسکے کیسا ہی ذہین - طباع - اور صاحب فطرت گر کاہل ہے دنیاوی کامون کے مشکلات کا مقابلہ باسانی نہین کر سکتا - گو ہمارا ریمارک (جسکی طوالت ہم نہین چاہتے تھے) اپنی حد سے گذر گیا ہے مگر ہمارا مقصد ہی کہ اہل ملت اور ملک اس مضمون سے فائدہ اٹھائین - اسلئے ہیے حامیان تعلیم و تربیت مندرجہ ذیل حصہ کو بغور دیکھہ سکتے اور خیال کر سکتے ہین کہ ان لڑکون کے واسطے جو باوجود ذہانت - ہوش اور حواس کے سلسلہ تعلیم سے بیخبر - اسکول یا کالج سے غیر حاضر رہا کرتے ہین یہہ باتین کس حد تک موثر ہو سکتی ہیں -

(۱) تبدیل مقام ہونا چاہئے -

(۲) کسی ایسی جگہہ رکھنا چاہئے جہان مختلف شہرون قصبون - متضاد رسمون اور خیالون کے لوگ موجود ہون اور جہان کہ وہ سب سے سوشیل میل جول رکھہ سکے -

(۳) اگر مطلقاً درسیہ کتابون سے وحشت ہوتی ہے تو اسکے رہنے کے مقام میز کسی پر جوش مباحثہ سے متعلق اخبارات و رسالے موجود رہنا چاہئے -

مین اس اسٹیپ کو مفید تصور کر سکتا ہون کیونکہ خیالات عادات اور غلطیونکی اصلاح - اور حالت کے محسوس کرنیکے لئے یہہ نتیجہ انگیز ہے -

ہماری ہمقوم جنکے پاس دولت نہین رہی - ثروت نہین رہی - اسکے ساتھہ ہی مذہب اور ایمان بھی تشریف لے گیا - اور اب جو صرف بیک بینی و دو گوش دکھلائی دیتے ہین صرف انکی پیاری اولاد انکے لئے ایک دولت ہی جنکی بڑی تعداد مین بے تربیت اور غیر تعلیم یافتہ روحین نظر آتی ہین - اگر وہ بغور کامل اس مندرجہ بالا

طریقہ کو اپنی اُس قسم کی اولاد کے ساتھہ (جسکی نسبت ہم اوپر اشارہ کر آئے ہین) برتاؤ مین لاینگے - تو مسلمان فلسفی مسلمان اسٹیٹسمین اور دنیا کے اہم کامون کی سرانجام دینے والی آبادی معرض شمار مین رہنی لگیگی - کیونکہ ہم دیگر اقوام کی طرح ملازمت سرکاری پر جھگڑنا نہین چاہتے بلکہ اُس شایستگی کو جو ابھی تک قصہ اور کہانی کی حد کو نہین پہونچی ہے پھر ایک شال قایم کرنا چاہتے ہین - اور دیکھتے ہین کہ ہماری قوم اور ملک کے ہنری ناموس بکل کسطرح اس مایوسی کو رفع کرتے ہین جو اُن کے کاہل خاندانون مین پیدا ہونے سے ہمارے دلو نپر نقش کالحجر ہو گئی - اور اکثر نیش زنی کیا کرتی ہے -

نومیدی ما گردشِ ایام ندارد
روزی کہ سیہ شد سحر و شام ندارد

محمد اصغر حسین } مشکاف ہال
　　　　　　　　　کلکتہ

اسلام کے علم کی تجلّی یورپ مین

آٹھوین صدی عیسوی سے پیشتر تمام یورپ کا عہد تاریک (ڈارک ایجز) کہا جاتا ہے۔
اس عہد مین علمی پرتو کا وہان کوئی اثر نہ تھا بلکہ بی علمی شرافت کا جوہر خیال کیجاتے تھے
ایک شخص نے اپنی والاگوہری کا ثبوت اسی سے دیا تھا کہ اسکو دستخط کرنیکی قابلیت
نہین ہے۔ مصر مین علوم کی تولید ہو چکی تھی لیکن یورپ اُسنسے آگاہ نہ تھا یونانیون
کی سرگرم کوششون نے علوم کو ترقی کے لب بام تک پہنچا دیا تھا لیکن یورپنے
اُس سے کوئی حصہ حاصل نہ کیا تھا۔ البتہ یورپکی قسمت کو اُس قیاص گروہ کا انتظار تھا
جسکو قدرت کی فیضان نے اُس بیش بہا عطیہ پھیلانیکو وہان بھیجا۔ اندلس کے
مسلمان اپنی فتحیاب ہتیارون کے ساتھ ایک گران بہا سرمایہ علوم کا لیتی گئی
جسمین مصر- یونان- فارس۔ ہند اور زیادہ تر اپنی کوششون کی نتایج کا حصہ تھا
اُس علوم کی رہنما گروہ نے اپنے علوم کو مخفی رکھنا نچاہا بلکہ قدرت کی نقل کے
مطابق اُن کو یگانہ اور بیگانہ کیلئے عام کر دیا۔ یورپکے شایقین ان علوم کے فواید
دیکھکر جو اصول عالم سے متعلق تھے اور جنکی کشش ہر ایک کے دلمین قدرتی ہوتی
ہے اندلس کے یونیورسٹیون کیطرف جو عموماً تمام دار الامارتون مین اور خاصتہ
طلیطلہ (ٹالڈو) اور قرطبہ (کارڈوا) مین قایم تھین جوق جوق مسافرانہ لیاس مین
رحلت کرنے لگی۔ بے روک تعلیم نے اُنکی شوقون مین جنبش پیدا کی۔ ہر چند کہ

اسلامی مدرسون کی تعلیم دو وجہون سے اُن کے لئے پر خطر تھی۔
(۱) یہہ کہ مسلمان اپنے شاگردون کو علمون کے ساتھہ توحید کی تعلیم بھی دیتے تھے جو اُس زمانہ مین یورپ کی مزاج کیلئے نہایت مضر تھی۔
(۲) یورپ کے لوگ ایسے شخص کو جو مسلمانون سے پڑہکر جاتا جادوگر کہتے تھے اور ملک کے خطرات اُسکو جہ کمین مین ڈالدیتے تھے لیکن یہ علمی شعل اس تاپناکی سی مشتعل کی گئی تھی کہ کوئی مزاحمت اُس کے جذب کو روک نہین سکتی تھی۔

ابتدائً علوم یورپ مین ایسے نمودار ہوے جیسی شب تار مین صبح کاذب نوین صدی عیسوی مین اُنکی واقفیت کا ذریعہ لوتھیس۔ بیڈ۔ بیڈ کا شاگرد۔ الکوئین ہوی علم کے حاجیون کا یہہ پہلا قافلہ ہے۔ اُنمین سے سب سے زیادہ مشہور جبربرٹ آرچ بشپ ہے۔ اسکے والدین نہایت پست درجہ کے تھے وہ ملک فرانس مین اورن قسمت کی شہر اورل مین پیدا ہوا اپنی لیاقتون کیوجہہ سے ریمس اور ریوآن کا بشپ ہوگیا اور رفتہ رفتہ پوپ کے رتبہ کو پہونچ گیا دسوین صدی کے پچھلے چار سال مین وہ اس عہدہ پر رہا اس زمانہ مین اسکا نام سلوسٹر دوم تھا۔

اس شایق ذکی نے اندلس مین رہ کر حساب۔ اقلیدس ہیئت فلسفہ کو مسلمانون سے سیکھا اور مختلف علوم سے مالا مال ہوکر جب فرانس مین واپس آیا تو اُسکے ہمعصر اُسکو نادرۂ روزگار سمجھتے تھے رقیبون کے رشک نے اُسکو جادوگر بھی ٹھہرایا کہ یہہ شیطانی قوتون سے سازرکھتا ہے۔ اُسنے حساب۔ اقلیدس مین بہت سی کتابین لکھین اور پہاڑون کے اختصار کے قاعدے تحریر کئے اُسکے وجہہ سے جنوبی فرانس

اور اندلس مین علمی تعلقات کا سلسلہ قایم ہوگیا۔

اٹلی کے جنوب مین بمقام سلرنو عرب کے طبابت کی مشہور مدرسہ کی بنیاد اگرچہ اٹھوین صدی سے پڑ گئی تھی لیکن دسوین صدی سے تیرہوین صدی تک اوسکی ترقیات نہایت ہی نمایان تھین اس مدرسہ کی ترتیب اور حسن انتظام کی سنجیدگی مشرقی علوم کی پرتو سے ہوئی اسکے پروفیسر عرب کے نامور طبیب اور اسکا کورس بوعلی۔ ابن رشد ابوالقاسم ابوبکر رازی۔ ابوقیس۔ زہیر اندلسی کی تصنیفات کا سلسلہ تھا غرض وغیرہ مین اس مدرسہ کی مکمل تاریخین لکھی گئین ہین۔

قسطنطین کارتھیج کا باشندہ گیارہوین صدی کی نصف اخیر مین علم کا بڑا پروفیسر گذرا ہے یہہ ثانی فیثاغورس علم کی تلاش مین مصر۔ عرب۔ الجزیرہ۔ عراق فارس۔ ہندوستان کے ملکون مین گیا اس زمانہ مین ان ملکون مین علوم دینوی خلفائے کے ظل حمایت مین نہایت عروج پر تھی اپنی نظیر فیثاغورس کے مثال پر یہہ حکیم فلسفہ۔ طب کی فواید سے مملو ہوکر واپس آیا ۴۰ برس تک اپنے علم کی تلاش مین سفر کیا اور واپسی کے بعد بقیہ عمر کو عربی علوم ترجمہ کرنے مین صرف کیا کہتے ہین ابن سینا کی خدمت مین یہہ رہا تھا۔

اس عہد تک جو کچھ ہوا وہ ترقی کا محض دیباچہ تھا ملک مین عموماً سرگرمی پیدا نہین ہوئی تھی اور پادریون کی مذہبی مزاحمت نے شائقین کی تعداد اور بھی گھٹا دی تھی لیکن بارہوین صدی کا عہد ترقی کا پہلا سین ہے اس مین مشرقی علوم کی شعاع نہایت تیزی سے یورپ پر پڑی جسنے

یورپ کے رخ کو مجلّی کر دیا۔

اگرچہ یورپ کو بیت المقدس کے جانباز معرکون مین سخت ناکامی ہوئی اور اسکا اثر تمام یورپ کی آبادی۔ دولت آسایش پر نہایت ضرر رسان ہوا لیکن اسکے ساتھہ ہی اُسکی تلافی بھی ایسی ہوئی جسنے سارے غم و لون سے بھلا دی افریقہ اور شام وغیرہ کے لوگون سے اُن لوگون کی جو بحر روم کی سواحل کی آبادیون مین بود و باش رکھتی تھے میل جول پیدا ہوا باہم تجارت کرنے لگی تجارت سے مال و دولت مین فراوانی ہوئی پھر علوم و فنون کا ولولہ پیدا ہوا شدہ شدہ جدید اور قدیم خیالات کے لوگون مین نفاق برپا ہو گیا یہان تک کہ باہم اُن دونون فریقون کے تعلقات بالکل مسدود ہو گئے۔ اسلئے بارہوین۔ تیرہوین۔ چودہوین صدیان تجارتی۔ مذہبی۔ علمی ترقیون کیلئے مشہور ہین۔ اور شایستگی کے ایک مناسب اقتضا کے حاصل کر لینے کے سبب عہدِ وسطیٰ کے ساتھہ ملقب ہین۔ اسی زمانہ مین مذہب کی رفارم کرنے کی کوشش کی گئی۔ یہی وہ زمانہ تھا جسمین علم طب پادریون کے خاندان سے بالکل جدا کر دیا گیا تھا عام طور سے مشتہر کر دیا گیا تھا کہ مذہب اور طب مین کوئی وابستگی نہین ہے سالہا سال تک پوپ کے احکام دونون سرشتون کی علاحدگی کی نسبت جاری ہوتے رہے طب کے علاوہ ہر قسم کے علوم دنیوی فلسفہ وغیرہ بھی دنیاوی قرار دی گئی کیونکہ علم طب مین پوری تحصیل کے لئے تمام علوم انسانی کی شاخین شامل تھین۔ اس سے ایک عجیب تبدیلی سے نے

تعجب افزا ظہور کیا کہ زمانہ کے زبردست انقلاب نے گرجا کے مدارس کو عموماً بدلکر یونیورسٹی کر دیا۔ یہہ کام بارہوین تیرہوین چودہوین صدی کے پوپون کے مدد سے ہوا اسیوجہہ سے علوم اور فن ادب کی قدر بڑھگئی اُن کی ترتیب عمدہ عمدہ اصول اور طریقون سے کی گئی جس سے بہت جلد اُنکی ترقی ہوگئی مذہبی علمار کی دیکھا دیکھی عموماً لوگ ادب کو سرگرمی سے حاصل کرنے لگے مسلمانون کے مدارس کو لوگون نے آکر دیکھا اور اُنکی طب اور علوم کو اخذ کرکے بڑی بڑی کتابون کے شرحین لکھین اور درسی کتابون مین کورس کیطرح داخل کرلین

اسی صدی مین ایڈہی لارڈ باتھہ واقع انگلستان کا باشندہ جو بینید قطین صومعہ کا راہب تھا بادشاہ ہنری اول کے عہد مین اندلس اور مصر کو گیا اور زبان عربی مین علوم ریاضی و طبعیات کو سیکھا اور ارسطو کی اکثر تصانیف اور اُقلیدس کا ترجمہ عربی سے کیا یہی پہلا شخص ہے جسنے اقلیدس مصنف کو یورپ مین ظاہر کیا۔

الجبرہ کی تاریخ دان مدت تک اسکے یورپ مین رواج پانیکے وقت اور طریقہ کی نسبت غلطی مین رہے مگر اب یہہ تحقیق ہوگیا ہے کہ اس علم کو لیونارڈ پیسہ کا باشندہ تاجر اٹلی مین لایا۔ ذہین شخص اوائل عمر مین ملک بربر مین بود و باش رکھتا تھا وہان اسنے ہندسون کے ذریعہ سے حساب کرنے کا طریقہ سیکھا اور بوجہہ تجارتی کاروبار کے اسکو مصر۔ شام۔ یونان سیسلی مین سفر کرنا پڑا۔ یہان اسنے ہندسون کے متعلق پوری واقفیت

حاصل کی اُن کو اُسنے نہایت توجہہ سے سیکھا اور اُس واقفیت کی امداد سے
اور کچھہ اپنے طرف سے اضافہ کرکے اور نیز کچھہ علم ہندسے سے اخذ کرکے
علم حساب مین ایک رسالہ لکھا اس زمانہ مین الجبرہ حساب کی ایک شاخ شمار کیا
جاتا تھا اور اسی نظر سے لیو بارڈ کے رسالہ مین جو حقیقتہً سنہ ۱۲۰۲ مین لکھا گیا تھا
اُن دونون شاخون پر بحث کی گئی ہے اسطریقہ سے یہہ عمدہ عرب کی ایجاد
یورپ مین پہونچی –

اس مین شک نہین ہے کہ عربی ہندسون کو اول اول ہئیت دانون نے
استعمال کیا پھر وہ تمام یورپ مین جنتریون کے ذریعہ سے مشہور ہوگئی
جرارڈ واسیس اس زمانہ کی تاریخ بارہ سو پچاس لکھتا ہے لیکن ہوشمند
اور جفاکش ڈیوکنج کا یہہ خیال ہے کہ یہہ ہندسے چودھوین صدی سے
پہلے نامعلوم تھی اور پادری پیلن جوکہ ایک بڑا ملکی محقق ہے یقین دلاتا ہے
کہ اُسنے ان ہندسون کو چودھوین صدی سے پیشتر کی تصانیف مین شاذ و
نادر ہی پایا ہے لیکن کرجر جسکے بیان مین صداقت معلوم ہوتی ہے ہندسے
رواج کو اُن نقشون سے متعلق کرتا ہے جسکو بڑی جانفشانی اور صرف کثیر
سے کسٹائیل کے مشہور بادشاہ الفانسو نے ۱۲۵۲ء مین مشہور کیا تھا
اور پھر دوبارہ چار برس کے بعد صحیح طور پر مشہور کی گئی پھر حال یہہ موجودہ
ہندسے معہ کسور اعشاری وغیرہ صرف عرب سے یورپ نے اخذ کئے
یونانیون کے زمانہ مین بجاے ہندسون کے حروف تہجی سے

بجائے اکائیون کے وہ انہین حرفون کو استعمال کیا کرتے تھے اور کبھی کبھی
خاص خاص علامتون کو بھی استعمال مین لاتے تھے جیسے مثلث نما شکل ؎ دہائی
کی علامت سمجھی جاتی تھی یہہ ہندسے جو عموماً اب تمام یورپ مین مستعمل ہین
اور کامن کریکٹر یا اریبک کریکٹر کہلاتے ہین عرب سے لئے گئے۔ رومی ہندسے
بھی یورپ مین ہین لیکن وہ علوم مین بالکل متروک ہین صرف گھڑیون پر لکھے
جاتے ہین یا نمبرون کے شمار کے لئے ان کو استعمال کرتے ہین۔

یہہ صدی اس واسطے بھی زیادہ مشہور ہو کہ اسمین حکماء اسلام ابن سینا
الفارابی۔ الغزالی کی تصانیف کے ترجمے لاطینی زبان مین ہوئے یورپ کے
طالب علمون نے ارسطو کی مشہور تصانیف طبعیات۔ الہیات اخلاق زیادہ
تر اہل عرب ہی سے لیا۔

ریمنڈ طلیطلہ کے بشپ کے حکم سے یہود اور اہل اندلس نے ارسطو کی مشہور
تصانیف کے متعلق ابن سینا الفارابی الغزالی کی تصانیف کا ترجمہ کیا۔

ابن سینا کی تصانیف ذیل کا بارہوین صدی کے ختم ہونے سے
پہلے لاطینی مین ترجمہ ہو چکا تھا۔

ارسطو کی کتاب ڈی اینما۔ ڈی کویلو۔ ڈی منڈو۔ اسکستاٹ۔ کتاب
تشریح۔ طبعیات۔ الہیات اونڈہیٹ یہودی اور ڈامنیگس گنڈس سالوی نے
انکا ترجمہ کیا۔

بارہوین صدی کی وسط مین ڈامنیکس گنڈی سالوی امام غزالی کی کتاب

مقاصد الفلاسفہ کا ترجمہ لایا۔

یہہ کتاب جسمین طبعیات الہیات سے عہد وسطی مین اکثر درس تدریس مین رہی اور یورپ کے خیالات کو اُسنے اپنی طرف متوجہ کرلیا۔

اندلس کے مسلمانون کی تہذیبی اثر سے اس عہد مین فلسفہ کے اعلی نتایج یورپ مین پہیلگئے اکثر تو وہ لباس عربی مین ہی تھے اور کہین کہین اہنون نے لاطینی لباس سے اپنا چہرہ مسلمانون سے چھپالیا تھا۔

یورپ مین تمام انسانی ترقیات کا پیش خیمہ بھی علوم تھے طبعیات کے طرف جب میلان بہت زیادہ بڑہ گیا تو غیر متغیر قانونون کے یقینی علم نے پچھلے عقاید کو بالکل متزلزل کردیا اسی سے فلسفہ تاریخی کا ایجاد ہوا۔

ان علوم نے جدید اعتقادات پیدا کرنے اور آیندہ ایک عظیم الشان حکمی تغیرات کے رستے بنانے مین بڑی مدد دی۔

اس صدی مین یورپ مین ہر علم کی شاخین بارآور ہوگئین تھین اور انکی واقفون کی معقول تعداد ہوگئی تھی۔ اور ترجمون نے لاطینی زبان کو علوم کا عقلی مخزن بنادیا تھا اور مذہب و وطن کی عزت کا بھی یہی تقاضا تھا کہ عربی کے بار احسان سے سبکدوشی ہو۔ اسلئے جابجا یونیورسٹیون کی بنیادین قایم ہوگئین انگلستان مین آکسفورڈ پیرس کی یونیورسٹی عربی علوم کے ترجمون کے لئے مرکز تھین۔ اور اٹلی مین چونکہ مسلمانون کی یونیورسٹی یقین کی تعداد کے مدد دینے کے لئے پوری طور پر کافی نہ تھے اسلئے

اٹلی کے جنوبی حصہ مین بلونا کی مشہور طبی یونیورسٹی اسی صدی مین قایم ہوگئی
تھی جوکہ ابھی تک سب اصول تعلیم مین وہ سلرنو کا دوسرا قالب تھی ان دونون
تعلیم کی نہایت مفید بنیادون مین حکمائے اسلام کی تصانیف کا درس
دیا جاتا تھا۔ جو جو علوم طب کے لئے ضروری تھے وہ سبکے سب عربی مین
ہی تھے۔ مانڈینول جو سنہ چودہ کی اخیر مین بلونا کا مشہور پروفیسر گذرا ہی
اور وہی تشریح جدید کا بانی خیال کیا جاتا ہے اور ابو التشریح اُسکو کہتے ہین اُسنے
اُن عربی اصطلاحات کو جنکو کہ ابن سینا اور ابن رُشد نے اپنی تصنیفات
مین استعمال کیا تھا لاطینی مین ترجمہ کیا لیکن بہت سے الفاظ جبتک کہ یونان
مین اُسکے ترجمے نہ ملے تھے وہ ہو بہو عربی ہی کے تھے جو اُن ترجمون کی
تاریکی مین اپنی روشنی سے عرب کے کاروان کا نشان بتا دیتے تھے اور
ابتک بھی جلپ۔ شربت۔ ثمرن۔ اکسیر۔ زنبیک وغیرہ لفظ باقی رہگئے ہین اگرچہ
تغیر زبان نے نعل معکوس کیطرح اُن نشانون کی ہئیت بگاڑدی ہے۔ یہہ
واقعہ سلسلہ تاریخ مین نہایت مشہور ہے کہ ۱۲۱۵ء مین اسکندر الچیلینی بلونا
کا رہنے والا مانڈ نیول کا شاگرد عربی ہی تعلیم کا پیرو تھا۔

تیرہوین صدی مین یورپ کے معلومات مین اور بھی زیادہ وسعت
ہوگئی۔ راجر بیکن جو اس صدی کا حکیم تمام عہد وسطی کے حکما سے زیادہ
نامی خیال کیا جاتا ہے وہ عربی علوم کا بڑا واقف ہوا ہے اُسنے اپنے
اصول کی بنیاد عربی ہی ہدایتون پر قایم کی ہے۔

مغربی کیمسٹری مین قدیم اور معتبر تصنیفات مین سے جو کہ ابتک مشہور ہین وہ راجر بیکن اور البرٹس میگنس کے ہین لیکن بیکن سب سے پہلا اور اس فن کی تعلیمات مین سب سے زیادہ فایق تھا- اگرچہ وہ جادو اور طلسم پر الزام لگاتا ہی لیکن اسکا یقین ظاہر کرتا ہے کہ ادنی دہاتین سونے مین بدل سکتی ہین اگرچہ خود انکی بنائی کا مقر نہین ہے- اسکو کامل یقین تھا کہ ان دہاتون کا اثر زندگی بڑہانے پر بہ نسبت سونا بنانے کے زیادہ پڑتا ہے وہ اس خیال مین جابر کا پیرو ہے کہ سونا تیزاب (نائیٹرو ہیدرو کلورک ایسڈ) یا (ایکوا ریجیا) مین حل ہوکر اکسیر ہو جاتا ہے-

یہہ علم عرب سے بذریعہ اندلس کے یورپ مین پہونچا اور ایک عجیب طرح فلسفہ سے فلسفہ مین پیوند ہوگیا-

یہہ علم اور انسانی مخزون کیطرح بغداد سے نمودار ہوا اس علم کو امام جابر ابن حیان ابو موسی حرانی نے (حران الجزیرہ مین ایک شہر کا نام ہے) ظاہر کیا ممالک شرقیہ مین یہہ ایک نامور حکیم ہوا ہے- امام جعفر صادق علیہ السلام کا شاگرد رشید ہی اسیواسطے اس علم کو علم جابر کہتے ہین یورپ اسکی قابلیت سے خوب واقف ہی کارڈن کہتا ہے کہ جابر ان بارہ شخصون مین سے ہی جو ذہانت اور زیرکی کے لحاظ سے یگانہ دہر خیال کئے جاتے ہین راجر بیکن اُسکو مجسٹر مجسٹر و رسام کے خطاب سے ملقب کرتا ہے اُسنے ستر رسالے کیمسٹری مین لکھے ہین

لاطینی نظم مین اُنکی مضامین کی ایک معقول تعداد ہی کتب خانہ لیڈن مین جابر کی
اکثر تصانیف ہین جو کہ کبھی طبع نہین ہوئین - پیرس کے بادشاہی کتب خانہ مین
بھی اوسکی دو تصنیفین ہین -

(۱) سما کلیکشنز کیمیلی میڈیسنز لوڈرم نیچر

(۲) سما پر فیکشنز اور ایک تصنیف اسکی علم ہئیت مین ہے - اور ایک مضمون
اسفریکل ٹرائینگلز پر ہی - ایک مجموعہ اُسکی تصانیف کا لاطینی مین ۱۵۴۵ء اور
ایک دوسرا انگریزی مین لندن مین ۱۶۷۸ء مین چھپا

موجودہ کیمسٹری کیلئے وہ اصول کیمیاوی ایسی ہی ہین جیسی نجوم ہئیت
کے لئے اور واقعات تاریخ کے لئے منجم کی نظر مین جبکہ ستارون کا
علم زیادہ تر اسلئے مفید ہوتا ہی کہ اُن کا اثر آیندہ واقعات پر پڑتا ہے
ایسے ہی اصول کیمیاوی دریافت کرنے کا منشا یہہ ہوتا ہے کہ ادنیٰ دہاتون
کو اعلیٰ دہاتون مین کیونکر بدل سکتے ہین اور زندگی کو اُسکے ذریعہ سے کیسے
بڑہا سکتے ہین -

اگرچہ حکمائی اوسکے اعتقاد کی نسبت عجب پرلطف تقریرین کہتے ہین
بوعلی سینا اول اول اسکا قائل ہوا کہ ہر ایک دہات کی حقیقت جدا جدا ہی
ہم اپنی تصرف سے ایک کے قدرتی اجزا کو بسبب لاعلمی کے دوسری قدرتی
اجزا سے نہین بدل سکتے ہین اور فارابی نے کہا کہ نہین سب دہاتون کی
اجزا جوہری ایک ہی ہین وزن اور رنگ مین تفاوت ہے جنکو ہم

بدل سکتے ہین طغرائی جو فن کیمیا کا امام ہے وہ کہتا ہے کہ بہت سے
جوہری حقایق ایسے ہین کہ ہم اُن کے مادہ کو دوسری کے قابل کرسکتے ہین
مٹی اور متعفن چیزون سے بچھو بناسکتے ہین بالون سے سانپ کی تولید
کرسکتے ہین اہل فلاحت کی طور پر ایک خاص ترکیب سے سینگون مین
شہد بھر کر بشکر بنا سکتے ہین ایسے ہی ہم بھی خاص خاص ترکیبون
سے ایک دہات کو دوسرے کے قابل بنا لیتے ہین اور ابن خلدون نے
اُسکی اعتقادی خطا سے ایک اور دلیل بیان کی کہ قدرتی چیز کو اگر کسی
صفت سے بنانا چاہین تو ضرور ہے کہ ابتدا سے انتہا تک قدرتاً جتنی
حالاتون مین انقلاب پیدا ہوتا ہے وہ سب وقتاً فوقتاً اپنی ترکیبات
سے اس مین پیدا کرنی ہون گی اگر کسی مصنوعی انسان کو بنانا ہو تو
ابتدائی نقطہ سے کمال انسانی تک جو جو اسمین تبدیلیان ہوئین ہین وہ
سب اسمین کرنی ہونگی تو نہ ایسا علم کسیکا وسیع ہوسکتا ہے اور نہ اتنی عملی
طاقت ممکن ہوسکتی ہے سونے تو اُنھون نے لکھا ہے کہ ایک ہزار اسی
شمسی دورون کے بعد اُسکے معدن مین تولید ہوتی ہے تو اتنے زمانہ
کی تمام تبدیلیون سے کوئی واقف ہولے جب سونا بنا دی ورنہ قدرت
سے اُسکو سبقت ہوجاویگی اس تقریر کے بعد کیسی تعجب کی بات وہ
لکھتے ہین کہ سانپ بچھو کی پیدایش کو ایسا نہ سمجھنا چاہیئے اسلئے کہ
ایسا تو ہوتا رہتا ہے لیکن کیمیا کا وقوع بالکل مشتبہ ہے۔

میرے نزدیک مذہب فارابی کا ہی بہت صحیح ہے کہ سب دھاتوں میں فرق صرف
وزن کے لحاظ سے ہے جسکو تکاثف اور تخلخل کے مسئلہ نے پیدا کیا ہے اور جوہری
رنگ نے ہر ایک کی صورت دوسری سے جدا کر دی ہے اور عالم طبیعت میں
ایسے شواہد بہت سے موجود ہین جو ایک کے وزن اور رنگ کو دوسرے
قریب کر دیتے ہین خیر ہمکو اس سے بحث نہین ہمکو کیمیاوی اعمال عرب کے
دیکھنے ہین جنکے نتایج اصلی اغراض سے بھی زیادہ قیمتی ہین۔ اہل عرب نے نہایت
وسیع جانفشانی سے اکثر معدنی۔ نباتی۔ حیوانی چیزون کی تحلیل کے انکی قوی
محلل ایجاد کئے جنکے اصول سنکھیا۔ پارہ۔ گندہک ہے ہر ایک چیز کی سیال اور
غیر سیال اجزا جدا جدا کئے انکے لئے ظروف۔ بھٹیان۔ منقلی آتشی شیشیان
ایجاد کین حل و عقد کے لئے جن اندازون کی ضرورت تھی انکو محکم اصول پر
ترتیب دیا اسیلئے وہ جدید چیزون کی اکثر حقیقتون سے واقف ہو گئے
نوشادر سے اولاً وہی واقف ہوئی اسیلئے اُسکو انگریزی مین ایمونیا کہتے
ہین ایمن کی شہر کے موقع پر دریافت ہوا تھا۔

(باقی آیندہ)

خلیل اللہ اسرائیلی
مدرس عربی مدرستہ العلوم
علیگڈہ

القاہرہ

مصر ایک نہایت قدیم ملک ہے جسنے علوم و فنون و شایستگی و تہذیب مین ایسے زمانہ مین بے انتہا ترقی کی تھی جبکہ کل روئے زمین پر جہالت و وحشت کا عمل تھا۔ اسلئے اگر اس ملک کو تمام دنیا کا اوستاد کہا جائے تو کچھ مبالغہ نہین ہے۔ کیونکہ باستثنای ہندوستان و چین کے دنیا مین اکثر علوم و فنون یونانیون کے ذریعہ سے پہنچے ہین اور یونان کو یہہ فیض اسی مصر کے طفیل سے حاصل ہوا تھا۔ سیساسترس اسی ملک کا ایک جلیل القدر بادشاہ تھا جسنے ہندوستان تک اپنا سکہ جما دیا تھا ہرمیش اعظم جامع فضایل ثلاثہ کا یہی مولد تھا۔ فرعون کو یہان ہی کی سلطنت پر خدائی کے دعوی کا حوصلہ ہوا تھا۔ یہان ہی کی دال اور پیاز کا مزہ یاد کرکے بنی اسرائیل کے مونہہ مین پانی بھر آتا تھا اور اپنی آزادی کو یہان کی غلامی پر سو بار تصدق کرنے کو آمادہ تھے۔ لہراسپ شاہ ایران نے اسی ملک کی طمع مین اپنا سارا لشکر افریقہ کے ریگستان مین ضایع کر دیا۔ یہان ہی کی ایک ملکہ کے دلفریب حسن و جمال نے روم کے ایک عظیم الشان بادشاہ سے سلطنت اور جان سے ہاتھہ دہلوائے تھے اور اس شعر پر عمل کرایا تھا۔

بفراغ دل زمانے نظری بماہرو‌ئے
بہ ازانکہ تاج شاہی ہمہ عمر ہائی و ہوئے

اس ملک کی مقامی حیثیت سے بھی اسکی قدیمی ترقی اور رجوع عام ہونیمین

بہت بڑی مدد پہونچی ہے - قدیمی دنیا کے تینوں بّراعظم کے وسط مین یہہ واقع ہی اور شمال کی جانب بحر روم اور جنوب مشرق کے طرف بحر احمر سے گھرا ہوا ہے - اسلئے قدرتی طور پر اسکو ہمیشہ وہ سب فوائد حاصل رہی ہین جو کل دنیا کی آمدو رفت اور تجارت کے مرکز کو حاصل ہونی چاہئین اور اسی وجہہ سی یہہ ملک مختلف حملہ آورون کی پایالی مین رہا ہے - کبھی یونانیون کا دور دورہ رہا - کبھی رومیون کو عروج ہوا - کبھی عربون کے تحت مین آیا - کبھی مملوک کبھی ترک مسلط ہوئی - کبھی فرانسیسیون کو رسوخ حاصل ہوا کبھی انگریزون کو اسواسطے اسکی دارالحکومت حال (یعنے قاہرہ) کے مختصر حالات خالی از لطف نہونگے -

قاہرہ دریاے نیل کے شرقی کنارہ پر اسکندریہ سے ۱۱۲ میل جانب گوشہ جنوب و شرق اور سویس سے ۷۰ میل جانب غرب واقع ہے - اسکا عرض بلد شمالی ۳۰ درجہ - ۲ دقیقہ - اور ۴ ثانیہ - اور طول بلد شرقی ۳۱ درجہ - ۱۵ دقیقہ و ۲۶ ثانیہ ہے - یہہ شہر دامن سلسلہ کوہ مکتم پر واقع ہے جسکی ایک چوٹی پر - یعنے سطح شہر سے ۲۵۰ فٹ کی بلندی پر اسکا قلعہ نہایت عمدہ موقع پر بنا ہوا ہے کہ سارا شہر اسکے زد مین آسکتا ہی - اسکی شہر پناہ نہایت مضبوط اور ۷ میل کے دورہ مین ہے اور زیادہ تر استحکام کے واسطے اسمین جابجا برج اور مینار بنے ہوئے ہین - قلعہ کے حصار پر سے شہر کی ایک عجیب کیفیت معلوم ہوتی ہے - تمام شہر ایک مجموعہ تصاویر کی شکل نظر آتا ہے - اس کے باغات - محلات و دیگر عمارات - مساجد جنکے میناروں اور

برجون پر عجیب و غریب صنّاعی کے کام ہوئے ہین - بندرگاہ بلاق - شوبرہ کا پر فضا باغ و محل - وسیع دریا نیل جسکے دونون کنارون پر درختون کی قطارین اور وسط مین چھوٹے چھوٹے جزیرے اوسکی خوشنمائی مین اور بھی اضافہ کرتے ہین اور جسکے بے انتہا فوائد اور غیر معلوم المخرج ہونے نے اوسکو مصر مین ہندوستانی گنگا کا رتبہ دیدیا تھا شمالی افق پر کوہ نما اہرام - مغرب کی جانب کھیت باغات اور سیرگاہین - مشرق مین ننگی پہاڑیان جنکے دامن پر ریگستان کا سمندر موج زن ہے - یہی اس مشہور شہر کا ایک مختصر خاکہ ہے - اس شہر کی اندرونی حالت کچھہ بہت اچھی نہین ہے - گلی کوچے نہایت تنگ و غلیظ ہین - اور شہر پناہ کے باہر کوڑے کرکٹ اور خاک کے انبار جو سالہا سال سے لگے ہو ہین اونکی خاک ہوا سے اُڑ اُڑ کر شہر مین آتی ہے - عام رعایا کے اکثر مکانات چھوٹے چھوٹے اور خام و شکستہ حال ہین - مگر اُمرا اور دولتمند لوگون کے مکانات بہت خوشنما ہین اور ہر قسم کی صنّاعی اور رنگین شیشون سے مُرصّع ہین - دروازے بہت پُر تکلف ہوتے ہین اور صحن مین ایک حوض ہوتا ہے جسکے گرد کھجور کے درخت ہوتے ہین - مکان مین جو خاص کمرہ ہوتا ہے اوسکا فرش اکثر سنگ مرمر کا ہوتا ہے - وسط مکان مین ایک قندیل لٹکایا جاتا ہے جسکے نیچے حوض ہوتا ہے - اضلاع کے حجرون مین رنگین شیشون کی کھڑکیان ہوتی ہین اور دیوارون کی جڑ مین بیٹھنے کے واسطے نیچے نیچے گدّون کی قطار ہوتی ہے - نیچے کے درجے ایک قسم کے نرم پتھر سے بنے ہوتے ہین جو وہان پیدا ہوتا ہے اور اوپر کے درجے جسمین زنانہ رہتا ہے رنگین اینٹون سے بنائے جاتے ہین - شہر بہت محلّون پر منقسم ہے اور ہر محلہ کا احاطہ جداگانہ ہے اور بیچ شہر مین شیل کی

ایک نہر ہے - قلعہ کے اندر پاشا کا محلسرا اور ایک نہایت خوشنما مسجد سفید سنگ مرمر کی ہے - اوسکے وسط مین ایک گہرا کنوان پہاڑ کو کہود کر بنایا ہے جسکا نام بیر یوسف ہے اور غالباً سُلطان صلاح الدین کے زمانہ کا ہے - اِس قلعہ مین سلیح خانہ اور توپ بندوق وغیرہ کے ڈہالنے کا کارخانہ بہی ہے - اِس شہر مین کوئی چارسو مسجدین ہین مگر بعض بہت بوسیدہ اور شکستہ حال ہین - بعد مسجد محمد علی پاشا کے سب سے عالیشان مسجد وہ ہے جو سُلطان حسن کے نام سے موسوم ہے اور قلعہ کے قریب واقع ہے - یہہ مسجد ۱۳۶۱ء مین بنکر طیار ہوئی تہی - اسکا منارہ ۲۸۰ فٹ لمبا تعمیرات اسلام کا ایک عمدہ ترین نمونہ ہے - دروازہ کی محراب سَو فٹ بلند ہے - جب یہہ مسجد طیار ہوئی تہی تو اوسمین بہت خوشنما نقش و نگار و بیل بوٹے کا کام تہا جو عربی طرز عمارت کے ساتہہ مخصوص ہے - مگر اب ہر چیز بیمرمت ہو رہی ہے - کہڑکیان اور آرایشی سامان ٹوٹ پہوٹ گئے ہین - ہر طرف مکڑی کے جالے اور کوڑے کے انبار اور چہت مین چمگاڈر اور ابابیل کے گہونسلے ہین جو سب پُرانی عمارتون کا موروثی ترکہ ہے -

پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت　　بوم نوبت میزند بر گنبدِ افراسیاب

گو دروازہ پر لکہا ہے کہ جوتہ پہنکر اندر نہین جانا چاہئے - مگر اس حکم کی تعمیل اکثر اِس طرح پر کیجاتی ہے کہ جوتے کے اوپر ایک قالب گہانس کا بنا ہوا چڑہا لیتے ہین اور اسطرح جہان چاہتے ہین پہرتے ہین - اِس مسجد کے صحن مین ایک حوض بہی وضو کے واسطے ہے اور ایک گوشہ مین سُلطان حسن کا سنگین مقبرہ ہے -

مسجد طولون (جو ۸۷۹ء مین بنی تھی اپنی قدیمی طرز کی نوکدار عمارتون کے واسطے
مشہور ہے - مسجد سلطان الحاکم ۱۰۰۳ء مین تعمیر ہوئی تھی - مسجد اطہر مین ایک بڑا
مدرسہ یا دار العلوم اہل اسلام کا ہے جسمین بالتخصیص دینی تعلیم ہوتی ہے -
سلطان منصور قلاؤن کی مسجد کے متعلق ایک پاگلخانہ بھی ہے - سب سے زیادہ
صناعی جن عمارات مین پائی جاتی ہے وہ بادشاہی مقبرے ہین - گو خلفاے
بنی امیہ یا بنی عباس کی کوئی قبر قاہرہ مین نہین ہے لیکن چرکس یا برجی مملوکون کی
قبرین وہان موجود ہین جنکے ہاتھہ مین ایک زمانہ مین مصر کی عنان حکومت تھی اور
جنکے سردارون کو محمد علی پاشا نے ۱۸۱۱ء مین ایک دعوت کے حیلہ سے بلاکر
قتل کر ڈالا تھا - اکثر اُمرا کے مقبرون مین ایک کھڑکی ہوتی ہے جسمین سے ایک چشمہ
پانی کا جاری رہتا ہے اور ایک پیالہ بھی وہان رکھا رہتا ہے تاکہ پیاسے
اِس سبیل سے پانی پیکر مُردون کو دعاے خیر سے یاد کرین -

شہر مین ازبکیہ ایک پرفضا مقام ہے جہان پہلے دریاے نیل بہتا تھا مگر اب
وہان کہیت اور باغات ہین اور اوسکے متصل بندرگاہ بلاق ہے جو پیشتر ایک
جزیرہ تھا مگر اب دریا کے کنارہ سے ملگیا ہے - اِسکے اندر روئی کاتنے - کپڑا
بننے - اور اسلحہ بنانے اور ڈہالنے کے بعض کارخانجات ہین اور سرکاری
مطبع بھی یہان ہی ہے جسکو پاشاے سابق نے قایم کیا تھا اور جس سے سیکڑون
عربی و ترکی کتابین اور فرانسیسی علمی تصانیف کے ترجمے شایع ہوئے ہین -
قاہرہ سے تین میل جانب جنوب مصر العتیقہ یعنی قاہرہ قدیمہ ہے جو پہلے

فسطاط کہلاتا تہا - یہہ اوسی مقام پر ہے جہان پہلے بابل مصری تہا جو پطرس حواری کے اول خط مین بیان ہوا ہے اور اسکی طرز عمارات وغیرہ سے رومیون کے قبضہ کے آثار پائے جاتے ہین - قدیمی روایتون کے بموجب یہان کے یہودی معبد کے اندر جو چٹان پہاڑی کی ہے وہ وہی چٹان ہے جسپر انبیائے بنی اسرائیل چڑہکر وعظ کہا کرتے تہے اور خدا تعالی کے احکام سے اپنی امتون کو آگاہ کیا کرتے تہے - اسی لئے یہودی اوسکی بہت تعظیم و تکریم کرتے ہین - اس معبد کی دیوار کے ایک طاق مین صحف موسی کی ایک جلد رکہی ہوئی ہے جسکی نسبت علماے یہود قدیم سے یہہ بیان کرتے آئے ہین کہ اوس قانون کی نقل ہے جو حضرت عزیر نے مرتب کیا تہا - یہان ایک قبطی کلیسا بہی خاندان مقدس کے مصر مین پناہ گزین ہونیکے یادگار مین بنا ہے اور اوسی مقام پر بنا ہے جہان قدیمی روایتون سے اونکا مقیم ہونا پایا جاتا ہے - گو یہہ روایتین زیادہ تر قابل اعتبار نہین ہین لیکن اس عمارت کے قدیمی ہونیکے کئی آثار پائے جاتے ہین - اول تو اوسکے سنگ مرمر کے ستون عبادت کرنے والون کی شانون کی رگڑ سے بہت گہس گئے ہین - دوسرے یہہ کہ راستے کوڑے کرکٹ کے جمع ہونے سے بہت بلند ہوگئے ہین - حتی کہ اب لوگون کو کلیسا مین جانیکے واسطے نیچے اوترنا پڑتا ہے حالانکہ سابق مین اوپر چڑہنا پڑتا ہوگا - یہہ قاہرہ قدیمہ ۶۴۳ء مین مصر کا دار الحکومت بنایا گیا تہا جبکہ خلیفہ ثانی کے زمانہ مین عمرو ابن العاص نے اوسکو اول مرتبہ فتح کیا تہا - چنانچہ مسجد عمرو ابتک موجود ہے - قاہرۂ

قدیمہ مین زیادہ تر قبطی لوگ آباد ہین جو مذہب عیسوی رکہتے ہین اور مصر کی قدیم قومون مین سے ہین - اسکے محاذ مین جزیرہ رَودہ اور مقیاس النیل واقع ہے - دریا کے پار لبیہ کے ریگستان مین دبے ہوئے پرانے شہر ممفس کے آثار پائے جاتے ہین جہان رامیسس ثانی کی عظیم الشان مورت تین ہزار برس کی چوکیداری کے بعد زمین پر پڑی سوتی معلوم ہوتی ہے -

قاہرہ کی تجارت گو ابہی بہت عمدہ حالت پر نہین ہے لیکن تاہم اچہی ہے - چونکہ یہہ مقام مکہ کے ایک بڑے کاروان کا مرکز ہے اسلئے یہان وسط افریقہ سے گوند اور خاکِ طلا - شمالی افریقہ سے بعض اقسام کے روغن اور پارچہائے ادنی اور اسکندریہ سے یوروپ کی مختلف اشیاء آتی ہین - اور عرب و ہندوستان کی قہوہ - عطریات - گرم مصالحہ - اور شالون سے اونکا مبادلہ ہوتا ہے - شہر کے تمول کی وجہ سے اضلاع قرب و جوار کے پیداوار ابہی بکثرت آتے ہین - علاوہ اسلحہ کے کارخانہ کے یہان شورہ - باروت - قندیلہائے آبگینی - اور پارچہ بافی کے کارخانے بہی ہین -

ریگستان کے قرب اور سمندر کے بُعد کی وجہ سے قاہرہ مین گرمی کسیقدر زیادہ ہوتی ہے اور بعض بیماریون اور وباؤن کا شیوع بعض مختص المقام اسباب کی وجہ سے ہوتا ہے جنکا انسداد شہر کی صفائی کی ترقی سے ہوسکتا ہے - شہر کی آبادی قریب دو لاکہہ کے ہے جنمین ۱۲۱۰۰۰ مسلمان - ۶۰۰۰ قبطی ۴۰۰۰ یہودی - اور باقی فرنگی یونانی و ارمنی ہین -

شہر قاہرہ ۹۶۹ء مین آباد ہوا تہا اور اوسکا بانی خلیفہ فاطمی المعز باللہ تہا۔ اِسکی وجہ تسمیہ یہہ بیان کیجاتی ہے کہ اسکی بنا کے وقت مریخ جسکو قاہر بہی کہتے ہین عروج پر تہا۔ اِسی لئے اِسکا نام قاہرہ رکہا گیا۔ اِسکا مستحکم قلعہ صلاح الدین اعظم نے ۱۱۷۶ء مین اس غرض سے بنایا تہا کہ اہل فرنگ کے متواتر حملون کی کامل روک ہوجاے جنکے مذہبی تعصب جوش و خروش نے اونکو اوسوقت اسبات پر آمادہ کردیا تہا کہ بیت المقدس کو جو حضرت مسیح کا مولد و مدفن ہے جسطرح سے ہوسکے مسلمانون کے قبضہ سے نکال لینا چاہیئے۔ اِسلئے تمام یوروپ کی عیسائی قومون نے جنمین اہل فرانس۔ انگلستان۔ آسٹریہ۔ جرمنی۔ اٹلی وغیرہ سب شامل تہے۔ بعزم جہاد چند مرتبہ خروج کیا اور بعض اوقات مسلمانون کے ساتہہ باوجود اپنے مشہور دفوق العادہ اخلاق عیسوی کے بہت ظلم و زیادتیان بہی کین۔ مگر بیشمار خونریز لڑائیون کے بعد صلاح الدین نے اونکو شکست فاش دیکر مغلوب و منتشر کردیا اور اِن مغلوب و ظالم دشمنون کے ساتہہ ایسا سلوک کیا جو اہل اسلام کے شایان تہا اور جسکے قائل مورخین یوروپ بہی ہین۔

بدی را بدی نیک باشد جزا ؛ اگر مردی "احسن الی من اسا"

۱۱۷۶ء مین قاہرہ کا ایک حصہ بعض جنگی مصالح سے فرنگی حملہ آورون کی روک کے واسطے جلا بہی دیا گیا تہا مگر صلاح الدین نے پہر اوسکو اصلی شکل پر کردیا۔ قاہرہ مین مختلف خاندانون نے فرمانروائی کی۔ یہانتک کہ ترکی سلطان سلیم اول نے ۱۵۱۷ء مین اوسپر تسلط کیا۔ ۱۸۴۷ء مین ایک زلزلہ

عظیم نے اوسکو غارت کردیا - ۱۷۹۸ء مین فرانسیسون نے اوسپر
قبضہ کرلیا - مگر ۱۸۰۱ء مین انگریزون نے اوسکو پھر چھین لیا اور
خدیو مصر کے حوالہ کردیا -

محمد ابو الحسن از حیدر آباد دکن

رایچور

یہہ قصبہ بہت قدیم ہے قلعہ اور ضلع کا مستقر ایک ہی مقام پر ہے - ۱۶ دگری
۱۲ منٹ ۲ سکنڈ شمالی عرض البلد اور ۷۷ دگری - ۴۷ منٹ - ۳۷ سکنڈ طول البلد
پر واقع ہے اور اسوقت کے آبادی کا تخمینہ قریب ۲۴۰۰ ہزار کے ہے -
ڈاکٹر اوپرٹ سنسکرت پروفیسر پریسیڈنسی کالج مدراس نے ایک کتاب جنوبی ہندوستان
کے کتبون کے نسبت لکہی ہے جسمین اونہنے ایک کتبہ کا عکس معہ ترجمہ کے دیا ہے
جو قلعہ کے اندرونی دیوار پر پایا گیا تہا - اس کتبہ سے معلوم ہوا کہ قلعہ کا تعمیر کنندہ
گورے گنگایاردی وردہ تہا جسکی اوسمین بہت کچہہ مدح وثنا ہی ہے اور اوسکو
رودرا دیو کا داہنا بازو بتلایا ہے کتبہ کا زمانہ سنہ ۱۲۹۴ عیسوی ہے - گورے گنگایا
جسکا تذکرہ اس کتبہ مین ہے - خاندان کنکتیا کے راجہ موسومہ پرتاب رودرا دیو
کا وزیر اعظم اور سپہ سالار تہا جو اس زمانہ مین ورنگل مین حکمرانی کرتا تہا - چنانچہ اس
کتبہ کا ترجمہ خاتمہ پہ درج ہے - مسلمان مورخون نے پرتاب رودرا
کا نام لدر دیو لکہا ہے - سنہ ۱۳۲۳ء مین الف خان جو بعد کو محمد تغلق کے نام سے
ملقب ہوا اسکو گرفتار کر کے دہلی لیگیا جہان بعد کو مخلصی ہو گئی -
جب خاندان بہمنیہ کے سلاطین زور شور سے گلبرگہ مین حکومت کر رہے تہے
اسوقت رایچور انکے سلطنت کا نہایت مضبوط سرحدی قلعہ تہا - اس خاندان کے پہلے

رایچور پر وزیانگر کے راجاؤن کا قبضہ تھا جنہوں نے اسپر دوبارہ قبضہ حاصل کرنے کے سلئے مکرر سہ کرر حملے کئے چنانچہ پہلا حملہ ۱۳۳۳ء مین ہوا جبکہ احمد شاہ ولی البہمنی کے بہائی نے بغاوت اختیار کی اور بامداد راجہ وزیانگر رایچور و دیگر قلعہ جات واقع دوآب پر قبضہ کیا۔ بادشاہ نے قابل تعریف مہربانی سے اپنے بہائی محمد خان کو معاف کرکے رایچور اور اوسکے توابعات کا حاکم مقرر کردیا۔ چنانچہ وہ بہت سال تک وہان قیام پذیر رہا۔ کرنل میڈوز ٹیلر نے اپنی کتاب موسومہ اسٹوری آف مائی لایف کے صفحہ ۲۴۴ مین نہایت صحیح لکھا ہے۔ کہ رایچور قدیم زمانے مین مغربی ہندوا ور جین خاندانون اور مسلمان و ہندو حکمرانون کا رزمگاہ رہا ہے عبدالرزاق سفیر خراسان جو ۱۴۴۲ء مین یہان آیا ہے اپنے روزنامچہ مین لکہتا ہے کہ رایچور اور دریائے تنگ بہدرا کے درمیان تین خونخوار جنگین راجہ وزیانگر اور احمد شاہ ولی البہمنیہ سے ہوئین۔ ان دونون حکمرانون مین اور بہی بہت سی خفیف جنگین اس مقام پر ہوائین۔ پندرہوین صدی کے آخر مین جبکہ بہمنی خاندان مین انحطاط ہوا تو رایچور بیجاپور کے خاندان عادل شاہی مین ملحق ہوگیا۔ ۱۵۱۹ء مین مختار حکومت وزیانگر نے رایچور و دیگر قلعات واقع دوآب پر پہر قبضہ کرلیا۔ بیجاپور کے بادشاہ اسمعیل عادل شاہ نے اوسکی واپسی کی ناکامیابی کے ساتہہ کوشش کی۔ اور رایچور وغیرہ چند سال تک وزیانگر کے ماتحتی مین رہا اورنگ زیب نے بعد غلبہ یابی سلطنت گولکنڈہ اور بیجاپور کے رایچور کا محاصرہ کیا بعد حضرت نواب آصف جاہ نظام الملک اول نے اسکو

خدمت کا جائزہ لیا۔ من بعد از روے معاہدہ ۱۸۵۳ء رایچور دوآب معہ
چند دوسرے اضلاع کے برٹش گورنمنٹ کو حوالہ کردیئےگئے۔ لیکن ۱۸۶۰ء مین
یہ اضلاع پہر واپس ملے۔ رایچور خوبصورتی سے گوشہ جنوب و مغرب سلطنت
نظام مین درمیان دریاے کرشنا اور تنگ بہدرا کے واقع ہے۔ ڈاکٹر اوبرٹ
کے تصویردار کتاب مین قلعۂ رایچور کا مفصل حال مسٹر سیتا ایم اے ایم ای
متعلقہ مدراس ریلوی نے لکہا ہے جسمین سے ہم مفصلۂ ذیل انتخاب کرتے مین
قلعہ کی عام وضع تو چوکور (مربع) ہے مگر جنوبی گوشہ گول کردیا گیا ہے اور
جنوبی اور مشرقی دیوارین باہر کیطرف ترچہی کردیگئی ہین۔
محافظت کے لئے تین طرف موٹے موٹے مضبوط پتہرون کی دیوارین ہین
اور دیوارون کی زاید مضبوطی پشتون سے کیگئی ہے اور پشتون کے گرد خندق
ہے۔ چوتہے طرف کی محافظت ۲۹۰ فٹ بلند ڈہالو چٹان سے کیگئی ہے
اور زاید محافظت کے لئے ایک اور دوہری دیوار سنگین بنادیگئی ہے
اس چٹان اور دیوار محاصرہ کے درمیان مین ایک قطع زمین ہزار گز طول
اور چہہ سو گز عریض ہے جس ایک حصہ آبادی کا ہے۔ بیرونی دیوار کے
پشتے پر جو کتبے ملے ہین انسے معلوم ہوتا ہے کہ اندرونی دیوار کے کئی
سو برس کے بعد یہہ دیوار تعمیر ہوی ہے اور اندرونی دیوار کی تعمیر جیسا کہ اوپر
بیان ہوا ۱۲۹۴ء مین ہوی۔ بیرونی دیوار اسوقت تعمیر ہوی جبکہ رایچور پر
بیجاپور والون کا تصرف ہوا۔ مسلمانون کے کتبے جو کئی موقعون پر اتمام کار رہائی

پر لگائے گئے ظاہر کرتے ہین کہ تعمیرات سنہ ۱۵۶۳ء سے سنہ ۱۶۱۹ء تک رہی بیرونی
دیوار کے بہ نسبت اندرونی دیوار زیادہ ہوشیاری اور مضبوطی سے بنی ہے
اس دیوار مین بہت وزنی اور طول طویل تپہر لگے ہین کہ ان مین سے اکثر ۱۲ فٹ
لمبے اور ۱۰ ٹن وزنی ہین۔ اور چند تو اس سے دوچند وزن کے ہین۔ کوئی گارہ
اس دیوار مین نہین لگایا گیا۔

منجملہ نہایت تعجب انگیز باتون کے جو فن تعمیر مین یہان دکہلائی گئی ہین ایک یہہ ہے
کہ بہت سے موقعون پر دیوارون کے دراز چوٹی پر پہونچکر ترچہی اور ناہموار
کردئے گئے ہین اور جو تپہر بلندی پر ایسے موقعون پر لگائے گئے ہین انکو اس
طرح کاٹا ہے کہ اوس ناہمواری سے مناسبت رہے۔ اس قسم کے کام سے
ضرور ہے کہ بوقت تعمیر نہایت سخت مشقت اور محنت اٹہانی پڑی ہوگی
جبکہ یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ ایسے بڑی وزنی تپہرون کو اسقدر بلند اٹہا اٹہا کر
اسطرح جمانا ہوا ہوگا۔ پہاڑی یعنے قلعہ کے چوٹی سے شہر اور جوار شہر کا نہایت
خوشنما منظر ہوتا ہے۔ یہان پر ایک پرانی توپ ۲۰ فٹ ۴ انچ لمبی ہے
لیکن اوسکا پہیہ اڑادی گئی ہے۔ تین تین لوہے کے بندہن سے ۱۲ آہنی
چہڑون کو اکٹہا باندہکر یہہ توپ بنائی گئی ہے۔ مین نے خود اس قلعہ کو
دیکہا بالاحصار پر جو مسجد ہی وہ قریب انہدام کے ہے اور بالاحصار پر سات قبرین ہین
سنتے ہین کہ یہہ سات عورتین زندہ دفن ہوگئے ہین۔

جو کتبہ دیوار پر ہے وہ ایک ایسے جسیم تپہر پر ہے جسکا طول ۱۴ فٹ ۵ انچ

اور ۳ فٹ دبیز ہے - ایسا بڑا پتھر کوی اس قلعہ مین نہین ہے - تحریر ۳ فٹ
لمبی اور ۲ فٹ چوڑی ہے اور تیلیگو زبان مین لکہا ہوا ہے حروف اس قدر
مٹ گئے ہین کہ قبل عکس لینے کے انکو اچہی طرح رنگ دینا پڑا تہا - بڑے
پتھر کے پاس جسپر تحریر کندہ ہے ایک اور چہوٹا پتھر ہے جسپر بہت سے تصاویر
بنے ہین اور جس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے بڑے بڑے اور موٹے پتھر
اپنے موجودہ موقعون پر کیونکر پہونچائے گئے - ایک چوپہیہ گاڑی ہے جسپر
پتھر لدے ہین اور کئی جوڑ بیلون کی انکو کہینچ رہے ہین - پتھر گاڑی پر ڈہالو
رکہا ہوا ہے اور گاڑی کے باہر بیل کی گردن پر نکلا ہے - ایک آدمی
پتھر کے آگے بیٹہا ہے اور ہاتہہ مین چابک اور باگ لئے ہے - دوسرا
آدمی وسط گاڑی مین اور تیسرا آخر مین بیٹہا ہے اور یہہ دو نون اور لوگون
کو جو گاڑی ڈہکیل رہے ہین للکارتا ہے اور زور کرنے کے لئے ترغیب
دے رہا ہے لیکن یہہ تصاویر کچہہ عمدہ قسم کے نہین ہین - ایچور اس قلعہ کے
مشرق مین ہے اور اسکا کچہہ حصہ دور قلعہ کے بیرونی دیوار کے اندر واقع
ہے - شہر خوش قطع سڑکین کثیر ہین

مدراس ریلوے اور جی آی پی کا آخری اسٹیشن اور یہی جنکشن ہے ریل سے
تجارت کی بہت ترقی ہو رہی ہی اور نیز یوماً فیوماً آدمیون کی تعداد مین ترقی ہو رہی ہے
بالمشافہہ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ زمانہ سابق مین قلعہ سے ہر ایک
برج پر تین تین توپین تہین جو عملداری کمشنری مین توڑ دئیے اور برج بہی جا بجا شکستہ

کردی گئے - رائچور کی جامع مسجد نہایت عمدہ اور قابل دید ہے خصوصاً مسجد مین جو منبر رکھا ہوا ہے وہ قیمتی سنگ سیاہ کا بنایا ہوا ہے - رائچور کا بازار تقریباً ڈیڑھ میل طول ہے اور بکثرت تجارت ہوتی ہے محبوب بازار جو نواب یار جنگ بہادر کے سعی سے تعمیر ہوا ہے وہ اسٹیشن ریلوی کے متصل ہے یہان کا باغ عامہ بہی عمدہ حالت مین ہے - مولوی عبد القادر صاحب داروغہ صفائی باغ کے آرائش و رہر دلعزیزی مین بہت مصروف رہتے ہین - اکثر سیاح نو وارد نورنگ دروازہ کو دلچسپی سے ملاحظہ کرتے ہین یہان کا سنگین ہاتھی بہی قابل تعریف تراش و دلکشی سے خالی نہین ملیح آباد جو اس مقام سے دو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے وہان مینے بچشم خود دو ہاتھی اسی قواش تراش کے دیکھے - انکا قد و قامت اور خوشنما تراش بہت دلچسپ ہے - ملیح آباد کا پہاڑی قلعہ جسکی سیر مینے بمعیت مسٹر عبد العلی فرزند شیخ داؤد صاحب تعلقدار مرحوم کی بظاہر دلچسپ نہ تہا - مگر تفریح سے خالی نہین چنانچہ پہاڑ پر ایک گوٹی یعنے درہ واقع ہے جو زمانہ سابق مین اکثر غارتگرون کا مسکن رہا ہے - اس گوٹی کے اندر جو دیوارین غارتگرون نے اپنے بود و باش کے لئے تعمیر کی تہین وہ ابتک موجود ہین ہمنے آگ روشن کرکے ان تمام مقامات کو دیکہا جو دور دور تک کے سرنگون مین وہ غارتگر چہپ سکتے تہے - اس پہاڑی کے صعود و ہبوط کا تجربہ قابل یادداشت ہمارے دوست مسٹر عبد العلی صاحب کو خوب ہوا ہے -

رایچور بلکہ گلبرگہ اور لنگسگور تک عوام الناس کی زبان بالکل کنٹری ہے۔
اور یہان کا دفتر مرہٹی ہے جسکو کوی مناسبت نہین۔ مجبوراً مدارس مین بہی مرہٹی
کی تعلیم ہوتی ہے۔ معلوم نہین کہ مرہٹی زبان کو کس حیثیت سے ترجیح دیگئی کہ
ملکی زبان پر تفوق ہوا پارسی تعلقدار اور پونے کی برہمن جو زبان کنٹری سے ناواقف
تہے ابتدائی ضلع بندی (انتظام ۱۲۸۲ ہجری) مین یہان مرہٹی زبان اپنے ساتہہ
لاتے اور دفاتر سرکاری مین جاری کردیا جسکو ۲۵ سال گذرے۔ یہہ زبان
عام رعایا و اجرای کاروبار دفاتر کے لئے ایک مصیبت اور بلاے جان ہے
مفصلات مین تو نہایت ہی دقت کسی حکم سرکاری وغیرہ کے سمجہنے مین ہوتی
ہے اگر سرکار عالی اس ضرورت کیطرف متوجہ ہو اور مرہٹی زبان کو ان
اضلاع ثلاثہ سے اٹہا دے تو رعایا پر کمال احسان ہوگا۔

رایچور کسی مصنوعات قدیمانہ کے لحاظ سے کچہہ فخر نہین کرسکتا۔ صرف
یہان کے سرخ اور سبک جوتے اور مٹی کے برتن شہرت یافتہ ہین۔
یہان حضرت شاہ عالم قدس سرہ کا عرس بڑے شہرت کے ساتہہ ہوتا ہے
لیکن مجہے بذات خاص شرکت کا موقع نہ ملا۔ لیکن نارگڈی کی جاترا جسکو
مینے قمر الدین حسین صاحب کے ہمراہ دیکہا ہے دلکش اور قابل تعریف ہے
اس جاترا مین اشیاے زراعتی کی تجارت بہت کثرت سے ہوتی ہے
جاترا کا مقام دریاے کرشنا کا ایک جزیرہ ہے جو نہایت پرفضا اور خوشگوار
ہے غالباً صوبہ جنوبی مین اس نارگڈہ یا انارگڈہ سے بہتر کوی دلکش مقام نہین ہے

بارش مین تو اس جزیرہ تک رسائی ہو نہین سکتی مگر ایام گرما مین یہہ مقام قابل سیر ہے
رایچور کے بازارون مین سکہ قیصری رائج ہے حالانکہ سرکاری تحصیل
مین بالکل سکہ حالی لیا جاتا ہے۔ اور خوردہ (پیسہ) عموماً بازارون مین
انگریزی مستعمل مین ہین۔ سرکاری تحصیل کے زمانے مین ساہو کارون اور بیوپاریون
کو تبادلہ سکہ سے بہت کچہہ نفع اور رعایا کو نقصان ہوتا ہے۔ اگرچہ سرکار عالی
سنے حفاظتاً بہت سی گشتیان جاری کین اور تشددات ہوے مگر خاطر خواہ
نتیجہ برآمد نہوا۔ رایچور زمانہ قدیم سے سکون کے لئے مشہور ہے۔ سلطنت
بہمنیہ مین جب یہان کے ساہو کارون نے سکہ شاہی گلاکے سکہ راجگی قدیم کو
مستعمل کیا تہا۔ اسوقت ہی ساہو کارون پر سخت بلا نازل ہوی تہی۔ حکماً
بہت سے ساہو کار سپرد دایہ اجل ہوے۔ سکہ ایک تجارتی شئے ہے بیوپاریون
کو اختیار رہونا چاہئے کہ جو سکہ چاہین استعمال کرین۔ سرکار کو اختیار ہے کہ اپنے
سکہ کو مالگزاری مین لے یا تجارتی اصول کے لحاظ سے خود سکہ کی قدر و قیمت
بڑہادین کہ عموماً وہ سکہ مروج ہو مگر خواہ مخواہ استعمال سکہ کے لئے سختی کرنا بے سود ہے
اسوقت رایچور بلکہ عموماً سرکار عالی کے ممالک محروسہ مین تعلیم کی روز افزون
ترقی ہو رہی ہے علاوہ معمولی مدرسون کے تعلیم نسوان کے لئے بہی جابجا
مکاتب قایم ہوے ہین لیکن مدرسہ نسوان کے قایم کنندہ اسوقت مسٹر سما
چارلو صدر مدرس گلبرگہ ہین چنانچہ یہہ نیک نہاد جنٹلمین نے اپنے ذاتی خرچ
سے رایچور مین ایک مدرسہ قایم کر رکہا تہا مگر حال مین خود رایچور انکر ایک مجلس

منعقد کی تا کہ مدرسہ نسوان کے متعلق مستقل آمدنی کی بنیاد قائم کیجاسے۔
مولوی سید امر اللہ شاہ صاحب تعلقدار علاوہ اعانت منہبی کے مدرسے کے
فرنیچر اور لوازم ضروری کے کفیل ہین اور بزور انعقاد مجلس حسب خاص سے
پچاس روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے - مجہکو بہی اس مجلس کی شرکت کا افتخار
ہے - ہم زیادہ تر مسٹر نرسما چارلو کے مداح ہین کہ مدرسی کی حالت مین بہت
کوشش اور خرچ خاص سے ایسا اہم کام اپنے ذمہ لیا ہے۔
منچرجی صاحب انجنیر شکریہ کے ساتہہ یاد کرنیکے قابل ہین کہ اپنے کمالات
سے نہایت محظوظ کیا - اگرچہ مجہکو بارہ برس سے نیاز حاصل تہا مگر آپ کے عبور
علم موسیقی سے مجہکو علم نہ تہا - واقعی آپ کا وجود بحیثیت اس علم کے غنیمت زمانہ
ہے - آپ کے اس تبحر کی کیفیت کپتان بنی فشنو کے دعوت مین معلوم
ہوی جسکا مشکور ہونا بہی ضروری ہے خاتمہ پر اسبات کا ظاہر کر دینا لازم ہے
کہ نواب یار جنگ بہادر صوبہ دار سمت جنوبی کے حسن تدبیر سے رایچور نے بہت
کچہہ ترقی پائی ہے - یہہ ہر دل عزیز عہدہ دار گلبرگہ اور رایچور مین بہت عرصہ
تک مشہور رہینگے ۔

حسن

ترجمۂ کتبہ کنڈی واقع

دوسری فصیل قلعۂ رایچور

از کتاب انگریزی

مترجمہ رای بہاگوت پرشاد مددگار عدالت رایچور

مرحبا ایسے شخص کو جو جامع ہے تمام نیک خصلتون کا - معدن جواہرات
ممتاز شوکت اور فیاضی مین - غضبناک بہادران قدیم مین - تند خو مرد انکی مین
خاوند شہر کا کھیاز کا جسکی دلیری تسلیم کی گئی ہے لڑائی مین - والی عمدہ شہر کپالرو
کا - خاص ہمجلیس و مشرک بہادری کی دیوتانی کا - کرنو نکا آفتاب ہنسلو خاندان کا
غضبناک میدان جنگ مین - نہایت جوانمرد - معزز و گرامی سردار دونون
فوج مین - دلیرون مین ایک دلیر - غنیم مفتوح مثل گنڈا ابہرنڈا - افضل سردار اپنے
دشمنون مین - اوسنے فتح کیا تیرہون کو - وہ اپنے پیر مین شکست یافتہ
لڈکا راجون کی تصاویر بنی ہوئی توڑی پہنتا ہے - وہ تمام عالم مین ایک بے نظیر
جوانمرد ہے وہ پہنتا ہے ایک خوبصورت اور چمکدار تاج - وہ ہمیشہ جلال مین
رہتا ہے - اوسکا اصلی گاڑی ہانکنے والا وہ ہے جو اپنے کلغی مانند چاند
کے رکھتا ہے وہ تعلیم دیتا ہے [illegible] اور مغرور گہوڑون کو - وہ لوٹا ہی
ایسے بہادر کا جو نہین ہٹتا ہے میدان جنگ سے - ایسا بہادر جسنے جنگ
مین دشمنون کے سر کاٹے - بہادر جسنے کاٹا سر بلا سونا کا - بہادر جسنے کاٹا سر

شاہ گنڈر کا۔ بہادر جسنے کاٹا سر لکی نایک کا۔ بہادر جسنے کاٹا سر کاسی نایک پدی پلی کا۔ بہادر جسنے کاٹا سر کیسی نایک کندرو کا۔ وہ بے نظیر ہے اپنے قہر لازوال اور جلال بے دود مین۔ وہ جنگ مین رام کی مانند ہے۔ وہ شب کے وقت لے گیا ہے خزانہ سرای راک نایک زمیندار شہر گیون تونڈا کا جو واقع ہے جانب ملک تروالہ کدوکے۔ وہ مشہور ہے اپنی فطرتی تیزی اور ذکاوت کے لئے۔ وہ کوٹا یم ماڈی ریا کی گردن کی کشہان تقسیم کرتا ہے۔ وہ پہنتا ہے روانہ کوٹ اور ہانکتا ہے گہوڑرون کو ریشمی کوڑی سے۔ وہ بہی نیک فعال اور ردور ما کی سید ہے ہاتہہ کی چہڑی ہے اوسکی شہرت ایسی ہے جیسا کہ برہما کے انڈے کا چہلکہ بہر ہوا ہے جواہرات کے صندوق کی مانند۔ وہ نازان ہے اپنی قوت پر وہ پرستش کرتا ہے پاک متبرک وجگدار قدم سومناتہہ دیوتا کے وہ فتح کرتا ہے فوج دشمن کو۔ وہ واقف ہے تمامی مہم اور معاملات پولیٹیکل سے مثلاً دوستی وغیرہ کی تجدید کرنا۔ جس زمانہ مین کہ یہہ مشہور اور نامی گرامی گوڈ گنگیا ریڈی بمقام پورانیا پورہ اپنی سلطنت مین امن وامان سے حکمرانی کرتا تہا۔ اوسی زمانہ مین راجہ وٹہل ناتہہ نے۔ جو زینت دیا گیا ہے ستودہ صفات اور خوبیون سے اور پرستش کرتا ہے متبرک وجگدار قدم سری ناراین دیوتا کے۔ اور فتح کرتا ہے غنیم کی فوج کو۔ اپنی سلطنت کو خطرہ خاص اور عظیم سے بچانے اور اپنے رعایا کو محفوظ رکہنے کی غرض سے

ادہوانی تمکا وگلد ہلوا قلعون کو فتح کرکے راکٹرو یعنی (رایچور) کے
طرف عنان عزیمت پہیری اور جب امن وآمان سے حکمرانی کرنے لگا تب
اپنی رعایا کی حفاظت کے واسطہ ماگہہ سد دسوین یوم یکشنبہ اخیر شاکہہ
۱۲۱۶ مطابق جیٹہ نام سمت چہری ۱۲۱۷ وموافق سنہ ۱۲۹۴ عیسوی حصاری
قلعہ تعمیر کیا ۔ مبارک ۔ مبارک ۔ مبارک ۔

بقیہ قلعہ گوالیا

ایک سوتی ہوئی عورت کی آٹھہ فٹ لمبی مورت ہے جو بالضرور کسی قسم کے نشہ کی حالت مین آہستہ آہستہ مسکراتی ہے اور یہہ سوچ رہی ہے کہ اوسکے بائین ٹانگ اوسیکی جسم کے نیچے دہر اگئی ہے اور گھٹنے کے طرف جھک گئی ہے سب سے زیادہ عمدہ تصویرین مشرقی جانب ہموار اور لمبے پہاڑی پر ہین اور جو کل دیوار پر نصف میل تک مسلسل رکھی ہین - انہین سے بعض معمولی دیوتاؤن کی تصویرین ہین اور دوسری جین لوگون کے معبودون کی تصویرین ہین - مگر ان چیزون کو بغور دیکھنا آسان نہین ہے کیونکہ بدقسمتی سے سیاحون کے پاس ہوکے بیراگیون اور چیتھڑے لپٹے رہنے والے جوگیون کا فوراً ہجوم ہو جاتا ہے ان پرہیزکار باکباز حضرات کا تقدس بیشک اعلی درجہ کا ہوگا بشرطیکہ اونکے جسمون کی گندگی سے نتیجہ نکالا جاسے - سخت تقاضا اور شور برپا کرنے والے فقیر جمع ہو جاتے ہین جنکو پورے طور سے یقین ہے کہ انگریزون کی خلقت محض انکے شکار کے لئے ہے -

تفریحانہ اور دماغی قوت والے ایک امر خفیف مگر لطیف بیان اور ملاحظہ کرینگے یعنے ان مورتون مین جہان کہین خالی جگہہ ہے وہان بڑا ور جنگلی شہد کی مکھیان بڑے بڑے چھتے لگائے ہین بعض اوقات ان مقامون پر بہی یہہ تکلیف دہ مکھیان اپنا مامن بنایا ہے جہان مورتون مین سر ہونا چاہیئے یہہ مکھیان ان تکلیف دہ بیراگیون

سے کم نہین ہین جو یہان سیاحون کو ستاتے ہین بلکہ بعض اوقات یہہ مکھیان ان مقدس لوگون کو بلا خیال اونکے تقدس کے اور گندگی اجسام و پارچہ کے ایسا سر توڑ بھگاتے ہین کہ پناہ ملنی مشکل ہوتی ہے۔

گو ایسا رین قبرون کی ایسی قطار ہے کہ سیاحون کو سخت تکلیف ہوتی ہے اوسکو کھینچتے کھینچتے جو کچھہ آرام ملتا ہے تو وہ وہی مقام جہان نگران اور منتظم رہتے ہین قدیم ہانشکے ہندؤن نے ضرور دفن ہونا پسند کیا ہوگا۔

باستثنا سے تاج محل کے جو غالباً تمام دنیا مین سب سے زیادہ دلچسپ اور بے نظیر عمارت ہے یہان کے مقابر عبرت انگیزی کے ساتھہ نہایت دلچسپ اور صاف بنے ہوئے ہین ایک مربع عمارت جو کم و بیش منقش اور آراستہ ہے اور اوسکے اوپر ایک خوشنما گنبد بنا ہوا ہے یہہ عمارت چھوٹی اور سوکھی درختون کے درمیان مین ایستادہ ہے اوسکے اندر ایک صندوق رکھا ہوا ہے جسکے نسبت بڑے طول طویل اور پیچیدہ قصہ مین ایک شاہ صاحب کا بیان کیا جاتا ہے اور کیا جاتا ہے کہ وہ اس صندوق مین نہین ہین اصل ہے کہ ہندوستانیون کو کسی ہوادار سایہ مین لمبی نیند لینا بہت پسند خاطر ہے زمین پر کا صندوق محض یقین دلانیکے لئے ہے اور نعش کسی دوسرے جگہہ صندوق مین جیت پر رکھی ہوئی ہے۔

ایک خاص قبر جسپر علی العموم بیان خیال رجوع ہوتا ہے اکبر اعظم کے زمانے مین بنی ہے جو خود آگرہ سے دس میل کے فاصلہ پر ایک باغیچہ مین آسمان و زمین کے

درمیان (یعنے بہت بلندی پر) مدفون ہے یہہ عمارت چورخی ہے جسپر شش رخی
برجیان چہار کونون پر بنی ہوی ہین - زیادہ تر خوبصورتی اُن کہڑکیون سے ہر
جو اگرچہ سنگ مرمر سے کاٹکر بنائی گئی ہین مگر انپر ایسے خوبصورت محراب بنے ہیے
گویا جالی کا کام کیا ہو - چونکہ دیوار سب چوڑی ہے اور آستان بہی بہت وسیع
ہین اسلئے میدان سے جہان ڈاک بنگلہ مرکز حرارت مین تباہی اوپر اُس مقام مرتفع
سے نہایت مسرت اور خوشی ہوتی ہے - ڈاک بنگلہ اس موقع پر مسافرون کے پاس
اِس غرض سے بنا ہے کہ اوپر کافی طور سے یہان کو لوگون سے جو چوری وقزاقی
مین مشاق ہین پوری محافظت نہین ہے -
خوش قسمت وہ ہے جو بعض ان کاروان سراون کے جنمین سامان عیش و
آرام بہت کم ہے مہاراجہ سیندیا کا مہمان ہو کیونکہ اگرچہ مہاراجہ صاحب
پولٹیکس مین بہت قوی مین لیکن گورنمنٹ برطانیہ کے باجگذار مین سیندیا
جسکو مین خوب جانتا ہون اور جسنے میرے ساتہہ بہت مہربانی سے پیش آیا وہ
شخص ہے جسکو ابہی انتقال کئے ہوے بہت مہینے نہین گذرے اور جو تمام عمر
انگریزی سیاحون کا بڑا شفیق میزبان رہا ہے اسمین شک نہین کہ سندیا اپنے
آخری دور مین پورا انگریز تہا - انگریزی اشیا اوسکی نظرون مین ممتاز تہین
سیاح بشرطیکہ انگریز ہو پوری اعانت و دوستی کا مزا دیکہتا ہے مین مہاراجہ
سیندی کا اسوقت مہمان تہا جبکہ تفویض قلعہ کی گفتگو ہو رہی تہی اور بہت
کچھہ اس کارروائی مین خصوصیت رکہتا تہا - اِسمین ذرا بہی شبہ نہین کہ ایک ایسی

خیر خواہ مرہٹہ کے لیئے یہہ امر کسقدر دوامی نفرت کا تہا کہ جب ایسا جلیل القدر رئیس
اپنے محلات کیطرف نظر اٹہاتا ہے تو سب کے پہلے انگریزی توپون کے منہہ
اُسکیطرف دکہلائے دیتے ہین - یہہ توپین انگریزی توپخانہ قلعہ سے سیندہیے مہاراجہ
کیطرف لگی ہوی تہین - جس سے ہر دم دہمکی ظاہر ہوتی تہی اور اگرچہ خاموش تہین
مگر زبان حال سے بہت خوف دکہلاتی تہین - لیکن واقعات غدر کے لحاظ سے
جو ابتک تازہ بتازہ لوگون کو یاد ہین ایک ایسی باموقع قلعہ کا کسی دیسی رئیس کو حوالہ
کردینا کیسا ہے - ممکن ہے کہ جانشین مہاراجہ سیندہیا (یعنے موجودہ) دلیپ سنگہ
کیطرح انگریزون کا دشمن ہوجاے اور یہی قلعہ کسی آیندہ مصیبت مین دشمنون کا رزمگاہ
قرار دیا جاے - یہہ بہید کی بات مجہکو چہاونی کے ایک فوجی جنٹلمین سے معلوم ہوی
اس زمانہ مین جبکہ رفتار ترقی بہت عجلت سے ہے حالتین بہی بہت جلد تبدیل
ہوتی ہین - ایک زمانہ وہ تہا کہ یہہ قلعہ کیطرح قابل تسخیر نہین سمجہا جاتا تہا اب نئے
طول طویل توپخانہ کے بدولت گرد کی پہاڑیون سے اسی پر حکومت ہوتی ہے -
اب کرپ یا ورث درجہ کی نئی توپین گوالیار کے قلعہ کو ایک دم مین پاش پاش
کرسکتی ہے - پس ہر ایک دور مین مدبر وائسرا کا کام تہا کہ چالاک سیندہیا کے
پہلو سے یہہ کہٹکا ہوا کانٹا نکال لے - تاکہ اپنے آزمودہ اور مستقل خیرخواہی کا صلہ پائے
جس سے دوسرے رئیسون کو رشک پیدا ہوا اور جنکو پر امن طریقہ سے رہنے مین
اس معاملہ سے ایک عمدہ سبق حاصل ہو کہ کیونکر بغیر کسی طرح قلعہ یا مقام مفوضہ کو
ضرر پہونچائے رہ سکتے ہین - گوالیار اپنے پہلے قابض کے قبضہ مین واپس دیا جائیگا

اشتہار

۱- اس رسالہ کی قیمت معہ محصولڈاک سالانہ ـــ عـہ۵

۲- کم آمدنی والون سے یعنی جسکی تنخواہ ڈیڑہ سو (۱۵۰) سے زاید نہو ـ یعہ

۳- جو صاحب سب سے اعلیٰ مضمون یا ترجمہ عنایت فرمائینگے انکو ایک اشرفی نذر دیجائیگی

۴- دفتر مین مضامین ہر مہینے کی ۲۰ تاریخ تک پہونچ جانا چاہیئے ـ

۵- ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس ـ

شرح دستخط

حسن بن عبداللہ المخاطب بہ نواب عماد نواز جنگ بہادر

ذیل کی بکاو کتابین ہمارے دفتر مین موجود ہین ـ

۱- ترجمہ تاریخ افغانستان مصنفہ بی ـ سلے ـ واکر بیرسٹرایٹ لا ـ قیمت ـ عـہ۴

۲- بچون کی پرورش کے طور و طریقے ڈاکٹر باروی صاحب کی کتاب کا ترجمہ جسکو مس ایڈیتھ لورڈین صاحبہ نے کیا ہے اور انعام پایا ہے ـــ ۸/

۳- زراعت دکن مصنفہ حسن بن عبداللہ المخاطب نواب عماد نواز جنگ بہادر ـ سے

المشتہر

محمد عبدالصمد خان

مینیجر

توپ کا سانچہ حیدرآباد دکن

التماس

جن حضرات نے ازراہ عنایت و قدردانی زرچندہ سے حسن کی اعانت فرمائی ہے انکا تہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے

جن عنایت گستروں نے ہنوز سرفراز نہیں کیا امید ہے کہ ایام گذشتہ و سال حال کی زرچندہ سے ممنون و ممنت فرماینگے

نوٹس

ناظرین پر تمکین ہے آپ تبادلہ مقامات سے دفتر کو اطلاع فرماتے رہیں۔ لبسا اوقات عدم تعینِ مقام سے رسالہ بیرنگ پہنچتا ہے یا واپس آجاتا ہے

اشتہار

بہت سے حضرات جن کی آمدنی کم ہے رسالہ حسن کی قیمت کی تخفیف کرنے کے بارہ میں درخواست کرتے ہیں

ماہِ مارچ سے کاغذ قسم دوم پر جو رسالہ طبع ہوتا ہے اسکی قیمت سالانہ (لعہ) روپیہ لیجائیگی اور نیز

ان دنوں پچھلے رسالوں کی خریداری کی درخواست ہر طرف سے آرہی ہے ہم کو یہ تو علم نہ تھا کہ

اس رسالہ کی اس درجہ ملک میں قدردانی ہوگی۔

اسوقت ہمارے پاس پچھلے رسالے بہت کم موجود ہیں اگر سو درخواستیں سے زیادہ وصول ہوں تو ہم پچھلے

پرچے دوبارہ چھاپ دینگے۔

المشتہر
مینیجر حسن

اعلان

اگرچہ یہ رسالہ حسن چند اخبارات کی معاوضہ میں بھیجدیا جاتا ہے مگر یہ تو ہو نہیں سکتا کہ تمام ہندوستان

کے اخبارات کا معاوضہ اس رسالہ سے ہو سکے۔

مگر اکثر صاحبانِ مطابع اخبارات ارسال فرماکے معاوضہ میں رسالہ حسن طلب کرتے ہیں ہم ان حضرات کا معاوضہ

بھی قبول کرینگے۔

جو صاحب اپنے اخبار میں ہماری ایک بار رسالہ حسن کا اشتہار جو عندالطلب

علیحدہ مرسل ہوگا طبع فرمائینگے۔

اشتہار باغستان

ہمارے باغ میں ایشیا اور یورپ کے مشہور شہروں اور دور دراز سے آئے ہوئے مختلف قسم کے میووں کے پودھے موجود ہیں جسکی نظیر شاید تمام ہندوستان میں بہت کم ہوگی - یہاں چیدہ پودھوں کے نام معہ تعداد اقسام لکھے جاتے ہیں صاحبان شوق و خواہش کریں طلب فرمالیں

نام	اقسام	قیمت	نام	اقسام	قیمت
(۱) قلمی (پیوندی) آم	۴۲ اقسام	فی ۱۲ر	(۲) سیب	۲۳ اقسام	فی عصہ
(۳) شفتالو	۱۷	" " ۱۰ر	(۴) آلو بخارا	۶	" " ۸ر
(۵) انار	۵	" " ۳ر	(۶) شہتوت	۲	" " ۴ر
(۷) بیر انگریزی میوہ	۶	" " عصہ	(۸) زرد آلو	۵	" " عصہ
(۹) جام (امردہ)	۷	" " ۴ر	(۱۰) سنترا	۱۴	" " عصہ
(۱۱) چکوترا	۵	" " عصہ	(۱۲) انجیر	۵	" " ۴ر
(۱۳) انگور	۵۲	" " ۸ر	(۱۴) داسبی (چین کا میوہ)	۲	" " عصہ
(۱۵) لکاٹ	۵	" " عصہ	(۱۶) سورساپ (یہ ایک انگریزی میوہ ہو)		عصہ
(۱۷) سیتاپھل		۴ر	(۱۸) رام پھل		۴ر
(۱۹) ہرفا لیوڑی		۴ر	(۲۰) پیسوڈیلا (یہ ایک نہایت عمدہ انگریزی میوہ ہے)		عصہ
(۲۱) زیتون		عصہ	(۲۲) موز مختلف اقسام		۴ر
(۲۳) نکٹرن (انگریزی میوہ دو قسم)		عصہ	(۲۴) اسٹرابیری		" عصہ
(۲۵) بیل پھل (الہ بادی)	"	۸ر	(۲۶) کاجو	—	" ۸ر
(۲۷) پھنس	" "	۸ر	(۲۸) بریڈ فروٹ (روٹی پھل)		" عہ
(۲۹) کمرک	" "	عصہ	(۳۰) ترنج		" ۴ر
(۳۱) لیمو	۲۰ " "	۴ر	(۳۲) کویٹ		۸ر

(۳۳) گلابی جام اقسام فی ۸عہ | (۳۴) گلاب پھل ۸عہ

(۳۵) کھجور " " ۸ر | (۳۶) بیر ۳ ۸ر

(منیجر حسن)

اشتہار تاریخ عرب

ہمارے مطبع مین ترجمہ تاریخ سراسین مولفہ گبن پروفیسر عربی یونیورسٹی کیمبرج طبع ہوتی ہی اور قریب ہی مین پوری ہو جائیگی جن حضرات کو خریداری منظور ہو یا بذریعہ ویلیو پے ایبل پارسل کے بہیجکر طلب فرمائین —

صاحبانِ اخبار کی خدمت مین التماس

ہم نے پہلے ہی لکھا ہی اور مکرر لکھتے ہین کہ ہمارے ناچیز رسالہ کا تبادلہ بہت سے اخبارات سے ہوتا ہی مگر یہ تو ممکن نہین کہ کل ہندوستان کے اخبار کا تبادلہ ہوسکے ہان جو صاحب ہمارے اشتہار کو معہ مضامین ہر ماہ ماہانہ اپنے اخبار مین چھاپ دین تو بلاشبہ ہم اُن اخبارات کا تبادلہ منظور کرینگے —

بعض ہمعصرون نے ابتک اس التماس پر توجہ مبذول نہین فرمائی اور حالانکہ رسالہ معاوضہ مین برابر جارہا ہی پھر مکرر ہم اس بارہ مین التماس کرتے ہین کہ آیندہ کوئی گلہ دوستانہ باقی نہ رہے — مینیجر حسن

اعلان

بکل ہسٹری آف سویلیزیشن کی جلد اول ترجمہ ہوکر تیار ہی
یہ وہی عدیم الوجود کتاب ہی جس کا آرٹکل ہمارے رسالہ نمبر ۵
جلد ۲ مین درج ہی یہ کتاب غایت شہرت سے محتاج تعریف نہین اگر خریداری کی
مشکل درخواستین بہم پہنچ جائین تو ہم اسکو چھاپ دین گے۔

اشتہار طبع اشتہارات

ہمارے مطبع مین تجارتی اور معمولی حسب ذیل اجرت پر اشتہار طبع ہوتے ہین اجرت فی سطر
فی ماہ ایک سال کے لیئے ۔/ ششماہ کیلئے ا/ سہ ماہ کیلئے ۲/

اعلان

چونکہ مہذب دنیا مین شائستگی اور ترقی بہت کچھ اخبارونکی کثرت اشاعت کا نتیجہ بیان کیجاتی ہی اور ایک
ملک کی حالت کا اندازہ وہانکی اخبارونکی نوعیت طریقہ تحریر و تعداد اشاعت سے لگاتے ہین۔ اسلئے شاید بیموقع
نہوگا اگر ہم اسی قاعدہ سے ہندوستان کی حالت جانچنا چاہین
آج اس ملک مین صدہا اخبار جاری ہین اردو مطابع چل رہے ہین گو بلحاظ تعداد اہل ملک ہندوستان بہت کم ہین
لیکن غالب تعداد اخبارونکی منقولی مضامین پر منحصر ہی گویا ایک اخبار دوسرے کی نقل ہی اور عموماً اخبارات ہندوستان
ایک ہی لائن پر جاری ہین۔ یورپ کے ملکون مین اخبارات مخصوص مضامین اور بحثون کیلئے وقف ہین صنعت زراعت
انجنیری۔ طب۔ سپہ گری۔ فوجی۔ جہازی۔ مذہبی۔ تفریح وغیرہ علاوہ پولیٹکل۔ لٹرل۔
سائنٹفک مضامین کے اخبارات جدا ہوتے ہین جس سے ہر فن و پیشہ کو نہایت فائدہ ہوتا ہی
ہمکو بھی یہ طریقہ اہل اخبارات کو اختیار کرنا چاہیئے اور مختلف شاخون اور فنون پر کسی طرح بحث کیجانی چاہیئے
کہ اخبار کی وسعت اور اشاعت بڑھے اور مختلف پیشہ اور گروہ کو فائدہ ہو۔

نیچر کی چیزون کی تسخیر مین ہزار درجہ زیادہ فائدہ ملکون کی تسخیر سے ہی

اِس مضمون کے اوّل لفظ نیچر کا لکھا ہی - اس کے معنی بہت آدمی ٹھیک ٹھیک نہین جانتے اس لیے ضرور ہی کہ اس کے معنی ہم بیان کرین اور پھر نیچر کی بعض اشیاء کی تسخیر کے معنی لکھین - بعد اِس مضمون کو بیان کرین -

(۱) نیچر

یہ لفظ آجکل ہماری زبان مین بڑی دھوم دھام سے رواج پا گیا - اِس پر بڑا غل شور مچتا ہی - ہر کس و ناکس کی زبان پر وہ چڑھا ہوا ہی - ظریفون کی مجلس مین نقل محفل ہی نیچرون کی ظرافت کا سرپیچ ہی - بہت سے دلون مین اس کی طرف سے نئی نئی خیالات پیدا ہوتے ہین - بہت سے وسوسے وہ دل مین ڈالتا ہی - معانی بھی اس کے اپنی اپنی سمجھ کے موافق معلوم نہین کیا سے کیا گھڑے جاتے ہین الغرض یہ نیچر بھی غضب ہی - جب کسی زمانہ مین اس کے سمجھنے مین انسان نے غلطی کی - جھوٹا فلسفہ - جھوٹا اخلاق - جھوٹا مذاق اس نے پیدا کر دیا -

(ا) نیچر کے حقیقی معنی پیدا ہونے کے ہین۔ جس کا ٹھیک ترجمہ فطرت یا آفرینش ہو سکتا ہی مگر اسکے معنی یہ بھی لیئے جاتے ہین کہ وہ خود پیدا کرتا ہی یا سبب پیدا ہونے کا ہوتا ہی۔

(ب) نیچر اُس قوت کا نام ہی جس کو اس خدا نے (کہ وہ کسی سے نہین پیدا ہوا اور ساری موجودات کا پیدا کرنے والا ہی) ایسا بنایا ہی کہ وہ تمام موجودات عالم کی حفاظت کرتا ہی۔ اور انکو اپنے اپنے کامون اور انجامون کی طرف ہدایت کرتا ہی۔ اور ساری افعال و اعمال و اقوال انسانی کا ہادی ہوتا ہی وہ موجودات عالم مین ایک ترتیب اور انتظام ایسا قائم کرتا ہی جس سے کہ تمام عالم کے کام بقاعدہ مستمرہ چل رہے ہین۔

(ج) کبھی نیچر کے معنی ایسے وسیع لیئے جاتے ہین کہ وہ عالم ارواح اور عالم اجسام دونون پر حاوی ہوتے ہین کیونکہ وہ ان دونون عالمون مین اپنا کام کرتا ہی اور کبھی اُس کے معنی ایسے تنگ لئے جاتے ہین کہ وہ فقط عالم اجسام ہی سے متعلق ہوتے ہین اور ایسی صورت مین وہ معنی تمام ارواح کے مقابل ضد مین کھڑے ہوئے ہین۔

(د) تمام مادی اشیا خواہ وہ کسی طرح کے ہون اُن کے قوا اور اسباب و خواص مین وہ نیچر کہلاتے ہین۔ کسی

خاص شئ کے مثلاً پانی - آگ - درخت یا کسی جانور سے نیچر سے مراد
یہ ہے کہ اس کے تمام قوا و خواص و طریقے جن کے موافق وہ
اور چیزوں کا اثر قبول کرتا ہے اور اوروں پر اثر کرتا ہے
یعنے وہ تمام قابلیتیں اور استعداد جس سے کہ وہ ایک منفرد شئ
کو پیدا کرتا ہے - پس جب کسی ... خاص شئے سے نیچر کے یہ معنی
ہوں تو خود نیچر تمام عالم کے خواص اور قوا کے مجموعہ کا نام
ہوا -

(ر) نیچر کا لفظ آرٹ کے مقابل آتا ہے - آرٹ کے معنی
قوت و ہنر کے ہین مگر خیالی چیز کی صورت جسمانی بنانے کو آرٹ
کہتے ہین - قدرتی اشیا کو انسان اپنے خیالات اور تجربہ سے
ایسا درست بنائے اور تیار کرے کہ جس سے کوئی ہمارا ارادہ
اور مقصد پورا حاصل ہو اسے آرٹ کہتے ہین - اب اس لفظ کے
مشتقات اور ترکیب توصیفی کے معنی لکھے جاتے ہین -

(۲) نیچرل قدرتی - سوپر نیچرل - فوق العادت -

نیچرل وہ چیز ہے جو نیچر سے متعلق ہو پس جو موجودات عالم
مین ترتیب و نظام بقاعدہ مستمرہ عادت کے موافق ہے اسکو نیچرل
کہتے ہین اور اس کے مقابل مین سوپر نیچرل ہے جس کے معنی فوق العادت
یا معجزہ یا خرق عادت کے ہین - جب کسی چیز کو کہتے ہین کہ وہ نیچرل

ہی تو اس کے معنی یہ ہوتے ہین کہ جہان آفرین نے اِس شئی کے
واسطے یہ امر ہمیشہ ازل سے ابد تک کے لیئے مقرر یا معین کر دیا
ہی کہ وہ ایک ہی طرح سے ہوا کرے اور اِس مین تغیر و تبدل
ہرگز کبھی واقع نہو - جب کسی چیز کو سوپر نیچرل یعنی فوق العادت
کہتے ہین تو اِس کے معنی یہ ہوتے ہین کہ وہ چیز ہمیشہ واقع نہین
ہوتی - جب خدا کی مرضی ہوتی ہی تو وہ کبھی کبھی واقع ہوتی ہی یا
ایک ہی دفعہ واقع ہوئی ہی

کورس یا در اوف نیچر

طریقہ یا قوت نیچر کے معنی ارادۂ الٰہی یا مشیئت ایزدی کے ہین یعنے
ارادۂ الٰہی یا مشیئت ایزدی کے موافق ہمیشہ بقاعدۂ مستمرہ ایک
ہی طور سے واقعات کا پیش آنا خدا کی قدرت مین ہی کہ وہ اِس
کورس کو بدل دے مگر اِس نے کبھی بدلا نہین اور اِس کے
کمال کا اقتضا یہ ہی کہ وہ اِس کو کبھی نہ بدلے -

نیچرل لا

ہم دیکھتے ہین کہ بعض واقعات ہمیشہ ایک حالت کے بعد واقع
ہوتے ہین اور یہ حالت متقدمہ جس کو سبب یا علت یا اثر کہتے
ہین خاص مسبب یا خاص معلول یا خاص موثر پیدا کرتی ہی
اور ہمیشہ اسباب متشابہ سے مسبب متشابہ مشاہدہ مین آتے

ہین ۔ مثلاً جب ہم کسی چیز کو بے سہارے چھوڑتے ہین تو وہ زمین پر گر پڑتی ہی اس کو ہم نیچرل لا یعنے قانون فطرت یا آئین قدرت کہتے ہین اب تم نے سمجھ لیا ہو گا کہ نیچر کن معنی مین بولا جاتا ہی ۔ ہم نے اپنے مضمون کی پیشانی مین نیچر کے معنی وہ لیئے ہین جو (۱) مین بیان کیئے ہین اور نیچر کی کسی شئی کے تسخیر کے معنی یہ ہین کہ ہم اِن قواء اور خواص کو اپنے اختیار اور بس مین کر لین ۔

(۲) اب ہم ثابت کرتے ہین کہ اِس تسخیر سے جو انسان کی دولت و اقبال علم و ہنر کی ترقی ہوئی ہی وہ کبھی ملکون کی تسخیر سے نہین ہوئی جب دنیا نے نیا جنم لیا تھا اور دودہ پیتی بچہ تھی تو انسان کو فقط یہ ہوس تھا کہ مین اپنے خاندان مین ۔ اپنے قبیلہ مین ۔ اپنے بستی مین اورون سے زیادہ ممتاز ہو جاؤن ۔ اور (جھگڑ کر اپنی) برتری قائم کر لون ۔ جب دنیا کے اور عمر بڑھی اِس نے پیر نکالے تو انسان کی یہ ہمت بڑھی کہ ملک گیری کر کے اپنی شان و شوکت و جلال و عظمت قائم کرون ۔ پھر جب دنیا او رعمر مین بڑھی تو انسان کو جہانستانی اور جہانبانی کا شوق اپنی شان و شکوہ کے لیئے پیدا ہوا ۔ مگر جب دنیا نے عقل و ہوش سنبھالا او رجن ملکون مین انسان کی عقل و دانش کی افزائش ہوئی تو انھون کو رات دن یہ ادھیڑ بن لگی کہ نیچر کی چیزون کو تسخیر کیجیے ۔

اس فتحیابی مین جو منفعت اور دولت و حشمت و شان و شوکت کی ترقی ہو وہ ملک گیری - جہانستانی - جہانبانی مین نہین ہی - ملک گیری کی نہایت یہ ہی کہ حکومت و ثروت حاصل ہو - پرائی دولت اپنی ہو - بندگان خدا کی آسائش اور آرامش ہو یہ سب باتین نیچر کی تسخیر سے چیزون کی تسخیر سے زیادہ حاصل ہوسکتی ہین - مثال کے طور پر اب تم کو ہم بتلاتے ہین کہ + بجلی + (الکٹرسٹی) اور بخارات (سٹیم) کی تسخیر سے انسان کی دولت و اقبال نے جو ترقی حاصل کی وہ کبھی دنیا مین انسان کو ملکون کی فتحیابی سے نہین میسر ہوئی - اور جو مفید کام ان کے طفیل سے انسان سے لیے وہ کبھی تیغ زنی اور خون ریزی سے نہین ہوئے -

(۴) بجلی الکٹرسٹی -

آسمان پر گھٹا چھا رہی ہی - بادلون کی چڑھائیان ہو رہی ہین کڑک کی آواز دل کو دھلا رہی ہی - بجلی ایسی چمکتی اور کوند رہی ہی کہ آنکھون کو چکا چوند لگ رہی ہی مجھے اس بجلی کو دیکھکر یہ خیال آیا کہ اگر مین سو پچاس برس پہلے پیدا ہوا ہوتا اور آسمان کا یہ سما دیکھکر یہ کہتا کہ یہی بجلی ہی جو دور دراز فاصلون پر ہمارے درمیان آپس مین یون باتین کراتی ہی جیسے کہ ہم آمنے سامنے بیٹھکر کرتے ہین - حیدر آباد مین آقا ہوتا اورنگ آباد مین ملازم - آقا نوکر کو کہتا

کہ جلد حاضر ہو۔ تو یہ بجلی آقا کی آواز کو نوکر کے کان میں پہنچاتی
اور اس کے اس جواب کو آقا کو سنوا دیتی کہ میں حاضر ہوتا ہوں۔
ریل کی آنے کی دیر تھی۔

دہلی کی جامع مسجد میں جمعہ کو مولوی صاحب منبر پر بیٹھ کر وعظ فرماتے
تو یہ بجلی تمام گھروں میں عورتوں اور بچوں کو گھر بیٹھے مولوی صاحب کا
وعظ سنوا دیتی

کسی محفل میں کوئی زہرہ جبیں حسین غزلیں لحن داؤدی میں گاتی
تو یہ بجلی اس کی تمام غزلوں کو مع سریلی آواز کے ہمارے کان تک
اور جب ہمارا جی چاہتا ان کو سنتے۔ اگر تو ایسی آواز اور لہجہ
سن لیتے کہ حسن سنا تھا حیدرآباد کے نیچے جو موسی ندی بہتی ہے تو
اس کے پانی کے زور کو بھی بجلی کام میں لا کر کلکتہ کے ہر گھر کو
ایسا روشن کر دیتی کہ رات کا دن ہو جاتا۔

اگر ہمارا دشمن اپنا لشکر لیے پانچ سات میل پر پڑا ہوتا تو بھی بجلی
اندھیری رات میں اس کے لشکر کو آئینہ بنا کے ہمارے سامنے
لے آتی۔ ہم اسکو ایسا ہی دیکھتے جیسے لشکر گاہ میں مشعلیں
جلا کر دیکھتے ہیں۔

ہم حیدرآباد میں ہوتے اور ہمارا مال لندن میں کسی ہوٹل کے
کمرہ میں صندوق کے اندر بند ہوتا۔ اس کو چرانے کے لیے چور

آتا اور قفل کو ہاتھ لگاتا تو یہی بجلی ادہر اس کے ہاتھ کو وہ صدمہ پہنچاتی کہ چور اوندھے منہ گرتا - اور ادہر اسی لحظہ ہم کو خبر کرتی کہ آؤ صاحب اپنے مال کی خبر لو - آپ کے خاطر سے چور کو مین پکڑ ہے لئی ہون -

یہی بجلی ہمارے ہاتھ مین ایسا قلم بنجاتی کہ لاکھون کوسون پر جو چاہتے ہم ایسے بیٹھے لکھا کرتے اور دستے کے دستے اس سے سیاہ کرتے - اور اپنے مافی الضمیر کو ان لوگون پر ظاہر کرتے جو زمین کی دوسری طرف ہمارے قدمون کے نیچے رہتے ہین اور سارا کرۂ زمین ہمارے اور ان کے درمیان حجاب بن کر حائل ہو رہا ہے - زمین اپنے محور پر ایک پورا دورہ کرنے نہین پاتی کہ اس عرصہ مین محیط زمین کے گرد کئی دفعہ وہ پیغام سلام ہمارے پہنچا دیتی اور انکا جواب لا دیتی -

یہ میری باتین لوگ سنکر مجھے کہتے کہ دیوانہ سودائی ہوگیا ہے فصد کھلوانے کی ضرورت ہے - زمین آسمان کے قلابے ملاتا ہے اور جو باتین کہتا ہے ایسی انوکھی نرالی کہ کبھی دیکھی نہ سنی - عقل مین آئے نہ فہم مین بلکہ ناممکن اور محال معلوم ہوتی ہین - وہ جھوٹ کے گولے لڑکاتا ہے کہ قصے کہانیون کے سحر و طلسمات کو مات کرتا ہے - بھلا ہمارے قصون کا تو موضوع یہی ہے کہ جو بات اس مین بیان ہو وہ نہ دیدہ ہو نہ شنیدہ ہو بلکہ محالات

مین سے ہو - یہ باتین اِن سے بڑھ کر ہین اب خداوند کریم
کی قدرت دیکھو کہ صرف تحریر کی ایک چیز کی تسخیر سے وہ باتین کہ
سو پچاس برس پہلے ممتنع الوقوع معلوم ہوتی تھین وہ اب روزمرہ مشاہدہ
مین آتی ہین - جو پہلے مجذوبون کی بڑ معلوم ہوتی تھین وہ حکما کی تحقیقات
سے امور واقعی اور نفس الامری ہوگئے ہین - اب جو باتین اوپر بیان
کین ہین ان کی تصدیق بالترتیب کرتے جاؤ تم آلہ ٹیلیفون کو دیکھو جو بڑے
بڑے شہرون مین جابجا نصب ہین - بعض اضلاع مین صاحب ضلع کی
کچہری اور پولس کے اسٹیشنون مین نصب ہین جہان اُن کے ذریعہ
سے ایسی باتین ہوتی ہین جیسے روبرو ہوتیں - ہم اُن کے اندر اپنی
صاف آواز سے بولین تو وہ ہماری آواز وہان پہنچا دینگے جہان توپون
کی دنادن اور دہولون کی دھون دھون بھی نہین سنائی دیتی -
کبھی کبھی بعض پروفیسر انگلستان سے آن کر یہان تماشا دکھاتے
ہین کہ وہ ایک آلہ ہین جو شخص اپنی باتین جیسے آپ ہی لب ولہجہ مین دیر کے
بعد سننی چاہین اِس کی باتین بجلی کے حوالہ کر دیتی ہین وہ اپنے
پاس انکی امانت رکھتی ہے جیسے آپ امیں اور اِس سے اپنی باتین اسطرح
سُن لیجیے کہ گویا ہم ہی اُن کو دوبارہ بول رہے ہین - یہ بجلی گویا ہمارا
دماغ بن گئی -
پہلے جو باتین ہم نے دماغ سے نکالین تھین اُنھین کو اب اِس بجلی

نے نکالا - اس آلہ کے ذریعہ سے ہم اپنی بچپنے کی باتین بڑھاپے
مین اسی طرح سُن سکتے ہین جیسے کہ خردسالی کی تصویر پیرا نہ
سالی مین دیکھ سکتے ہین -

بہت جگہ پانی کے زور سے کلین چلتی ہین جنسے بجلی نکلتی ہے - اور
اُسی نلون کے ذریعہ سے گھر گھر روشنی کرتے ہین - امریکہ مین
اہل علم یہ تجویز کر رہے ہین کہ آبشار نیاگرا جس کا پانی بڑے
زور شور سے گرتا ہے - اس کے زور سے کلین چلا کر اتنی بجلی پیدا
کیجئے کہ سارے امریکہ کا گھر گھر روشن ہو جائے - امریکہ بجائے
خود ایک نئی دُنیا ہے - جس کو ایک آبشار کے پانی کے زور سے
چاند سے زیادہ روشن کرنا چاہتے ہین -

ابھی مصر کی لڑائی مین بجلی کی روشنی کے ذریعہ سے اندھیری
راتون مین دشمنون کے مورچون کا حال تین چار میل پر ایسا
دریافت کر لیا کہ اگر وہان جا کر منون تیل جلاتے تو نہین
دریافت ہوتا -

یورپ اور امریکہ مین بعض سرکاری خزانون بنک کے خزانون جوہر تاجرون
مال دار کوٹھون مین مال و زر کے صندوقون مین اور پولیس
کے اسٹیشن مین بیطری اور تار کے ذریعہ سے ایسی حکمت
ایجاد کر لی ہو کہ اگر کوئی خزانہ کو چور ہاتھ لگائے تو اُسی وقت

پولس کو خبر ہو جائے - اور وہ فوراً دوڑا آجائے - چور کو گرفتار کرلائے - پہلے تار برقی ایک افسانہ تھا کہ وہ کسی کو خزانہ بغیر مستحق کے ہین لینے دیتا اب تار برقی ایک امر واقعی ہی تار برقی کا حال تو بچہ بچہ کو معلوم ہی - سارے ملک مین یہان جال بچھا ہوا ہی -

سمندر مین ہندوستان و انگلستان کے درمیان جسمین پانچ چھ ہزار میل کا فاصلہ ہی تار لگا ہوا ہی کوئی دن ایسا نہ ہوتا ہوگا کہ یہان کے گورنر جنرل والسرا اور انگلستان کے وزیر ہند کے درمیان دو چار باتین معاملات ملکی کی نہ ہوتی ہون گی تمام شائستہ ملکون مین تارون کے جال پہلے ہوئے ہین - لندن کی خبرین ہندوستان مین ایک دن کے اندر آجاتی ہین اتنی دیر جو لگتی ہی تو اس سبب سے کہ اثنا راہ مین کئی جگہ حرج ہوتا ہی ورنہ اس سے بھی کہین جلد خبرین آجاتین - اسی تار برقی کے تار نے تجارت کا بازار چمکا دیا ہی - لمحہ لمحہ مین شہرون اور ملکون مین آپس مین جنسون کے بھاؤ - سکون کے مبادلے ہنڈویون کے سٹے بازی مال کی درآمد برآمد کی خبرین آتی جاتی ہین تار کا اثر بڑا اخبارون پر ہوتا ہی - تم انگریزی اخبار مین روز تار کی خبرین دیکھتے ہون گے کہ کہان کہان سے وہ

آتی ہین - بڑے بڑے شہرون مین اخبار نویسون کے ایجنٹ رہتے ہین جو تمام واقعات ضروریہ کی اخبارون مین خبرین بھیجتے ہین سواء اس کے جہان کہین میدان کارزار گرم ہوتا ہے وہان طرفین کی سپاہ مین اخبار نویسون کے ایجنٹ ہوتے ہین جو ڈاک اور ان تارون کے ذریعہ سے میدان جنگ ہین خبرون کی اشاعت ساری دُنیا مین کر دیتے ہین — بجلی کے تارون کو لگا کر ہم جس جگھہ کا حال چاہین روزمرہ دریافت کر سکتے ہین گو وہ جگھہ کالے کوسون پر رہی ہو اسکی راہ پر کیون نہ ہو - اس سے زیادہ کوئی شعبدہ و معجزہ بھی تعجب خیز نہین ہے —

اب ہم نے دیکھہ لیا کہ یہ بجلی ہی ہمارا ایک برق رفتار ہے کہ جس کی گرد کو ہوا بھی نہین چھو سکتی —

وہی ہمارا ایسا مشعلچی ہے کہ جو ہم کو اندھیرون مین چاند سے زیادہ روشن کرتی ہے —

وہی ہمارا پیغام رسان ہے جو ہماری آواز کو بجنسہ ہمارے دوستون کے پاس بے کم و کاست پہنچا دیتی - ایک آنکھہ مین ہزارون آنکھون کا نور پیدا کرتی ہے —

وہی ہمارے مال کی محافظ ہے - جو ہمارے دولت کی وہ حفاظت کرتی ہے کہ نہ کسی انسان سے ممکن ہے نہ کسی حیوان سے - جو کیدار اور کتنے

اس کے آگے ہیچ ہین۔
وہی ہماری امین صوت ہی جو ہماری برسون کی آوازون۔ نغمون
راگون گیتون۔ سبقے۔ ٹھمریون کو امانت رکھتی ہی۔ جب ہم چاہین
اس سے اپنی امانت کو لے لین گویا وہ دوسرا ہمارا دماغ اور
گلا ہی۔ یہ تو بجلی کے وہ بڑے بڑے کام ہین جو کسی دوسرے سے
ہونے ممکن ہی نہین۔ اگر اس کے اور چھوٹے چھوٹے کامون
کا شمار کرین تو وہ ایک طومار کا طومار ہی۔
وہ ہماری ملمع ساز ہی۔ ہزارون تانبے کے برتنون کو چاندی
سے زیادہ سفید اور سونے سے بڑھ کر سنہرا کر دیتی ہی۔
وہ کیمیا گر ہی کہ اس کو ہمارا سارا گھر سونے چاندی سے زیادہ سنہرا
روپہلا بنا دینا کچھ بات ہی نہین ہی۔
کیمیا گرون کے سیم و زر بنانے کے شعبدے اس کے آگے خاک
ہین اور لوہار و بڑھئی اور سیکڑون صنعت گری کے کام وہ
کرتی ہی غرض خواہ اُس کو امورات سلطنت مین خواہ تجارت و
زراعت و صنعت کے کارخانون مین دیکھین تو وہ وہ کام کرتی
ہی کہ جس سے دولت و حشمت کا باب ہم پر وا ہوتا ہی۔
بخار (اسٹیم)

جیسا میں نے بجلی کی نسبت کہا اسی طرح اگر ایک دریا کو دیکھتا کہ وہ زور سے چڑھا چلا آتا ہے اور اس میں موجوں کا ایک تلاطم اٹھ رہا ہے اور لہروں کا لہریا لہراتا ہوا چلا جاتا ہے اور اسکو میں یہ کہتا کہ وہ انسان کا جلاہا بنے گا - لاکھوں تھان ہزاروں طرح کے کپڑوں کے میرے لیئے بنیگا - ایک سال میں اپنا کپڑا بنے گا کہ ساری دنیا کے جلاہے جمع ہو کر بنتے تو نہ بن سکتے -

وہ انسان کا لہار اور بڑھئی بنے گا - ہزاروں آلات اور ضرورت کی چیزیں زیبائش اور آرائش کے اسباب جھٹ پٹ ایسے تیار کرے گا کہ میں ان کو ارزان قیمت پر بیچ کر ہزاروں خریدار پیدا کرونگا اور کروڑوں کی دولت کماؤں گا -

وہ انسان کے لیئے پریس مین بنے گا جو ایک دن میں اتنے اخبارون کو چھاپ دیگا کہ اگر ان کا بچھونا بچھا تو ایک شہر میں بچھ جاسے اتنی کتابیں چھاپ دیگا کہ ان کے انبار لگا دو تو اہرام مصری بھی انکے آگے بونے نظر آئیں -

وہ انسان کے لیئے سپہ سالار ایسا بنے گا کہ تھوڑے سپاہیوں سے بہت سے سپاہیوں کا کام لیگا - جہاں برسوں میں سپاہ کا اجتماع دشوار تھا وہ ان ہفتوں میں جمع کر دیگا

وہ انسان کا خان سامان ایسا ہوگا کہ انسان کے دسترخوان پر دنیا کی الوان نعمت کو چنے گا - دور دور کے تر و تازہ میوے ڈال کے ٹوکرے لگائے گا -

وہ انسان کا ایسا مرکب بنے گا کہ مہینوں کی کڑی کڑی منزلیں دنوں میں طے کرائیگا -

وہ انسان کے واسطے ایک میانجی صلح کل کرانے والا بنے گا کہ جو قومیں شمشیر بدست ایک دوسرے کی سنرنی کرتی ہیں ان کے ہاتھ تجارت کے لیے ملائے گا -

غرض کوئی خدمت باقی نہیں رہے گی کہ وہ انسان کی نہیں کریگا - کوئی اس سے زیادہ ارزاں خدمت گار کارگزار نہ ہوگا - کوئی اس سے زیادہ صنعت گر ہنر نہ ہوگا - وہ انسان کو انسان بنائے گا - ساری اس کی وحشت کے اسباب مٹا کر مہذب و شائستہ بنا دیگا -

یہ باتیں میری سن کر لوگ یہی گمان کرتے کہ مجھ کو باوٴلے کتے نے کاٹا ہے جو دریا کے پانی کو دیکھ کر یہ باوٴلے پنے کی باتیں کرتا ہوں - میری باتیں جو ہذیان معلوم ہوتی تھیں وہ فقط بخار کی ایک چیز کی تسخیر ہونے سے مشاہدہ و تجربہ میں روز آتی ہیں ریل کو دیکھو کہ جس سے سواری اور بار برداری میں آسانی اور تیز رفتاری پیدا کر رہی ہے - تمہارے نزدیک تو یہ سواری اور بار برداری فقط شتر گدھے لادنے

اور گاڑی چھکڑے کے بھرنے کا ایک ذلیل سا کام ہی - مگر مہذب ملکون مین یہ سواری اور بار برداری ایک فن ہی جس کی آسانی اور تیز رفتاری کے لیئے بڑے بڑے عاقل اپنے وقت گران بہا کو صرف کرتے ہین اِس کی آسانی اور تیز رفتاری سے اتنی منفعت انسان کو حاصل ہوتی ہی کہ سلطنت اس کے آگے کچھ مال نہین - وہ ایک ایسی نعمت ہی کہ کوئی دُنیاوی نعمت اِس کے برابر نہین - بلکہ دینی نعمتین بھی اسی سے حاصل ہوتی ہین -

یہی ایک فن بزرگ ہی کہ جس کے طفیل سے محنت و فکر کا ستائر اور خود اہل فکر و صاحب ہنر ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکتے ہین - کوئی ملک دُنیا کے پردہ پر ایسا نہین ہی کہ جس نے وحشت کے احاطہ سے قدم باہر رکھا ہو اور اس فن کی تکمیل کا خیال نہین کیا - ابتداء آفرینش سے کبھی اِس فن کی وہ ترقی نہین ہوئی جو انیسوین صدی مین ہوئی -

وہ ترقی کس چیز سے ہوئی اسی سٹیم (بخارات) کی بدولت یہ مسئلہ مسلمہ ہی کہ قومون کی دولت و حشمت کی ترقی بغیر تجارت نہین ہو سکتی صنعت اور زراعت کی بھی جان تجارت ہی - اسی تجارت سے صنعت اور زراعت کو بھی رونق ہوتی ہی - تجارت کی زیادہ تر رونق بار برداری کی آسانی اور تیز رفتاری پر موقوف ہی -

جو اشیا کہ ہم تجارت کے لیئے خرید کر کے ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجاتے ہین اس مین بار برداری کا خرچ اور راہداری تجارت کے خرچ جیسی بیما اور اس مدت کا سود جو ان اشیا کے لیجانے مین لگا شامل ہوتا ہی - بہت سی چیزین ایسی ہین کہ وہ اپنی جگہ مین کچھ قیمت نہین رکھتین بلکہ ان کی بار برداری کا خرچ ان کی قیمت ہو جاتا جیسے پانی - مٹی بعض ایسی چیزین ہوتی ہین کہ جہان وہ ہوتی ہین مضر ہوتی ہین بار برداری سے وہ فائدہ مند ہوتی ہین جیسے - کھات - غلاظت - کوڑا کرکٹ - بعضی چیزون کی نصف قیمت سے زیادہ بار برداری کا خرچ ہوتا ہی - اب تم ذرا روئی کی بار برداری کا خیال کرو کہ وہ کیا نصف دنیا کی برابر سفر کرتی ہی - یہان بیلگاڑی چھکڑون مین لدکر بیوپارین کے پاس آتی ہی - یہان دب کر اس کی گٹھریان بندھتی ہین - پھر وہ لدکر بمبئی کلکتہ کی بندرگاہون مین جاتی ہین اور وہان سے جہازون مین بھری جاتی ہین - انگلستان کی لورپول کی بندرگاہ مین اتاری جاتی ہین - وہان سے کپڑون کی کارگاہون مین بھیجی جاتی ہین - وہان کپڑا بنا جاتا ہی - پھر اس کپڑے کی بار برداری کا حال وہی ہی جو روئی کا تھا -

اب تم ذرا غور سے دیکھو کہ روئی وہی درخت ہی جس کو یہان کے لوگ ہزارون برس سے جانتے تھے - بتاؤ سبب

یہان ریل جاری نہین ہوئی تھی اس کی بار برداری جیسی آسان اور ارزان ہوئی کبھی اس سے یہان کے لوگون نے ایسی دولت کمائی ہو جیسی کہ اب کماتے ہین - روئی کی بدولت ہم انگلستان کی دولت اتنی کھینچتے ہین کہ اگر اس کی کسی حصہ کی تسخیر کر لیتے تو اتنا فائدہ نہین ہوتا -

زراعت کی پیداوار کا حجم عموماً بڑا ہوتا ہے اور قیمت کم ہوتی ہے - اسواسطے بار برداری کے خرچ کو اُن کی قیمت مین بڑا دخل ہے جن ملکون مین بار برداری کا خرچ زیادہ ہے وہان زراعت کی چیزون سے کم فائدہ حاصل ہو سکتا ہے - بہت سی چیزین وہان ارزان اور بیقدر پڑی رہتی ہین اور نقل مکان کی دشواری سے وہ دوسری جگہہ جاکر مہنگی نہین بک سکتی - اس کی مثال ملک کشمیر ہے کہ جہان بہت سے پھل و میوے لذیذ لذیذ ایسے پیدا ہوتے ہین کہ اگر وہ پنجاب و ہندوستان مین جاتے تو بہت قیمت پاتے - مگر اس سبب کہ وہان بار برداری کا سامان درست نہین اس لئے وہان پڑے سڑتے ہین - ڈھور ڈنگر کھاتے ہین یا کھاد کے کام آتے ہین -

اس ریل کی بدولت جاندارون کو تیز رفتار بنا کر بہت فائدہ پہنچایا پہلے مویشی اور جاندار جو ایک جگہہ سے دوسری جگہہ سفر کرتے تھے - تو تکان راہ سے بعض مر جاتے تھے - بعض

مردہ کی صورت ہو جاتے تھے لاغر و ناتوان تو سب ہو جاتے تھے
خرچ راہ کے زیادہ ہونے سے ان کی قیمت بڑھ جاتی تھی۔
اس لیئے خریدار گھٹ جاتے تھے - اب وہ ان ریلون مین سوار
ہو کر ان منزلون کو دنون مین طے کرتے ہین جن کو اپنے ٹانگون
سے مہینون مین طے کرتے تھے - ان کو سفر سفر ہی معلوم نہین
ہوتا - جیسے تازہ توانا سوار ہوتے ہین ویسے ہی منزلون پر
اُترتے ہین قاعدہ ہی کہ اسباب تجارت مین جو مدت نقل مکان
مین لگتی ہی اس کا سود قیمت مین داخل ہوتا ہی اسی طرح جب
آدمی ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہین تو جو وقت سفر مین صرف
ہوتا ہی اسکی قیمت اور راہ خرچ اور اس اجرت سے جو وہ اپنی محنت سے
کرنے بغیر کی جاتی ہی - جو مسافر دانشمند اعلے درجہ کے ہوتے ہین
ان کے وقت بھی زیادہ قیمت کا ہوتا ہی پس سواری کی تیز رفتاری
مسافرون کے لیے عموماً اور کاریگرون اور پیشہ ورون اور مزدورون
کے لیئے خصوصاً زیادہ فائدہ پہنچاتی ہی اور ان کو زیادہ دنون تک
بیکار نہین رکھتی - ان غریب اہل حرفہ پاس سوا طاقت دست و بازو
کے کچھ اور سرمایہ نہین ہوتا - ان کی خواہش کم و بیش مختلف تعلقات
مین ہوتی رہتی ہی - اگر ان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے مین
زیادہ روز لگین تو وہ بھوکے مرنے لگین - بھیک مانگنے کی نوبت انکی

ہو جاتی ہے - پھر طاقت جسمانی بھی گھٹ جائے - اگر ان سے کے بلانے والے خرچ راہ دین - اور ان کے سفر مین عرصہ لگے - اور وہ وہان پہنچکر کام بنائین - تو کام مہنگا پڑے گا - اور جو چیزین ایسی تیار ہون گین وہ گران ہون گین اس لیئے ان کی خریداری کم ہو گی اور منفعت کم ہو گی -

اب ایک قاعدہ اور سنو کہ باربرداری کی رفتار جتنی زیادہ ہوتی ہے اس کی رفتار کے مربع کے موافق رقبہ زمین پر اشیاء تجارت اور مسافرون کی آمد و رفت کی آسانی ہوتی ہے - مثلاً ایک دائرہ کی شکل کا رقبہ لین جس کے مرکز پر اشیاء مثل میوؤن وغیرہ کے بغیر بگڑنے اور سڑنے کے آجاتی ہین اب اگر باربرداری کی رفتار دوگنی ہو جائے تو اس رقبہ کا نصف قطر دوگنا ہوگا اور اس نصف قطر کے دوگنا ہونے سے دائرہ کا رقبہ چوگنا ہو جائیگا - کیونکہ دائرون کے رقبون مین وہ نسبت ہوتی ہے جو نصف قطرون کے رقبون مین

اب آپ کسی کارخانہ مین خواہ کپڑا بننے کا ہو - یا سوت کاتنے کا - یا جوتہ بنانے کا - یا آٹا پیسنے کا - یا اسلحہ جنگ ڈھالنے کا - یا نہار کے کا نون کے بنانے کا - یا اخبارون اور کتابون کے چھاپنے کا تو آپ کی عقل حیران ہو گی کہ یا الٰہی یہ کیا طلسم ہے کہ ہزار یا پانچ سو آدمی کروڑون آدمیون کا کام کر رہے ہین -

جس شہر مین یہ کارخانے ہین اگر اس مین لاکھ آدمی رہتے ہین تو وہ سو کروڑ آدمیون کا کام ان کلون سے کر سکتے ہین ایک ایک آدمی ہزار آدمیون کا کام کر سکتا ہی - اِن کلون کی طاقت کا حساب اگر گھوڑون کی کیا ہاتھیون کی قوت سے اندازہ کرین تو ایک بجلی بن سکے ہاتھیون کی قوت ملکر وہ کام نہ کرسے جو ایک کل کام کر رہی ہی -

خلاصہ اس تمام بیان کا یہ ہی کہ پانی سے اسٹیم پیدا کیا - اسٹیم نے سب سے بڑا کام یہ کیا کہ خشکی مین ریل کو چلایا تری مین جہازون کو چلایا - جہاز اور ریل کے چلنے سے باربرداری کے خرچ گھٹایا - تیز رفتاری کو بڑھایا - اس باربرداری کی آسانی اور تیز رفتاری سے تجارت کا بازار ساری دُنیا مین چمکایا - اس تجارت کے چمکنے سے انسان کے دولت و اقبال کو بڑھایا -

انگلستان جس کو کُرۂ زمین پر یا نقشہ زمین پر آپ دیکھین تو ایک تھگلی برابر نشان نظر آئیگا - اس کی آبادی پر خیال کرین تو معلوم نہین کتنے ملکون کے بعد اس کا نمبر آئیگا - مگر اس کے آدمی فقط اس نیچر کی ایک چیز کی تسخیر سے اتنا کام کر لیتے ہین کہ ہندوستان مین جتنے آدمی رہتے ہین اس سے چوگنی لیکر اتنا کام کرنا چاہین تو نہین ہوسکتا - کوئی ملک ایسا کم بخت ہوگا جہان انگلستان سے اپنی

صنعت کی چیزون کو نہین پہنچا ہوگا اور وہان سے روپیہ نہین
کماتا ہوگا -
اسنے انسان کی آسائش اور آرائش کی چیزین اتنی بنا
ہین کہ دنیا کو بہشت بنا دیا ہی -
یہ فائدے اور منفعتین ملک گیری اور جہانستانی مین
ہین - جو صرف تسخیر کی ایک چیز کی تسخیر مین ہین - زمانہ آئندہ اسکا
والا ہی کہ انسان جیسا کہ اپنا فخر جہان ستانی و جہانبانی پر کرتا تھا
تسخیر فطرت جہانبانی پر کریگا اور جسم انسانی کے واسطے دنیا ہی کو ا
بنا دیگا کہ جس مین تکلیف ذرا نہ ہوگی فقط

محمد ذکاء اللہ

مسلمانوں کے جوش و خروش کی آرٹیکل پر رائے

ہم ذیل میں ایک آرٹیکل مخزن موسومہ یونائیٹڈ سروس میگزین بابت فروری ۱۸۸۹ء سے نقل کرتے ہیں۔ یہ متعصب و غیر منصف مزاج عیسائی نہایت نیک نہادی کے پیرائے میں مذہب اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ انکی تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم سب عیسائیوں کو لازم ہے کہ متحد و متفق کوشش سے کل مسلمان سلطنتوں کو قوت جنگ سے محروم کر دیں۔

انگلستان نے قوت اسلامی کو ہندوستان میں پامال کیا اسیطرح روس نے ٹرکی کی قوت بہت کچھ گھٹا دی ہے۔ مہدی کی فتح و نصرت افریقہ میں بڑھ رہی ہے۔ بس یہی وقت ہے کہ انگلستان۔ جرمنی۔ اٹلی۔ فرانس۔ روس۔ معاملات مشرق میں اسلام کو قوت جنگ سے بے بہرہ کرنیکی غرض سے کامل اتفاق کرنا چاہیئے۔ اور جب ضرورت ہو تو مسلمانوں کی مزروعہ زمین اور چشمہائے آب پر اسوقت تک بطور ضمانت جنگ قبضہ کر لینا چاہیئے جب تک وہ اپنے ہاتھ سے تلوار نہ چھوڑیں۔

آگے چلکر یہ بیان کیا گیا ہے کہ عیسائی مذہب سے تلوار کو جدا رکھنے کا

حکم توڑ دینا چاہیئے - وغیرہ وغیرہ - ہماری سمجھ ہی مین نہین آتا کہ اگر عیسائیونکو
مسلمانون کے ملک فتح کرنا منظور ہی تو اس قسم کے حیلہ بہانے سے کیا
فائدہ - سب جانتے ہین کہ زمانۂ موجودہ مین کوئی جوش وخروش اور
عادت جنگجوئی اہل اسلام مین نام کو باقی نہین رہی - ہمارے دیکھتے
ہوئے ٹیونس - خیوا - بخارا - مصر - افغانستان اور بہت سی
چھوٹی بڑی سلطنتیں اُس حالت مین مغلوب ہوئین - جو خود اپنے
ملک کی حفاظت کے لیئے جنگ کر رہے تھے -

کوئی اسلام کا بادشاہ یا کوئی مسلمان قوم اس صدی مین آگے
بڑھ کر کسی کے ملک مین جنگ آور نہ ہوئی - پس اسوقت ہماری اس
واجب الرحم قوم کے پاس آلات جنگ ہین نہ جنگی جہاز - نہ علم جنگ سے
واقف - نہ روپیہ ہی اور نہ زمانۂ موجودہ کے علم وہنر سے آگاہ -
لطف یہ ہی کہ تعصب اور جہالت کسی مفید شی کے حاصل کرنیکی اجازت
تک نہین دیتا - پھر اس بدنصیب قوم سے وہ کونسا گناہ اسوقت سرزد
ہوا ہی - جس کے پاداش مین اس قوم کی باقی حکومت کے استیصال کے
منصوبے باندھے جاتے ہین - اگر خونریزی اس قوم کی جبلی
عادت سمجھی جاسے تو اہل یورپ بدرجہا بڑھکر ہین جب کہ سلاطین یورپ
خونخوار تیاری خود اپنے ہی ملک اور ہمقوم وہم مذہب کی تباہی کے لیئے
کر رہے ہین تو وہ کیونکر دوسری قومون کے ساتھ ہمدردی ظاہر

کرنے کیواسطے باہم اتفاق کرسکتے ہین - بہتر یہ ہوتا کہ پہلے سلاطین عظام مثل روس - جرمنی - انگلستان - فرانس وغیرہ باہمی کشت خون سے دست کشی کا اتفاق پیدا کرتے بعدہ عنان توجہ اقوام دیگر کیطرف منعطف ہوتی -

"تلوار کو مذہب سے جدا رکھنے کا بھی انوکھا مسئلہ اس نا منصف مزاج مصنف نے لکھا ہی - ہم پوچھتے ہین کہ مذہب عیسوی سے تلوار کس ملک مین اور کس زمانہ مین جدا رہی - کہ اب مجدداً اس فضول ہدایت کی ضرورت سمجھی گئی -

ہم امید کرتے ہین کہ ہماری دوراندیش برٹش گورنمنٹ ایسے خودغرضون کے دام تزویر مین نہ پھنسیگی - اور اہل اسلام کی جیسی الرحیم اور مطیع قوم کو نہ چھیڑے گی -

یہ وہی آرٹیکل ہی جس کا حوالہ ڈاکٹر لیٹر اپنے ریمارک مین فرمایا ہی اور جس کا ترجمہ بھی اسی رسالہ کے اوراق مین درج ہی -

حسن

وہ آرٹیکل یہ ہی

جو بہادری اور پرہیزگاری و نفس کشی سوڈان کے درویشون نے ظاہر کی - وہ ان کی مذہبی سرگرمی کا اظہار کافی طور سے کرتی ہی - اور جو لوگ کہ وہان انکے تابع ہین انھین دلیرا

جوش پھیلا دینا بھی ظاہر کرتا ہو کہ مذہبی خیالات کا وہ ایک اعلے
نمونہ اور کامل ثبوت ہو۔

اصولاً اسلام مثل مذہب یہود کے وحدانیت خدا کا قائل
ہو اور دوسری قسم کے اعتقادات جس مین صریح وحدانیت نہو
از روئے اصول مذہب اسلام کفر و بت پرستی ہی۔

قرآن مین لکھا ہو کہ دین خدا کے لیئے جہاد کرو اور دوسری
جگہہ یہ بیان ہی کہ خدا نے ان لوگون کو جو دین کے لیئے جنگ
کرتے ہین پسند کیا ہے۔ یہان جہاد سے صرف زبانی تقریر مراد
نہین ہی بلکہ تلوار سے لڑنا ہی۔

سارے جوش و خروش کا اصل الاصول یہی ہی جس کا
مطلب مختصر بجائے تقلید مذہب و تعمیل احکام کے دوسرون پر زور
دکھلانا ہی۔ قلب کا جھگڑا قلب سے نہین ہوتا۔ بلکہ دنیا کے معاملات سے
ہوتا ہی پس مذہبی قوت کا اثر پہلے اپنے دل پر ہوتا ہی اور جب
وہان کامیابی ہوئی یعنے خیالات مذہبی نے معاملات دنیوی سے
قلب کو پھیرا تو اس کا اثر دل سے متجاوز ہو کر پڑوسیون اور
اور دوسری قومون تک پہنچتا ہی۔ وہ چاہتا ہی کہ جس طرح اپنے
دل پر قابو پایا ہی دوسرون کو بھی دنیاوی لذائذ و خواہشات سے
پھیرے اور ان کے دلون کو مسخر کرے۔ اس ناواجب اور خلاف

عقل کوشش کی اجرا مین وہ لوگ بیجا جوش سختی اور دباؤ کے ساتھ
کرتے ہین - اب ہمارا یہ سوال ہی کہ کیا ہم لوگ (عیسائی) مذہبی جوش
سے مُتبرا ہین - کیا ہمارے قلوب بالکل آزاد ہین اس مین شک
نہین کہ ہم تلوار سے مطلق خائف نہین اور کم سے کم ہم کو اس اعلے
درجہ کے ترقی پر خوش ہونا چاہیے کہ عیسائیون نے مذہب عیسوی
مین ایسے اعلےٰ درجہ کے کنہیات رکھے ہین -

ہم مسلمانون کی ابلہ فریبیان اور خام خیالیان کو نظر نفرت انگیز
سے دیکھتے ہین - لیکن اسلام کے اصول ایسے عمیق ہین جو خود قرآن
شریف مین ایسے نہین اور جن پر حضرت محمد صلعم کی بنے اعتدالیون سے
بھی کوئی اثر مترتب نہوا - مسلمان کچھہ کچھہ جلوہ خدائی دیکھتے ہین -
ان کے دلون مین حی القائم خدا کا اثر معلوم ہوتا ہی لیکن راستی و صدق
اس کی کتاب (قرآن) مین منکشف ہوتی ہی اور اس کو دوسرے علوم و
ناقابل ترمیم رایون سے مضبوط کرتے ہین -

جس شخص نے مہدی ہونے کا دعوی کیا ہی وہ اپنے معتقدون
کی نظرون مین یا تو معہود وہ اصل مہدی ہی جو تمام دنیا کو ہدایت کرینگے
یا اسی نام کے (اصل مہدی) سے پیشتر ظہور ہونے والون مین شمار
کیا جا سکتا ہی -

مسلمانون کا جوشندہ بانگ جنگ لا الہ الا اللہ ہی - ہم لوگون

(عیسائیون) مین اس کے مقابل مین کوئی دوسرا جملہ ہم معنی
نہین ہی۔ مسلمانون کی تلوار صرف اپنے حفاظت کیلیئے نہین
اٹھتی بلکہ سنیون کے قول سے مفتی از روئے ان احکام کے
جو اس کو براہ راست خدا سے پہنچتے ہین ایسے وقت مین تلوار
کھینچنے کو کہتا ہی جبکہ مسلمانون کو اپنے غلبہ کا یقین ہو اور از روئے
شیعون کے جب کہ مستند اور جائز رہنما (امام) دنیا مین موجود ہو۔
قرآن عملاً کل مذہبی اور ملکی قانونون پر حاوی ہی۔ اور
ان کے ملکون مین کسی دوسری شی کی اس سے زیادہ قدر
و منزلت نہین ہی اور جو لوگ باضابطہ و باقاعدہ درستی کے ساتھ
حل عقود قرآن شریف کرتے ہین ان کو ملا یعنے پریسٹ کہتے ہین
اس طرح کل مسلمانون کو ان ملاؤن کی تاکید رہتی ہی کہ
جب مسلمانون کو عمدہ موقع حاصل ہو تو مذہبی اور دینی کام سمجھکر کافرون
اور بے ایمانون کو مسلمان کر دیا قتل کر دو۔
اگر ہم اس اسلامی تعلیم کو صحیح طور سے سمجھے ہوئے ہین تو اسی
مذہبی جوش سے ہم سب عیسائیون کو تاکیداً لازم ہی کہ متحدہ
و متفقہ کوشش سے کل مسلمان سلطنتون کو قوت جنگ سے
محروم کر دین۔ اور جب اس طرح ان کی طاقت توڑ دینگے اور انکی فتح
و نصرت کا یقین دل سے جاتا رہیگا تو ان کے جوشیلے اور محرک مذہبی

خیالات انھین مقاموں مین محدود ہو جائینگے - جسمین خوش قسمتی سے ہمارے ہی مذہبی سردار ہین - انگلستان نے اسلامی قوت کو ہندوستان مین پامال کیا اور اسی طرح قریب قریب روس نے ترکی مین - اس تباہ شدہ حالت مین اسلام اسی طرح ان ملکون میں پناہ گزین ہو سکتا ہی جسطرح ٹوٹی ہوئی سینگون کا بارسنگھا - پس ہم سب لوگون کو لازم ہی کہ ایک ہی غرض و غایت کیلیے الفت و محبت کے ساتھ متفق و یکدل ہون - یعنی مسلمانون کے ہاتھون سے تلوار چھین لین جسطرح ناراض و برانگیختہ بچے کے ہاتھ سے تیز چاقو مہربان باپ چھین لیتا ہی -

اسلامی جوش و خروش کا نتیجہ پیدا ہو گیا ہی اور اس کا اثر موجود ہی ایک نہایت وسیع گرما گرم ظلمناک مذہبی جوش کا سلسلہ قائم ہو گیا تمام افریقہ خطرناک حالت مین آگیا ہی اور اگر مہدوی اپنی موجودہ فتح و نصرت کے ساتھ چھوڑ دیئے جائیں گے - تو یہ خطر انگلستانی ایشیا تک پہنچیگی - پس یہی وقت ہی کہ انگلستان - جرمنی - فرانس روس - اٹلی دست بدست ملجائین اپنے کل اختلافات بابین کو یورپ ہی مین محدود رکھین - مشرق مین سبھون کو یکجہتی اتفاق سے عام انسان کی بھلائی کے لیئے کوشش کرنی چاہیئے اور کہدینا چاہیئے کہ جسطرح اہل اسلام اپنے مذہبی جوش مین آور ہو رہے ہیں کام

لیتے ہین اس سے کم عیسائیون کا کوئی دینی کام بغیر تلوار کے نہونا چاہیے جہان منکرین قرآن کیلئے بے تکلف ہوتا ہی پس سب لوگون کے اتفاق سے رفتہ رفتہ اپنی مختلف قسم کی کوششون سے مسلمانون کو سلطنت کے انتظامی امور سے علیحدہ کر دینا چاہیئے اور دوسرون کامون مین آزادی دینا چاہیئے - اور جب ضرورت ہو تو انکی مزروعہ زمین اور چشمہ ہائے آب پر اسوقت تک بطور ضمانت قبضہ کر لینا چاہیئے جبتک تلوار نہ چھوڑین یہ عجیب بات ہی کہ وہ ہمارے جان و ایمان کے بھوکے ہون اور ہماری طرف سے انکا خونخوار ہتھیار لے لینا ہی ظلم متصور ہو ہم کو ایک سرے سے انکی مذہب کی توہین نکرنی چاہیئے -

کیونکہ اُس مین ایک بے بہا جوہر پنہان ہی اور وہ راستی ہی جہان ہم اور وہ شریک مذہب ہین لیکن ہم کو اُن تعلیمات و احکام مذہبی کی مخالفت البتہ ضرور ہی جس سے دوسرون کی جانین اور آزادی معرض خطرہ مین آئین -

عیسائی مذہب سے تلوار کو جدا رکھنے کا علم تور دینا چاہیے اور جب مسلمان قوت جنگ سے محروم کر دیئے جائین گے تو دماغی قوت بڑھانے کی جانب مائل ہون گے کیونکہ مسلمان اپنے خامی تعلیم سے خوب واقف ہین اور جب دیکھتے ہین کہ دوسرے لوگ اعلے درجہ کی عزت مختلف قسم کی محنت اور آزادانہ تعلیم سے حاصل کرتے

ہیں۔ جس کی انہیں اپنی مقدس کتاب سے مخالفت ہو تو اور بھی
رنجیدہ اور ناراض خاطر ہوتے ہیں۔ آخر کو اس کتاب (قرآن)
کی غلامی سے اپنے آپ کو آزاد کرنے کی فکر کریں گے اور بعد مخلصی
کے جس طرح ہم آزادانہ انجیل کا مطالعہ کرتے ہیں وہ لوگ
بھی اسی آزادی سے قرآن کو دیکھینگے۔

نواب عماد نواز جنگ بہادر کے
خط‡ پر
پروفیسر ڈاکٹر لیٹنر کا ریمارک

اڈیٹر صاحب رسالہ ڈپلومیٹک فلائی شیٹ

جناب من - مین اپنی موجودہ (گری ہوئی) حالت صحت یعنی بوجہ بیماری
علاوہ تصحیح پروف کے صرف قابل تعریف خط نواب عماد نواز جنگ بہادر کے بہت
ہی کم اور ترجمہ کرسکنے کے قابل ہون - جو راے اس خط مین ظاہر
کی گئی ہی مین اس سے بدل متفق ہون - کسی ایک ایسی مجلس کا منعقد
ہونا جس مین مذاہب عیسوی اور اسلام کے مسائل پر جانبین کے
علما شریک ہوکر بحث کرین جیسا کہ نواب صاحب نے تجویز کیا ہی -
بیشک بہت سے موجودہ غلط فہمیون کی اصلاح کا باعث ہوگا اور
مسلمانون اور عیسائیون کے تصفیہ خیالات کیلئے خضر راہ سمجھا جائیگا -
عربی کتب دینیات اور فقہ کا ترجمہ بھی بہت ضروری ہی اور نواب صاحب
نے ایک مشہور تفسیر قرآن شریف موسومہ تفسیر جلالین کے ترجمہ انگریزی
کیواسطے انعام کا وعدہ کیا ہی - اگر مسلمانون کی مذہبی اور علمی زندگی
محفوظ رکھنی منظور ہی تو نواب صاحب کی تحریر کے بموجب عمدہ اور وسیع

---

‡ رسالہ نمبر ۳ جلد ۲ ملاحظہ ہو

تعلیم عربی کا تمام مسلمانان عالم مین رائج ہونا فرض ہی کیونکہ عربی زبان
مین خیالات اور واقعات کا بہت بڑا اور بے نظیر ذخیرہ ہی جس سے
صرف مسلمانون کے علوم کو نفع نہین ہی بلکہ تمام دنیا کو۔

اس زبان کے حاصل کرنے سے جب مین مسلمانون کے تاریخی
اور دیگر علوم ہین خاطر خواہ باہمی ایک سلسلہ قائم ہوجائیگا اور دماغی تعلیم
حاصل کرنے کے لیے ایک ایسی بنیاد قائم ہوجائے گی جو قدیم تہذیب اور
جدید ضروریات کے اتحاد کے لیئے نہایت مفید اور ترقی بخش ہوگا
کیونکہ یہ ترقی اصلی اور خاص اپنی ہوگی۔

میری سرکاری رپورٹ "دیسی تعلیم" سے ظاہر ہوتا ہی کہ
صرف پنجاب مین دس ہزار سے زیادہ آدمی عربی دان ہین اگو
ان لوگون مین ایسی قابلیت نہو جیسی نوابصاحب کی خواہش ہی اور
پچانوے لاکھ مسلمانان صوبہ پنجاب اپنے مذہبی طور سے جس مین کم و
بیش عربی خیالات کی تحریک ہی زندگی بسر کر رہے ہین۔ ایسی تعداد
عیسائیون کی کسی ملک مین اپنے مذہبی علوم کیجانب خواہ وہ عبرانی زبان
ہو یا یونانی مین۔ لیٹین ہو یا کسی دیسی زبان مین مصروف نہین ہی۔
مسلمانون کی مختلف مروجہ زبانون مین یوروپ کی علمی کتابون کا ترجمہ
بھی ایک ایسا سلسلہ ہو کہ جس کی جانب یوروپ کی عموماً اور انگلستان
کی خصوصاً ایشیاٹک سوسائٹیون کا متوجہ ہونا چاہیے۔ اور ابتداء

اس طرح کیجا سکتی ہو کہ ایک سلسلہ مضامین علمیہ (سائنٹفک) اور
مسلمان مستند مصنفین کا عربی - اردو - فارسی - ترکی - زبانون
مین شائع کیا جائے - جیسا کہ فرانسیسیون نے اپنے یہان کیا ہو کہ ہر
فیصد جلد خرد و کلان سکے لیئے ایک نئی دنیا اختیار کیا ہی - مجھکو اس
امر سکے اظہار کی چندان ضرورت نہین ہو کہ اگر میری خدمت کی ضرورت
ہو اور عمر اور حالت صحت مانع خدمت نہو تو مین اس قسم کی کوشش
مین اور انگلستان کے اینگلو محمڈن کانفرس مین صرف اوقات
کرنا اس لیئے ضروری سمجھونگا کہ اس سے عمدہ تعلیم اور عمدہ خیالات
کی اشاعت انسانی جماعت مین مقصود ہو جو آرٹکل بعنوان مسلم فینے ٹزم
(مسلمانون کا جوش خروش) رسالہ موسومہ کالبرن یونائٹیڈ سروس
میگزین مین چھپا ہی اور جس مین آدھا سچ اور آدھا جھوٹ اور مطالب
کو رنگ چڑھا کر بیان کیا ہی اُس کا جواب اس سے زیادہ عمدہ اپ نہین
دیسکتے کہ مضمون متعلقہ جہاد مندرجہ رسالہ ایشیاٹک کوارٹرلی ریویو
اپنے رسالہ مین درج کردین - جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ مسلمان اکثر

نوٹ * یہ مضمون کا ترجمہ ہمارے اس رسالہ کے اوراق مین مختصر ترجمہ کے
مندرج ہو اگر اسکے جواب مین کوئی صاحب عمدہ مضمون لکھینگے تو وہ بھی بہم سے درج رسالہ کیا جائیگا

نوٹ اس مضمون کا ترجمہ ہمارے رسالہ ماہ اپریل ۱۸۸۹ء مین ملاحظہ ہو

جہاد کرسکتے ہین یا جہد یعنے کوشش کرسکتے ہین جبکہ وہ مذہباً ستائی جائین کیونکہ مسلمانون مین جہاد کی غرض محافظت مسجد۔ گرجا و معبد یہود ہو جہان خداے واحد کا نام لیا جاتا ہو۔ لیکن مین اس مضمون کے مصنف سے اسقدر متفق ہون کہ "مسلمان اپنے ملکی تعلیم سے علی العموم واقف ہین،" اگر با وجود اس کے انکو اپنی خواہش حصول علوم دنیاوی مین جس سے انکو اعزاز اور فوائد دنیوی کی امید ہو فراموش نکرنا چاہیئے کہ سب سے مفید تحصیل ان کے لیئے کیا ہو یعنے سچی تعلیم جو انکو مقتدر مذہبی مدارس مین دیجا رہی ہو بشرطیکہ مفہوم غلطی پر نہ ہو اور وہ تعلیم کس زبان مین ہو یعنے عربی مین جو سب زبانون سے شریف ہو۔ اور جس کو علمی اور زندہ زبان ہونیکا فخر ہو۔

آپکا تابعدار خادم
جی ولیو لٹیز

(لندن)

ایپکیورس کے اصولِ زندگی

یہ دانش پرست حکیم جس کے اصول زندگی بقیہ دانایانِ اتھنز (دار السلطنت یونان) سے جداگانہ اور نرالے تھے اپنے شاگرد رشید "مینکس" کو ایک خط کے ذریعہ سے سمجھاتا ہے کہ "نوجوانی میں تلاش عقل وفطرت سے مت غفلت کرو۔ اور کہنہ سالی کی حالت میں اُس کی کامل تحقیقات سے تھکنا نہیں چاہیئے کیونکہ حصولِ تندرستیِ روح کے لیئے کوئی زمانہ ایسا نہیں ہے جس کی نسبت یہ کہا جائے کہ ابھی سویرا ہے یا دیر ہو گئی"۔

وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ فلسفہ اور حکمت کا ابھی وقت نہیں آیا یا یہ کہ گزر گیا۔ مثل اُس شخص کے ہے کہ جس کا یہ قول ہو کہ خوشی کے واسطے وقت نہیں آیا اور یہ کہ وہ گزر گیا۔

نوجوانوں اور کہنہ عمروں کی لیئے فرض ہے کہ وہ معرفت اور دانشمندی کی جستجو کریں تاکہ عمر کے لحاظ سے جتنے کہنہ سال ہوتے جائیں عمدہ باتوں کی نظر سے وہ نوجوان معلوم ہوں۔

اُن چیزوں کے حصول میں تم کو جد وجہد کرنا چاہیئے جن سے مسرت حاصل ہوتی ہے۔ اس چیز کی موجودگی سے تمھارے پاس سب کچھ ہوگا

نوٹ:- ۳۴۱ (قبل مسیح) میں پیدا ہوا اور ۲۷۰ میں سلسلہ زندگی منقطع کر گیا۔

اور ان کی غیر موجودگی کی حالت مین تمہاری کوششین مسدود ہونگی

جن امور کو مین تم سے بلا تامل کہتا ہون ان کا عمل کرنے کے علاوہ انکو ایک بے خطر زندگی کے ابتدائی اصول تصور کرو۔

سب سے پہلے خدا کی رحم کرنیوالی اور دوام باقی رہنے والی ہستی پر یقین کرو جیسے کہ عامۂ بنی نوع کرتے۔ اور خبردار! اس کو ایسی ہستی ہرگز خیال نکرو جو ان اوصاف کے مخالف ہو۔ کیونکہ وہ ذات پاک موجود ہی اور اس کی معرفت بہت ہی علانیہ اور ظاہر چیز ہی۔

خدا وہ نہین ہی جس پر ہماری گروہ (۱) یہ دیکھکر یقین کرتے ہین کہ انسان اون خیالات پر دوامی طور سے قائم نہین رہتے جن کو وہ اپنے زمانے مین مانتے ہین (یعنے سدا تبدیلی ہوتی رہتی ہی)

سچا بے ادب وہ نہین ہی جو ایک گروہ کی پرستش کیئے ہوئے خدا کی تردید کرتا ہی۔ بلکہ وہ ہی جسنے اوس پر یقین کیا ہی۔ خدا کی بابت گروہون کے اقوال بجائے سچی پیشین گوئیان

---

(۱) یہان پر گروہ سے شاید کوئی ایسی جماعت مراد ہی جو مخالف فلسفہ ہو گی۔

ہونے کے ایسے قیاسات ہین جن کو صداقت سے لگاو نہین اور
جن کے سبب سے وہ آفتین جو ایک بد قسمت برداشت کرتا ہی
اور وہ رحمتین جو ایک خوش نصیب پر نازل ہوتی ہین خدا کی
طرف رجوع کی جاتی ہین -

یقین کرو کہ موت کوئی خطرہ ہمارے لیئے نہین ہی کیونکہ
ایذا اور راحت اسی وقت تک اثر رکھتی ہی جب تک ہم محسوس
کر سکین - (۱) موت ظاہری اور باطنی حواسون کی غیر موجودگی کا
نام ہی - اسواسطے یہ خیال کہ موت ہمارے لیئے کچھ نہین ہی اُس
زندگی کو خوشگوار کر سکتا ہی جو فانی ہی - نادان ہی وہ شخص جو اسلیئے
نہین ڈرتا ہی کہ صرف موت ہی اُس کو تکلیف دیگی - بلکہ اسواسطے
بھی کہ آیندہ اس کو خطرہ پہنچیگا - موت زندہ اور مردہ دونون کے
لیئے تکلیف دہ نہین ہی کیونکہ زندہ اسوقت ناواقف اور مردہ خود خارج
از وجود ہی - محض زندگی کے موجود نہونے سے کیا خوف ہی ؟ کیا
زندگی کوئی جرم اور رسم سے علحدہ چیز ہی ؟ -

بے پایان وقت کی خواہش اسلیئے کرنا کہ خوشی کے ساتھ
عمر بسر ہوگی ویسا ہی غیر خوشگوار ہی جیسا کہ قدرتی خواہش سے زیادہ خوراک
کا ہونا جس کو ایک دانا پسند نہین کر سکتا -

---

(۱) سبحان اللہ - مترجم -

اس شخص کی حماقت ہی جو کم عمرون کو نیک آغاز اور کہنہ سال لوگونکو اچھے انجام کی صلاح دیتا ہی کیونکہ اس سے تو ایک ہی مرتبہ نیکی سے زندہ رہنے اور مرجانے دونون کی بابت نصیحت نکلتی ہی۔

ظالم ہی جو کہتا ہی کہ "کیا اچھی بات ہوتی کہ پیدائش نہوتی۔ اور جب ایکبار ہو چکی تھی تو زندگی کے دروازے شتاب طی کرجانا تھی"۔ اگر فی الحقیقة دل سے اُس کا عقیدہ یہی ہی تو کیون وہ اس دُنیا سے نہین چلا جاتا؟ کوئی روک اس کی راہ مین نہین ہوگی اگر دراصل اُس نے یہ نتیجہ بتجربہ کیا ہی۔

یاد رکھو کہ زمانہ مستقبل نہ تو پُورا ہمارے ہاتھ مین ہی اور نہ بالکلیہ اُس سے باہر ہو۔ پس نہ تو اس کا انتظار کیا جا سکتا ہی اور نہ ہم ناامید ہوسکتے ہین۔

یہ بھی خیال رکھنا چاہئیے کہ خواہشون مین کچھ تو طبعی اور کچھ بے بنیاد ہین۔ جو طبعی ہین اُن مین چند ضروری اور طبعی دونون ہین۔ جو ضروری ہین وہ ہمارے کرنے کے لیئے ہین۔ ان باتون کو صاف اور پختہ طور پر سمجھ جانے کے بعد ہم رجحان اور نفرت کرنا سیکھ سکتے ہین۔ جس سے جسم کو صحت اور تازگی اور روح کو تمام جھگڑون سے آزادی حاصل ہوسکتی ہی۔ جو ایک معزز زندگی کا مقصد ہی۔ اور جب یہ مقصد حاصل ہوگیا تو زندگی کے تمام طوفان رفع ہوسکتے ہین

جو رنج ہم کو خوشی کی تلاش مین ہوتا ہی وہ خوشی کی مفارقت کی وجہ سے ہی - جب ہم رنجیدہ نہین ہوتے پھر ہمکو خوشی کی بھی ضرورت نہین ہوتی - ہر ایک نفرت اور پسند کی ابتدا اسی (مسرت) سے ہی - اور اسی نتیجہ پر ہم واپس آتے ہین - حواس ہمارے فیصلہ کے لیئے قانون ہین -

خوشی ہمارا پیدایشی مقصد ہی اسواسطے ہم ہر ایک قسم کی خوشی کو پسند نہین کرتے اور اکثر اوقات بہتون کو اس لیئے ترک کر جاتے ہین کہ انسے تکلیفون کا سامنا ہوتا ہی - اور اکثر ہم رنج کو خوشی پر ترجیح دیتے ہین کیونکہ رنج کا رشتہ ہماری فطرت سے ہی - لیکن ہماری پسند کا یہ حال سدا نہین رہتا -

جس وقت ہم یہ کہتے ہین کہ خوشی ہمارا مقصد ہی ہماری مراد اس خوشی سے سمجھنا غلط ہی جو تھوڑی دیر کے لیئے بیہوشی یا بے عقلی سے پیدا ہوتی ہی - جیسا کہ متعصب اور ہمارے مقاصد غلط طور پر بیان کرنیوالون کا قول ہی -

تکلیف جسمی اور روحانی کے نہونے سے ہماری مراد خوشی ہی ہماری خوشی وہ نہین ہی جو مے پرستی - ناپاک محبت - اور ایک پر لطف دعوت سے حاصل ہوتی ہو -

ہماری خوشی اپنی حیثیت مین سنجیدہ ہی - ہر ایک پسند سے

دلایل تلاش کرتی ہے۔ اسی خوشی سے تمام دوسری نیکیاں پیدا ہوتی
ہیں کیونکہ یہ ہم کو سکھاتی ہے کہ وہ مسرت آمیز زندگی جو دانشمندی
عزت۔ اور انصاف کی زندگی بجز خوشی کی زندگی نہیں ہرگز اختیار نکرنا چاہیے
چونکہ نیکیاں خوشگوار زندگی کے ساتھ پیدا ہوتی ہیں اس لیے خوشگوار
زندگی ان سے جدا نہیں ہو سکتی۔

اعلے کون شخص ہے؟ کیا وہ ہی جو خدا کی نسبت پاک عقیدہ رکھتا
اور موت سے ہراسان نہیں ہے؟

کیا وہ ہے جس نے مشکلات کا مقابلہ کرکے فطرت کے مقررہ قوا
پر غور کیا ہے؟ - وہی ہے اور اسی نے تقدیر کو جسے چند لوگوں نے دنیا کا
مالک قرار دیا تھا رد کیا ہے کوئی چیز ہمارے افعال کی مالک نہیں ہے اور
صرف افعال ہی ہیں جو تعریف یا الزام کے مستحق ہیں۔

یاد رکھو کہ دانا کی بدقسمتی نادان کی خوش نصیبی سے بہتر ہے
مختصر یہ ہے کہ عملی طور پر جس کام کا بخوبی فیصلہ ہو گیا ہے اس کا نتیجہ
حسب دلخواہ مترتب کرنے کے لیے موقع (یا چانس) کی ضرورت نہیں ہے
پس حصول آزادی کی کوشش کرو۔ اور خواب ہو یا بیداری
کسی حالت میں خود کو خرابی میں نہ ڈالو کیونکہ تجلی باری تعالے کی جھلک
بجز ایک فانی انسان کے اور کسی دنیاوی چیز میں نہیں پائی جاتی۔"

(محمد اصغر حسین)
کلکتہ

اخبار اور اُس کی ضرورت

اگر ہم اگزیبیشن یا نمائش گاہون کی تاریخ مطالعہ کرین تو یورپ اور امریکہ کے شائستہ ملکون مین حرفت اور تجارت کے زرخیز مرقعے سطح زمین کے شاداب حصّون پر سینکڑون بلکہ ہزارون نظر آجائینگے پھر انسان کے بیشمار ترقیون کے نمونے ان میوزیمز یا عجائب خانون مین نظر پڑینگے جو کم وبیش ان نمائشون کی مدد سے بحسن ترتیب سجائی گئی ہین - لیکن جہان تک سیاح خیال برقی انجن کی رفتار سے سطح عالم پر گلگشت کر چکا ہے بالعموم تمام بر اعظمون خاصکر ایشیا مین کوئی شہادت ایسی نہین پیش کر سکتا جس سے یورپ کے اس زرریز مثلث سے باہر ہے جس کے گوشے پیرس کی لطافت لنڈن کی تجارت — برلن کی شائستگی پر تمام ہوتی ہین ایسے میوزیمز (عجائب خانے) یا اگزیبیشن کا نشان مل سکے جو قومی خیالات اور تمدن کے مدارج ترقی وتنزل کی سنجیدہ خاکون انکی دوامی رفریشن (اصلاح) کے داغ بیلون سے انکی آیندہ رفتار کی بزدیہ پیشین گوئی کر سکے -

یہ تو مشہور ہے کہ ایجاد کی بلند اور عالیشان عمارتین جو اسوقت آسمان سے باتین کر رہی ہین ضرورت کی بنیادون پر رکھی گئی ہین چنانچہ نوعی اور جمہوری سلطنتون کی شائستگی نے جب شعور کی

مجلسون سے قدم باہر نکالا اور آزادی تجارت وصنعت نے علوم وفنون کے شاہراہون کے متوازی چلنا شروع کیا تو قانون قدرت نے اپنے اصول سلسلۂ ضرورت وایجاد سے نئی فیشن کا ایک ایسا برقی موٹر تیار کیا جس مین آزادی خیالات کا تیزاب ڈالکر گردہ اور وولٹا کی سریع رفتار بیٹریون کو گرد کردیا۔(

امریکہ اور یورپ کے بڑے بڑے پولٹیشن (مدبر ملکی) جن کے دماغ کے انجن مین انقلاب تمدن اور اصلاح معاشرت کے خیالات پر زور سٹیم (بخار) کی مانند بھرے ہوئے تھے اور جن کی آنکھون مین سوشیل رفارم کی آیندہ کھینچے والی تصویرین گھوم رہی تھین۔ جن کے کانون مین آزادی جمہور کی آوازین گونج رہی تھین اس کیمیائی آلہ کا دستہ گھمانے کے لیئے کمر باندھ کر کھڑے ہوئے جس کا عجیب نتیجہ یہ ہوا کہ خیالات اور رایون کی صحت اور غلطی کے ممتاز ہوجانے پر کرۂ زمین کے نیچر لسٹ باشندون نے مختلف ریویو کئے۔ کچھ بولے کہ کالی کیطرح جہالت کی ظلمت کا پردہ چاک ہوگیا ہی بعض نے کہا کہ شائستہ اور غیر مفید خیالات مین اس طرح تفریق ہوچلی ہی جیسے دودھ کھنگر پانی اور سفیدی الگ الگ ہوجاتی ہین۔ بعض طباع لوگون نے کہا بادل پھٹکر آفتاب عالمتاب یا آفتاب نور کی عالمگیر روشنی دکھائی دیتی ہی۔ دستہ گھمانیوالے

مدبرون نے للکارکر کہا کہ شخصی اور جمہوری سلطنتون کے اغراض
اس طرح علیحدہ ہوگئے ہین جس طرح بجلی کی رَو پانی کے لطیف عنصر
آکسیجن اور ہیڈروجن کو جدا کر دیتی ہی! - پھر ادھر تو برقی سلک کا
سلسلہ جوڑکر بجلی کے تار ملائے گئے - ادھر کالجون کے گریجوایٹ
اور سکولون کے نوتعلیم یافتہ لڑکے بول اُٹھے کہ اوہو! کیا سفید
براق روشنی ہی کہ آنکھ نہین ٹھہرتی!!! اور دیکھو رفتہ رفتہ
انگلستان سے خلیج بسکے اور بحیرۂ جرمن تک تمام سمندر اور ساحل
کیسے منور ہوتے جاتے ہین - خلیج بنگالہ اور بحیرۂ عرب سے جزیرہ
نمائے جنوبی اور دریائے گنگ کے شاداب وادیون مین جب یہ
روشنی پہنچی تو وہ ہندوستان کے باشندے جو دور دراز سے
سُنکر یہ معمّا نہ سمجھے تھے حیرت سے بول اُٹھے کہ برقی مشین!!!
ہین ہین کیسی برقی مشین!!! اس سے تو اخبار مراد ہی
برٹش انڈیا مین جب سے آزادی اخبار کی بنیاد پڑی مختلف
تعلیم یافتون نے اپنی طبیعت کی جولانیان دکھائی ہین اور پولیٹکل
سوشیل - مورل حالات ملک کے چربے اوتار رہے ہین - ایسے اخبار
بہت کم جاری ہوئے جو فاتح ومفتوح کی وابستگی اور تجاویز بہبودی کے
ظاہر کرنے کے لیے کامل ترجمان کا کام دے - اور جس طرح پولیٹکل
بحثون کو مدنظر رکھے اوسی طرح ملک کے تعلیم یافتون اور نوآموز

کے لیئے اخلاق کی شائستگی سکھانے مین سچے ہادی اور معلم ہون
اور جس طرح مسلسل ٹیلگرامت کی خبرون کے تار باندھ دین اُسی طرح
مختصر ضروری حالات پر معنی خیز الفاظ مین پر زور آرٹکل تحریر کرین
اِن تمام موجودہ ضرورتون کے پورا کرنیکے لیئے اگر تیرا عظم ایشیا تیز
مان بھی لیا جاے پھر بھی ہندوستان بھر مین تو کوئی اخبار نہو گا
جو اپنے فرائض منصبی آزادی کے ساتھ کامل طور پر پورا کرے اور
پبلک کی تمناؤن کے ہجوم اور امیدون کی گھٹا مین بھی ایک کرسچین
قومی خادم ہو جو منصب رفریش کے علاوہ قومی ہمدردی - سچی خبر رسانی
اعلے درجہ کی انشا پردازی اور علمی مضامین سے نیشنل پروگریشن
(قومی ترقی) اور اتحاد عامہ مین کوشش کرتا ہو —

بھائیو! تمام دنیا کی صنعت و تجارت اور علوم و فنون
کے فروغ کا باعث اگر ہو سکتا ہے تو اس کے سوا کچھ نہین کہ
پبلک بھی قدرشناسی عام سے عام نمایش گاہون اور جلسہ ہاے
عظیم الشان مین تمغے عطا فرماے اور دل بڑھاے - ان کی
دستکاری کے نمونے اور تصنیفات کی جلدین خرید کرے —
اور ہر چند کہ فی زمانہ انکی ابتدائی حالت بہت پست ہو تی ہو لیکن وہ
رفتہ رفتہ ترقی کرتے کرتے شہرت عام اور بقاے دوام کی زندگی
حاصل کر سکتے ہین - اور ملکی اور قومی ترقی بھی آہستہ آہستہ اس شہرت

کے پردے مین آگے آگے بڑھ سکتی ہی -

مثل مشہور ہی "چھوٹا منہہ اور بڑی بات" تم ہرگز (اڈیٹر اور پروپرایٹر کیطرف اشارہ ہی) دعوی نہین کر سکتے کہ ہمارا چیز پرچہ قومی ترقی اور تہذیب کو عروج پر پہنچا ئیگا لیکن تاہم اپنے ناظرین والا تمکین سے ملتمس ہو سکتے ہو کہ اگر وہ شبنم التفات سے ہمارے گلبرگ تازہ رکھنے پر مائل ہون تو ہم بند رکھتے ہین بلکہ بصد عجز و ادب عرض کرتے ہین کہ ایک روز قومی تمناؤن کا باغ تم اسطرح ہرا بھرا دکھا سکو گے جسطرح یورپ مین کوہ الپس کی گھاٹیان انگورون کے بیلون سے اور ایشیا مین ہمالیہ کا دامن فرن گھانسون سے از تا پا سرسبز و شاداب ہین اور کبھی شائستہ اور آزاد تعلیم یافتہ نوجوانون کے بلند نغرون سے ہندوستان کے پولیٹکل السوسی ایشن ہال گونج اٹھین گے - اور کبھی قوم کے سرتاپا حسرت و یاس ضعیف بوڑھون کی دھیمی فریادون سے ارگن (ارغنون) کی زیر سمندر کے تہ نشین تارون کے ذریعہ سے انگلستان پہنچیگی -

لیکن اگر ملک کے جوہر شناس - مدبر اور ریفارمر ہمارا ساتھ دین اور بقدر ضرورت ہاتھ بٹائین تو تمہارے لیئے اس نازک شیشہ مین پری کا تسخیر کرنا اور مغربی سحر حلال سے میجک لینٹرن (فانوس جادو) کا گردش دینا ناممکن نہوگا اور کامل یقین ہو کہ اگر مغربی سٹیج

پر تمھارے اخبار کے عبرت خیز اور دلچسپ سین نمایان ہون گے
تو ہندوستان کے وہ باشندے جو قومی حقوق اور فرائض اخلاقی سے
اب تک ناواقف ہین یک لخت خواب غفلت سے چونک اٹھین گے اور
صبح سعادت کی زرنگار شفق آلود شعاعین جھلکتی دیکھکر محنت اور ہمت
کی منزل مین الرحیل الرحیل کہکر کوچ کرنیکو تیار ہو جائین گے اور
آخر کار ان اولوالعزم شریفون کے مانند جو مسس سپی کی وادیون
اور آبشار نیاگرا کے پہلوئن سلسلۂ الپس جورا کے دامنون اور انگلش
چینل - میڈی ٹرینین سی (بحیرۂ روم) کی ساحلون پر حسن معاشرت
اور تمدن کے مرقع ہاتھون مین لیئے ہوئے تمام عالم کی اصلاح کا بیڑا اٹھائے
ہوئے ہین ہندوستان کے باشندے بھی جو کبھی گولڈن انڈیا کے
نام سے صفحات تاریخ مین مندرج اور لوگون مین مشہور تھا اور اب
بلحاظ طرز حکومت بلکہ باعتبار سوشیل حالات کے نہایت نشیب مین ہے ایک
روز منزل مقصود پر پہنچ جائین گے -

ہر چند کہ سمندر کی سطح آب مین بڑے زور شور سے ہلچل ہو رہی
ہے اور ہواؤن کے سناٹون - گردابون کے چکر کھانے - ساحل شکن
موجون کے ٹکرانے سے بڑے بڑے دعوے کرنے والے ملاحون
کے ہوش و حواس باختہ ہو رہے ہین - لیکن تم بھی - گو بڑے
بڑے طوفانون کے مقابلہ کرنے والے سٹیمر نہین تو چھوٹے چھوٹے

لائف بوٹ ہی پانی میں چھوڑ دو اور شہر دہ ہزار عالم کے ملاحان اعظم سے
التجا کرو کہ تمہارے ہاتھوں اور چپوؤں میں قدرت کے کارکن طاقتوں
کا زور بخشے!!!

(محمد یوسف علیخان - یوسف)
از لاہور

قصر نمرود

ایک شہر بڑا قدیم دجلہ کے کنارہ آباد تھا اور اسی شہر کا نام نینوے تھا اور اسی شہر مین اور ایک شہر نمرود کا آباد کیا ہوا تھا اس شہر کو شہر نمرود کہتے تھے اور وہ نمرود کا دارالسلطنت تھا۔ اس زمانہ مین ویران ہی۔ اس کے گرد و نواح شہر پناہ کی دیوارین بہت چوڑی اور اونچی عمدہ عمدہ پتھرون کی بنی ہوئی اسوقت تک موجود ہین۔ مگر کہنگی کے سبب سے جابجا ٹوٹی ہوئی ہین۔ اور ان دیوارون کے ہر پتھر پر نادر نادر نقش و نگار اور درختون بیلون بوٹون اور پھول اور پتون اور حیوانون اور انسانون کی شکل اور تصویرین اور عبارتین کندہ کی ہوئی ہین کہ شہر پناہ کا کوسون تک پتہ ہی اور شہر سارا اجڑا ویران میدان پڑا ہی گھرون کے اور حویلیون کے کھنڈرون پر اور عمارتون اور مینارون پر مٹی کے تودے چڑھے ہوئے اور چہار جز سے سڑک ریگ روان مین دھکے ہوئے سنہ ۱۲۶۲ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۵ء مین ایک یورپ کے سلطان عبدالمجید خان فرمانروای روم و قسطنطنیہ کے حکم سے اس شہر کے ٹیلون اور تودون کی مٹی جابجا سے کھود کر دیدی گئے

نوٹ۔ اس عجائب واقعہ کو ہم نے مولوی محمد خیرالدین خان محمود جنگ بہادر مرحوم کے تصنیفات سے نقل کیا ہی۔

ان کے اندر سے نمرود کا مکان اور بہت سی حویلیاں اور منار نکلے
اور ان مکانات میں سے اقسام اقسام کی چیزیں اور گھر کے
برتنے کے سامان اور قدیم طرز کے باسن اور پتھر کی کرسیاں اور صناعوں
کے اوزار اور ہتھیار نکلے اور ایک حویلی ظاہر ہوئی جس میں بلغام
کے پتھر کی تختیاں ایک پر ایک تودہ تودہ رچی ہوئی تھیں ان تختیوں پر
حساب لکھا ہوا تھا اس سے ظاہر ہوا کہ وہ حویلی ملکی وغیرہ حساب کی
کچہری تھی اس ویران شہر میں اور ایک عمارت ظاہر ہوئی اس عمارت
میں دوائیاں رکھنے کے پتھر کے برتن اور پتھر کے قفلیں اور مرتبان
تھے معجونات اور شربت وغیرہ رکھنے کے -

اس سے معلوم ہوا کہ وہ مکان دار الشفاء اور دوا خانہ کا
تھا اور نمرود کی دولت سرا کے صحن میں بڑی ہیبت ناک شکلوں
کے بڑے بڑے پتلے انسانوں کی شبیہ اور راکسوں اور شیطانوں
اور جنوں کی خیالی ڈراونی اشکال اور بیل - اور گھوڑے اور ہاتی اور
گینڈے اور اونٹ اور شیر اور ایسی ہی وحشت ناک پتھر کی بنی ہوئی
تصویریں نکلیں ان میں سے نمرود کی پوری شکل اور سرو قد کا
پتلا پتھر کا تراشا ہوا ہاتھ آیا ایک تصویر میں نمرود کی ڈاڑھی میں موتی
پروئے ہوئے تھے - اور ایک پتھر پر نمرود جو خود شکار کو نکلا تھا
اس کی تصویر تھی اور اس تصویر میں درندوں کی شبیہ اور

گاڑی اُسکو گھوڑے لگے ہوئے اُس گاڑی پر نمرود پورا لباس
پہنا ہوا سوار اور گاڑی بان برہنہ بے لباس بیٹھکر گھوڑے ہانکتا
اور جنگل مین گاڑی لیا جاتا ہو اور نمرود نے گاڑی پر سے شیر کو ایک
تیر مارا ہو اور شیر ایک تیر کھاتے ہی مرگیا ہو - اور نمرود کی دولت سرا
کے میدان مین اونچی چبوترے پر نادر نادر صورت انسانون اور
شیطانون حیوانون اور راکسون کے پتھر تراشی ہوئی خوفناک
شکلون کے کھڑا کئے ہوئے تھے - اور دوار الامارہ کے اندر پتھر کی
کرسیان+ وغیرہ سامان نشست رکھا ہوا تھا اور حویلیون اور
عمارتون اور منارون کی پیشانی کی لوح پر اقسام کے نقش ونگار
حیرت افزا اور عبارتین عمدہ خط سے کندہ کی ہوئین تھے فاضلون
نے انکو پڑہکر مطلب و مضمون معلوم کرلیا اور جا بجا سے مٹی کے
تودے کھود کر دور کیئے گئے تو ان کے اندر سے عمارتین اور چھتے
بھی بر آمد ہوے سب کے سب جڑ سے پیڑ ڈال اور پتون تک گویلے
بن گئے تھے اور قاعدہ کی بات ہو کہ جب بڑے بڑے جنگل ہزارون
برس تک مٹی کے اندر دبے رہتے ہین اور ہر سال اُن پر برسات ہوا

نوٹ :- معلوم ہوتا ہو کہ گھوڑون کی گاڑی نمرود کے زمانہ مین بھی موجود تھی اور
غالباً گاڑی پر سوار ہو کر شیر کا شکار کرنا اُس زمانہ مین مروج تھا
+ کرسیون کی نشست بھی قدیمی رواج ہو -

کرتی ہی تو وہ نباتات زمین کی گرمی سے جل کر کوئلے بنتے ہین اور
اُن کے ساتھ پانی کی حرارت اور زمین کے اجزا باہم ملکر ان کو نہایت
سخت کرتے ہین یہی معدنی کوئلے ہین جو زمین کے اندر سے
نکلتے ہین دخانی جہازون اور دخانی گاڑیون و صناعتون کے
کارخانون مین جلائے جاتے ہین اور جہان ان کوئلون کی کان
ہوتی ہین وہان ہی قریب فلزات کے کان خصوصًا جو ہری معادن
اللہ تعالی نے اپنی حکمت سے پیدا کیا ہی تاکہ انسان ان کوئلون سے
دہاتون کو یعنی فلزات کو گلا کر کام مین لائے۔ چنانچہ اسی نینوی
کے سلسلہ مین ایک اور عمارت بھی برآمد ہوئی جس کے اندر چند مردہ
آدمیون کی نعش زمین پر پڑے ہوئے تھے ان کے پانون مین
بیڑیان تھین بدن گل کر راکھ ہو گیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ
مکان نمرود کا بنایا ہوا قیدخانہ تھا جس مین مجرم رہا کرتے تھے۔
الغرض نینوی کے کل قدیم عجایب چیزون کو انگریزون نے لیجا کر لندن کے

* حیرت تو اس بات کی ہی کہ سلطان روم و قسطنطنیہ کے ملک مین ......
اس قسم کی چیزین دستیاب ہون اور انہی کے حکم سے نکالے جائین
لندن کے عجائب خانہ مین بھیجے جائین اور خود اسلامی سلطنت مین
اس قسم کے آثار قدیم کی کوئی قدر نہو۔ حسن

میوزیم (عجائب خانہ) میں رکھی ہیں۔ اور نمرود کی تاریخ اور اس کے
زمانہ میں جو خط کہ مروج تھا اور اس کے حروف اور اسوقت کی
زبان کی شرح مع بیان بتفصیل انگریزوں نے مشتہر کیا ہی کہتے ہیں کہ نمرود
کے زمانے کے حروف پھول اور بوٹون کی شبیہ پر تھے۔ جس کی
وضع اس شکل سے مشابہ ہی [illegible]

شیر کا شکار

ہمارے دوست راجہ مرلی منوہر بہادر نے جو کیفیت اپنے شکار کی بغرض اندراج رسالہ بھیجی ہے ہم بخوشی درج کرتے ہین۔

راجہ صاحب ممدوح اس ریاست عالیہ کے بہت بڑے جاگیردار اور اعلے تعلیم یافتہ اور رکن سلطنت ہین۔ حیدرآباد کے دو بہت بڑے نامی ہندو خاندان ہین ان مین سے ایک آپ کا ہے جسنے زمانہ دراز سے عزت و مرتبت حاصل کی ہے اور ہمیشہ قرب حضوری کا شرف رہا ہے۔ ہمارے نوجوان دوست کو جیسا کہ خود انکا بیان ہے شروع جوانی سے غایت درجہ شکار کا شوق رہا۔ چونکہ صید افگنی سرداروں کی آن اور رئیسون کی شان ہے۔ اور تفریح۔ بہادری۔ و انسانی خیرخواہی (یعنے رفع گزندرسندگان) کا جلوہ ایک ہی نظر اور ایک ہی شغل مین دکھلائی دیتا ہے اس لیئے راجہ صاحب کو روز بروز شکار کا شوق بڑھتا رہا اور ایسی دلچسپی اور کامیابی ہوئی کہ بالآخر ”شیر دل“ کے موزون لقب سے مشہور ہوگئے۔ ہم چاہتے ہین کہ امرا پارٹی مین اس قسم کے مشاغل کی روز افزون ترقی ہو یعنے بعد ادائے دیگر فرائض زندگی و منصبی بجائے غیر مفید اور کھولت انگیز ”تفریح“ کے ایسے شغل مین معروف ہون کہ مردانہ ہمت بڑھے۔ فن

سپہ گری کی ترقی ہو اور خلق خدا کو موذی جانوروں سے
بیفکری رہے۔

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دوکار

(حسن)

اعلیحضرت

شیر کا ابتدائی شکار

مجھے جس زمانے مین شکار کا شوق ہوا مین سنے ایک فرالحر
خرید کی - اور علاوہ اس کے جو بندوقین مکان مین تھین انکو
صاف کروایا اور نشان اندازی شروع کی - یہ وہ زمانہ تھا کہ مین
مدرسہ عالیہ مین پڑھا کرتا تھا اور گاہے ماہے اپنے یوروپین استادون
کے ساتھ پرند کا شکار کرتا تھا اور جب کبھی مجھے تعطیل ملتی تھی مین
اپنے باغ کو جاتا تھا وہان کبھی ناریل کے درخت پر ناریلون پر نشان
لگاتا تھا اور کبھی خالی سوڈا واٹر کے شیشے ڈاٹ لگا کر اور پانی مین
ڈال کر نشان اندازی کرتا تھا - بہ توسط یوروپین استادون کے
مجھے ملٹری افسران سکندرآباد و سبسڈری فورس سے ملاقات کا
اتفاق ہوا وہ لوگ اکثر شکار شیر وغیرہ کا ذکر اپنی سوسیٹی مین کرتے
تھے مجھے بھی کبھی کبھی یہ خیال ہوتا تھا کہ مین بھی ان کے ہمراہ رہون
مگر مدرسہ کی تعلیم مین اسقدر مصروف تھا کہ کبھی مجھکو مدرسہ چھوڑنے
تک یہ موقع ہاتھ نہ آیا - غرض　　　　ولی نعمت کی حکمرانی کے
ڈیڑھ سال قبل مین نے مدرسہ چھوڑا اب مجھے قوانین کے سیکھنے کی

اعلیحضرت

ضرورت پیش آئی جس مین مدرسے کم مصروفیت نہ تھی تیتر - بٹیر -
وغیرہ اور کبھی کبھی خرگوش کا بھی شکار کرتا تھا - جب ولی نعمت
حکمران ہوئے ایک مجلس بندوق بازی کی پرانی حویلی مین بحکم ولی نعمت
نواب افسر جنگ بہادر نے قائم کی اور مجھے بھی شرکت کی عزت دی گئی -
اور یہ مجلس ہر سہ شنبہ کی صبح کو ہوا کرتی تھی جس مین منتخب اشخاص شریک
تھے - اب مجھے چار ناچار عمدہ بریچ لوڈ بندوق خریدنا پڑا کیونکہ اب تک
ٹوٹی پھوٹی پرانی بندوقون سے کام چلتا تھا - اور اب جبکہ
مجلس مین رونق افروز رہنے اور ہر ایک کی بندوق کو ملاحظہ کرنے
لگے تو مین نے فوراً دو بندوقین خرید لین - ایک جوڑ چھوٹی ایکسپرس رائفل
اور دوسری ۱۲ بور سنٹرل فیر جو شنبہ کو نواب افسر جنگ بہادر نئی ترکیب کے
نشان رکھتے تھے یعنے کبھی شیشے دوڑاتے تھے کبھی مصنوعی شیر دور
سے کھچواتے تھے - اور کبھی گز گاڑ کر امکا نشان کرتے تھے اور کبھی دیا سلائی کا تماشہ
کبھی کانچ کی گولی اڑا کر مارتے تھے اور کبھی فولادی پتری غرض اس کا
نتیجہ یہ نکلا کہ اس زمانہ مین میرا نشان بہت درست ہوگیا اور مین
جس کو چاہتا اکثر مار لیتا تھا -

ایک روز غلام غوث خانصاحب زمیندار ناراین پور جو میرے
چند روز مدرسہ عالیہ مین ہم مکتب رہے تھے اور جن کو ہمارے
خاندان سے بہت کچھ تعلق رہا ہے ملاقات کو آئے اور مجھ سے ذکر کیا

کہ نارائن پور میں شیر و بور بچہ و ریچھ کا شکار خوب ہوتا ہے۔ مجھے
اس ترغیب نے زیادہ شوق دیا اور میں نے سامان مہیا کرنا شروع کیا
چونکہ میں نے کبھی شیر کا شکار نہیں کیا تھا۔ بغیر گاڑی کی نسکر
اور دیگر انتظام کے چلا گیا۔ اور راجہ نارائن پور کا مہمان ہوا۔ جب
میں وہاں پہنچا راجہ صاحب نے مجھ سے کہا کہ بالفعل جنگل میں شیر نہیں
معلوم ہوتا۔ مگر ریچھ وغیرہ ملجائیں گے۔ میں ہر روز صبح میں
کھانا کھا کر دس بجے اُن کے ہمراہ ہوتا اور شام کو محروم واپس
آتا۔ سوا چیتل کے نہ شیر دکھائی دیتا تھا اور نہ ریچھ۔ غرض ایک دن
راجہ نے مجھے چھوٹے سے ٹیلہ پر پاٹ باندھکر بٹھایا اور
ایک بکرا باندھ دیا اور کہا کہ اس پر بور بچہ آئیگا میں
اشتیاق میں چونکہ چاندنی شب تھی دس بجے شب تک بیٹھا رہا
اور پھر دوسری صبح کو چار بجے سے آٹھ بجے تک رہا مگر بچہ
بھی نہ آیا آخر میں اس جنگل سے محروم ہوا اور بعد ایک ہفتہ کے
واپس چلا اور سیلوارم میں ایک ریچھ کا شکار کیا یعنی جب سیلوارم
میں پہنچا اور وہاں کے شکاری سے دریافت کرنا شروع کیا تو
اس نے جواب دیا کہ کل صبح جنگل میں لیجاؤں گا جو کچھ شکار ملے
دو گھنٹا مارنا یا نہ مارنا تمہارا کام ہے۔ میں نے بہت کچھ انعام وغیرہ
کی ترغیب دی دوسرے دن وہ شکاری صبح کے چار بجے آیا اور

اعلیحضرت

مجھے ایک اونچے پہاڑ پر لیجا کر بٹھلایا اور جب وہ ریچھ اپنی گوری کی طرف جا رہا تھا جو مجھ سے بہت دور نہ تھا مجھے بتلا گیا میں نے دو گولین عین اس کا کام تمام کیا بعدہ بلا توقف شہر چلا آیا کیونکہ جو بڑیونکا شیہ اسا روز بیٹھ گیا تھا اور کسی ضرورت سے اس روز ہی بلدہ آنا لازمی تھا اس شکار کی بعد کچھ روز نہین گزرے تھے کہ

ولی نعمت نے میلارکا ارادہ فرمایا اور مجھے بھی ہمراہی کا حکم ہوا غرض

قدر قدرت نے کئی شیر بہت جوانمردی اور مستعدی سے

شکار فرمائے اور ایک روز تمام جنگل کا ہانکا کروایا اور کل شائقین کو شکار کا موقع عطا فرمایا کہ جس کے سامنے شکار آئے اسکو شکار کرنیکی اجازت ہے۔ مین نے ایک جنگلی سور کو جو بہت تیز جارہا تھا شکار کیا۔

اس کے بعد مجھے شیر کے شکار کا از حد شوق پیدا ہو گیا مین نے چند شکاری نوکر رکھ لیئے اور جو لوگ کہ معتبر تھے ان سے ہر وقت شکار وغیرہ کی گفتگو کیا کرتا تھا اور مجھے اس امر کی تلاش تھی کہ شکار کو کس طرف جاؤن اور کس طرح شیر کا شکار کرون۔

چونکہ مجھے ایک زمانہ سے شیر کے شکار کی تلاش تھی اور مین نے اپنی جاگیرات مین شیر کی موجودگی کی اطلاع دینے کیلیئے گشتی جاری کی تھی مجھے خبر ملی کہ گنگا وارم اسٹیشن سے تر ملا پور جو پانچ کوس پر واقع ہے وہان شیر موجود ہے مین نے فوراً چار نفر شکاریون کو گارے باندھنے

اعلیٰحضرت

کو روانہ کیا ان لوگوں نے چار روز کے بعد چٹھی بھیجی کہ شیر ہو چکے ہیں
گارے ہو رہے ہیں جلد آیئے پہلے ہی سے ایک شکاری
ہاتھی کی پروانگی لیکر روانہ کر چکا تھا فوراً یہاں سے کوچ کیا اور
ریل کی گاڑی میں گنگاورم پر اوترا اور تھوڑی دیر آرام لیکر صبح کے
چار بجے پھر وہاں سے کوچ کیا اور قریب سات کے داخل بیلاپور
ہوا۔ آٹھ بجے شکاری میرے پاس آئے تمام کیفیت بیان کی
میں فوراً ناشتہ سے فارغ ہو کر جنگل روانہ ہوا اسوقت تک
محمد اعظم صاحب منتظم کارخانہ محمد یحییٰ خاں مرحوم نے جو میرے ہمراہ تھے
ہاتھی موقع پر بھجوا دیا تھا اور ہانکے کے لوگ بھی جمع کروا دیئے
تھے۔ جس دم میں پہنچا تمام سامان مہیا ہو گیا تھا یہ پہاڑ جہاں
ہاتھی پر میں سوار تھا مغرب و شمال کے درمیان میں واقع ہے
جھاڑی چھوٹی سی پہاڑ اسقدر بلند نہیں ہے اور لطف یہ ہے کہ یہاں
ایک جگہ قدرتی ایسی بنی ہوئی تھی اور وہاں سے پانی ایسا
شفاف رواں تھا کہ شاید ایسی جگہ نہو۔ جہاں میں کھڑا تھا اس جگہ
سے دو راستے نکلے تھے ایک بجانب راست دوسرا بجانب
چپ۔ اور شکاری درختوں پر جھنڈیاں لیکر چڑھ گئے تھے اور
انکو پہلے ہی اشارے سب بتلا دیئے گئے تھے کہ اگر سیدھے راستہ
سے آئے تو سفید جھنڈی ہلانا چاہیئے اور اگر بائیں راستہ سے

سے آئے تو لال جھنڈی کو حرکت دیجائے اور اگر ٹھہر جائے تو ہری جھنڈی سے اشارہ ہو۔ پس ہانکہ شروع ہوا اور دس منٹ کی دیری کے بعد جھنڈیاں ہلنا شروع ہوئیں یہ وہ جگہہ ہے جہاں کئی بار ہانکا ہو چکا ہے اور یہاں کے لوگ خود کسیقدر تجربہ رکھتے تھے ہانکے کے نام سے دو چار گانون والے ڈھول سنگ باجہ۔ گھنٹہ وغیرہ لیکر حاضر ہو گئے اور کسی نے عذر نہین کیا بلکہ یہ تمام لوگ ہانکے مین شریک تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہمارے پاس کی سفید جھنڈی ہلی مین نے وہنی طرف دیکھنا شروع کیا اور وہ شیر بقول شکاریان ترلاپور نہایت ہی چور شیر تھا غرض اسقدر دبک کر دور سے چلا گیا کہ بمشکل کسیقدر دیکھا اور جب ہاتھی کے پیچھے پہنچا دور سے آواز دیتا ہوا بھاگ گیا۔ اسوقت میرے پاس ایک شکاری آیا اور کہا کہ ہانکہ موقوف کرنا چاہیئے کیونکہ یہ شیر جو فرار ہو گیا ہے اس آواز سے دور چلا جائیگا پھر نہ ملے گا چونکہ مجھی پورا تجربہ نہ تھا مین نے اس سے اتفاق کیا۔ محمد اعظم صاحب نایب ترلاپور وغیرہ نیچے کھڑے ہوئے آپس مین گفتگو کر رہے تھے اور مین نے دیکھا مجھے ہاتھی پر دو تک جانا ہوگا مین نے بار خالی کئے تھے کہ دفعتاً مادہ شیر آن پہنچی اور اسقدر قریب آگئی کہ اگر ایک جست کرتی تو جو لوگ نیچے کھڑے تھے فوراً پکڑ لیتے

جاتی مگر تائید غیبی یہ ہوئی کہ یہ لوگ فوراً درخت پر چڑھ گئے اور مین بار
کرنے مین مشغول ہوا کہ وہ فرار ہو گئی اور ہانکہ موقوف ہو گیا شکاری
شیرون کی تلاش مین روانہ ہوئے۔ اور مین ایک درخت کے
نیچے بیٹھ گیا شکاری دو گھنٹہ بعد آئے اور کہا کہ شیر کا پتا نہین
لگتا۔ مگر ایک بوربچہ دوسرے پہاڑ مین موجود ہے اگر اسکا ہانکہ کرینگے
تو ملجائیگا۔ مین ان کے ساتھ ہوا شکاریون نے ہانکہ کا بندوبست
کیا۔ مین اسوقت کچھ ناشتہ کر کے ہاتھی پر سوار ہو کے ایسی جگہ
کھڑا ہوا جہان سے اس کے جانیکا راستہ تھا۔ یہ پہاڑ خوب
رو یہ ہی اور زیادہ بلند نہین ہے اور نہ سامنے بہت بڑی جھاڑی ہے۔
الغرض ہانکہ شروع ہوا اور مین بندوقون کو بار کر کے تیار ہو گیا۔
بہت کچھ ہانکہ کیا گیا مگر وہ باہر نہین آیا لیکن جب آتش بازی مشل
کوپٹ ہوائی ڈھیلہ جو ساتھ تھے چھوڑے گئے دفعتاً وہ بوربچہ ایسا
زور سے نکلا کہ مین نے مشکل سے دیکھا اور اس کی روش ایسی
تیزی سے تھی کہ مثل آہوئے تیز رفتار کے بھاگ رہا تھا۔ غرض
مین نے اسکو اسوقت دیکھا کہ جب میرے روبرو سے جا رہا تھا
مین نے چار فیر کئی جس مین سے ایک گولی پچھلے پیر مین لگی اور
ایسا معلوم ہوا کہ اس بوربچہ نے ایک ٹھوکر کھایا مگر اسی وقت
بھاگا اور پھر مجھے دکھائی نہ دیا۔ میری خواصی مین ہاتھی پر جو

جو صاحب بیٹھے تھے انھون نے کہا کہ گولی ضرور پیٹ مین لگی ہی مین نے
شکاریون سے بیان کیا ان لوگون نے جا کر دیکھا اور بہت تلاش کی
مگر اسکا پتا تک نمعلوم ہوا ہین شام کیوقت اپنی قیام گاہ پر بصد
مایوسی واپس ہوا - شکاریون کو گارے باندھنے کا حکم دیا چنانچہ
تعمیل ہوئی مگر بے سود ہوا - کیونکہ اس روز کے ہانکہ کی وجہ سے
کوئی جانور جنگل مین نہ تھا اور نہ گارا ہوا - اس لیئے روز دوم مکان
واپس ہوا - چونکہ شکار نہین ہوا تھا اس لیئے ۳۰ رفی اسم ہانکے دالون
کو بطریق بھتہ دیا گیا - اگر شکار ہوتا تو چار آنے اور چھ آنے دیئے جاتے
اور وقت واپسی راے ابنکا پرشاد صاحب نے جو میری برادری اور
قرابت دار ہین میری دعوت اپنی جاگیر موہرک پلی مین کی - اور میرے
دلی دوست راے برجباسی لعل صاحب جو آلہ آباد سے تشریف لائے
تھے اس دعوت مین شریک تھے مگر شکار کی ناکامیابی سے مجھکو اس دعوت
مین بالکل لطف حاصل نہوا - بعد واپسی مکان مجھے تعلقدار نے خبر
کی کہ آرشلہ کی طرف شیر آیا ہوا ہی اس خبر کے پہنچتے ہی مین نے شکاریون
کو روانہ کیا اور آرشلے کی پہاڑون مین گارا شروع ہوا - چونکہ
یہان کرنل فریزر صاحب نے سابق مین کئی بار شکار کیا ہی -
اس لیئے یہان کے پٹیل وپٹواری شکار مین نہایت ہوشیار ہین -
مجھے پٹیل پٹواریون نے اطلاع دی کہ وقت نہایت عمدہ ہی اور میرا

وہان پہنچا ضرور ہے۔ یہ جاگیر جنگی زنگ راو کی ہے اور اس زمانہ مین بھوپ گیر گوسائین متوفی کے یہان رہن تھی۔ چونکہ مجھے بھوپ گیر سے ایک خاص تعلق تھا مین اجازت طلب کر کے وہان پہنچا اتفاقیہ اوسی شب کو خوب مینہ برسا اور بارش ہوئی۔ صبح کو جب مین خیمہ سے باہر نکلا شکاری اور پٹیل پٹواریون نے خبر دی کہ بارش کیوجہ سے شیر جنگل سے باہر نکل گیا اور گارہ بھی نہین ہوا۔ مین نے جواب دیا کہ مجھے کل یہان سے مکان واپس جانا ہی ہانکہ ضرور ہو جو جانور کہ شکاری ملجائے شکار کیا جائیگا۔ پٹیل پٹواریون نے کہا کہ چہار روز اگر توقف کیا جائے آرٹلہ کی جنگل شیر ضرور آئیگا شکار ضرور ہوگا۔ چونکہ وقت تنگ تھا اور مین اسقدر وہان نہین رہ سکتا تھا اس لیئے ہانکہ کا اسی روز حکم دیا غرض شکاری اور پٹیل وغیرہ نے ہانکہ کا بندوبست کیا اور مین ہاتھی پر سوار پہاڑ کے نیچے سایہ مین کھڑا ہو گیا۔ اور ہانکہ شروع ہوا۔ چونکہ یہ ہانکہ ایک میل سے ڈالا گیا تھا ڈیڑھ گھنٹہ تک کچھ بھی نہین دکھائی دیا مین نے یقین کیا کہ اب کچھ اس جنگل مین نہین ہے۔ اور محمد اعظم صاحب جو میری خواصی مین تھے ان سے کہا کہ لیجئے آج بھی محروم جاتے ہین کیونکہ ہانکہ نزدیک آگیا۔ اور ابھی تک کوئی جانور دکھائی نہین دیا۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ جھاڑون مین سے کھڑکھڑاہٹ

اعلیٰحضرت

شروع ہوئی اور مین نے بھی اپنی بندوق کو سیدھی کر لیا یکایک
ایک چتیل مادہ میرے روبرو آئی مین نے نشان دیکھ کر سینہ
مین گولی ماری اور وہ چتیل گر گیا مین نے ہاتھی بٹھلا دیا اور
محمد اعظم صاحب نے ذبح کیا اور نصف شکار براہ راست کی
خدمت مین گذراندیا اور بقیہ نصف وہان کے پٹیل کو جو اس کے
کھانے کے بہت شائق ہین دے دیا اور پوست اپنے ساتھ
لے آیا۔ غرض اس شکار مین بھی کوئی درندہ جانور میسر نہ آیا اور
مجھے اسوقت اسقدر غصہ معلوم ہوا کہ قریب تھا کہ قسم کھاؤن
اور شکار کا خیال تک دل مین نہ رکھون۔ جب مین نے اسکا ذکر
چند احباب سے کیا تو انھون نے کہا کہ اس مین جب تک
زیادہ مشقت اور انتظار نہ کیا جائے مشکل سے کامیابی ہوتی ہے
اور مین ان کی اس نصیحت پر کاربند رہا۔

گزشتہ موسم سرما مین مین پھر شکار کا انتظام کرنا شروع
کیا یعنے اپنے تعلقداروں کے نام گشتی جاری کی کہ شکار کی موجودگی
کی فوراً اطلاع ہوئے۔ اور شکاریون کو اکثر جگہ روانہ کیا اور
بندوق بازی کی مشق بڑھا دی اور جب کبھی دورہ پر کسی جاگیر کو
جاتا اور وہان اسکا موقع ملتی ضرور شکار کرتا۔ آغاز مارچ مین مجھے
خبر ملی کہ ترملا پور مین پھر شیر آئے ہوئے ہین۔ بلکہ رعایا کے

دو ایک جانور بھی مارے گئے - مین نے اپنے شکاریون کو جو دوسرے
مواضع پر گئے ہوئے تھے طلب کر کے یہان روانہ کیا - ایک ہفتہ بعد
خبر آئی کہ گارے ہو رہے ہین اس خبر کو سُنکر شب کی ریل مین
گنگا ورم گیا اور وہان سے گھوڑے پر سوار ہو کر ۱/۲ ۷ بجے صبح کی
داخل ترملاپور ہوا اوسوقت معلوم ہوا کہ اب گارون کا ہونا
موقوف ہو گیا ہے اور شیر کا ماگ دُور دُور دکھائی دیتا ہے - مین یہ خبر
سُنکر بذات خود جنگل مین گیا اور ماگ اُٹھانا شروع کیا - مجھے تین
شیر کی ماگ دکھائی دی ایک تو بہت بڑا تھا اور دو بچے معلوم
دیتے تھے غرض وہ ماگ نیر آباد کی جنگل کی طرف جاتی تھا
مین نے خیال کیا کہ پھر وہ شیر آجائیگا اُس روز گارہ نہین ہوا
تو مین نے خیال کیا کہ شکار بیٹھنا اچھا نہین ایک چھوٹی جنگل کا ہانکا
کرنا چاہیئے یہ وہ پہاڑی ہے جو ترملاپور سے دو کوس پر واقع ہے
جب ہانکہ کروایا تو سوا جنگلی سُوَر کے کوئی اور شکار دکھائی نہ دیا
مگر ہانکہ والے اور شکاری یہ کہتے تھے کہ ایک ریچھ موضع پیگی کا
لطف ہو بھاگ گیا - مین اس روز واپس آیا اور پیگی کے تحصیلدار
کے نام چٹھی بھیجی کہ مین آپ کے علاقہ مین شکار کرنا چاہتا ہون مگر
آپ مطابقت نہ سمجھین تو مجھے اجازت دیجیے تحصیلدار صاحب نہایت
سیدھی مزاج متعہ کار سرکار عالی مین مجکو جواب اطلاع کیا کہ [illegible]

خود حاضر ہوں جنگل میں شکار کی اجازت ہو اور ہر طرح کی مدد موجود ہو۔ اور میں اپنی جاگیر میں بھی گارسے بندھوا تا رہا مگر شکاری صاحب تو ش نذیر آباد کے جنگل کو روانہ کیا افسوس کہ وہاں سے کوئی خبر نہ آئی غرض میں نے صبح کو تحصیلدار صاحب کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ کل نذیر آباد کے جنگل میں ہانکہ ہوگا اور میں ۱۰ بجے تک پہنچونگا۔ ادھر سنئیے کہ جب میں شکار سے قریب چار بجے محروم واپس ہوا مجھے شکاری نے کہا کہ قیام گاہ سے پاؤ میل پر ایک جوڑہ تیندوے کا ہے اور آپکے شکار کرنے کی واسطے ماٹ تیار کیا گیا ہے۔ اور بکریوں کا مندہ بھی موجود ہے علاوہ اس کے یہ وقت اس کے پہاڑ سے اُترنے کا ہے اگر آپ چلیں تو عجب نہیں کہ شکار ہو جائے چنانچہ میں دو صاحبوں اور چند غریبوں کو ہمراہ لیکر وہاں گیا اس شکاری نے غروب کو دور بٹھلا دیا مجھے اور میرے دو ساتھیوں کو ایک چھوٹے سے پہاڑ پر جو میرے موضع جاگیر میں واقع ہے جگہ دی میرے روبرو جنوب بہ رویہ ایک بہت بڑا پہاڑ اور بہت سے درخت تھے شکاری اوسی موقع پر بکریوں کو لیکر پہنچا اور مندہ کو ہانکتا ہوا روبرو آنکر ایک بکری کی ٹانگ مضبوط باندھ دی۔ اور خود چھپ رہا چونکہ میرے سامنے چند درخت اور ایک تازہ پتھروں کی ٹٹی ایسی تھی کہ میں بکرے کو دیکھ سکتا تھا مگر وہ مجھے دیکھ نہ سکتے تھے اس نے اپنے کو اکیلا دیکھکر زور۔

زور سے چلانا شروع کیا اور رئیس دو بندوق اپنے نزدیک لئے بیٹھا میرے ساتھی تھوڑے تھوڑے فاصلہ سے چھپے ہوئے بیٹھ گئے غرض تکتے تکتے شام کے سات بجے سوا تھوڑی سی کھڑکھڑاہٹ کے نہ کچھ سنائی دیا اور نہ کچھ دکھائی دیا اسوقت چونکہ شب تاریک تھی اور رئیں گھنٹی سے آواز دیا شکاری میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ جوڑہ بندی کا پہاڑ سے بکرے کو دیکھ کر آرہا تھا اور اسوجہ سے پرند چڑیاں یعنے آواز بہت کچھ کر رہے تھے مگر جو غروب دور بیٹھے ہوئے تھے انکی بندوق کی فتیلے روشن تھے اسکی تیزی سے واپس چلا گیا اور اب کچھ آنے کی امید نہیں ہے میں یہ سنکر اپنی جگہ واپس آیا۔ روز دوم سوا رسے نذیر آباد کے جنگل سے آکر خبر دیا کہ گارہ تو نہیں مگر شکاریاں ماگ اٹھائے ہیں ہانکہ تیار ہے اگر ہانکہ ہوگا تو عجب نہیں ہے کہ کوئی جانور ملجائے۔ میں یہ سنکر کھانے سے نو بجے تک فارغ ہو کر ساڑھے دس بجے تک نذیر آباد کے جنگل میں پہنچا اور شکاریوں کی ساتھ ہو کے وہ شیر کی بہنی جوہندی سے گیا تھا دیکھا بلکہ ایک جگہ ایسی بہی دیکھی جہاں وہ لوٹا تھا گو کہ گارہ نہیں ہوا تھا مگر ماگ کے ملنے سے اور اس کے تازہ ہونے سے یقین ہوا کہ شیر عجب نہیں کہ ملجائے۔ میں نے شکاریوں سے بیٹھنے کی جگہ دریافت کی کہ ینے دست راست

کی طرف جو وہاں ایک درخت تھا بیٹھنے کے لیئے کہا اور کسی نے
ایسا ہی درخت جب کیلف جو راستہ جاتا تھا اور جس راہ
سے شیر آتا تھا بتلایا اور کسی نے دوسرا پہاڑ جو ہانکہ کے پہاڑ
کے مقابل اور جہاں ایک گوی بنی ہوئی تھی بتلایا غرض مین
اس تردد مین ہوا کہ کہان بیٹھون کہ شیر میرے روبرو ہوکر جائے
اور مین شکار کرون - مین نے خیال کیا کہ چونکہ یہ دھوپ کا وقت
ہی اسوقت شیر اگر بھاگے گا تو ضرور ہی دوسرے پہاڑ کی گوی
مین جائیگا لہذا ایسے پہاڑ پر بیٹھنا چاہیئے جہان گوی ہی - مین
ایک جھولہ درخت سے باندہکر چڑھگیا اور ہاتھی کو دور کھڑا کر دیا
کیونکہ ہاتھی وہان نہین آسکتا تھا - چونکہ مین جہان بیٹھا تھا وہان
سے ہانکہ کا پہاڑ کم از کم ایک میل تھا - اس لیئے حکم دیا کہ جس وقت
ہانکہ شروع ہو سفید جھنڈی پہاڑ کی دونون کونے سے اٹھائی
جائے اور جسوقت شیر گوی سے باہر ہو لال جھنڈی تبلای جائے
غرض مین جب یہاں بیٹھگیا اور شکاری ہانکہ شروع کرنیکیلئے
روانہ ہوئے آدھ گھنٹہ کے بعد ہانکہ شروع ہوا اور سفید جھنڈیان
دکھائی دینے لگین اور مین بھی دوربین سے بخوبی دیکھنا شروع
کیا مگر کچھہ نظر بھی نہین آیا - حالانکہ ہانکہ دو گھنٹہ تک ہوتا رہا اور
ہانکہ والے قریب آگئے - اُسوقت سیٹی بجائی اور شکاریون سے

بلاکر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس جنگل سے ایک بھی جانور نہین نکلا۔
اور وجہ یہ ظاہر کی کہ یہ پرگی کے بہت قریب ہی اور یہان سے زراعت
وغیرہ بھی قریب ہی اس سلیئے یہان جانور نہین ٹھیرتا ۔ مجھے اسجگھ
ایک بات کا ظاہر کرنا بعید از دلچسپی نہوگا کہ جب مین درخت پر چڑھنے
والا تہا ۔ سامنے اس درخت کے ایک بہت بڑا غار تھا اور
اسکی دوسری بازو پر پہاڑ تھا اس جگہ مجھے جنگلی بکری دکھائی
دی ۔ مین نے خیال کیا کہ اگر اسکو مارون اور شیر اس جنگل مین
ہو عجب نہین کہ وہ چمک جائے لہذا مین خاموش ہو رہا لیکن
دیر تک وہ بکری مجھے دیکھتی رہی ۔ جبکہ مجھے شیر وغیرہ نہین ملا
مجھے اس بکری کے شکار نکرنیکا اسقدر افسوس ہوا کہ اس شب کو مطلق
غذا نہ کھا سکا ۔ جس وقت مین نذیر آباد کے جنگل سے واپس
ہو رہا تھا محمد اعظم صاحب اور محمد ولی صاحب فرزند محل خان
رسالدار مرحوم جو میرے ساتھ تھے بہت افسوس ظاہر کیا اور
کہا کہ کوئی تدبیر سود مند نہین ہوئی کیا کیا جائے اسوقت مین نے
کہا کہ مین تو خیمہ کو جاتا ہون ۔ آپ لوگ جو جنگل قریب ہو وہانکا
ارادہ کیجیئے غرض محمد اعظم صاحب دو شکاریون کو ہمراہ لیکر ہمن پلی
کو چلے گیئے اور مین قیام گاہ کو آیا ۔ چونکہ مجھے اس زمانہ مین محروم
و مایوس پانچ روز گزر گیئے تھے نہایت ہی افسوس ہوا اور

وہ افسوس اسقدر رہا کہ مجھے تھوڑی دیر مین بخار آگیا اور مین
بغیر آب و دانہ تڑپتا پڑا رہا۔ روز دوم بھی یہی حالت رہی قریب ایک
بجے کے محمد اعظم صاحب نہایت تیز گھوڑا دوڑاتے ہوئے آئے
مین نے خیال کیا کہ کوئی تحصیلدار صاحب پرگی کا سوار کچھ تحریر لایا ہے
مگر میرے خیمہ مین آدمی نے آکر کہا کہ محمد اعظم صاحب نہایت خوش بہت تیز
آرہے ہین۔ اس خبر کے سنتے ہی مین فوراً خیمہ سے باہر نکلا اور دور
سے پوچھا تو انھون نے کہا کہ شیر موجود ہے اور کامیابی کی امید ہے
سامان فوراً روانہ کیجیے۔ اس خبر کے سننے ہی نصف بخار کم ہوگیا اور
مین نے اسوقت کچھ کھانا کھایا اور سامان کی روانگی کا حکم دیا۔ چونکہ
یہ صاحب بھی بھوکے تھے مین نے انکو مہلت دی کہ کھانا کھائین بعدہ
مین نے انکو طلب کرکے دریافت کیا کہ انکو کس طرح اس جنگل مین
شیر کے ہونے کا علم ہوا۔ انھون نے بیان کیا کہ جب وہ مجھسے
رخصت ہوکر پرگی پہنچے اور وہان دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ہرن پلی
کے جنگل مین بھی اکثر شیر رہتے ہین چنانچہ اسکے قرب و نواح
مین نواب وقار الامرا بہادر نے دو تین شیر مارے ہین۔ اور
یہ موضع ایک نالہ پر واقع ہے جسمین پانی اکثر رہتا ہے اور پہاڑ و درخت
بھرے ہوئے ہین اور اس طرف شیر آکر گرنول کی طرف سے
جایا کرتا ہے اور یہ موضع پرگی سے چار کوس پر واقع ہے۔ مین نے

شب باشب سوار رہا تھی باورچی وغیرہ روانہ کردیا صرف ایک ڈیرہ
پلنگ پر تمام شب بسر کی اور صبح کو برہمن پلی کو روانہ ہوا پرگی
پر سے ہوتے ہوئے قریب آٹھ بجے کے داخل کشتاپور ہوا
جو برہمن پلی سے کوس بھر پر واقع ہی۔ کیونکہ میرے آدمیون
نے کھانے کا انتظام وہین کیا تھا لہذا مین نے اسوقت ہاتھی
وغیرہ سعہ سکاری اور ہانکے والونکے برہمن پلی کے جنگل کو روانہ کردیا
اور مین ناشتہ کی طرف مصروف ہوا۔ بعد انفراغ گیارہ بجے
تک برہمن پلی کو پہنچگیا اور ہانکہ کا انتظام کیا گیا۔ یہ پہاڑ مجذوب رویہ
ہی اور اسکی بلندی ساٹھ فٹ سے زیادہ کی نہین ہی اور پہاڑ
پر چیدہ چیدہ جنگلی اور غیری درخت لگے ہوئے ہین اسمین
دو تین گوپان شیر کے رہنے کی ہین اس کی دہنی طرف نالہ ہی
جس کا پانی ہمیشہ جاری رہتا ہی آخری گوی نالہ کے بہت قریب
ہی پہاڑ کے بائین طرف تھوڑی دور پر برہمن پلی کی بستی ہی۔
غرض کہ ہانکہ والے اس پہاڑ کے نیچے قطار باندھی ہوئی تھی
اور رگر کی جسکی بہت دہشت ناک آواز ہوتی تہی وہ لوگ اپنے
ہاتھون مین لئے ہوئے آواز دے رہے تھے اور دف والے دف
کی آواز علیحدہ کر رہی تہی جو لوگ کہ خالی تھے وہ ہاتھون مین سونٹے
لیکر درختون پر چڑھے ہوئے شاخون کو پیٹتے اور للکارتے تھے

اعلیحضرت

اس ہانکے کا انتظام ایک ہیڈ رجوان کی زیر نگرانی کر دیا گیا تھا کیونکہ
وہ جوان اس جنگل سے واقف اور فن شکار میں تجربہ کار تھا قبل
از ہانکہ آغاز کرنے کے اس شخص نے اس پہاڑ کو دیکھ لیا تھا جس میں
شیر موجود تھا۔ اس شخص نے اس عمدگی سے ہانکہ کروایا کہ تمام
ہانکہ والے نصف دائرہ بنے ہوئے میرے ہاتھی کے پاس آکر ایک
دائرہ ہو گئے۔ اور اسمیں یہ خوبی رکھی تھی کہ شیر کسی سمت سے
فرار نہو جائے مجھے ایک ایسی موقع پر اس شخص نے کھڑا کیا تھا جہاں سے
دو راستے پھوٹے تھے اور وہ اس غرض سے کہ شیر جب کوہ سے
نکلے وہاں ضرور آئے لیکن میرے ہاتھی کے سامنے ایک جھاڑ
ایسا تھا کہ دو راستے میں سے کسی ایک راستہ سے بھی شیر کا جانا
دکھائی نہیں دیتا تھا میرے شکاری درختوں پر اس غرض سے
بٹھا دیئے گئے تھے کہ اگر شیر نکلے اور کسی ایک جانب کا راستہ
لے تو جو اشارے کہ ہمنے انکو بتلا دیئے تھے وہ ان سے کام لیں
اس ہانکہ میں مرد عورت دونوں شریک تھے مگر مردوں کی تعداد
بہ نسبت عورات کی بڑھی ہوئی تھی مجھے اس جگہ ان عورتوں کا
بیان کرنا اس لیئے ضروری ہوا کہ گو　　کے ساتھ اکثر شکاروں
میں جانے کا اتفاق ہوا اور میں نے بھی بہت سے شکار کیئے۔ مگر
عورات کا شریک ہونا نہیں دیکھا الغرض ہانکہ شروع ہوا اور شیر

گوہی کے باہر آیا ایک شکاری نے جھاڑ پر سے مجھکو جھنڈی کا اشارہ
کیا کہ شیر نکلا مین مستعد ہوگیا دفعتاً دیکھتا کیا ہون کہ شیر مجھ سے
دو سو گز فاصلہ پر ایک درخت کے نیچے سے آرہا ہے مین نے بندوق
اٹھائی اور خیال کیا کہ اگر ابھی گولی مارون اور نشانہ خطا کرے تو
عجب نہین کہ ہانکہ چھوڑ کر شیر ادہر جنگل کو نکل جائے۔ اور پھر مجھے
مایوسی حاصل ہو اس لیئے نہایت خاموشی مین ہاتھی پر بندوق
لئے ہوئے نشان جماتے ہوئے کھڑا رہا۔ تھوڑی دیر مین وہ
شیر میرے بائین ہاتھ سے روان ہوا مجھ مین اور اسمین کل
ایک سو گز کا فرق تخمیناً معلوم ہوتا تھا اوسوقت مین نے (۴۵۰)
ایکسپرس کی دو گولیان چلائین پہلی گولی شانہ مین اس [illegible] کی سے
لگی کہ شیر دس قدم بڑھ کر گر گیا اور کوشش کرتا تھا کہ اٹھے اور
ہماری طرف کا رخ کرے اس عرصہ مین مین نے ایک گولی
بارہ بور کی بھر گردن مین ماری جس سے اس کا کام تمام ہوا
فوراً مین ہاتی سے اترا۔ مین نہین کہہ سکتا ہون کہ مجھے اس
وقت کس قدر خوشی حاصل ہوئی مین اور میرے ہمراہیون نے
کئی نعرے خوشی سے کیئے اور اس شیر کی لاش کو گانون والون
سے اٹھوا کر موضع برہمن پلی مین لائی گانو والون یعنے
برہمن پلی کے باشندون نے جب اس شیر کی لاش دیکھی اس قدر

محظوظ ہوئے اور اتنی دعائیں دین کہ مین مشکل سے انکا اندازہ کرسکتا ہون یعنے اگر اعلے سے اعلے بھی ان سے سلوک کیا جاتا تو اسقدر خوشی اور دعائیں نکرتے۔ ان مین جس قدر عورات تھین شیر کے قریب آتی تھین اور بعد دیکھتی تھین۔ اور اس کی قدمبوسی کرتی تھین مجھے سخت تعجب معلوم ہوا کہ یہ ایک جانور موذی ہے کہ جس کے مارنے سے انھین اسقدر خوشی ہوئی اور اب بعد مرنے کے اسکی کیون عزت کیجاتی ہے دریافت سے یہ بات ظاہر ہوئی شیر کو گانون والے جنگل کا راجہ کہتے ہین اور اس کے قدم کو چھونا اور بوسہ دینا موجب برکت خیال کرتے ہین یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ شیر کے رہنے پر بھی نہین تبلاتے کہ فلان جنگل مین ہے یا اسقدر انکو تکلیف ہوتی ہے چنانچہ محمد اعظم شیر کی تلاش مین بادیہ پیمائی کرنے لگے اور برہمن پلی مین اتفاق سے پہنچے اس موضع کے کسی باشندہ نے خبر نہ دی کہ یہان شیر موجود ہے جب انھون نے جنگل اور پہاڑون کی خاک چھانی اور انکو شیر کی پیر کے نشان دکھائی دیئے اسوقت چند جانورون کو اس طرف چرانے کے لیئے بھجوایا جہان شیر نے ایک جانور کو ان مین سے مار اگیا۔ اسوقت محمد اعظم صاحب کو معلوم ہوا کہ یہان شیر موجود ہے ورنہ مجال نہ تھا کہ کسی حالت مین بھی انکو شیر کی موجودگی کی اطلاع ہوتی۔ مین اس شیر کی لاش کو کشنا پور مین لایا اور اپنے سامنے اسکو

چڑوایا علاوہ معمولی چیزون کے یہ عجب چیز دیکھی کہ شیر کے حلق مین ایک رسی سا سل
کا کانٹا موجود ہی اور کلیجی اس کے ساتھ تھی اور چربی بہت ہی کم تھی
چھاتی کے ناخن جو دو ہوا کرتے ہین ایک ہی باقی نکلا۔ شیر نو فٹ کا
تھا۔ چونکہ یہ پہلا موقع میرے شیر مارنے کا تھا تمام ہانکے والون کو بہر
چھ آنے کے حساب سے انعام دیا گیا جسقدر پیادے میرے ساتھ تھے ایک روپیہ
سے دو روپیہ تک اور کشناپور کا پٹیل اور پہن بلی کا ہیڈ پیادہ اور
اپنے ملازمین شکاریون مین سے کسیکو کڑہ نقرہ اور کسیکو اضافہ تنخواہ اور کسیکو رومال دیا۔ کپتین محمد اعظم صاحب
کا بہت کچھ شکریہ ادا کیا کیونکہ اگر وہ اسقدر رہنمائی نہ کرتے تو مجھے یہ شیر مشکل
سے ملتا مجھکو بھی خوشی سے اسقدر اشتہا تھی کہ جو چھ روز کے شکار مین
نہین کھایا تھا وہ ایک روز مین کھا گیا اور تمام شب نہایت خوشی اور
آرام سے گزاری۔ دوسرے دن کیلئے مین نے شام ہی سے گارے مختلف
پہاڑون مین مختلف قسم کے بندھوا دیئے یعنے جہان شیر کا گمان تھا
وہان جاموش بندھوا دیا تھا اور جہان بوریچہ کا گمان تھا وہان گدھے اور
بکرے اس سے یہ غرض تھی کہ اگر شیر ملے اور جلد شکار ہو جائے تو بوریچہ کا بھی
شکار کرون اور کئی شکاریون کو جنگل مین جہان بڑے بڑے بوریچہ کی گوپھا
مین اس غرض سے بھیجا تھا کہ جب ریچھ صبح کے وقت اپنی گوپھا کو واپس آئے
تو دیکھ لین کہ کہان ریچھ گیا ہی مگر افسوس ہی نہ کر بایں وجود اسقدر انتظام
کے صبح کو جب واپس آئے تو کہا کہ گارہ نہ شیر نے کیا اور نہ بوریچہ نے

تھوڑی دیر بعد دوسرے شکاری نیا جو ریچھ کے دیکھنے کیواسطے گئے تھے وہ بھی آگئے اور جواب دیا
کہ ابھی تک ریچھ نے دکھائی نہین دیا الغرض سب کے آخر مین وہ بیڈر پیادہ جو گزشتہ
روز سے شکار مین رہا تھا اور جس نے ہانکہ کا عمدہ انتظام کیا تھا آیا اور اطلاع
دی کہ کل جس پہاڑ مین شیر مارا گیا ہی نالہ کی دوسری طرف متقابل کے پہاڑ
مین ریچھ یا ببر بچہ موجود ہے کیونکہ باگ دونون دکھائی دیتے ہین اگر ہانکہ
ہو تو کچھ نہ کچھ ضرور برآمد ہوگا یہ خبر سنکر ہم نے ہاتھی اور ہانکہ والون کو روانہ کیا
اور ناشتہ کرکے تیار ہوگیا غرض اسوقت ساڑھے دس بجے تھے مین گھوڑے
پر سوار ہوکر جنگل مین پہنچا اس بیڈر نے مجھے ہاتھی پر بٹھلا کر پہاڑ کے دامن
مین درخت کے نیچے ٹھہرا دیا - اور خود ہانکہ کی طرف چلا گیا کہ انتظام اور
ہانکہ آغاز کرے - مین جس پہاڑ کے دامن مین کھڑا تھا وہ پہاڑ برہمن تلی سے تخمیناً
ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر واقع ہی - یہ پہاڑ نہایت چھوٹا ہی اور درخت بھی چیدہ
چیدہ ہین اور نہ زیادہ بلند نہین مگر جہان شیر رہتا ہی وہان قدرتی طور
پر پہاڑ کا ایک حصہ استقدر سایہ کیے ہوئے ہی کہ دو تین آدمی دوپہر
کیوقت بآرام تمام گرما مین سو سکتے ہین اور وہان سے عمدہ نظارہ دیکھ سکتا
ہی اس جگہ سے دو راستے جاتے ہین ایک دست راست کی طرف کو
نالہ کو جاتا ہی اور دست چپ کا راستہ پہاڑ کی طرف نالہ پر سے گزرتا ہی اگر
شیر یہان رہے اور بھاگنا چاہے سوا ان دو راستون کے تیسرا راستہ
نہین مل سکتا اور علاوہ اسکے ہم جہان کھڑے تھے وہ ایسی جگہ تھی کہ جسکا

سے وہ آئے سو گنز کے باہر نہیں جا سکتا تھا۔ اس ہانکہ مین بھی عورت اور مرد قریب سب ہی گاؤن کے
جمع تھے غرض ہانکہ شروع ہوا اور مین بندوق لیکر مین بارکی ہوئے مستعد کھڑا ہو گیا ایک
آدھ گھنٹہ کے بعد وہ شیر باہر نکلا میری خواہش مین محمد یحییٰ خان صاحب ارلدار کے فرزند محمد ولی صاحب
جمعدار اور محمد اعظم صاحب منتظم بیٹھے ہوئے تھے محمد ولی صاحب نے کہا کہ شیر آ رہا ہے مین نے کہا کہ شکار
نے ریچھ یا بو بچہ کو کہا ہے شاید بو بچہ ہوا انھون نے کہا کہ نہین ایسا نہ ہو مین نے بھی دیکھا
کہ فی الحقیقت شیر نالہ کی راہ لی ہے اور دوڑتا ہوا جا رہا ہے فوراً مین نے نشانہ تاکا اور
(۵۰۴) کی دو آواز چلائی پہلی گولی مونھ مین لگی ساتھ وہ شیر نالہ کو دوسری طرف گیا
اور دوسری گولی سر مین لگی۔ گو کہ اس شیر کا کام تمام ہو گیا تھا مگر فوجدار ایک فیر اور
چلانے کیلیے اسقدر متقاضی ہوا کہ مین مجبور ہو گیا اور بارہ نمبر کی اور گولی چلائی جو اسکی کمر
مین لگی اور جو جان رہی تھی وہ بھی گر گئی اسوقت ہاتھی سے اترا اور جا کر دیکھا تو معلوم ہوا
کہ شیر نہین شیرنی ہے غرض تمام ہانکہ والے جمع ہوئے بہت سے ہنر کرائے بعد و اشتی کو لکھنا
پر لیکر برہمن پلی کو لیگئے پھر مین نے غور کیا کہ اب اطراف و اکناف کے پہاڑ پر ایک ہانکہ عام النفع
اپنے ہمراہیون محمد اعظم صاحب اور محمد ولی صاحب اور دیگر شکاریون کو بھی موقع دینا چاہیے کہ وہ بھی
شکار کرین بعد ازان برہمن پلی کے گانون مین تین تھوڑا سا آرام کیا اور ہانکہ والون کو
رہنے دیکہ موضع جنکو پہاڑ کے گانون سے بھی تعلق ہے تھوڑی سی سیندھی منگا دی یہ لوگ
نہایت خوش ہو گئے اور اس شغل کے بعد کیسا تھوڑا ہی ہوا اور دوسرے جنگل کا ہانکہ شروع ہوا
یہ ہانکہ ایک میل تک دور سے کیا گیا تھا مگر لوگ کم تھے اس سے اکثر جانور سامنے نہین آئے دوسری
طرف سے نکل گئے غرض دوسرے پہاڑ پر بھی ہانکہ کیا گیا اور یہی حال ہوا آخر کار سر مغرب

اعلیحضرت

میں آیا اور کوچ کی تیاری کی کیونکہ سے جو رخصت حاصل کی تھی قریب الاختتام
تھی لہذا اسباب وغیرہ دھارور اسٹیشن کو روانہ کر دیا صبح گوکشنا پور سے سواری ہوئی
ایک ٹانگہ اور ڈیلکہ کر دھارور روانہ ہوا چونکہ ہم لوگ شہر جا رہے تھے بیگار وغیرہ ساتھ نہ
دے سکے۔ ایک جگہ رستہ بھی بھٹک گئے الغرض ریل آنیکے آدھ گھنٹہ آگے اسٹیشن پہنچکر کھانا
کھایا اور اسٹیشن پر آ بیٹھے۔ اسٹیشن ماسٹر دھارور ایک سرا بنوا رہے ہیں جسکو
مجھے بھی دکھلایا اور میں نے کچھ چندہ دیا اسٹیشن ماسٹر نے اپنے اطراف میں شیر کی موجودگی
بیان کر کے مجھکو شکار کی ترغیب دی میں نے جواب دیا کہ بالفعل رخصت ختم ہو گئی ہے
انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ دیکھونگا غرض ریل ساڑھے بارہ بجے آئی اور میں سوار
ہو گیا جب ہم گورگوڑہ کی اسٹیشن پر پہنچے ایک صاحب بہادر نے جن کا نام
ٹملر صاحب ہے آکر بیان کیا کہ ریل کا انجن خراب ہو گیا۔ قریب تین گھنٹے کی دیر
ہو گئی۔ اور باتیں شروع ہوئیں ٹملر صاحب ایک سوسائٹی کے آنریری سکرٹری تھے انہوں نے
اپنی سوسائٹی کا ذکر کرنا شروع کیا۔ جب انھوں نے یہ بیان کیا کہ اس سوسائٹی میں شیر
وغیرہ کے چمڑے دباغت پاتے ہیں تو میں نے ان چمڑوں کا ذکر کیا جو میرے ساتھ تھے اور
شہر آکر میں نے انکو حوالہ کر دیا۔ مگر اسقدر ضرور کہتا ہوں کہ جو شوق مجھے آگے شیر کے شکار کا
تھا اور میرا خیال تھا کہ اگر ایک شیر مار لوں تو شاید میرا شوق دور ہو جائے۔ مگر مرض
بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی ۔ یعنی شوق دوچند ہو گیا چنانچہ فی الحال اسکے شکار کی
تیاری [illegible] اگرچہ پروانہ ہو گئی ہیں۔ بلکہ چٹ پٹی جو نواب شمشیر جنگ بہادر مرحوم کی جاگیر [illegible]
میں شیر کی خبر آگئی ہے امید شادی پر چند یوں کی موجودگی کی اطلاع پہنچی ہے عجب نہیں ہے کہ
تھوڑے روز میں پھر شکار کو جاؤں گا (مرلی منوہر)

امراض نامردی کو خواہ وہ کسی سبب سے عارض ہوں بجز خلقی مادرزاد نامردی کے اپنی معجز نما تاثیر سے
سے دفع کرتا ہی اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فائدہ کامل ہوتا ہے - ترکیب کا غذ ہمراہ تیل کے
ملتا ہی قیمت فی شیشی پانچروپیہ محصول ۴ر اور ہر ایک شیشی میں ایک تولہ روغن رہتا ہے -

دوا عجیب یعنے کشتہ مرکب زمرد

زمرد کا کشتہ جو باجزائے مناسب تیار کیا گیا ہے چہار حصہ چاول کے برابر خوراک ہوتی ہے
قیمت فی خوراک ایکروپیہ پانچ روز یا گیارہ روز کی خوراک میں بفضلہ فائدہ کلی ہوتا ہے -

خواص آن ہر اسے قوۃ باہ اور تمام امراض متعلقہ اوسکے خواہ وہ کسی قسم ہوں اور سوزاک
کہنہ ہو خواہ جدید - دافع جریان مقوی دماغ و اعضائے رئیسہ دار داح وضیق النفس و سرفہ
کہنہ خواہ جدید خشک ہو یا تر اور لاغری بدن اور دفع وبائے ہیضہ میں تو حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہے
یعنے کیسی ہی مریض کی حالت ردی ہو کر خراب ہو گئی ہو بفضلہ صحت ہو گی -

اکسیر حیات

یعنے عرق نجاہ - امراض ضعف بصر و دماغ و صفائی خون و انواع درد و اقسام تپ جڑیا -
چوتھیا تپ دق - استسقا - طحال - آتشک سوزاک جریان سفید داغ - ناسور - بواسیر خونی -
و بادی اور شراب خواری اور چانڈو نوشی سے جو خشکی لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق
ہوتے ہیں سبکو بغیر پرہیز دفع کرتا ہی ایک بوتل ایک ماہ کو کافی ہو گی قیمت فی بوتل پانچروپیہ
محصول ایک روپیہ عہ

عجیب چیز

تحلیل بواسیر خونی و بادی و تحلیل درد و مسہ کیلئے عجیب چیز ہی پہلے ہی روز ایک دوبار کے استعمال سے درد و جریان
خون دفع ہوتا ہی اور تین ہفتہ میں بفضلہ درد و مسہ بالکل دفع ہو جاتے ہیں اور پھر کبھی عود نہیں کرتے
وزن عرق ۲ ماشہ قیمت پانچروپیہ محصول ۲ **جہان نما** اس عرق کے لگانے سے آنکھوں
کی روشنی تیز ہوتی ہے پھولی - دھند - درد و سرخی چشم جملہ بیماریوں کو دفع کرتا ہی قیمت پانچروپیہ محصول ۲ وزن عرق ۶ ماشہ

خضاب نایاب

بیمثل رنگ ڈہنگ ہے نادر خضاب ہے

گویا کہ آمد آمد فصل شباب ہے

جیسی کہ عوام مین خضاب سے دقتین واقع ہوتی ہین ہر شخص پر ظاہر ہین یعنے چوتھی آٹھوین روز مہندی لگاکر باندہنا اور بعد دو تین گھنٹہ کے پھر وسمہ لگاکر باندہنا اسمین قریب ۴ گھنٹہ کے وقت ضائع ہوتا ہی اور بالونکے سیاہ ہونیکے سوا اور کوئی فائدہ نہین اور نقصان بہت۔ ظاہر ہی کہ مہندی اور وسمکا پانی جب دماغ مین جذب ہوگا تو اس سے سوائے نقصان اور کوئی فائدہ نہین جیساکہ ایام سرما مین مثل سردی وغیرہ کے جسقدر کبھی بجائے انہین دقتونکے سبب سے یہہ خضاب نایاب تیار کیا گیا جسقدر تعریف کیجائے بجا ہی ناظرین سے امید ہی کہ قیمت بھیجکر طلب کرین۔ اسمین کوئی مبالغہ نہین۔ تھوڑی تعریف اسکے اجزا کی ظاہر کرتا ہون۔ دافع بالخورہ حافظ سر ضعف دماغ علاوہ برین خوشبو مین بینظیر مثل کیوڑہ باعث درازی مو مفرح دماغ ہی بالونمین سفیدی نہین آنے دیتا بلکہ ملایم رکھتا ہی سیاہی مین بالون کو بمقابل اصلی بالونکے کرتا ہی دوسرے روز بطور روغن چنبیلی لگانا ہوتا ہے کسی چیز سے باندہنے کی ضرورت نہین۔ دوسرے تیسرے روز لگائے تو بال مثل اصلی بالونکے سیاہ ہونگے کوئی تمیز نہ کرسکیگا کہ یہہ خضاب ہے۔ ایک بوتل مین ۳۰ روپیہ بھر یعنے ۲ پاؤ ہوتا ہی قیمت فی بوتل عہ علاوہ محصول نصف شیشی عہ چہارم شیشی عہ۔ اس سے کم غیر ممکن ہی۔ میرے شفاخانہ مین علاوہ اسکے ہر قسم کا علاج ہوتا ہے

اطلاع ضروری

واضح ہو کہ بہت سے سندی خطوط یعنی سرٹیفکٹ جو صاحبان یورپین ہیادران میرے عمدہ علاج کے ثبوت مین عطا فرمائے ہین اور نیز ہندوستانی خطوط صحت قریب ہزار بارہ سو کے موجود ہین جو شاید اوکا چہانا [illegible] ہونگے جو ایکبار طلب فرماکر ملاحظہ ہون میری ادویہ سے ہزارون نے صحت پائی ہی اور بغیر سفارش بہت لوگون کے سرٹیفکٹ موجود ہین انکا [illegible] بھیجکر طلب کرین کیونکہ بعض حکیمون نے اپنی شہر کے رئیسون سے خوشامد کرکے سرٹیفکٹ بنالئے ہین پس میرے سرٹیفکٹ اور ان حکیمونکے سرٹیفکٹون مین بڑا فرق ہی۔ لازم ہی کہ پہلے سرٹیفکٹ منگاکر ملاحظہ فرمائین تاکہ دہوکا نہو۔ ایک طویل فہرست بہت سے ادویہ کی جو اخبار مین گنجایش طبع نہین رکھتی اور جس سے لطف زندگی تا دم مرگ انسان کا قایم رہتا ہے قابل ملاحظہ ہی جو صاحب چاہین منگا بہیجا [illegible]

اشتہار

۱- اس رسالہ کی قیمت معہ محصول ڈاک سالانہ .... [illegible]

۲- جو صاحب ستے اعلیٰ مضمون یا ترجمہ عنایت فرمائینگے انکو ایک اشرفی نذر دیجائیگی

۳- دفتر میں مضامین ہر مہینے کی ۲۰ تاریخ تک پہونچ جانا چاہئے —

۴- ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس —

شرح دستخط

حسن بن عبد اللہ الملقب بہ نواب عماد نواز جنگ بہادر —

ذیل کی کچھ کتابیں ہمارے دفتر میں موجود ہیں —

۱- بچوں کی پرورش کے طریقے ڈاکٹر ناروی صاحب کی کتاب کا ترجمہ جسکو مولوی [illegible] صاحب نے کیا ہے اور انعام حاصل کیا ہے ۸

۲- ترجمہ تاریخ افغانستان مصنفہ بی۔ اے۔ والکر بیرسٹرایٹ لا قیمت ... [illegible]

۳- [illegible] دکن مصنفہ حسن بن عبد اللہ الملقب نواب عماد نواز جنگ بہادر ... [illegible]

المشتہر

محمد عبد الصمد خان منیجر

توپ کا سانچہ حیدرآباد دکن

(کتبہ العبد المذنب محمد شریف الدین)

جلد دوم — حسن — نمبر ۷

جولائی ۱۸۹۰ عیسوی

مضامین

حیدرآباد دکن

مطبع حسن میں چھپا

نذر اشرفی

ماہ گذشتہ کے رسالہ کے ٹیٹل پیج مین سہو کاتب سے جناب شمس العلما
خان بہادر مولوی ذکاء اللہ صاحب فیلو آف دی آلہ آباد یونیورسٹی
کے نام کے مقابلہ (اس مضمون کے صلہ مین ایک اشرفی نذر دیگئی)
کا لکھنا رہگیا ناظرین درست فرمالین -

اشتہار فروخت اسباب

حسب ذیل اسباب فروخت کے لئے موجود ہے جن حضرات کو مطلوب ہو
مشتہر سے درخواست کرین -

تانگہ	ما صہ	سرنگ گھوڑا	صار
جوڑی بابوگون کی	ما سہ	گیا لوے سبزا	ما صہ
ہارنس جوڑی کا	سہ		

کل [illegible]

اور دو عدد جھومر یعنی درخت روشنائی (۱۲ پونڈ کا اور دوسرا دو منی
۴۲ پونڈ کا) فروخت کے لئے موجود ہے درخواست پر قیمت سے اطلاع ہوگی فقط

جلد دوم　　　　حسن　　　　نمبر ۳

رسید زر

بصد شکریہ کے ساتھ ان حضرات کے اسما گرامی درج ذیل کرتا ہے جنہوں نے زر چندہ سے اعانت فرمائی

نام	رقم	نام	رقم
نواب اعظم یار جنگ بہادر صوبہ دار مشرقی	[illegible]	منشی گھونا تھ پرشاد صاحب مددگار معتمد پولیٹکل	[illegible]
میر لیاقت علی صاحب	[illegible]	نواب میر حیدر علی خان بہادر جاگیر دار	[illegible]
نواب فخر الملک بہادر	[illegible]	مولوی ابو الحسن صاحب عہدہ دار سرکار نظام	[illegible]
منشی محمد امتیاز علی صاحب بہادر دار المہام سرکار بھوپال	[illegible]	مولوی عبد الغفور صاحب وکیل درجہ اول	[illegible]
مولوی سید احمد صاحب مددگار صدر محاسب اضلاع	[illegible]	مولوی محمد محی الدین خان بہادر ناظم عدالتہائے صوبہ غربی	[illegible]
نواب نصرت یار جنگ بہادر کمشنر انعام	[illegible]	مولوی انتظام حسن صاحب جالی ہلی	[illegible]
مولوی منور علی صاحب سررشتہ دار ڈپٹی کمشنر انعام شرقی	[illegible]	سیٹھ راؤ جیو صاحب	[illegible]
نواب انتظام یار جنگ [illegible] بہادر	[illegible]	نواب انتصار جنگ بہادر معتمد مالگذاری	[illegible]
راجہ [illegible] پرشاد صاحب مددگار [illegible]	[illegible]	مولوی امین الدین صاحب دوم تعلقدار اندور	[illegible]

ہندوستانی حرفت و صنعت قدیم

چونکہ ان دنون دیسی صنعت و حرفت کی طرف امراء رؤساء و عمائد کا خیال زیادہ
رجوع ہوا ہے اور اخبارات دیار و امصار نے اس جانب ایک نئی تحریک پیدا کر دی ہے
اس لئے کہ تعلیم مغربی سے کچھ حب الوطنی کیجانب عموماً رجحان ہو گیا ہے کہ اپنے
ملک کی بہبودی دیسی حرفت و صنعت ہی سے ممکن ہے اور ملازمت کے صیغون مین
جگہین زیادہ بھر جانے سے خیالات کا پلٹا و اس راہ پر آلگا ہے کہ آزادی کے
ساتھ فارغ البالی سے بسر کرنا صنعت و تجارت و حرفت ہی پر منحصر ہے اور اس
بات پر غور کر رہے ہین کہ ہمارے ملک کی چند روز پہلے اس صیغہ کی کیفیت
تھی اور اب کیا ہے آئندہ کار برآری کے وسائل مضبوطی کے ساتھ یہان
کیسے اور کتنے موجود ہین - ملک کی دولت ملک ہی مین تقسیم ہو جانے سے کیسے
کیسے فوائد ہین ہماری حرفت و صنعت کیلئے کیا کیا سخت رکاوٹین ہین ہمارے
کون اور ہم کس کے محتاج ہین یہ سب باتین ہمین روز مرہ کے زندگی کیلئے نہایت
ضروری ہین - اس مضمون صنعت و حرفت و تجارت کی تاریخی کیفیت نہایت
جامعیت سے بطور احسن دکھلائی گئی ہے اس مردہ صنعت کو زندہ کرنے کی جانب
خیر خواہان ملک اپنا خیال رجوع کرین - اور اس بات کا فیصلہ کرین کہ صنعت
جدیدہ اور قدیمہ بحالت مجموعی کیونکر ہندوستان مین اب جاری ہو سکتی ہے

سولھوین صدی مین فرنگی تجار سواحل ہند پر پہنچے تو انھون نے ہندو اور مسلمان دونون کو ایسا ہی اعلےٰ شائستہ اور مہذب پایا جیسے اپنے اہالیان ملک کو۔ عمارت سازی۔ سوتی اور ریشمی پارچہ بافی۔ زرگری و فن جوہری مین باشندگان ہند اسوقت سب پر سبقت رکھتے تھے سوتی کپڑے کا رواج ہندوستان مین قدیم الایام سے ہی روئی کے کپڑے اور انکا بننا واقعۂ مہابھارت کے پہلے سے تھا۔ اہل یونان پنبہ بافی کو سندن لکھتے ہین۔ جس لفظ کا ماخذ وہی سندہ ہی جیسا انڈس اور انڈس سے انڈیا نکلا ہی۔ اسی طرح ایک سفید سوتی پارچہ کو کیلیکو کہتے ہین جو کالیکٹ واقع ساحل ملابار (مدراس) مین پہلے پہل تیار ہوا تھا۔ کتاب پیرپلس کے مصنف نے کئی قسم کے سوتی کپڑون کا ذکر کیا ہی جو تجارتاً دوسرے ملکون مین جاتا تھا مارکو پولو پہلا عیسائی سیاح کھمبات کی روئی اور بکرم (کتان) کی بہت تعریف لکھتا ہی مختلف اقسام کے پارچے جو ہندوستان کے مختلف مقامون مین تیار ہوتے ہین انکا بالتشریح بیان کرنا مشکل ہی لیکن ان مین سب سے مقدم ڈھاکہ کی ململ ہی جو کسی زمانہ مین نہایت شہرت یافتہ تھی اور اب بھی فرمائشاً تیار ہوسکتی ہی مگر جو نفاست اُس زمانہ مین تھی جبکہ ڈھاکہ مسلمانون کا پایۂ تخت تھا وہ اب نہین ہی اور اُنکی حرفت کی اعلیٰ ترقی اور انتہائی کامیابی اس سے ثابت ہوتی ہی کہ ۱۲۶ قسم کے مختلف الانواع اوزار مستعمل ہوتے ہین۔

بہترین ململ سادہ بنی جاتی ہے لیکن ریشم کی رنگین بوٹیاں دوسری قسم کے
کاریگر ڈالتے ہین بہت تھوڑی مقدار مین ململ مقام سرپل متعلقہ ضلع
بیڑہ مین تیار ہوتی ہے۔ اور سانتی پور ضلع ندیا اب تک اپنی قدیم عزت بہت
عمدہ ململ کی قائم رکھے ہوئی ہے مدراس مین عمدہ پارچے اب تک تیار
ہوتے ہین۔ ارنی کی ململ جس کو فرقہ بنر ساحل ملابار والے بنتے ہیں
مچھلی پٹم کی چھینٹ ورنگا پٹم کی نیم (نیم یعنے ۱۲۰ سوت کا پارچہ) نیلور کی
نیلی سلمیر ہین۔ بنگلور مین قدیم شاہی پارچہ بافون کی اولاد اب تک ہے وہ
خاص قسم کے پارچے بننے مین مشہور ہے۔ جو سرخ اور سیاہ قدیمی
طریقے پر چھاپا کرتے ہین۔ احاطہ بمبئی مین۔ احمد آباد۔ سورت۔
بھڑوچ۔ مین عمدہ چھاپے کی ساڑیان تیار ہوتی ہین جو گجرات کی شہرت
کے باعث ہین۔ پونا۔ ایولا۔ ناسک۔ دھارواڑ مین پہلے سوت رنگ
کر کپڑا تیار کرتے ہین جو اقوام مرہٹہ کے استعمال مین بکثرت آتا ہے
پارچہ باف اکثر ریشم اور سوت ملا کر پارچہ بنتے ہین اور بہت بیش قیمت
اشیا ریشمی یا زرین کنارون کے ساتھ تیار ہوتی ہین۔ ممالک متوسط
مین چاندا۔ اور ہوشنگ آباد سب سے بڑے شہر ہین جن مین پارچہ
بافی کا کام ہوتا ہے۔

ریشم بافی کا معمولی پیشہ ہر مقام مین پایا جاتا ہے۔ ہندوستان
بھر مین صرف بنگال ہی ایک ایسا مقام ہے جہان ریشمی کپڑون کی

پرورش ہوتی ہی اور وہ پرورش جو شہتوت کے درختوں پر ہوتی ہی سر سبزی کی حالت مین ہی اب تک اکثر جو نیم پرورش یافتہ ریشمی کیڑون سے حاصل ہوتا ہی ریشمی ذخیرہ مین زیادہ معاون نہین ثابت ہوا۔

ریشم اور سوت کے بننے والون مین مابہ الامتیاز فرق یہی ہی کہ ریشم باف بخلاف سُوتی بافون کے دیہات مین نہین رہتے بلکہ انکی صنعت و حرفت کا مرکز شہر ہی ہوتا ہی۔ ریشمی پارچے دو قسم کے ہوتے ہین۔ اول وہ کہ جس مین خالص ریشم ہو۔ دوم وہ جس مین ریشم اور سوت ملا ہوا ہو۔ ان ہر دو قسم کے پارچون پر سُنہرا اور روپہلا کام ہوتا ہی۔ مخلوط ریشمی پارچون کو مشروع یا صوفی کہتے ہین جسکا مطلب یہ ہی کہ از روے شریعت اسلامیہ کل مسلمان اس قسم کے پارچے استعمال کرنے کے مجاز ہین بخلاف خالص ریشمی پارچون کے کہ اُسکی ممانعت ہی۔ مخلوط ریشمی پارچے بکثرت بنے جاتے ہین اور پنجاب سندہ۔ آگرہ۔ حیدرآباد دکن۔ تنجور۔ ترچناپلی۔ واقع مدراس اُس کی ساخت کی خاص جگہین ہین۔ خالص ریشمی پارچے سادہ بُنے جاتے ہین یا اعلےٰ درجہ کا اُنپر کام ہوتا ہی۔ مثل کمخاب وغیرہ کے۔ اس قسم کے پارچے خصوصیت سے بنارس۔ مرشدآباد۔ احمدآباد۔ چینا پولی مین تیار ہوتے ہین۔ اور ان پر شکارگاہ۔ چاند تارہ۔ مزشتر (آب نقرہ) مور گلا گردن طاؤس یا منقش ہوتے ہین۔

چھاپے کے ریشمی پارچے پارسی اور گجراتی عورتون کے لیے سورت مین تیار ہوتے ہین - اورنگ آباد کے ہمرو اور مشروع زمانہ حال مین نہایت عمدہ اور بہ نسبت کلون کے پارچہ کے زیادہ پائدار بھی ہوتے ہین -

کارچوبی کام ریشمی - اونی - سوتی چرمی اشیا پر کیا جاتا ہی کارچوبی کام کا بھی جولاہون کی طرح چھوٹا کرگا ہوتا ہی جس مین تہ بنایا جاتا ہی یا پہلے اسکا نقش یا لیس بنا کر بعد کو سوئی سے ٹانک لیتے ہین وہ مشہور چوغہ جو اندنون انگلستان مین کثرت اور شوق سے بجائے ڈریسنگ گون کے مستعمل ہوتا ہی - پٹو یعنی اونٹ کے بال سے بنا جاتا ہی اور جسپر یہ کارچوبی کا کام کشمیر - پنجاب - سندہ مین کیا جاتا ہی - کشمیری شال جو اثنائے نہایت عمدہ اور قیمتی ہوتا ہی خود کشمیر یا لودھیانہ و دیگر مقامات پنجاب مین تیار ہوتا ہی جو کوہ ہمالیہ کی ایک خاص قسم کی بکریون کے نرم بال یعنے پشمینہ سے بنا جاتا ہی - ململ پر بھی ڈہاکہ پٹنہ اور دہلی مین ریشم اور کلابتون کا کام ہوتا ہے - سندہ اور کچھ مین جو رنگین ریشم و زرین کام ہوتا ہی وہ اپنی جنس مین خصوصیت رکھتا ہی گجرات مین چرمی کامون پر بھی کارچوبی کیجاتی ہی شاہی جلوس وغیرہ سے معزز موقعون پر گھوڑے اور ہاتھیون کی جھولین چھتر اور چھاتے مخمل کی نکلتی ہین جسپر بہت شان و شوکت سے گلبرگہ اور اورنگ آباد کا زرین کارچوبی کام ہوتا ہی

تخمیناً بیس برس کا زمانہ گزرا کہ خلد آشیان نواب سر سالار جنگ بہادر مرحوم نے پانچ پانچ ہزار روپے کی ہاتھیون کی جھول گلبرگہ مین تیار کرا

لندن پہنچے تھے جو میرے نظر سے گذر رہے تھے۔ انکی چمک دمک آنکھوں
سے خیرگی پیدا کرتی تھی اور نیز سابق سکے۔ گائیکوار بڑودہ
نے ایک چادر بنوائی تھی جس مین موتی اور بیش قیمت جواہرات بطرز
نقش و نگار کے ساتھ ٹکے ہوئے تھے جس کی مجموعی قیمت ایک کرور
روپیہ بیان کی جاتی ہے چونکہ نہایت قیمتی اُس مین جواہرات سے لگے ہوئے
تھے اس لیئے اسُ پر لطافت سے نظر پڑتی تھی اور جب دھوپ مین
کھولا جاتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ تمام قوس قزح کا ہی مخزن ہے نقش
و نگار کی نفاست سے بہت بھلا اور دلچسپ معلوم ہوتا تھا۔

قالین دو قسم کی ہوتی ہین۔ سوتی اور اونی۔ سوتی کو دری
اور شطرنجی کہتے ہین جو یقیناً ہندوستانی ایجاد ہے۔ اور خاصکر بنگال
اور شمالی ہندوستان مین بنی جاتی ہین۔ دریان عموماً سفید ہوتی
ہین اُن پر خطوط اور پٹیان سیاہ سرخ اور نیلی بنائی جاتی ہین اور گاہ
گاہ کچھ اور قسم کے نشانات چوکور یا گول بنا دیا کرتے ہین۔ اونی کو
غالیچہ۔ اور قالین کہتے ہین۔ غالیچہ اصل مین ایران اور ترکستان سے
آئے ہین جہان ابتک نہایت عمدہ و بہتر تیار ہوتے ہین۔ مسلمانوں کی
فتوحات کے ساتھ اس کا بھی یہان رواج ہوا۔ اس کے بننے
کا یہ طریقہ ہے کہ اسکی تہ مضبوط سوتی خواہ کتانی دھاگے کی ہوتی ہے
اور نہایت محنت اور عقلمندی سے رنگین چھوٹے اون کے بٹے

ہوئے دھاگے اس طرح ان مین چپان کئے جاتے ہین کہ ان کے
دونون کونے اوپر نکلے رہتے ہین بعدہ ان کونون کو جو نکلے رہتے
ہین سطح سے برابر کتر دیئے جاتے ہین اور جو لائن رنگین یا نقش
بٹنے سے بنجاتی ہے اس کو اوزار سے کوٹ کر مسطح کر لیتے ہین۔
اس حرفت کے بڑے تاریخی مواقع ہندوستان مین کشمیر۔ پنجاب۔ سندھ
آگرہ۔ مرزاپور۔ ورنگل۔ ملابار۔ مچھلی پٹن ہین۔ مخملی غالیچے بنارس۔
اور مرشدآباد مین اور ریشمی تنجور۔ اور سیلم مین تیار ہوتے ہین۔

لندن کی نمائشگاہ واقع سنہ ۱۸۵۱ء مین بہترین ہندوستانی
قالین ورنگل سے گئی تھی۔ یہ مقام حیدرآباد سے ۸۰ میل کے فاصلے
پر ہے۔ اس قالین مین بے انتہا دھاگے قریب قریب مسلسل ترتیب
دیئے ہوئے تھے یعنے تقریباً ایک مربع فٹ مین بارہ ہزار دھاگے
تھے اور یہی اس کی بڑی اور خاص صنعت تھی۔ رنگت مین مساوی
اور نہایت لطیف معلوم ہوتا تھا اور یہی ایک نمونہ تھا جس مین ریشم
نہایت ہی عمدہ قابل اطمینان طریقہ سے بنا گیا تھا۔ قیمت بھی علی ہذالقیاس
بڑھی چڑھی تھی یعنے سو روپیہ فی مربع گز مگر زمانہ حال مین ہمکنڈہ اور
ورنگل کے قالین مین انگریزی خام رنگ ڈالنے سے اس کی قدر کم ہو گئی
ہے انگریزی رنگ جیسا کہ دیکھنے مین خوش نما ہوتا ہے ویسا پائدار نہین ہوتا سال
حال مین ہمنے دیکھا کہ بہت سے قالین تیار ہو کر یہان سے مدراس اور

لندن کو بھیجے جاتے ہین مین نے چند قالین سوتی ریشم ملا ہوا خود بھی
بنوایا اور اپنے دوستون کے واسطے بھی خرید کیا مگر سب مین قدیم رنگ
ڈالا گیا تھا۔

سونا چاندی اور جواہرات بوجہ قیمت اور رنگت کے ممالک ہند مین
ہمیشہ سے زیورات مین صرف ہوتے رہے یہان تک کہ وسط ہند
اور کوہ ہمالیہ کی جنگلی وحشی قومین سونا چاندی پیٹ پاٹ کر گلوبند اور بازوبند
اور ہنسلیان بناتی ہین۔ معلوم ہوتا ہی کہ پیچیدہ گھاس اور پتیون کے
نمونے پر پہلے پہل طلائی زیور کثرت سے بنائے گئے اور عام معمولی
پائل کی ابتدائی نمونے اس قسم کے ہین کہ طلائی موٹے تار پھولون
مین گندھے ہوئے ہین۔ گجرات مین ایک دوسری قسم کا آرائشی زیور
محراب نما علیحدہ علیحدہ مرصع بنتا ہی۔ یہ سونے کا ٹھسر یا کھوکھل شش
پہل یا ہشت پہل بنا کر سرخ ریشم مین گوندھ لیتے ہین۔ ترچناپلی۔ کٹک
اور کشمیر مین رنگین مرصع زیورات قابل شہرت بنتے ہین۔

تمام جنوبی ہند مین جو زیور وہان عام پسند ہی۔ اُس کو سوامی
کہتے ہین جس پر ہندو دیوتاؤن کی تصویرین بنی رہتی ہین یہ مورتین یا تو
زیور ہی مین بنائی جاتی ہین یا علیحدہ بنا کر پیچ یا اور ذریعہ سے اوپر لگادی
جاتی ہین۔ ترچناپلی کے زیوراتِ خاص مین انگریزی چربہ اُتارنے کے
لیئے کچھ خرابی پیدا کر دی گئی جس مین گلاب نما زنجیر طلائی ہوتی ہی اور

سپولیاں لچھے سانپ کی شکل میں تیار ہوتی ہیں کٹک میں چاندی کا دانہ دار
پھیلا زیور جس شکل وصورت کا قدیم میں اہل یونان اور حال میں اہل لٹا
پہنتے ہیں - عموماً چھوٹے لڑکوں کے ہاتھ سے تیار ہوتا ہے کیونکہ وہ
اپنی تیز نظر اور تیز دستی سے نقرئی تاروں کو خلت اور درستی سے اپنے
موقع پر جما دیتے ہیں - کشمیر میں طلائی زیور زیادہ سرخ سونے کا بنتا
ہے اور یہی امتیازی رنگ مشہور ہے اسکی چمک دمک اور اس کا نقش
ونگار نہایت دلفریب ہوتا ہے - کچھ کے نقرئی زیور جو خاص طور سے
ہتھوڑوں سے تیار کرتے ہیں وہ اگرچہ اب وہیں کے تصور کیئے
جاتے ہیں لیکن مینا دڑح لوگوں سے ہے ایسے ہی کام لکھنؤ اور دہلی
میں بنتے ہیں اور رنگ آباد میں میناکاری کا کام نہایت قابل تعریف
تیار ہوتا ہے پاندان عطر دان میناکاری کے جو یہاں بنتے ہیں دور
دور تک اس کی قدردانی ہوتی ہے - کارچوبی میں سناری کام بہت کام
آتا ہے - سونے اور چاندی کے تار گرمی دیکر تیار کرتے ہیں اور یہ کام اس
نفاست اور عمدگی سے ہوتا ہے کہ روپیہ بھر چاندی میں ۸۰۰ گز تار نکلتا ہے
قبل اس کے کہ کارچوبی کے کام میں آسکے اکثر ریشم میں اس کو بٹ
لیتے ہیں - اور سنہرے روپہلے پارچوں کے لیئے ان تاروں کو کوٹ کر
چپٹا لیتے ہیں تاکہ اس کا تار اور ریشم یا سوت کا بانا مناسب جیسے چسپاں
ہوں - ایک اور تیسری قسم کی آرائش جیسے پر واقع رکھتا نہ اور جسند زد

دکن میں اس طرح کیجاتی ہے کہ ململ پر نقرئی اور طلائی اوراق سے گل بوٹے چھاپ لیا کرتے ہیں بیش قیمت جواہرات بہت فضول خرچی سے ہندوستانی جوہری برتتے ہیں - جن کو بجز چمک دمک کے اس کی صفائی یا نکار کی قیمت کا بہت کم لحاظ رہتا ہے لیکن جو سلیقہ ہنر اور دلفریبی کی حالت ہندوستانی جوہری جواہرات بٹھانے میں عام اس سے کہ کسی زیور میں ہو یا ہتھیار اوزار میں دکھلاتے ہیں وہ سب سے بڑھکر نہایت اعلے درجہ کی ہوتی ہے - پرنس آف ویلز کے جیبوری ذخیرہ میں ایک کنگھی کے ربالون کی تھی جس کی سرسری بیان سے یہان کی مرصع اشیاء کی حقیقت قیاس کیجا سکتی ہے - کنگھی میں سونے پر جیبوری مینا - کیا ہوا تھا - اس پر لعل و زمرد جڑھے ہوئے تھے - اس کے سرے پر بڑے موتیون کی ایک قطار قوس نما مسطح تھی اور ہر ایک کی نوک سبز کانچ کے دانہ کی تھی جو اوپر نکلی ہوئی تھی - اس کے نیچے ایک دوسری قطار چھوٹے موتیون کی تھی جو سبز اور سرخ طلائی مینا کار پتیون کے بیچ مین تھی جن کی نشست نہایت خوبی اور قابلیت سے کی گئی تھی -

اس کے نیچے ایک اور قطار چھوٹی چھوٹی موتیون کی تھی جس کے نیچے بہت سے چھوٹی چھوٹی موتیون اور جواہرات کی قطارین کنگھی کی طلائی دندانیکی اوپر تھین -

دیہاتون کے لوہارون کا خاص کام تو آلات زراعت کا بنانا اور درست کرنا ہوتا ہے لیکن اکثر ہندوستانی قصبون مین خاصکر ان اطراف

مین جہان قدیم دار الحکومتین تھین نجاری نہایت ہنرمندی سے کیجاتی ہی
اوزار و ہتھیار جنگی کی ساخت ہمیشہ معزز پیشہ قرار دیا گیا ہی اور ہندوستان
مین اس اعزاز نے بہت ترقی کی تھی جو ابتک بالکل پامال نہین ہو گئی ہے
مقناطیسی کچا لوہا جو عموماً ریگ کی شکل مین ملتا ہی اس سے ایک قسم کا فولادی
کوئلہ نکلتا ہی جو دنیا مین بہترین ہی - تلوار کے پھل پر معجزانہ پانی چڑھایا جاتا ہی
اور نام معہ تاریخ کندہ کیا جاتا ہی - کبھی کبھی ابھرے ہوئے نقش شکارگاہ
کے بنائے جاتے ہین اور کبھی مثل آرہ کے دندانہ دار بناتے ہین
توڑے دار بندوق اور دوسرے آتشین جنگی اوزار پنجاب اور سندہ
کے اکثر شہرون اور منگھیر واقع بنگال اور وزیانگرم واقع مدراس مین
بنائے جاتے ہین - زرہ بکتر جس کی ایجاد ایران سے ہوئی ہی
ابتک کشمیر - راجپوتانہ اور کچھ مین بنائے جاتے ہین - احمد نگر کا خود
مشہور ہی - اسلحۂ ناری و تلوار وغیرہ دونون مین سنہری پھول پتیان
ڈالی جاتی ہین اور جواہرات مرصع کیجاتی ہین - اصل یہ ہی کہ بخلاف اور
ایشیائی ملکون کے ہندوستانی اسلحہ مین ما بہ الامتیاز فرق یہ ہوتا ہی کہ
اوراق طلا چڑھائے یا چپان کیے جاتے ہین اور جواہرات بے تکلفی
اور بے پروائی سے جڑھائے جاتے ہین - لوہے اور فولاد پر اس
قسم کا کوفت خاصکر کشمیر - گجرات - اور سیالکوٹ مین ہوتا ہی - اور طریقہ
یہ ہی کہ کسی زیادہ سخت دھات پر سونے کے پرت جاتے اور گڑوئے

بناتے ہین۔ مین بھی خود ہنکنڈہ واقع ریاست نظام عالیمقام مین مختلف قسم کے
ہتھیار تیار کرتے ہیں یہان کی عباسی بعینہ ایران کی عباسی کا مقابلہ کرتی ہی یہان
کا کونا سمندر کا لوہا نہایت مشہور ہی یہان کے کاریگر تلوار کے قبضون
پر بھی عمدہ مینا کاری کرتے ہین۔ بدری کا کام مقام بدر مین جو کسی
زمانہ مین بہمنیون کا دارالحکومت ہونے کی عزت رکھتا تھا ہوتا ہی جو اب
ممالک محروسہ نظام خلد اللہ ملکہ مین شامل ہی۔ اس مین عموماً تانبے پر چاندی
کے ورقون سے پھول پتیان بناتے ہین۔ بدری کا کام اب تک بدر مین
عمدہ حالت مین ہی۔

دیہاتی ٹھٹھیرے مثل دیہاتی لوہارون کے روزمرہ کے ضروریات
کے ظروف بناتے ہین ان ظروف مین ٹھکرا اور سب سے زیادہ مروج
لوٹا ہی جو بالعموم صفائی مین کام آتا ہی۔ لوٹے کی شکل اور جس وضع سی
کہ اوائل مین نقش و نگار کرتے تھے وہ آج تک بدستور قائم ہی۔ ایک
لوٹا جو انڈین میوزیم (ہندوستانی عجائب خانہ لندن) مین ہی اور
بمقام کولو۔ بودہ کے ایک غار سے کھود کر نکالا گیا تھا۔ کم سے کم پندرہ
سو برس کا ہی اور جس کی نسبت بیان ہی کہ شہزادہ سدہرتا بڑے
برشے جلوس مین ہمراہ لے جاتا تھا شمالی ہندوستان مین بنارس سب سے
زیادہ مشہور تانبے اور پیتل کے ظروف بنانے مین ہی۔ جہان صرف
خانگی استعمال کے ظروف نہین تیار ہوتے۔ بلکہ تصاویر و دیگر مذہبی

نشانات بھی بنائے جاتے ہین اسی طرح جنوب مین مدورا ۔ تنجور
شہرت پذیر ہین ۔ اور مغرب مین پونا ۔ احمدآباد ۔ ناسک ۔ خاص بمبئی مین
تانبے کی معتد بہ مقدار ہو جو دوسرے ملکون سے آتی ہے اور یہودیون کے ہاتھون
برتن بنتے ہین ۔

شوآلون ۔ کی گھنٹیان عمیق اور صفائی آواز کے لیئے مشہور ہین بہت
سے شہرون مین ٹھٹھیرے کسی نہ کسی خاص صفت سے موصوف ہوتے
ہین یعنی اُن مین کچھ ترکیب آمیزش دوسرے دہاتون کی عمدہ طور سے معلوم ہوتی
ہے یا زیور و آرائشی اشیاء کی ساخت کی خاص ترکیبین جانتے ہین کبھی کبھی چاندی
پیتل مین ملائی جاتی ہے اور کبھی اتفاقیہ سونے مین ۔ بدری یعنے تانبے پر چاندی
کے کام کا بیان اوپر ہو چکا ہے ضرورت اعادہ نہین ۔ اس حالت مین جس دہات پر
بدری کا کام ہوتا ہے وہ تانبا سیسہ اور ٹین کا مجموعہ ہوتا ہے اور نوشادر
شورہ نمک اور توتیا محلول و مخلوط مین غوطہ دے کر سیاہ کر لیتے ہین
مرادآباد ۔ واقع ممالک شمال و مغرب اور پھلوارہ واقع ریاست اودیپور
مین پیتل پر ٹین چڑھایا جاتا ہے اور منقش گل بوٹے سیاہ زمین پر جو
ایک مصالحہ سے جسمین لاکھہ ملا رہتا ہے تیار ہوتی ہے بنائے جاتے ہین
پرنیا واقع ملک بنگال مین ایک قسم کا بدری جست اور تانبے کا بنتا ہے اور
اس پر نقرئی پھول بوٹے بنائے جاتے ہین ۔ پیتل بلکہ گھنٹے والی
دھات کے ظروف جو مرشدآباد مین بنتے ہین اور ان کا نام کھاگری ۔

مشہور ہین اُن کی شہرت صرف مقام مخصوص ہین محدود نہین رہی کیونکہ اس مین چاندی کی مقدار بہت زائد ملی رہتی ہَی۔

جولاہون کے کرگہ بعد کمہارون کی چاک ہندوستانی قدیم تہذیب وشائستگی کی نشانی ہَی۔ زمانہ نامعلوم سے کمہار یہی آبادی کا جزو مانا جاتا ہَی۔ مٹی کے ظروف لاعلے اور ادنیٰ یعنے کھانے پینے کے برتنون سے لیکر بڑے بڑے ظروف غلہ رکھنے کے تمام دیہات مین بنائے جاتے ہین علاوہ برین چھوٹی ندیون مین جب پانی اُبلجاتا ہَی تو مٹی کے چند مٹکون کو یکجا باندہ کر کشتی کا کام لیتے ہین۔ اگرچہ اس قسم کا حرفہ تمام ہندوستان مین ہَی لیکن بہت کم ایسے مقامات ہین جہان کے ظروف شہرت کے درجہ پر پہنچے ہون۔ چینی برتنون کی طرح پختگی ہوتی ہَی اور نہ قدیم یونانیون کیطرح نقش ونگار ہوتا ہَی۔ مٹی تو بعض مقامون مین اچھی ہوتی ہَی لیکن پھر بھی وہ مٹی ہی کا برتن ہوتا ہَی یعنے جلا وغیرہ دیگر مٹی کے عیب کو دور نہین کرتے۔

سندہ جنوبی اور پنجاب مین اس پیشۂ ظروف سازی نے اعلیٰ ہوتی حاصل کی ہَی کیونکہ بہت کچھ ہنرمندی دکھلائی جاتی ہَی یہ صنعت اور ہنرمندی مسلمانون کی ایجاد کی ہوئی ہَی۔ سندہ کی کمہارگری دو قسم کی ہَی اوّل فرشی اینٹ بنانا دوم خانگی ظروف تیار کرنا۔ ہر دو حالت مین رنگ ایک ہی ہوتا ہَی یعنی مختلف قسم کے رنگین۔ چکیلے۔ معمولی نقش ونگار پھول کا ہوتا ہَی جس کو بعض اوقات بہت

خوبصورتی سے رنگ آمیزی کرتے ہین فرشی اینٹ ظاہر اسی نمونہ کے
ہین جیسے ایران و روم مین بنتے ہین اور جو قدیم ویران مساجد اور مقابر
مسلمانان مین ابتک پائے جاتے ہین۔ سندہ کی ہنرمندی اور صنعت ابتک
مقامات۔ سید پور۔ ببری۔ حیدرآباد۔ کراچی۔ ٹھٹھہ اور ہالا مین جاری
وساری ہے۔

فرشی اینٹ اور ظروف گلی لاہور۔ اور ملتان مین بھی تیار ہوتے
ہین۔ مدورا کی ظروف سازی بھی قابل ذکر ہے کیونکہ وضع مین خوبصورتی
اور رنگ مین شوخی اور خوبی پائی جاتی ہے۔

سب سے پہلے کی نقاشی اور بت تراشی چپلا وریل کی خانقاہون
مین جنکا تعلق اہالیان بودھ سے تھا پائی گئین۔ نقاشی مین جو حسن خوبی
وسلیقہ رومیون اور یونانیون سے اہل ہند نے مستخرج کیا تھا وہ ابتک
عمدہ قسم کی بت تراشی مین پایا جاتا ہے۔ جب برہمنی مذہب کا ہندوستان
مین پھر زور ہونے لگا تو بت تراشی مین نقصان پڑنے لگا۔ موجودہ ہندوون
مین بہ نسبت حسن وخوبصورتی کے مذہبی جزو بہت تسلیم کیا گیا ہے۔ لیکن جیپور
اور آگرہ مین سنگ مرمر اور دوسرے پتھرون پر خوبصورت نقش ونگار اب بھی بنتے ہین

گجرات اور دوسرے شہرون مین جہان چوبی مکانات تعمیر ہوتے ہین
ان کے حصۂ پیشین عمدہ نقش ونگار سے تیار ہوتے ہین۔ آبنوس۔ صندل۔
اور کٹھل کی لکڑیان اپنی عمدگی سے زیادہ کام آتی ہین۔ صندل مغربی گھاٹ

واقع ملک کنا اور میسور سے آتا ہی۔ مگر صندل پر عمدہ کام سورت اور احمد آباد
مین ہوتا ہی۔ سترہوین صدی کے نمونہ نقاشی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا
ہی کہ اہالیان پرتگال نے سواحل بمبئی مین اس فن کو بہت قومی ترقی دی
تھی۔ لیکن ہندوستانی چوبی نقاشی آج کی نہین ہی یہ زمانہ دراز سے
قائم ہی۔ تاہم سنگی نقاشی جو زمانہ بودہ کی عمارتون مین تھی وہ طرز وضع
اور آرائش چوبی نقاشی سے پہلے کی بات ہوتی ہی۔ ان دنون چوبی نقاشیان
علے العموم رائج ہین انہین سے بعض قدیم کی سنگ مرمر کی نقاشی یا دوسری
سنگین جھنجیرون کے نمونہ پر ہین جو نمونے زمانہ دراز کے اب تک بچے ہوئے
ملتے ہین ان سے قدیم نقاشی کا حال معلوم ہوتا ہی اور وہ بزبان حال پرانی
دستکاریون کے مظہر ہین۔

چوبی نقاشی سے ملی جلی ایک اور نئی حرفت اواخر گزشتہ صدی مین
یہان جاری ہوئی جس کو (بمبئی باکس) بمبئی کے صندوق کہتے ہین اس کا
ایجاد شیراز واقع ایران سے ہوا اور وہین سے ہندوستان پہنچا اس
مین باشکال مختلف ٹین کے تار۔ صندل۔ آبنوس۔ ہاتھی دانت اور
ہرن کے سینگ کے ٹکڑون کو یکجا سلسلہ وار خوبصورتی سے باندھتے
اور مجتمع کرتے ہین کہ گل بوٹے اور عمدہ شکلین بنتی ہین۔ وزگاپٹم واقع
مدراس مین اس قسم کی اشیاء ہاتھی دانت اور سینگ کے ٹکڑون
سے بناتے ہین اور یورپ مین چربا اتارنے اور مطابقت پانے کیلئے بھیجا

اُبھرے ہوئے کنارے بنائے جاتے ہین - مین پوری واقع شمال و مغرب مین چوبی صندوقون مین پیتل کے تار دوڑائے جاتے ہین ہاتھی دانت پر نقاشی بہ خصوصیت امرتسر - بنارس - مرشدآباد - اور ٹراونکور مین ہوتی ہے جہان ہر وقت حسب فرمایش پالکی سے لیکر کنگھی تک اشیا مل سکتی ہین - مٹی کی مورتین زندہ کھال کیطرح خاص کر کرشنگر - لکھنو - اور پونا مین بنتی ہین -

حسن

النظر فی التاریخ

آجکل یورپ کے بڑے بڑے مصنفون اور مدبرون کا قاعدہ ہے کہ جب وہ کسی مضمون پر کتاب لکھتے یا لکچر دینا چاہتے ہین تو اُسپر اسقدر زور دیتے ہین کہ گویا قوم اور ملک کے لیے اس سے زیادہ ضروری اور مفید چیز کوی نہین ہے - ہر ایک مصنف اپنی قوم کو اُسکے طرف متوجہ کرتا ہے اور اُسے مضمون کی ضرورت کو ظاہر کرکے نیکنامی اور شکریہ کا مستحق بنتا ہے - راقم کا مطلب النظر فی التاریخ لکھنے سے یہہ نہین ہے بلکہ وہ ہندوستان کے لٹریچر مین مشہور و معروف رسالہ حسن کے ذریعہ سے تاریخ کی نسبت اپنی راے کا اظہار کرنا چاہتا ہے -

مین اس مضمون مین کسی خاص ملک یا قوم یا بر اعظم کی تاریخ سے بحث نکرونگا نہ خاص بادشاہون کے کارنامے بیان کرونگا - بلکہ نفس تاریخ کے مفہوم سے بحث کرکے تمام دنیا کی تاریخ کو دو حصون مین بیان کرونگا -

باوجودیکہ زمانہ حال مین تاریخ کا درجہ علوم و فنون مین ریاضی اور فلسفہ کی درجہ کے برابر سمجھا جاتا ہے - بلکہ بعض حالتون مین اس سے برتر - لیکن ابتک تاریخ کی ترقی مسدود نہین

۱

ہوئی ہمارے زمانہ مین علم کے تین شعب تاریخ - تذکرہ یا ترجمہ (بائیگریفی) اور مساحت آپسمین مل جلکر اسطرح یکسان ہوگئے ہین اور اٹھارویں صدی عیسوی سے مصنفون نے ان تینون کو ملاکر ایسے اعلی درجہ پر پہنچایا ہے کہ تاریخ کو فلسفہ علمی کہنے لگے ہین - طب - فلسفہ - اور قانون کیطرح تاریخ کے بھی بیشمار سلسلے ہین - اور مورخون ایک گروہ کی تاریخ دوسرے گروہ کی تاریخ سے اسقدر مختلف ہے کہ جسقدر لٹریچر اور ریاضی آپسمین متضاد سمجھے جاتے ہین -

انگریز - فرانسیس - اور عرب - مورخون کے نزدیک تاریخ سے قومی زندگی پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے - اور سلف کے حالات دیکھکر خلف اپنی اصلاح کرسکتے ہین - گذشتہ قومونکی غلطیان دیکھکر اپنی غلطیان درست کرسکتے ہین - انکی خطائین انکو خطاؤن سے بچا سکتے ہین اور عقلمندی اور حکمت کا سبق قدیم وحشی اور شایستہ قومون سے سیکھہ سکتے ہین -

جرمن کے حکیم کہتے ہین کہ تاریخ سے ہماری موجودہ پولیٹیکل حالت پر کچھ اثر نہین پڑسکتا اور نہ اس سے ہمارے اخلاق اور عادات درست ہوسکتے ہین - بلکہ حقیقت واقعہ کے ٹھیک بیان کا نام تاریخ ہے *

ھیگل جرمن کا ایک بڑا مورخ حکیم تھا - وہ کہتا ہی - کہ اور قوموں کو تو تاریخ لکھنے کا شوق ہے اور ہم ہمیشہ یہی تلاش کرتے رہتے ہین کہ تاریخ کس طرح پر لکھنے چاہیئے ھیگل پھر تاریخ کی تین قسمین اسطرح کرتا ہے :-

(۱) خالص تاریخ یعنے وہ تاریخ جس مین جو واقعہ اور امر آنکھون سے گزرتا ہے یا جو اورون سے سنا ہی اسکو بلا تغیر و تبدل درج کر دیتے ہین اور راوی کے کلام کو بجنسہ رکھتے ہین - اور اسکے مطلب مین دخل نہین دیتے +

(۲) وہ تاریخ جو غور و خوض سے لکھی جائے اور جس مین مصنف اپنی تمام لیاقت اس امر کی تحقیق مین صرف کرتا ہی کہ کونسا واقعہ تاریخی لحاظ سے درست ہی اور ان وجوہات کو جانچتا ہے جن سے بعض غلط واقعات مشہور ہو جاتے ہین -

اس قسم کی تاریخ کا مصالح زیادہ تر پہلی قسم کی تاریخ ہوتی ہی جس قوم مین ہر قلک کی ہستری موجود ہو وہی اسکے تہذیب یافتگی کا نیک وار ہی

(۳) تیسری قسم کی تاریخ کا نام ہیگل نے فلسفۃ التاریخ رکھا ہی اس سلسلہ مین تاریخ کو ایک نوع کا فلسفہ سمجھکر اس سے نتایج استخراج

ہیگل جرمن کا ایک مشہور و معروف مورخ اور حکیم گزرا ہی جسنے اٹھارہ سو اٹھارہ [۱۸۱۸ع] سے اٹھارہ سو اکتیس [۱۸۳۱] تک برلن دار السلطنت پرشیا (جرمن) مین "تاریخ کے فلسفہ" پر لکچر دیے ہین +

کے جاتے ہین اور تمام واقعات کو ایک سلسلہ مین مسلسل کرکے اور انکو ایک سمجھکر اسباب اور نتایج سے بحث کیجاتی ہی اس دانشمند مورخ نے پھر ہر ایک سلسلہ کو مختلف شاخون مین تقسیم کیا ہے لیکن ہیگل کی رائے کو چھوڑکر یہان ہم یورپ اور ایشیا کے طریقہ تاریخ پر بحث کرنا چاہتے ہین۔

آجکل یوروپ مین جس طریقہ سے تاریخ لکھنے اور تاریخی واقعات کا کھوج لگانے اور پوشیدہ باتونکی تنقیح کرکے نہایت قرین قیاس اسباب بعض واقعات کے مقرر کرنے کا دستور ہی وہ بلاشبہ ہمارے ایشیائی تاریخ سے بہت برتر اور اعلی ہی حال کا مورخ جس مصالح اور ماخذ سے اپنی تاریخ کے مطالب کا استخراج کرتا ہے اور جس عالمانہ طریقہ سے اپنی تاریخ کا طرز تحریر مقرر کرتا ہی اور جو باتین عام آدمیون اور اچھی نظر سے دیکھنے والون کو صاف اور بدیہی معلوم ہوتی ہین انہین عمیق نظر سے دیکھتا ہے اس سے علمی دنیا مین اسکی قوم کی ترقی لیاقت اور شائستگی کا صاف ثبوت پایا جاتا ہی۔ اس قسم کی تاریخ سے قوم کے خیالات مین تازگی اور جوش قائم رہتا ہی اور تاریخ کے وسیع میدان مین غور و خوض کرنیکے لیئے ہمیشہ ایک وسیع میدان کھلا رہتا ہے کتب خانون مین ہمیشہ اصلی اور علمی کتابونکی تعداد بڑھتی جاتی ہے

اور اس تاریخی الماری سے علم ادب یا لٹریچر کی ترقی کا اندازہ معلوم ہوتا رہتا ہے -

پہلے زمانہ مین تاریخ لکھنے کا مصالح یہہ تھا کہ واقعات کو خود آنکھون سے دیکھکر یا اورون سے سنکر (جو اکثر حالتون مین غیر معتبر اور بیہودہ شہادت ہوتی تھی) قلمبند کرتے تھے - اسیکو اُس زمانہ کی محدود ترقی کے مانند مورخ لکھتے تھے +

ٹھیک ٹھیک حال معلوم نہین ہو کہ تاریخ لکھنے کا رواج دنیا مین کس زمانہ مین شروع ہوا ہے لیکن یہہ خیال کرتے ہین کہ چین سب سے پہلا ملک اور چینی سب سے پہلی قوم ہے جنکو تمام جہان مین یہ فخر حاصل ہو کہ انہون نے واقعات کے قلمبند کرنے کے فن کی تقریب کی ہے +

حضرت عیسلی سے تین ہزار سال پیشتر سے شاہنشاہ چین کے حکم کے موافق ایک وزیر کا فرض تہا کہ جو واقعات تمام قلمرو مین واقع ہون انکو روزانہ قلمبند کرے اور ماہواری اور سالانہ رپورٹین تیار کرے + (۲)

(۲) چین دنیا مین سب سے زیادہ پرانی سلطنت سمجھی جاتی ہے اور جو حال اسکا پانچ ہزار سال پیشتر تہا جو اس زمانہ کی سرکاری تاریخون سے معلوم ہوتا ہو وہی انیسوین صدی کے آخر مین موجود ہے +

اسکے بعد سب سے زیادہ مشہور ملکِ مصر ہوا ہے جسنے قدیم زمانہ مین تہذیب مین بہت کچھ ترقی کی ہو لیکن ہمکو اسکی تاریخ کا کچھ نشان نہین ملتا اور غالباً اس زمانہ مین کوئی مصری مورخ نہین گزرا - مگر موجودہ تحقیقات سے جنکا ذکر یوروپ کے طریقۂ تاریخ مین کرینگے اس زمانہ کا کچھ حال معلوم ہوا ہو -

ہندوستان کی شایستگی قریب قریب مصری کے ہمعصر پائی جاتی ہو بلکہ بعض مورخ اسکو مصر سے بھی زیادہ قدیم خیال کرتے ہین - ہندوستان مین بھی تاریخ لکھنے کا رواج نہین ہوا اور نہ واقعات کا کوئی معتبر رجسٹر مل سکتا ہے - خیالی راجاؤن اور مہاراجاؤن کی لمبی لمبی فہرستین موجود ہین مگر انکا اعتبار رامائن اور مہابھارت سے بھی کم کرنا چاہیئے - اسلیئے اس قدیم دنیا کو تاریخی لحاظ سے تاریکی مین سمجھنا چاہیئے *

ہندوستانکی آرین قومونکو چھوڑکر اب ہمکو بنی اسرائیل کی سامی قومون پر نظر ڈالنی چاہیئے (جنکا زمانہ غالباً حضرت عیسیٰؑ سے ایک ہزار سال اور آنحضرتؐ سے سترہ سو سال پہلے سے شروع ہوتا ہے) - مذہبی مورخونکے نزدیک یہودیون کی کتابین یعنی عہدِ عتیق دنیا کی سب سے زیادہ معتبر تاریخین ہین - لیکن بے لاگ اور سچے مورخون کے نزدیک انکے معتبر ہونے مین کلام ہو - اگرچہ

راقم کے نزدیک بائبل کا تمام حصہ کسی طرح پر تاریخی لحاظ سے
سچ نہین ہو سکتا لیکن اسمین بھی شک نہین ہو سکتا کہ انمین ایسے
واقعات بھی بیان ہوئے ہین جنکا وقوع ضرور ہوا ہے۔ +

اب اہل چین اور اہل مصر اور اہل ہند کی بت پرستی شائستگی اور بنی اسرائیل کی الہامی
تہذیب کے بعد یونانی اور رومیونکی روشن اور اعلی درجہ کی شائستگی شروع ہوئی جسمین حکمت و فلسفہ توحید اور
بت پرستی عجیب طرح سے ملی ہوئی تھی۔ درحقیقت تاریخ جسکو تاریخ کہنا چاہیے یونانیون مین شروع
ہوئی اور ان حکمائ جنکے دماغ حکمت و فلسفہ سے روشن تھے آخر مین آکر تاریخی واقعات کے
لکھنے کا ارادہ کیا۔ زانوفن۔ (جو ایک عملی حکیم اور بہادر جرنیل
اور معتبر مورخ تھا لیکن سب سے بڑا فخر شاید یہ تھا کہ اسکو سقراط
کے شاگرد رشید ہونیکی عزت حاصل تھی) نے دس ہزار
یونانیونکی بازگشت کی تاریخ اس عمدگی اور اصلیت سے لکھی ہے
کہ اسکو ہیگل کی پہلی قسم کی تاریخ کا نمونہ کہہ سکتے ہین رومیون نے
بھی غیر الہامی شائستگی مین کچھ کم ترقی نہین کی بہ نسبت اہل یونان
کی۔ لیکن اس زمانہ تک تاریخ نے تمام علم ادب مین کوئی اصلی اور واقعی
ترقی نہین کی۔ حضرت عیسی پیدا ہوئے اور چلے بھی گئے اور
یورپ کے وحشی قومون نے سینٹ پال کی کوشش سے دین
عیسوی قبول بھی کر لیا اور بہت سے مباحثہ کے بعد کئی سو برس
گذرنے پر مسئلہ تثلیث جو فلسفہ افلاطون کا نتیجہ تھا مذہب عیسوی کے

اصول دین مین قرار پاگیا مگر روما کی سلطنت نے دین عیسوی کے ماتحتی مین کوئی بڑی ترقی نہین کی - تاریخین لکھی گئین مگر اسدرجہ سے گری ہوئی -

سلطنت ایران یعنے پارسیونکی سلطنت فی جور روما اور قسطنطنیہ کی سلطنت کے ہم پلہ اور ہمعصر تھی معلوم نہین تاریخ لکھنے کے لئے قلم اوٹھایا یا نہین کیونکہ سکندر کے حملہ نے تمام تحریرات مذہبی اور تاریخی کو برباد کر دیا اور یونانیونکی عداوت سے اونکا قدیمی حال معلوم نہین ہو سکتا -

لیکن اب دنیا کی تاریخ مین ایک انقلاب عظیم ہونیوالا تھا اور قاعدہ کے موافق جس طرح صبح صادق کی روشنی سے پہلے تھوڑی دیر سیاہی نمودار ہوتی ہے اسیطرح نبی اسلام کی بعثت سے پہلے دنیا مین ہر قسم کا ظلم - تاریکی - جہالت - عصیان - طغیانی - اور بداخلاقی جہان مین چھارہی تھی - جو لوگ - تاریخ کو غور سے پڑھتے ہین انکو یہ عقدہ حل ہو سکتا ہے کہ تاریخ کا اور دنیا کا زمانہ حال کب سے شروع ہوتا ہے -

مختلف لحاظون سے مختلف زمانونکو زمانہ حال کہہ سکتے ہین - طوفان نوح کے بعد کے زمانہ کو زمانہ حال اس حیثیت سے کہہ سکتے ہین کہ اسمین تمام طبقات ارض پر کوئی ناگہانی آفت نہین آئی - یوروپ کے مورخ کالون - اور لیوتھر - کی اصلاح مذہب سے زمانہ حال لیتے ہین کیونکہ اس زمانہ سے پوپ کے اختیارات سلب ہو کر تہذیب کا زمانہ

شروع ہوا ہے۔ لیکن مصنف کے نزدیک ۱۴۵۳ء سے صدیون پہلے یوروپ کا بہت کم اثر یوروپ کی قومون پر رہا تہا۔

اسلئے تہذیب شایستگی اور کامل وحدانیت کی تعلیم کیلئے آنحضرت (علیہ وعلی آلہ السلام) کے بعثت سے زمانہ حال سمجھنا چاہیئے۔ یہ امر مذہب کی تاریخ مین مفصل بیان ہونا چاہیئے۔

الغرض یہ بات تو مسلم ہے کہ اول اہل عرب نے یونانیون کے مردہ اور منجمد علوم کو زندہ اور وسیع کیا۔ ہمکو تو یہان صرف تاریخ سے بحث ہے اور یہ بات مشہور ہے کہ دنیا کی قومون مین تاریخ کا سب سے زیادہ شوق عرب کو ہوا ہے۔ وہ جہان کے ہر گوشہ مین جس جگہہ اپنی فتوحات کو پہیلاتے تہے اس شوق کو بھی ہمیشہ اپنے ساتہہ لیجاتے تھے جس حد تک اونہون نے تاریخ مین ترقی کی ہے اسکا بیان آگے کرتے ہین۔

اس بات کو تسلیم کرکے کہ زمانہ حال کی تاریخ کی ترقی کے مقابلہ مین شاید عرب کے تمام مورخون کو مورخ کے لقب سے ملقب نہین کرسکتے لیکن اس زمانہ کے لحاظ سے انہون نے اعلی درجہ تک ترقی کی ہے۔

اہل عرب مین تاریخ کا ایک شعبہ (جو اس سے پہلے دنیا مین کسی قوم مین نہین ہوئی اور نہ اوسکے بعد قومون مین پایا جاتا ہے) روایت کا سلسلہ تھا۔

یعنے جب کبھی وہ کوئی تاریخی واقعہ قلمبند کرنا چاہتے تھے تو اسکے ساتہہ

اپنی اطمینان اور آئندہ نسلون کے اعتبار کے لیئے بیان کرنے والیکا نام بھی لکھہ دیتے تھے اور صرف بیان کرنیوالے ہی کے نام پر اکتفا نہین کرتے تہے بلکہ یہ بھی کہ اس بیان کرنے والے نے (جسکو انکی اصطلاح مین راوی کہتے تھے) کس سے سنا ہے اور اس سلسلۂ استفسار کو یہانتک پہنچاتے تھے کہ کسی ایسے معتبر اور مقدس نام تک منتہی ہو جس کے کلام مین کسیکو جائے کلام نہ ہے۔

اس طریقہ استفسار مین بھی مولف یا مصنف اس کلام کو اسیقدر وقعت دیتا تھا جسقدر راوی کی راست بیانی اور دیانت داری پر اعتبار ہو سکے +

یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ طریقہ علم حدیث (۳) ہی مین محدود تھا۔ نہین بلکہ اسکو معمولی تاریخ مین بھی کام مین لاتے تھے +

پھر انہون نے اس تاریخی تنقیح کیلیئے ایک اور علم ایجاد کیا جسکو وہ "رجال اور اسانید" کہتے تھے۔ اسمین ہر ایک راوی کی شخصی خصلت اور ذاتی تقدس پر اسکی اطلاع یا روائت کا اعتبار ہوتا تھا +

ابتک غیر قومون نے دوسری قومون کی تاریخ مین دخل ندیا تہا مگر عرب نے نہ صرف اپنی تاریخ لکھنے پر بلکہ یوروپ۔ ایشیا۔ افریقہ۔ تری او خشکی جہان جہان انکی رسائی ممکن تھی اسپر تاریخ لکھنے کے لیئے قلم اٹہایا تہا جس قوم کو انہون نے فتح اور جس کو فتح نہین کیا جب کسیکا جو حال معلوم

(۳) راقم مضمون کے نزدیک علم حدیث بھی ایک قسم کی تاریخ ہے +

ہوتا تھا حوالۂ قلم کرتے تھے۔

اول وہ جس قوم کی تاریخ لکھنی چاہتے تھے اسکی زبان کو بہت احتیاط سے سیکھتے تھے اور وہان کے باشندونکی طرز معاشرت۔ رسوم و آداب زندگی کا مطالعہ کرتے۔ ان کے علما اور پروہتون سے دریافت کرکے انکے مذہبی اصول معلوم کرتے تھے۔ شاعرون کے کلام سے۔ افسانہ کی کتابون سے۔ بوڑھے بوڑھے آدمیون سے پرانی پرانی عمارتون سے اس قوم کا حال معلوم کرتے تھے۔ شہرستانی صاحب ملل و النحل اور حکیم ابو ریحان البیرونی کی تاریخ الہند اسی طریقہ سے لکھی گئی ہین۔ بیرونی لکھتا ہے کہ مین ہندوستان کے راجاؤنکی ایک فہرست کا ذکر سنکر غزنی سے قنوج تک آیا مگر ناکام گیا۔

اعلی درجہ کی تاریخون مین بادشاہونکے زمانہ سلطنت۔ خانہ جنگون۔ بغاوتون کے علاوہ تاریخی اشخاص کی خصلت پر نکتہ چینی۔ طرز معاشرت۔ قوم کے علم و فضل کا حال۔ باغات عمارات شایستگی و تہذیب و علم و ادب کی ترقی کا بیان مل سکتا ہے۔ علامہ ذہبی کی تاریخ۔ المقریزی کی تاریخ اندلس ابن خلدون کی تاریخ اور اسکا مقدمہ دیکھنے والا ان واقعات کی تصدیق کرسکتا ہے۔

اہل عرب مین روزنامچے یا تزک۔ سفرنامے۔ جغرافئے بھی۔ بکثرت ملسکتے ہین اور یہ بھی علم تاریخ کی شاخین ہین۔ تیمور اور بابر کے تزک (۴) شریف ادریسی۔ ناصر خسرو۔ ابن بطوطا کے سفرنامے۔ ابوالفدا اور ادریسی کے

(۴) مسلمان ہونیکی حیثیت سے مصنف نے انکو عرب ہونین شمار کیا ہے۔

جغرافیئے دیکھنے والا معلوم کرسکتا ہے کہ ہمارے بزرگون نے کہان تک ترقی کی ہے -

اہل عرب کی تصنیفات کو بانصاف سے دیکھنے کے لیئے اسبات کا بیان کرنا بہی ضرور ہے کہ مورخ کو خیال رکہنا چاہیئے کہ کسقدر کتابین لاکہون انبار لگا لگا کر اسپین کے وحشی عیسایئون نے جلا ڈالین - کتنی لاکہہ کتابین جنکی شاید دوسری نقل بہی کبہی نہ ہوئی ہو گی - خانہ جنگیون - خونریزیون - انقلابات سلطنت اور سیل تاتار نے برباد کین - ہندوستان کے مرہٹون - سکہون - جاٹون - اور پٹہانون کے اٹہارہوین صدی کی فسادات اور لوٹ مار نے ہمارے لٹریچر کو کسقدر صدمہ پہنچایا ہے کسقدر تاریخین ناہل نسلون کی جہالت اور چہاپہ خانہ کے نہونے کے سبب سے تلف ہوئین - کیڑے کہا گئے اور غرق ہوگئین -

اہل عرب نے تاریخ اور اوسکے مددگار علوم مین جو کارنامے کئے ہین انکا بیان چہوڑکر اب یوروپ مین اس علم کی ترقی کیطرف متوجہ ہوتے ہین اٹہارہوین صدی عیسوی کے شروع یعنی اورنگ زیب کی وفات سے یوروپ مین وہ ترقی ظاہر ہونے لگی جسنے اسکو ایشیا سے برتر اور اعلی درجہ پر قائم کیا ہے اور تقریباً اسی زمانہ سے تاریخ بہی عمدہ طریقہ سے لکہنی شروع ہوئی ❊

مین اس مقام پر انگلستان ہی کے مورخون کو ذکر کرونگا کیونکہ انہین سے

مجھکو زیادہ واقفیت ہے*

حال کی تاریخی طرز کا بانی مشہور ومعروف مورخ گبن (اڈورڈ)

تھا - اٹھارویں صدی کے ربع چہارم مین اسنے شہرت پائی ہے اور ابھی اپنی

تاریخ لکھنی شروع ہی نہین کی تھی کہ مشہور ہوگیا تھا کہ گبن مسلمان ہوگیا ہی(۵)

اسنے ۱۲ جلدونمین سلطنت روما کے تنزل وزوال کی تاریخ لکھی -

یورپ کا کوئی شائستہ ملک نرہا جسمین اس تاریخ کا فوراً ترجمہ نہوا ہو -

گبن پہلا مورخ تھا جسنے مسلمانون کے ساتھ انصاف کیا ہے یہی پہلا شخص

تھا جسنے ۹ - ۱۲ جلدون مین مسلمانون اور عیسائیون کا مقابلہ کیا ہی -

گبن کے بعد یوروپ کے اکثر مورخون نے یہی طرز اختیار کر لی اور

گبن ہی کے طریقہ تحقیق وتدقیق کو پسند کیا - راقم کے نزدیک اگر ہندوستان

کے مسلمان تاریخ کے فن مین کچھ کرنا چاہتے ہین تو انکو گبن ہی کا آسان

عمدہ اور صاف راستہ اختیار کرنا چاہیئے گبن کے بعد سے فی الحقیقت انگلستان

مین اصلی اور عمدہ مورخ پیدا ہو نیلگے - روبرٹسن - مکالے - اور کارلائل

سب کے سرتاج ہین -

لارڈ مکالے جس کی وفات کو تیس برس بھی نہین گزرے انگلستان کے

مشہور نثارون اور مورخون مین گزرا ہے - اسکے ریویو سب سے

زیادہ مشہور اور مفید ہین لیکن انمین وہ غریب مضمون کی بہت ہنسی

(۵) بوسول کی لائف آف جانسن اور لارڈ مکالے کا ریویو ملاحظہ ہو -

اڑا ماہی اور اسی طرز سے اسنے انگلستان کی تاریخ لکھنی شروع کی جو ۶ جلدون مین ناتمام رہی - اس زبردست اور رہردل عزیز مصنف کا بڑا عیب یہ تہا کہ وہ اپنی پارٹی (جماعت) یعنی لبرل کے سوا سب بادشاہون - وزیرون - اور مصنفون کا ذکر نہایت حقارت اور تمسخر سے کرتا ہے اور عبارت کے زور مین اکثر واقعات کی پروا نہین کرتا -

مکالی کا معصر ایک اور بڑا حکیم اور مورخ ہوا ہے جسکی وفات کو آٹھہ سال ہوئے ہونگے -

یہ کارلائل ہے - اسکا طریقہ تحریر او فلسفہ جرمن والون سے ماخوذ تہا مگر تاریخ لکہنے مین اسنے عجیب و غریب طرز ایجاد کیا ہے جو نہ گبن سے مشابہ ہے نہ مکالیے کے مانند ہے - اس تحریر مین صرف و نحو کے قواعد کی بالکل پروا نہین کرتا - اسکی سب سے اعلی تصنیف فریڈرک شاہنشاہ پرشیا کی لائف ہے جسکو مکالیے نے بھی لکھا ہے -

کارلائل کی تاریخ نگاری ڈھنگ چونکہ ہندوستان کے باشندون کی طبایع کے بالکل مختلف ہے اسلیئے اسکا بیان چہوڑکر اب مین یہ بیان کرتا ہون کہ یورپ مین مورخ تاریخ کو کسطرح پر لکھتے ہین اور ہمارے مصنف اسکو کہانتک استعمال کر سکتے ہین -

ہم اوپر بیان کر آئے ہین کہ اہل عرب تاریخ کو کسطرح سے لکھتے تہے اب دیکہنا چاہیئے کہ اہل یورپ نے اسکو کسقدر وسعت دی ہے -

یورپ کا مورخ جب تاریخ لکھنے بیٹھتا ہے تو وہ اسکے لیے کن چیزون سے کام لیتا ہے؟

سب سے زیادہ قدیم تاریخین اور واقعات کی فہرستین ہین (۲۶) جو ہمعصر مورخون نے کسی خاص زمانہ کی تاریخ کی بابت لکھی ہین - ان ہمعصر تاریخونکا آپسمین مقابلہ کیا جاتا ہے اور ان کے مصنفونکی لائف پر غور کرکے یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ آیا بعض اسباب سے اسکو واقعات غلط معلوم ہوئے ہین یا کسی خاص پولٹکل یا مذہبی فرقہ مین ہونیسے مصنف نے اپنی رائے بے لاگ ظاہر کی ہے یا نہین - پھر مختلف تاریخونکا مقابلہ کرنیسے سب سے زیادہ قرین قیاس اور غالب رائے قائم کی جاتی ہے - نہ صرف تاریخونکو بلکہ اس زمانہ کے سرکاری دفتر اور رجسٹر و سرکاری خط وکتابت کو - صوبونکی رپورٹون کو - دربار کے اعلان اور احکامات کو - عدالت کے فیصلون اور مذہبی مناظرون کو اگر اوس زمانہ مین کسی نے اپنا روزنامچہ لکھا ہو تو اسکو تلاش کرتے ہین اور غور وخوض سے نتیجے نکالتے ہین -

کسی خاص زمانہ - آدمی - قوم یا شہر کے تاریخ لکھنے کے لیے پرائویٹ خطونکو تلاش کرتے ہین مقامات جنگ کے ملاحظہ کے لیے خود مورخ اس جگہ جاکر ہر لڑائی کی ٹھیک جگہ متعین کرتا ہی - اور نقشہ کھینچکر اپنے پاس

(۲۶) جو تاریخین کہ سنونکے موافق لکھی جاتی ہین مثلاً سنہ اول جلوسی مین یہ واقعات ہوئے جیسے ابوالفدا ناسخ التواریخ تاریخ خافی خان انکو مصنف فہرستین کہتا ہی برخلاف تاریخ فرشتہ اور ابن خلدون کے +

رکہتا ہے - قوم کی تہذیب طرز معاشرت اور اخلاقی حالت کا صحیح صحیح اندازہ
کرنیکے لیئے اس زمانیکی تصانیف علمی - قصہ کہانی اور افسانہ کی کتابون ڈراما
ناول - لکچر - تقریرین - سیاحون کے سفرنامے نظر سے نکال سکتے ہین -
لیکن جن قومون کے حالات ان تمام وسائل سے ہی معلوم ہوسکین اور امتداد
زمانہ سے انکے حالات بالکل تاریکی مین ہون تو انکا اس قوم کی زبان -
رنگ خط و خال - عادات و اطوار و مذہبی افسانون کا مقابلہ اور قومون
سے کرکے اور کوئی مشابہت دریافت کرکے کہوج لگاتے ہین موجودہ
عمارتون کو دیکہکر انکی عمارت کی شہادت سے انکی بانیون کی تہذیب
انتظام سلطنت - اور عظمت کا قیاس کرتے ہین -
جو طریقے کہ ہمنے تاریخ لکہنے اور واقعات کو استنباط کرنے کے بیان کئے ہین
انہین یا ویسی ہے وسائل سے لائف لکہتے ہین کیونکہ تاریخ کسی خاص
قوم یا ملک یا عرض کی سوانح عمری ہوتی ہے لائف کسی خاص شخص
کی سوانح عمری کا نام ہے -
اُنیسوین ۱۹ صدی مین تاریخ نے اسقدر ترقی کی ہے کہ اب ان
چیزون کی تاریخ ہی لکہی گئی ہے جو صرف ذہنی اور خیالی ہین اور جسکو
ہم مجسم کرکے نہین دکہا سکتے سیئنے جو عرض ہین - فی الحقیقت یہ تاریخ
اور یہی تاریخ اس تمام پہلی تاریخ کا لب لباب اور خلاصہ ہے اور یہی
آخر الذکر تاریخ ان تمام بیشمار تاریخون کا جو پہلی لکہی گئی ہین نتیجہ - گویا تمام

دنیا نے اب سے پہلے یہ بیشمار تاریخین اسی غرض سے لکھی تھین کہ وہ اس نئی قسم کی تاریخ کا انیسوین صدی مین مصالح ہین۔

یہہ تاریخین جیسے تہذیب کی تاریخ۔ علم ادب کی تاریخ۔ شاعری کی تاریخ۔ فلسفہ اور حکمت کی تاریخ۔ یوروپ کی دماغی اور عقلی ترقی کی تاریخ پکار پکار کر کہتی ہین کہ اب پرانی تاریخ اور نئی تاریخ مین وہی فرق پیدا ہونیوالا ہے۔ جیسا کہ چھکڑے اور ریل گاڑیمین۔ جیسا کہ حال کے جنگی جہاز اور جمنا کی باوی کشتیون مین۔ جیسا کہ قدیمی تلوار اور حال کے آلات حرب مین جیسا کہ قدیم بت پرستی اور تثلیث اور توحید مین۔

اب مین گویا اس مضمون یعنی النظر فی التاریخ کے دیباچہ کو لکھہ چکا ہون اور اصل مضمون کو جسکا اشارہ مین اسی مضمون مین کرونگا مین یا کوئی زیادہ لایق آدمی امید ہے کہ اسی زمانہ مین پورا کریگا لیکن اس مضمون کو ختم کرنیسے پہلے مین قوم کے خیرخواہون کی خدمت مین اس رسالہ حسن کے ذریعہ سے ایک عرض کرتا ہون اور اس امر کی جانب متوجہ کرنا چاہتا ہون کہ جس قسم کی زندہ اور عملی تاریخ کا مینے ذکر کیا ہے اس سے ہماری زبان اور قوم کو کسقدر فائدہ ہوسکتا ہے۔

اسمین شک نہین ہے کہ ہماری (ہندوستانیونکی عموماً اور مسلمانونکی خصوصاً) قومی زبان اردو ہی ہے اور ملک کی زبان ہونیکی جو کچھ طاقت اس زبان مین موجود ہے وہ ہندوستان کی کسی اور زبان مین

ہنین لیکن اس زبان مین اس قسم کی کتابین نہین ہین جنسے اس قسم کے خیالات کی تقریب ہوتی ہے جو یورپین لٹریچر کے پڑہنیوالے پر کہل جاستے ہین اسلیئے قومی خیرخواہونکا سب سے اعلی اور انتہائی کا فرض ہے کہ جہان تک ہوسکے آئندہ نسلون کے لیئے ایک آسان اور عمدہ راستہ صاف کرین اور جو لوگ انگلش لٹریچر سے فیضیاب نہین ہوسکتے انکے واسطے اپنے لٹریچر کے درجہ کو اعلی درجہ پر پہنچائین لیکن اب دیکہنا چاہیئے کہ ہمکو کس قسم کے لٹریچر کی ضرورت ہے اور کس قسم کا لٹریچر موجود ہے جو لٹریچر موجود ہے وہ نظم ہے جو تمام دنیا کے بدترین لٹریچر مین سے ہے اور جس سے قوم کی مردانہ اور آزاد خصلت بنانیکی نسبت قوم کو دیوانہ بنانیکی زیادہ امید رکہنی چاہیئے۔ اگر ہمارے اردو لٹریچر کی تمام کتابین جمع کیجائین تو انمین سے (۵۰) فیصدی ہی ناشدنی نظم ہوگی!

ان سے کیا فائدہ ہے اور اون کے معدوم ہونیسے کیا نقصان ہے شائد اسکا جواب مدوجزر اسلام کے اس شعر سے بہتر نہو سکے کہ ؎

"ہو کر جائین ہجرت جو شاعر ہمارے + کہین ملک حسن کم جہان پاک سارے"

اب پہلے سوال پر غور کرنا چاہیئے کہ اگر موجودہ لٹریچر کافی نہین ہے تو کس قسم کی کتابون کی ضرورت ہے۔ اسمین شک نہین کہ ضرورت ہے لٹریچر سے مراد ریاضی۔ فلسفہ۔ طب۔ سائنس اور ہیئت نہین ہے اور نہ یہان اس سے بحث ہے بلکہ علم ادب سے ہے۔ مین بغیر

دلائل بیان کئے اپنی ناچیز راے ظاہر کرتا ہون کہ ہم کو نہ ڈراما کی ضرورت نہ ناول کی - قصّے اور افسانے ہمکو بدنام کرنیکے لئے پہلے ہی سے موجود ہین - اسلئے اگر ضرورت ہے تو زبان مین زور صفائی اور روانی پیدا کرنے کے لئے ہسٹری - اور بایوگریفی (تاریخ و تذکرہ) کی ضرورت ہے یہ ایک ایسا دعوے ہے کہ اسکی دلیل خود دعوی مین موجود ہے اسلئے اس امر کو فرض کرکے کہ قوم نے لائق اور نصیحت دینے والے آدمیون کی سوانح عمری اور اثر ڈالنے والی خیالات کو پاک کرنیوالی - دلیرانہ خصلت پیدا کرنیوالی تاریخ (جسمین حقیقتاً لائف بھی شامل ہے) کی ضرورت کو تسلیم کرلیا ہے - مین اپنے مضمون کا مقصد پیش کرتا ہون -

تمام دنیا کی مختلف اور اصلی تاریخین دیکھنے سے انسان کے دل پر جو اثر پیدا ہوتا ہے اسیکو تاریخ کا نتیجہ کہنا چاہیئے اسلئے جب تمام قومون ملکون باشندون کی مجموعی ترقی اور تنزل دیکھتے ہین - شخصی اور جمہوری نزاعین - بادشاہونکی آپسمین لڑائیان خانہ جنگیان - خون ریزیان - بغاوتین مشاہدہ کرتے ہین اور یکسان اسباب سے یکسان نتایج کے پیدا ہونے پر غور کیا جاتا ہے - قومونکی ملکی - مذہبی - مدنی - اور اخلاقی - انقلابات پر نظر کرتے ہین - کبھی اُسی فرانسیسی قوم کو اپنے بادشاہ اور ملکہ کو گنڈا سے سر اڑاتے

ہوے اور کبھی اسی فرانسیسی قوم کو ایک سپاہی نپولین کی۔
شخصی حکومت مین قومونکو کچلنے کیلیے ہتیار تیز کرتے ہوئے دیکھتے ہین۔
نمرود اور ابراہیمؑ کے مناظرے۔ رومن کیتھلک اور پراسٹنٹ
کی خونریزیان۔ لبرل اور کنسرویٹو کے فسادات سب کے سب مین
ایک ایسی مشابہت پائی جاتی ہے کہ یہ خیال خودبخود دلمین پیدا
ہوتا ہے کہ تاریخ کیا ہے اور اسکا کیا مقصد ہے +

مصنف کے نزدیک تمام دنیا کی تاریخ اور انقلابات کی اصل
دو لفظونکے مفہوم ہین۔ تمام فسادات کسی نہ کسی طرح انہین دو
لفظون کے اسباب تھے اور ہر تاریخی واقعہ انہین لفظونکا نتیجہ ہے
وہ لفظ کیا ہین (۱) مذہب اور (۲) آزادی۔

واعظون کے وعظ۔ حکما کے خیالات۔ سائیس والونکی تحقیقات
مدبران سلطنت کی رائین۔ بادشاہون کے حملے۔ تاجرون اور مصنفون
کی کوششین یا تو آزادی۔ اور مذہب کی تائید کے لیے ہین یا انکی
مخالفت کے لیئے۔ اگر یہ نہین تو وہ کچھ نہین ہین۔

انسان کو مذہب سے کیا تعلق ہے۔ مذہب انسان کے دل
کو مقناطیس کے کشش کے مانند کھینچتا ہے۔ فطرتِ
انسانی لوہا ہے اور مذہب کشش مقناطیسی ہے۔

مادہ کے لیئے جس طرح کشش ثقل ضروری ہے ایسا ہی انسان کے

لئے آزادی ہے اگر کشش ثقل کو مادہ سے نکال سکتے ہین تو آزادی
کو انسان سے جدا کر سکتے ہین اسیلئے آزادی انسانی مرضی کے لیئے
وہی شئے ہے جو ثقل مادہ کے لیئے ہے۔
فرہمین کا قول ہے کہ مذہب کا صحیح خیال اول بنی سام (یعنے عرب
ویہود) مین پیدا ہوا اور آزادی کو آرین قومون نے ٹھیک سمجھا لیکن
ہم اس خیال کو تسلیم نہین کرینگے کہ مذہب (توحید باری) کسی خاص
نسل مین اور آزادی کسی خاص قوم مین محدود ہوئے ہین جو اصول
ہمنے مقرر کئے ہین انکے موافق مذہب آزادی ہر فردِ انسان کی روح
اور مرضی کے لیئے لابدی ہین۔ اسیلئے بعض مقامی اسباب ہین
جیسے قوم کی خاص صفات ملک کی حالت آب وہوا۔ امید
وخوف اور دیگر بیرونی اثر جنسے مذہب اور آزادی معدوم نہین ہوگے
بلکہ انکی شکل بدلگئی ہے۔

[اگر مذہب اور آزادی کی تاریخ لکھی جائے تو انیسوین (۱۹)
صدی کی دماغی ترقی مین بہت بڑی مدد ملیگی۔]

غلام الثقلین

روزنامچہ سفر کوہ نیلگری سے

دیباچہ

میری طبیعت کچھ عرصہ سے بیمار تھی بفضلہ ڈاکٹر لاری کے معالجہ سے
صحت تو ہوگئی مگر ضعف باقی تھا اس اثنا مین موسم گرما نے اور زیادہ طبیعت
کو مضمحل کردیا آخر کار ڈاکٹر لاری کے صلاح اور مشورہ کے بعد مین نے
مناسب خیال کیا کہ باقی موسم تابستان کو نیلگری کے ٹھنڈی ٹھنڈی
ہوا مین گذارون چنانچہ مین نوین (۹) رمضان سنہ ۱۳۰۶ ہجری کو روانہ ہوا اور
۱۳ شوال سنہ ۱۳۰۶ کو واپس آیا۔

چونکہ زمانہ حال مین اکثر ہمارے ملک کے نوجوان تعلیم یافتہ امرا اور افسر
ایام گرما نیلگری اور مہابلیشور وغیرہ مقامات مین بسر کرتے ہین مزید
بران نیلگری اور میسور بنگلور سرنگپٹن کے سفر مین بہت سے ایسے چیزین
بھی دیکھی گئی ہین جنکے اس ملک مین جاری کرنے سے اہل ملک کو فائدہ
ہوگا لہذا مین نے اپنے سفر کا روزنامچہ نفع عام کے غرض سے رسالہ حسن
مین چھاپ دیا اور ان واقعات اور معاملات کو بھی درج کردیا جو تاریخی
عجائبات یا سود مند ہین والسلام

۹ رمضان المبارک ۱۳۰۶ھ یوم جمعہ

مین شب کے دس بجے حیدرآباد کے اسٹیشن پر پہونچا پلیٹ فارم پر نواب
محبوب یار جنگ بہادر نواب عماد نواز جنگ بہادر مولوی عبدالکریم صاحب
ناظم شعبہ خانہ راجہ سہرنچداس راؤ مولوی علی حسن صاحب مولوی اقبال علی صاحب
منشی رگھوناتھ پرشاد میر لیاقت علی خان وغیرہ بہت سے معزز افسران سرکار
موجود تھے قریب ساڑھے گیارہ کے ہماری ریل روانہ ہوئی اس ریل کی روانگی
مین کسی قدر توقف کی وجہ یہ تھی کہ حضور پرنور کے محلات عالی سے چند حرم
محترم ورنگل ٹرین پر رونق بخش بلدہ ہوے تو باغ عامہ مین اونکے اوتارنیکے
لیے دس منٹ تک ریل کو توقف کرنا پڑا جس سیلون مین مین سوار تھا اوس
ریزرو سیلون کو خود مین نے تیار کروایا تہا اس مین ہر قسم کے آرام کی
چیزین موجود ہین میرے ہمراہی مین میر یوسف علی صاحب حکیم اور مولوی
غلام رسول صاحب اور میر کاظم علی صاحب اور چند خدمت گار تھے مگر ہمراہیون
کے واسطے علیحدہ ریزرو فرسٹ کلاس موجود تھی شب آرام سے کٹی صبح کے
سات بجے واڑی جنکشن پر پہونچے یہان مولوی عبدالقادر صاحب مددگار
صوبہ وار جنوبی موجود تھے ـ چھوٹی حاضری ہوئی کشن راؤ نائب جاگیرات
چھوٹے بیگم صاحبہ بھی یہان تک ہمراہ رہے ـ نو بجے مدراس میل واڑی
پہونچے ہمارا سیلون نظام اسٹیٹ ریلوے سے کہول کے مدراس
میل کے قطار مین لگا دیا گیا ریل روانہ ہوئی اور (۱۱) بجے

دریاے کرشنا پر پہونچی جسپر ایک مستحکم پل بنا ہوا ہے اور یہ پل آدہا جی آئی
پی ریلوے کے علاقہ مین اور آدہا مدراس ریلوے کے علاقہ مین ہے چنانچہ
پل نصف سرخ اور نصف سفید رنگ کا علامت کے لیئے رکہا گیا ہے دونون
علاقون کی تمیز ہوجاتی ہے۔

یہہ دریا نہایت گہرا ہے اور اسوقت حالانکہ عین موسم تابستان ہے
لیکن اوس مین پانی کا سیلاب موجود ہے۔ گر ہنوز اس دریا سے ہمارے
سرکار کو کوی نفع نہین پہونچتا اور نہ سرکار نے اس طرف توجہ کی ہے
میری درانست مین کالا چبوترہ اور بعض دوسرے ایسے مقامات ہین جہان
آسانی سے کم خرچ مین بند باندھ سکتے ہین جس سے آب پاشی بخوبی ہوگی
اور نفع کثیر سرکار کو ملیگا۔ مجھے کوئی چار پانچ سال کے بعد ادہر آنیکا اتفاق
ہوا ہے حال مین بسبب قیام فوج کنٹنجنٹ۔ جو رائچور سے تین میل کے
فاصلہ پر ہے ایک اسٹیشن بنا ہے جسکا نام کنٹونمنٹ اسٹیشن رکہا گیا ہے
اس اسٹیشن سے گذر کر ساڑہے گیارہ بجے ہم رائچور پہونچے۔ رائچور
پہنچتے ہی پولس نے سلامی دی اور غلام امر افقد شاہ صاحب اول تعلقدار
اور شمشو میان صاحب مہتمم کوتوالی اور عبدالعلی صاحب منصرم سیوم تعلقدار
اور امین رائچور وغیرہ اسٹیشن پر موجود تھے۔

برکفاست تیار تھا اور تعلقدار صاحب نے بھی اپنے باورچیخانہ سے بادذائقہ
طعام میز پر چنوا دیا بعد اکل و شرب ایک بجے۔ سب سے مین رخصت ہوا

اور ہماری ریل چلی - راستہ مین دو اسٹیشن کے بعد دریاے تنگ بھدرا (تمبدرا) ملا اس دریا کا بڑا پاٹ ہے اور اس سے اراضی قرب و جوار کو بہت بڑا فایدہ پہونچتا ہے ہمارے سرکار مین اسکے کئے نالے دیہات کی آبپاشی کرتے ہین موضع بجال تعلقہ ریگرہ ضلع رایچور اسکے کنارہ پر نہایت شاداب نظر آیا اس دریا کا پل ہی خوب مستحکم ہے - اسکے بعد راہ مین قلعہ ادہونی نظر پڑا جو دور سے بہت مضبوط دیکھائی دیتا ہے لیکن ویران ہے اسٹیشن پر بہت سی شطرنجیان طرح طرح کے رنگین اوسی ہی قصبہ کے بنے ہوے دست فروش لئے ہوے بہت ارزان قیمت سے مسافرون کے ہاتہ فروخت کر رہے تھے -

چار بجے دن کے گندکل جنکشن پر پہونچی اور یہان ہمراہیون نے حیا رپیا گرمی نہایت شدت سے تھی اس جنگشن سے - بمبئی مدراس بلاری - نندیال کے ریلین جدا ہوتے ہین آدھ گھنٹہ ہماری ریل یہان ٹہری اس کے ایک دو اسٹیشن بعد پنار ندی ملتی ہے اگرچہ اسپر ایک قدیم پل موجود ہے جس پر اب ریل گذرتی ہے لیکن یہان ایک اور جدید پل تیار ہو رہا ہے بلکہ قریب ربع کے تیار ہی ہوچکا ہے جدید پل کا کام نہایت استوار ہے اور یہ پل سایہ دار بنایا گیا ہے - یہہ ندی بڑی چوڑی ہے مگر عمق مین اسقدر نہین ہر - اس سے اطراف و اکناف کی دیہات کو پانی ملتا ہے +

قریب شام کے ایک اور ندی ملی جو تنگ بھدرا سے کم نہین ہے لیکن خشک تھی جسکا نام چترتی ہے۔

اسپر بھی اوسی قسم کا ایک جدید پل بن رہا ہے۔

دہم رمضان ۱۳۰۶ء یوم شنبہ

شام کے سات بجے تاڑپتری پہونچے اسکے دو اسٹیشن پہلے گُتّی کا قلعہ بھی دیکھا گیا یہہ قلعہ بہت بڑا ہے غالبًا کسی زمانہ مین نہایت کارآمد ہوگا۔ اسی قلعہ مین مظفر خان نواب معزول کرنول قید تھے۔ تاڑپتری مین ڈنر ہوا کھانا نہایت خراب تھا پنور نگم جو ہم سے پہلے بطور رہبر منزل نیلگری کو جاچکے تھے یہان بھی برف کا بندوبست کرچکے تھے ورنہ نہایت تکلیف ہوتی۔

دس بجے شب کے کڑپہ پہونچے یہان چاء پی۔ ہمراہیان اپنی رزرو فسٹ کلاس مین چلے گئے مین تین بجے رات کے سو گیا۔

ابھی ہم سونے بھی نہین پائے تھے کہ گارڈ نے جگا دیا مینے گھڑی دیکھی تو پورے ساڑھے چار بجے تھے اور اسٹیشن اُرکونم تہا شب کی بدخوابی گرمی اور ریل کے ہرج سے کوئی تین بجے تو سوئے تھے اسوقت کا جاگنا بہت ہی برا معلوم ہوا اگرچہ اسٹیشن ماسٹر وارڈی نے ہمسے کہا تہا کہ یہہ ڈبہ متا پالم تک نہین بدلیگا لیکن وہ غلط تہا اور ڈبہ بدلنا پڑا بہر حال اوترے یہہ اسٹیشن بہت بڑا ہے فسٹ کلاس جنٹلمین کے اوترنیکے لیئے بالاخانہ نہایت وسیع بنا ہوا ہے جسمین زنانے اور مردانے الگ بڈرومز (خوابگاہ) ہین یہان

تین ساعت قیام کرنا پڑتا ہے اگرچہ مدراس سے میل ٹرین گیارہ بجے آتی
ہے لیکن گوڈس ٹرین میں رزرو ڈ فسٹ کلاس ڈبہ اور سیلون سلسل کرایا گیا
یہان برک فاسٹ کیا یا کہانا اچہا تہا جب ہم راہی ... ہاتہہ مونہہ دہونیکے لیے
لاخانہ پر گئے ایک ہاف کاسٹ عورت جو یہان کی نگہبان تہی مزاحم ہوئے
اور کہا کہ بیڈ روم صرف یورپین کے واسطے ہین نہوا و تہ نہین سکتے لیکن
جب اسٹیشن ماسٹر نے سنا تو معذرت کی ۔ فی اسم آٹہہ آنہ چارج تین
ساعت کے لیے کرایہ تہا آرام کی جا ہے اور ہوادار ہے ۔ علاوہ کرایہ مقررہ
کے پانچ روپیہ اور انعام دیا گیا بنیور نگلم کے انتظام سے یہان برف ۸۰ پونڈ
بنگلور سے آیا ہوا موجود تہا بعد برک فاسٹ کی ریل روانہ ہوئی مدراس
کے فسٹ کلاس ڈبے بہت خراب حالت مین ہین ۔ مین نے وہان
کے چند انگریزون کے زبانی سنا کہ وہ نظام ریلوے کی تعریف کرتے
تھے ۔ واقعی نظام ریلوے مین سکنڈ درجہ اس سے زیادہ آرام ہے
رائچور سے گذرنے کے بعد اس مقام تک بالکل مرہٹواڑی کے اضلاع
کا نقشہ تہا زمین آب وہوا پیداوار سب اوسی قسم کی ہے ۔ دو بجے
جلارپیٹ پہونچے یہ بڑا جنکشن ہے یہان خاص ہمارے حکم سے ٹفن
تیار تہا کہانا اچہا تہا ۔ پونے تین کو پہر روانہ ہوئے ۔ یہان سے
بالکل طریقہ زمین آب وہوا بدل گیا اس نواح کی سرزمین بعینہ ہمارے
وہان کے تلنگانہ کے سی ہے ۔ یہہ قطعہ نہایت شاداب ہے اور آب پاشی

یہان کثرت سے ہوتی ہے ندی نالے اور باولیون کے پانی سے
باغات ہوتے ہین۔ تمام جنگل سبزہ زار بنا ہوا تہا ارکاٹ ویلور وغیرہ
بڑے بڑے شہر راہ مین ملے اور نہایت آباد حالت مین پائے گئے۔

یازدہم رمضان ۱۳۰۶ھ یوم یکشنبہ

میوہ بافراط اسٹیشنون پر ملتا تہا۔ ذررات کے آٹھ بجے سیلم مین کہایا راہ مین
بارش بہی ہوئی۔ سخت گرمی تہی۔ پسینہ مین شرابور ہو رہے تہے اب
یہان ہم کو بنجر افتادہ اراضی نظر آئے وارٹی سے سیلم تک کوئی بسوہ بہر
زمین بہی نہین ملی یہان سیکڑون کوس زمین بنجر تہی۔ جلار پیٹ سے
چڑہائی شروع ہوئی۔ گیارہ بجے کو متو پہونچی اسی ضلع مین نیلگری واقع
ہے۔ اس اسٹیشن پر اعظم علیخان فرخ نگری سے ملاقات ہوئی کہ وہ بہی
نیلگری حسب الطلب نواب وقار الامرا بہادر جا رہے تہے۔ رات بہی گرمی
کی شدت تہی صبح ساڑے پانچ بجے متاپالم پونچے اب ریل کا سفر ختم ہوا
سیلون بلدہ کو واپس کیا گیا۔

نواب خورشید جاہ بہادر میل ٹرین مین آنیوالے تہے۔ متاپالم مین برک
فسٹ کہایا دن کے آٹھ بجے چہ ٹانگہ کرایہ کے اول سے موجود تہے
پونے نو بجے ہم سوار ہوئے اور نیلگری کے طرف چلے پانچ میل کے
بعد چڑہائی شروع ہوئی۔ یہان قدرتی بہنس اور رموز کے درخت کثرت
سے جنگل مین بہرے تہے اور سپیاری ناریل لونگ وغیرہ کے باغات

بہت ستھے۔

پہاڑ کی چڑھائی کنارہ کنارہ چکر سے نکالی گئی ہے ۲۲ میل چڑھائی ہے عجیب لطف کی جائے ہے کئی کوس تک کی زمین زیر نظر رہتی ہے چونکہ چڑھائی زیادہ ہے اسلیئے ٹپہ کے ہر یابو تین کوس پر بدلتے ہین۔ کونور تک یابو خراب ملتے ہین لیکن سن بعد یابو اچھے ملتے ہین پانی پہاڑون سے بکثرت جاری ہے میوہ جات کے درخت قدرتی طور پر جنگل اور پہاڑون مین لگے ہوئے ہین۔ نصف پہاڑ کے چڑھائی کے بعد سردی شروع ہوتی اور کونور سے خوب سردی ہوتی ہے کونور نیلگری مقام سے گیارہ میل ہے یہان ٹفن کھایا یہان کافی کثرت سے ہوتی ہے کونور سے آگے سردی زیادہ ہے اس زمین کافی نہین اچھی ہوتی یہان ریڈ اور بلوگم کے درخت اور چائے بھی بہت ہوتی ہے ان کارآمد چیزونکا مفصل ذکر آئندہ ہوگا کونور سے مین پلنکن گاڑی مین روانہ ہوا جسمین ایک جوڑی جوتی ہوی تھی ڈھائی بجے بڑن فوٹ کو پہونچے جو میرا خریدا ہوا بنگلہ ہے بنگلہ سطح زمین سے آٹھ ہزار ایکسو فٹ بلند ہے اور احاطہ کے اندر کا قلہ کوہ آٹھ ہزار نوسو فٹ بلند ہے یہ پہلا ہی وقت ہے کہ مین نے اپنے نو خرید بنگلہ کو دیکھا یہان سے حیدرآباد کو خطوط اور بعد حمام و تبدیل لباس کے ٹیلگرام روانہ ہوئے۔

پانچ بجے بگھی مین سوار ہو کر ہوا خوری کو پہلے تالاب پر گیا جسکا دورچھ میل کا ہے

اور جہان کشیتو نکا کلب ہے نواب وقار الامرا بہادر سے ملاقات ہوئی اونکے
صاحبزادے اور افسر جنگ بہادر کے فرزند وغیرہ ہمراہ تہے چہ بجے
تک وہان ٹہرا بعد بازار کے طرف سے ہوتے ہوئے شام کو مکان
واپس آیا۔

(۱۲)

دوازدہم رمضان ۱۳۲۶ یوم دوشنبہ

صبح کو مین سواری اسپ ہواخوری کو گیا راہ مین ڈاکٹر یوسف علی
اور غلام رسول وغیرہ جو گورنمنٹ گارڈن دیکہنے گئے تہے ملے اور
میرے ہمراہ اوکس اور ہیڈم پایل کی شاپ کو آئے۔
تکی وارڑی مین نواب خورشید جاہ بہادر ملے جو گورنر صاحب کی ملاقات
کو جارہے تہے اور اوسی روز بعد ملاقات نواب وقار الامرا بہادر واپس
مٹاپالم چلے گئے۔ دو بجے برک فاسٹ پر ہم نواب وقار الامرا بہادر کے
مکان پر گئے وہ اسٹاک ہال پر اوترے ہین مکان بہت تنگ و چہوٹا ہے
پانچ بجے سے پہلے ابر غلیظ آسمان پر آیا بجلی چمکی اور خوب بادل گرجے
کسی قدر ترشح بہی ہوا۔ جب ابر ہٹ گیا پانچ بجے بعد ہم پولو گرونڈ کو
گئے اقبال الدولہ بہادر ٹیم اور سیلگری ٹیم کا میچ (شرط) تہا۔ اقبال الدولہ
ٹیم نے آٹہ گول بنایا اور سیلگری ٹیم بلنک رہا۔ سر چارلس ارنسٹ
اور لارڈ کو بنیار ابہی سواری اسپ آئے تہے ساڑہے چہ بجے بعد مکان
واپس آگئے +

(۱۴)
سیزدہم رمضان ۱۳۰۶ھ یوم سہ شنبہ

آج مین اپنے خلاف معمول قریب بارہ بجے کے بیدار ہوا اور ابھی کل کی کسالت باقی
تھی ایک بجے برک فاسٹ کھایا بعد کھانا کھانے کے برن فٹ (نام مکان) کے احاطہ کا چکر
لگایا آج کسیقدر ترشح ہوا بلکہ اسی کا سلسلہ شب کے دس بجے تک رہا چاء
کے بعد سیر و ہواخوری کو گیا۔ چرن کراس ہوٹل۔ سلک ہوٹل کو بھی دیکھا۔
یہان چاء پی گئی۔ آج گورنمنٹ ہوز سے جواب ملا کہ پنجشنبہ کے روز بارہ بجے گورنر
صاحب ملاقات فرماینگے۔ مین ساڑھے چھ بجے ہواخوری سے واپس آیا۔ آج
سردی بہ نسبت دو یوم گذشتہ کسی قدر زاید تھی۔ اس مقام پر ہر سہ شنبہ کو بازار
ہوتا ہے آج بازار کا دن تھا ہفتہ بھر کا سامان و ترکاری اوسی روز خرید لیجاتی ہے
خاص پہاڑی اور جنگلی آدمی بھی آجکے روز ضروری اشیا باحتیاج کے واسطے آتے ہین رات کو
آٹھ بجے ڈنر کھایا۔ آج تین پہر کو یہان گھوڑ ڈور تھی۔ لیکن مین نہ جا سکا۔ چونکہ
یہان نیلگری مین بہت سے مفید اور نفع بخش چیزونکی کاشت اور ساخت ہوتی ہے
اور ممکن ہے کہ ایسے چیزون کا رواج ہمارے ملک مین ہو اور اس سے اہل ملک کو
فائدہ پہنچے لہذا میرا ارادہ ہے کہ ان تمام چیزونکی بتکمیل تحقیق و تدقیق کرکے مشتہر
کرون۔

چنانچہ اسوقت تک جو تحقیقات مینے سنکونا کی کی ہے شرح وار ذیل مین
درج کرتا ہون ٭

سرکاری باغات سنکونا

نیلگری پہاڑ پر تین مقامون مین گورنمنٹ کی سنکونا اسٹیٹ ہین ۱ نکمنڈ - ندوٹم ۲ - اور پکارا - ہر اسٹیٹ کا اہتمام ایک سپرنڈنٹ کے ذمہ ہے جو اپنی اپنی اسٹیٹ مین رہتا ہے - لیکن انتظامی کارروائی کل اسٹیٹون کے ایک شخص واحد کے زیر انتظام ہے جسکو ناظم باغات سنکونا و چراگاہ و مزروعات سرکاری کہتے ہین - اسکا مستقر نکمنڈ ہے اور گورنمنٹ کے صیغہ مالگذاری کے ماتحت اور اوسی سے متعلق ہے - ہر اسٹیٹ مین ایک یا ایک سے زیادہ باغ ہے - ندوٹم مین - ڈلی سن - کل گریسٹن - اور فیپس - باغ ہین پکارا مین وڈ - اور ہیوکر دو دابٹا مین چھوٹی چھوٹی باغات ہین جو اوسی نام سے مشہور ہین -

جس مقام پر دودابٹا واقع ہے وہ سرکاری باغ کے عقب مین ایک عمیق جگہ ہے جسکو مسٹر میک آئور متوفی اور ڈاکٹر کلگ ہارن نے پسند کیا تھا اور مسٹر کلیمنٹس مارکہم کی جو ہندوستان مین سنکونا کے بانی مبانی ہین منظوری ہوئی تھی - یہہ مقام سطح آب سے ۵۰۰۰ فٹ سے لیکر ۸۰۰۰ فٹ تک بلندی پر واقع ہے - موسم ۶۰ - ۷۰ درجہ پر رہتا ہے - ایام ڈسمبر - جنوری - اور فبروری مین اکثر سخت پالا پڑتا ہے اور جو درخت اراضی کے نشیب مین ہین انکو بہت نقصان ہوتا ہے یہہ مقام بہت خوشنما ہے - سنکونا کے درخت جو مختلف حیثیتون سے پہاڑیون اور وادیون مین کئی قسم کی سبز لباس مین ملبوس لہراتے ہوے دکہلاتے ہین عجیب خوشگوار سمان پیدا کرتے ہین اور یہہ حالت عموماً صبح کے وقت ہوتی ہے جبکہ آفتاب کی کرن پہونچتی ہے یہہ سیر قابل دید ہے - دودابٹا مین تخمیناً ۲۹۳۸۸۰ درخت ہین جن مین غالب تعداد آفی سنالس قسم کی ہے +

باغ ندوم گوڈالپور گہاٹ پر ہی جس مقام کو مسٹر مارکہم نی پسند کیا تہا - اسکا نشیبی حصہ کوہ گوڈالور اور دوبناد کی زیرین حصہ تک پہیلتا چلا گیا ہی - اسکا ارتفاع ۵ ہزار سی ۶ ہزار فٹ تک سطح آب سے ہی اور موسم کی ابتدائی وانتہائی درجہ ۴۵ اور ۸۰ ہی اوسط بارش ۱۰۵ انچ ہی - اس اسٹیٹ کی درختون کی تعداد ۴۵۸۶۲۳ ہی جنمین خاص کر سکی رُبرا اور سگنی فولیا قسم کی زیادہ ہین لیکن آفی سنالس کے درخت بہی بہت ہین لیکن اسکے سوا اور اقسام کی سنکونا بہی لگائے جا رہی ہین -

پیکارا نخلستان ڈوڈا اور ہوکر کی باغات دریای پیکارا کی دونون جانب ہین دریای پیکارا کا مشہور آبشار اسی اراضی مین واقع ہی یہہ دریا بہت تنگ ہوکر اس نخلستان کی درمیان پہاڑ اور دونون جانب سی آبشار دکہائی دیتا ہی - پہاڑون کی بلندی سطح آب سی پانچ ہزار فٹ سی لیکر چہہ ہزار دو سو فٹ تک ہی تخمینہ کیا جاتا ہی کہ کل نخلستان کا رقبہ ایک ہزار سات سو اناسی سے کچہ زیادہ ایکڑ اراضی ہی اسمین سے غالب رجہ مین زراعت ہوتی ہی -

کل درختون کی تعداد مجموعی ۱۹۳۸۲۶۸ ہی اور تقسیم حسب ذیل کیگئی ہی

ڈوڈابیٹا	۶۴۳۰۸۷
ندوم	۴۵۸۶۲۳
ہوکر	۵۹۹۷۰۶
دوڈ	۲۳۶۰۵۲
	۱۹۳۸۲۶۸

کل خرچ تمام اسٹیٹو کا شروع زمانہ سی ابتک ۱۹۰۰۷۲۲ روپیہ ہوے اور اگر اسمین ساڑہے چار فیصدی سود ملا لیا جاتا تو مجموعی خرچ ۲۹۳۴۰۲۷ روپیہ ہوتا ہے - مجموعی آمدنی جو بذریعہ فروخت پوست تخم اور درختون کی حاصل ہوئی وہ ۳۳۳۳۵۰۱ روپیہ ہی یعنی خالص نفع بعد منہائی اخراجات ۳۹۹۴۶۴ روپیہ کا گورنمنٹ کو ہوا -

قطع نظر اون بیش قیمت باغون کے جو سرکار کے قبضہ مین موجود ہین۔
ازروے تخمینہ ان اسٹیٹوں مین سے ایک لاکھ رتل چھال روانہ ہوئی اور کل کے کل
حال مین بذریعہ ہراج اسی ملک مین فروخت ہوئی۔ دو قسم کے کلین جنکا نام (ڈرِسِن
انِ ٹگرِیٹر اور رٹنر ناسِ ہیرم) ندوا ٹم مین اسغرض سے قائم کیگئی ہین کہ سنکونا کی چھال پیس کر کر
نسری فیوج یعنی دوا کے دافع بخار بنا مین اور جب ہمہ وجوہ اوٹیکمنڈ مین پہونچکر تیار کیجاتی
ہین تو مدراس کے ذخیرہ ادویہ مین بھیجدیجاتی ہی اور وہانسے بذریعہ مختلف دواخانون کے
عام طور سے تقسیم ہوتی ہی۔ شروع زمانہ سے مسٹر ولیم گراہم لیک آنوراپنے زمانہ انتقال یعنی سنہ ۱۸۷۶ء
تک کل نخلستان کے اعلیٰ منتظم رہے یہہ شخص ہندوستان کی کل مشہور باغبانون مین
جو یورپ سے اس وقت تک طلب کی گئے تہے نہایت ہوشیار تہے اور اونہی کے مستقل محنت
اور پایدار کوشش اور غیر زوال مشقت کا نتیجہ تہا کہ سنکونا کو ایسی عمدہ کامیابی ہوئی
سنہ ۱۸۷۶ء سے سنہ ۱۸۸۰ء تک کشنر نیلگری کے ماتحتی مین انتظام نخلستان سنکونا رہا بعد
سنہ ۱۸۸۳ء تک فارسٹ ڈپارٹمنٹ (سررشتہ جنگلات) کی نگرانی رہی۔
چونکہ یہہ بہت بڑی جوابدہی اور ذمہ داری کا کام تہا اور ایک ایسے شخص کی ضرورت تہی جو
پوری طور سے اپنا کل خیال اسی جانب متوجہ رکہے اور اس قسم کی کامون سے پوری آگاہی و رکامل تجربہ
رکہتا ہو اسلئے مدراس گورمنٹ نے سکریٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا کو (وزیر ہند) لکہا کہ ایک
ایسے شخص کی جو اس فن کا ماہر ہو ضرورت ہی چنانچہ وزیر ہند نے مسٹر ام۔ اے لاسن پروفیسر
علم نباتات متعینہ یونیورسٹی اکسفورڈ کو ان نخلستانون کے انتظام اور نگرانی وغیرہ کیلئے مامور کرکے بہیجدیا
تاکہ نباتات اور باغبانی کی متعلق علوم و فنون مین سنکونا کی پیچیدہ اور الجہے ہوئے

غور طلب مسائل آسانی سے حل ہون ایک کیمیاوی شخص کی بہی بہت ضرورت تہی اسلئے ہوم گورنمنٹ نے ایک سائنٹفک انالسٹ (محلل مرکب) کو منتخب کیا تا کہ کوینولوجسٹ کا کام انکے ذمہ سے یہ عہدہ شروع ۱۸۶۸ء مین قایم ہوکر ٹوٹ گیا پہر ستمبر ۱۸۸۴ء سے دوبارہ قایم ہوا علاوہ انصرام دینے اپنی فرایض اور استعمال بیش قیمت تجربون کے جو زراعت و اشاعت سنکونا سے متعلق ہین (مثلاً سنکونا کے چہال کی کیمیائی ترکیب پر روشنی اور سایہ کا کیا اثر ہے۔ چہال پر پہپہوندی کا کیا اثر ہے۔ عرصہ دراز کی چہالون کا کیا نتیجہ ہوتا ہے سنکونا کی درختون مین مختلف قسم کی کہاد سے کیا حاصل ہے۔ بے ریشہ اجزا کا چہال مین ہونا۔ درخت سنکونا مین چونے کی مقدار وغیرہ وغیرہ) اب یہ آفسر یعنی گورنمنٹ کوینولوجسٹ ہر قسم مزید علمی تحقیقات اور تحلیل و ترکیب کیمیاوی کیجانب متوجہ ہوا ہے یہ تحقیقات خاصکر اجزای نباتی کی ہے جو ملک مین بطور دوا کے مستعمل ہین اور غایت اس تحقیقات کی یہ ہے کہ اُن ادویہ نباتاتی کے موثر قوتون اور اجزا کو زیادہ وضاحت سے بیان کرے مثلاً جمنیما۔ سلوسنر۔ سلانخس ستر۔ وغیرہ وغیرہ۔

گذشتہ سال مین چند دلچسپ تجربے گورنمنٹ کوینولوجسٹ نے دودابٹا باغ مین کئے ہتے جو نتایج اوس سے مستخرج ہوے وہ بلحاظ طوالت کلام کے قلم انداز کیا یہان تک تو صرف نیلگری کے سنکونا کی کیفیت ہے یہان سے عام سنکونا کی تاریخی کیفیت درج کیجاتی ہے جس سے عموماً سنکونا کا مکمل حال معلوم ہوگا۔

سنکونا کی مفصل تاریخ

واضح ہو کہ سنکونے کی ابتدا جنوبی امریکہ سے ہوئی ہے اور وہین سے بہت جگہہ پھیلا ہے - تاریخ پیرو مین جوزف دی جیو بیان کرتا ہے کہ ۱۶۰۰ء مین ایک جیسوئٹ جو ملاکوشش مین بخار سے مبتلا ہوا ملک پیرو کے ایک درخت کی چھال سے اچھا ہو گیا ۱۶۳۸ء مین کونٹس انا آف سنکن - لیما مین جہان وہ اپنے شوہر وائسرائے کے ساتھہ گئی تہین بخار اور جاڑے سے مین مبتلا ہو گئین - ڈان جوان لوپیز ڈی کنی ریز ڈکونٹس کے معالج جوا ڈی ویگا کے پاس کوئن کوئنا درخت کی چھال کا سفوف ایک بلندی مین بھیجدیا اور کہلا بھیجا کہ چوتہیا ی) (بخار چہار روزہ) کیلئے یہہ دوا مجرب ہے - چنانچہ اوس دوا کا استعمال کیا گیا اور کونٹس جنکی عمر ۶۲ سال کی تہی بالکل اچھی ہو گئین ۱۶۴۰ء مین کونٹس جب اپنے شوہر کے ساتھہ اسپین واپس آئین تو اس دوا کو بھی ہمراہ لائین اسیلئے اسکو کوئنٹس بارک (چھال) اور کوئنٹس پوڈر (سفوف) کہتے ہین اور لنالیس نے عرصہ دراز کے بعد اعزاز کونٹس کل اقسام کے درختون کو جس سے کوئنائن پیدا ہوتی ہے سنکونا نام رکھا فرقہ جیسوئٹ نے بعد اپنے ایام دورہ سفارت مذہبی مین اس دوا کی بہت اشاعت کی اور انکے اس سرپرستی کا عجیب مضحکہ انگیز نتیجہ پیدا ہوا کہ عرصہ دراز تک اوسکی استعمال کی مخالفت فرقہ پروٹسٹنٹ نے کی اور یون سمجھتے رہے کہ اسکا استعمال گناہ عظیم ہے ۱۶۷۹ء مین لوئی چہاردہم

سے نے انگریز ڈاکٹر سر رابرٹ تالبٹ سے کوئنائن بنانیکا مخفی طریقہ دو ہزار نقد۔ اور معقول وظیفہ اور خطاب دیکرکے خرید لیا۔ اس عظیم الشان بادشاہ کے وقت مین کوئنائن شراب مین ملاکر بعد کہانا کہانیکے پیتے تھے۔

انگریزون نے ہندوستان۔ لنکا۔ برہما مین اور ڈچون نے جاوا مین مختلف قسم کی سنکونا کامیابی سے باغون مین لگائے۔ ہندوستان مین مقامات ندی وٹم۔ پیکارا۔ کلہٹی۔ اٹکمند مینے نیلگری اور بہت خانگی باغات مین سنبر ویناد۔ بابا بودین۔ بلیگیری۔ رنگم پہاڑی سنا لنکا۔ دار جلنگ۔ دہرہ دون۔ اور سکم مین۔ گورمنٹ نے اونکو نے بہی تخم اور پیاڑ فروخت کرکے اپنے ملک مین اشاعت دی۔ برہما مین قریب ٹونگہو۔ اور تہان ٹونگہی مین لگائے گئے۔ اسیطرح خاصیہ پہاڑی پر سنکونا کے عمدہ قسمین یہہ ہین بولیویانہ۔ کلیسیا۔ کنڈامینا۔ کورڈی فولیا۔ لینسیفولیا۔ لیوکنا فولیا۔ میگنی فولیا۔ میکرانتہا۔ نٹیڈا۔ آبلانگی فولیا آفی سنالس۔ اُواٹا۔ پہودیانا۔ پیرو ویانا۔ پرپوریا۔ سکی رُبرا۔ اسکروبکیولاٹا۔

تجارت کی رو سے سنکونا کے مفصلہ ذیل اقسام زیادہ قیمتی پائی گئین۔ آفی سنالس۔ سکی رُبرا۔ پٹامنیس۔ نٹیڈا۔ کلیسیا۔

سنکونا کلیسیا کی اول نمبر کی چہال سے جو جنوبی امریکہ مین ملتا ہے کوئنائن بدرجۂ اوسط ۳ ر ۵ فیصدی نکلتی ہے۔ اور جو سی فیانا قسم کے

درخت سے صرف ۲ر۳ فیصدی - ایک قسم کے سنکونا سے جو جاوا مین اُون تخمون سے پیدا ہوتا ہے جسکو مسٹر لیجر نے بہیجا ہو ۱۰ فیصدی کوئنائن پیدا ہوتی ہے مگر جاوا اور لنکا مین تیرہ (۱۳) فیصدی کوئنائن نکلتی ہو - اور لیجر یانہ پودہون سے جو نیلگری مین پیدا ہوتے ہین ۱۱ فیصدی کوئنائن ہوتی ہو - درخت کے چہال نکالنے - بہگونے - اور پہاوڑے سے چہیلنے سے کوئنائن زیادہ نکلتی ہے - ۱۸۸۰ئ تک جو مقدار کوئنائن کی ہندوستان مین آئی وہ چالیس ہزار پونڈ کی دس ہزار رطل تہی -

مدراس مین حسب ذیل موازنہ آمد و خرچ کا کیا گیا ہو

سنہ	خرچ	آمد	منافع
۱۸۷۷	۱۱۸۷۴۲	۱۱۸۹۶	۲۱۸
۱۸۷۸	۱۳۴۲۲۸	۳۷۱۰۷۱	۱۳۶۸۴۳
۱۸۷۹	۱۴۴۱۷۹	۴۳۰۹۰۸	۲۸۶۷۲۹
۱۸۸۰	۱۵۶۷۰۸	۴۸۹۷۳۱	۳۳۳۰۲۳

کولمبیا واقع لنکا سے جون ۱۸۷۹ئ سے جون ۱۸۸۰ئ تک ۶۰۰۲۳۳۰ رطل کوئنائن اور ۹۵۹۰۲۰ رطل تمام دوسرے مقامات جنوبی امریکہ سے لندن بہیجی گئی - ہندوستان اور لنکا سے ۱۱۷۲۰۶۰ رطل روانہ ہوئی - جاوا سے اسٹمہرڈم مین ۷۰۰۰۸۸ رطل پہونچی - جمیکا سے ۲۱۴۴۰ رطل

روانہ ہوئی۔

ستمبر ۱۸۸۲ء مین مدراس کے سرکاری باغ مین جو چھال فروخت ہوئی اوسکی قیمت بمقابلہ ۱۱ جنوری کے حسب ذیل وصول ہوئی۔

چھال کی قسم	وزن پلندہ بحساب رطل	۱۱ جنوری قیمت	۴ ستمبر قیمت
تربالائی	۱۰۴ - ۱۰۸	۳۴۴ - ۳۴۵	۳۵۴ - ۳۶۰
اصلی (اندرونی) ...	۱۰۲ - ۱۰۷	۲۴۴	۲۴۵ - ۲۶۷
شاخ	۱۰۴ - ۱۱۱	اوسط	۶۰
اصلی سرخ	۱۰۲	۱۱۱ - ۱۲۰	۱۲۱ - ۱۲۶
ترکی ہوئی سرخ چھال	۱۰۰	۱۴۷ - ۱۵۱	ایک پلندہ ۱۰۰ رطل کا ۱۵۸ - ۱۸۲
ایضاً	۱۰۲	ندارد	۱۷۰ - ۱۷۲
شاخ سرخ	۱۰۲	۷۳	۷۳
ایضاً	۱۰۲	۸۱ ½	۸۰

سنہ ۱۸۸۱ء مین لنکا کے تقریباً تمام اضلاع مین سڑکون کے کنارے کنارے یا قہوہ کے درختون مین یا جہان قہوہ کے درخت تھے اور مرجھا گئے سنکونا کے درخت لگائے گئے ہین اور اضلاع مین تو کل رقبہ اراضی مین قریب قریب درخت ہائے سنکونا قہوہ کے درختون مین قطار در قطار لگا دئے گئی ہین

یتی نیتو تا ضلاع واقع جانب غرب مین سنکونا کے درخت پانسو فٹ سطح سمندر سے بلندی پر لگائے گئے ہین اور کلترا مین جو کلمبیا سے جنوب جانب تقریباً (۳۰) میل پر ہے قریب قریب سطح سمندر کے برابر ہین ۱۸۸۱ع کے شروع مین سنکونا کی تعداد فرگسن کے تخمینہ سے ۵ کرور سے (۱۰) کرور تک تھی۔ انمین سے سکی رُبرا قسم کا نصف سے زاید ہے بقیہ مین آفی سنالس کلیسیا معہ اور اقسام شلّا لیجریانہ۔ پبسیلنس ہین لنکا سے سنکونا کی چہال جو گذشتہ گیارہ برس مین روانہ ہوی اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ اول مرتبہ ۲۸ اونس قیمتی پچاس روپیہ کی ۱۸۶۹ع مین گئی اور ترقی ہوتے ہوتے گیارہ لاکہہ اکہتر ہزار نوسو نواسی رطل قیمتی بارہ لاکہہ روپے ۱۸۸۱ع مین روانہ ہوی۔

سنکونا کی چہال مین مفصلہ ذیل خاص اجزا ہوتے ہین۔ کوئنا۔ سنکونیا۔ اراسینا۔ کوئنیڈیا۔ چنچونیڈیا۔ کوئنک۔ ٹینک۔ کوی نووک ایسڈ۔ سنکونا سرخ۔ وغیرہ۔ ادویہ کی شکلون مین کوئنائن۔ چنچونی ڈائن۔ کوئینی ڈائن۔ چنکونائن ہین پودے کی چہال سے مثل دارچینی کے کوئنائن بہت عمدہ نکلتی ہے۔ سکم مین جو چہال نکلتی ہے اوس سے ایک دوا دافع بخار فبسری فیوج نامی تیار ہوتی یہہ دوا بالکل مثل کوئنائن کے موثر ہوتی ہے اور بہت ارزان اور آسانی سے بنتی تھی۔ تخمینہ اخراجات فی اونس (آدہی چہٹانک) ۹ روپے ہے۔

نیلگری پہاڑ مین تقریباً ہر قسم کے درخت سنکونا لگائے گئے ہین
مگر اقسام ذیل کو ترجیح دی گئی ہے۔ سکی ربرا۔ آفی سنالس۔ پبی
سنس قسم لین سنیولا ما ۱۸۶۲ء مین لگایا گیا۔ نیلگری پہاڑ پر سب سے عمدہ
قسم کے سنکونا سکسی رُبرا اور آفی سنالس ہین جو باغون مین لگائے
جا سکتے ہین۔ ۳۱۔ مارچ ۱۸۷۲ء کو ۴۷۰۱ ایکڑ اراضی تھا۔ ۴۴ ہیٹا نیمس ۹۶۱۲۳
ہائی برڈ عیندہ اور منجملہ ۱۲۰ کے ۸ کار تھا جنا اور منجملہ ۱۵ کے ۵ سنتافی
اقسام کے درخت ہاے سنکونا آخری سال مین لگائے گئے۔

حساب پوست درخت اور روانگی از حسابی ۱۸۷۶-۷۷ تا ۱۸۸۱-۸۲ء

باغات نیلگری	سنہ ۷۶-۷۷	سنہ ۷۷-۷۸	سنہ ۷۸-۷۹	سنہ ۷۹-۸۰	سنہ ۸۰-۸۱	سنہ ۸۱-۸۲
وزن پوست در رطل	۱۰۳۳۴۱	۱۳۰۸۰۸	۱۱۴۳۲۰	۱۷۹۲۹۹	۲۴۳۲۴۵	۲۴۲۰۵۲
روانگی انگلستان برائی فروخت	۸۸۷۰۸	۱۴۴۶۳۲	۱۰۵۱۰۱	۱۷۳۵۳۹	۲۳۵۵۲۷	۲۳۲۴۶۷
روانگی میڈیکل ڈپارٹمنٹ مدراس	-	۴۳۲۰	۳۵۱۱	۲۰۰۰	-	-
,, ,, کلکتہ	-	-	۱۰۰	-	-	-
,, ,, بمبئی	۹۵۲	۱۰۰۰	۱۵۰۰	۲۰۰۰	۲۰۰۰	۱۰۰۰
روانگی بمطلب مکانات ذاتی	-	-	-	۲۰	۵۰۹۶	۱۰۲۷۸
میزان	کل ۸۹۶۶۰	کل ۱۵۱۹۶۲	کل ۱۱۰۲۱۲	کل ۱۷۷۵۵۸	کل ۲۴۳۲۲۳	کل ۲۴۳۳۷۴۸

حساب خرچ۔ پیداوار اور آمد سرکاری باغات سنکونا واقع ہندوستان از حسابی سال ۷۷-۱۸۷۶ء تا سنہ ۸۲-۱۸۸۱ء

کل خرچ	۵۹۶۳۰	۶۹۷۷۱	۷۳۶۸۸۲	۷۹۷۲۴	۹۶۱۰۵	۱۱۲۳۹۲
وزن پوست در رطل	۱۰۳۳۴۱	۱۳۰۸۰۸	۱۱۴۳۲۰	۱۷۹۲۹۹	۲۴۳۲۴۵	۲۴۲۰۵۲
نرخ فی رطل بوقت فروخت	۱۰ آ ۵ پ	۱۳ آ ۵ پ	۹ آ ۵ پ	[illegible]	[illegible]	نامعلوم
آمدنی بابت پوست از انگلستان	۱۰۵۹۷۴	۳۴۱۲۷۲	۳۷۹۷۸۹	۳۲۱۹۶۳	۴۰۶۰۰۰	؍
مختلف آمدنی مقامی	۴۴۸۳	۱۷۴۷۹	۲۰۵۶۴	۲۱۵۵۲	۲۶۲۰۰	۲۴۸۴۴
میزان	۱۱۰۴۵۷	۳۵۸۷۵۱	۴۰۰۵۵۳	۳۴۳۸۱۵	۴۳۲۲۰۰	۲۴۸۴۴

سنہ ۱۸۸۱ء مین دارجلنگ کے کارخانہ سنکونا مین ۸۶۰۰ رطل فبری فیوج اور ۶۰۸۵۴۳ رطل پوست نکلا۔

اس سال آمدنی ۸۰۲۹۰ روپے کی ہوئی کہ سرمایہ پر ۸ فیصدی منافع تقسیم ہوا علاوہ اوس فائدہ کے جو گورنمنٹ کو کونیٹائن کی جگہہ پر فبری فیوج ہسپتالون مین استعمال کرنے سے ہوا۔ ڈاکٹر کنگ کے تخمینہ سے اس فائدہ کی مقدار اس سال مین ساڑہے چار لاکہہ ہوی۔ یعنے جس قدر سرمایہ باغات پر خرچ کیا گیا اوسکا نصف یون حاصل ہو گیا۔

گورنمنٹ نے مقابلہ کے خیال سے تخمون کی تقسیم مفت کردی اور سنہ ۱۸۸۰ء مین

۱۱۷۱ پونڈ تخم مفت تقسیم ہوا-
اس سے ۷۸۴۷ ایکر زمین پر کاشت ہوئی اور ۱۸۸۰ء کے خاتمہ پر ۴۲۳۵۰ء؁۶
درخت پائداری کے ساتھہ ہے- باشندگان ہندوستان پر مسٹر کلیمنٹس
مارکہم کا بڑا احسان ہے جنہون نے انکے ملک مین سنکونا کا درخت پہونچایا
جو منجملہ اعلیٰ درجہ کی نعمتون کے ہے وہ جنوبی امریکہ جاکر سکونت پذیر ہوے
اور ۱۸۶۲ء مین اپنا سفرنامہ از ہندوستان تا پیرو اشاعت کیا- جبکہ
سنکونا کے تخم اور پودھون کے نگران تھے ۱۸۸۰ء تک سنکونا کی
ہندوستان مین عام شہرت اور عام مقبولیت ہوگئی-
سکم مین کلیسیا سنکونا مختلف الاقسام ہوتا ہے جنکی حد اقسام پتی اور
پہول پر منحصر نہین بلکہ چہال کے کیمیاوی- تراکیب پر- بعض اقسام
سنکونا واقع سکم مین تقریبًا ۸۰ فیصدی خالص کوئنائن ہوتی ہے حالانکہ
دوسرے اقسام مین بہت کم کوئنائن ہوتی ہے- لیکن بیرونی طور سے
کوئی بہت بڑا امتیازی فرق نہین ہے- اور جن درختون کے پہول
اور پتیان سونگہنے سے فرق نہ تبلا سکین انکے چہال کی کیمیاوی طریقہ
مین بڑا فرق پایا گیا- جاوا مین ڈچون نے کلیسیا کا ایک ایسا تخم لگایا
ہے جسکا کوئی نمونہ جنوبی امریکہ سے نہین آیا- اسکی چہال جس سے کوئنائن
نکلتی ہے نہایت عمدہ ہے- بعض ڈچون کے بہیجے ہوے نمونون کو جب
بذریعہ ترکیب تحلیل آزمائش ہوی تو تعجب انگیز نتیجہ ۱۳ ء؁ کوئنائن کا پیدا ہوا

یہہ درخت ان تخمون سے ہوے جنکو ڈچ گورنمنٹ نے مسٹر لیجر سے اور انہون نے ایک ہاتہ کاسٹ سے خریدا تہا - یہہ نہ معلوم ہوا کہ اوسنے کہان پایا تہا کیونکہ وہ بہت جلد قتل کرڈالا گیا - اور اسیلئے بولیویا کا وہ مقام جہان سے وہ تخم چنے گئے تہے آجتک معلوم نہوا - مسٹر لیجر کے تخمون سے ۶۲۰۰ درخت پیدا ہوے اور اب تو اوربہی ترقی ہو گئی ہے یہہ کل درخت شکل و صورت مین یکسان ہین - ۲۵ فٹ بلند ۲ فٹ دور ۲۷ انچہ کا تنا ہے -

انکی ہٹنیان لمبی ہوتی ہین اور کسیقدر چہوٹے کٹ وہ رو اور نوکدار سرے ہوتے ہین - شاخین قطار در قطار مسلسل رہتی ہین - سنکونا کے درخت آب و ہوا وغیرہ کی موافقت سے بہت بڑے ہو سکتے ہین - اور جنگل کے سب سے خوشنما درخت ہوتے ہین - پتیان خوشنما چمکیلی - اور شوخ سبز رنگ کی ہوتی ہین - قرمزی رنگ کی رنگین نمایان رہتی ہین اور گچہے کے گچہے لال لال پہول نہایت خوبصورتی سے آویزان رہتی ہین - اور قرب جوار کو اپنی خوشبو سے معطر کرتے ہین ڈاکٹر ہوڈل نے ۱۹ قسم کے سنکونا بیان کئے ہین -

جنوبی امریکہ کے واقف کارون نے سنکونا کو از روے رنگ پوست تقسیم کیا مثلاً زرد - سرخ - نارنجی - سفید - وغیرہ وغیرہ زرد مین اقسام ذیل درجہ اول کے ہین کلیسیا - لین سیفولیا - کنڈامنیا

ہیکزانتھا - پیی سینیس - سرخ - نارنجی اور بھورے سے کم قیمت ہین - اور
یہہ سلسلہ از روی کثرت و قلت شور کونائن کے ہے جو بجائے پوست
کے دوا مین استعمال ہوتی ہے ایکہزار لیجریانہ درخت ہائے سنکونا
پانسو روپیہ کو آتے ہین اور اس قسم کے تخم کی قیمت فی اونس -
(ڈیڑہی چہٹانک) ۲۲۶ پونڈ یعنے ۲۳۹۰ روپیہ ہوتی ہے - یہہ تخم
اعلی درجہ کے درختون کے ہین - عمدہی ان کے مناسب ہے - پوست
اچھی طرح جانچ لیا گیا ہے اور جاوا مین اسکا اشتہار دیا ہوا ہے ۱۸۸۰-۸۱
کے فصل مدراس مین ۲۵۰۲۷۱ رطل بمقابلہ ۱۸۳۹۸۴ رطل سال سابقہ
کے ہوی ۲۲۳۴۷۳۱ رطل لندن کی بازارون مین بہیجدیگئی اور ۵۰۹۶
رطل مدراس کی ایک دوکان مین اور ۲۰۰ رطل بمبئی کے میڈیکل ڈپارٹمنٹ
مین - صرف ۰۴۳۹ پونڈ ذخیرہ مین بچرہے -
سنکونا کلیسایا پیرو کے پہاڑ انڈیز پر نیو گرانڈا - اور بلیویا مین ۵ ہزار
سے ۶ ہزار فٹ تک سطح سمندر سے بلندی پر ہوتا ہی اور ۴۰ فٹ تک
بلند جاتا ہے اس قسم کے درختون سے زرد چھال اور بعض اوقات
کرون بارک یعنے سب سے عمدہ چھال پیدا ہوتی ہے جس سے اعلی
درجہ کی کونائن نکلتی ہے اسکے سوا سنکونی ڈاین بہی ہوتی ہے
مگر شور چیزین کم پیدا ہوتے ہین - اوسکے سب اقسام سے ایک ہی
قسم کی چہال بنین پیدا ہوتی - سکی ربرا سے زیادہ مشکل سے یہہ قسم

ہوتی ہے اور آسانی سے پھیلتی ہی نہین ہے۔
سنتافی قسم کا سنکونا نیوگرانڈا کے انڈینز پہاڑ پر ۱۰ ہزار فیٹ بلندی تک ہوتا ہے جسمین کولمبیا کی سی نہایت عمدہ چھال ہوتی ہے۔
سنکونا کارڈی فولیا۔ اوسی پہاڑ کے ۶ ہزار سے ۸ ہزار فیٹ بلندی پر ہوتا ہے اور نہایت عمدہ چھال دیتا ہے۔ یہ سخت ہوتا ہے اور عجلت سے بڑھتا ہے۔
سنکونا ہمکر لیانا۔ اس قسم کے درخت سے چند عمدہ نتایج مستخرج ہوئے مگر جنکی ابتک غور سے آزمایش نہین ہوے۔ سنکونا لین سیفولیا۔ ڈاکٹر وڈل اسکو ازقسم آفی سنالس قرار دیتے ہین یہہ ایسے مقام پر ہوتا ہے جہان کا سالانہ موسم مثل روسیہ کے برابر بلکہ سردی اور گرمی اوسی سے بہی کم ہو۔ اسمین تجارت کے قابل پوست پیٹا یا ہوتا ہے
سنکونا میکرانتہا۔ بولیویا اور پیرو کے پہاڑ کارڈیلرس پر ۷۰۰۰ فٹ بلند تک ہوتا ہے جس سے ہوا نوکو۔ اور یہو یری چھال پیدا ہوتی ہے۔
سنکونا نیٹیڈا۔ پیرو اور ایکویڈر (ملک خط استوا) کے پہاڑون پر ۸۰۰۰ فیٹ بلند ہوتا ہے اور مثل میکرانتہا کے اسکی چھال ہوتی ہے۔
سنکونا آفی سنالس۔ یہہ قسم کنڈامینیا کی ہے نیوگرانڈا اور پیرو کے پہاڑ انڈیز پر چھہ ہزار فیٹ سے لیکر دس ہزار فیٹ بلندی تک ہوتا ہے اور پیرووین اور لکسا قسم کی چھال نکلتی ہے بمقابلہ اور اقسام کے

اسمین کوئنائن اور سنکوناڈائن عمدہ نکلتی ہے - اسکو زیادہ تری سفر ہے
انڈیر پہاڑون کے آب وہوا جزائر کناری کے موافق ہو -
سنکوناٹیالینیسں - اسکی قسم آفی سنالس کی ہے ۶۰ فٹ تک
بلند ہوتا ہے اور پٹا یا چھال نکلتی ہے بالائی ہندوستان مین اس سے
بعض اوقات خلاف تجربہ ۱۱ فیصدی نمک نکلا ہے - اور ۶ فیصدی
کوئنائن - بقیہ حصہ کوئنی ڈائن اور سنکونائن - یہہ قسم چھال کے لیئے
اپنے جنگلون مین بالکل کاٹ ڈالا جاتا ہے -
سنکوناسکی رُبرا - یہہ درخت پیرو اور ممالک واقع خط استوا کے
درمیانے کوہستانی ملکون مین ہوتا ہے - سرخ پیرو ین چھال نکلتی
ہے اور کوئنائن اور سنکوناڈاین عمدہ پیدا ہوتی ہو -
اسکی بلندی ۵۰ فٹ کی ہوتی ہو - یہی قسم ہے جو کوہ بنگال مین کثرت سے
ہوتی ہے اور ثابت ہوا ہے کہ سکم کے کل اقسام مین یہہ جنس نہایت
منتخب ہے - اس قسم کے درختون کی چھال نہایت قیمتی ہوتی ہے -
۴ فیصدی نمک نکلتا ہے میس کیلیا مین تجربہ سے معلوم ہوا کہ سکی ربرا
کی جب چھال چھیلڈالی جاتی ہے تو نیچے کے نئی چھال مین کیڑے
لگ جاتے ہین - ان کیڑون کے مادہ درخت کے تنہ مین انڈے کہنے
کیلیئے سوراخ کرتے ہین - اس سے نقصان بہت ہوتا ہے نہ صرف
تنہ کو بلکہ جڑ مین بھی سوراخ کرتے ہین -

سنکونا کی کاشت اور ساخت کے بہت سے رپورٹین اور کتابین زبان انگریزی مین موجود ہین ہنوز ملکی لوگون نے اسطرف توجہ نہین کی ہے میرے دانست مین اگر اہل ہند اسکی کاشت اور ساخت کرین تو بہ نسبت ہندوستانیون کے زیادہ فائدہ حاصل کرین گے بشرطیکہ پہلے اس فن کو علماً اور عملاً سیکہین اگرچہ سنکونا کے کاشت کے واسطے بلند پہاڑی زمین زیادہ استعمال کی جاتی ہے مگر بعض ملکون مین سنکونا کی کاشت اوس تمام اراضی مین بہی جو سطح سمندر سے پانچ سو فیٹ سے زیادہ بلند نہین ہوتی ہے اگر ہمارے ملک مین بہی سنکونا کی کاشت کا امتحان کیا جاوے تو خوب ہوگا عجب نہین کہ چندر گٹی کے پہاڑ کے نواح مین اگر سنکونے کی کاشت ہو کامیابی ہو اس قسم کے مفید عام اور فائدہ رسان امور مین اگر سرکار کے طرف سے مدد کا اقرار کیا جاوے تو غالباً بہت سے لوگ اس کا امتحان کرینگے اگر ایسے کثیر المنفعت اشیا کے کاشت اور سنکونا کے ساخت مین کامیابی ہوگی تو بہت کچھہ رعایا اور سرکار کو بہ واسطہ اور بلاواسطہ فائدہ حاصل ہوگا ۔ چنانچہ حسن بن عبداللہ عماد نواز جنگ بہادر نے چند درخت امتحاناً اپنے باغ واقع سنیرآباد مین لگائے ہین جو اسوقت تک عمدہ حالت مین موجود ہین ۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس ملک کی آب و ہوا سنکونا کے درخت کے

واسطے کچھ مفر نہین ہے۔

یہ ایک مختصر بیان ہے جسکو مین نے لکھہ دیا ہے شایقین بڑے رپورٹ اور انگریزی کتابون مین اسکا مفصل حال ملاحظہ کر سکتے ہین۔

باقی آئندہ

قسطنطنیہ

قسطنطنیہ (۱) دارالسلطنت ٹرکی کا دریائے بازفرس پر قدرتی خوبصورتیکے

(۱) تاریخ تحفۃ الاسینہ قسطنطنیہ مطبوعہ ۱۸۸۶ء مین درج ہے کہ قسطنطنیہ کا قدیم رومی نام بوزنطینا تہا جسکو انگریزی مین بزن تین کہتے ہین۔

اس زمانہ مین استنبول یا اسلام بول اور آستانۃ العالیہ مشہور ہے اسکی بنیاد ۶۵۷ برس قبل حضرت عیسیٰ کے بادشاہ بزنس نے ڈالی تہی بعد ۳۲۸ء مین قسطنطین نے دوبارہ تعمیر کیا یہ شہر آج تک صرف دوبار مفتوح ہوا یعنی یکمرتبہ ۱۲۰۴ء مین صلیبیون نے اسکو فتح کیا بار دوم ۱۴۵۳ء مین محمد ثانی نے فتح کیا۔

زمانہ قدیم مین بزن تین یعنی قسطنطنیہ ایک ماتحت حصہ سلطنت رومیہ کا تہا یہ مقام یورپی ٹرکی کے مشرقی حد پر واقع ہے جسکو ایشیائے کوچک سے بحیرہ بازفرس جدا کرتا ہے۔ عرض البلد اس مقام کا (۴۱) درجہ اور (۱۶) ثانیہ شمال ہے اور طول البلد ۲۸ درجہ ۵۹ دقیقہ ۴ ثانیہ شرقی ہے یہ شہر جو بازفرس اور گولڈن ہارن کے بیچ مین واقع ہے شمال غرب سے جنوب شرق تک ساڑہے تین میل طول مین اور ایک میل سے ۴ میل تک عریض ہے تین دیوارونکی شہر پناہ ساڑہے بارہ میل دور مین ہے اور فی الحال ۲۸ پہاٹک ہین۔

تمام شہر مین کثرت سے فوارے ہین اور دس میل پہٹے ہوئے نہر سے تمام شہر مین پانی پہونچتا ہے۔ برف اور پالا ہی کبہی کبہی گرتا ہے۔ اس تختگاہ کے جو لد مین ۱۴ شاہی مسجدین اور ۲۳۲ معمولی مساجد ہین۔ (۴) اسلامی کالج۔ ۱۸۲ شفاخانے ۳۶ عیسائی گرجے اور کئی یہودیون کے معبد ۱۳۰ غسل خانہ ۱۸۰ سرائے ہین شہر کے

ساتھہ اسطور پر واقع ہے کہ دنیا مین کوئی اور شہر اس فطرتی منظرون اور

مشرق جانب سراگلیو ہی جو پہلے حضرت سلطان المعظم کا صرفخاص تہا اسکی چوحدی وہی خیسال کیجاتی ہی جو قدیم زمانہ مین بزنتین کی تہی۔ رقبہ اسکا ۳ میل مدور مختلف مقامات پر فصیل سے گہرا ہوا ہے۔ اور بحیرہ مارمورہ تک وسیع ہے۔ یہہ مقام ہی مسجدون مینارون گنبدون غسل خانون باغات اور سرو کے درختون کے جہنڈ سے خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ اندرونی احاطہ مین حضرت سلطان روم کا حرم رہتا ہے دوسرے احاطہ مین خزانہ شاہی باورچیخانہ۔ اصطبل۔ دیوان خانہ۔ عدالت اسلحہ خانہ ہے۔ جس عمارت مین کہ اسلحہ خانہ ہے وہ پہلے سینٹ آیرین کا گرجا تہا بیرونی حصہ مین ٹکسال۔ سرکاری ٹکے اور کمزور ضعیف پنشن خوار لوگونکے رہنے کی جگہہ ہے۔ شہر سے جب اس احاطہ مین آتے ہین تو ایک بڑا اور بلند پہاٹک ملتا ہے جسکو آستانہ۔ باب عالی اور انگریزی مین سبلائم پورٹ کہتے ہین۔ رفتہ رفتہ یہی پہاٹک گورنمنٹ عثمانیہ کا دوسرا نام قرار پایا یعنی اسوقت بجاے سلطنت عثمانیہ کے صرف باب عالی کہا جاتا ہی سنہ ۱۸۶۳ء مین اس عظیم الشان عمارت مین آگ لگ گئی اور تباہ ہو گئی۔ حضرت سلطان عبد المجید نے جو نئے محل تعمیر کرائے وہ مغربی کنارہ باز فرس پر ۲۔۳۔ میل سراگلیو سے اتر جانب ہی سنہ ۱۸۷۰ء مین ایک سخت آتش زدگی سے پیرا کا بڑا حصہ جلگیا۔

بندرگاہ گولڈن ہارن یا شاخ زرین جو سلطنت قدیم بزنتین کے ایک مرتفع مقام پر واقع ہی جنوب مشرق سے لیکر شمال غرب تک سارھے چار میل درمیان شہر اور جوار شہر گلاطہ و پیرا وغیرہ کے واقع ہی عرض مین کہین ایک فرلانگ کہین چار فرلانگ ہی یہان خاص

ولفریب فضاؤن مین اسکے ہم پلہ نہین - اس شہر کے فراخ تعمیر مین قدرت کے
بے بہا عطیہ ایسے موجود ہین کہ سیاحون کی نظرونکو خیرہ کردیا ہے -

اس شہر کے ایک کنارہ پر دریائے مارمورا دوسرے کنارہ پر بحر اسود
درمیان مین دریائے باسفرس تخمیناً (۱۵) میل طول اور عرض مین میل سے کچھ
زیادہ اور بعض جا نصف میل کے قریب بہتا ہے جسکے دونو جانب شہر
قسطنطنیہ لب دریا سے موزون بلندی تک مسلسل عمارتون اور عالیشان مسجدون
مین واقع ہے اور اس دریا کا عمق بڑے سے بڑا جہاز جانیکے لیے کافی ہے
اسمین جزر و مد نہین ہوتا لاکن درمیان مین ایک پانیکے دہار بعض وقت اس
زور سے پیدا ہوتی ہے کہ چہوٹے چہوٹے دخانی کشتیان پار نہین ہوسکتین
وکلا دول خارجہ کے جنگی جہازات اور سلطانی جنگی جہازات مناسب
موقع پر لنگر کیے ہوئے ہین سوا انکے تیس ہزار کشتی اور کئی سو دخانی
کشتیان کرایہ پر چلنے والے موجود رہتے ہین مگر مجموعی نظر اس دریا پر ڈالیے تو
معلوم ہوتا ہے کہ تہوڑے پانی کی جہیل ہے ورنہ تمام دریا ۱۵ میل کے
فاصلہ مین مختلف قسم کے جہازون اور کشتیون سے پر ہے اور جب کبھی

---

۴ قسم کے ہلکے خوشنما کشتیان ہوتے ہین جسکو کیف کہتے ہین یہہ کشتیان اسباب
اور آدمیون کو اتارتے اور چڑہانیکے کام آتے ہین ۱۸۷۳ء مین ۲۰۹ ۹۴۳ جہاز وزنی ۳۴ لاکھ
۶۴ ہزار ۷ ٹن کی اس نہر سے گزری کشتیونکو دو پل گلاٹا اور استنبول کو درمیان اور ایکپل ہکیوسی ملا ہوا موجود ہے -

تقریب مین پھریرے اور جھنڈیان لگائے جاتے ہین تو گل لالہ کھلا ہوا دکھلائی دیتا ہے۔

شہر قسطنطنیہ تین حصون پر منقسم ہے۔ پہلا وہ قدیم حصہ ہے جو کہ استنبول اسلامبول کہلایا جاتا ہے گولڈن ھارن اور دریاے مارمورا کے بیچ مین واقع ہے جہانکہ عالیشان مسجدین اور خاص مسجد ایا صوفیہ قدیم عمارتین مشہور بازار اور باب عالی ہے۔ دوسرا حصہ گالاٹا یا گالٹس جہانکہ یونانی کثرت سے رہتے ہین یہہ حصہ کسیقدر زیادہ اونچائی مین آباد ہے جسپر ایک مینار بنا ہوا ہے یہانسے شہر کے مد نظر خوب ہوتی ہے اور اسکے نیچے[1] سے ایک میل کے فاصلہ مین ہرمنٹ کو ٹرین مسافرون کو ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ پر چھوڑتی ہے۔ اس ٹرین کے گاڑیون کے ساتھ انجن نہین رہتا بلکہ دو تو کنارہ پر مشین کے ذریعہ سے ایک حد سے دوسرے حد کے طرف کھینچ جاتی ہے اور اوس مشین مین اور ان گاڑیون مین ایک رسی بندھی رہتی ہے اور رفتار مین وہ ہی تیزی ہے جیسے دخانی گاڑیون مین ہوا کرتی ہے۔ اور بعد اسکے پیرا ہے جہانکہ یورپ کے مختلف لوگ رہا کرتے ہین اور تمام یورپین شاہین اور ہوٹلین سفیرونکے مکانات ہین اور یہہ حصہ شہر کا مہذب حصہ سمجھا جاتا ہے اور اسی سلسلہ مین سلطان حال اور اخیر سلطان مرحوم کے مشہور حویلی ولمہ بقچہ ہے

---

[1] گلاٹا سے پیرا تک زمین کے نیچے ایک ریل گاڑی جاری ہے اس تحت الارض ریل کا فاصلہ صرف ایک میل کا ہے یہہ ریل بھی اسی کمپنی کے ماتحت ہے جس نے استنبول مین کئی میل تک ٹراموے کی گاڑی جاری کیا ہے صرف سنہ ۱۸۷۳ء مین ۰۰ لاکھ مسافر اس ریل پر سوار ہوئے تھے۔

اور اوسی آبادی سے ملتے چلتے دریا کے کنارہ کنارہ ایک ۰۰ طول آبادی ہے
ثرا فیانگ چلی گئی ہے جسمین باغات اور عالیشان مکانات ہین - تیسرا حصہ شہر کا
دوسرے کنارہ پر دریائے باز فرس کے مقابل مین اسلامبول اور گالاٹا کو
ہے جسکو سکوترا کہتے ہین اور اخیر حصہ ایشیا مین واقع ہے -
شہر کی مردم شماری نو لاکھ سے کچھ کم ہے اسمین نصف سے
زیادہ مسلمان اور اکثر مسلمان اسلامبول اور سکوترہ مین رہتے ہین باقی تمام عیسائی
ہین - یونان - آرمینیا - بلگیریا - کی قومین زیادہ ہین - آرمینین ان سب مین
تجار مالدار ہین - سوا ان معمولی باشندون کے اکثر سیاح - اٹلی - جرمن

حس حصہ مین پیرا محلہ قاسم پاشا - تلفانا اور ترکی کا کارخانہ مصر مین ہے اسلحہ خانہ اور وہ حصہ جو
کودی کے شمالی کنارے پر واقع ہے اوسکو سقوطرہ کہتے ہین -
قسطنطنیہ کی آبادی ۱۸۴۴ء مین ۶ لاکھ آدمی کی تھی اور ۱۸۸۵ء مین نو لاکھ ساٹھ ہزار آدمی کی ہوئی
اور ۱۸۹۵ء مین ۱۴۸۱۰۰۰ چودہ لاکھ اکیاسی ہزار کی شمار کی گئی غالباً اس حساب سے اسوقت
اس سے زیادہ ہوگی مگر اس مردم شماری مین پیرا گلاٹا سقوطرہ وغیرہ بھی داخل ہین -
فی الحقیقت تحفۃ السنیہ مین لکھا ہے کہ صرف ایک بازار مین زبان ترکی و رومی و عبرانی
و ارمنی و عربی و فارسی و مسکوکی و یوچھی و ہنگاری و پولانڈی و نمساوی و یروسیانی و ہولانڈی
و فرانسیسی - و انگریزی و اٹالی بولی جاتی ہے - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سوائے
اردو کے تقریباً کل ایشیا اور یورپ کی زبانین یہان بولی جاتی ہین اور غالباً ان تمام ملکون کے
آدمی یہان موجود ہین اور اکثر ان مین سے تجارت پیشہ ہین حسن

ہنگرین - رشین - پولن - فرنچ اور انگریز وغیرہ آتے ہین کوچون مین یہ
تمام قومین پھرتی نظر آتی ہین اور کسی گلی مین سے گذرتے وقت چھہ سات قسم
کی زبانین بولتے ہوے سنے جاتے ہین - یہان اس کثرت سے سیاحونکی
آمدورفت رہتی ہے کہ بعض محلہ مین آپ مختلف ملکون اور شہرونکے لوگ پائینگے
میرے زمانہ سفر مین میرے ایک دوست کے یہان پیرا مین دعوت مین شریک
ہونے کا اتفاق ہوا قریب پینتیس آدمیون کے مہمان تھے - معزز میزبان صاحب
اسی حیرت انگیز مشاہدہ کے لیے کھانے کے اخیر مین اپنے مہمانونسے کہا کہ " آپ
لوگ براہ مہربانی اپنے اپنے نام کے کارڈ پر اپنے وطن کا نام تحریر فرمائے اون
کارڈس کو جمع کرنے کے بعد جو حساب لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ تعداد بالا مین سے بیس (۲۰)
بالکل غیر شہرون اور غیر ملکونکے رہنے والونمین سے تھے اور اکھین آفاقیون
مین ایک مین ہندی بھی تھا - ان مختلف اقوام کی ملاقات کا لطف اون
دخانی کشتیون مین سوار ہوتے وقت زیادہ آتا ہے جو گولڈن ہارن سے
دریائے باسفرس مین ہر گھنٹہ کو مسافرون اور کاروباریونکو ایک جاسے دوسری
جائے لیجاتے ہین اور اسی سوار ہونیکے مقام پر ترکی اخبارات ملا کرتے
ہین کہا جاتا ہے کہ ان اخبارون مین وہی خبرین شایع ہوتی ہین جو باب عالی
کی خواہش کے مطابق ہون - مختلف زبانون مین جو اخبارات شایع ہوتے
ہین وہ خود گواہی دیتے ہین کہ یہ شہر مختلف قوم مختلف مذہب کا مرکز ہے
اب اسی دار السلطنت مین حسب ذیل اخبارات شایع ہوتے ہین -

زبان فرانسیسی مین روزانہ ۲ - زبان انگریزی مین روزانہ (۱) - زبان یونانی مین (۲)
تین بلگریا کی زبان مین ہفتہ وار - چہ - آرمینہ کی زبان مین جسمین دو روزانہ تین ہفتہ وار
۳ - ارمنی و روم کی زبان مین جسمین دو روزانہ ہے - ایک یونانی و روم
کی زبان مین روزانہ - نو - خاص روم کی زبان مین جسمین ۳ روزانہ ہی
ایک باتصویر ہفتہ واری چھپتا ہے - مفصل مین (۹) اخبار آٹھ روم
دو عربی باقی (۹) اور زبانون مین - سوا اسکے آٹھ اخبارات بعض پولیٹیکل
مصلحت کے باعث باب عالی سے موقوف کردئے گئے -

یہان کی اکثر سڑکین پتھر سے بنی ہوئی ہین گاڑی چلتے وقت
ایک کریہہ آواز آتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ چند ہی منٹ مین گاڑی تحلیل
ہوجاوے گا لاکن وہ ترکی گھوڑونکو مارتے ہوئے اس زور اور بے خوفیکے ساتھ
چلاتے ہین کہ الامان اس موقع پر ادن کتون کا ذکر کرنا بھی خالی از
لطف نہ ہوگا جو لب سڑک اس آرام سے سوتے پڑے رہتے ہین گویا
کوئی بے فکر اور دنیا سے آزاد اپنے راحت بھرے کمرے مین سرشار سوتا
ہے قسطنطنیہ کے حالات مین یہہ ایک خاص اور ضروری تذکرہ خیال کیا جاتا
ہے اور حقیقت بھی یہی ہے یہانکے کتے بہت ہٹے کٹے ہین اور جماعتون پر
منقسم ہین اور ہر ایک جماعت اپنے کو ہر ایک کوچہ کا مالک سمجھتی ہے کسی
دوسری جماعت کا کتا اگر اونکی گلی مین آجاوے تو اس زور شور سے مقابلہ
ہوتا ہے کہ پیدل کا راستہ چند دقیقہ کے لیے بند ہوجاتا ہے - اگر کوئی

شخص اون کتونکو مارے یا جھکائے تو راستہ چلنے والا ہی اون کا ہمدرد ہو کے لڑنے کو مستعد ہو جاتا ہے اور اونکا کوچون مین پڑا رہنا موجب برکت سمجھا جاتا ہے۔

یہانکے مکانات کی وضع بمبئی کے عمدہ مکانات سے ملتی ہوئی ہے لاکن یہانکے اکثر مکانات کل لکڑے کے بنے ہوئے ہین اس لئے آگ لگنے کا بڑا اندیشہ رہتا ہے۔ چنانچہ ۱۸۶۵ء میں ہمنے دیمور کا یو کیطرف آگ شعلہ زن ہوئی تھی جسنے پانچوین حصہ شہر کو خاکستر کر دیا تھا۔ آٹھ ہزار مکانات بیس مسجدین دو چرچ ایک بڑا حصہ حماموں کا اور بہت سی عالیشان عمارتین جل بہنکر ستیاناس ہو گئے تھین اس کا نقصان کئی لاکھ پونڈ کا تصور کیا جاتا ہے۔ آگ معلوم کرنے کے لیے مختلف جائے پر بلند بلند مینارین بنے ہوئے ہین اور ان مینار و نپر صبح سے شام شام سے صبح تک آدمی گھومتے رہتے ہین اور جس سمت اور مکان مین آگ لگی اوس کے قریب کے فیر اسٹیشن سے (آگ بجھانے کا اسٹیشن) کو ایک گولہ کے آواز کے ذریعہ سے اطلاع دیجاتی ہے اور سرخ جھنڈی سے پتا بتلایا جاتا ہے۔ تب آگ بجھانے والی فوج نہایت سرعت سے سیڑہین اور کلہاڑی انجن لیئے ہوئے زرہ بکتر پہنے ہوئے اور سر پر خود رکھے ہوئے فی الفور جائے نشان دادہ پر دوڑتی ہین اور اونکے پاؤن اس زور سے زمین پر پڑتے ہین کہ کوچہ گونج جاتے ہین اور اس پھرتی کے ساتھ اوس آگ کے بجھانے مین مشغول ہوتے ہین گویا آگ مین حرارت اور سوزش ہین

کسی مکان کو آگ لگ جانا قیامت کا نمونہ ہے - پہر اسکے جس ہوٹل
مین ہم اوترے تہے اوسکے متصل مکان کے اوپر کے حصّہ مین کچہ
دہوان معلوم ہوا تہوڑے ہی عرصہ مین محلہ بہر مین خبر ہو گئی کہ فلان
گہر کو آگ لگی ہے مین بہی دیکہنے کے لیے دوڑ اگیا دیکہتا کیا ہون کہ
ایک گہر مین آگ لگی ہے تمام محلہ مین رونا پٹینا ہو رہا ہے مکان کے
ہر دریچے سے بچون جوانون بوڑہون کے سر دریچون سے نکلے ہوئے
ہین اور جس گہر کو آگ روشن کر رہی ہے اوسکی طرف نظر خوف سے
دیکہتے ہین اور جیسے جیسے شعلہ بہڑ کتے ہین ویسا ہی اون کا رونا
اور دہاڑین مارنا زیادہ ہوتا ہے -

یہان کے مسلمان اور عیسائیون کے لباس مین
کوئی فرق نہین ہے سب کے سب ایک ہی قسم کا لباس اور ترکی
ٹوپی پہنتے ہین - جو غریب لوگ ہین پتلون کوٹ اور پائجامہ پہنے رہتے
ہین - نظر کبہی فرق نہین کر سکتی کہ فلان مسلمان اور فلان عیسائی ہے
اونکی معاشرت بالکل آزادانہ ہے مسجدون مین اوسی کوٹ پتلون
جوتے سے جاتے ہین نماز پڑہتے ہین مسلمان جو پابند نماز ہین
وہ اپنے جوتے پر ایک اور قسم کا جو تا مثل سلیپر کے پہنے رہتے ہین
مسجد مین داخل ہوتے وقت وہ سلیپر نکال دیتے ہین اور مذہبی فرائض

سلہ یہ غلاف ہے جو جوتے کے اوپر پہنا یا جاتا ہے + من

ادا کرتے ہین ۔ سیاح بہی عموماً مسجدونکو اوسی آزادی کے ساتھ دیکھہ سکتے ہین الا کن بوٹ پر اوسی قسم کا جوتا محافظ مسجد پہنا دیتے ہین اس قسم کے کئی جوڑ مشہور مسجدون مین رہتے ہین ۔ فوجی افسر ہمیشہ ملٹری ڈریس مین اور تلوار لٹکائے رہتے ہین ۔ یہ بات وہان معیوب سمجھی جاتی ہے کہ فوجی آدمی ہو اور تلوار نہ لگائے ۔ ترکی بیگمات کا لباس نہایت پر تکلف ہوتا ہے جو فیاشن ایبل بیگمات ہین وہ شام کو ٹہلنے کے لیے گروہ کے گروہ نکلتی ہین اونکے لباس پر ایک لانبا گردن سے لیکے جوتے تک ریشمی برقعہ رہتا ہے اور جس رنگت کا برقعہ رہتا ہے دستانہ چہتری جوتا اکثر اوسی رنگت کا ہوتا ہے منہہ پر ایک مہین سفید جالی کا نقاب ۔۔ اتنا باریک ہوتا ہے کہ چہرہ کی وضع بخوبی معلوم ہوسکتی ہے اس نقاب کو یشماق کہتے ہین آنکھین بالکل کھلی رہتی ہین ۔ یہانکی مستورات نہ ہندوستان کی عورتون کے موافق اپنے لبون کو پان سے سرخ اور آنکھون بھونکو کاجل سے سیاہ اور نہ بعض یوروپین عورتون کے مطابق گالون کو گلابی اور چہرہ پر سفیدی پھیرتی ہین ۔ یہ وہ حسن ہے جو دنیا کے تکلفونسے خالی ہے اونکے فطرتی بہولی سادی لباس سادی وضع مین جو بانکپن ہے اوسکو ہماری صنعتونکے زیور یا ہماری دستکاری آراستہ نہین کرسکتی چہتری جوان پری تمثالون کے ہاتہہ مین ہے دہوپ اور ریاتی کے روکنے کے

ٖ۵ ۔ جب کوئی شخص سامنے سے گذرتا ہے تو اپنے چہرہ کے سامنے چہتر کا پردہ کرلیتی ہین

کے لیے نہین ہے بلکہ اون نظرونکو روا کرنے کے لیے ہے جو اونکے
جذبات کے سبب گھر سے ہوکے پڑتی ہین یا بیان شام کو کشتیون مین بھی
بیٹھ کے (ان کشتیون کو حقایق کہتے ہین دو یا چار سے زیادہ نہین بیٹھ سکتی
اور دو یا چار ترکی چلاتے ہین) دریائے باسفرس پر نکلتی ہین۔ شام
کا وقت شفق کا کھلنا دریائے باسفرس کا قسطنطنیہ کے بیچمین سے آہستہ لہرونکے
ساتھ بہنا اور ان بیگمات کا اس طرح نکلنا قدرتی تماشا معلوم ہوتا ہے بعض
اعلے درجے کی بیگمات سے ملاقات کا موقع ملا اونکی لیاقتین تہذیب دیکھنے
سے تعجب ہوا۔ انگریزی ۔ عربی ۔ اس طرح بولتی ہین جیسے اونکی
مادری زبان ہے بعض بیگمات کو تمغہ مجیدیہ بھی سلطان سے مرحمت ہوا ہے
جو بڑی بڑی تقریبون مین زیب گلو کرتی ہین ۔

جو لوگ قسطنطنیہ مین سیاحت کی نظر سے جاتے ہین
سے پہلے حضرت سلطان المعظم کے دیدار سے مشرف ہونا چاہتے ہین
وہ دیدار جمعہ کو نصیب ہوتا ہے جس وقت سلطان نماز کو جاتے ہین ۔
بڑا ہی پر اثر سماں ہے ۔ بعض وقت سلطان اپنی حویلی سے بذریعہ کشتی مسجد
یا صوفیہ مین تشریف لیجاتے ہین ۔ یہ خاصہ کی کشتی نشو نیٹ لانبی سپید رنگت
اور طلائی حاشیہ کی ہے جسکو چھتیس ترکی چلاتے ہین اور مصاحبین وغیرہ
دوسری کشتیون مین ہمراہ رہتے ہین ۔ بنادہ کے تمام جنگی جہازات سے
شاہی سلامی سر ہوتی ہے ۔ مگر اکثر اوقات اپنی محلسرا کے متصل مسجد مین

تماز ادا فرماتے ہین جو معزز مسافر اس سواریکو دیکھنا چاہتے ہین اونکے
لیے اوس مسجد اور حویلی کے درمیان مین ایک بنگلہ بنایا گیا ہے اجازت
حاصل ہونے کے بعد وہان بیٹھ کر دیکھتے ہین ورنہ گاڑیون پر سے دیکھا کرتے ہین
تماشائی یقین دس ہی بجے گاڑیان کرایہ کرکے آموجود ہوتے ہین ورنہ تھوڑی
دیر مین جائے کا ملنا دشوار ہو جاتا ہے (۱۱) بجے سے فوج آنی شروع
ہوتی ہے (۱۲) تک حویلی اور مسجد کا پورا گھیرا کرتی ہے - یہ پیدل و
سوار تقریباً دس ہزار ہوتے ہین انکی وردی تہ بہ تہ سوار گھوڑے سب اول
قسم کے ہین (۱۲) بجے موذن نے منارہ پر چڑھکر البجہ مین گھوستے
ہوئے اذان دینی شروع کی ہزارہا مشتاق آنکھین کے دروازہ پر
جمع ہوئی ہین - لوگ اپنی اپنی گاڑیون سے نکلکر کوچ بکس پر چھتین نئے
چڑھ گئے ہین - کیونکہ سوارونکی قطار نظر کو روک رہی ہے - اور بنگلہ پر
سے بھی بڑے بڑے ڈیوک اور شہزادیونکی گردنین دریچے
نکلی ہوئین سلطانی محل کیطرف موڑی ہوئی ہین - پہلے بند گاڑیان
دو زبردست منتکی گھوڑے جتے ہوئے ہین اور جنکی باگین ایک ڈرائیور
ترکی کے ہاتھ مین ہے جسکے بازو پر ایک دیو کے موافق خوجہ
نیل ونہار بتلاتا ہوا بیٹھا ہے اور دو حبشی گھوڑے تھامے ہوئے
نکلی اور مسجد مین داخل ہوئی معلوم ہوا کہ حضرت کی والدہ ماجدہ تھین
دو منٹ ہوئے اوسیطرح دوسری گاڑی برآمد ہوئی تمام فوج

ازدیاد عمر کی دعا انوہ کے ساتھ دی معلوم ہوا کہ حرم محترم اور ولیعہد ہیں۔ ادتنے ہی فاصلے کے بعد ایک کھلی ہوئی گاڑی نہایت شان و شوکت سے بہت آہستہ آہستہ جسمین سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ رونق افروز ہین چلی آتی ہے۔ آپ دبلے پتلے میانہ قد مختصر موش و ریش رکھتے ہین سیاہ کوٹ پتلون زیب تن ہے بائین بازو پر ایک نقرئی تمغہ مجیدیہ جو کلدار روپے کی برابر ہے آویزان ہے معمولی تلوار کمر مین پڑی ہے سر پر سادی کلاہ رومی ہے چہرہ پر بشاشت ہے سلطانی اخلاق کے ساتھ ترکی قاعدہ سلام کا دستہ یہ ہے کہ اپنے ہاتھ بوسہ دیکے پیشانی پر لگاتے ہین ہر سلام کا جواب دیتے ہوئے ہزار ہا زبانوں سے دعا و سلامتی پکاری جاتی ہے اس حشمت و جلال سے لوگونکے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین آپ کے سامنے اسی گاڑی مین دو افسر ہین کہ جنکی زرق برق فوجی وردیمین آفتاب کی شعاعون کو دھندلا کر رہی ہین متعدد تمغہ اونکی نقمندی شجاعت و بہادری بتلاتے ہین۔ ایک اونمین سے جنرل عثمان پادشاہ ہین ۱۸۷۷ع کی جنگ روم و روس مین جنکی کارنمایان استقلال دلیری مثل روز روشن کے سب پر عیان ہے۔ دوسرے محمد علیشاہ ہین۔ اسی گاڑی کے دونو بازو پر ایڈیکانگ اور دوسرے فوجی اعلے درجے کے افسر فل ڈریس پہنے جو ۱۰۰ سے زیادہ ہونگے ہمراہ ہین اور گاڑی کے ساتھ نرم نرم

قدمون مین نہایت ادب کے ساتھ گردنین جھکائے ہوئے چل رہے
ہین اسیطرح سے گاڑی مسجد مین داخل ہوئی - سلطان المعظم گاڑی سے اوترے
ہین علما و فضلا نے شیخ الاعظم جو مسجد مین پہلے سے موجود تھے استقبال کیا
اور دست انور کو بوسہ دیا - ایک بجا نماز سے فراغت حاصل ہوئی - فوج مجتمعہ
داخلہ کے لیے بڑہنی شروع ہوئی - سلطان ایک کرہ مین جو مسجد سے ملا ہوا ہے
تشریف لائے فوج کا ملاحظہ شروع ہوا ڈہائی بجے تک یہ تمام فوج نظر انور
سے گذری اب برخاست ہوئے - ایک مختصر گاڑی مین جو سیل فٹن کی قسم
مین سے ہے سلطان تن تنہا سوار ہوئے اور خود ہانکتے ہوئے داخل
محلسرا ہوئے - کاش ہماری ریاستین بھی اسکی تقلید کرتین - یہی روز
ہے جبکہ سفرائے دول یوروپ یا اعلے درجے کے لوگونکو شرف بلازمت حاصل
کرنے کی اجازت ہوتی ہے - سلطان کا اسم گرامی عبدالحمید خان ہے
۱۸۴۲ع مین پیدا ہوئے اور سلطان مراد کے (جو سلطان عبدالعزیز خان
کے جانشین ہوئے تھے) خلع خلافت کے بعد ۱۸۷۶ع مین جلوہ
افروز تخت عثمانیہ ہوئے؎ - ظاہرا آپ کی تندرستی نازک معلوم ہوتی ہے

؎ سلاطین روم کا یہی طریقہ ہے کہ ایک سلطان کے معزول یا انتقال کے بعد انکا
جانشین انکا بھائی ہوا کرتا ہے جو موجودہ بھائیونمین کلان ہو - چنانچہ اسوقت محمد رشید
آفندی ولیعہد سلطنت ہین جو ۳ نومبر ۱۸۴۴ع مین پیدا ہوئے کہتے ہین کہ یہ ولیعہد نہایت
لایق ہین - حسن

اور تھوا آپ کے اتنے قوی نہین ہین مینا کہ آپ اونسے کام لینا چاہتے ہیں
ملک کی بہبودی اور اصلاح کا بہت کچھہ خیال ہے عہدہ دار افسر رعایا
آپ سے بہت خوش معلوم ہوتے ہین ایشیائے خیالات کے مطابق
یہانکا ولیعہد اور شاہی خاندانکے اکثر لوگ بطور حراست کے رہتے ہین
اونکی تعلیم ایسی نہین ہوتی کہ وہ سلطنت کے فرائض اور ذمہ داریونکو
پورے طور سے اوٹھانے کے قابل ہون - لاکن اونکی طبعی تیز زبان
فطرتی جودت و قوت تھوڑے ہی سے سہارے پر بہت کچھہ اوبھرجاتی
ہے اور سلطنت کے کام چلانے مین پورے قابل سمجھے جاتے ہین -
سلطان کے روبرو کسی عورت کو نقاب سے آنا جائز نہین اور کوئی
عورت یا حرم سلطان سے پردہ نہین کر سکتی خواجہ سرا اونکا بندوبست
ڈیوڑھی پر رہتا ہے خانگی انتظام کو یہی لوگ انجام دیتے ہین اور
بہت منہہ چڑھے ہین - یہانکے امراؤن کی سواری اور مکانات مین
ایشیائی شان و شوکت نہین ہے بالکل مغربی بوباس ہے - ہر سال
۲۶ - رمضان یعنے شب قدر کو سلطانی حویلی مین ایک رسم ادا
ہوتی ہے غالباً وہ رسم نئی نظر دن مین مذموم معلوم ہو لاکن قسطنطنیہ مین
معمولی سالانہ جشن ہے - حویلی دملہ بغچہ مین جو ایک بڑا شاندار
اونچا گنبد ہے جسمین تمام سنہرے کام اور سنگ مرمر کا فرش اور
دو منزلہ نشست کی جگہ بنائے ہے - جسکے ایک کوٹھہ دو منزلہ پر ترکی

عورتون کا بیاند بجتا ہے دوشیزہ لڑکیان نہایت حسین و جمیل مختلف ملکونکی جمع ہوتی ہین۔ انمین اکثر سرکشیا۔ ہنگریا۔ بلگریا۔ ترکش۔ مصری پریوشون کا جمگھٹ ہوتا ہے۔ دنیا مین یہ وہ شہر ہے جہان قدرت کے بناؤ سنگار نے کوئی کسر نہین رکھی۔ اسکی ادنے سی کاریگری اپنی سادگی کا تماشا دکھا کر ہماری صنعتون کو چاہین جس قدر کرشمے دکھائین سبکو خاک مین ملادیتی ہے۔ یہ قدرت کے نمونہ دور سے کمال بھلا ئے جاتے ہین۔ کہا جاتا ہے کہ سلطان اس نمایشگاہ حسینان مین چکر لگاتے ہین اور جسپر ہاتھ رکھدیتے ہین وہ حرم مین داخل ہوتی ہے جسکو تمام دن اس مسرت مین قلعہ اور جنگی جہاز دستے بدا ہے سلامی سر ہوتی ہے اسلامبول جو پہلا حصہ شہر کا ہے اسمین زیادہ ایشیائیت معلوم ہوتی ہے قدیم طرحکا لباس۔ قدیم وضع کے مدرسے۔ نماز روزہ کی پابندی۔ حدود شرع کا خیال۔ قدیم اشیا کی دوکانین۔ ترکش حمام غلامون کا بازار۔ مقبرہ۔ مسجدین۔ راستہ و صفائی مین بھی مشرقی طرز اسی حصے مین باقی ہے اور حصہ یوروپ کے طریقہ پر ہین۔ یہان سے چند میل کے فاصلے پر ایک جزیرہ ہے جسکو پرنس آئیلنڈ کہتے ہین یہ نہایت پُر فزا دلچسپ مقام ہے اکثر تفریحاً لوگ جایا کرتے ہین اور وہ عمدہ ہوا کرتی ہے۔ اسی جزیرہ کے قریب سنہ ۲ مین انگریزونکی جہازون نے روسیون کو قسطنطنیہ کے محاصرہ کرنے سے روکا تھا جبکہ روسی فوج خشکی کے

راستہ سے قسطنطنیہ کی دیوار کے پیچھے پہونچ گئے تھے اگرچہ ترک انگلستان
کی اس معاونت سے ممنون ہین لاکن یہ ضرور سمجھتے ہین کہ انگلستان نے
مدد کرنے مین بہت دیری کی اور وعدہ کو وقت پر پورا نہین کیا کیونکہ
یہ وقت اس حد تک پہونچ گیا تھا کہ عثمان پادشاہ گرفتار ہوگئے مختار پادشاہ
کو انتیاسے کو جاکے مین ترک ملی قلعہ قرص چھین گیا ارض روم کا محاصرہ ہوا
اوسوقت جنگی بیڑہ جہازات بحر اسود مین پہونچا۔ دوسکی فوج اس قدر
قریب آ لنے پر بھی ترکون کا یہ عقیدہ تھا کہ ہم بغیر کسی بیرونی طاقت کی
مدد کے اپنی فوج دشمن کو شہر مین داخل نہ ہونے دینگے یہ درست
ہے کہ جس استقلال اور ثابت قدمی بہادری جفاکشی وفاداری سے
ترکی سپاہیون نے اپنے دشمن کا مقابلہ کیا اور اگر پہلے اپنے صوبون سے
ان کو جنگ نہ کرنی پڑتی۔ اور سلطانون کا عزل ونصب نہ ہوتا اور اندرونی
انتظامات اطمینان کے قابل ہوتے اور بعض افسرونکی غفلت اور بے پروائی
نہ ہوتی تو یہ نوبت ہرگز نہ پہونچتی مگر اسوقت مشکل تھا کہ بغیر بحری معاونت
کے دشمن رک سکتا جبکہ زیر دیوار پہونچ گیا ہو۔ دنیا کی تاریخ مین ترکون کا
یورپ مین قیام اپنا آپ ہی نظیر ہے۔ یہ اسلامی سلطنت یوروپ مین بتیس
دانتون مین بمنزلہ زبان کے ہے اگر ان مین دلیری اور بیحد شجاعت بغیر
آپ دداتہ کے رطنے کا مادہ نہ ہوتا کبھی کی یہ زبان دانتون مین پس جاتی
اب بھی کسی ترکستان سے لڑائی کا ذکر کیجیے اور جب کبھی قسطنطنیہ مین آیئے

تذکرہ کا اتفاق ہوا ہے تو دیکھیے اونکے جوشونکو اور اومنگونکو اور
ولولونکو حالانکہ اخیر لڑائی کو زیادہ زمانہ نہین گذرا لاکن اونکی پرجوش
طبیعتین اوسی قسم کی ہین اور ہر وقت اپنے روسی دشمن کے خونکے
پیاسے ہین انگلستان مین بہت سی کتابین بہت سے خیال ایسے بھی
پائینگے کہ جنکی سرخی ٹرکس آؤٹ یوروپ ہے (ترکون کا قیام یورپ
کی حصہ مین) کہ جنھون نے اپنی کتابون مین انصاف کے حد سے تجاوز
کرکے دل کے پھپولے پھوڑے ہین اور شیخ چلی کے سے خیالات
باندھے ہین وہ ہرگز نہین پسند کرتے کہ اسلامی سلطنت کسی یورپی
حصہ مین رہے - مگر یہ نرا خیال ہے نہ وہ خیال پورے ہونگے
نہ اسلام کا اخراج یوروپ سے ہوگا - اس چار سو برس مین جب کہ
مسلمانون نے قسطنطنیہ کو بزور شمشیر فتح کیا ہے کتنی حملہ ہوئی کتنی دفعہ لڑائی

عــه تاریخ سراسین مسٹر گبن پروفیسر سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۶۶۸ یا سنہ ۶۷۲ء مین
بعہد خلافت معاویہ مسلمانون کی فوج قسطنطنیہ کی فتح کی غرض سے روانہ ہوئی تھی اور
اس فوج مین حضرت حسین بن علی اور ابوسفیان اور ابوایوب موجودگان جنگ
احد و بدر بھی شریک تھے مسلمانون کے جہازونکا بیڑا قسطنطنیہ سے سات میل تک پہونچا
اسیطرح چھ سات برس تک ہر سال حملہ ہوتے رہے آخر کار بے نیل مرام سنہ ۶۷۷ء
مین صلح ہوئی حسن

رہی کیا کیا کوششین اس کے چھین نے مین کی گئین کن کن سے مقابلہ رہا
مگر آفرین ہے اوس قوم پر جنہون نے اپنے ملک اپنے مالک اپنے اسلام
کے بچاؤ کے لیے اپنی جانین مال و متاع جورو بچون کو نثار کیا
شاباش ہے اونکی شجاعت پر جنہون نے بادلون سے امنڈتی ہوئی
فوجونکو تہ تیغ کرتے ہوئے سنہ ۱۷۱۱ء تک پایۂ تخت روس تک پہونچ گئی جب
کبھی کوئی طاقت ترک کی مددگار ہی کی ہے تو وہ ایسے جیسے آٹے مین نمک
سنہ ۱۸۵۴ء مین کریمیا کی جنگ ہوئے تھے جسمین انگلستان اور فرانس نے
مدد دی تھی فوج کا شمار ملاحظہ کریجیے کیا نسبت تھی، کانگریس برلن جو
آخر لڑائی کے بعد ہوئی سیرمجلسی پرنس بسمارک ہوئی اور اس سے ترکون کو
جو نقصان اوٹھانا پڑا یہ توقع نہ تھی کہ یہ حکومت اب سنبھلیگی مگر سلطان کی
روشن دماغی بیدار مغزی مستقل انتظام سے اوس صدمہ کا اثر پورے طور

دوسرا حملہ[2] سات سالہ محاصرہ عبد الملک خلیفہ پنجم بنی امیہ کے وقت ہوا مسلمہ سپہ سالار
اور فرزند خلیفہ وقت نے قسطنطنیہ کو اپنے شدید محاصرہ سے مغلوب اور خراج
گذار بنا کے اور خود تنہا قسطنطنیہ کی ہر گلی کوچہ مین سیر کر کے ایاصوفیہ سے جو اسوقت
نصارا کی گرجا تھا صلیب نصارا کو اتار کر فتح نشان لگا کر واپس ہوئے خلفائے
بنی عباس کے وقت مین بہت سے حملہ قسطنطنیہ پر ہوتے رہے آخر کار
سنہ ۱۴۵۳ء مین سلطان محمد خان ثانی کے ہاتھ سے قسطنطنیہ فتح ہوا اور قیصر روم
قتل کیا گیا ۔ حسن

پر نہین ہوا اہنی سلطان نے قسطنطنیہ کے اطراف اور بعض دریائے مقامات مین عمدہ اور مناسب موقعو نپر قلعہ تیار کرائے ہین اور بہت سے پہلے قلعونکو درست کرائی ہے فوج اور توپ خانہ رکھتے ہین وقت معینہ کے بعد کسی جہاز کو اوس دریا پر سے گذرنے کی مجال نہین چنانچہ جس وقت ہمارا جہاز دریائے ڈارڈنیلز پر پہونچا یہان ایک قلعہ ہے جہان سے قسطنطنیہ رات بہر کا راستہ تھا جہاز کے لنگر کرتے ہی ترکی آفیسر نے موافق قاعدہ کے جہاز کو دیکھنے کے بعد آگے جانے کی اجازت دی یہ وقت شام کا تہا قلعہ سے توپ چلی - جہاز کے کپتان نے کہا کہ اگر اس توپ کے چلنے کے بعد ہم پہونچتے تو ہمارا جہاز کل صبح تک یہین لنگر کیے ہوئے ہوتا - یہ توپ علامت اسکی ہے کہ اب کوئی جہاز گذر نہین سکتا -

معاف کیجیے مین آپ کو قسطنطنیہ کی سیر دکہاتا دکہاتا اخیر مین ایک اور ہی طرف نکل گیا تہا جسکے لیے بہت وقت درکار ہے نہ اسوقت اوسکا موقع ہے اب قسطنطنیہ کے وہ مقامات بتا دیے جاتے ہین جو قابل دید ہین تفصیل سے پہر ملاحظہ کر لیجیے گا وقت مختصر ہے -

ولمہ بغچہ رعیلی سلطانی) بازار (یہ بازار کی

مسجد ایا صوفیہ کا علیحدہ کیفیت ہمارے دوست میر لیاقت علی صاحب نے بہ تشریح ارقام فرمانیکا وعدہ کیا ہے اسلیے ہم کوئی نوٹ اس مسجد کی نسبت نہین لکھتے حسن

میل مین ہے) مسجد ایا صوفیہ[13] (دنیا کی مشہور مسجدون مین سے ہے)
مقابر[4] (جہانکہ سلاطین دفن ہوئے ہین) مدرسہ[5] شفاخانہ[6]
ب[7] عالی (دارالوزارات) بیار بکش[8] - حمام[9] - بازار غلامان[10] -
یونانیون[11] کے قدیم معابد - مسلح خانہ[12] - خزانہ[13] (اس مین تمام سلاطین
عثمانیہ کی پوری قد کی بنی ہوئی تصویر ہے معہ اصلی جواہر و ہتھیار و پوشاک
جو زیب تن فرماتے تھے) قسطنطین کا کسٹرن[14] (شاہ قسطنطین کے وقت کا
ایک مکان ہے جسمین ایکہزار ایک ستون ہین) عجائب خانہ[15] لباس قدیم سکوترا
مین وہ جائے جہانکہ انگریزی فوجکی بے شمار ہڈیان اسطرح سے ایک
جائے پر جمائی گئی ہین جیسے کتب خانہ مین کتابین - ڈانسنگ[16] درویش
(وہ فقیر جنکو حال آتا ہے) ہندروم[17] (عجائب خانہ قدیم)

لیاقت علی

اطلاع

۱ اس رسالہ کی قیمت بیرونجات کے خریدار بذریعہ منی آرڈر یا کاغذ زر مبادلہ ارسال فرما کے مینیجر کو ممنون فرمائیں۔

۲ ناظرین اپنے تبادلہ مقامات سے دفتر کو اطلاع فرماتے رہیں بسا اوقات عدم دریافت مقام سے رسالہ نہیں پہونچتا ہے بلکہ واپس آتا ہے۔

۳ بہت سے حضرات جنکی آمدنی کم ہے رسالہ حسن کی قیمت کی تخفیف کرنیکے بارہ میں درخواست کرتے ہیں ماہ مارچ سے کاغذ قسم دوم پر جو رسالہ طبع ہوتا ہے اوسکی قیمت سالانہ (عہ) لیجائیگی اور نیز ان دنون پچھلے رسالونکی خریداری کی درخواست ہر طرف سے آرہی ہے یہ تو علم نہ تھا کہ اس رسالہ کی اس درجہ ملک میں قدردانی ہوگی - اسوقت ہمارے پاس پچھلے رسالے بہت کم موجود ہیں اگر سو درخواست سے زیادہ وصول ہوں تو ہم پچھلے پرچے دوبارہ چھاپینگے

۴ اگرچہ رسالہ حسن چند اخبارات کے معاوضہ میں بھیجدیا جاتا ہے مگر یہ تو نہیں ہو سکتا کہ تمام ہندوستان کے اخبارات کا معاوضہ اس رسالے سے ہوسکے - مگر اکثر صاحبان مطابع اخبارات ارسال فرماکے معاوضہ میں رسالہ حسن طلب کرتے ہیں ہم اون حضرات کا معاوضہ بھی قبول کرینگے - جو صاحب اپنے اخبار میں ماہواری ایکبار رسالہ حسن کا اشتہار جو عندالطلب علحدہ مرسل ہوگا طبع فرمائیں +

محمد عبد الصمد خان مینیجر رسالہ حسن -

اشتہار باغستان

ہمارے باغ میں ایشیا اور یورپ کے مشہور مشہور اور دور دراز سے آئے ہوئے مختلف قسم کے میوہ کے پودے موجود ہیں جنکی نظیر شاید تمام ہندوستان میں بہت کم ہوگی۔ یہاں پر چند پودوں کے نام مع تعداد و اقسام لکھے جاتے ہیں جو صاحب شوق و خواہش کریں طلب فرمالیں۔ جو پودے تیار ہونگے تاریخ اطلاع سے دو ماہ کے اندر بھیجدئے جائینگے۔

نمبر	نام	اقسام	قیمت فی
(۱)	قلمی (پیوندی) آم	۴۴ اقسام	فی ۱۲/
(۲)	سیب	۳۳ اقسام	فی عہ
(۳)	شفتالو	۱۲ "	" ۸/
(۴)	آلو بخارا	۹ "	" ۸/
(۵)	انار	۵ "	" ۴/
(۶)	شہتوت	۲ "	" ۴/
(۷)	پیر انگریزی میوہ	۶ "	" عہ
(۸)	زرد آلو	۵ "	" عہ
(۹)	جام (امرود)	۷ "	" ۴/
(۱۰)	سنترا	۱۲ "	" عہ
(۱۱)	چکوترا	۵ "	" عہ
(۱۲)	انجیر	۵ "	" ۴/
(۱۳)	انگور	۵۲ "	" ۸/
(۱۴)	واہی اسپین کا بیجی	۲ "	" عہ
(۱۵)	لکاٹ	۵ "	" عہ
(۱۶)	سورساپ (یہ ایک انگریزی میوہ ہے)		عہ
(۱۷)	سیتاپھل		۴/
(۱۸)	رام پھل		۴/
(۱۹)	ہرتالوڑی		۴/
(۲۰)	میوہ ٹرٹیلا (یہ نہایت عمدہ انگریزی میوہ ہے)		عہ
(۲۱)	زیتون		عہ
(۲۲)	تھوڑ مختلف اقسام		۴/
(۲۳)	نگرن (انگریزی میوہ دو قسم)		عہ
(۲۴)	اسٹرابیری	"	عہ
(۲۵)	بینس	" "	۸/
(۲۶)	بریڈ فروٹ (روٹی پھل)	"	عہ
(۲۷)	کمرک	"	عہ
(۲۸)	ترنج	"	۴/
(۲۹)	بیل پھل (الہ آبادی)	"	۸/
(۳۰)	کاجو	"	۹/
(۳۱)	بہو	۲ " "	۴/
(۳۲)	کویٹ		

(۳۳) گلابی جام	۴۳	(۳۴) گلاب پیل	۴۳
(۳۵) کھجور	۸/	(۳۶) بیر ۳۰ قسم	۸/

المشتہر
منیجر مطبع حسن
کاچی گوڑہ حیدرآباد دکن

اشتہار تاریخ عرب

ہمارے مطبع مین ترجمہ تاریخ سراسین مولفہ گبن پروفیسر عربی یونیورسٹی کیمبرج طبع ہوتی ہے اور قریب ہی مین پوری ہوجائے گی جن حضرات کو خریداری منظور ہو پانچ روپیہ بھیجکر طلب فرماوین یا بذریعہ ویلو پے ایبل پارسل کے۔

المشتہر
منیجر مطبع حسن

اعلان

بکلز ہسٹری آف سویلیزیشن کی جلد اوّل ترجمہ ہوکر تیار ہے
یہ وہی عدیم الوجود کتاب ہے جس کا آرٹیکل ہمارے رسالہ نمبر ۵ جلد ۲
مین درج ہے یہ کتاب غایت شہرت سے محتاج تعریف نہین اگر
خریداری کی تا سو درخواستین بہم پہونچ جائین تو ہم اوسکو چھاپ دینگے

اشتہار طبع اشتہارات

ہمارے مطبع مین تجارتی اور معمولی حسب ذیل اجرت پر
اشتہار طبع ہوتے ہین اجرت فی سطر فی ماہ ایک سال کے لیئے ادھا آنہ
ششماہ کے لیئے ا ر سہ ماہ کے لیے ۲ ر ۔
مگر ایک روپے سے کم کا اشتہار درج نہ ہوگا ۔

المشتہر
منیجر رسالہ حسن

اشتہار

(۱) اس سالے کی قیمت مع محصول ڈاک سالانہ ۔ [illegible]

(۲) کم آمدنی والوں سے یعنے جنکی تنخواہ ڈیڑہ سو سے زائد نہو [illegible]

(۳) جو صاحب سب سے اعلے مضمون یا ترجمہ عنایت فرمائین گے اونکو ایک اشرفی نذر دیجائیگی

(۴) دفتر مین مضامین ہر مہینے کی ۲۰ تاریخ تک پہونچ جانا چاہیے ۔

(۵) ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا ۔ نہ واپس ۔

شرح دستخط

حسن بن عبد اللہ المخاطب بہ نواب عماد نواز جنگ بہادر

ذیل کی کتابین ہمارے دفتر مین موجود ہین

۱ ۔ ترجمہ تاریخ افغانستان مصنفہ بی ۔ اے ۔ واکر بیرسٹرایٹ لا قیمت [illegible]

۲ ۔ بچون کی پرورش کے طور طریقے ڈاکٹر ہارویصاحب کی کتاب کا ترجمہ مس ایڈتھ لوبر ڈسین صاحبہ نے کیا ہے اور انعام پایا ہے [illegible]

(۳) ۔ زراعت دکن مصنفہ حسن بن عبد اللہ المخاطب بہ نواب عماد نواز جنگ بہادر

المشتہر

محمد عبد الصمد خان منیجر

حیدرآباد دکن

جلد دوم — حسن — نمبر ۸

اگست سنہ ۱۸۹۰ عیسوی

مضامین

حیدرآباد دکن

مطبع حسن میں چھپا

لکچر

ترکی کے عام ترقی اور شایستگی پر

از پروفسر ومبری

(یہہ لکچر لندن کے ایک بہت باوقعت مجمع کے روبرو دیا گیا جسمین کثیر التعداد سول و ملٹری افسرون و پارلیمنٹ کے ممبرون کے علاوہ تمام اور معزز لوگ موجود تھے)

تمدن و طرز معاشرت

انیسوین صدی مین جو عظیم الشان تغیرات اور تبدیلیان ترکون کے طرز تمدن اور معاشرت مین ہوئی ہین مین چاہتا ہون کہ ان تعجب انگیز غیر معمولی واقعات کو بیان کرون جس سے ہم سب لوگون کو تعجب ہوگا کہ ترکون نے کہان سے کہان تک ترقی کی اور انکے بھائی جو وسط ایشیا مین ہین بالمقابلہ کیسی ابتدائی حالت شایستگی مین ہین باستثنا سے سادگی اور غیر شگفتگی کے جو رومیون کے چہرون سے عیان ہے اور جو غالباً تقدیر پر بالکل بھروسہ کرنے یا مسایل صوفیہ پر چلنے کا نتیجہ ہے ترک عثمانیہ بالکل ہملوگون کیطرح یورپین ہین۔ پوشاک کے لحاظ سے وہ لوگ جنٹلمون کے مثل ہمارے ہوگئے۔ اعلی طبقہ کے لوگون کی غذا بھی یورپین اعلی طبقہ والون کی سی ہے۔ سیر و تفرج مین تو مجھے افسوس ہے کہ رومیون کا ہمسے بھی نمبر بڑھا چڑھا ہے کیونکہ بعض وقت ایسے تفریحی مشاغل مین مصروف ہوتے ہین جنکی اجازت قرآن مجید سے نہین ہے اور وہ وہی ہین جو انسانی زندگی اور صحت کو مضر ہین۔ زمانہ حال کے ترک ایسے تماشاؤن کو بہت پسند کرتے ہین جو فرانسیسی یا ترکی زبان مین ہوا کرتے ہین۔ وہ بہت شوق سے جاتے

ٹھٹھیرون کو دیکھتے سنتے ہین اور حسن شایستگی اور ضروری تربیت اور تکمیل کو وہ لوگ
عورتون کی سوسائیٹی مین ظاہر کرتے ہین اوسکے دیکھنے سے آپ لوگون کو مشکل سے
یقین ہوگا کہ یہہ لوگ ایشیائی ہین اور اسکو تو آپ اور بہی مشکل سے مانینگی کہ یہہ
وہی ترک کے اولاد ہین جنکے روبرو عیسائی یا یورپین کا نام لینا ہی غضب تھا۔ یہان
تک کہ حرم مین جو فی الواقع ایشیائی طرز معاشرت مین نہایت مذموم شے ہے بہت
تبدیلی ہوئی اور ہو رہی ہے۔ بیشک یہہ بہت اچھا ہوتا اگر اس خراب طریقہ کا
بالکل قلع قمع ہو جاتا لیکن تعلیم نسوان جو ترقی پذیر ہے اس کی اصلی اصلاح کریگی
اور اس خوفناک قفل کی کنجی صرف لڑکیون کے عمدہ مدرسہ مین تیار ہو سکتی ہی۔
لیکن صدہا ایسے آثار پاے جاتے ہین جو خود بہت بڑی تبدیلی تبلا رہے ہین
چنانچہ ترکی لیڈیون نے اپنے پوشاک مین ایک جدت پیدا کی ہے۔ میرے
سامنے جو لباس ترکی لیڈیون کی تہی وہ ایسی بدشکل تھی کہ مثل ایک بوڑہے کی
بالکل بدنما معلوم ہوتی تھی۔ اب بجاے اوسکے پین ٹلا کا استعمال کرتی ہین جس
سے کمر کا اندازہ ہوتا ہے اور خوبصورتی معلوم ہوتی ہے۔ برقع ناک سے ٹھوڑی
تک ہوتا ہے اور بجاے زردنیٹو فل اور بوٹون کے اب یورپین شوز (جوتا)
استعمال کیا جاتا ہے۔ اب ٹرکش لیڈیان اسطرح شرمیلی نظرون اور
جھکتی ہوئی قدمون سے عام مجمعون مین نہین آتی جسطرح پہلے زمانہ مین آتی
تہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ پوری آزادی کے دن جو بہت جلد آنیوالے ہین
اوسکا یہہ آغاز ہے۔ ہہ لوگ یورپین اتبک اسی خیال باطل کی پیروی کر رہے تہے

کہ اسلام مین حرم کا حکم قرآن سے ہوا اور اسلام ہی نے دونون فرقون مین سخت
امتیاز قایم کیا ہے - لیکن حقیقت مین یہہ ہماری سخت غلطی تہی - قرآن مین کہین حقوق
عورات پر سختی نہین کیگئی - چنانچہ اس ملک مین جب ضرورت حفاظت نسوان ثابت
ہوئی جسکو چند ہی سال گذرے تو ایک قانون موسومہ حفاظت جایداد عورات -
(وومنس پراپرٹی ایکٹ) نافذ ہوا حالانکہ اسلام نے ہزار برس پہلے یہہ ضرورت
رفع کردی - کئی سو برس گذرے کہ مسلمانون کی عورتون کو اپنے مکانون مین پورے
پردہ داری کے ساتہہ کامل آزادی رہی ہے - نہین نہین بلکہ تاریخ سے ثابت ہوا
ہے کہ اسپین اور دوسرے مقامات مین عرب کی عورتون نے طارق کی ماتحتی
مین فتوحات مین شریک رہین - حرم رکہنا صرف مسلمانون کی ایجاد نہین ہے یہہ
کیفیت برہمنون اور بدہون مین ہی ہے بلکہ مشرقی عیسائیون مین ہی رواج
ہے جسکو وہ اوسیقدر مضبوطی سے چلانا چاہیے جسطرح مسلمان یہہ صرف حرم
ہی نہین ہے جسمین اسقدر تبدیلیان ہوی ہین بلکہ انکی سبب سے معاملات خانگی
مین اصلاح ہوئی ہے جو مغربی تہذیب کا اقتضا ہے - مکانات - اسباب آرایشی
وغیرہ - اور پوشاک اور آپس کا میل جول اعلیٰ درجہ کے عثمانیون نے ایسا رکہا ہے
کہ شکل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ وہی مشرقی لوگ ہین جنکے بہائی بند ایران اور
ہندوستان مین پائے جاتے ہین اور جنمین کوئی نشان اس تہذیب و شایستگی
کا نہین پایا جاتا اگرچہ ہندوستان مین آپ کے تعلیم سے اس سے ہی زیادہ
عمدہ نتیجہ پیدا ہو سکتا ہے لیکن یہہ ہی ملحوظ خاطر رہے کہ اس مہذبانہ رفتار مین

بار ہا بڑے بڑے روکین ڈالدی گئین اور جو اسباب و قوت ترقی آلات تہذیب وتربیت کے تہے انکا استعمال جنگ اور جنگی ہتیارمین ہوگیا - اعلیٰ طبقہ مین جو مغربی علم و تہذیب مین کچہ ترقی ہوی ہے اوسکا اثر روز افزون ترقی کے ساتہہ متوسط اور ادنیٰ طبقہ مین ہوتا جاتا ہے اور اگر صلح اور امن امان قایم رہا تو سلطان روم علوم کی ترقی مین بہت متوجہ ہونگے جسکی جانب ابتک افسوسناک بے پروائی رہی -

عام تعلیم

سلطنت ترکی کے تعلیمات کا ذکر کرتے ہوے مجہکو سب سے پہلے یہہ ریمارک کرنا ہی کہ وہان ابتک قدیم اسلامی طریقہ بازخواندگی جاری تہا جو نہ طالب درجہ مذہبی لباس مین ملبوس تہا اور جو کیفیت کچہہ کچہہ ہماری مڈل ایجز یعنی وسط ایام مین تہی - چونکہ تعلیم کا سلسلہ طالب علم کے سولہوین برس تک رہتا تہا تاکہ وہ قابلیت سے پڑہہ سکے اسلئے پڑہے لکہے کی تعداد بہت کم ہوتی تہی اور عورتون مین تو بجز چند عالی خاندانون کے بہت کم رواج تہا - تیس برس کا زمانہ گذرا کہ یورپین علوم و فنون کی تحصیل براے نام تہی اور جو لوگ کچہہ بہی فرانسیسی بول سکتے تہے وہ تاریخ جغرافیہ اور دوسرے علوم طبعی سے محض نابلد تہے -

اب ترکی مین تین قسم کے مدارس جاری ہین - اول مدرسہ صبیان یعنی مدارس تعلیم ابتدائی جسمین لکہنا پڑہنا - کچہہ دینیات - حساب اور جغرافیہ تبلایا جاتا ہے اس قسم کے بہت سے مدارس سلطنت کے مختلف مقامات مین فی الحال

کہولے گئے ہین انمین سے بہت مشہور حیدریہ واقع نشانگنگ - شمس المعارف واقع
استنبول - شریف واقع سقوطری اور اسیطرح سمرنا - تراخی اور سلونیکا وغیرہ
مین متعدد مدارس ہین - اسکے بعد اعلی مدارس اعدادیہ ہین جنکو انگریزی مین کالج اور
جرمنی مین جمنازیم کہہ سکتے ہین - یہان ترکی - عربی - فارسی جغرافیہ تاریخ علوم
طبعی اور فرانسیسی پڑہائی جاتی ہے - صرف قسطنطنیہ مین ایسے کالج بیس ہین اور
اور مفصلات مین سو سے زاید - اسکے علاوہ ایک قسم کے اور کالج ہوتے ہین جہان
طلبا فوجی کالجون مین داخل ہونیکے لیے تیار کئے جاتے ہین - اس قسم کے
مدارس قسطنطنیہ مین دس ہین اور چھہ سو سے زاید طلبا تعلیم پاتے ہین مفصلات
مین ان مدارس کی تعداد زیادہ ہے - حال مین بلکہ خاصکر موجودہ سلطان کے
عہد مین تعلیمات کی بہت ترقی ہوی ہے اور قاسم پاشا کے مدرسہ مین ان طالب
علمون کے لیے جو بحری خدمت لینا چاہین انگریزی بھی پڑہائی جاتی ہے - وہان کے
ہائی اسکول فرانسیسی لیسینز کے مقابل ہین - ان مین سے نمبر اول گلاٹا سرای
کا کالج ہے جسمین ایک ہزار سے زاید طلبا زیر تعلیم ہین زبان فرانس لازمی ہے
اور لاطینی - انگریزی - یونانی - اٹالی - جرمنی - ارمنی زبانین سکہلائی جاتی ہین -
اسکے علاوہ علوم جدیدہ کی بڑے شور زور سے تعلیم ہوتی ہے مثلاً طبعیات - نیچرل
فلاسفہ - کیمسٹری - جیالوجی (علم طبقات الارض) وغیرہ اسی قسم کے کالج
مختلف صوبون کے اعلی شہرون مین کہولے گئے ہین - گلاٹا سرای کالج
کے بعد ملکیہ مدرسہ ہے جسمین خدمات ملکی اور نظم و نسق کے لیے طلبا کو سول سروس کی

تعلیم دیجاتی ہے۔ اس مدرسہ مین ملکی اور انتظامی یعنے جسقدر پولیٹیکل عہدہ
دارون کو اندرون و بیرون سلطنت مختلف قسم کا تعلق رکہنا پڑتا ہے تعلیم ہوتی ہے
اور چونکہ اس مدرسہ کے تعلیم یافتہ مفصلات مین اعلیٰ خدمات پر لازمی طور سے مامور
ہوتے رہینگے اسلئے وہان کے حسن انتظام مین بہی ترقی ضرور ہوتی رہیگی۔ سول
سروس کے مدرسہ مین پانچ پیشے ہین اور چھہ سو طالب علم داخل ہین فوجی کالج
زیر اہتمام ون ڈی گولٹس پاشا اور نیز یہی پاشا تمام یورپ مین سب سے افضل
ہے۔ اس مین روسی زبان لازمی کردیگئی ہے۔ اسکے سوا کالج آف لا یعنے
قانونی مدرسہ ہے جسمین علاوہ فرانسیسی اور علوم جدیدہ کے دیوانی فوجداری
تجارتی۔ بحری۔ (جہازی) اور ملکون کے باہمی قوانین سکہلائے جاتے ہین۔
میعاد تعلیم چار سالہ ہے اور تعداد طلبا تین سو سے زاید۔ سول انجینیر۔ بحری عہدہ دار
اور ڈاکٹرون کے مخصوص مدارس ہین۔ مدارس طبی سے تمام فوج اور صوبون مین
فارغ التحصیل اطبا بہیجے جاتے ہین۔ ایک مدرسہ صنعتی بہی ہے جسمین تصویر کا
کام سکہلایا جاتا ہے دیکہو یہہ وہی ملک ہے جسمین چند سال پہلے تصویر کشی
گناہ کبیرہ سمجہا جاتا تہا۔ لڑکیون کے مدرسے اسوقت تک بہت کثرت سے نہین
ہین مگر اس خیال سے کہ جہان عام مدارس مین لڑکیون کا بہیجنا نہایت درجہ
مذموم خیال کیا جاتا تہا وہان اسوقت کئی سو لڑکیون کا مختلف ابتدائی اور
اعلیٰ مدارس مین زیر تعلیم ہونا بہت بڑی کامیابی سمجہی جاتی ہے۔ اور ابہی چند
روز ہوئے کہ سلطان نے ایک عمدہ معلمہ کو تمغہ سے سرفراز فرمایا۔ الغرض

تمام سلطنت مین تعلیم قریب قریب لازمی سکے ہوگئی ہے اور وہ وقت دور نہین ہے کہ وہان سکے تعلیم یافتہ کی تعداد یورپ سکے اور ممالک سکے برابر ہو جائیگی۔ یہہ ایک قدرتی بات تہی کہ عام تعلیم سکے جدید طرز کا اثر قوم سکے دلون پر اچھی طرح پڑے اور زبان دانی و ادب مین تبدیلی پیدا کرے۔

زباندانی اور ادب

جبکہ ہم یورپین سکے نزدیک زبان اظہار خیالات یا تقریر و تعلیم کا آلہ سمجھا جاتا ہے مشرقیون مین اپنے مطالب کو بڑے پیچیدہ عبارت اور باریک نکات سے بیان کرتے ہین (اور اسلئے زباندانی اور ادب مین فرق ہے) ایسی عبارت کا لکہنا جو عام اور زود فہم ہو اہل مشرق بازاری اور قابل نفرت سمجھتے ہین اور اسلئے ایک مطلب سکے لئے چار چار فقرے بیان ہوتے ہین اور پیچیدار استعمالات گل وغیرہ مستعمل ہوتے رہتے ہین۔ تاکہ فقرہ خوبصورت اور مرصع ہو ترکون کا دستور ہے کہ لاکہون عربی فارسی الفاظ اپنے زبان مین بھرتی کرتے ہین بلکہ جس مقام پر خاص اپنے زبان کا لفظ صحیح طور سے کہا سکتے ہین وہان بہی غیر زبان سکے الفاظ استعمال کرتے ہین اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ عثمانیہ ترکون کی زبان تین بالکل مختلف زبانون کی مرکز ہو گئی اور کسی صورت سے ایسی یا ادنے درجہ سکے لوگون کے سمجھہ مین نہین آتی۔

بارہا مجھکو اتفاق ہوا ہے کہ مین نے اپنے ترکی نوکرون سے ترکی زبانین باتین

گئین مگر انلوگون نے بالکل سمجھا ہی نہین اور کسیقدر عمدہ زبان تو عام لوگون کے
سمجھ سے باہر ہے - کتابین لکھی گئی مگر طبع نہین ہوئین اور وجود ایسے کتابون کا
کالعدم ہے - پس اس معاملہ مین ایسی عمدہ اصلاح ہوی ہے کہ مجھکو سخت تعجب
ہوا ہے - بجاے اسکے کہ بڑے بڑے فقرے لکھے جائین جو بعض اوقات دو دو
صفحون تک پہونچ جاتے تھے اب چھوٹے چھوٹے جملون مین لکھتے ہین اور الفاظ
عربی و فارسی کے جگہہ پر موزون ترکی الفاظ اس ترتیب و تصریف سے
آتے ہین کہ غالب تعداد عوام الناس کی بخوبی سمجھتی ہے - اس جدت اور
آسان طریقہ رائج پا جانے سے اخبارات نے بعجلت عجیلہ ترقی کی ہے اور
جبکہ میرے وقت مین صرف ایک اخبار جریدہ حوادث نامی کہ چھپتا تھا جسکو چند
منتخب آدمی پڑھ سکتے تھے اب ترکون نے کئی روزانہ اخبار تک نکالے
ہین جنکے ناظرین اوسیقدر زیادتی کے ساتھہ ہین جسطرح یورپ کے ممالک
جنوب مشرق مین اخبار پڑھنے والے ہین - ہفتہ وار اور ماہوار اخبارات
اور رسالہ ہی جاری ہین اور ہر دلعزیز لٹریچر روز افزون ترقی کے ساتھہ ادنی
درجہ کے لوگون مین پہیلتا جاتا ہے - آپ لوگون کو صاف طور سے معلوم ہو سکتا
ہے کہ علوم اسلامیہ مین خاصکر مذہبی جزو تہا جسمین دینیات تفسیر
بیان منطق کی تعلیم تہی یہہ سلسلہ تعلیم بجنسہ ہمارے یہان مثل انجز (زمانہ وسط)
مین مروج تہا - ہمارے علوم مغربی یعنے موجودہ علوم جدیدہ جس سے جدید
شائستگی مراد ہے اوس زمانہ مین صرف بے توجہی سے نہین دیکھے جاتے تھے

بلکہ انپر نفرت کی نگاہین اٹھتی ہین - یہہ بات نہایت خوشی کی ہے کہ ترکون نے
کامیابی کے ساتھہ اپنے قدیم تعصب اور خیالات کو کہو دیا جسکی بنیاد ہملوگ غلطی سے
قرآن کی طرف منسوب کرتے تھے موجودہ سلطان کے عہد سلطنت مین ہمارے
علوم جدیدہ کی کل شاخون کی ٹرکی مین خوب ترقی ہوئی اور مین اسبات کے
کہنے مین مطلق مبالغہ نہین کرتا کہ جسطرح ٹرکی مین علوم جدیدہ اور علوم دینیہ کی
ساتھہ ساتھہ تعلیم ہوتی ہے اوسکی نظیر یورپ کے کسی مقام مین نہین پائی جاتی -
پس آپکو موجودہ علم ادب کی کتابین عمدہ اور موزون زبان ٹرکی مین ترجمہ شدہ ملینگی
اِن جا بجا اصلی کتابون کا حوالہ دیا جائیگا جو بات کہ قابل لحاظ ہے کیونکہ اہل مشرق
اسطرح اپنی معلومات سے اہل یورپ کا مقابلہ کرسکینگے -
بوعلی سینا ابن ظہیر حاجی خلیفہ وابن خلدون وغیرہ کی کتابین اور محققین ہنوز
اہل مشرق کے دلون سے جاتی نہین رہین - اگر انکو اعانت - مہلت اور امن
نصیب ہو تو وہ بجائے خود بہت ترقی کرسکتے ہین -
جس شے نے مجھے زیادہ متعجب کیا وہ یہہ ہے کہ موجودہ ترکی لٹریچر اس
امر مین کوشش کر رہا ہے کہ ہملوگون مین سے نامور لوگون کی پبلک لائف
کو جانچے اور ہمارے علما و فضلا کی حالات کو قلمبند کرے - چنانچہ مشاہیر نامی
مجموعہ مین انگریزون کے نامور سلاطین - مدبرین - فوجی جنرل - حکما - صناع
سیاح - انجنیر - تماشاگر وغیرہ کے تذکرے لکھے ہین - اور راماسیا یادیا نکہ
کے ترکون کو شکسپیر - گیرک - ڈارون - جمیس واٹ - ہربرٹ اسپنسر کی

کتابین اور اونکے تذکرے پڑہتے ہوے دیکہکر مجبوراً اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اونکی
یہہ حالت غیر معمولی اور بالکل عجیب ہے - گذشتہ زمانے مین کسی مسلمان
کیلئے یہہ بات ناممکن تھی کہ وہ اپنا کچہہ وقت کسی غیر مسلم بے ایمان کے حالات
پڑہنے مین صرف کرے جسکے لیئے اونکا نام ہی سخت حرارت کا باعث
ہوتا تہا جسطرح : میدار عیسائی مکریزی - بخاری بیضاوی - جلال الدین رومی
وغیرہ وغیرہ کا نام تک سننا گوارا نہین کرتے - لیکن اب ایک عجیب تغیر تبدل ہوگیا ہے
سخت تعصب اور بے ایمانی تو ہمیشہ خطرناک ثابت ہوی ہے لیکن اب خود غیر مذہبون
نے اپنے مداح ملاؤن کو پایا ہے چنانچہ آپ کے مشہور کنین ٹلیر کے اہل اسلام
بہت کچہہ معترف ہین میری راے مین یہہ بہت اچہی بات ہے کہ ایک دوسرے
کی قدردانی کرے اور باہمی تعارف کا نتیجہ جانبین کا فائدہ ہے - ترکی کے جدید لٹریچر
مین جو تبدیلی کیگئی ہے اوسکا ذکر کرتے ہوے یہہ بیان ضروری ہے کہ جو تبدیلیان
حال مین کیگئی ہین انکا اثر صرف زبان تک محدود نہین رہا بلکہ اسی طرز تحریر اور عبارت
مین اعلیٰ درجہ کی انشا پردازی اور مختلف علوم و فنون مین بحث کیجاتی ہے پرانے
ترکی شاعری مین جو باتباع عربی اور فارسی ستے تہی ہر موقع پر بلبل شیدا کا نالہ -
باد صبا سے سرو چمن کا جہومنا - عشاق سوختہ دل کے سینون سے دہوان نکلنا - اس
ناپائیدار زندگی پر لعنت ملامت - اور بہت سی اسیطرحکی فضول اور بے سروپا
مبالغہ آمیز باتین جو ایشیائیون کے خمیر مین داخل ہوگئی ہین لکہی جاتی ہین
یہہ باتین ترکون کے ساتہہ اوسوقت تک تہین جب تک وہ ایشیائی طرز و طریقہ

سے لپٹے ہوئے تھے - اور جب تک گذشتہ نقش قدم پر چلنا لازمی سمجھا تھا -
جب انکو معلوم ہوا کہ علم و شائستگی کا آفتاب یورپ سے نہین نکلتا بلکہ پچھم مین تو فوراً
وہ اوس جانب پھر گئے اور اپنی زندگی کے نئے طرز پر لگا دی جدید سامان تفریح و دلچسپی
کے مہیا کئے - چکیلی توق البتہ کہ ایشیائی لباس کیجگہہ پر یورپین سادہ اور
کارآمد پوشاک اختیار کی - صرف کسیقدر رنج کی یہہ بات ہے کہ فرانسیسیون کی
جو ابتک وہان مقبول استاد تھے قدم بقدم پیروی کی ہے لیکن یہہ ممکن
نہین ہے کہ فرانس کا جدید ترقی یافتہ لٹریچر ایسے قوم پر اثر نکرے جو مغربی
تہذیب کیجانب بہت کچھہ جھک چلا ہے -

بیشک یہہ بہتر ہوگا اگر ٹرکی علمی رفارمر انگریزی مفید علم ادب کیطرف خیال رجوع
کرین اور نمونے اپنے یہان جاری کرین اور پولٹیکس سے اپنے علم ادب کو غلط
ملط نکرین - لیکن ہملوگون کو اس معاملہ مین زیادہ زور دینا نہین چاہیئے کیونکہ
خود اونہون نے اس جدید روش مین بہت کچھہ ترقی کی ہے - حال کے
ٹرکی مصنفین مثلاً کمال بے - شناسا افندی - ضیا پاشا حامد بے سکرٹری
سفارت عثمانیہ لندن وغیرہ وغیرہ پر پورا پورا جدید روش کا اثر ہو چکا ہے
اور انہون نے اس معاملہ مین بہت کچھہ ترقی کی ہے - انکو اپنے ملک کی اعلیٰ
خدمت کرنیکا جوش ہوا ہے اور بعض انمین ایسے علمی قابلیت والے ہین کہ
نہایت افضل اور اعلیٰ یورپین قوم کے فخر ہو سکتے ہین - نہایت درجہ نگرانی
اور غور کرنے اور بارہا پیچیدہ مجلسون کے منعقد کرنے سے بالآخر وہ اسقدر کامیاب

ہوسے کہ ملک کی خیرخواہی اور خود اعزازی خیالات کو بھڑکایا ہے جسکی ترکون
مین مثل جملہ مسلمانون کے سخت ضرورت تھی لیکن اگر اس خیال کی اچھی طرح
پرورش ہوی اور ہدایت معقول ذریعہ اور طریقہ سے ہوی تو ایسے عمدہ نتایج
پیدا ہونگے کہ علم عقلاے یورپ دنگ ہوجاینگے خاصکر مدبرون کا وہ گروہ جو گمان
کرتا ہے کہ ہمکو گون کو صرف ترکون کی لاشون کو یورپ اور ایشیا سے باہر
پھینکدینا باقی ہے - اس امر کے بیان کی بہت کم ضرورت ہے کہ موجودہ
ترقی یافتہ جدید لٹریچر کی اشاعت سے مسلمانون کو عیسائیون کے ساتھہ نفرت
کم ہوگئی اور آئندہ اور بھی کم ہوجائیگی اس تعصب اور اختلاف کی وجہہ قرآن
مین ہے جیسا کہ علی العموم سمجھا جاتا ہے بلکہ ہمکو گون کا سلطنت روم کے ساتھہ
پولیٹیکل برتاو ہے جو ہمیشہ جائز طور سے نہین ہوتا - اور جسکی وجہہ یہی ہے کہ
تمام سلاطین کی بالاتفاق یہی خواہش ہے کہ جہانتک ممکن ہو سلطنت عثمانیہ
کے شاہی اقتدار کو صدمہ پہونچایے - جب ترکون کو معلوم ہے کہ ہم عیسائی
انکو نظر محبت و التفات سے نہین دیکھتے تو انسے اس قسم کی امید رکھنی فضول
ہے - اگر ہم اس امر کے خواہشمند ہین کہ ہماری اصلاح دنیا مین کارگر ہو تو
ہمکو ترکون کے دلون پر منقش کردینا چاہیے کہ ہم ان مدبرین کے ہمراہی نہین
ہین جو مسلمانون سے مخالف راے رکھتے ہین بلکہ انکو اپنا بھائی سمجھتے ہین -

خاتمہ

اے میرے معزز لیڈیو اور جنٹلمنو - ٹرکی مین جو نمایان طور سے عام ترقی

ہوی ہے اوسکا یہہ خوش کن خلاصہ ہے جو مینے ابہی پیش کیا۔ اوران واقعات
کے روبرو جس سے کوی شخص انکار نہین کرسکتا ہملوگ اپنے دل مین خیال لیہ
کرتے ہون گے کہ اس تمام ترقی نے کیون ملک کی حالت مین ساتہہ ہی ساتہہ
ہی بہتری پیدا نہین کی۔ اور سب سے بڑھکر یہہ بات ہے کہ ان باتون کے
ہوتے ہوئے پہر سلطنت مین بظاہر انحطاط اور تعصب اور جکڑبندی کیون ہے۔
اسکا جواب یہہ ہے کہ مشرق مین ظاہری حالت سے حقیقت مین اصلی
کیفیت نہین معلوم ہوتی۔ صرف وہی شخص نہین جو سرسری طور سے ملک
کی سیاحت کرے بلکہ مدت دراز تک ایک یورپین کو ٹرکی مین قیام کرنے سے
ہی اکثر اوقات حقیقت حال سمجہنے مین غلطی ہوجاتی ہے۔ علاوہ برین
ایشیا اور یورپ کے اصلاح اور جدت پسندی مین بڑا فرق ہے جب ہملوگون
نے اپنی جدید مہذب عمارت تعمیر کی تو زمین ہموار صاف اور بالکل خالی پائی۔
برخلاف ایشیائیون کے کہ انکو اپنی جدید کوشش مین قدیم ترقی یافتہ
اور نہایت وسیع ومضبوط مشرقی تہذیب کو ڈہاکر نئی عمارت کہڑے کرنی
ہوتی ہے ان کو ایسے کہنڈرات اور آلودگیون کو دور کرنا ہوتا ہے جو محبوب
قلوب ہورہے ہین۔ جب یہہ مشکل مرحلہ طے ہوجاتا ہے اور انکے قدیم
نقش جو دلون پر مرتسم ہین رفتہ رفتہ مٹجاتے ہین تب نئی زندگی کی بنیاد
ترقی ہے اور ایسے خیالات کی کچھہ گنجائش ہوتی ہے جو پہلے نفرت کی
نگاہ سے دیکہے جاتے تھے۔ اب آپلوگون کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ ایشیا مین

کس بے سلیقگی اور بیدلی سے تبدیلیان واقع ہوتی ہین اور یورپ کے تعجیلی کارروائیون سے کسقدر فرق ہے۔ آپ لوگ (انگریز) جو ہمارے جدید تہذیب کے سرتاج ہین اگر ذرا غور سے اپنے پڑوسی عیسائی اقوام کو ملاحظہ کرین تو بہت ہی بڑا فرق خاص ملک یورپ مین پائینگے۔ اگرچہ آرٹ اور سائنس کی بہت کچھ ترقی ہوگئی ہے مگر اب بھی ایک سے زیادہ عیسائی اقوام کو اوسی تاریک سوسائٹی اور تدابیر ملکی مین پائینگے جو گذشتہ زمانہ مین انکا حال تہا اور اسلیے ابتک وہ ایشیائی کہلائے جاسکتے ہین کیونکہ میری رائے مین یورپین سویلزیشن کی شان شوکت بڑی بڑی فوج رکہنے مین نہین ہے بلکہ آزادی عطا کرنے اور بے روک ٹوک علمی اور دماغی جوہر کے آزادانہ اظہار مین ہے۔

پس اگر بہت سی ہماری ہمقوم اہل مذہب (عیسائی) انیسوین صدی کے بکثرت مستفید نہین ہوسکے تو آپ کیون امید رکہتے ہین کہ ترک اس قدر جلد اوسپر قادر ہوجائین اور کیون اونسے کہا جائے کہ وہ یکبارگی مشرق سے اُچھلکر مغرب مین چلے آوین اور سینکڑون برس کی مسافت یکبارگی طے کرین آپ لوگون کی یہہ کہنے کی عادت ہوگئی ہے کہ ہم انتظاری کرتے کرتے اور اپنے تہذیب آموز کوششون کے نتیجہ کی راہ تکتے تکتے تہک گئے۔

لیکن یہہ آپکی غلطی ہے آپ ان نتایج سے ناواقف ہین جو اس وقت سر دست ابہی کمالیت کو پہونچگئے۔ جو تخم چند عشرہ پیشتر بویا گیا تہا اوس سے جو نازک کونپل نکلی ہے آپ نے اوسکی پوری طور سے قدر نہین کی۔ میری

راے مین سب سے بہتر یہی ہے کہ صبر اور انتظار کرین اور مجھکو کامل یقین ہے
کہ ہماری موجودہ تہذیب ضرور بالضرور مشرق مین ترقی کریگی اور عثمانیہ ترک یا تاتاری
مسلمانان ہندوستان کے سب سے پہلے مسلمان ہونگے جو ہمارے ترقی کے
قدم بقدم چلینگے اور انہین سے یورپین علوم و فنون تہذیب و شائستگی کی
اشاعت دور دراز اہل مشرق مین ہوگی۔
یہ میرا ایمان اور وثوق کامل ہے کہ بجاے اسکے کہ اہل اسلام کو حوصلہ دیا جاے
اور انکی اعانت کیجاے مین کسیطرح مسلسل الزام دہی اور بدنامی کو جو مسلمانون
کیلئے کیجاتی ہے ہرگز پسند نہین کرتا۔ اور اس سے زیادہ مین اس گروہ
مدبرین سے مخالف راے رکھتا ہون جنکا سرمایہ ناز صرف یہی ہے کہ وہ ہر طرح کی
دقتین جانفشان ترکون کی راہ مین ڈالنا چاہتے ہین اور ایسے قوم کی لعنت
ملامت کرنیکو مستعد ہو جاتے ہین جنکا حال بہت ہی کم جانتے ہین۔ اس غیر
منصفانہ برتاو سے صرف ہمارے تہذیب آمیز کوششون کو دھبا ہی نہین پہنچتا ہے اور
ہماری اعزازی مین بٹہ نہین لگتا بلکہ ہمکو اپنی عام ترقی اور تہذیب کا اس سے سخت
خطرہ ہوگیا ہے کیونکہ حال مین جسقدر ترکون کی قوت مین انحطاط ہوا ہے اوسیقدر
یورپ کی عام امن وامان کا سخت خطرہ ہوگیا ہے۔ روس روم کے آخری جنگ کے
بعد سے یورپ کی افواج سہ گنہ ہوگئی یہانتک کہ انگلستان کے محصول ادا کرنے
والے جنکو مخصوص طور سے کبھی یہ کہنے کا فخر نہین ہوکہ "ہماری تمام قوم مسلح ہے"
بہت کچھ اپنے شاہی مفاد کی محافظت کے لیئے روپیہ دینے پر مجبور کئے گئے ہین اور

بجاے معمولی اشاعت تہذیب و شایستگی کے جسکے لیے وہ ہیچشم اقوام مین ممتاز تھے
اب اہل انگلستان کو جنگ اور خونریزی کے سامان بہم پہونچانے مین وقت صرف
کرنا پڑیگا۔ اے معزز لیڈیز اور جنٹلمنو یہہ نہایت ہی مناسب وقت ہے کہ ہم ان تعصب
انگیز او غلط کاریون سے جو ابتک معاملات مشرقی کی نسبت ہماری رہنما تھین
خیرباد کہین۔ انہین اسباب سے انگلستان جسکو پہلے تمام مسلمانان ایشیا دوست
او حمایتی مسلمانان کہتے تھے اب رفتہ رفتہ وہ روش اختیار کرنا چاہتا ہے اور
اس سلطنت کے مطابق کارروائی کر رہا ہے جسکو تباہ کنندہ اسلام کہتے ہین۔ آپ کی مشہور
ارشاندار ملکہ جو کہ ایک پانچ کروڑ مسلمانون پر حکومت کرتی ہین وہ اپنے اس رعایا کی جو
کل مین چھٹوان حصہ ہے علانیہ دشمن نہ بنیگی اور نہ اسے باشندگان انگلستان
جو اپنے اصول انصاف پسندی اور آزادی سے مشہور آفاق ہو اس ہمجنس قوم کی
دل آزادی جایز سمجھوگے۔ جو صرف تم سے رنگ مذہب مین جدا ہے۔ نہین۔
ہرگز نہین کیونکہ میری بات یقین کرو کہ جب تک تم اپنے شریفانہ اصول
انصاف و ہمدردی کو اپنا دستور العمل بناے رکھوگے تمام دنیا مین عزت
و ہردلعزیزی ہوگی اپنے نامور بزرگون کی بیش قیمت میراث قایم رکھنے
سے انگلستان صاحب عظمت۔ قوی اور خوش رہیگا۔

آئین قیصری

سلسلہ کے لیئے رسالہ حسن نمبر ۳ جلد ۲ ملاحظہ ہو

باب دوم

ڈپارٹمنٹل سسٹم یعنے سررشتہای ملکی کا نظم و نسق

ہم نے باب اول مین یہہ بیان کیا ہو کہ سلطنت انگریزی نہ تو شخصی ہے نہ نوعی ہے نہ جمہوری ہے بلکہ وہ تینون سے مرکب ہے اسلیئے اسمین تمام اغراض ملکی شامل ہین اور ہر فرقہ حکمرانی مین داخل ہے - وہ پادشاہ اور پارلیمنٹ کے دو ہوس یعنے دیوان اعلی اور دیوان ادنے پر منقسم ہو - خاندان شاہی تمام خاندانون کا سرتاج ہے اپنا یہہ استحقاق رکھتا ہو کہ اس مین سے موروثی پادشاہ ہو خواہ مرد ہو یا عورت - جوامرا ایسے ہین کہ وہ مالک اراضی کے حیثیت سے امارت رکہتے ہین وہ پارلمنٹ کے دیوان اعلی ہوس اوف لارڈز مین اعتبار اور اقتدار رکہتے ہین متوسط درجہ کے لوگ اور پیشہ ور اور تاجر اور کشاورز جنکی کارپردازی سے سرمایہ زندگی سرانجام پاتے ہین اور جو اپنی محنت سے دولت ملک بڑہاتے ہین وہ دیوان ادنے یعنی ہوس اوف کامنز مین سارا اختیار اپنے مٹھی مین رکہتے ہین - پارلمنٹ کے دونو دیوان کا کام یہہ ہو کہ قانون بنائین - کاروبار سلطنت کے لئے روپیہ فراہم کرین - برائے نام تو توضیع قوانین و آئین کا اختیار پادشاہ کو حاصل ہو - مگر درحقیقت علانیہ اقتدار منسٹری یعنی وزرا کو حاصل ہو جو پادشاہ کے نام سے اجراے قوانین

کرتے ہین - یہہ مجمع وزرا پارلمنٹ کے دونون دیوان کے منتخب ممبرون
سے بنتا ہی - یہہ وزرا اپنے اپنے تمام کامون کیلئے پارلمنٹ کے روبرو
جوابدہی کے ذمہ دار ہوتے ہین جب پارلمنٹ کو ان پر اعتبار نہین رہتا
تو پادشاہ کو کاروبار سلطنت کے لیئے مشیر اور وزیر انتخاب کرنے
پڑتے ہین -
پادشاہ کیلئے ضرور ہی کہ اس کا مذہب پروٹسٹنٹ چرچ اوف انگلنڈ
کا ہو - اسکو صلح و جنگ کا اختیار ہی - جس مجرم کا چاہے جرم معاف کردے
پارلمنٹ کے اجلاس کو ملتوی کردے - جب چاہے اس کو جمع کرلے -
سکہ جاری کرے - خطاب دے - کوی قانون بغیر پادشاہ کی منظوری
کے جاری نہین ہو سکتا - اصل یہہ ہی کہ پادشاہ کے سارے اختیارات
وزرا کے ہاتھہ مین رہتے ہین اور انہین کی بدولت تمام کاروبار سلطنت
چلتے ہین - پادشاہ کے نام سے وہ سلطنت کا کام کرتے ہین مذہبی
اور دنیاوی ممبر پارلمنٹ کے دیوان اعلی مین بہ تفصیل ذیل ہوتے
ہین -

انگلش آرچ بشپ	۲	انگلش بشپ	۲۴	کل	۲۶

دنیاوی

انگلش بورڈنی پیر	۴۰۷
اسکوٹ لینڈ "	۴۳

ائرلینڈ ۷۸
سکوٹ لینڈ کے منتخب ممبر پارلیمنٹ کیلئے ۱۶
ائرلینڈ کے " ۲۸
۴۵۲

اس دیوان اعلیٰ کا صدر انجمن لارڈ چینسلر ہوتا ہے۔ سب سے اعلیٰ درجہ کی عدالت یہہ ہے۔ اس مین تمام محکمہ جات ماتحت کا اپیل ہوتا ہے۔ سوا اون قوانین کے جو روپیہ سے متعلق ہوتے ہین اور تمام قوانین کے مسودات کا آغاز اسی دیوان سے ہوتا ہے۔

دیوان ادنےٰ کامن ہوس* کے ممبر کو تمام ملک کے قصبات و دیہات کی رعایا مین سے وہ لوگ منتخب کرتے ہین جو کچھ مالی اور تعلیمی حیثیت قدرے قدرے رکھتے ہین۔ اسکی تفصیل یہہ ہے۔

	انگلستان	اسکاٹ لینڈ	ایرلینڈ	میزان
از مختلف اضلاع (کونٹی)	۱۸۷	۳۲	۶۴	۲۸۳
از شہر و قصبات (سٹی و بورو)	۳۰۱	۲۶	۳۹	۳۶۶
از دار العلوم (یونیورسٹیان)	۵	۲	۲	۹
میزان	۴۹۳	۶۰	۱۰۵	۶۵۸

اس دیوان کی صدر نشین کو سپیکر (انجمن کی طرف سے تقریر کرنے والا) کہتے ہین۔ اسی کو پادشاہ تک تقرب ہوتا ہے جب پارلمنٹ جدید مقرر ہوتی ہے تو اسکے شروع سال مین ایک نیا سپیکر انتخاب ہوتا ہے۔ روپے سے جو متعلق قوانین ہوتے ہین ان کے مسودات کا آغاز کامن ہوس مین

* ہوس آف کامنز

ہوتا ہے۔ اس لئے کہ رعایا ہی حقیقت مین ملک کی تنومندی اور شادمانی کا سرمایہ ہوتا ہے۔ وہ چشمہ دولت ہوتا ہے جس کی آبیاری سے ملک کی خشک سالی رفع ہوتی ہے۔ اسی کی خوشدلی کے نسیم سے ملک کا گلبن سبز و شاداب ہوتا ہے۔ غرض دولت کے خزانون کی کنجی اس دیوان کے ہاتھ مین رہتی ہے۔ یون اسکا دباؤ پادشاہ پر بھی ہوتا ہے۔ ضرورت اور احتیاج کے وقت تو وہ دیوان اعلی پر بھی غالب ہوتا ہے منسٹری یعنے مجلس وزرا کو کومنس* ہوس سے بڑا سہارا دیتا ہے وہ پادشاہ کو یہہ مشورہ دے سکتا ہے کہ نئے پیر (امیر) کا جنکی تعداد کافی ہو مقرر کرے کہ جس سے ہوس آف لارڈ ز مین غلبہ آرا ان کی طرف ہو۔ اس قسم کی دہمکی اکثر لارڈ کے ہوس کو ہزیمت دلاتی ہے۔ اس سبب سے وہ کامنس ہوس کی اطاعت کرتی ہین۔

توضیع قانون کا دستور یہہ ہے کہ مسودہ قانون کا آغاز اس دیوان مین ہوتا ہے۔ اور اس کے پاس ہونے مین یعنی نفاذ یا اجرا ہونے مین ایک عرصہ لگتا ہے اول دفعہ صرف قانون کا مسودہ بغیر کسی مباحثہ کے پڑھا جاتا ہے اور اسکے چھپنے کا حکم ہوتا ہے۔ اسکی تفصیل سے ممبرون کو اطلاع دی جاتی ہے۔ اور اسکی اشاعت ہوتی ہے۔ پہر دوسری دفعہ پڑہنے کی تاریخ معین ہوتی ہے۔ مباحثہ اسپر ہوتا ہے اور رائین دی جاتی ہین کہ وہ اس پڑہنے کے بعد پاس ہوگا یا نہین۔

* ہوس آف کامنز

اگر پاس ہوتا ہے تو دیوان کے ممبر اس کے ہر فقرہ پر مباحثے کرتے ہین اور رائے دیتے ہین - پہر وہ ایک منتخب کمیٹی کے سپرد ہوتا ہے - جسکے ممبر انہین ممبرون مین ہوتے ہین جو اس ہوس کے ہوتے ہین جس مین مسودہ قانون پیش ہوا ہے - جو اس کمیٹی کا پریسیڈنٹ ہوتا ہے وہ بمنزلہ سپیکر کے ہوتا ہے - مباحثون کی قواعد و ضوابط کی شدید پابندی اکار روائی کے وقت ذرا ڈھیلی ہو جاتی ہے - جب کمیٹی و قانون ترمیم و تغیر پاکر پاس ہو جاتا ہے تو اسکی اطلاع دیوان کو دی جاتی ہے جو اوسکے تیسری دفعہ پڑہنے کے لیے تاریخ معین کرتی ہے - جب یہہ تیسری دفعہ پڑہ کر ایک دیوان مین پاس ہوتا ہے تو وہ دوسرے دیوان مین بہیجا جاتا ہے - اس دیوان مین بہی وہ سب مراتب طے ہوتے ہین جو اوپر بیان ہوئے - اگر اس دیوان مین کچہ اسکی ترمیم و تغیر ہوئی تو وہ پہر اس دیوان مین بہیجا جاتا ہے جہان سے آیا تہا - اگر اس نے اس ترمیم اور تغیر کو تسلیم کر لیا تو قانون پاس ہو جاتا ہے نہین تو پہر دونو دیوان ایک کنفرنس (یعنے اجتماع) کر کے اختلافات کا فیصلہ کرتے ہین -

جب یہہ بل یعنے مسودہ قانون دونو دیوان مین حسب طرح اوپر بیان کیا ہے پاس ہو جاتا ہے تو بادشاہ کی منظوری ہوتی ہے اور پہر وہ ایکٹ بنجاتا ہے - بادشاہ یہہ منظوری بذات خاص دیتا ہے یا کمیشن کے ذریعہ سے - بادشاہ کبہی اس قانون کے منظور کرنے مین عذر

نہین کیا۔

پادشاہ کی صلاح کار اور مشیر وزیر جو پریوی کونسل کہلاتی ہے اسکے ہر ممبر کے اعزاز کے لیئے اسکے نام کے ساتھ رائٹ آنرابل کے الفاظ لکہے جاتے ہین پارلمنٹ کی مدت قیام سات برس ہے مگر ۱۷۱۶ع سے چھ برس سے زیادہ کوئی پارلمنٹ کارفرما نہین رہی - جناب ملکہ معظمہ کے عہد سلطنت مین توکوئی پارلمنٹ پانچ سال سے زائد قائم نہین رہی۔

برٹش کولونی اور ان کے متعلقات اور مضافات مین تمام معاملات سلطنت گورنر اور اسکی کونسل کے اختیار مین ہوتے ہین - وہ بادشاہ کی طرف سے مقرر ہوتے ہین اور ایک سکریٹری اوف سٹیٹ لنڈن مین رہتا ہے - جو گورنر مع کونسل کا افسر اعلی ہوتا ہے - وہ کیبنٹ کا ممبر ہوتا ہے - جو کولونی قدیمی ہین اور خوب آباد وشاد ہین انکی سلطنت کی بنیاد سیلف گورنمنٹ پر رکہی گئی ہے یعنے مجلس لیجسلیٹو گروہ (مجلس توضیع قوانین) ہوتا ہے جو رعایا کی طرف سے منتخب ہوکر مقرر کیا جاتا ہے۔

کینڈا مین اس قسم کی گورمنٹ کی ایک مثال ہے جس مین گورنر جنرل کو اگزیکیوٹو پور (یعنے تنظیم وتنسیق ملک کے اختیارات) حاصل ہین اور ایک پریوی کونسل اسکی معاون ہے - جو پادشاہ کی طرف سے

مقرر ہوتی ہے - لیجس لیٹو کونسل مین دو ہوس ہین ایک سینٹ یعنی
اپر ہوس (دیوان اعلی) جس مین (۷۷) ستہتر ممبر ہین جو گورنر جنرل اور
اسکی کونسل کی طرف سے مقرر ہین اور دوسرا کامن ہوس* (دیوان
ادنے) ہے جس مین دو سو ممبر رعایا اپنی طرف سے پانچ سال کے
لئے منتخب کرکے مقرر کرتی ہے - پہر لوکل گورنمنٹ مین جس مین لفٹنٹ
گورنر مقرر ہین وہ اپنی اپنی توضیع قانون مختص المقام کے واسطے جدا
کونسل رکہتی ہین - اس مین دو ہوس ہوتے ہین جنکی کیفیت اوپر بیان
ہوئی - آسٹریلیشیا کی کولونی مین اس قسم کا انتظام گورنمنٹ کا ہے
لیکن لیجس لیٹو کے اپر ہوس (دیوان اعلی) ہین ممبر بادشاہ کی
طرف سے مقرر ہوتے ہین -

نیوزیلینڈ — نیو سوتہ ویلیز - کوینس لینڈ - مین سے ہر ایک
کولونی مین گورنر ہوتا ہے اور اسکے ساتہ ایک کیبنٹ یعنی
اکزیکیوٹو کونسل ہوتی ہے جسکے چار یا پانچ ممبر ہوتے ہین - ایک
لیجس لیٹو کونسل جس مین پندرہ یا بیس ممبر ہوتے ہین - ان سب کا
تقرر پادشاہ کی طرف سے ہوتا ہے مگر ایک دیوان ادنے توضیع
قانون کا ہوتا ہے جس کو رعایا انتخاب کرکے مقرر کرتی ہے - ساوتہ
آسٹریلیا مین تمام کولونی کی رعایا لیجس لیٹو کونسل کے لئے ممبر
انتخاب کرتے ہین - اور طسمانیا اور وکٹوریا مین دولت مند اور

* ہوس آف کامنز

بڑے آدمی رعایا مین سے ان کو انتخاب کر کے مقرر کرتے ہین - باقی
اور سب باتین انہین یکسان ہین ہندوستان بارہ حصون مین منقسم
ہے - ایک گورنر جنرل اور وائس راے ہوتا ہے - مدراس - بمبئی
جس مین ملک سندھ بھی داخل ہے ان مین سے ہر ایک مین گورنر
رہتا ہے اور اسکے ساتھہ ایک کونسل ہوتی ہے - بنگال - ممالک مغربی
جس مین اودہ شامل پنجاب ان مین سے ہر یک لفٹننٹ گورنر رہتا ہے
بنگال اور ممالک مغربی مین کونسل بھی ہے - سنٹرل پراونس یعنے
ممالک متوسط - آسام - برہما مین سے ہر ایک مین چیف کمشنر رہتا ہے
اجمیر - برار - کورگ - انڈیمان - جزائر نیکوبار یہہ سب گورنر جنرل
کے ماتحت ہین ان مین ایک گورنر جنرل کا ایجنٹ رہتا ہے - لنکا یعنے
سیلون) جو ہندوستان سے علیحدہ ہے - اس مین لوکل اور امپیریل
گورنمنٹ دونو شامل ہین مگر امپیریل گورنمنٹ کو غلبہ و ترجیح ہے -
گورنر اور اکزیکیوٹیو کونسل کے پانچ ممبرون کا تقرر بادشاہ کی طرف سے
ہوتا ہے لیجس لیٹیو کونسل مین پندرہ ممبر ہوتے ہین - پانچ ....
اکزیکیوٹیو کونسل کے ممبر اور چار ملازم گورنمنٹ اور چھہ ممبر غیر ملازم -
آئین قیصری کے سمجھنے کے لئے اوپر کی باتین ضرور یاد رکھنی چاہیے
بغیر ان کے بہت سے باتین اس کتاب کی سمجھہ مین نہین آئینگے -
(۲) حکام متعہد و غیر متعہد یعنے اہل قلم کا حال جو کسے نیٹڈ اور ان کوے نینڈ

کہلاتے ہین انتظام ملکی کا مدار اہل سیف اور اہل قلم پر ہوتا ہے - اہل تیغ ہی فتنہ و فساد کے خس و خاشاک کو اپنی قہر و غضب کی آگ سے جلاتے ہین اور آسایش اور آرام کا چراغ روشن کرتے ہین - اہل قلم ہی کے دانش کی آبیاری سے ملک کا گلستان طراوت پاتا ہے - اول ہم اہل قلم کا حال لکھتے ہین جنکے سر پر تمام کاروبار سلطنت کا بار رہتا ہے - سارے ملک کی شادمانی اور آسودہ حالی - خوشدلی انہین پر موقوف ہے - اہل قلم دو قسم کے کہلاتے ہین ایک کو سے نینڈ یعنے متعہد دوسرے ان کو ہی نینڈ یعنی غیر متعہد - اسلئے ہم حکام متعہد کی حکایت سناتے ہین کہ ان کا آغاز کیونکر ہوا اور اب انکا کیا حال ہے - وہ کس خوبی سے اس ملک کے اس انتظام سلطنت کو سنبھالے ہوئے ہین کہ کہین اسکی نظیر مشکل سے ملیگی جب سرکار کمپنی کی کارگاہ تجارت نے جون بدل کر بارگاہ سلطنت کی صورت مین اپنے تئین دکہایا تو ضرور ہوا کہ اسکے ملازمون کی بہی لیاقت جو تجارت کے فن حسب حال تہی وہ کاروبار سلطنت کے لئے موزون کی جائے - یہہ ملازم ایسے تہے کہ جنہون نے انگلستان مین بہی تربیت اور تعلیم اچھی طرح نہین پائی تہی اور جیسی تعلیم ان کی ہوئی تہی وہ تجارت کے لئے تہی نہ حکومت کے واسطے - ان مین اکثر سوا نقل نویسی کے کام کے اور کوئی لیاقت نہ رکھتے تہے الکاتب کالحمار کے مصداق تہے جو کہاتے کے جوڑ میزان تین پانچ سات

پانچ کر کے لگا لیتے تھے۔ حکومت کے کامون کی آواز بھی ان کے
کان مین نہین پڑی تھی۔ یہہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ ان مین ایک سے یہہ
کہا جاے کہ تو تجارت کو ہاتھہ نہ لگا۔ اور ایک ضلع کا حاکم اور مجسٹریٹ
بن جا۔ ہزارون لاکھون آدمیون کے حقوق کا انفصال کر۔ دوسرے
سے یہہ ارشاد ہو کہ تو کلکٹر بن اور تحصیل مالگزاری کر۔ جو ایسے الجھیڑے
کا کام تھا جسکی سمجھنے مین اچھے اچھون کی عقل حیران ہوتی تھی۔ تیسرے
کو یہہ حکم ہو کہ ہندوستانی دربار مین رزیڈنٹ بن۔ چوتھے کو یہہ فرمایا
جاے کہ سفیر بن کر ہندوستانی سرکار مین جا۔ بھلا کہا یہہ کام کہا
سودے سلف کے بیچنے خریدنے کا کام۔ ان کامون مین زمین
آسمان کا فرق ہے جس دماغ مین کہ تجارت کے سود و زیان کا سودا ہو
اس مین سلطنت کا خیال کہان سے آسکے علاوہ اسکے جو غلطی کہ لارڈ
کارنوالس سے ہوئی کہ گورنمنٹ کے کام کو کوی ہندوستانی ہاتھہ نہ لگا
وہی لارڈ ولزلی کو بھی مرغوب ہوئی تو اب ظاہر ہے کہ گورنمنٹ
کا سب سے پہلے یہہ کام تھا کہ وہ اپنے اسباب حکومت درست
کرے۔ سو لارڈ ولزلی کو اپنے دماغ عالی سے یہہ تدبیر سوجھی کہ نہایت
عالیشان مدرسہ بنام فورٹ ولیم کالج ملازمون کی تعلیم و تربیت
کے لیے بغیر منظوری کورٹ آف ڈائرکٹرز کے کلکتہ مین قائم کر دیا۔ اور اپنی
سیر چشمی اور تونگر دلی سے فقط طالب علمون کے کہانے کا خرچ

ماہوار پانچہزار روپیہ مقرر کیا اور انگلستان سے بڑے بڑے عالم فاضل
تعلیم کے لئے بلائے گئے اس بلند خیال ہستی نے اس کالج کا تقرر دو خیال
سے کیا اول یہہ کہ نوامردان کی تعلیم انگریزی کی تکمیل ہو دوم ہندوستان
کے حالات اور ہندوستانیون کے زبانون اور علمون اور رسم و رواج و آئین
اور قوانین کی تعلیم ہو۔ پہلا خیال تو سراسر غلط تہا اس لئے کہ ہندوستان
مین انگلستانی تعلیم کی تکمیل کرانی گہوڑے کے منہ مین دمچی دینی اور دم
مین لگام لگانی تہی بہلا انگلستان کا سا اسباب تعلیم و تربیت یہان
کیونکر بہم پہونچ سکتا تہا۔ مگر ہان دوسرا خیال نہایت صحیح تہا کہ یہان
دوسرے قسم کی تعلیم ہندوستان مین ہو سکتی تہی اس کا انگلستان
مین کرانا گویا کہ کو دو ٹانگ سے چلنا سکہاتا تہا۔ وہان یہہ اسباب
کیسے بہم پہونچ سکتا تہا کہ انگریز پنڈتون کے سبہا مین بیٹہے ہوئے باتین
کرتے ہین۔ دہرم شاستر پڑہ رہے ہین اور ست نراین کی کتہا سُن
رہے ہین۔ مولویون سے فقہ اور شرع کا سبق لے رہے ہین
ان کے پند و وعظ سے محظوظ ہو رہے ہین۔ بے تکلف ہندوستانیون
سے زبانین بول رہے ہین۔ اور سیکہ رہے ہین۔ ہندوستانیون
کے رسم و رواج و آئین قوانین خود بخود آئینہ بنے ہوئے آنکہون کے سامنے
چلے آتے ہین۔ گورنمنٹ انگریزی جو قانون اس ملک کے لئے بنائے
اس کو بے محنت و مشقت سمجہتے ہین۔ کورٹ آف ڈائرکٹرز نے اس خیال سے

که علوم ہمیں ہندوستان کا اس کالج کے قائم رکھنے مین کسقدر روپیہ خرچ ہوگا۔ لارڈ ولزلی کو قطعی حکم بھیجدیا که مدرسه برخاست کرو۔ اس حکم کے پہنچنے سے لارڈ صاحب کو نہایت رنج و ملال ہوا۔ ان کو اپنی اس تجویز پر وہ فخر و ناز تہا که فتح میسور پر نہ تہا۔ حکم کی تعمیل مجبوری کرنی پڑی اسلیے حکم تو لکہا دیا که مدرسه بند کیا جاے مگر اٹھارہ مہینے اسکو لیت و لعل مین رکہا اور مدرسه کچھه نه کچھه جاری رہا۔ اس عرصه مین اپنے دوستون کو واویلا کے خط لکہے۔ کورٹ آف ڈائرکٹرز کو بتلایا که خرچ سے نه گھبراؤ راہداری کا ایک نیا ٹیکس لگاتا ہون که اس کالج کا تمام خرچ وصول ہوجائیگا۔ اسپر ڈائرکٹرز نے حکم بہیجدیا که فورٹ ولیم کالج کا فقط اتنا حصه قائم رہے که اس مین ہندوستان کی زبانون کی تعلیم ہو۔ اور باقی ملازمان ہند کی تعلیم کے لیے ولایت مین ایک بڑا شاندار ہیلی بری کالج قائم کرلیا۔ کیا زمانه تہا که ایک وحشیانه ٹیکس سے تعلیم کا خرچ تجویز ہوتا تہا۔

غرضکه جب سے که سرکار کمپنی کے تجارت کے کارخانے سلطنت کے کارخانون سے بدلنے شروع ہوے اور انتظام ملکی کے لیے ایسے ملازمون کی ضرورت پڑی که جنکی لیاقت اور استعداد اور اخلاق اور عادات اعلی درجه کے ہون۔ اور شرافت خاندان بہی اسکے ساتھه ہو۔ تو اس وقت سے اس سرکار نے ان کی تعلیم و تربیت اور

انتخاب اور تقرر کے قاعدے مقرر کرنے شروع کئے اور ہمیشہ اس مین
کچھ تغیر و تبدل کرکے عمدہ بنائی گئی ظاہر ہے کہ ایسے گروہ نوجوان شرفا
کا صاحب لیاقت جب تک نہین ہوسکتا تہا کہ اسکے لئے کوئی خاص ترغیب
و تحریص نہ ہو۔ اسلئے اس سرکار نے اسکے ساتہہ ایک معاہدہ کیا جس مین
اس گروہ کی امارت اور ثروت کی صورت پیدا ہوتی ہی۔ خاص استحقاق
ان کو ملکی خدمات مین دئے اور تمام اعلی خدمات کا ٹہیکہ انہین کو دیدیا۔
ان کی مدت ملازمت بہی دراز نہین رکہی کہ جس سے وہ اس ملک مین
رہکر گہبرائے نہین رخصت پنشن کے حقوق بہی ان کو فیاضی کے ساتہ
عطا کئے۔ سال بہر مین دو مہینے کی رخصت بلا وضع تنخواہ۔ پہر تین برس
مین فرلو۔ اکیس (۲۱) برس کی ملازمت کے بعد پنشن دس ہزار روپیہ سال
تنخواہین ادنے درجہ مین چار ہزار روپیہ سال سے لیکر بارہ ہزار روپیہ سال
تک متوسط درجہ مین چوبیس (۲۴) ہزار سال سے لیکر تیس ہزار روپیہ سال تک
پہر اعلی درجہ کے خاص عہدے جنکی تنخواہ تیس ہزار روپیہ سال سے لیکر
ایک لاکہہ روپے سال تک۔ ان مین سے دس فیصدی تیس ہزار روپیہ
سالانہ سے زیادہ تنخواہ پاتے رہتے ہین۔ غرض اس سرکار نے ایسے
معاہدے ان افسرون سے کئے کہ اسکی خواہش بڑے بڑے عالی
خاندان نوجوانون کو پیدا ہوئی۔ ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام مدت
تک ہیلی بری کالج مین رہا۔ اگرچہ یہ کالج اس وقت سے ٹوٹ گیا ہے

جب سے کہ مقابلہ کا امتحان شروع ہوا ہے مگر اب تک بعض دانشمند اس کالج کے طرفدار چلے جاتے ہین اور چاہتے ہین کہ ایک پھر ویسا کالج مقرر ہو جائے جس مین انگریز اور ہندوستانی دونو ملکر تعلیم پاسکین اور قومی افتراق جیسے ملکی معاملات مین خلل پیدا ہوتا ہے کم ہو جائے۔ سوشیل اتحاد پولی ٹکل معاملات مین برا اثر رکہتا ہے جب تک یہہ کالج قائم رہا اس مین عالی خاندان نوجوان جو ایک ہی تہیلی کے چٹے بٹے تہے ایک ہی چشمہ تعلیم سے فیض یاب ہوتے تہے۔ ایک ہی کارخانہ کے گڑھے ہوئے اوزار ہوتے تہے وہ ایک ہی جگہہ سے یہان روانہ ہوتے تہے۔ سب ہم خیال۔ ہم حال اس غیر ملک مین آتے تھے اور آپس مین آشنا و دوست ہوتے تہے۔ اسلئے اون مین آپس کا اعتبار او حسن ظن باہم بہت ہوتا تہا جو کام ایک ان مین سے کرتا تہا دوسرا اس کو اپنا کام سمجہتا تہا۔ غرض ان کا ہم لیاقت۔ ہم حالت اور متحد ہونا اس ملک کے حق مین زیادہ نافع تہا۔ جب سے مقابلہ کا امتحان شروع ہوا ہے ایسے حاکم یہان آتے ہین جو جزائر برطانیہ اعظم کے مختلف مقامات کے رہنے والے ہوتے ہین۔ آپس مین کوئی اتحاد نہین ہوتا۔ ایک دوسرے سے ناآشنا ہوتے ہین۔ ان کی عادات اور خصایل مختلف ہوتی ہین۔ غرض اس ملک کو وہ فائدے نہین حاصل ہوتے جو ہیلیبری کی تعلیم یافتہ سول افسرون سے حاصل ہوتے تھے۔

مقابلہ کے امتحان پر بعض بڑے بڑے عالم جو یونی ورسیٹون کے
پروفیسر ہین معترض ہین کہ اسکے سبب سے یونی ورسیٹی کے تعلیم
مین خلل پڑگیا ہے تعلیم کو تشبیہ غذا سے دی جاتی ہے - ایسی غذا سے
فائدہ ہوتا ہے جو ہضم ہو جس سے وہ بدل ما یتحلل کا بنے - یون کوئی غذا
ٹھوسی جاے اور وہ ہضم نہ ہو تو اسسے کچھ فائدہ نہین - یہی تعلیم کا
حال ہے کہ جو غذا مرغوب کی طرح ہضم نہ ہو اور اسکی جگالی کرنی کی نہلت
نہ ملے اور اوپر تلی جو ملے ٹھوسی جاے تو وہ کچھ اثر اپنا دل و دماغ
پر نہین کریگی - سول سروس کے امتحان پاس کرنے کے شوق مین
بے سمجھے علمون کو ذہن مین بہرتے چلے جاتے ہین اور ایسے امتحان
پاس کر لیتے ہین کچھ اس پر خیال نہین ہوتا کہ یہہ علم ہم کو ہضم ہی ہونگے
اور علم سے جو اصلاح فہم ہوتی ہے وہ ہوگی یا نہین - مگر ان معقولون
کی داد فریاد کو کون سنتا ہے انگلستان کی پبلک اپینین (عام راے)
یہہ ہے کہ مقابلہ کا امتحان ہو - وہان اس پبلک اپینین (عام راے)
کا کوئی مقابلہ نہین کر سکتا -
اسلئے کہدیا کہ اگر تمہاری یونی ورسیٹون کی تعلیم بگڑتی ہے تو تم اسکی
خود اصلاح کرو ہم اپنا قاعدہ نہین توڑینگے - یہی ایک طریقہ ہے کہ جسسے
کوئی نالایق افسر بہرتی نہین ہونے پاتا -
غرض سیکڑون نقائص ابتداء سلطنت انگریزی سے اس سول سروس کے

تعلیم و تربیت - انتخاب و تقرر کے باب مین چلے آتے ہین - اسوقت بہی سول سروس کمیشن کی ایک بہاری رپورٹ وزراء انگلستان کے روبرو پیش ہے - دیکہئے وہ کیا فیصلہ کرتے ہین -

سنہ ۱۸۵۲ء تک تو سول سروس مین تقریباً کل انگریز ہی تہے - صرف اس سن مین یہہ تجویز ہوئی تہی کہ آیندہ اگر پانچ چہہ حصے انگریزون اور ایک چہٹا حصہ ہندوستانی - لارڈ لٹن کے عہد مین قانون سول اسٹیٹیوٹ ہند جاری ہوا جس کے موافق یہہ امر قرار پایا کہ ہمین ہندوستان کے عالی خاندان نوجوان اس خدمت پر مقرر ہون - مگر اب بہت سے آدمی یہہ کہتے ہین کہ یہان کے عالی خاندان آدمیون کی تربیت و تعلیم ایسی نہین ہوتی کہ وہ اس خدمت کے فرائض کو کماحقہ ادا کر سکین اسلئے قانون تبدیل ہونے کے قابل ہے - غرض یہہ مباحث ایسے طول طویل ہین کہ ان کی گنجایش ہمارے اس مختصر کتاب مین نہین ہر اس سول سروس مین سے ایک افسر اعلیٰ ضلع کا حاکم ہوتا ہے جس کا دو ہرا لقب کالکٹر اور مجسٹریٹ ہوتا ہے - اگر اسکی تمام منصبی کامون کے مجموعہ کو بالتفصیل دیکہے تو اس دوہرے لقب سے بہی وہ سمجہہ مین نہین آتے - کئی نام رکہے جائین تو شاید سمجہہ مین آئین ضلع کا رقبہ تین ہزار میل سے لیکر گیارہ ہزار میل تک ہوتا ہے - جسکی آبادی پانچ لاکہہ آدمیون سے لیکر بیس لاکہہ آدمیون تک ہوتی ہے - اب

یہ ایک افسر ہوتا ہے جسکو اس قدر رقبے اور اتنی رعایا کی رکھوالی اور ہر قسم کا بندوبست کرنا پڑتا ہے ایک افسر انگریزی جو ہندوستانیون پر سلطنت کرتا ہے نہ اتنے گدھون پر کمہار اور نہ بھیڑ بکریون پر گڈریہ حکومت کرسکتا ہے اتنا بڑا کام اوسی ایک افسر سے سرانجام ہوسکتا ہے کہ جسکی جسمانی اور روحانی قوا نہایت قوی ہون - اس حیثیت سے وہ ضلع کا کلکٹر ہوتا ہے - کہ زمین کی سرکاری جمع تحصیل کرتا ہے اور تمام خراج اور ٹیکس خواہ کسی قسم کی ہون ان کو وصول کرتا ہے - زمین کا بندوبست اسکے ذمے ہوتا ہے - آبپاشی خواہ نہرون سے ہو یا ندی نالون سے اسکا انتظام اسکو کرنا پڑتا ہے اور پبلک ورکس تمام اسکے ماتحت ہوتے ہین - تمدن و تہذیب رعایا کی ذمہ داری اسکے ذمہ ہوتی ہے میونسپل کے کام - لوکل بورڈ کا انتظام - زراعت خبرداری تجارت کی نگہبانی - اس حیثیت سے کہ وہ مجسٹریٹ ہوتا ہے اوسکو سارے ضلع کے رعایا کی جان و مال کی حفاظت کرنی پڑتی ہے - چورون - ڈاکوؤن - رہزنون - بدمعاشون کی گرفتاری اور تمام اقسام جرائم کی تحقیقات پولس کا انتظام اوسکی امداد کے واسطے اسسٹنٹ کلکٹر و مجسٹریٹ اور ڈپٹی کلکٹر و سب ڈپٹی کلکٹر تحصیلدار پیشکار اور آنریری مجسٹریٹ ہوتے ہین اور عملہ مین اہلکار بہت سے ہوتے ہین اور ایک سول انجنیئر مع عملہ کے ماتحت ہوتا ہے - جو سڑکون اور تمام اضلاع کی عمارات تعمیر و مرمت کرتا ہے - مگر ان سب ماتحت افسرون کے کامون کی جوابدہی اور ذمہ داری اسکے ذمہ ہوتی ہے - ان کلکٹرون ہی کا کام ہے کہ وہ ملک کی

نصف آمدنی وصول کرتے ہین اور سارے ملک مین امن و امان قائم رکھتے ہین رعایا کی تہذیب اور راور اصلاح تمدن اور تعلیم کرتے ہین۔

حکام ضلع اکثر ایک ضلع سے دوسرے ضلع کو تبدیل ہوتے رہتے ہین۔ کیونکہ ان کی ملازمت کی صورت ایسی ہی ہے۔ ترقی کا ہونا۔ قدیمی ملازمون کا ملازمت سے کنارہ کش ہونا۔ رخصت بوجہہ بیماری۔ فرلو۔ وغیرہ ایسی ان کی ساتھہ لگی ہوی ہین کہ انکی تبدیلی ایک ضلع سے دوسرے ضلع مین لازمی ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک افسر کو ابہی ایک ضلع کا تجربہ حاصل نہین ہونے پاتا۔ اپنے ماتحت افسرون کی عادات اور طبایع کا علم نہین ہونے پاتا۔ عملون کی کارروائیون سے واقف نہین ہوتا کہ وہ دوسرے ضلع بدل جاتا ہے۔ جہان اوس ضلع سے بہی زیادہ اجنبی ہوتا ہی۔ ایک ضلع مین بعض نہایت نازک معاملات پیچ در پیچ اسکے سامنے پیش تھے کہ ابہی انکا فیصلہ کرنے نہ پایا تھا کہ دوسرا کام اجنبی کے لیے آموجود ہوا۔ وہ سارے معاملات ناتمام رہے۔ برسون۔ وہ جھمیلے مین پڑے رہے۔ بعض عاقل و دوراندیش یہہ راے رکھتے ہین کہ جب ہندوستان کی حالت ترقی و تہذیب سے بدلیگی تو سول سروس کے واسطے انگلستان کی بار مین جو بڑے کارگذار ہونگے وہ منتخب ہوکر یہان آیا کرینگے۔ اور ہوم گورنمنٹ انکو مقرر کیا کریگی۔ سول کے حاکمون کی مقرر کرنے کا جو طریقہ بالفعل ہی اسکے اچھے نے مین شبہ ہے۔ اب اسکا آخری فیصلہ ہونیوالا ہے۔

اب ضلع کے یہہ حاکم استعداد اپنی طبیعت کے موافق کسی صیغہ مال یا دیوانی فوجداری کو پسند کرتے ہین - اُسی صیغہ مین ان کی ترقی ہو جاتی ہے - وہ سول سیشن جج مقرر ہو جاتے ہین یا کمشنر مال - اور سول جج سے ہائی کورٹ کے جج اور کمشنر سے بورڈ اوف ریوینیو پر ترقی کرتے ہین - سول جج دیوانی کے مقدمات کے اپیل سنتا ہے جو اسکی ماتحت عدالتون سب جج اور منصفون کی عدالت مین فیصل ہوتے ہین - اور بعض ابتدائی مقدمات بہی دیوانی کے فیصل کرتا ہے - اپیل فوجداری ضلع کے مجسٹریٹون کے فیصلون کی سنتا ہے اور جو بہارے مجرم ضلع کے حاکم دورہ سپرد کرتے ہین ان کا فیصلہ کرتا ہے - کمشنر کلکٹر کے کامون کی نگرانی کرتا ہے اور ان کے فیصلون کی اپیل سنتا ہے - جج کے فیصلون کے اپیل ہائی کورٹ یا چیف کورٹ مین ہوتا ہے - یہی عدالت ہائی کورٹ سب سے بڑی عدالت ہے - گورنمنٹ کے دار الحکومت مین ایک ہائی کورٹ یا چیف کورٹ ہوتا ہے کلکتہ مدراس - بمبئی - الہ آباد مین ہائی کورٹ اور لاہور مین چیف کورٹ ہے - یہہ اختیار اسی عدالت کو ہے کہ وہ برٹش رعایا یعنے وہ رعایا جو جزائر برطانیہ مین پیدا ہوے ان کو فوجداری کے مقدمات کی تحقیقات کرے اور فیصلہ کرے - جتنے اضلاع اسکے ماتحت ہین ان کے عدالتون مین جو مقدمات فیصل ہون ان کا اپیل سنے - وہ قانونون کی اصلاح اور اجرا مین بہی گورنمنٹ کی مددگار ہوتی ہے - ڈسٹرکٹ مین جو سویلین ہوتے ہین وہ اپنے ساتہہ ولایت سے کوئی تجربہ و علم ہندوستان مین نہین لاتے ہین بلکہ وہ یہین اپنی ملازمت کے عرصہ مین حاصل کرتے ہین - وہ انگلستان کے

بارین یا ان کورٹ مین یہان آنے سے پہلے کچھ کام نہین کرتے - باوجود اس بات کے ان کے سامنے یہان جو مقدمات پیش ہوتے ہین وہ بڑے پیچ دار ہوتے ہین ہندؤن کے دہرم شاستر اور مسلمانون کے شرع کے دقیق مسائل ان مین ایسے شامل ہوتے ہین کہ ان کا فیصلہ کرنا نہایت دشوار ہوتا ہے اسلئے یہہ راے قرار پاگئی ہے کہ ہندوستانی دیوانی مقدمات کو بہ نسبت سویلین کے زیادہ عمدہ طرح سے فیصل کرتے ہین - زیادہ تر اختیار دیوانی مقدمات مین ہندوستانیون ہی کے اختیار مین ہے -

ہای کورت کی تفصیل یہہ ہے کہ

بنگال

ایک چیف جسٹس	تنخواہ چھہ ہزار روپیہ ماہوار
چودہ جج "	تنخواہ ۳۷۵۰ روپیہ ماہوار

مدراس

چیف جسٹس	تنخواہ پانچ ہزار روپیہ ماہوار
چار جج	تنخواہ ۳۷۵۰ ماہوار

بمبئی

چیف جسٹس	تنخواہ پانچ ہزار روپیہ ماہوار
سات جج	تنخواہ ۳۷۵۰ روپیہ ماہوار

ممالک مغربی و شمالی

چیف جسٹس	تنخواہ پانچ ہزار روپیہ ماہوار

چار جج تنخواہ تین ہزار سات سو پچاس پچ ایک جج کی رسائی ہمیشہ خالی رہتی ہی

پنجاب

ایک چیف جسٹس تنخواہ چار ہزار روپیہ ماہوار

تین جج تنخواہ تین ہزار روپیہ ماہوار

ممالک متوسط اور دو مین سے ہر یک مین

ایک جوڈیشل کمشنر

برٹش برہما مین

ایک ریکورڈر اور ایک جوڈیشل کمشنر

ہای کورٹ مین چیف جسٹس اکثر انگلستان کے بارسے بیرسٹر مقرر ہوتے ہین اور تمام ہای کورٹ کے ججون کا تقرر پادشاہ کی طرف سے ہوتا ہے۔

حکام متعہد کا تقرر اور خاص محکمون و سررشتون کیلئے یونہی ہوتا ہے۔ جیسے سمندر کا کلکٹر۔ پریس یا کسٹم کا کمشنر۔ پوسٹ ماسٹر جنرل۔ نمک کا کمشنر۔ افیون کا کمشنر۔ اکونٹنٹ جنرل۔ آب کاری کا کمشنر۔ جنگلات کا دائرکٹر۔ اور متفرق صیغے ہین جن مین حکام متعہد کو لوکل گورنمنٹ افسر بنا دیتی ہے جیسے کہ دائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن۔ محکمہ زراعت کا دائرکٹر۔ سمال کاز کورٹ۔ یعنے محکمہ خفیفہ کے بہی حاکم سو یلین مقرر ہوتے ہین۔

ہم نے ابتک ان اہل قلم کا ذکر کیا جو کو ی نینڈ سروس یعنے حکام متعہد سی متعلق تھے ان کی تعداد فہرست مین کچھ اوپر نو سو ہے جن مین دسوین حصہ کے قریب ہائیلیری

کالج کے تعلیم یافتہ ہین گران کی تعداد ہر سال کم ہوتی جاتی ہر اور چند سال مین اسکی نوبت صفر پر پہونچ جائیگی - باقی سب مقابلہ کے امتحان مین پاس ہوکر مقرر ہوے ہین - ان نو (۹) سو مین سے چند سو کے قریب بنگال و ممالک مغربی شمالی و اودہ و پنجاب و ممالک متوسط مین ہین اور مدراس مین ۱۵۵۰ - اور بمبئی مین ۱۴۰۰ ہر سول کا حاکم دولاکھ آدمیون پر فرمان روائی کرتا ہے - ان حکام کی تنخواہ کا خرچ اس ملک کے ہر باشندہ پر دو پائی پڑتا ہے - جو لوگ یہہ راے رکھتے ہین کہ سویلین کی تنخواہ کم کردی جاسے وہ بڑی غلطی پر ہین - اگر یہان انگریزون کی ضرورت ان عہدون کی واسطے ہے تو ضرور ہی کہ وہ اپنے کامون کے لائق سب طرح سے ہون - ان کی جسمانی قوا نہایت قوی ہون دیانت دار ہون - راست گفتار - راست کردار ہون - ان مین کم از کم متوسط درجہ کی لیاقت ہو - یہہ لیاقتین مفت اور سستی تو ہاتھ نہین لگ سکتین - ارزان بعلت گران بحکمت - گورنمنٹ جب زیادہ تنخواہ نہ دے تو کون یہان ہندوستان مین آنا قبول کرے - یہان کام کرنا ایسا مشکل ہر کہ انگلستان کے تمام کالجون اور اسکولون کے وہ طالب علم اچھی طرح چلا سکتی ہین جو کہ ان مین لب لباب اور انتخاب ہون -

گورنمنٹ ہند تمام ملکی خدمات کے لیئے ان کو لایق سمجھتی ہر - بعض دفعہ وہ ان کو ایسے کام سپرد کردیتی ہر جن کو وہ بالکل نہین جانتے - اور ایسے افسرون کے سر پر بٹھا دیتی ہر کہ جنکی ساری عمر اس کام مین بسر ہوتی ہر - اور اُن کی حسن خدمات سے ایسے جگہہ بہی وہ اچھی نتیجے پیدا کرلیتی ہر - بس ملازمون کی تنخواہ کی کمی کی صلاح

یعنی اس ملک کے ساتھ دشمنی کرنی ہے۔

سویلین آغاز جوانی میں بڑے جوابدہی کے مناصب پر ہندوستان میں مقرر ہو کر آتے ہیں
وہ خوشی خوشی تن دہی کے ساتھ سخت قواعد کی پابندی کرتے ہیں اور بذات خاص
انتظام سلطنت کے بڑے بڑے بھاری کام ایسے لوگوں میں بجا لاتے ہیں کہ جن کی زبان
مذہب۔ دستور بالکل ان کی ملت۔ رسم و رواج مختلف ہوتا ہے۔ جتنا کوئی مشکل کام ان کے
روبرو آتا ہے اسکے سرانجام دینے میں وہ ہی استقلال اور زرخی کو کام میں لاتے ہیں۔
اپنے حسن انتظام کے بیبہا فائدوں سے یہاں کی رعایا کو مستفید کرتے ہیں وہ اپنی
قوم کی نیکنامی کرتے ہیں۔ جو سوا اس اوار فرایض منصبی کے اس ملک کے علم بڑھانے
میں پر جاتے ہیں۔ مثلاً کسی کو یہاں کی زبانوں کی تحقیقات کا شوق ہو گیا۔ کوئی علوم
نادیہ میں بال کی کھال نکالنے لگا۔ کوئی عمارات کہنہ و آثار قدیم کے تفتیش کے درپے ہو گیا
کسی کو علم جغرافیہ میں تفحص کی سوجھی۔ کوئی شکار گاہوں کا تجسس کرنے لگا۔ کوئی حیوانات
نباتات معدنیات کی تلاش میں رات دن ادھیڑبن کرنے لگا۔ تو اسکی زندگی یہاں ایسی
لطف اور مزے سے گذرنی لگتی ہے کہ وہ انگلستان کو بھول جاتا ہے۔ ہندوستان اس کو زیادہ دل
کش اور دلچسپ معلوم ہوتا ہے۔ اس کا چھوڑنا سخت ناگوار ہوتا ہے۔ بعض سویلین ان علموں میں
ایسے نامور گذرے ہیں کہ ان کا نام قیامت تک قایم رہیگا۔ مگر جو سویلین ان اوپر کی باتوں سے
خالی رہتے ہیں۔ ان کی ہندوستان کی ملازمت ایک بے لطف جلا وطنی ہے۔ مدت ملازمت
ایک قید گران حالت ہے ان کی دل لگی سوا انکے یہاں نہیں ہے کہ وقت فرصت میں مسی نابسے
نکما کام ہو یا بعد خالی بیٹھے ہوے وقت کاٹا کریں۔

اب یہہ تو ان اہل قلم کا بیان ہوا جو کوئی نینٹڈ سویلین یعنی حکام متعہد کہلاتی ہین۔ اب ہم تمکو غیر متعہد اہل قلم کا ذکر سناتی ہین کہ یہاں اہل قلم پہلے ہندوستانی اور یوریشین یا ایسٹ انڈین یعنی وہ دوغلی اولاد جو سابق کے اہل یورپ کی ہندوستانی عورتوان سی پیدا ہوی ہے اکثر ان میں سے سرکاری دفتروں مین کلرک یا ماتحت افسر اضلاع مین ہوتے تھے۔ لیکن اب پچھلے زمانہ مین جب سلطنت انگریزی اپنی معراج پر پہونچی۔ اور ملک کی ترقی اور اسکے خزانون کی انکشاف کی ضرورت پڑی تو یورپ سے غیر متعہد اہل قلم بلائی گئی۔ اور بڑے بڑے عہدون پر مقرر کئی گئی۔ گورنمنٹ کے سکرٹریٹ دفترون مین وہ مقرر ہوے۔ ایجوکیشنل ڈپارٹمنٹ یعنی سررشتہ تعلیم مین مقرر ہوئی۔ ٹیلیگرافت (تار) فورسٹ (صیغہ جنگلات)۔ آبپاشی۔ نہر۔ اسٹیٹ ریلوی۔ اور بہت سی سرکاری سررشتون مین وہ ملازم ہوی۔ بعض انمین سی ایسے منا لیاقت ہوتی ہین کہ وہ اپنی متعہد سویلین سے کسیطرح کم نہین ہوتے۔ وہ اپنے کام سے خوب آگاہ ہوتے ہین ان کی تعلیم بہی کچہہ اپنی متعہد بہائی بندون سے کم نہین ہوستے۔

نمک۔ افیون۔ آبکاری۔ اسٹامپ۔ جنگلات۔ آبپاشی۔ پبلک ورکس (تعمیر عمارات) تعلیم ریلوے ٹلیگراف صیغونمین عہدی پاتے ہین اور ان مین متعہد سول افسر اعلی مقرر ہوتے ہین۔ ان سب کے واسطے ہندوستانی دعوی کرتے ہین کہ ہم کو ملا کرین۔ ان سے زیادہ ہم ان کامون کو لیاقت سے سرانجام دے سکتے ہین فقط

محمد ذکاء اللہ

مین کیون مسلمان ہون

اپریل سال گذشتہ مین ایک پر جوش و آزاد رسالے حامی مذہب کی طرف
سے ناظرین "نارتھ امیریکن ریویو" کو اس خیال سے کہ بے بنیاد ہونیکا یقین دلایا
گیا تہا کہ "قرآن کا قانون مردے کے ہاتہ کی طرح سر دار اکڑا ہوا ہے ۔
اوسمین طاقت اوسی وقت پیدا ہو سکتی ہے کہ وہ ہاتہ کاٹ ڈالا جاوے
اور مسلمانون کے خیالات کا پہلا قاعدہ یہہ ہے کہ تبدیلی کی گنجایش نہین" *
اردو مین ان خیالات کے پیش کرنیوالے کو بڑا افسوس ہو کہ تربیت یافتہ راقم کے
حالات مکان و زندگی کی اطلاع نہ ملسکی - پہر بہی ناظرین "حسن" کا شوق تلاش
مین تمام تر مایوس ہو جانا اچہی بات نہین - اسلیے ہم اونکو تمام و کمال تحریر پڑہنے
کی ہدایت کرتے ہین ۔

مین کیون مسلمان ہون

ایماندارون کی حفاظت اور اونپر مہربانی کرنیوالے خدا کے بے انتہا رحمت
تھی کہ مین ایشیائی اور مغربی علوم و ادب سے سرفراز ہو کر تلاش روشنضمیری
و صداقت مین دنیا کے ارد گرد پہرا ۔
اطلاع و معلومات کی نہرین جو بڑے سرچشمۂ صداقت سے اس وسیع عالم (یعنے
دنیائے ظاہری) تک جاری ہین میری تازگی و شادابی روح کا باعث ہوین تب

* "فیوچر آف اسلام" (مصنفہ مسٹر ولفرڈ بلنٹ) مین باب "اسلام مین اصلاح"
کا ابتدائی حصہ ملاحظہ ہو - محمد مظفر حسین

مین مندرجۂ بالا کے جواب پر مستعد ہوا۔

جو سوال کہ اب سے ۳۰ برس قبل ایک نیم التعلیم یافتہ عیسائی نے آگرے کی ایک بازار مین وعظ کرتے وقت کیا تہا۔ جسکو انگریزی انجیل پڑہنے کی حالت مین اکثر مین اپنے دل سے بہی کیا کرتا تہا۔ اور جو مین نے دوران سفر یورپ و امریکا مین بعض پڑہے لکہے اور دانشمند لوگونکی زبان پر تہا۔ وہ اہم سوال یہی ہے۔ جو بیقراری اور بیتابی اس سوال نے مجہپر طاری کی خداہی کو اوسکا علم ہے۔

اپنے رسول کے اسم پاک کو لایعقل لوگون سے بزبان بے ادبی سنکر یا عیسائی مصنفین کی وہ عجیب وغریب غلط بیانیان پڑھکر جو اونکی مباحثہ انگیز تصانیف نے پیش کین فرط حمیت اسلامی سے بیچین ہوگیا ہون۔

افسوس! کہ مقدس جہاد کرنیوالونمین قدیم تعصب دور نہین ہوا۔ اور ابہی تک (باایہمہ بیکسی) ایک صبر آمیز اطاعت کے ساتہہ اسلام کو فرمانروا عیسائیت کی اون باتونکا جواب دینا ہے جو اوسکی (اسلام کی) نسبت کی یا کہی جاوین۔

تقریباً ہر ایک مخالف اسلام تصنیف ایک تحقیقات طلب دلکو خشک دریا سے لامذہبی پر کہینچ لاتی ہے۔ اسلئے کہ انکے مصنف کتب الہامی پر بنائے مذہب و ایمان کو پیر کے نیچے روندتے ہین اور شکوک و گمراہی پر اونکا اختتام ہوتا ہے۔

آنریبل سر سید احمد خان باشندہ علیگڈہ (شمالی ہند) کی آزادانہ تعلیم کا یہہ نتیجہ نہ تہا کہ مین مدت تک دہریانہ خیالات مین مبتلا رہا۔ بلکہ لندن یونیورسٹی سے متعلق اسکولونکی تعلیم۔ اور خود لندن سوسائٹی کی اخلاقی حالت کسی شخص کا

عقیدہ کراماتی یا الہامی مذہب پر قایم نہین رکھہ سکتی۔

یہ وہی دانا اور میرا ہمقوم معلم (انریبل سر سید احمد) تہا جسنے کئی سال گذرے انجیل مقدس اوٹہاکر حضرت عیسیٰ کے یہہ الفاظ پڑہے تہے کہ "خداے تعالیٰ تمام انسانون کی عزت نہین کرتا۔ بلکہ ہر ایک قوم مین وہ شخص اوسکا مقبول نظر ہے جسنے ترس اور سچائی سے کام کیے ہین"

مینے مدتون مطالعہ انجیل کیا لیکن کسی ایک ہی عیسائی معلم کی طرف سے اوس الہامی صداقت کا نشان نہین دیا گیا ہے جو بلاشبہ عجیب ہے۔ یہہ ایک مسلمان ہی تہا جسنے مجہے عیسائیت کی وسعت مجموعی سمجہائی۔ اور آنحضرت کے مستثنیٰ اوصاف اور اعلیٰ اصول ذہن نشین کرائے جس سے بانی اسلام کے منشا و مقاصد بہ نسبت عیسائیت کے اصلاح شدہ معلوم ہوتے۔ اور محبت کیے جا سکتے ہین۔

"اوساکا" واقع جاپان مین مذہب بودہ کا تعجب انگیز طرز پرستش — "قاہرہ" مین درویشی رقص کی خوفناک گردش۔ ویٹکن(۱) مین تزک و احتشام کے مذہبی جلوس۔ لنڈن پروٹسٹنٹ گرجاؤنکی پرشور آوازین ایسی ہی تہین کہ مین کعبہ کے طرز خدا پرستی پر ترجیح دیجاتا۔ یا پرخطر موج انکار مذہب کے تہپیڑے مین آجاتا۔ لیکن انریبل سر سید احمد خان نے میرے ہاتہ مین ایک کنجی دیدی

(۱) رومہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے جو دریاے ٹیبر کے مغربی ساحل پر واقع ہے۔ یہان پوپ کا مکان۔ لائبریری میوزیم۔ عبادتخانہ۔ اور اکثر عمدہ عمارتین ہین۔ مترجم۔

کہ نور صداقت باری تعالی سے اختلاف مذاہب کے بند و تاریک کمرے وا اور روشن ہوسکتے ہین اور انسانی غلطیونکو دور کرنیکے بعد صراط مستقیم بخوبی دیکھی جاسکتی ہے۔ بانیان اسلام و عیسائیت دونو اصلاح و انتخاب کرنیوالے تہے لیکن آخر کار دریافت ہوگیا تہا کہ نجات اور دلی آرام کا وسیلہ صرف خدائے پاک کی مرضی ہے[1]

ہولی وار (یورپ کی مشہور مذہبی جنگ) کے بعد سے مذہبی تعصب اور قضیونکا تاریک ابر ہے جو مسلمانون اور عیسائیونکے مابین حایل ہے۔ اور یہی ایک چیز ہے جو روشنی کو دہندلا کردیتی ہے۔ میرے ایک معزز انگریز دوست نے (جو مختلف مذاہب ایشیا کی بابت مشہور محقق شمار کئے جاتے ہین) مجھ سے کہا کہ "ایک تعلیم یافتہ شخص کی اسلامی حمایت امریکا اور انگلستان کے عیسائیون کو نہایت متعجب کریگی۔ جبکہ مذہب ہنود باایںہمہ بت پرستی اور تدبرانہ اجزا کے انگریزی بولنے والی اقوام مین اثر رکھتا ہے تو مذہب اسلام اپنے اعلی درجہ کے الہیات اور موحدانہ اصول کی وجہ سے ایک بڑی معقول حجت ہوگا کہ لوگ اوسکے ڈیفنس اور اوسکی حمایت کو قبول کرین"

مجھکو ان الفاظ پر یقین کامل ہے کیونکہ اون جاہلانہ اور متعصبانہ حملونکو مجھ سے زائد کسی نے نہین پڑھا ہے جنکی اشاعت ہندوستان مین اور متعدد مخالف اسلام تصانیف کے ذریعہ سے ہوی ہے جو برٹش میوزیم واقع لنڈن مین

---

(۱) یعنی اسلام اصول فطرت پر مبنی ہے۔ مترجم

تبرکاً رکھی ہوی ہین - اور جنکی نسبت یہہ خیال نہین کیاگیا ہے کہ کسیوقت مین (جو بہت قریب ہے) نفرت سکیے گئے مسلمان بے طرفدارانہ سماعت پر متوجہ ہون گے اور انکو دیکھینگے - تاہم ابی سینا - ابوالولید - ابوباقر - د غزالی کے دلون مین معرفت حق کو اعلی درجہ کی تحقیقات فلسفہ کے بعد بہی قایم رکھا -

عیسائیت کے چہرے کو مجلا کرنیوالا - رفتار علوم و ادب مین اقوام مختلفہ کی سرگروہی کرنیوالا اسلام ہی تہا اور اسی نے دہریانہ مذہب بودہ سے ہندوستان اور وسط ایشیا کو پاک کیا - وحشی و ناشایستہ فرقون کو سچے خداے پاک کی پرستش سکہلائی اور اتبک مالدار مشنریونکی کوششون کو (جو بجاے سچائی کی اشاعت کے زبردست فریقی فوائد پر مبنی ہین) ناکام رکھا - اور دعوے کرسکتا ہے کہ وہ ایک سو اسّی ملین بنی نوع کا عقیدہ ہے -

ہر جمعہ کا دن ہزارون منکرین خدا کو اسلام مین لاتا ہی اور یہانتک کہ خود مشنری بہی اسکے قایل ہین - سفید پوش عیسائیت قاتحانہ اخلاق و برتاو کے ساتہہ نہ تو مشرق مین اپنے وجود کو قایم کرسکتی ہے اور نہ اپنے روحانی دعوون کے ساتہہ ایشیائی "وحشیانہ صفت" اقوام کے موافق مزاج و حاجات ہے -

مذہب اسلام کی تحقیقات جسقدر زاید کی جاویگی اوتنی ہی اون لوگون کی فریفتگی اور قبولیت کو ترقی ہوگی جنہون نے اوسکی تعلیم اور اصول کی جانچ کی ہی -

"جان لوئیس برک ہارٹ" جو سوئٹزرلینڈ کا پروٹسٹنٹ عیسائی - یورپ مین پہلا حاجی ہوا - مدتہاے دراز کی تحقیق سے مسلمان ہوکر رحلت کرگیا [1]

---

(۱) ہمکو امید ہے کہ ایک [illegible] یورپین حاجی مسٹر الف ایچ برٹن کی کیفیت اور اونکا [illegible] [illegible] اسلام کی [illegible] نے [illegible] زمانہ ہوا کلکتہ [illegible] مین [illegible] کیا تہا ناظرین رسالہ [illegible] نذر

اور قاہرہ مین فن ہوا "پال گریو" نے اپنے سفرنامہ عرب مین بے انتہا تعصب صرف کیا تھا لیکن جو مضامین اوسنے معاملات مشرق پر لکھے ہین اونمین اوسکی راے بہت کچھ تبدیل شدہ معلوم ہوتی ہے۔

"مسٹر باسورتھ اسمتھ" جو ایک بڑے عیسائی فرقہ کے عالم تھے اور جنھون نے بلحاظ ایک تعلیم یافتہ شخص کے مذہب اسلام کی تحقیقات کی تھی آخرکار مجبور ہوے کہ سرور کائنات کو "پیغمبر صادق" یقین کرین۔

تمام روے زمین پر دو سو مسلمان بھی نہین ہین جو عیسائیت مین دراۓ ہون۔ اور (انشی) مسلمانون مین جو عیسائی ہوسے ہونگے ایک بھی اپنے جدید مذہب پر قایم نرہا ہوگا۔

کہا جاتا ہے کہ اسلام تکلیف دیتا اور عذاب کرتا ہے۔ مگر بھائی صاحب ذرا ٹھیرئیے! گھبرائیے نہین!!

مین "اسمتھ فیلڈ" گیا ہون جہانکہ عیسائی اپنے ہی برادران مذہب کے ہاتھون جلاے گئے تھے۔ مین "بوسٹن کامن" مین بھی رہا ہون جہان کویکر[1] عیسائی پیورٹن[2] عیسائیون کے دست مبارک سے سولی پر لٹکاے گئے تھے۔

---

(۱) یہ لوگ ایک دوسرے کو آپس مین فرینڈ سے مخاطب کرتے ہین — مترجم

(۲) یہ وہ فرقہ ہے جسنے ملکہ الزبتھ کے عہد سلطنت انگلستان مین پرانی روایات وغیرہ سے الگ کر کر اصل عقاید عیسائیت کو برقرار رکھا تھا۔ اور لوگون نے نفرت سے اس فریق کا نام پیورٹن رکھا ہے۔ منہ

جلوے میری نگاہ میں کون و مکان کے ہیں + مجھ سے کہاں چھپینگے وہ ایسے کہاں کے ہیں

اور امریکا میں بھی غور کرتا ہوں تو مورمنوں[1] کو مذہبی آزادی نہیں حاصل ہے۔

لیکن اسلام نے مذہبی آزادی کو نہیں روکا ہے اور اس بات کے تو ہمارے عیسائی برادر بھی قائل ہیں کہ جب مشرقی عرب کے باشندوں نے جو اولوالعزم اور دلیر تھے بیت المقدس اور دمشق کو فتح کیا تھا۔ اور شام و فارس اون کے تحت حکومت میں آگئے تھے۔ تو عیسائیوں کے ساتھ اونکا برتاؤ دوستانہ تھا اور قلیل شرائط سے اونکو زمین دیگئی تھی۔ اونکی حفاظت کے لیے ہلکا ٹیکس باندھا گیا تھا اور ہمیشہ سر انجام رسوم مذہبی میں وہ آزاد رکھے گئے تھے۔

جب اسلامی فاتح خالد بن ولید نے دمشق کو عیسائیوں سے لے لیا تب بھی اونسنے عیسائیوں اور مسلمانونکو ایک ہی مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت دی تھی۔

مذہب اسلام نیز اور تلوار کا مذہب بھی کہا جاتا ہے لیکن روے زمین پر کون مذہب ایسا ہے جسکی اشاعت فتوحات اور جسکا قیام سختی اور تعصب سے نہ ہوا ہو وسط ایشیا کے ترکمان جسوقت مشرف بہ اسلام ہوے تھے تو عیسائی ممالک کے رہنے والوں نے بہت زمانہ قبل اونہوں نے باشندگان شام ہی کو دق کیا تھا۔

کامل مذہبی آزادی زمانہ حال کی ایجاد ہے۔ دنیا سابق پورے طور پر اس لفظ سے آشنا نہ تھی اور اب بھی اس بات میں ذرا تامل ہے کہ آیا ایک سول سمجھ بیٹھے

---

[1] یونائٹڈ اسٹیٹس میں ایک شخص جوزف اسمتھ ذاتی میں اکثر رامتوں کا دعوی کیا تھا۔ اس دعوی کو تسلیم کرنیوالے "مورمن" کہلاتے ہیں۔ مترجم

بوسٹن کے ایک عیسائی باشندے کے اسلام قبول کرنے پر بے طرفدارانہ رائے دیکھا یا نہین؟

اکثر فرط عنایت سے یہہ بھی ارشاد ہوتا ہے کہ "اسلام مجموعہ بد اخلاقی ہے"
یعنی مصر کا رواج غلامی خلاف اخلاق ہے لیکن "ورجینیا" کی غلامی ایسی نہین ہے
"بغداد" کی طلاق بڑی مخالف تہذیب ہے لیکن "ڈکوٹا" (واقع یونائٹڈ اسٹیٹس)
کی طلاق امر مستحسن ہے - بخارا کی تعداد ازدواج اعلی درجہ کی بد اعمالی و وحشت ہے
مگر لندن کی بیوہ پرستیان او طبیعت داریان ایسی نہین ہین - اگرچہ یہہ امور اپنی
جگہہ پر تسلیم کر لیے گئے ہون کہ قسطنطنیہ کے مسلمان بلگیریا کے عیسائیون سے بہت
اچھے ہین اور سلطان کے فوجی سپاہی (گو ایک سے زیادہ نکاح کرتے ہین) اپنی
پرہیزگاری اور غیر شراب خواری کی وجہہ سے عیاش برٹش رجمنٹ ہندوستان
سے کہین زیادہ قابل عزت ہین - لیکن اسپر بھی اسلام ایسا ام مورل (مخالف اخلاق)
مذہب ہے کہ مسٹر گلیڈاسٹون یورپ سے نکالکر مع ریل بیگ و اسباب سفر" اوسے
بغداد پہونچانا چاہتے ہین!-

مخالف اسلام انشا پردازی کی بنیاد ہمیشہ اسی قیاس پر ہوا کرتی ہے کہ مسلمان
ممالک سوسائٹی اور اخلاق مین عیسائی ملکون سے پیچھے پڑے ہوئے ہین -

ہر ایک مسلمان اس قیاس کی واقعیت کو چند ہی ہفتون کے قیام لندن پیرس
اور نیویارک مین بخوبی دریافت کرسکتا ہے -

غیر تربیت یافتہ مسلمان بنظر اعلی اخلاقی اوصاف کے غیر تربیت یافتہ عیسائیون
سے ہزار درجہ اچھے ہین - اور اگر ہماری انتہا سے شایستگی کی حالت مین موافق

فطرت اجازت نکاح وتلاق کوئی لامحدود اجازت ہوگئی ہے۔ تو خود عیسائی تعلیم نے اپنی آبادی کے بڑے بڑے مرکزون مین بدمستی وعیاشی کی اشاعت کی ہے۔ اسلیئے بلورین مکانات مین رہنے والے عیسائیون کو اپنے ہمسائیون پر پتھر پھینکنے مین سبقت نہ چاہیئے۔ یا جیسا ہمارے قرآن پاک مین ارشاد ہوا ہے کہ "ایماندارو! غلط بیانی سے باز رہو کیونکہ یہہ بڑا جرم ہے" اپنے طریقون پر غور کرنا چاہیئے۔ ڈر ہے کہ کہین اوپر کا حصہ بیان خارج از مضمون خیال کیا جاوے اسلیئے مجھکو اصل سوال پر کہ باوجود واقفیت علوم مغربی۔ اور سیاحی دنیا۔ کسلیئے مین آپ کو مسلمان کہتا اور امت محمد مین شامل کرتا ہون رجوع ہونا چاہیئے۔

ہمیشہ یہی سوال ہر ایک مقام کے تعلیم یافتہ مردون اور عورتون نے مجھہ سے کیا۔ اور میرے اپنی پیدار پگڑی۔ بلا بوتامون کے کرتہ اور پایجامہ سے زیادہ لوگون کو اس بات پر متعجب پایا کہ فصیح وبلیغ واعظان عیسائیت کے سلسلہ سے تقریر ایسی نہ تھی کہ مین ابتک قرآن پاک اور اوسکے احکام پر یقین رکھتا۔ چند سال گذرتے ہین کہ مین اپنے بزرگ باپ کی طرف سے وجود باری تعالی پر دلی یقین۔ اوسکی عبادات رحم وہمدردی۔ خیرات کے ثواب۔ اور مقدس فرائض حج کا تمام عمر مین ایکبار ادا کرنا ان پانچ ابتدائی اصول اسلام سے آگاہ کردیا گیا تھا۔ اور ساتہہ ہی اوسکے یہہ مکمل واہم اصول دین بھی میرے ذہن نشین کرادیئے گئے تھے کہ خدا ایک ہے۔ اور کوئی اوسکا شریک نہین۔ اوسنے اپنی پاک مرضی کا اظہار مکمل طور پر آنحضرت سرور کائنات کے ذریعہ سے فرمایا ہے۔ اور

یہہ کہ انسان اپنی فطرت اور سب سے زیادہ خدا کے سامنے اون افعال کا جوابدہ ہے جو اوسنے دنیا مین کئے ہین - نوجوانی مین تو یہہ اصول میرے نزدیک محض خیالات سے تھے - اور ابتدا ان اعتراضات نے مذہب اسلام کو عیسائی کتب مین پڑھکر مین نے اپنے عقیدہ مین جنبش بھی دریافت کی تھی - مگر تعلیم وسفر دنیا نے ان کی صداقت بخوبی ثابت کردی اور انسانی روح کی تربیت وصفائی کے لیئے جو باتین درکار ہین مین نے سب ان اصول مین پائین -

بلاشبہہ اسلام ایک مکمل و آخری مذہب ہے اور جب کہا جاتا ہے کہ محمد صلعم خدا کے رسول ہین تو کہنے والے کی نیت ہرگز یہہ نہین ہوتی کہ آنحضرت ہی خدا کے رسول ہین -

ہمارے مصنف و مورخ مانتے چلے آتے ہین کہ وجود اسلام کے قبل ایک لاکھہ ۲۴ ہزار انبیا گذرے ہین جن مین سے ۳۱۰ تمام خاص مذاہب کے پیغمبر تھے - پس عیان امر ہے کہ بانی اسلام نے وحی و الہام کی بابت کبھی وہ راے نہین اختیار کی جو عیسائیون اور یہودیون کی ہے -

خود کلام مجید مین لقمان حکیم - اور سکندر کے اون اوصاف کی تعریف کی گئی ہے جو اکثر پیغمبرون سے مشابہ تھے - لیکن اس سے یہہ لازم نہین آتا کہ افلاطون - سقراط - اور بودہ وغیرہ کو پیغمبر مان لیا جاوے -

اسلام ہرگز مخالف عیسائیت نہین - سرور کائنات نے حضرت عیسیٰ کو پیغمبر صادق تسلیم کیا - اور بے انتہا عزت کی جو ہر ایک صفحہ کلام مجید سے

ظاہر ہے۔ لیکن آنحضرت نے خود کو صرف خدا کا بندہ اور رسول کہا اور کسی اعلیٰ خطاب سے اپنے اسم پاک کو زینت نہیں دی۔

یہہ صحیح ہے کہ بانی اسلام نے تثلیث کی تعلیم نہین فرمائی۔ مگر سچا مسلمان جہانتک کہ اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ نور صداقت قبل پیدایش عالم موجود تھا۔ تثلیث کے ماننے والون سے کہین زیادہ خیال معرفت کے قریب ہے۔

آنحضرت نے عیسائیت کو ختم شدہ ہی نہین سمجھا بلکہ حضرت عیسیٰ کی دوبارہ تشریف آوری دنیا سے تمام امت کو منتظر رہنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

کوئی اسلامی ملک نہین ہے جسمین عیسائیت کو وسعت و کامیابی ہوی ہو۔ کیلئے کہ اسلام ایک سادہ اور مشرقی طرز زندگی کے مناسب مذہب ہے اسنے اپنے پرفخر زمانہ مین خود کو قرطبہ اور بغداد کی شائستگی کے موافق حال رکھا۔ اور وسط ایشیا کی بت پرستی اور بداعمالی کے تنزل پر اسکی وسعت و ترقی کا آغاز ہوا۔ یعنی توحید و خدا پرستی کی ابتدا ہوی۔

جو زبردستی عبادت مذہبی کے بارڈانے مین انگلینڈ اور امریکا کی شہنشاہیت کی طرف سے عمل مین آئی یورپ کی تمام قومین اسکو بڑی نامہربانی خیال کرتے ہین۔ کیونکہ جدید عیسائیت طرحدار یورپ مین زندگی اختیار کرنیکے واسطے نہایت مناسب ہے۔ افسوس! حضرت عیسیٰ کے اصول (جو اپنے خیالات

و اخلاق مین ایشیائی تھے) تمام تر شاعرانہ کردیے گئے ہین -

انحضرت کا یہہ دعوی ہے کہ وہ نبی آخر الزمان تھے حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ کی رسالت صادق کی طرح (جنکی شہادتین خود اونہین کی کتابین دیتی ہین) زبردست تاریخی ثبوتونپر مبنی ہے - اسکے تلاش ثبوت مین ہمارے ناظرین مسٹر ارتھر گلمن کی کتاب "اسٹوری آف دی سارسن" -

(S. Story of the Saracen) ملاحظہ فرمائین جسمین حضرت عیسیٰ کی پیدائش اور آنحضرت کی وحی کے حالات صحیح اور باتشریح لکھے گئے ہین -

"محمد خدا کے رسول ہین" یہہ کلمہ کوئی فرضی اور خیالی بات نہین ہے - وقت گیا جب بانی اسلام کو "فریبی" کہا جاتا تھا - خود یورپ مین نکتہ چین سمجھنے لگے ہین کہ محمد کی تردید رسالت آخر کار عیسیٰ کی تردید رسالت پر مجبور کریگی -

آنحضرت کے عادات و اخلاق پہ بھی احمق و جاہل لوگونکے حملہ ہوے ہین - "ڈین پریڈو" جسنے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان تک کی رسالت تسلیم کرنے مین ذرا بھی دقت معلوم نہ کی - آنحضرت کی بابت صریحی غلط بیانیون کا جوابدہ ہے - نبی عربی پر خلاف راستی حملہ ہمیشہ عیسائی معلمین کے ضعفِ دلایل کی خبر دیتے ہین -

قرآن کی نسبت تو سر ولیم میور کا بھی اقرار ہے کہ ایک ایسی کتاب ہے "جو عالی دماغی اور رمد اقتو سے" مملو ہے - انجیل کی نظر ثانی بارہا کی گئی - لیکن مسلمان ۱۳ سو برس سے وہی ایک قرآن رکھتے ہین جو اون کو رسول کی

دو برس بعد اون کو دیا گیا تھا۔ ریگستان کا باشندہ اوسکو ایک عجیب چیز
جانتا ہے اور تعلیم یافتہ مسلمان خدائی باتونکی قابل غور یادداشت خیال کرتا ہے
وہ دنیا کی ہسٹری آف لٹریچر مین بلحاظ ایک تاریخ ہونیکے ہی بے مثل ہے
انجیل کی نسبت یہہ امر دو صدیون بعد سطے ہوا کہ وہ خدا کی کتاب ہے
قرآن وہی ہے جو دو برس بعد ہی آنحضرت سے تسلیم کیا گیا تھا کہ الہامی یادداشت
ہے قرآن پر اکثر مضحکہ ہی ہوا مگر جب روشن ضمیری اور صداقت پر غور کرکے رائے
دی گئی ہے تو ہمیشہ اوسکے عجیب ہونیکا اعتراف کیا گیا ہے۔

یہہ یقین یورپ مین دوامی ہے کہ اسلام ضد شائستگی اور انسانیت ہے
اور یہی وجہہ تھی کہ مسلمانونکی ایک نوآبادی (کالونی) امریکا مین قایم ہوتی
جسکی نسبت یہہ امر یقینی تھا کہ یونائیٹڈ اسٹیٹس باوجود آزادیِ مذہب اوسکی
روادار نہوتی۔

مشنری کوششون کو فیاض اسلام سے مویدانہ رائے کی توقع ہو سکتی
ہے۔ مگر لندن مین اگر ایک اسلامی مشن بھیجا جاوے تو غالبًا تمام یورپ
مسلح ہوکر مقابلہ کریگا۔

اسلامی خلیفہ پولیٹکل رفتار زمانہ پر نظر کرکے مشنریونپر رعایت
اور اونکی حفاظت کرسکتا ہے۔ لیکن کیا واشنگٹن کی کانگرس بھی کسی
ایک مسلمان واعظ کو مستحقِ حفاظت و رعایت تصور کریگی؟۔

کسی نے تم کے سوالات مینے اکثر کئے ہین اور جواب پایا ہے

کہ "جو کچھ ہو مگر اسلام ضرور ام مارل ہے"

ہمارا مذہب اسیلئے مجموعۂ بداخلاقی خیال کیا جاتا ہے کہ ایک سے زیادہ نکاح کرنیکی اجازت دی گئی ہے۔ مگر کوئی شخص ایک فقرہ بھی اسکی شادی کی بابت انجیل کے کسی باب سے نقل کرسکتا ہے؟ میںنے تو تمام انجیل چھانڈالی بجز اسکے کہ بشپ لوگونکو صرف ایک نکاح پر قناعت کرنیکی ہدایت ہوئی ہے اور کچھ بھی اشارہ پایا نہین جاتا۔ فرقۂ پروٹسٹنٹ کے سینٹ لیوتھر نے "فلپ" کو دوسری شادی کی اجازت دی تھی اور کہا تھا کہ "اگر کوئی شخص دو سے زاید نکاح کرنا چاہیگا تو مین اوسکو منع نہین کرونگا اور نہ اوسکے اس فعل کو خلاف احکام خدا جانونگا"

اور پھر سرکردہ فرقۂ کیتھلک نے شاہ نپولین کو ایک ظالمانہ طلاق کی اجازت دی تھی۔ قرآن مجید نے بجاے تعداد ازدواج کی رغبت دلانیکے اونکو چار تک محدود کردیا ہے اور اوسمین یہہ قید سخت لگادی ہے کہ "اگر تم عدل نکرسکو تو ایک ہی کرو"

ایمان کی بات تو یہہ ہے کہ دنیا کے کسی مذہب نے وقوع فعل کو نہین روکا ہے اور کلکتہ کے مسلمانون سے زیادہ "ٹوٹ چکا گو" کے عیسائی اسمین (طلاق مین) مبتلا ہین۔

ہندوستان اور دوسرے اسلامی ممالک مین اب اس یقین کو ترقی ہو

کہ تعداد ازدواج احکام قرآن اور انسانی شائستگی دونوں کی مخالف ہے۔معزز مسلمان خاندانوں مین طلاق ایسی قابل نفرت چیز خیال کی گئی ہے کہ کہین اوسکا وجود نہین۔

انحضرت کی نسبت یہہ بہی مشہور کیا گیا ہے کہ آپ نے عرب کے متعدد خاندانون کو اجازت غلامی دی تھی۔پہر بہی حضرت کے پورے ملک شام کے اجازت دینے سے بڑہکر نہین ہے۔آپ نے قانونین مین اوسکے نسبت و نابود کرنیکی فکر کی۔لیکن اگلے انبیاکے کلام مین بہت اندازی نامناسب تصور فرمائی۔ہمارے عیسائی بہائیون کو تعجب ہوگا کہ انجیل مین لفظ "سلیو" (غلام) کا اطلاق "سرونٹ" (ملازم) پر بہی ہوا ہے۔

امریکانے بڑی قتل وخونریزی کے بعد خود کو قید غلامی سے ازاد کیا ہے۔لیکن نبی عربی نے پہلے ہی فرمادیا تہا کہ "جوایک غلام ازاد کریگا آتش دوزخ اوسپر سرد ہوگی"

اونین سے صرف ایک ہی صداقت کے حصول مین شائستہ عیسائیت کو انتہا سے خونریزی کا سامنا ہوگا۔جنکو صدیان گذرین بانی اسلام نے فیاضانہ تقسیم کیا تہا۔مذہب کی بیان کی ہوئی بہشت بہی ام ہارل اور عیاشانہ خیال کیجاتی ہے۔لیکن اسمین توسرورکائنات کا منشا بجز تشبیہہ کے اور کچہہ نہ تہا۔اوراسکا بہی اقرار ہیوم میور کرتے ہین کیونکہ مشرق مین سودائے جستجوئے حقیقت رکہنے والونکا ہمیشہ

یہہ یقین رہاہی کہ وہ مجازی ذریعوں سے خود کو خدا کی عشق و محبت مین محو رکہتی ہین اور
اونکی روحانی خیالات کی صورت اکثر دنیاوی باتون پر قیام پذیر ہوی ہی - اور اسی کو وہ
نردبانِ حقیقت سمجہتے ہین -
الہام کی بابت فلسفیانہ ثبوت کی دقتون سے تعلیم یافتہ عیسائی اور مسلمان دونو آگاہ ہین
لیکن عقاید مذہب کی بے انتہا ضرورت پر مسلمان تاریخی شہادتون اور روحانی
تصدیقات کی طرف سے مجبور کئے گئے ہین - اور سر نہین اوٹہا سکتے - وہ سب سے
زیادہ خدا کی مدد پر جیتے ہین اور روزانہ عبادت مین جبہہ سائی کرکے استدعا کرتے
ہین کہ "اے خدا ہمکو راہِ راست پر ہدایت کر اور ان لوگون کی راہ پر لا جنپر کہ تو مہربان ہی"
۳ سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ مجہکو اتفاق حج ہوا تہا - اور جوش اسلامی سے یہہ صدا میری
لب پر تہی کہ "اے ذات پاک مین تیرے سامنے سربسجدہ ہون" اوسی وقت مین
مجہہ سے کہا گیا تہا کہ رسوم حج قدیم وحشیانہ رسوم عرب کی باقی ماندہ نشانی ہین -
بجا ہے - ! اگر ہونگی تو قدیم یہودی عبادتخانون کے مجموں سے زیادہ وحشیانہ نہونگی!!
آخر کار مخالف اسلام اقوام سے میل جول نے میرے دل مین رسول اور خدا کی محبت چوگنی کردی
اسلئے اور بہی لکہا جا سکتا تہا لیکن مختصر یہہ ہی کہ "مین ایک مسلمان ہون" چونکہ مینے اسلام مین
اون بہت سے روحانی رازونکو پایا ہی جنکی آگہی بغیر عرش صداقت تک رسائی ناممکن امر ہی فقط

ابن عباس
(از نارتہ امریکن ریویو)
اپریل ۱۸۸۸ء

مترجمہ
محمد اصغر حسین کلکتہ

دیباچہ

سفر نامۂ یورپ

مصنفہ

نواب مہدی حسن خان فتح نواز جنگ بہادر

ترجمہ

مولوی محمد عزیز مرزا صاحب - بی - اے و ایم آر اے - ایس - وغیرہ

ابھی چند روز کی بات ہے کہ ہمارے ہندوستانی دنیا کے اوس حصہ کے نام سے بھی مشکل سے واقف تھے جو سمندر کے اوس پار واقع ہے سمندر کا سفر عام خیال مین کالے پانی سے مرادف تہا - یہ سچ ہے کہ اس صدی کے وسط مین بعض بعض طبیعتین رسم و رواج کی سد سکندری کو اپنے پر زور زور ہمت ہاتھون سے توڑ کر انگلستان پہونچین لیکن جو وہان گیا وہین کا ہو رہا واپس آنیوالون کے نام انگلیون پر شمار ہو سکتے ہین - اور سچ بھی ہے کوئی جانیکا نام لیتا تو کیونکر ایک طرف تو فطری دقتون کے خیال سے رونگٹا کہڑا ہوتا تہا دوسری طرف مذہبی خیالات تھے جو ایک قدم بھی آگے نہ بڑہنے دیتے تھے - انگلستان جانیکے یہ معنی تھے کہ انسان اپنے ذات برادری سے ہاتہ دہو بیٹھے - اوس زمانہ مین جبکہ مغربی علم کی شعاعین ملک مین طلوع بھی ہونے پائی تہین کون شخص ایسے سخت نقصان کو گوارا کر سکتا تہا - جو لوگ کسی طرح انگلستان چلے بھی جاتے تھے وہ واپس آکر کچھ ایسے

بنجاتے تھے کہ گویا اس ملک کے باشندے ہی نہین اونہین کیا غرض تھی کہ وہ اپنے
گرے گذرے ہوئے ہموطنون کو انگریزون کے اخلاق طرز تمدن اور طرق معاشرت
سے آگاہ کرنیکی مصیبت مین پڑتے۔ اگر اس نظر سے دیکھا جاوے تو یورپ کا ایک
صرف دلچسپ سفرنامہ ملیگا کہ جو میرے دوست سرسید احمد نے ۱۸۶۹ع مین لکھا تھا
لیکن اونکی نوتعلیم سے ایسی لَو لگی ہوئی تھی کہ اونھون نے اون چیزون کا بہت ہی
کم خیال کیا کہ جو اونکی دلفریب مضمون سے متعلق نہ تھین علاوہ اسکے امتداد زمانہ
کے سبب سے اب سے اور تب سے زمین و آسمان کا فرق ہو گیا ہے۔ جو چیزین کہ
اوس زمانہ مین اونکی نگاہ مین حیرت انگیز اور دلچسپ معلوم ہوئی تھین اونسے اب
ہندوستان کا بچہ بچہ واقف ہے اسلیئے اونکا حال اس زمانہ مین لکھنا تحصیل
حاصل ہے۔

انگلستان جانیسے میری اصل غرض یہہ تھی کہ دونو قومون کے دقیق اختلافات
پر غور کرون اور اون وسیع تمدنی اور اخلاقی اصولون کو نگاہ بصیرت سے
دیکھون کہ جنکے لحاظ سے انگریز اور ہندوستانی تمیز کیئے جاتے ہین اور یہہ بھی دریافت
کرون کہ آیا کوئی ایسا بھی طبقہ ہے کہ جسمین ہم اور وہ برابری کے ساتھہ ملسکتے ہین یا
اور اگر ملسکتے ہین تو کس حد تک۔ میرا یہہ خیال بھی تھا کہ انگلستان کے رسم و رواج
آئین و قوانین کا مطالعہ بھی عمیق نگاہون سے کرون اور اون لوگون کے درجہ
کی نسبت راے قائم کرون کہ جو ہمپر حکومت کرنیکے لیئے آتے ہین۔ چونکہ مین
بخوبی واقف ہون کہ بدقسمتی سے ہم انگریزونکی چال چلن و طریقون کے ابجد سے بھی ناواقف

نہین ہمارے اور اونکے طرز خیال مین زمین و آسمان کا فرق ہی آپکی غلط فہمیون سے انبار کے انبار لگ گئے ہین اور کچھہ ایسی بارود کی سی خاصیت کہتے ہین کہ کسوقت بھبک اوٹھین تعجب نہین اسلیئے میرا ہمیشہ سے خیال ہی کہ ہر ہندوستانیکا جو ملکہ معظمہ کی وفاداری اور ملک کی ہوا خواہی کا دم بھرتا ہی فرض ہے کہ انگلستان جاکر ان قومیت سے کاری کا مطالعہ کرے اور اپنے علم کی روشنی سے اپنے ہموطنون کی تاریکیہ غلط فہمیون کو دور کرے۔ اسوقت اگر مجھے افسوس ہی تو یہ ہے کہ کاش کوئی ایسا شخص اس کام کو اپنے ہاتھ مین لیتا کہ جو بلحاظ اپنی درجہ اور لیاقت اور ذی وجاہتی کے مجھسے زیادہ اسکا مستحق ہوتا لیکن ہماری ایسی قسمت کہان جو کوئی ایسا عالی دماغ اس بار عظیم کو اپنے گردن پر لے اسلیئے مجبوراً یہ سمجھکر کہ ع قرعہ فال بنام من بیچارہ زدند۔ مین ہی اس پر اسنے مقولے پر ع کس بشنود یا نشنود من گفتگوئے می کنم۔ عمل کرتا ہون۔ اور امید کرتا ہون کہ میرے قابل ہموطن اور اپنے پر زور تحریرون سے میری رایون کی وکالت کرینگے اور اون باتون کو کر دکہا ئینگے کہ جو میرے دلمین ہین۔

مین نے انگلستان کی چیزون کو ایک معمولی مبتدی یا افتادہ متمسح نظر سے نہین دیکھا ہی اور اسلیئے مینے چھوٹی سی چھوٹی بات کے بیان کرنے مین بھی مضایقہ نہین کیا کیونکہ میری سمجھہ مین صرف یہی ایک ایسا طریقہ تھا کہ جسکے ذریعہ سے مین اوس حالت کو اپنی ناظرین پر پیدا کر سکتا تھا کہ جو تجربہ نے میری دل پر کی ہی۔ مین بخوبی جانتا ہون کہ مجھہ ایسے کس مپرس ناچیز شخص کو روزنامچہ لکھنے سے کیا تعلق

لیکن تاہم مین خیال کرتا ہون کہ شاید اون لوگون کو جو کبہی انگلستان نہین گئے میری دہانگی حالت کی زندہ تصویر دیکہنے اور میرے اون خیالات مین شریک ہونیسے کہ جو انگلستان اور انگریزون کے متعلق ہین کچہہ نکچہہ فایدہ ہو رہی-

انگلستان کی عام حالت پر ایک اجمالی نظر

خدا نے جیسا عظیم المرتبہ اس قوم کو بنایا ہے ویسا ہی عظیم الشان شہر لندن بہی ہے - شہر کاہی کو ہی میدان حشر ہے نہ ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا کی - گاڑیون کا تو ذکر ہی کیا ہے ریل مین بیٹہکر گہنٹون سن سن کرتے فراٹے بہرتے چلے جاو مگر پہر بہی ہر طرف لندن ہی لندن نظر آئے گا - سڑکین وسیع صاف ستہری بیچ مین ستونون پر تختے لگے ہوسے ہین جنپر لکہا ہے "بائین ہاتہ" سڑکون پر عجب دلفریب سمان نظر آتا ہے لوگ ہین کہ اہلے کی طرح ٹوٹے پڑتے ہین خوبصورت خوشنما گاڑیان چمکتی جہمکتی بجلی کی طرح ادہر آئین اودہر گئین چہکڑے بہی رینگتے گہسٹے لدے لدائے جا رہی ہین کرایے کی لمبی لمبی ومگنٹین (دا منی بسین) مسافرون کو بٹہاتی اوتارتی چلے جاتی ہین - لندن مین ہزارون محلے ہین مگر ہر مکان کا پتہ بے کہٹکے لگ جاتا ہے - اپریل تک سردی اور کہر کی انتہا نہین ہوتی - آفتاب ہفتون اپنا جمال جہان آرا نہین دکہاتا نہین معلوم کس کونے سونہہ چہپائے پڑا رہتا ہے - میری سمجہہ مین تو انگریز ضرور آفتاب پرست ہونگے - اس زمانہ مین درختون کی ننگی شاخون پر ایک پتہ نظر نہین آتا لیکن مگر

شور و غل اور کامی لوگون کے بارے استقلال کو کوئی بلا نہین روک سکتی۔ سردی ہو کہر پڑے برف گرے مگر کیا ممکن جو آمد و رفت مین کمی ہو۔ کاروبار کی کثرت نے ہر شخص کے وقت کو قیمتی بنا دیا ہے۔ اگرچہ گاڑیون کی کمی نہین مگر پاپیادہ چلنے کا بہت رواج ہر سڑکون پر اکثر امیر آدمی پیدل جاتے ہوئے ملینگے۔ چونکہ ہزارون ہی پاپیادہ جاتے ہین اسلئے سڑک کے دونون طرف روشین بنی ہوئی ہین پہر کرایے کی آہنی بسین (یہ گاڑی ٹریموے کی گاڑیون کے طور پر ہوتی ہین صرف اسقدر فرق ہے کہ آہنی سڑک نہین ہوتی) ہر طرف جاتے ہین کہین ایک لحظہ ٹہیر جایے جہان جانیکا قصد ہے اوسی جگہ کی آہنی بس موجود ہو جائیگی۔ بلکہ اس کثرت سے چلتی ہین کہ ٹہیرنے کی ضرورت ہی نہین ہوتی۔ ہر محلہ کی گاڑی کے جدی رنگت ہے مگر اجنبی آدمی اپنی ناواقفیت کا دفعیہ کوچوانون سے پوچہکر کر لیتے ہین۔ آہنی بسون سے سستی کوئی گاڑی نہین۔ انکے بعد تہ زمین کے ریلین ہین جو ہر اسٹیشن سے چند منٹ کے بعد چہوٹتی رہتی ہین اور بالکل سطح زمین کے نیچے چلتی ہین۔ اسٹیشنون کی یہ کثرت ہے کہ لندن بہر مین کوئی مقام ریلوے اسٹیشن سے پانچ منٹ کے فاصلہ سے زیادہ نہین۔ تہ زمین کی ریلون کے علاوہ معمولی ریلین ہین جو اونچی اونچی پہاڑیون پر جنکی سطح مکانون کی چہتون کی برابر ہے چلتی ہین۔ لندن مین بیشمار ریلین ہین اور آپسمین مقابلہ بہی خوب ہے۔ ہر مقام سے دوسرے مقام کو جانیکے متعدد راستے ہین۔ گریٹ نادرن (شمالی) گریٹ ویسٹرن لنڈن اینڈ نارتہ ویسٹرن۔ مدلینڈ (درمیانی) گریٹ ایسٹرن

(مشرقی) سوتھ ایسٹرن (جنوبی مشرقی) سوتھ ویسٹرن (جنوبی مغربی) لنڈن
برائٹن اور سوتھ کوسٹ (ساحل جنوبی) لنڈن چیٹہم اینڈ ڈوور نارتھ لنڈن اور
بہت سے اور ریلوے کمپنیاں ہین - ان ریلون کے آخری اسٹیشن پیڈنگٹن یوسٹن
کنگز کراس سینٹ پنکراس لورپول اسٹریٹ واٹرلو اسٹریٹ چیرنگ
کراس لنڈن برج وکٹوریہ اور دوسرے مقامات ہین - اسٹیشن بلحاظ تعمیر کے
بہی عالیشان ہین - بعض مقامات مین مثلاً وکٹوریہ مین کئی ریلون کا ایک ہی اسٹیشن
ہے [1] اس لیے مسافر کو بڑی پریشانی ہوتی ہے - پہر ہر اسٹیشن پر کئی پلیٹ فارم
ہوتے ہین اسلیے ٹکٹ لیتے وقت یہ بہی دریافت کرلینا چاہیئے کہ کونسے پلیٹ
فارم سے سوار ہونگے - بڑے بڑے اسٹیشنون پر عجب ہنگامہ برپا رہتا ہے لحظہ بلحظہ
یہ حال رہتا ہے کہ ادہر ریلین آئین اور ادہر گئین - اگر آپ لنڈن اور اوسکے
مضافات کے نقشے کو ملاحظہ فرمائینگے تو ریلون کا ایک اچہا خاصہ جال پہیلا ہوا نظر
آئیگا - لنڈن اور اوسکے مضافات مین قریباً چہ سو اسٹیشن ہین - صرف کلیپہم جنکشن
سے ہر روز چودہ سو ٹرینین گذرتی ہین مال گاڑیون کا ذکر نہین -
انکے علاوہ کیبئین ہین چار پہیہ کی گاڑیان ہین ہنسمین ہین ہنسمین
دو پہیہ کی ہوتی ہین اور ایسی کشادہ ہوتی ہین کہ سیر و تماشے مین مارج نہین ہوتین
چونکہ پارک بہی بکثرت ہین اکثر بیرونی مقامات کی سیر کرادینی ہیکر جاسکتے ہین اور
سرسبز کہیتون کے لہلہاتے ہوے سمان دیکہکر زندگی کا لطف اوٹہاتے ہین - بعض

[1] کرایہ کی گاڑیون کے نام ہین -

ایسے بہلے مانس بہی ہین کہ ہین تو شوقین مگر اتنا میسر نہین کہ خود چوگاڑیان کرایہ کرین اسلیئے مالکون کو کچہہ دیکر ہانکنے کی اجازت لے لیتے ہین - مالک بہی یہ سمجہتے ہین ایک نوکو چبان کی تنخواہ سے بچے دوسرے کچہہ پیسے بہی پڑ گیا -

لندن اور اوسکے مضافات مین متعدد باغات ہین مثلاً ہائڈ پارک کینسنگٹن گارڈنس گرین پارک - رچمنڈ پارک کیو گارڈنس - اور زوالوجیکل گارڈنس (باغ حیوانات) وغیرہ وغیرہ - اکثر باغ نہایت خوبصورت و خوشنما قابل دید ہین درخت پہول پودے سب اپنی فطری حالت پر ہین کہین دست صنعت سے آبشار بناکر کاریگری دکہائی ہے کہین خوشنما تالاب اپنی سیمین سطح کی جہلک دکہا رہے ہین - ان باغون مین گاڑیون گہوڑون اور پیدل چلنے والون کے لیئے علیحدہ علیحدہ سڑکین ہین - اوہر دن ڈہلا اور ادہر ہائڈ پارک مین جہان بڑی ہزارون نفیس گاڑیان جنکے اندر وضعدار لوگ اور کوچ بکس پر کوچبان اور چپراسی خوش وضع وردیان پہنے ہوے بیٹہے ہوتے ہین نکلتی ہین - کبہی گاڑی گہوڑون کی یہ کثرت ہوتی ہے کہ آمد و رفت بالکل بند ہو جاتی ہے - پیدل چلنے والون کی تو یہ مجال کہان کہ پولس کنسٹبل کی مدد کے بغیر سڑک کے اس سرے سے اوس سرے پر چلے جائین - سڑک کے دونون طرف کرسیان پڑی ہوی ہین - ہر فرقہ اور ہر درجہ کے ہزارون مرد عورت بلغ کی شفاف چہدار و لغزار روشون پر گلگشت کرتے پہرتے ہین - اور تہک تہک کر کرسیون پر بیٹہہ جاتے ہین مجکو بے اختیار اس سمان کو دیکہکر حکیم قاآنی کے یہہ اشعار یاد آگئے کہ گویا اونہی کے

اسی موقع کے لیے لکھے تھے ؎

تو گوئی ساحت لندن بہشت و عدن را ماند | زبس غلمان و حور آنجا قطار اندر قطار آید
یکی بر کف نہد لالہ کہ ترکیب قدح دارد | یکی بر گل کند تحسین کہ از وی بوی نگار آید
یکی با دلبر سادہ بصحن بوستان گردد | یکی با ساغر بادہ بطرف جویبار آید
یکی بیند چمن را بے تأمل مرحبا گوید | یکی بوید سمن را مات صنع کردگار آید
یکی بر لالہ پا گوید کہ ہے ہے رنگ سے دارد | یکی از گل بوجد آید کہ بخ بخ بوی یار آید
یکی بر سبزہ می غلطد یکی در لالہ می رقصد | یکی گاہی رود از ہش یکی گہ ہوشیار آید
بہر جا جشن مستی و جوشی بہر کامی قدح نوشی | نماند غالبا ہوشی چو فصل نوبہار آید

ہائڈ پارک کی واٹن رو پر وضعدار لوگ جوہر شہسواری دکھاتے ہین۔ کیسے کیسے نادر جانور اور کیسے کیسے بانکے جوان نظر آتے ہین۔ اس ملک مین سائیس ہمارے ہندوستان کی طرح گھوڑے کی دم پکڑے یا پٹھے پر ہاتھ رکھے بھاگتے دوڑتے گھسٹتے نہین جاتے بلکہ آقا کے برابر دوسرے گھوڑے پر سوار رہتے ہین۔

اتوار کے دن باغون مین بڑی چہل پہل ہوتی ہے۔ لندن کے تمام مزدوری پیشہ محتاج مفلس لوگ جمع ہوتے ہین۔ بعض لوگ ہواخوری اور پرفضا سمان دیکھنے کی خاطر آتے ہین بعض اس غرض سے آتے ہین کہ بڑے بڑے جلسے کرین اور زور و شور کے ساتھ تمام مذہبی اور تمدنی اور سوشیل مسائل پر بحث کرین اور جوش کی زیادتی سے علم کی کمی کو پورا کرین۔ ریجینٹ پارک ..... اور کیو گارڈنس مین لنڈن کے کمرے ہین جس مین دوستون کی دعوتین ہوا کرتی ہین میدانون مین دخانی کشتیان ہر وقت

پہرتی رہتی ہین - اکثر اتوار کے دن دوستون کے چہوٹے چہوٹے گروہ دریا کی ہوا
خوری کو جایا کرتے ہین - بہت سے مقامات مثلاً ہیمپٹن کورٹ یہمیں نہایت ہی
خوشنما ہے - لندن کے مضافات مین بہت سے دلکش دلربا مقامات ہین
جہان اتوار کے دن ہر درجہ اور ہر فرقہ کے لوگ جمع ہوتے ہین -
خالی دل بہلانے کے مقامات بہی بے انتہا ہین - تہیٹر کنسرٹ (جہان گانا ہوتا ہی)
پکچر گیلری - (جہان تصویرین ٹانگتے ہین) میوزک ہال (جہان باجہ بجتا ہی اور گانا
ہوتا ہے -) عجائب خانے وقس علیٰ ہذا - اور یہین ہی تو اس کثرت سے ہین کہ
آپ مہینون لندن مین رہئے اور روز نیا تماشا دیکہئے کبہی ایک مقام کو دوبارہ
جانیکی ضرورت نہو گی - سوا ے اتوار کے ہر روز تہیٹر کہلے رہتے ہین - تماشا ہیون
کی بہی یہہ کثرت ہوتی ہے کہ کئے دن پہلے سے ٹکٹ لئے بغیر چارہ نہین -
"ڈیوڈ گیرک" کے ناٹک کا تماشا سات سو رات تک برابر ہوا اگر پہر بہی کوئی ایسی
کمبخت رات ہوگی جو تمام وہ تہین کرسیان بنچین صوفے بہرے ہوئے نہون -
سوانگ بہرنیکا فن اب نصف النہار کمال پر پہونچ گیا ہے اور فطرت انسانی کے
فلسفہ سے متحد ہو گیا ہے - مسٹر ارونگ - مسٹر ونڈہم - مسٹر ولسن بیریٹ -
مس میری مور مس میری انڈرسن عجیب وغریب کاملین فن ہین - بلا مبالغہ
انہین یہہ قدرت حاصل ہے کہ ہنستے کو رلا دین اور روتے کو ہنسا دین تہیٹر
مین جاکر انسان اپنی ہستی کو بالکل محو کر دیتا ہے اور سمجہنے لگتا ہے کہ جو کچہہ ہو رہا ہے
اوسمین مین بہی شریک ہون - ٹائمز مین ہر روز صبح ہی کو دیکہ لیجئے کہ شام کو کون سا

تماشا ہونیوالا ہے - ہر معتبر اخبار کے ایڈیٹرون کے طبقہ مین بعض لوگ ایسے
ہی ہوتے ہین کہ جنکا صرف یہہ کام ہوتا ہے کہ نغمہ و سرود ناٹکون پر نکتہ چینی کرین
اون لوگون کو بڑا فائدہ یہہ ہے کہ بلا ٹکٹ ہر تماشے مین جا سکتے ہین -

اب مین مختصر طور پر بیان کرونگا کہ خود انگریز کیسے ہوتے ہین اور کن جسمانی
اخلاقی دماغی اور سوشیل صفتون سے موصوف ہین جسمانی لحاظات سے عموماً قوی
اور خوبصورت ہوتے ہین - اس اعتبار سے انگلستان کی عورتون کو فرانس
کی عورتون پر بدرجہ اولے ترجیح ہے - مدرسون اور کالجون مین جاکر دیکھیے کیسے
قوی چست و چالاک لڑکے نظر آئینگے صحت اور مسرت اونکی رگ رگ سے ٹپکتی ہے -
قریباً ہر انگریز کو کھیل کود اور جسمانی ورزشون سے سچی محبت ہے - بہت سے
لوگ بائسکل (دو پہیہ کی گاڑی جو پاؤن سے چلائی جاتی ہے) ہی کو آلۂ ورزش
سمجھتے ہین اور براعظم یورپ مین اسی پر ہزارون کوس کا سفر کرتے ہین -
بعض لوگ تو اس قدر مشتاق ہین کہ یکی ڈلی سی مقام مین ہی کہ جہان آمد و رفت
کی کثرت سے تل رکھنے کی جگہہ ہی نہین ملتی بے تکلف گاڑیان دوڑاتے پھرتے
ہین - کرکیٹ - کشتی بانی - گھوڑے کی سواری بندوق اور کتون کا شکار یہہ سب
اون کے غم غلط کرنیوالے مشغلے ہین - سوشیل اعتبار سے بہی انگریز دنیا کے
قومون مین بہت ترقی یافتہ ہین - جس مقام کو وہ اپنا گھر کہتے ہین وہ امن
عافیت خانگی خوشی کا مرکز ہوتا ہے اگر آپ کسی انگریز کے گھر مین جائین تو بی بی
خاوند بچے (ساس سسرے بہن بہنوئی اکثر علیحدہ ہی رہتے ہین) سب کے سب

خوش حال معلوم ہونگے کونے کونے حقیقی مسرت کی بو آئے گی پیارے پیارے بچے
صاف ستھرے لباس پہنے ہوئے خوش فعلیان کرتے پھرتے ہون گے مگر اون کی
خوش فعلیان بھی سلیقہ سے خالی نہ ہونگی - پیاری ننھی جانین اپنی والدین کی محبتون کی
مرکز اور سارے گھر کی جان ہین - اونکو عموماً ایک علیحدہ کمرہ دیدیا جاتا ہے جب
والدین کام کرتے ہین تو بعض وقت وہ سین کھیلتے کودتے رہتے ہین - مین ایک دفعہ ایک
دوست کے گھر گیا اونکی چھوٹی لڑکی جسکی عمر دس گیارہ برس کی تھی کمرہ مین کھیل
رہی تھی اوسنے دیکھتے ہی بڑھ کر نہایت تپاک سے ہاتھ ملایا اور پھر ایک شیرین
لہجہ مین کہا " اگر آپ ایک منٹ تنہا بیٹھنے کا مضایقہ نفرمائین تو مین امان جان کو
ڈھونڈ لاؤن " ہندوستان مین اسی عمر کا بچہ کبھی ایسی خوش اخلاقی اور ایسے
تپاک سے پیش نہ آتا - انگریزون کے بچون کو ایک عجیب نعمت حاصل ہے وہ اونکی
تعلیم یافتہ ماؤن کی تربیت بارصحبت ہے -

انگلستان مین ہر درجہ کے لوگون کے مکان اونکی حیثیت کے
مطابق نہایت خوشسلیقگی سے آراستہ ہوتے ہین - امرا کے مکانات جو دیہات
مین ہین وہ تو بالکل نمونہ بہشت ہین - انگریز امیرون اور ہمارے امرا کے
مکانات مین کوئی مقابلہ نہین ہو سکتا - لندن مین مکانات عموماً کئی منزل
کے ہوتے ہین - سب سے نیچا قطع بطور تہ خانہ کے ہوتا ہے اوسمین باورچیخانہ
ہوتا ہے اور نوکر رہتے ہین - پہلی منزل مین عموماً کھانیکا کمرہ دوسرے مین
ملاقات کا کمرہ اور تیسرے اور چوتھی مین سونیکے کمرے ہوتے ہین سیڑھیون

اوراندرونی راستون مین سوئی ہوئی آوازکش قالین بچھے ہوتے
ہین - سامنے کا دروازہ مقفل رہتا ہے - ملاقاتی گاڑی سے اترکر گھنٹی بجاتا
ہے ماما یا چپراسی آکر دروازہ کہولتا ہے اور اگر آقا یا میم صاحبہ خالی ہوتی
ہین تو ملاقات کے کمرہ مین لیجاکر اوسکا نام پکارتا ہے - کیا اچہا طریقہ ہے
آرام سب کو ہے تکلیف کسی کو بہی نہین -

انگریز اجنبی لوگون سے نہایت ہی خوش اخلاقی اور فروتنی سے ملتے ہین -
اونکی کشادہ دلی مہمان نوازی خالص ہوتی ہے - دعوتون کے طریقے خاصکر دو
ہین یا تو ڈنر - یا "ایٹ ہوم" - جن لوگون سے زیادہ ربط
وارتباط ہوتا ہے وہ ڈنر پر بلائے جاتے ہین اور امیر لوگ ہر فصل مین ۲ ایک
"ایٹ ہوم" دیتے ہین جو عموماً رات کے دس بجے سے شروع ہوتے ہین
یہ جلسے بہت عالیشان ہوتے ہین انکے ذریعہ سے اکثر لوگون کو ایک دوسرے سے
ملنے کا موقع ملتا ہے - ایک صاحب رتبہ میزبان اپنی مہمانون کی خاطر اپنی
آرام و آسایش کو قربان کردیتا ہے - اگر آپ کسی انگریز کے گھر مہمان رہین تو آپکو
اپنے گھر سے زیادہ آرام ملے گا اور ذرا ذرا سی بات مین بہی آپکے آرام کا خیال
رکہا جائیگا - جسقدر زیادہ رتبہ کا آدمی ہوتا ہے اوسی قدر خوش اخلاقی اور
مہربانی سے پیش آتا ہے -

تہیٹر اور رقص گاہین اور شرابخانے بلا مبالغہ بادشاہون کے محل معلوم
ہوتے ہین اور بڑی بڑی ہوٹلین تو نہایت ہی عالیشان ہین -

معلوم ہوتا ہے کہ انگریزون کی باریک نظری ہمیشہ انسان کے آرام و آسایش کے بحر ذخار علم کو مطالعہ کرتی رہتی ہے۔ مثلاً آرام کرسیان تشریح اعضاے جسم انسان کے لحاظ سے بنائی جاتی ہین اونپر بیٹھکر ہر عضو کو آرام ملتا ہے۔

انگریزون کو کلب کا بڑا شوق ہے۔ لنڈن مین بہت سے کلب ہین جنمین سے بعض بہت ہی محدود ہین۔ بڑی کلبون کی نسبت یہ کہنا اگر ناممکن نہین تو دشوار تو ضرور کہ کون کلب سب سے اچھا ہے کیونکہ ہر کلب کی یہ کوشش ہی کہ عمارات کی خوبی فرنیچر کی شوکت اور کہانونکی تعداد اور لذت مین دوسرے کلبون پر فوق لیجائے۔ بہت سے معزز کلبون مین جنمین اتھی پنجم بھی شامل ہین ممبرون کی تعداد محدود ہی ممبری کے امیدوارون کی ایک فہرست رہتی ہے جب کوئی جگہ خالی ہوتی ہے تو کمیٹی اون مین سے ایک شخص کو منتخب کر لیتی ہے۔

انگلستان مین درجہ کا بہت خیال ہے۔ خاندان شاہی ایک علیحدہ طبقہ ہے باوجودیکہ آزادی اور ہمسری کا خیال روز افزون ترقی کر رہا ہے مگر پھر بھی ہر شخص کے معبد دل مین اونکی پرستش ہوتی ہے۔ ملکہ معظمہ اور پرنس اور پرنسز آف ویلز بڑی محبت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہین۔ اصل یہ ہے کہ اونکا اخلاق ایسا دلربا دلفریب جادو اثر ہے کہ ممکن نہین کہ کوئی شخص اونکی ملاقات کی عزت سے مشرف ہو اور محبت کا دم نہ بھرنے لگے خاندان شاہی کے بعد امرا کا درجہ ہے جو کہ ایوان سلطنت کے ستون اور عروس

انگلستان کے زیور ہین - او سکے بعد متوسط درجہ کے لوگ ہین جو ملک کی قوت دولت اور دماغی رفعت کے مرکز ہین - سب سے آخر درجہ مزدوری پیشہ گروہ کا ہے - ہر درجہ دوسرے درجون سے بالکل علحدہ اور خود مختار ہے اور اسی وجہ سے ہر شخص اپنی حالت پر قانع ہے اور اوسی مین خوش ہے - ایک متوسط درجہ کا آدمی کبھی کسی خاندانی امیر سے ملنے کی پرواہ نکریگا وہ اپنی حالت سے خوش اور اپنے کام پر نازان ہے - مختلف درجون اور فرقون مین ایسی پریشانی او گڑبڑ نہین ہے جیسی کہ ہمارے یہان ہے اور اسی وجہ سے انگریز بے اطمینانی اور رشک وحسد کے موج زن طوفان سے امین ہین مختلف فرقے ہی نہین بلکہ ہر شخص فرداً فرداً خود مختار ہے اگر کوی کسی کا محتاج ہے تو خود اپنی قابلیت اور کاردانی کا دست نگر ہے اور اسوجہ سے کوی کسی امیر کی امیدواری نہین کرتا جو بہت سے ناپاک غلامانہ خصلتون کی جڑ ہے - چونکہ صاحب اختیار لوگون کو ستائے جانیکا خیال نہین ہوتا اسیلئے وہ سب سے برابری کے ساتھہ ملتے ہین - مین بعض ایسے لوگون کو جانتا ہون کہ جنکے برابر دروازے ہین اور اسیطرح مدتین گذر گئی ہین مگر ایک دوسرے سے واقف نہین - دوستی اور ملاقات سے بعض ذمہ داریان پیدا ہوتی ہین اگر انسان مین اونکی برداشت کرنیکی قوت نہو تو اس سے پرہیز کرنا ہی مناسب ہے -

ان چند لفظون سے تو انگلستان کی سوشل حالت معلوم ہوگئی ہوگی اب مین ایک نظر وہان کی دماغی ترقی پر ڈالتا ہون - تعلیم نے اسقدر ترقی کی ہے

کہ بیان کرنا مشکل ہے۔ ادنے درجہ کی تعلیم کی یہ کیفیت ہے کہ کوچبان سائیس
ما ماسب لکھہ پڑہ سکتے ہین۔ جب کوچبان خالی ہوتے ہین جیب سے اخبار نکالکر
پڑہنے لگتے ہین۔ اخبارات بہی بکثرت ہین۔ سوائے ٹائمز کے سب کی قیمت
ایک ایک پینی (تین پیسہ) ہے۔ بعض کی تو لاکہون پرچے نکلجاتے ہین کیونکہ
کوئی کمبخت ایسا ہوگا جسکو اخبار بینی کا شوق نہو۔ اسکا نتیجہ یہہ ہے کہ انگلستان
کے عام راے کی پارہ کی سی کیفیت ہے۔ ہزارون آدمی اخبارات کے لیڈنگ
آرٹیکل پڑہتے ہین اور اپنی راے اونکی مضامین کی نسبت قائم کرتے ہین۔ وہ
لوگ بہی جو نان شبینہ کو محتاج ہین اور چہتری لگائے پہرتے ہین وہ بہی تمام اہم
پولیٹیکل مسائل کی نسبت قطعی فیصلہ کئے ہوتے ہین۔ حیثیت تو ما شاء اللہ۔
اپکی یہ ہورہی ہے مگر ہائڈ پارک کی بنچ پر بیٹہکر اور ایک بڑا سا ہنڈا پایب منہہ
مین دباکر پارلیمنٹ کے اخیر مباحثے اور دو قانون کے جلد بند کرنے غرض تمام
تمدنی مسائل پر نہایت زور شور سے راے زنی کرتے ہین۔
خانگی معاملات مین بہی اخبارات بہت کام آتے ہین۔ اشتہارون کے
بعض کالم محض اون لوگون کے لیئے مخصوص ہین جو نوکری کے خواستگار ہین
یا مکان کرایہ لینا یا دینا چاہتے یا شادی کی فکر مین یا کسی یوسف گم شدہ کی تلاش
مین وعلی ہذا القیاس۔ علاوہ اسکے ہر مضمون کے لیئے علیحدہ علیحدہ اخبار ہین مثلاً
بعض علمی ہین بعض گہوڑ دوڑون ورزشون وغیرہ سے متعلق ہین بعض مالی ہین
وغیرہ وغیرہ۔ ان تمام اخبارون کا کام دفع الوقتی ہے۔ کلبون ہوٹلون

حماموں حجاموں کی دوکانوں وغیرہ مین اخبارات ایک شایستہ طریقہ سے ایک
مقام پر رکھے رہتے ہین اور جب آپ خالی ہون تو ایک طرف بیٹھکر پڑھیئے اور
وقت گذاری کیجیئے۔ انگلستان مین وقت کی بڑی قدر ہی۔

اب مین چند لفظ انگلستان کے آئین و قوانین کی نسبت کہونگا۔ گورنمنٹ
کے تین شعبے ہین بادشاہ اور دونوں ہوس پارلیمنٹ۔ بادشاہ سلطنت کا مالک
سمجھا جاتا ہی لیکن زمانہ گذشتہ کے مقابلہ مین اب اوسکے اقتدارات کچھ بھی
نہین ہین۔ لیکن پھر بھی بادشاہ ابھی تک عام قوم کی نگاہ کا مرکز ہے۔ بلکہ یہ کہنا
چاہیئے کہ گویا قوم مجسم ہے۔ ہر فرقہ کے لوگون کو ملکہ معظمہ سے دلی محبت ہی
اور گو کہ اونکا اثر براہ راست کچھ زیادہ نہین لیکن معاملات سلطنت مین
اسقدر دخیل کہ اوسکا اندازہ کرنا دشوار ہے۔

پارلیمنٹ کے دو ہوس ہین۔ ہوس آف لارڈز او ہوس آف کامنز جو
عام طور پر بیت اعلیٰ اور بیت ادنے کے لقب سے موسوم ہین۔ بیت اعلیٰ
کو امور ملکی مین چندان دخل نہین۔ اوسکی ممبرون کی دو قسمین ہین ایک تو
امراے روحانی اور ایک امراے دنیاوی۔ پہلے طبقہ مین کینٹربری اور یارک
کے دو آرچ بشپ اور بیس تیس بشپ داخل ہین۔ یہ لوگ اپنی حین حیات
تک ممبر رہتے ہین۔ امراے دنیاوی کے کئی درجہ ہین ڈیوک (جاہ) مارکوئز
(امرا بہ صفت خاص مثلاً عمدۃ الامرا) ارل (ملک) وائیکونٹ (دولہ)
بیرن (جنگ)۔ اونکی تعداد پانچ سو کے قریب ہی۔ یہ اعزاز خاندانی ہوتا ہی

بعض خاندان تو بہت پرانے ہین لیکن زیادہ تر نئے ہی ہین کوئی منحوس سال ہوتا ہے جسمین دو چار شخص پولیٹیکل ڈپلومیٹک یا فوجی خدمات کے صلہ مین یا کبھی حیرت کی بات ہے بہت دولتمند ہی ہونیکی وجہ سے طبقہ امرا مین داخل نہوتے ہون - گو کہ بیت الامرا بیت العوام کے درجہ کو نہین پہونچتا مگر معاملات ملکی مین اوسے بھی بہت دخل ہے - کوئی مسودہ اوسوقت تک قانون نہین ہوسکتا جبتک امرا اوسکو منظور اور بادشاہ پسند نکرے - مگر بادشاہ کے پسند کا تو اب یہ حال ہے کہ کوئی مسودہ خواہ وہ کیسا ہی ہو اس بزرگی سے محروم نہین رہتا طرہ بعض اوقات اون مسودون کو جو ہوس آف کامنز سے آتے ہین منسوخ یا اونمین ضروری ترمیمین کردیتے ہین -

ہوس آف کامنز (بیت العوام) مین ۶۷۰ ممبر ہین - یہ لوگ رعایاے برطانیہ کے بڑے گروہ کے وکیل ہین - ہر مالک مکان کو ممبرون کے انتخاب مین راے دینے کا حق ہے - ممبرون کے تین بڑے فریق ہین لبرل (آزاد) کنسرویٹو (قدامت پرست) اور آئرشس (وکلاے آئرلینڈ) - بالفعل کثرت راے کے لحاظ سے کنسرویٹو غالب ہین کیونکہ فریق لبرل کے ہوم رول یعنے آئرلینڈ کے انتظام اندرونی کے لیے علیحدہ پارلیمنٹ قایم کرنیکی مسئلہ کی وجہ سے دو گروہ ہوگئے ہین - کنسرویٹو فریق کی پالسی (حکمت عملی) بہیئت مجموعی یہ ہے کہ ملک کے آئین و قوانین مین کوئی ایسی ناگوار اور اہم تبدیلی نکیجائے کہ جو حالت موجودہ کی کایا ہی پلٹ دے - مسئلہ ہوم رول سے قطع نظر کرکے

کنسرویٹیوں اور لبرلوں مین صرف یہ فرق ہے کہ کوئی کسی حد تک اصلاح وتغیر جایز رکھتا ہے اور کوئی کسی حد تک۔ ہوس آف کامنز مین تمام مسائل حکمت عملی اندرونی وخارجی پر بحث اور راے زنی ہوتی ہے۔ اور ملک کی ضرورتون کے لحاظ سے روپیہ کی منظوری دی جاتی ہے ہوس آف کامنز کا بڑا کام کانٹو کا سننا ہے۔ ہوس کی توجہ ان امور کی طرف وہ ممبر دلایا کرتے ہین جو گورنمنٹ مین داخل نہین ہوتے۔ وزرا کا انتخاب اوس فرقہ سے ہوتا ہے جسکی طرف ہوس آف کامنز کی کثرت راے ہوتی ہے۔ ملکہ معظمہ غالب فرقہ کے سب سے نامور شخص کو بلاکر انتخاب وزرا کا ایما فرما دیتے ہین۔ بارہ وزرا کیبنٹ (مجلس شوریٰ) مین داخل ہوتے ہین اونہین کی راے پر گورنمنٹ کی حکمت عملی مبنی ہوتی ہے کیبنٹ مین دو نوبیوت کے ممبر شامل ہوتے ہین۔

قوانین انگلستان مین اب بھی امارت کو بہت دخل ہے۔ ابھی تک ہوس آف لارڈز (بیت الامرا) ذی اختیار ہے ہوس آف کامنز مین بھی بہت سے ممبر بڑے عالیخاندان ہین لیکن جمہوری گروہ کی جیسی چلتی ہے ویسی کسی کی نہین چلتی۔ مختلف قانونہای اصلاح انتخاب (رفارم بل) کا جو ۱۸۳۲ء اور اور زمانہ حال کی مابین منظور ہوے ہین یہ نتیجہ ہوا ہے کہ انتخاب کرنیکی قوت تمام ذکور مالکان مکان اور کرایہ دارون کے متعلق ہوگئی ہے۔ انتخاب عام عموماً چار یا پانچ سال مین ہوتا ہے گو کہ ممبری کی اصل میعاد سات برس ہے۔ جس زمانہ مین کہ انتخاب ہوتا ہے عام راے جلسون اور اخبارون سے

ذریعہ سے ظاہر ہوتی رہتی ہے جلسون مین یا تو گورنمنٹ وقت کی پالیسی کی تائید
کیجاتی ہو یا اوسپر جرح کیجاتی ہو مختصر یہ ہے کہ جس فرقہ کے لوگ جلسہ مین ہوتے
ہین اوسی قسم کی رائین ظاہر کیجاتی ہین - اس قسم کے جلسون کے قایم کرنیکا حق بڑی
نعمت عظمیٰ سمجھا جاتا ہے - مقرر کو اسقدر آزادی حاصل ہو کہ گورنمنٹ کا تو ذکر ہی
نہین ملک کے قدیم سے قدیم اور مقدس سے مقدس آئین مثلاً تخت و تاج ارکان
مذہب وغیرہ کی نسبت وہ بے نقط اوڑاتے ہین کہ خدا پناہ - انگلینڈ مین گورنمنٹ عالیہ
کے علاوہ مقامی گورنمنٹون کا ایک پیچیدہ سلسلہ ہے - اکثر شہرون مین کمیٹیان
ہین اور شہر کا اندرونی انتظام اونہین کے سپرد ہے - ان شہرون کے
باہر بہت سے منتخب شدہ گروہ ہین جو مقامی کامون کو انجام دیتے ہین مجلس
محافظان (بورڈ آف گارڈینس) جنکے متعلق محتاج خانون کا انتظام ہو مجالس
شوارع عام مجالس حفظ صحت وغیرہ وغیرہ - ایک نیا ایکٹ یعنے لوکل گورنمنٹ
ایکٹ (قانون انتظام امور مقامی) ابھی پاس ہوا ہے اوسکا خاص یہ منشا ہے
کہ مقامی امور کے انتظام مین جو بے ترتیبی اور فضول پیچیدگی آج کل ہو وہ رفع ہوجائے -
یہ مجلسین اس لحاظ سے بہت مفید ہین کہ بہت سے لوگون کو اپنے ملک کے
انتظام مین شریک ہونیکا موقع ملتا ہے - انگریز لوگ اپنے حاکم آپ ہین یا
کم سے کم اگر تکلیف گوارا کرین تو اپنے اوپر حکومت کرسکتے ہین لیکن اکثر ایسی
بد انتظامیان ہوجاتی ہین کہ جنکا باعث صرف یہ ہوتا ہے کہ اوس ضلع کے
لوگ اپنے معاملات مین کافی دلچسپی نہین رکھتے - اسنے عموماً بدعملی پیدا

ہوتی ہے۔لیکن باوجود ان تمام نقائص کے جوکہ زیادہ تر آلات انتظام سے متعلق ہین پردۂ دنیا پر کوئی اعلی درجہ کی قوم اتنی آزاد نہین ہے جتنے کہ انگریز ہین۔
علوم وفنون نصف النہار کمال پر پہونچ گئے ہین اونکی ترقی نے سحر و اعجاز کو بھی گرد کر دیا ہے کلون نے وقت اور محنت دونون مین بے انتہا کفایت کر دی ہے۔شاہی دار الضرب اور سلح خانہ اور دوسرے بڑے بڑے کارخانون مین نہایت نازک کامون کو کہ جو معمولی طور پر مہینون مین ہوتے منٹون مین ہوتے ہوئے دیکھکر سخت حیرت ہوتی ہے۔دار الضرب مین چاندی سونا پگھلایا جاتا ہے سانچون مین ڈہالا جاتا ہے گول ٹکلیون مین کٹتا ہے چرخ پر چڑھتا ہے ٹھپہ لگایا جاتا ہے وزن کیا جاتا ہے اور جلا دی جاتی ہے مگر یہ سب کام بہت ہی تھوڑی دیر مین ہوجاتے ہین۔ایسی ایسی سچی ترازوئین ہین کہ پانو کے سو ین حصہ کی کمی بیشی بھی معلوم ہوجاتی ہے۔اشرفیان ایک نلی کی راہ سے ایک کل مین ڈالی جاتی ہین پورے وزن کی ایک طرف جمع ہوجاتی ہین اور کم وبیش وزن کی دوسری طرف گرتی ہے ایک دوسری کل کے ذریعہ سے انکے ٹکڑے ہوجاتے ہین۔
ٹائمز یا کسی دوسرے معتبر اخبار کا چھاپہ خانہ علوم وفنون کی ترقی کی دوسری مثال ہے۔کام کی کثرت کے لحاظ سے بہت ہی کم لوگ کام کرتے ہین ایک کمرہ مین ٹلیفون اور تار ہین جو پارلیمنٹ اور تمام بڑے بڑے مقامات سے ملے ہوئے ہین ادہر تو پارلیمنٹ مین بحث ہورہی ادہر تمام نامور مقررین کی

اسمیچین لفظاً لفظاً چہپ رہی ہین - بعض خود رو تار کی کلین ہین جو پیامات تار برقی کو کاغذ کے لمبے لمبے پرچون پر لکہدیتی ہین - کلبون مین بہی یہ کلین لگی ہوئی ہین اسلیئے انگریزون کو دنیا کے ہر حصہ مین ہر واقعہ کی اطلاع اوسکے وقوع کے ساتہہ ہی ملجاتی ہے - چہاپہ کی کلین حیرت انگیز ہین ہر کل کے چلانیکے لیئے صرف ایک شخص کی ضرورت ہوتی ہے - رولر خود کاغذ کو کہینچ لیتا ہے - حروف پر سیاہی لگجاتی ہے کاغذ چہپتا ہے مڑتا ہے مناسب ٹکڑون مین کٹتا ہے تہ ہوتا ہے اور پرچہ گن بہی لیئے جاتے ہین - یہ سب کام خود بخود ہوتا ہے اور اسقدر جلدی ہوتا ہے کہ کئے ہزار پرچے چند سنٹ مین تیار ہو جاتے ہین -

جہازون کی تعمیر کا مرکز گلاسگو ہے - یہ بہی ایک عجیب حیرت انگیز سحر نما کام ہے - یہہ بہنے والے عالیشان محل کنارہ پر بنائے اور کلون کے ذریعہ سے سمندر مین ڈالے جاتے ہین - مانچسٹر مین ایک عجیب حیرت مین ڈالنیوالے طریقہ سی چہینٹ چہاپی جاتی ہے - خوبصورت چہوٹے چہوٹے نمونون کا عکس ایک آئینہ کے ذریعہ سے ڈہاکر دہات کی تختی پر لیتے ہین - ایک کل کے ذریعہ سے جسکا چلانا اسقدر آسان ہے کہ ایک خورد سال بچہ کے سپرد کیا جاسکتا ہے ان تصویرون کو حالت اصلی پر لاکر ایک رولر پر منتقل کرتے ہین - اسی طریقہ سے آناً فاناً پہول پتیون کی ایسی عمدہ نادر تصویر اوتر آتی ہے کہ جو انسان کے صناع ہاتہہ دنون اور ہفتون مین بہی نہ اوتار سکتے

جب رولر تیار ہو جاتے ہین تو بات کرنے مین کپڑے کے ہزارون گز چھپ جاتے ہین - دوسری کلین چھاپتی خشک کرتی اور رنگون کو جلا دیتی ہین اور بعض اور کلون کے ذریعہ سے لوہا لگتا ہے چمکایا اپاتہ کیا جاتا ہے اور پھر وہ بار ایسے گٹھے بنائے جاتے ہین کہ جو آسانیسے تہوڑی سے تہوڑی جگہ مین دور دراز ملکون کو پہونچ جائین - مجھکو شیفیلڈ مین مسٹر سس برون کے سلاح سازی کے کارخانہ کو دیکھکر اور بہی حیرت ہوئی - لوہے اور فولاد کے تودے کے تودے گل گلا کر موٹے موٹے چادرون کی صورت مین منتقل ہو جاتے ہین اور اسمین آدہ گھنٹا بہی نہین لگتا اور نہ اتنی دقت ہوتی کہ جتنی ہمارے کمہارون کو مٹی کے کہلونے بنانے مین ہوتی ہے -

اخلاقی اعتبار سے انگریز عموماً ایماندار اور راست باز ہوتے ہین - یہہ اونکا قومی تمغہ ہے گو کہ بعض لوگ اس سے محروم بہی ہین - مگر وہ مستثنیٰ ہین ایکدفعہ مین ایک کرایہ کی گاڑی مین تین سو روپیہ کی انگوٹھی رکھکر بھول گیا دو دن کے بعد خود گاڑی والا آکر واپس کر گیا - ایک اور ہوٹل مین انگوٹھی کھوگئی ایک ماما کو اتفاقاً ملگئی اوسنے فوراً مجکو لا کر دیدی -

یہہ انگریزون اور لندن کی بے بہا خوبیون کا بہت مختصر اور سرسری بیان ہے - اچہا نا گو ہی یہ خیال کرے کہ مینے بیجا مدح سرائی کی ہے اسلیے مین بعض اور شہرون اور ملکون کا حال بہی لکہتا ہون جنکے دیکھنے کا مجکو اثنائے سفر مین اتفاق ہوا - سب سے پہلے پیرس کا حال سنئے - عروس البلاد پیرس

عجب دلچسپ خوشنما شہر ہے وہان کے بعض بعض مقامات بیشک قابل
تعریف ہین - چوڑی چوڑی خوبصورت سڑکین ہین جنکے دونون طرف درخت
لگے ہوئے ہین شیمس الی اسپر ہے جہان - روشون پر درخت اپنی سبز تازگی بخش
پتونسے سایہ کیے ہوئین اور قسم قسم کے شراب بنانے ہین اور رات کے وقت
برقی روشنی مین تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ؎

اگر فردوس بر روے زمین است　+　ہمین است و ہمین است و ہمین است

بوئی ڈی بلون ایک باغ ہے جسمین بڑے بڑے عظیم الشان درخت اپنے
پتی بھری شاخون کو پھیلائے ہوئے ہین - ہر طرف خوشنما روشین ہین اور
تھکے ماندون کے لیئے جابجا بنچین بچھی ہوئی ہین - کسی طرف چھوٹے چھوٹے تالاب
اور آبشارین ہین کہین پانی مین ہزارون مرغابیان گلگشت لگا رہی ہین - ایک
خوبصورت چوک ہے جہان فوارین چھوٹتے ہین اور پتھر کی ہوش ربا تصویرین
رکھی ہوئی ہین - اس مقام کا نام پلیس ڈی لاکنکارڈ کہتے ہین - پیرس کے
یہ مقامات فی الواقع لاجواب ہین تمام شہر تاریخی اور فرانسیسیون کی فتوحات کی
یادگارون سے بھرا ہوا ہی - ان لحاظات سے لندن بہت کم مایہ ہی لیکن محنت کاروانی تجارتی
ترقی مین لنڈن سے ٹکر کہانا محال ہے - تجارت کے اعتبار سے لندن سے پیرس کو وہی
نسبت ہی جو دیو کو بالشتئے سے ہے -

فرانسیسی نہایت خلیق اور ملنسار ہوتے ہین پہلی دفعہ دیکھکر اجنبی شخص کا
دل انگریزون کی بہ نسبت اونکی طرف زیادہ کھینچتا ہی - مگر وہ ظاہر پرست بہت ہین

اُنمین وہ متانت تدین اور مروت نہین ہوتی جو انگریزون پر ختم ہو غور کرنیکی بات ہے
کہ وہ اپنے ملک کی انتظام اندرونی مین کیا خاک اُڑا رہے ہین - ہر روز پارلیمنٹ مین شرمناک
قضیے ہوتے ہین ذرا ذرا سی باتون پر ایک دوسرے لڑ بیٹھتے ہین گو کہ لڑنے والون کو
شاباشی دینے کا مقام ہو کہ وہ اتنی ہوشیاری ضرور کرتے ہین کہ کسیکی چوٹ نہ آئے منتظمان
ملک اپنی اپنی بڑائی کی تدبیرون مین مستغرق رہتے ہین اور بیغرضی کے نام سے واقف نہین
انگلستان ممکن ہو کہ تمام خوبیون سے جیسا چاہیئے ویسا آراستہ ہو مگر انصاف
یہ ہے کہ وہان کے لبرل اور کنسرویٹو دونون اپنے ملک کے سچے ہوا خواہ
ہین - انگریزون کی حکومت جب کسی دوسرے ملک مین ہوتی ہو تو وہ ہمیشہ اپنی رعایا کی
تعلیم و تربیت تہذیب و شایستگی اور فلاح و بہبودی کی فکر مین رہتے ہین اسلئے برعکس
فرانسیسی اونکو چاہ جہالت مین ڈالے رکھتے ہین - مینے یہ چند لفظ فرانس کی نسبت
اس وجہ سے لکھے ہین کہ وہ ابھی تک دنیا کا شایستہ ترین حصہ اور اوسکا دار السلطنت
بہترین شہر سمجھا جاتا ہی - یوروپ کے دوسرے شہرون مثلاً وینس ٹیورن میلان فلاورنس
نیپلز روم وغیرہ مین بھی خاص خاص باتین پائی جاتی ہین مثلاً کوئی اچھے موقع سے
واقع ہو کوئی تاریخی واقعات اور عمدگی عمارات کے لحاظ سے شہرت یافتہ ہے
کہین صنعت و حرفت کے عمدہ عمدہ نمونے موجود ہین مگر لندن کے سامنے
سب گرد ہین فقط

بقیہ سفر کوہ نیلگری

(سلسلہ کے کئے نمبر ۷ جلد ۲ ملاحظہ ہو۔)

۱۴ ماہ رمضان ۱۳۰۶ھ روز چہارشنبہ

شب کو سردی کی وجہہ سے آج مین ساڑسے آٹھہ بجے بیدار ہوا دس بجے چھوٹی حاضری ہوئی اور ساڑسے بارہ بجے برک فاست ہوا۔ تین بجے بعد کرنیل اور مسز پیل اور لیڈی سر آلیور سینٹ جان رزیڈنٹ میسور سے ملاقات ہوئی سر آلیور سینٹ جان اور مسز ہاڈسن مکان مین نہ تھے اسلیئے کارڈ چھوڑ کر چلا آیا چھہ بجے بعد گہوڑسے پر پولو گرونڈ اور تالاب کا چکر لگا کے سات بجے مکان کو واپس آیا آج سردی شدت سے ہے۔ ہمراہی باورچی عبداللہ کو کہ ضعیف ہے بخار آگیا ہے۔

برن فنٹ مکان سطح زمین سے آٹھہ ہزار ایکسو فٹ بلند ہے۔ اور اوسکے اندر پہاڑ آٹھہ ہزار تین سو فٹ بلند ہے اس بنگلہ مین اقسام کے رنگارنگ گل وبیل ہین سنکونہ اور صندل اور کافور کے درخت بھی بکثرت ہین۔ تالاب مین پانی کم ہے اور جسقدر ہے وہ موہری سے روز نکل کے کم ہوتا جاتا ہے بارش نہونے سے یہان کے لوگونکا بیان ہے کہ امسال گرمی ہی مگر ہمکو تو اچھی سردی معلوم ہوتی ہے۔ تالاب مین چلانے کو مدراس سے کشتی چھوٹی منگوائی گئی ہے شاید آج آجاسے۔ رات کو وسٹ[1] ہوا اور دو بجے بعد آرام کیا۔

۱۵ ماہ رمضان ۱۳۰۶ھ روز پنجشنبہ

شب بیداری کی وجہہ سے ہم نو بجے بیدار ہوسے بعد حمام وغیرہ گورنمنٹ

---

[1] ایک قسم کھیل۔

ہوس ٹہیک بارہ بجے پہونچ گئی تک ایڈی کانگ نے پیشوائی کی اور پرایوٹ
سکریٹری نے ملاقاتی کمرہ مین لیجاکر گورنر صاحب کو اطلاع دی صاحب معز آفس
روم مین تھے وہین طلب فرمایا یہ مجرد دروازہ مین داخل ہونیکے لارڈ کنیمارا گورنر
مدراس نے نہایت تپاک سے پہلے آپ ہی اوٹہکر دروازہ تک بڑہے اور
خیریت پرسی کی ہاتہہ مین ہاتھہ ملایا برابر پچیس منٹ محبت آمیز گفتگو ہوتی رہی۔
اُنہین لارڈ صاحب نے ہماری دعوت لندن مین بہی کی تھی۔ بڑے بہائی کی مزاج
پرسی بہی کی اور بلدہ کی فوج کی تعداد اور اقسام اقوام فوج اور کچھہ مال گزاری
کی کیفیت دریافت کیا اور فرمایا کہ آپکو یہان جو کچھہ مطلوب ہو بلا دریغ مجھسے مدد
لیجئے مین بخوشی مدد دونگا اور یہہ بہی کہا کہ دعوتی کارڈ ۲۴ مئی کے روز کا پہونچیگا آپ
ضرور تشریف لائیگا بعد رخصت لینیکے دروازہ تک مشایعت کی۔ اور ایڈی کانگ
نے گاڑی تک پہنچایا۔ وہان سے مین نے سر چارلیس آربتھ نٹ کمانڈر انچیف
حشمت مدراس کے ملاقات کو گیا دس منٹ کی ملاقات رہی معلوم ہوا کہ یہہ
فوجی آفسر بدمغ ہین معمولی سوال وجواب ہوے گویا آفیشل ملاقات
ہوی وہان سے نکل کے مین نے مسٹر شیشادری ایر منسٹر میسور کے ملاقات کو
گیا وہان پہنچکے اپنے ملازم مسٹر سیبون کو کارڈ دیا سیبون زینہ کے قریب
پہنچا تہا کہ ایک ہندو صاحب دہوتی باندہے ٹویٹ کا لانگ کوٹ جو ممبرلہ اور
کوٹ کے تہا پہنے ہوے سر پر سفید ململ کا کوی چار ردکی پٹکہ باندہے ہوے
موجود تہے سیبون میرا یورپین ملازم یہ نہ سمجہا کہ یہی دیوان صاحب ہین۔ بلکہ

ان کے سادہ مزاجی سے سمجھا کہ دیوان صاحب کے یہ کوئی ملازم ہین فی الفور
کارڈ انہی کو دیا اور کہا کہ یہ کارڈ دیوان صاحب کو دین پس وہی صاحب جو در حقیقت
خود دیوان تھے زبان انگریزی مین کہا کہ اہا نواب منیر الملک بہادر آئیے آئیے
یہہ کہتے ہوئے خود بڑہے اور گاڑی کے پاس آئے معلوم ہوا کہ یہی صاحب
شیشادری ایر مسٹر ہین اور نہایت لایق اور فہمیدہ آدمی ہین کوئی
دس منٹ ان سے ہی ملاقات رہی - آج برک فاسٹ ۲ بجے دن کے ہوا بعد
غذا کے دو دوست کی بازی رہی - پانچ بجے منہ ہات دہو کر ہوا خوری کی
غرض سے - بروم گاڑی مین پولو گرونڈ اور تالاب ہوتے ہوئے سلک ہوٹل
پہنچا وہان اوتر کے سوڈا پیا سات بجے شام کو مکان واپس آیا آٹہ بجے ڈنر
ہوا اور مسٹر مری اور مسٹر ورڈ کو کل کے برک فاسٹ کی دعوتی چٹہیان روانہ
ہوئین ڈنر کے بعد دو بازی دست کہیلے گئے اور ۱۲ بجے استراحت ہوئی -

۱۶ رمضان ۱۳۰۶ھ روز جمعہ

آج نو بجے بیدار رہوا سردی بہ نسبت ایام گذشتہ کے کم ہے اگرچہ ہر ایک بیڈ روم
مین آتشدان موجود ہے لیکن ہمکو آج تک اوسکے گرم کرنیکی ضرورت نہوی -
ٹہیک گیارہ بجے مسٹر مری ایجنٹ بنیک آف بنگال اور مسٹر ورڈ جسکے انچارج
ہمارا بنگلہ تھا اور انہین کے معرفت خرید اگیا تہا آئے ۱۲ تک اونسے مکالمت
رہی سوا ۱۲ کو میز پر گئے قریب ایک کے کہانیسے فراغت ہوئی یہہ لوگ ۲ بجے
تک یہان رہے بعد ازان تبدیل لباس کرکے مع ڈاکٹر صاحب لیڈی سو تنر کو

ملاقات کو بمبئی ہوس گئے برابر ایک گھنٹہ وہان رہا یہ لیڈی صاحبہ نہایت
خلیق ہین اور اونکی فکر معاش نہایت اچھی ہے انکا ذاتی چار کا باغ یہان موجود
ہے اور انکا بنگلہ یہان کے سب مکانات سے اچھا ہے انکا ارادہ ہے کہ اسکو
فروخت کرکے لندن جایئن لیکن قیمت مکان معہ فرنیچر ۲ لاکھہ سے کم نہین
بتلاتیین فی الواقع مکان نہایت اچھا اور فرنیچر اول درجہ کا موزون ہے۔
پہلے سے ہم معہ ڈاکٹر صاحب اور سید غلام رسول صاحب اور میر فیاض علی صاحب
اور مسٹر پنور نگم فینسی بازار گئے۔ یہان کے موجودہ لیڈیون نے آج اور کل
کیواسطے ایک فینسی بازار قایم کیا ہے۔ داخلہ کا ٹکٹ فی آدمی ایک روپیہ
ہے۔ یہہ بازار اوسی کمرہ مین تھا جہان تھیٹر ہوا کرتا ہے۔ کمرہ نہایت وسیع
ہے اسمین ہر ایک لیڈی نے اپنی اپنی دوکان علیحدہ لگائی تھی اور ہر قسم
کے آرایشی سامان اور مٹھائی اور میوہ وغیرہ سے آراستہ تھی ہم نے ٹکٹ
ایک لیڈی سے جو دروازہ پر کہڑی تہی لیکر داخل کمرہ ہوئے کمرے مین داخل
ہوتے ہی سب سے پہلے ایک مہوش لیڈی نے ایک ایک گلدستہ
پیش کیا جسکی قیمت ممنونیت کے ساتہہ ایک ایک روپیہ ادا کیگئی پہر تو یہہ حال
تہا کہ ہر ایک دوکاندار لیڈی اپنی اپنی طرف توجہ دلاتی تھی اور سب سے زیادہ لطف
مٹھائی کے دوکانون پر تہا بہر حال دو سو روپیہ کا سامان متفرق دوکانات سے
خریدا گیا۔ یہان گورنر صاحب اور کمانڈر انچیف اور سر الیور سینٹ جان
وغیرہ سے بہی ملاقات ہوی گورنر صاحب اور مہاراجہ موربت جلد واپس چلے گئے

اور کمانڈر انچیف صاحب اس بازاری جلسہ مین بہی تمغہ زیب سینہ کئے ہوئے
تھے - ڈاکٹر سنگے جو میرے دوست ہین وہ بہی ایک دوکان پر ملے -
سر آئیور سینٹ جان نہایت خلیق افسر ہین بہت دیر تک گفتگو کرتے
رہے اور ڈاکٹر یوسف علی صاحب کو پہچانا اور کہاکہ مین نے تمکو نواب
سر سالار جنگ کے اسٹاف مین کلبرگہ مین دیکہا تہا اور فارسی زبان بولتے تہے
آغا سید علی صاحب شوستری کو بہت پوچہا اور کہتے تھے کہ مجھے چھہ سال سے
فارسی زبان بولنے کا اتفاق نہین ہوا ہے باایں ہمہ فارسی خوب بولتے تھے
ہم ساڑہے چار کو اس بازار سے باہر نکلے - اور سیدہے مکان آگئے - اسوقت
ندرا اس سے قالین اور کرسیان وغیرہ جو برن فٹ مکان کے
واسطے طلب ہوئے تھے پہونچے مکان کی آراستگی مین ایک گہنٹہ گذر گیا چھہ بجے
بعزم سلک ہوٹیل ہمہ سید غلام رسول اور ڈاکٹر صاحب کے روانہ ہوئے
اور ارادہ تہا کہ آج بلیئرڈ کہیلینگے لیکن اکوڈک برج تک جو ہمارے بنگلہ سے
شاید چار سو گز ہوگا پہنچے تھے کہ غلیظ ابر نمودار ہوا اور شدت سے پانی برسنا
شروع ہوا اگرچہ ہم بروہم گاڑی مین تہے اور پانی سے کچھہ ضرر نہین تہا مگر دوسرے
ہمراہیونکے بہیگ جانے کے خیال سے واپس مکان آگئے - یہہ بارش
صرف ہمکو تکلیف دینی آئی تہی جبکہ ہم گہر پہونچے پانی بند ہوگیا لیکن شام
ہوگئی تہی اسلیئے باہر جانا نہوا ساڑہے سات بجے ڈنر ہوا - اور گیارہ
تک وسٹ ہوتا رہا قریب بارہ بجے کے استراحت کیا -

۱۷ رمضان ۱۳۰۶ روز شنبہ

آج ہی آٹھہ بجے بیدار ہوا۔ شکار کے چندہ مین دو سو روپیہ دیا کیونکہ یہان کی لیئے یہہ لازمی بات تھی اخبارات ملاحظہ ہوئے ساڑھے بارہ کو برک فاسٹ ہوا اور بلدہ وغیرہ کو چند خطوط تحریر کیا۔ بعد برک فاسٹ قریب ۲ بجے مسٹر شیشادری۔ ایم۔ سی ایس۔ آئی۔ دیوان میسور باز دید کو تشریف لائے۔ آج کا لباس کچھہ مہذب نہ تھا قریب نصف ساعت کے مکالمت رہی اور یہہ قرارداد ہوا کہ یکشنبہ کے روز ہز ہینس مہاراجہ میسور کی ملاقات کو جائین اور دوشنبہ کے روز ۴ بجے مہاراجہ میسور ہمارے باز دید کو برن فٹ مکان مین تشریف لائین ۴ بجے سے ۴ تک دو بازی وسٹ کی ہوئی قریب ۵ ساعت کے گھوڑے پر سوار ہوکر فرن ہل تک گیا راہ مین سید غلام رسول اور ڈاکٹر صاحب اور میر فیاض علی صاحب جوڑی گاڑی پر دم مین ہوا خوری کو نکلے تھے ملے اور ہم سب ملکر فینسی بازار کے مکان تک گئے معلوم ہوا کہ بازار ہی ختم ہوا اور بہت سے لیڈیان اور جنٹلمن واپس چلے آئے تھے۔ یہان میرے خود ہانکنے کی گاڑی محبوب خان لائے تھے مین مع ڈاکٹر صاحب کے اس گاڑی پر سوار ہوا ساڑھے چھہ بجے مکان کو واپس پہنچا گیارہ بجے شب تک وسٹ ہوتا رہا کل کے روز جو سامان کہ فینسی بازار مین خریدا تھا آج آیا۔ ۱۲ بجے استراحت ہوئی۔

۱۸ رمضان ۱۳۰۶ روز یکشنبہ

سات بجے بیدار ہوا آج دس بجے مقیاس الحرارت ۶۵ درجہ پر ہے لنچ

اتوار ہے اسلیئے کل ۱۰ بجے تک سے یہان کے دوکانین بند ہین - نواب
نواب وقارالامرابہادر کے برک فاسٹ پر دعوت تھی اسلیئے صبح کہین
جانا نہوا ٹہیک سوا بارہ کو نواب صاحب ممدوح تشریف لائے - جنکا انتظار
۱۲ بجے سے تھا ساڑھے بارہ کو میز پر بیٹھے بعد فراغ از طعام وسٹ کا ایک
گیم ہوا جسمین مین اور اقبال الدولہ بہادر ایک طرف اور ڈاکٹر یوسف علی صاحب
و جنرل محمد اکبر صاحب ایکطرف تھے اہی موخر الذکر اشخاص نے گیم جیتا - برابر ۳ بجے
نواب صاحب محتشم الیہ رخصت ہوئے مین منہ ہاتہ دہوکر کپڑے بدلا
اور ڈاکٹر صاحب کو ہمراہ لیکر چار بجے مہاراجہ صاحب بہادر میسور کی ملاقات کو
گیا گاڑی تک ایڈی کانگ اور پرایوٹ سکریٹری مسٹر مارٹن نے استقبال
کیا ملاقاتی کمرہ مین دو کرسیان صدر مین بچہی ہوئی تہین بہ مجرد داخل ہونے
کے مہاراجہ بہادر نے سرو قد تعظیم دیکر شیک ہنڈ کیا اور برابر کی کرسی پر بٹہایا -
حضور پرنور کی مزاج پرسی فرمائی اور معمولی اخلاقی مکالمت کے بعد عطر پہول
پان دیکر رخصت فرمایا اور مشایعت بہی اوسی قسم سے ہوئی گاڑی مین
سوار ہوتے وقت پرایوٹ سکریٹری سے کہا کہ مہاراجہ بہادر کل ڈیڑہ بجے
بازدید کو رونق بخش ہونگے وہانسے مین پانچ بجے کے قریب نواب
وقار الامرا بہادر کے بنگلہ پر پوشاک بدلی اور سواری کے کپڑے پہنے
اور نواب صاحب معزز کے ہمراہ تالاب پر سیر کو نکلا سید غلام رسول اور میر
فیاض علی صاحب بہی بروہم میں سوار ہوکر پونے چھہ بجے تالاب پر پہونچے

یہان آٹھ دس کشتیون مین اکثر یورپین معہ پریزادان فرنگ بعض مین ایک
ایک جوڑا اور بعض مین دو دو جوڑی حسب مرضی تالاب مین چکرین لگا رہی تہی
عجب سیر کی جاے ہی اور یہی ایک مقام بہت خوشگوار ہے چونکہ مین
بہی اس کلب کا ممبر ہون ایک چہوٹی کشتی مین تنہا سوار ہوا اور خوب گشت
ہوی اور نواب وقارالامرا بہادر بہی کشتی مین گشت کرتے رہے - الغرض
ساڑہے چھ بجے تالاب پر نواب وقارالامرا بہادر سے رخصت ہوکر سیدہی
سلک ہوٹیل کو گیا - بلیرڈ روم کہلواکر ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ایک گیم سو کا
کہیلا یہان مسٹر ڈرو سے ملاقات ہوی چونکہ روز یکشنبہ تہا یہانکے مقیم
یورپین گرجا گئے تہے - ساڑہے سات بجے مکان واپس ہوئے آٹھ بجے
ڈنر ہوا - ۱۲ بجے آرام کیا شب کو بدخوابی بہی رہی - آج شب کو ۱ بجے تک بارش
ہوتی رہی اس اثنا مین یہان کے چاہ کے طور طریقون کی دریافت کرتا رہا یہان
کے چاہ کے باغات اکثر یورپین کے قابو مین ہین جیسا کہ سنکونا کی کاشت مین
فواید ہین چاہ کے فواید بہی اس سے کچھ کم نہین بڑے بڑے دولت کے ذریعہ جو ہندوستان مین
ہین افسوس ہی کہ خود اہل ہند اسپر توجہ نہین کرتے برخلاف اسکے اہل یورپ ہزارون
کوس سے یہان آکر ایسے سودمند کامونکو جاری کرتے ہین اور بڑی دولت کما لیجاتے ہین
اب مین چاہ کی مفصل کیفیت بلاکم وکاست نقل کرتا ہون اور امید کرتا ہون کہ
کبھی نہ کبھی ہمارے اہل وطن بہی اس سودمند زراعت کے جانب توجہ
کرینگے -

چاء کا بیان

زراعت اور انتظام

جسقدر تجربہ اسوقت تک حاصل ہو چکا ہے کہا جاتا ہے کہ انکے موافق انتظام غالب درجہ بہتر ہی ہوگا پس ضرورت کے موافق قطع زمین تلاش کرکے سب سے پہلے سڑکون پر لحاظ کرنا چاہیئے۔

سڑک

اگر وہ قطع زمین کسی وادی کوہ مین واقع ہو تو سڑک بلند ترین مقام سے شروع ہونی چاہیئے اور رفتہ رفتہ اوسکا ڈھال نشیب وادی مین اسقدر لیجانا چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ ایک اور اٹھارہ کی نسبت ہو بعدہ متوازی سڑکین اوسی اُتار چڑہاؤ کی بنائی جائین جنمین باہمی سوگز کا فرق ہو جیسا وہان کے زمین کا اقتضا ہو بعدہ ان متوازی سڑکون کو آخر مین ملا دینا چاہیئے۔ اگر یہہ کام اچھی طرح کیا جائے تو آیندہ کے بہت سے تکالیف اور اخراجات سے پناہ رہے۔
پہلے پہل پوری حد تک سڑکون کا وسیع کرنا ضرور نہین چار میل کے چوڑائی غالباً برسون تک کیلیے ضرورت رفع کریگی لیکن یہہ مناسب ہوگا اگر سڑک پر جا بجا گڑھے کہود دیے جائین تاکہ یہہ معلوم رہے کہ پوری وسعت کہانتک ہے ان مقامون پر زراعت نہو۔ اسنے سڑک کی حد قائم رہیگی اگر ضرورت ہو تو اس سے زیادہ سڑکین اسقدر وسعت کے ساتھہ کہولی جائے کہ عمارات کا موقع موزون واقع ہو اوسی وقت اس امر کی بہی فکر رکھنی چاہیئے کہ اگر سڑک کے راہ مین کوئی ندی واقع ہو جائے تو کنارے پانی

بہانے سے فائدہ اٹھایا جائے۔

عمارات

چارس کے باغات مین عمارات کا موقع منتخب کرنے کیلئے یہ خیال ضرور رہے کہ صرف دو ہی مجموعہ عمارتون کا ہو۔ بنگلہ دفاتر۔ اور کارخانہ ایک مجموعہ ہون اور محررون کی نشست گاہ۔ قلیون کی لائن اور مویشیون کے باندھنے کی جگہ دوسرے مجموعہ مین ہو۔ عمارت جہان بنے ضرور ہے کہ وہان ... آرام اور راحت جملہ متعلقین کا خیال رہے۔ اگر سرکین اسطرح بنائی گئی ہون کہ ان سے کسی مین پانی بغیر زمین توڑے بہتا رہے تو سایہ دار مناسب جگہ عمارت بنانیکی ملجائیگی اگر ہو سکے تو عمارت لب سڑک نہر کے قریب تعمیر ہو کیونکہ اس سے پانی اکثر صاف رہا کرتا ہے اور جو نہر عمارت سے فاصلہ پر ہوتی ہے اوسکا پانی اکثر خراب رہتا ہے۔

جب موقع تعمیر مکان کا ملجائے تو تعمیر شروع ہو سڑک سے متصل بنگلہ ہو اور اوسکے پیچھے کارخانہ۔ اگر موقع ہو تو عمارتون کا مجموعہ مستطیل خواہ مربع ہو جو بہت موزون اور آرام دہ ہوگا۔ بشرطیکہ وضع وغیرہ درست ہو۔ اگر عمارتون کا مجموعہ اسطرح واقع ہو کہ سڑک پر نصف دائرہ بنجائے تو اور خوبصورت اور آرام دہ ہو۔

اگر عمارت اس وضع کی بنائی جائے تو کارخانہ کسی عارضی خیمہ یا جھونپڑی مین

ہوا ور جب اسکی تکمیل ہو جائے تو سڑک کے پیچھے عمارت اور باغ سے ملحق پودہ
رکہنے کا مکان یعنے نرسری بنایا جائے۔ رقبہ کل احاطہ کا جسمین باغ۔ سڑک
مکانات وغیرہ ہون ایک یا دو یا تین ایکڑ زمین سے زیادہ نہو۔ اگر پودہ رکہنے
کا مکان اور دوسرے تعمیرات ٹہیکہ پر ہو تو بہتر کیونکہ پہر قلیون کی لائن
کی جلدی نہیگی اطمینان سے تعمیر ہو گی۔

اگر کوئی گانو بداگا لوگون کا ملجائے تو ٹہیکہ پر کام چلانے مین بہت آسانی
ہو گی کیونکہ یہہ لوگ ٹہیکہ کا کام بہت خوشی سے کرتے ہین اگر درمیان مین
جنگل واقع ہو تو درختون کو نکال ڈالین اور زمین کو کنکرا ور درختون
کے جڑون سے خوب صاف کرین اوسوقت زمین پودہ رکہنے کے لیئے
تیار ہو جائیگی۔

پودہ رکہنے کا بیان

اس مکان کے گرد کٹہرا لگا دینا چاہیئے اور کٹہرے کے آس پاس
بر بری یا گلاب کی جہاڑیان ہون۔ اسوقت ہی بہت کم قلیون کی ضرورت ہوگی
اگر بدا کا ملجائیں تو بہتر ہے کیونکہ قلیون کی قطارون کے بنانے مین سب
مہلت ملجائیگی۔

پودہ رکہنے کے لیئے مکان مسطح کہودنا چاہیئے کیاری درخت رکہنے کی پانچ فٹ
اور راہ دو فٹ ہو زمین کے توقع کے لحاظ سے اختیار ہے کہ کیاریان سیڑی
ہون یا لمبی کیاریان عمدہ طور سے برابر کرنی چاہیئے اور پتہر اور جڑ اندسے نکالکر

راکھ سے ڈھانپ دینا چاہیئے اور جب یہہ باتین ہو جائے اور سڑک بھی بنجائی اور پودھون کے لیئے مکان بھی تیار ہو جائے او پانی کی نہر بھی درست ہو جائے تو تخم ریزی شروع کردینی چاہیئے۔

تخم ریزی

نیلگری پر چار کے عمدہ باغات سے فی الحال تخم بہت اچھے ملتے ہین۔ اگر موسم موزون ہو تو فوراً تخم لیلینا چاہیئے۔ پودہ رکھنے کے مکان سے یہہ دیکھ لینا چاہیئے کہ اسمین پہیلے ہوسے درختون کی کہانتک گنجایش ہوگی بس اوسیکے موافق زمین کو پیرخواہ آلہ سے خوب مضبوط کرنا چاہیئے زمین سطح ہو بعدہ تخم اوس سطح زمین پر بونا چاہیئے۔ تخم ریزی باقاعدہ اور تمام برابر ہو۔ دو تین انچہ دبیز گھاس یا سڑی پتی بچھادینی چاہیئے۔ گھاس برابر اور باقاعدہ بچھنی چاہیئے گھاس کی دبازت موسم کے موافق ہونی ہے۔ برسات کے ایام مین گھاس ایک انچہ دبیز ہو بشرطیکہ خوب سڑے گرمی کے موسم مین دبازت کی زیادہ ضرورت ہے تاکہ دہوپ تخمون تک نہ پہونچے کیونکہ دہوپ ہونے سے تخم خراب ہو جاتے ہین۔ اگر گرمی کے ایام مین تخم ریزی ہو تو اُنکی رکھنے کے بعد ہی پانی سے خوب تر کرنا چاہیئے بعدہ دو ہفتہ تک کسی قسم کی فکر نہ کہانی ہوگی اسکے بعد دیکھنا چاہیئے کہ اگر کلد ہب گیا ہو تو فوراً نرسری مین لیجاکر پودہ لگادینا چاہیئے تجربہ سے معلوم ہوا کہ آدہ سڑے گھاس مین

پودہ کا اگنا بہتر ہے اور برسات کے شروع مین بھی پودے دوسرے جگہہ پر لگا دیے جائین کچھ زیادہ عمر ہونے سے پودہون کو زیادہ ضرر کا خوف نہین ہوتا جب تخمون سے نکلا ہونے یا دوسرے جگہہ لگانیکے قابل ہون تو ہر کیاری ہین دو آدمیون کو مقرر کیا چاہیے انکی پاس دندانہ وار کھیت کا ایک تختہ اور تخمون کا ایک ٹوکرا ہونا چاہیئے کیاری کے چوڑائی کے برابر تختہ کی لمبائی ہو اور عرض مین صرف دو انچہ ہو اور چار چار انچہ پر دندانہ بنے ہون۔ دندانہ کے مقابل سب بیج بونا چاہیئے۔ تختہ کا کنارہ لائن پر نولنے سے یہہ فایدہ ہوگا کہ کل درخت چاروں کے باقاعدہ مسلسل ہوجائنگے کیارون مین فاصلہ ایک فٹ کا ہونا چاہیئے۔ یہہ ضرور ہے کہ پودہون کی نازک جڑین لینے۔ مٹی کے ساتھہ ہونے پر قلیبی آس خاص امر میں بیفکر ہین جب کافی تعداد پودہون کی لگ گئی تو پھر کسی قسم کی فکر باقی نہ رہجائیگی صرف گھاس کا دور کرنا اور کبھی کبھی پانی دینا ہوگا۔ بہت سے حالتون مین کم عمر پودہون کی محافظت ضرور ہونی ہے اور اتنی کاشت سے زیادہ آسان طریقہ یہہ ہے کہ کیاریون کے چارون طرف سے کیڑا الگا دیا جاے اور اگر موسم مین گھاس کی ضرورت ہو تو پرانی گھاس کو نکالکر نئی گھاس درستگی کرنی چاہیئے اگر اسی اثنا مین کہر ابڑسے تو بہت اچھا طے رات ہونیسے پہلے اس مقام پر سایہ کر دینا چاہیئے جب کاشتکار کو اس سے فرصت ہوگی تو مستقل بیفکر کارخانہ کی فکر نی ہوجائیگی اور دو ایک برس کے بعد پودہون کیجانب توجہ پھر گی۔

قلیون کی لائن

اگر ممکن ہو تو بدا کا لوگون کو ٹھیکہ دینا چاہیئے کہ اسقدر کفایات کیلئے اس قدر رقم دیجائیگی بشرطیکہ مکانات قلیون معمولی درجہ کے بنائے ہون ناہموار پتھرون یا اینٹون سے مکان بنوانا اور کھپریل سے چھوانا بہتر ہے اسکا کفایتی نتیجہ آخر کو بہت مفید ہوگا ۔

بنگلہ

ہر حالت مین وسعت عمارت کا انتظام کاشتکار چاء کے رائے اور وسعت مقام پر منحصر ہے جب بنگلہ تیار ہوجاے تو جو عارضی مکان کارخانہ کے مرتب تیار شدہ تہا اوسکو منہدم کردینا چاہیئے بعدہ کارخانہ کی تعمیر ہو اور سب سے پہلے اوسکا نقشہ مرتب کرکے اچہی طرح غور کرلینا چاہیئے ۔

کارخانہ

جب سے مجھکو چاء سازی کے اصول معلوم ہوے اوسوقت سے مینے گرم پانی کو گرمی پیدا کرنیکا ایک عمدہ ذریعہ خیال کیا مینے ابتک نہین سنا کہ کسی کارخانہ مین کامیابی کے ساتہہ اس سے کام لیا گیا ہو لیکن مجھکو یقین کامل ہے کہ اس طریقہ سے بہت سا بڑا فایدہ ہوگا ۔ پانی ضرورت سے زیادہ گرم کیا جاتا ہے یہانتک کہ سینر چاء بنانے سے جو پانی جلانے کیلئے حرارت پہونچای جاتی ہے وہ بھی بہت زیادہ ہوتی ہے اب ہم بہت مفید اور کم خرچ طریقہ تیار کرتے ہین جنمین پہلے خوبی یہ ہے کہ اگر اس طریقہ سے

عملدرآمد کیا گیا تو لکڑی کا کوله جو اندنون نهایت قیمتی ہو گیا ہے بالکل بیکار
ہو جائیگا - کل آلات بہو سنے اور گرم کرنیکے ایک دیگدان کے ایک سے
گرم ہونگے خشک کرنے والی آلات اسطرح ترتیب دیئے جائین جو نه
صرف تیار شده چاء کو خشک کرین بلکه چاء کو بهی گرم کرین جو نلون کے
اوپر طاقون پر پہیلی رہین اور اسطرح ایام برسات مین بهی پتیان خشک
ہو جائین اور چهوٹ موٹ ہوائی موسم مین جو مسلسل مشکلات پڑی ہے
وه بالکل جاتی رہینگے - دوسرے یہ که کارخانه کے اندر نکلی دہول یا دهوان
نه جائیگا - اور اگر انتظام اچهی طرح ہو جائے تو کمرون کی تعداد مین تعمیری آلات
مین اور محنت مین بہت کمی ہو جائیگی پائپ کی حرارت مین کمی بیشی حسب
ضرورت کیجا سکتی ہے اور اسیطرح چاء کے جلجانیکا خوف نہین ہر قسم کے
بوائلر مکانات اور دوسرے قسم کے عمارتون کے گرم کرنے کیلئے اب
بنائے جاتے ہین - چنانچه انگلستان کا کرسٹل پیلیس اور اعلی درجه کے گرجے
اور دوسرے سرکاری عمارتین گرم پانی کے ذریعه سے محرور کیجاتی ہین
اور اسطرح عین ایام سرما مین مکانون کے اندر گرم ملکون کی حرارت قایم
رکهی جاتی ہے چاء کے کاشتکارون کیلئے بوائلر (پانی گرم کرنیکا ظرف)
نهایت مفید چیز ہے جو بغیر کسی قسم کی عمارت جدیده کے موقع کے ساته
قایم ہوسکتا ہے - اور چاء اچه کا پائپ معه اور ضروری سامانون کے بہت
ارزان ہے اور کلان بوائلر سے مساوی درجه کی حرارت قایم رہتی ہے -

طشت جسمین دو تین نلیان پانی پہنچانے کی ہون حسب خاطر ہو ایا جا سکتا ہے
اوسکی نلیان باہم ایک دوسرے سے ملی رہینگی اور ان سب کا سلسلہ اصلی
بوائلر اور پائپ سے مسلسل رہیگا۔ صرف ہی ایک آلہ ہوگا جسمین (پانی
گرم کرنے کے آلات) بنانیوالیکو تعلیم کی ضرورت ہوگی کیونکہ بطور خود
سمجھہ لینا آسان نہین ہے۔ جسقدر حرارت پہونچانی کی ضرورت ہو اوسی
نسبت سے بوائلر بہی جسیم ہو اور پائپ کی طولانی بہی۔ کارخانہ کے ایک
مسقف مکان مین یہہ بوائلر معہ ایندہن کے رکہا جا سکتا ہے۔ پانی گرم ہوتے
ہی طشتون مین اور پائپ کے ذریعہ سے تمام کارخانہ مین پہونچ جائیگا قبل
اسکے کہ بوائلر مین پہر گرم ہونیکے لئے واپس آئے اِس انتظام سے چاء بنانیکا
کمرہ مکمل ہو جائیگا کیونکہ ایک کنارہ پر چاء بہونے کا طشت پتیون کے رگڑ
نیکی نیز خواہ کل درمیان مین خشک کرنیکے پائپ ہر چہار طرف کمرے مین۔
اور بلندی پر دیوار مین رات کو سبز چاء پہیلانیکے طاق۔ یہہ آخری انتظام
نہایت کم خرچ اور مفید ہی کیونکہ گرم پائپ کے ذریعہ سے کل ترتیون مین یا
جو طاقون پر رہینگی برسات کے ایام مین راتون کو حرارت پہونچیگی اور
چینیون کے طرز تیاری چاء سے زیادہ مفید ہوگا کیونکہ اوس مین دہوان یا
خاک نہ پہونچیگی چہوٹے چہوٹے باغون سے ممکن ہے کہ یہہ طریقہ زیادہ
مناسب نہو حالانکہ مجھکو یقین ہے کہ وہان بہی اس سے بخوبی کام چلجائیگا۔
ایک کمرہ مین لوہے کے طشت ہوتے ہین جو اینٹ اور چونے کے چولہے

جمے رہتے ہین نیچے آنچ ہوتی ہے یا ہر طشت علحدہ علحدہ گرم ہوتا ہے ہمین
بتی رگڑنیکا پیز ہی رہتا ہے۔ دوسرے کمرہ مین خشک کرنیوالی آگ لکڑے کے
کولون کی ہوتی جو چولہون یا تو کردن یا چلینون مین رکہی جاتی ہے اور کمرہ مین
بند بتیان پہیلائی جاتی ہین اور کوئلہ و لکڑی جمع کیجاتی ہے اگر بہت ہی عمدہ انتظام
ہو تو بہی یہہ مکانات خاک آلودہ ۔ گرد برد سڑ برادر دہوان دیار رہوتے ہین۔
اسمین شک نہین کہ بہت کچہہ اصلاح کی ضرورت ہے۔ انتظام اور طریقہ تیاری
دونون مین سخت محتاجی ہے۔

اسوقت جبکہ دفتر، بنگلہ۔ اور قلیون کے مکانات تیار ہو جائینگے اور کارخانہ
کا نقشہ مکمل ہو جائیگا تو نرسری مین درختون کی نشو نما اسقدر ہو جائیگی کہ
مستقل طور سے جہان زمین صحت کیگئی ہو لگا دی جاسے یا زمین انکے لئے
درست کیجاسے مگر چونکہ جنگل اور کپاس کی زمین کے ساتہہ خاص طور سے
خدمت کیجاتی ہے اسواسطے ہر دو کا بیان یہان مناسب ہوگا۔

جنگل

اگر ممکن ہو تو ٹہیکہ کے ذریعہ سے جنگل کٹوا کر جلوا دینا چاہیئے بداگا قوم کے
لوگ بہت خوشی سے ٹہیکہ لینگے جہانتک ممکن ہو مانسون کے ختم ہوتے اس
کام کو شروع کردینا چاہیئے جس مین کاشتکارون کو ایام قلبہ رانی تک برابر
مصروف رہنا پڑیگا اسوقت ایک معقول تعداد اوزار کی لینی ہوگی مگر بسا
اوقات بداگا لوگون کے پاس انہین کے اوزار ہوتے ہین۔ بتیون کے جہانٹنے کا

جاتا اوس وقت تک لینا ہوگا جب تک کہ پودے زیادہ عمر کے نہوں اگر موقع ہو اور یہہ سمجھہ لیا جاسے کہ کارخانہ پورانے طریق پر چلایا جائیگا تو جنگل کی لکڑیوں کا کوئلہ لینا چاہیئے اگرچہ اوسکے فی الفور استعمال کی ضرورت نہو کیونکہ کوئلہ سڑ جانے والی چیز نہیں ہے بلکہ اگر خسر یدار موجود ہو تو پورے وقت کوئلہ سے اچھی قیمت آجاتی ہے جب زمین صاف ہو جاسے تو درختوں کے جڑوں کو کہود کر نکال ڈالنا چاہیئے - اور اس کام کو اگر ممکن ہو تو گرمی کے موسم مین شروع ہو کیونکہ اکثر برسات کے ایام مین سنا کی جڑین کام کو خراب کر دیتی ہین پانچ فٹ مربع فاصلہ سے جانے کے پودہوں کا لگانا بہت مناسب ہے اس سے کم وسعت دینا مضر ہے آٹھہ برس کے درخت نا پے گئے جنکا پہیلاو ۹ فٹ تہا اور اوسیقدر جڑ پہیلین ہوی تہی بلکہ بعض جانبون مین اس سے بہی زاید اگر ۵ فٹ کم وسعت مین پودے لگاسے جاینگے تو جو اعلیٰ درجہ کی زمین ان درختوں کے نشو نما کی باعث ہوگی وہ بجاسے ۸ برس کے بہت جلد گر جائیگی جبسے خود درختوں کے نشو و نما مین فرق آجائیگا - خراب زمین پر اگرچہ پہلے سال مین پتیان زیادہ نکلین لیکن درختوں کے زیادتی سے زمین کی بالکل قوت کم ہو جائیگی اور بہت ہی چند روز مین کہاد دینے کی ضرورت ہوگی حالانکہ اور حالت مین جلد کہاد کی ضرورت نہوتی -

کہونٹی گاڑنا

پہلے ایک طول لائن بچھا دینی چاہیئے اور پانچ پانچ فٹ کے فاصلہ پر مضبوط کیڑا لگا
دینا چاہیئے اسیطرح ایک دوسرے لائن عرض مین بچانی چاہیے جسکا زاویہ قایمہ
ہو اور یہہ لائن سے اوسیطرح پانچ پانچ فٹ کے فاصلہ پر ہون - پس جب عرض
اور طول کی لائنین ملینگی تو پانچ فٹ کا مربع بنجائیگا - جہان جہان اتصال طرفین
کی لائن کا ہو وہان کہونٹی گاڑ دینا چاہیئے مگر لائن خوب سیدھی ہون کہونٹیان
مضبوطی سے گاڑی جاوین کیونکہ زمین کہودنے کے پہلے عرصہ تک کہونٹیان
اسیطرح رہینگی -

زمین کہودنا

زمین کہودنیکا کام ٹہیکہ پر دینا چاہیئے مگر یہہ لحاظ ضرور ہے کہ ٹہیکہ وار بہت
سلیقہ کے ساتھہ کام کرین ۱۸ انچہ کا خندق چا کے پودہون کیلئے کافی ہوگا
اور جب اس مقدار کے خندق تیار ہو جاوے تو انکو بند کر دینا چاہیئے - جب
پہاڑ کے مغربی حصہ پر جنوبی مغربی موسمی ہوا اچھی طرح آجاوے اور
اسیطرح مشرقی حصہ پر شمال مشرقی ہوا اور زمین کافی طور سے تم ہو گئی ہو تو
پودہون کے لگانیکا نہایت عمدہ وقت یہی ہے -

پودہا لگانا

چا کے پودہے لگانے مین تین گروہ کرنا چاہیئے ایک مختصر مگر ہوشیار گروہ
نرسری یعنے ذخیرہ مین درختون کا اٹہانا دوسرا گروہ لانیوالون کا اور
تیسرا گروہ لگانیوالون کا ہو - ہر روز ایک آدمی دو سو درخت سے جنکی عمر

۲ برس کی ہو زیادہ نہ لگائے اگر زیادہ کی ہوس کریگا تو ممکن ہے کہ کام خراب ہو جاسے یہہ دیکھہ لینا چاہئے کہ پودہون کی جڑین اوس تیار شدہ سوراخ مین آسنے یا نہین اگر زیادہ ہون تو تیز چاقو سے مختصر کر ڈالنا چاہئے اور جسقدر رکھے پودے سے ذخیرے مین سمٹا دے سیقدر کرسے یہان لگانا مناسب ہے پودے سکے جڑکی مٹی آس پاس دو تین انچھ اونچے رہے تاکہ زمین کے ڈہالو ہوتے یا زیادہ پانی گرنے سے کچھہ نقصان نہو۔

سایہ

بیشک سایہ کرنا درختون کو مفید ہے۔ پودے سکے گرد اور اوسکے قریب مین فرن یا اور کوئی دوسرے گہاس سے جو قابل سایہ کرنے کے ہو لگا دینی چاہئے یہہ مناسب نہین ہے کہ پودے کو ایسا ڈہانپین کہ روشنی نہ پہونچے بلکہ آفتاب کی تیز دہوپ جو بعضے اوقات خاص وسط مانسون مین ہوتی ہے رکاوٹ ہو۔

گراس لینڈ

جس زمین پر گہاس ہوتی ہے اوسکی زراعت ویرداخت جنگلات سے مختلف ہے۔ پہلے گہاس کہودنا چاہئے جسکا خرچ فی ایکر دس روپیہ سے زاید ہوگا انگلستان مین بعض موقع پر دس شلنگ فی ایکڑ خرچ پڑا ہی اگر زمین پر ہل چلا دیا جاسے تو کام مین بہت آسانی ہوگی ایک اور منافع کی یہہ بات ہے کہ اگر ان ڈہیلون کو سڑا کر کیا دینا ہے تو بہت مفید ہوگی کیونکہ

ایک مقدار نیز کہاد کی کیت کی دو چند گوبر کے برابر ہوتی ہے علاوہ برین
اوسپر وہ ڈہیلے جب توڑ ڈالے جائینگے تو بعد کو حسب خاطر زمین پیدا ہو جائیگی۔
ڈہیلون کو دہوپ مین سکہلانا یا اوسکے گہاس کو جلانا بہت مفید ہے جب زمین
کہد جاوے تو جو طریقہ آئندہ ترتیب کا جنگل کے بیان مین موجود ہو وہی بیان کی جاوے
یہہ سمجہنا غلطی ہے کہ اس کہودنے سے آئندہ پودہون کے سوراخ بنانیکی
ضرورت نہ ہوجائیگی۔ بڑی پودہون کے قابل سوراخ ضرور بنانا چاہئیے
اور درخت لگانے کے ایام سے بنانا بہت تکلیف دہ ہوگا اس سطح
اراضی پر دوسری جگہہ کی مٹی ڈالنا مفید ہوگا۔ ڈہیلون کا مٹی کرنا اور بعدہ
آفتاب اور ہوا کہلانا بہت مفید ثابت ہوگا۔

گہاس چہیلنا

اگر پودہے لگانیکے ایام مین باغات مین گہاس وغیرہ زیادہ اُگی ہون تو اوسکو
فوراً صاف کرڈالنا چاہئیے جب باغات ایک مرتبہ اسطرح صاف ہو جائینگے
تو پہر چہہ روپیہ سالانہ فی ایکڑ خرچ پڑا کریگا۔

انتظام درختان چای

اول - دوم - سوم سال

جب کوی گہاس یا اور کوئی شئی جو دوسرے پودہون کی قوت کہینچ لینا چاہے
تو ایسی شئے کو فوراً اکہاڑ کر پہینک دینا چاہئیے۔
اگر اسطرح کی احتیاط عمل مین لائی جاوے تو درخت کے پانچویں سال تک

کاٹ چھانٹ کی ضرورت نہوگی۔ اوس وقت جو ضرورت بھی ہوگی وہ درختون کے خوبصورت اور باقاعدہ بنانیکے لئے کیجائیگی۔

چھانٹنا

قاعدہ ہے کہ اگر عرصہ تک غفلت نہ کیجاے تو زیادہ کانٹ چھانٹ کی ضرورت نہ پڑے۔ اگر کم عمری مین وقت ضروری پر پتیون کو چٹکیون سے توڑتے رہین تو چاقو استعمال کرنیکی ضرورت لاحق نہو۔ جب وہ ایک معقول حالت تک ترقی کر جاتے ہے اوس وقت سے کانٹ چھانٹ برابر رہتی ہے جس سے شاخین بدنما اور ٹھٹھرے ہوے معلوم ہوتے ہین بہتر ہے کہ ایسے درختون کو بالکل کاٹ ہی ڈالین اور عمدہ موسم مین از سر نو ترقی دین جسکے لئے جنوری مہینہ بہت اچھا ہے۔

کترنے کیلئے چاقو استعمال ہو نہ کہ قینچی اور اس امر کا خیال رہے کہ شاخ کا ٹھٹھرا ہوا آخری حصہ کترتے وقت شاخ کی سطح چوڑی اور برابر رہے۔ کیونکہ اسی سطح سے پھر کوپلین پھوٹینگے۔ اور آیندہ اوسکی زندگی کا دارمدار یہی ہوگا۔

زینت باغ

جہانتک ممکن ہو باغ کو آرایشی اور نمایشی درختون سے آراستہ کرنا چاہئیے بیرونی اور سڑکون کے کنارون پر اسطرح لگانے جائین کہ خوبصورتی اور فایدہ دونو ہو۔ درخت اگا سیا تو باغ کے اندر جہان چاہ کے پودے ہون نہ لگانا چاہئیے۔ ہان بلندی خواہ گھاس کے میدانون پر یہ درخت اور یوکلپٹی جلانیکے لئے

لگائے جا سکتے ہین - مگر زینت کے لئے - چنیس - کپڑے سے اور اور بہت سے
نمایشی درخت بلندی اور عمدہ اراضی پر جو انکے لئے موزون ہو لگائے جا سکتے
ہین سڑکون پر سنکوتا - شفتالو - اور نارنگی وغیرہ کے درخت لگانے سے زینت
اور فایدہ دونون ہے - لیکن کوئی درخت لگاے جاے شرط یہی ہے کہ انکی
حفاظت خوب ہو کیونکہ سمبر زمین اکثر کہا جاتی ہے اور اگر نہین کہا ئین تو بہت
نقصان پہونچاتی ہے -

سڑکون کے نشیبی حصہ مین کنارے کنارے گہاس لگا دینے چاہیئے کیونکہ
اس سے دو فایدہ ہے اول تو زینت ہوگی دوم پانی کے بہاو سے کنارے
مسمار ہو جاینگے - اور گہاس والی زمین مین آخری حصہ صاف رکہنا چاہیئے
جبکہ سڑک بنی ہو اور جب زمین کہودی گئی ہو تو پہر گہانس جما لینا چاہیئے -

باغات

کونور - کٹاگیری وغیرہ مین جہان باغ میوہ جات ہو سکتے ہین لگانا چاہیئے
لگاٹ - امرود - شفتالو - سیب - بیر - نارنگی - لیمو - انار وغیرہ پانچ ہزار
سے چہہ ہزار فٹ بلندی پر ہوتے ہین اور اگر ذری محنت زیادہ کیجاسے تو
انگور اور اسٹرابری اور راسبری وغیرہ بہی بخوبی پیدا ہو -

ترکاری اور پہول کے باغات بہی لگاے جا سکتے ہین مگر یہہ ایک ایسا
معاملہ ہے جسپر بہت کچہہ رایون کا ردو بدل ہوگا کیونکہ مقامی کاشتکارون
کی رغبت پر منحصر ہے -

طریقہ تیاری

کالی چاء

کالی چاء بنانیکے لئے غیر محدود طریقے ہین - بہت کچھہ کاریگرون کی ہوشیاری اور موزونیت وقت وسعت کارخانہ اور آب وہوا پر منحصر ہے - اور اسلئے خود تیار شدہ چاء سے فرق رہا کرتا ہے جو کارخانہ کافی طور سے وسیع ہوتا ہے ایسے مین بکثرت اور انتظام درست رہتا ہے اوس مین چاء بنانیکے لئے موسم کی کچھہ پابندی نہین کیجاتی اور اگر یہہ باتین نہون تو تیار شدہ چاء کے اوصاف مین فرق ہو جاتا ہے کیونکہ وسعت کارخانہ - وقت اور حرارت کافی طور سے نہین ہوتی - چاء کے تیاری مین پہلا کام سبز پتیون کے جمع کرنیکا ہے یہہ فصل کاٹنے کے پہلے پودہون کی عمر اور جملہ ضروری باتون کو دیکھہ لینا چاہئے -

دو باتون کا لحاظ ضرور ہے اول یہہ کہ پتیان زیادہ نکلین دوم یہہ کہ درختون کے صحت و قوت مین فرق نہ آئے - اس معاملہ مین بہت سخت غلطیان ہو جایا کرتے ہین چاء کی پتیون اور جڑون کا برابر لحاظ رکہنا چاہئے اگر پتیان زیادہ توڑین تو جڑ کمزور ہو جاینگے اور پہر پتیان کم نکلینگے چین مین تین مرتبہ یعنے بہار - خزان اور گرمی مین پتیان توڑتے ہین - لیکن توڑنے کے پہلے وہ اوسکو بڑہنے خوب دیتے ہین - اہل چین کا اقرار ہے کہ موسم بہار مین جب وہ پیکو چاء کم عمر درختون سے توڑتے ہین تو آئندہ ترقی مسدود ہو جاتی ہے یہہ غلط ہے کہ زیادہ توڑنے سے زیادہ پتیان آئینگے -

زیادہ توڑنے سے ہر مرتبہ پتی کم ہوتی جائیگی۔

عورتون کا ایک معتدبہ گروہ ۱۸ - ۲۰ پونڈ سبز پتیون کو اکٹھا کرسکتے ہین بعض تو ۲۹ پونڈ تک توڑتی ہین لیکن ۲۴ سے ۲۸ پونڈ تک تو معمولی ہے۔ درختون کی پیداوار اور عمر کے لحاظ سے پتیون کے توڑنیکی اجرت بحساب پونڈ دینا چاہئے۔ ایک شخص کا قاعدہ تھا کہ جیون جیون عورتون کو اس کام مین مہارت ہوتی جاتی تھی اجرت مین کمی کرتا جاتا تھا یعنے آدہ آنہ فی پونڈ سے لیکر پاؤ آنہ سال کے آخر تک کردیتا تھا۔ پس جب عورتین شام کو اپنی اپنی پتیان لائین تو ل کر دیکھہ لینا چاہئے کہ پتیان سب عمدہ ہین یا نہین اگر موٹی پتیان ملی ہون تو مزدوری ضبط ہوتا کہ بار دیگر ایسا نکرین۔ اسکے بعد کپڑا یا بوریا پر پتلی پتلی برابر پھیلا دینا چاہئے۔ موٹی پھیلے سے خمیر ہوجاتا ہے۔ شام سے دوسرے صبح تک اسطرح پھیلی رہین اگر آفتاب نکلے تو اور ہوا کھلانا چاہئے یہانتک کہ نرم اور کنارے ہوبرے ہوجائین۔ اور اگر آفتاب برآمد نہو تو خاصکر برسات مین اندرون دروازہ عمل کرین۔ بڑے باغون مین اسکا پورا سامان ہونا چاہئے۔ خشک کرنے کے بعد اسقدر ہونا چاہئے کہ کرکراہٹ پیدا ہو۔ یہی کمی بیشی نقصان دہ ہے۔ جب پتیان نرم ہوجائین تو میز پر بانس کی بوریا بچھاکر پتیون کو رگرنا چاہئے۔ رگڑنا اسطرح ہو کہ پتیان بغیر توٹے ہوے مڑکر گول ہوجائین۔ رگڑنے مین اکثر بے پروائی کرتے ہین۔ عموماً کم عمر بچے اس کام کو اچھا کرتے ہین۔ پتیون کا باقاعدہ ملکرنا ضرور ہے کیونکہ مسلم اور برابر رگڑے جانے سے آیندہ پتیون کی اچھی قیمت

آئیگی - خاص غرض رگڑنے سے یہہ ہے کہ پتیون پر سبز رنگ نمودار ہو یعنے اندرونی
عرق پتیون پر نمایان ہو جاسے - پتیون کی حیثیت سے وقت صرف ہوتا ہے بعض
اوقات ایک شخص ۲۰ پوند تک رگڑتا ہے - بعدہ سایہ مین کپڑے پر ہلکی ہلکی
پہیلا دینا چاہیئے اور دن کے خاتمہ پر پتیون کو باندہکر صبح تک ٹوکری مین رکہی ہین
مگر بہت کسکر نہ باندہین اور ایسی جگہہ رکہین جہان آلہ تہرماٹیر کی ستر درجہ گرمی ہے -
سردی یا گرمی مین پتیون کے رکہنے یا زیادہ وکم کسکر باندہنے سے اوسمین خمیر پیدا
ہو جاتا ہے یعنے پتیون کے موقع کی حیثیت سے اوس مین کم یا زیادہ خمیر پیدا ہوتا
ہے - اگر خمیر کا اچہی طرح انتظام کیا جاے تو صبح کو خوشگوار خمیری بو آجائیگی
اور حقیقت نارنجی رنگ اور حرارت پیدا ہوگی -
صبح کو ٹوکرون سے پتیون کو نکالکر ہاتہون سے علحدہ علحدہ کرنا چاہیئے اور
بہوننے کیوقت حرارت پتیون کو ہوتی ہے - گرم اور نمی دور ہونے پر چاء مین
نہایت خوشبو آجائیگی - ہوا مین پہیلا کر پہر بہوننا چاہیئے سا ور تمام شب اور
صبح کو پہر ٹہیک آفتاب ہو ہین تو آخر مرتبہ کوئیلی کی آگ پر بہوننے کو اٹہا رکہنا چاہیئے
بہوننے سے یہہ ضرور ہے کہ نہ دہوان لگے اور نہ جلجاسے اگر گرم پانی کی حرارت
پہونچانیکا طریقہ مستعمل ہو تو پتیون کا جلنا یا اوسمین دہوان لگنا ناممکن ہو -
اسوقت لکڑی کا کولہ جلایا جاتا ہے اور اسمین بہت احتیاط کرنی پڑتی ہے
پتی کا آگ پر گرنا یا ادہ جلے کولہ کا پتی سے جانا دونون بدبو پیدا کرتے ہین جب
دہوان نہ ہے اور خالص آگ روشن ہو تب چاء کو احتیاط سے بہوننا چاہیئے

پاؤ یا پاؤ گھنٹہ کے بعد چاء کو اتار خوب حرکت دینا چاہئیے۔ جسقدر چاء ہونی جائیگی
اوسیقدر جلجانیکی قابل ہو جائیگی اسلئے آخر مین آگ ٹھنڈی کر دینی چاہئیے اسکے بعد
چاء کو بحیثیت اقسام کانگو - سچانگ - پکو آرنج کو علحدہ علحدہ کرڈالنا چاہئیے -
اگر چاء کی مختلف پتیان باہم ملگئی ہون تو تا اختتام فصل ذخیرہ مین جمع رکھین
مگر یہہ کارروائی بہت کچھہ ان بازارون کی بکری پر منحصر ہے جہان یہہ چاء بھیجی
جانیکو ہین - اسکے سوا اور بھی بہت سے طریقہ کالی چاء کے تیاری کے ہین -
مثلاً دھوپ مین سکھلانا - طشت مین آگ پر رکھنا - بھوننے کے پہلے رگڑنا -
اور دوبارہ سہ بارہ بھوننے کے بعد رگڑنا یا سایہ مین خشک کرنا وغیرہ -
لیکن کل طریقہ مین یہہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ جلد سکھلانے مین سبز چاء کی خاصیت
پیدا ہو جاتی ہے اور خاصکر جبکہ خشک کرنیکی حرارت مصنوعی ہو یہہ صحیح ہے کہ جسقدر
عجلت کے ساتھہ چاء خشک کیجائیگی اوسی عجلت کے لحاظ سے چاء مین فرق
ہوتا جائیگا - لیکن اور دوسرے عمل متعلقہ تیاری چاء سے اوسکی برائی رفع ہوسکتی
ہے لیکن اگر چاء نہایت عمدہ ہو یا اوسمین خمیر برابر سے اٹھایا گیا ہو بعدہ طشت
مین فوراً گرلی گئی ہو تو نسبتاً اس طریقے سے چاء مین اصلی عرق پتیون پر نمودار ہو جائیگا
اور اسلئے اوسمین سبز چاء کی بہت خاصیت پائی جائیگی -
چاء کے علحدہ علحدہ کرنے مین دو طریقے اختیار کرنا چاہئیے اول یہہ کہ بھننے کے وقت
پکو - سوچنگ - کانگو اور بوہیا پتیون کو علحدہ کرین اور منتخب پتیون کو علحدہ -
اس کام کیلئے پتی چننے والون کا دو گروہ علحدہ ہونا چاہئیے نہایت آ[illegible] طریقہ

یہہ ہی کہ پتیون کو موٹہی سے کے چہا جاے اور بعد اوسکے نرم پتیون کو علحدہ کرنا چاہئے اس کام کیلئے
دو چہلنیون کی ضرورت ہوگی ایک چہلنیون کا سوراخ پتیون کے علحدہ کرنیکے لئے چوتہائی انچہ سے لیکر
آٹہوین حصہ انچہ تک ہونا چاہئے اگر ضرورت ہو تو انکے درمیانی مقدار کی چلنیان استعمال ہون
چہوٹی چلنی سے ان ریخ پیکو اور بڑی سے سوخینگ چالی جائیگی - مناسب ہے کہ عمدہ چاء پہلے
چالی جاے کیونکہ اگر ایکمرتبہ یہہ ملجائیگی تو دوسرے قسم کے چاء کے ٹکڑون سے بہت کم ملیگی

فلاوری پیکو

یہہ چاء نئی کوپل سے جو بڑہنے نہین پاتے حاصل ہوتی ہی اور اس چاء کے چننے مین بہت بڑی احتیاط
کرنی چاہئے اور صرف تجربہ کار اور ہوشیار عورتین دن بہر مین آٹہہ دس اونس پتیان چن سکتے ہین اگر اس
چاء مین کچہہ ملاوٹ نہو تو نہایت قیمتی ہوگی - ضرور ہے کہ ان کوپلون کی چننے کی اجرت فی اونس
وہی ہو جو معمولی چاء کے فی پونڈ کی ہوتی ہی اس چاء کے چننے مین اسقدر وقت ہوتی ہی کہ یہہ اجرت بہت ہی کم
سمجہی جاتی ہی جسکے لینے مین عورتونکو سخت پس و پیش ہوتا ہی - اسکی مقدار زیادہ نہین ہوتی اور اسکو ایک عمدہ
تحفہ سمجہنا چاہئے نہ کہ بازاری بکری کیلئے - کیٹرو تن پتیون کو رات بہر اور صبحکو دہوپ مین دس بجے تک تہلی
تہلی پہیلا رکہنا چاہئے - تاکہ اسکا عرق اڑجاے اوسوقت وہ کرکری معلوم ہوگی - بعد اوسکو ہلکی
آگ پر بہون لینا چاہئے اسکے رگڑنیکی ضرورت نہین کیونکہ دہوپ ہی مین رکہنے سے اسکا عرق اڑجاتا ہے
علاوہ برین کچہہ قدر زیادہ سخت اور اکڑی ہوئی رہتی ہی بعد بہونے کے جسمین اسقدر احتیاط ضرور ہے کہ اوسکے سفید روئین ضایع نہون
سایہ مین کپڑے پر ہلکی ہلکی پہیلا دینا چاہئے اور اسطرح دوسرے صبح تک تہلی رہین اسکے بعد دو ایک دن تک دہوپ کہلانی چاہئے
اس اثنا مین ہاتہہ سے حرکت بہی ہوتی رہی آخر مین لکڑی کے کوٹہرے پر اوسکو نہو مگر عمدہ صندوقون مین بند کر دینا
چاہئے کیونکہ اعلی درجہ کی چاء مین بہت جلد پہپوندی لگ کر خراب ہو جاتی ہے —

سبز چار

سبز و سیاہ چار مین بہت بڑا فرق یہہ ہے کہ سبز چار کو بہت جلد خشک کرتے
ہین اور سیاہ کو آہستہ آہستہ - سبز چا کو کارخانہ مین لاتے ہی خشک کرنا شروع
کر دیتے ہین اور اسلیئے اوسکے عرق اور رنگ مین کیمیائی تبدیلیان بہت کم ہوتی
پاتی ہے - پتیون کے وزن ہونے بعد فوراً ہونکرات کو گرنا چاہیئے اور اگر
زیادہ محنت کا خیال ہو تو رنگ لانیکی فکر نکیجاسے - ان پتیون کو رات کے ایک
پتلی کاغذ پر پہیلا دینا چاہیئے اور صبحکو زاید دہوپ دکہلاسکے یا پہیلاسے
ہوسے بہون لینا چاہیئے - کالی چار کے گرم کرنیکی نسبت اس چار کو اس حالت
مین زیادہ گرم کرنا ہوگا قبل اسکے کہ کافی مقدار عرق نکلجاسے اور پتی ملایم ہو -
اس کام سے آسانی کے لیئے طشت کو زیادہ گرم کرنا چاہیئے - جب پتیان کافی
طور سے گرم ہوجایئن تو بہت احتیاط سے رگڑنا چاہیئے اور اس امر کا خیال رہے
تلخ عرق پتیون پر نمایان ہو - ایک بہت اچہی ترکیب یہہ ہے کہ پتیون کے رگڑنے
کے بعد اونکو کسی چیز سے اچہی طرح دبانا چاہیئے تاکہ عرق خوب نمودار ہو اس
دباو سے ان پیچیدہ پتیون کو کچہہ نقصان نہوگا اور خشک آسانی سے ہوگی اور
یقیناً خوشبو ہی بڑہہ جائیگی جب پتیان پورے طور سے گڑی جایئن اور عرق
اچہی طرح نمودار ہوجاسے تو دو ایک گہنٹے کیلیئے کپڑے پر پتلی پتلی پہیلا دینا چاہیئے
تاکہ جو کچہہ عرق ہو وہ ہی اڑ جاسے - اگر موسم برسات کا ہو تو پتیون کو سایہ
مین پہیلا دینا چاہیئے - یہان اگر گرم پانی سے حرارت پہونچانیکا طریقہ جاری ہو تو

بہت فائدہ ہوگا۔ پائپ یعنے نلیون کے ذریعہ سے پتیون کا عرق اڑجائیگا گو کوئی موسم ہو۔ اور اسطرح طشت پر گرم کرنیکی زحمت باقی نرہجائیگی جب پتیون کو اسقدر دہوپ مین رکہین کہ اوسمین کچہ کرکراہٹ آجاسکے تو اوسکو طشت مین ڈالکر برابر حرکت دین یہانتک کہ وہ بالکل خشک ہوجاسکے اور حسب مقصد رنگ آجاسکے۔ چین کے سبزیے رنگ چار بطور نمونہ کے اپنے پاس رکہین اور جب حسب خاطر اپنے عمل ہوجاسکے تو طشت آگ پر سے علیحدہ کرلیا جاسکے۔ سبز چار کا طشت مین گرم کرنا نہایت سخت اور تکلیف دہ کام ہے کیونکہ ایک شخص دس گیارہ گہنٹہ تک چار کو حرکت دیتے ہوسکے قائم نہین رہ سکتی اور ناممکن ہے۔ اسلیئے تبدل و تغیر لازم ہے۔ بعض وقت مناسب خیال کیا گیا ہے کہ ایکروز صبحکو چار پانچ گہنٹے تک چار خشک کیجایا کرین اور دوسرے روز صبحکو رنگ پیدا کرنا چاہیے۔

پیداوار

نیلگری کے عمدہ منتخب موقع پر فی ایکر تیار شدہ چار دو سو پونڈ تیار ہوسکتی ہے بشرطیکہ زمین کہلی ہوئی نہو۔ سو ایکڑ زمین سے جسمین چار کی کاشت ہو بیس ہزار روپیہ سے لیکر تیس ہزار روپیہ تک نیلگری پر وصول ہوگا۔ اس رقم مین نہایت عمدہ طور سے کل کام درست و مرتب ہونگے موقع کے لحاظ سے کام کی اجرت مین کمی بیشی ضرور ہے اور ہر شے کا انحصار کاشتکار کے انتظام اور لیاقت پر منحصر ہے۔

نیلگری پر چار کا مختلف تجربہ ہوا ہے - ایک ایکڑ زمین پر پانچ پانچ مربع فٹ کے فاصلہ سے درخت چار لگائے گئے اور ۱۷۵۰ ہوئے اگر بعض ناگزیر امور کا لحاظ کر کے اس تعداد مین کچھہ تخفیف بھی کرین تو ۱۷۰۰ سے کم ہونگے -

ایک قطع اراضی جسپر گہاس ہوا کرتی تھی اچھی طرح سے خدمت کرنے سے تیسرے برس مین ۱۴۹ پونڈ چوتھی برس مین ۲۳۵ - اور پانچوین برس مین ۲۶۴ پونڈ چار ۱۷۰۰ پودھون سے نکلی -

ایک موقع پر ایک ایکڑ زمین سے ۲۴۳ پونڈ تیار شدہ چار نکلی حالانکہ اوس اراضی پر برسون پودھے یونہی بے پروائی سے پڑے رہے اور دوسری فصل کاٹ کر لگائی گئی ہے جب بھی اسقدر چار نکلی اور یہہ اراضی وہ تہی جسپر گہاس ہوا کرتی تہی -

ایک اور موقع پر جنگل کی ایک ایکڑ زمین سے جہان مذکورہ بالا کیطرح پودھے برسون سے یونہی پڑے رہے تھے ۲۹۷ پونڈ تیار شدہ چار ہوئی -

بہرصورت یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ ایک عمدہ موقع پر اوسط درجہ دوسو پونڈ چار فی ایکڑ پیدا ہوگی اور اگر عمدہ زمین اور اچھا انتظام ہو تو چھہ برس مین پورے طور پر پیداوار کے قابل ہو جائیگی -

چونکہ ساٹھہ روپیہ فی ایکڑ سالانہ خرچ پڑتا ہے بشرطیکہ عمارت وغیرہ کل تیار ہو اسلیئے نیلگری پر پوری پیداوار والی باغون کا انتظام کرنا بہت آسان ہے بہرطرح پر یقین کیا گیا ہے کہ نیلگری کی ایکڑ روپیہ پونڈ فروخت ہوگی -

انگلستان مین نیلگری سے ایک مرتبہ چار کے چند نمونے بھیجے گئے تھے مگر اتفاق سے اوسمین کچھہ ایسا نقص آگیا کہ وہ نمونے خراب ہوگئے اور اپنی واجبی قیمت نہ لا سکے ۔

سبز چار کا نمونہ بہت بیفکری سے باندھہ کر ۱۴ میل تیاری کے لیے بھیجا گیا جس اثنا مین اوس مین بہت خمیر ہوگیا اور اسلیے انگلستان مین اون تینون نمونون کی قیمت فی پونڈ ۲ شلنگ سے لیکر ۲ شلنگ ۴ پنس تک تشخیص ہوئی اگر عمدہ نمونہ پہونچتا تو ۳½ (ساڑھے تین) شلنگ فی پونڈ سے لیکر ۳¾ (پونے چار) شلنگ تک قیمت لگائی جاتی ۔

جلد دوم | حسن | نمبر ۹

ستمبر ۱۸۸۹ء

مضامین

حیدرآباد دکن

مطبع حسن میں چھپا

والنٹیر کا حیرت افزا بیان

اور حیدرآباد

ملک کے واسطے یہ ایک نیک فال ہے کہ عالیجناب مدار المہام سرکار عالی نے پھر رسالہ والنٹیر کے اصلاح کے جانب التفات فرمایا ہمارے ملک مین خصوصاً اور ہندوستان مین عموماً جابجا والنٹیر کے قایم ہونے کی فی الحقیقت شدید ضرورت ہے مگر افسوس ہے کہ جیسا کہ اکثر ہمارے ہم وطن اپنے اور ضرورتون سے بیخبر ہین ایسا ہی والنٹیر کی حالت سے بھی واقف نہین۔ گورنمنٹ قیصری جو دنیا کے سلطنتون مین نہایت دانشمند حکومت ہے بلاشبہ اپنی رعایا کو جب ایسی ضروری امر سے واقف اور ہمہ تن اسطرف مائل پایگی تو بلاریب نہایت خوشی سے والنٹیر مین بھرتی ہونے کی اجازت دیگی چنانچہ نظیراً بیان کیا جاتا ہے کہ جس زمانہ مین ہماری سرکار ابد پایدار **نظام الملک آصفجاہ** خلد اللہ ملکہ کے جانب سے والنٹیر کے رسالہ کے قایم ہونے کی تجویز ہوی تو گورنمنٹ قیصری نے نہایت خوشی سے اس تجویز کے ساتھ اتفاق کیا۔ اب ہم حیدرآباد کے طرف متوجہ ہوکے والنٹیر کی فرایض منصبی اور مقاصد بیان کرتے ہین نظام والنٹیر کی معنی مجاہد جنگی معاون کے ہین مگر درحقیقت یہ صرف جنگی فوج ہی نہین ہے بلکہ اپنی ذات اور اپنے سرکار ابد اپنے ملک کے دل خیرخواہ اور انکے ہر قسم کے کامون کے معین و معاون ہے۔

دنیا مین والنٹیر فوج کی ابتدا ۱۸۵۹ء سے ہے والنٹیر فوج علاوہ جنگی کامون کے اسوقت امور تار برقی ٹیلیفون اور سگنل وغیرہ ابواب کو بھی انجام دیتے ہین اور نیز

کا تا تے ریل وے اور پولیس اور محافظت راہ بھی ان کے ذمہ قریب
تر ہونے کو ہے جو لوگ کہ یہ خیال رکھتے ہین کہ والنٹیر فوج سے فقط جنگی امور متعلق
رہینگے اور اسوقت سرکار کے حسن انتظام سے کوئی اندرونی دشمن یہان ایسا
نہین ہے کہ جسکا دفعیہ والنٹیر فوج سے ہوسکے وہ غالباً غلطی پر ہین بلکہ یون
سمجھنا چاہیئے کہ والنٹیر فوج صرف جنگی کامون کی ہی معاون نہین ہے بلکہ
سرکار کے ہر قسم کے کامون کے معاون ہوا اور ہوگی۔
علاوہ اسکے جو قوم امور فوج کا مشق حاصل کرے بلاشبہ اسقوم مین شایستگی
تو ہنہ جیسی اور قوت دماغی بوجہ احسن حاصل ہوتی ہے ایکہ یہان تک اسبات کو
عقلا تسلیم کر چکے ہین کہ ایسے قوم کے اولاد بھی رفتہ رفتہ قوی العقل اور
قوی الجسم ہوجاتی ہے چنانچہ اسبات کے ثبوت مین ہم سلسل والنٹیر
کی تاریخ ذیل مین درج کرتے ہین۔

فوج والنٹیر کی تاریخ

وزراے دولت انگلستان جو قوم وملک کے حامی اور نگران کار تھے جنگ واٹرلو کے بعد کچھہ ایسے مطمئن اور بحس وحرکت ہو گئے کہ بجز اندرونی اصلاح اور فریقی جھگڑون کے تصفیہ کے اور کسی جانب خیال ہی رجوع نہین کرتے تھے فوج بحری اور بری کی درستگی کیطرف کچھہ بھی توجہ نہ تھی - انہون نے تمام فوج کو گمراہی مین ڈال رکھا تھا اور صرف روپیہ پیدا کرنے اور عیش منانے کی ہدایت تھی - اس خواب راحت اور حماقت اثر سے قوم یکبارگی چونکی اور فوراً نہایت تیزی کے ساتھہ متوجہ ہوگئی - جزیرہ برطانیہ کے دور دراز مقامون تک اوسکی تحریک پہیلگئی اور ہر دل متاثر ہوگیا - قوم کی یکبارگی جوشش سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا عام رعایا اپنے گمراہ کنندہ پولیٹیکل افسرون سے بدلا لینے کے لئے دست بشمشیر ہوگئی - اہل سیف کی فراہمی کا غلغلہ تمام ملک مین پھیلگیا -

اسوقت انگلستان کو جو زبردست خطرہ اپنے غیر محفوظی کا تھا اوسکو ملکہ معظمہ وکٹوریا قیصرہ ہند کے شوہر سے زیادہ کوئی نہین جانتا تھا - کسی انگریز نے قومی عزت قایم کرنے اور بحری عظمت مضبوط رکھنے مین اون سے زیادہ کبھی فکر نہین کی -

وہ ہمیشہ وزراے ملکہ سے تاکید اً کہتے رہے کہ اپنے ملک مین بری فوج کی قوت اور مضبوطی نہایت ضروری ہے - پس حکام با اختیار سے وہ اپنی تحریر اور اپنے دانشمند مشیر کے ذریعہ سے بالاستقلال مسلسل ہی کوشش کرتے رہے - ڈیوک

آف ولنگٹن اور لارڈ پامرسٹن کیطرح پرنس البرٹ شوہر ملکہ وکٹوریا اُن خطرات سے خوب واقف تھے جو فوج کی کمی اور محافظت کی عدم موجودگی بلکہ دریاے ٹیمس اور اوسکے معبرون کے بے حفاظت رہنے سے تہا۔ پس ۱۸۵۹ء نہایت مبارک اور اطمینان بخش سال تہا کہ اہالی انگلستان نے اپنی کمزوریون پر نظر کرکے والنٹیر فوج کی ترتیب دی۔

جسطرح ایک ملاح بعد ایک بڑے تاریک اور دیرپا طوفان کے آفتاب کی روشنی دیکھکر بے انتہا خوش ہوتا ہے اوسیطرح پرنس البرٹ شوہر ملکہ معظمہ نے اوس عالم آشوب خواب غفلت کے بعد والنٹیر فوج کے مرتب ہونے پر اطمینان اور مسرت ظاہر کیا۔ بعدہ انہون نے اوسکے قواعد اور نظم ترتیب دیا۔ جو ۲۵ مئی ۱۸۵۹ء کو محکمہ جنگ سے شایع ہوا۔ پرنس نے اپنی افسوسناک موت تک حتی المقدور اس جدید فوج کی مضبوطی اور دائمی قیام کیلئے بڑی کوشش کی اور یہی چاہتے رہے کہ ملک کے تمام نظم ونسق مین اسکا بہی شمار ہو۔

فی الحقیقت ۱۸۵۹ء مین والنٹیر کا قایم ہونا انگلستان کے زبردست اور نہایت اہم تاریخی واقعات مین سے ہے اگرچہ ملکہ وکٹوریہ کے زمانہ سلطنت میں لڑائیان اور اصلاحی قانون وغیرہ وغیرہ کی دہوم رہی اور نہایت خوبی سے تمام دنیا مین ریل کا جال بچھ گیا اور تار سے زمین گہر گئی۔ ذلیل اور حقیر نوآبادیان ترقی پذیر ہوئین جمہوری خیالات نے بہی آہستہ آہستہ اپنا گہر کرلیا۔ بلاشبہ ان واقعات کا اثر قوم اور ملک کی بہبودی پر بہت کچھ

پڑے۔۔ اگر کسی ملک مین ایک بڑے فرقہ کو پوری جنگی قوت کا حاصل ہونا جو
اپنی جان و مال و عزت اور ملک کو دشمن سے بچا سکے قومی عزت اور عظمت
کا نشان ہین اور جو لوگ اس عزت کی قدر کرتے ہین وہ بیشک تسلیم کرینگے
کہ والنیٹری کی تحریک تمام واقعات مصرحۂ بالا کی قوم اور ملک کے لیئے بدرجہا
افضل ہے یہہ بات تسلیم کرلی گئی ہے کہ جو فواید قومی تعلیم ایک ملک کے لیے متصور
ہین اوسیقدر فایدے دوسرے طریق مین والنیٹری سے قوم کو حاصل ہوسکتے
ہین یا یون کہنا چاہیئے کہ قومی تعلیم اور والنیٹری ہر ملک کے بہبودی کے
لیئے لازم و ملزوم ہے۔

والنیٹری کا اثر تمدن پر

قبل اسکے کہ ہم والنیٹری کا اثر جنگی بیان کرین مناسب ہے کہ اوسکے
تمدنی رخ کو بھی توجا نچین اور جو اثر انگریزون کی زندگی پر اس سے پڑتا ہے
بنظر غور دیکھین یورپ کے اعلیٰ سلطنتون نے زبردستی سے رعایا کو فوج
مین بھرتی کرنے اور فوجی خدمات کے دینے کا جو طریقہ نکالا ہے اور جو مثل
قانون حال کے ہی طریقہ پشت بہ پشت مسلسل جاری رہیگا کچھہ شک نہین کہ
اوس سے لوگون کی آیندہ جسمی قوت قدرتی بناوٹ اور تندرستی مین
ترقی ہوگی اس قاعدہ کے موافق تقریباً ہر جوان آدمی کو لازمی طور سے بخرچ
سرکار خوراک ڈریس اور مکان دیا جاتا ہے اور ابتدائی جوانی کے دو تین برس
فوجی تعلیم مین بسر ہوتے ہین جس سے قوامو ذہنی اور مردانہ تربیت کا عمدہ اثر

ہوتا ہے - بعدہ وہ نوجوان سپاہی نظم و تربیت کی عادت - افسرون کی متابعت - جسم کی صفائی اور وقت کی پابندی سیکھتا ہے - غرض اوسکو وہی تعلیم دیجاتی ہے جس سے وہ خیر خواہ ملک اور نیک رویہ باشندہ ہو - اوسکی طبعی ترقیون کی طرف بہت خیال رجوع ہوتا ہے - جنلوگون کی اسطرح تعلیم و تربیت ہوتی ہے نہ صرف وہ ہی تندرست اور صحیح سالم ہوتے ہین بلکہ انکی اولاد بھی پورے طور سے چاق اور توانا ہوتی ہے - اور بمرور دہور لازمی سلسلہ کا یہہ نتیجہ ہوتا ہے کہ قوم کی قوم جسمانی اور دماغی قوتون سے مالامال ہو جاتی ہے -

فوجی مسئلون کو اگر قطع نظر کیجئے تو بھی میری دانست مین فوجی تعلیم کا سلسلہ ہر قوم کے لئے مفید ہے بہت سے لوگون کا خیال ہے کہ سلطنت کا یہہ فرض عظیم ہے کہ گو کتنا ہی نسبتہ بیجا ہو مگر ایک ایسی تربیت کا قایم کرنا ضرور ہے جس سے تمام قوم کی صحت جسمانی و دماغی درست ہوتی ہو جس قوم کے آدمی دبلے پتلے پست قد - اور رگ پٹھے ضعیف اور خلقی کمزور ہون تو اس بدنصیب قوم کو کیسی ہی ملکی ازادی ہو اور تمام عمر کتابی تعلیم دیجائے مگر کوئی فائدہ نہ ہوگا اور وہ فطرتی نقص کی تلافی نہو سکے گی - یہہ سچ ہے کہ تجارت اور صنعت سے دولت اکٹھا کرنا ملک و قوم کے لیئے نہایت عمدہ بات ہے مگر قوم کے آدمیون کا مضبوط - بہادر اور تندرست ہونا افضلترین قومی اور ملکی عزت ہے -

دیہہ وقتون کو دیکھئے جو ایک دوسرے سے پہلو بہ پہلو آباد ہون اور

قومیت اور تہذیب مین برابر ہون انمین سے ایک قوم کو جرمنی فوجی قواعد [illegible]
کرنے دیجئے اور دوسرے کو اپنے حال پر چھوڑ دیجئے - پھر دیکھ لیجئے کہ ایک
صدی نہ گذرنے پائیگی کہ اول الذکر قوم کے بچے قوی الجثہ اور ہونہار اور [illegible]
ہونگے اور دوسرے قوم کی اولاد ایسی ہوگی جیسا کہ بیجان آدمی یا بخار زدہ
دیہات اور قصبات کے لوگ ہوا کرتے ہین -

یہ سچ ہے کہ بمقابلہ ان ممالک یورپ کے جہان نوجوانان ملک سے جبریہ
فوجی خدمت لیجاتی ہے انگلستان مین والنٹیر فوج سے وہ ناموری اور
قوت پیدا نہین کی - تاہم جو کچھہ کیا اور کر رہی ہے وہ بہت کچھہ ہے - ممالک
غیر مین جسقدر جبریہ فوجی خدمت سے فائدہ ہوا ہے اوسکا کچھہ حصہ انگلستان
کو بھی والنٹیرون کے بدولت حاصل ہوا - ۱۸۵۹ء مین فوج والنٹیرون مین
تعدادی ۵۴۷۵۴ سپاہ نوجوان داخل ہوے انمین سے ۷ ہزار سپاہیون
کی تربیت معمولی خواہ امدادی افواج مین پہلے سے ہوئی تھی - دوسرے
سال والنٹیرون کا داخلہ [illegible] ہوا ان دونون سالون مین مجموعاً ۸۸
ہزار تربیت یافتہ جوان اپنے خانگی کامون پر واپس گئے اسوقت تخمینہ
کیا جاتا ہے کہ فی الحال انگلستان مین ۸ لاکھہ سپاہ ہین جو والنٹیر فوج
مین رہکر ضروری قواعد وتربیت سے فراغت پا چکے ہین اگر انمین ۲ لاکھہ ۲۶
ہزار ۷ سو ۲۵ سپاہ اور داخل کیے جائین جو حال مین شریک ہوکر قواعد
سیکھہ رہے ہین تو مجموعی تعداد قریب دس لاکھہ کے ایسے سپاہ کی

پائی جائیگی جنہون نے دماغی اور جسمانی قوتون مین ترقی کی ہے اور جنکو والنٹیر کہتے ہین -

لاریب اس معاملہ مین شاہنشاہ جرمنی کو بدرجہا تقدم اور تفوق حاصل ہے جنہون نے اپنے ملک کے نوجوانون سے فوجی خدمتین لین اور انکی آرام و راحت جسمانی و روحانی ترقی و مسرت کیلئے کل ضروری سامان مکانات ڈریس وغیرہ نہایت عمدگی سے مہیا کیئے اور تربیت دی - انگلستان مین جو کچھہ والنٹیرون نے اوسی نمونہ پر کارروائی کی وہ بھی حسب حیثیت ضرور قابل قدر ہے جس سے قومی صحت و تندرستی مین بڑی ترقی ہوئی اور ہوگی یہہ فایدے نہایت بیش قیمت ہین جب ۱۲ مئی ۱۸۵۹ء کو محکمہ جنگ سے ایک اعلان والنٹیر فوج کے تقرر کے بارے مین جاری کیا گیا تھا تو لوگون نے اسقدر اشتیاق کے ساتھہ شرکت کی درخواستکی اور اسقدر زیادتی کے ساتھہ اُمل پڑے کہ گویا سحر معلوم ہوتا تھا - انگلستان کے اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کے لوگون نے بھی افسریت کی خواہش کی - انمین سے بہت سے ایسے بھی تھے جو فوج مین پہلے خدمتین کرچکے تھے -

۱۸۶۰ء کا موسم گرما ختم نہین ہوا تھا کہ ایک لاکھہ ۱۹ ہزار والنٹیرون کا نام درج رجسٹر ہوگیا - اوس زمانہ سے پھر برابر نہایت مضبوطی کے ساتھہ یہہ قومی امتیاز کا قابل فخر پودا جڑ پکڑتا گیا - نومبر ۱۸۹۶ء مین اشخاص رجسٹر شدہ کی تعداد ۲۶۱۷۵۲ تھی جنمین سے ۲۲۰۸۲۹ قواعددان و فارغ التحصیل تھی

خزانہ سرکاری سے ہتیار - پوشاک - اور گولہ بارود اس فوج کو دیجاتی ہے اور جب کیمپ مین ہوتی ہے تو ضروری سامان اور ڈیرے وغیرہ دیئے جاتے ہین - دریس اور مکانات اور دوسرے اخراجات فوجی کے لئے گورمنٹ ایک پونڈ دس شلنگ سنہ پنس سالانہ فی کس قواعدوان اور فارغ التحصیل کے لیے دیتی ہے -

انگلستان مین منجملہ مذکورہ بالا تعداد فوج کے ۱۴ ہزار ایسے گولنداز ہین کہ اگر انکو توپخانہ باقاعدہ مین شریک کر کے کسیقدر اور تعلیم ہو تو بلاشبہ اس قابل ہو جائینگے کہ جنگ کے وقت ساحل البحر کے فوجی توپخانون مین شریک ہو کر برابر کام دیسکین - تمام افواج ملیشیا یومینری - اور والنٹیر مین کوئی میدانی توپ (فیلڈ گن) نہین ہے امید ہے کہ ہم بہت جلد ملیشیا اور والنٹیر فوجون مین میدانی توپین دیکھینگے اور پورانے تعصب انگیز خیالات جو ہنوز ہمارے رایل آرٹلری کے افسرون مین ہین یقیناً بہت جلد جاتے رہینگے -

والنٹیر کی فوج اسوقت تار ٹیلیگرافخانہ اور سگنل وغیرہ کا کام ہی دیتی ہے امید ہے کہ طبی کامون کے متعلق ہین انسے کام لیا جائیگا علاوہ برین ریل اور پولیس اور محافظت راہ وغیرہ کام ہی انسے متعلق ہوگا -

بڑی تعریف والنٹیرون کی اسلیئے ہے کہ ان مین ہر طبقہ کے لوگون نے حب الوطنی اور جوش قومی سے شریک ہو کر اسطرح کام کیا ہے کہ آج اونیر

پورا بھروسہ رکھہ سکتے ہین کچھہ شک نہین کہ والنٹیرون کو شروع شروع
مین بڑے بڑے دقتون کا سامنا ہوا۔ انکی پنچ اخبارون مین برابر تضحیک
ہوتی تھی بعض چھوٹے لطیفے اور قصے اونکے بدنامی کیلئے گڑھے جاتے
تھے اور جلسون مین اونپر قہقہہ لگایا جاتا تھا۔ فوج کے افسر باستثنا
چند کے والنٹیرون کو عموماً نگاہ نفرت سے دیکھتے تھے۔ لشکری افسر جب
ملیشیا فوج کو پسند نہین کرتے تھے پھر اس جدید اور نوزائیدہ فوج
والنٹیر کب محبت بھری آنکھون سے دیکھہ سکتے۔ اور یہہ بھی سمجھا گیا تھا
کہ اگر والنٹیر فوج مستقل طور سے قائم ہوگئی تو عجب نہین کہ فوج باقاعدہ
کسقدر کم ہوجاے۔ جب والنٹیرون کی پریڈ پر قواعد ہوتی اور نئی
فوج کے قایم ہونے کی وجہ سے قواعد مین غلطی ہوتی (جو لازمی بات
تھی) تو لشکری افسر از راہ تحقیر خوب مضحکہ کرتے تھے اسیطرح انکی اوپر چال
ڈہال پر جو ابتدائی حالت مین بیڈھنگی ہونے اور ناواقف کاری کے ساتھہ تھی
افسران فوج ٹھٹھا کرتے تھے۔ اگر اسوقت کوئی کہتا کہ یہی والنٹیر کسی زمانہ
مین خوب ترقی کرینگے جیسا آج آپ قہقہہ لگا رہے ہین تو اوسکو وہ ہنسی
دلگی مین اڑا دیتے کیونکہ وہ تو سمجھے ہوئے تھے کہ والنٹیر بچون کا
کھلونا ہے۔ انکا قیاس تھا کہ جس جسطرح کسی بغاوت کے فرو
کرنیکے لئے ایک جمعیت عارضی طور سے قایم کیجاتی ہے اوسیطرح
والنٹیر فوج کا بھی حال ہے اور جب وہ ضرورت عارضی رفع ہوجائیگی تو

یہہ عارضہ بہی جاتا رہیگا مگر انکا خیال غلط نکلا اور والنٹیرون کی عزت
وعظمت روز افزون رہی -

منجملہ ان تین زمانون کے جنہین تخت انگلستان پر عورتون
نے حکومت کی ملکہ الزبتھ کا نام اس لیئے روشن رہیگا کہ اون کے
ایام سلطنت مین اسپانیہ کا بیڑہ جہاز است جو انگلستان پر حملہ آور
ہوا تہا تباہ ہوا اور ملکہ این کی سلطنت اس غرض سے یادگار رہیگی
کہ انکے عہد مین انگلستان کی بحری قوت بہت ترقی پذیر ہوئی
اور وزیر مارلبورو سے ایک عالم ڈرتا تہا ملکہ معظمہ وکٹوریا کا زمان سلطنت
بدینوجہ مشہور رہیگا کہ انکے عہد معدلت مین والنٹیرون کی ایجاد
ہوئی جو آج دس لاکہہ تک موجود ہین -

فوج والنٹیر کی کوئی نظیر دوسرے ملک مین نہین ہے - اسکی آمدنی
کے ابواب اسطرح ہین کہ جس قدر اسکا خرچ ہے منجملہ اسکے
تین حصہ (یعنے روپیہ مین بارہ آنہ) افواج باقاعدہ کے فنڈ سے
ملتا ہے اور بقیہ اخراجات کے لیئے اہل ملک بطور عطیہ کے وقتاً
فوقتاً دیا کرتے ہین جو اونکے حب الوطنی اور فوج والنٹیر کے
مقبولیت عام کی دلیل ہے - پہلے کیطرح فوج باقاعدہ کے افسر
اب والنٹیرون سے نفرت نہین کرتے بلکہ اونکی قدر کرتے ہین
کیونکہ انہین کے گروہ سے باقاعدہ فوج کے لیئے رجیمنٹ اور تعلیم

دہندہ استاف ملتا ہے۔ ہم شکرگذار ہین کہ فوج والنٹیر نے
بہت سی ضروری ترمیمین کین اور فضول باتون کو قواعد سے نکال ڈالا۔
اسوقت والنٹیر فوج ہر حصہ ملک کے مقامی فوج مین شمار
کیجاتی ہے جو پیدل اور سوار توپخانون مین تقسیم ہے۔ امید ہے
کہ موجودہ ارتباط مختلف قسم کے پلٹنون مین روز افزون ترقی کریگا۔
والنٹیرون کے پاس اسوقت مارٹین ہنری رائفل ہین مگر کچھ عجب
نہین کہ بہت جلد جدید نمونہ کے رائفلین انکو دیجائین۔
۱۸۶۰ء مین نیشنل رائفل اسوسی ایشن قایم ہوئی جو والنٹیر کی ترقی کی ایک دلیل ہے ملکہ کو دریہ نے خود بندوق چلا کر اسکی ابتدا کی۔
پس ہمکو ہر صورت سے امید کرنی چاہیئے کہ اب حیدرآبادی
والنٹیر جن کی از سر نو زندگی ہوئی ہے اوس مین اہل ملک اپنے فرایض
حب وطنی کے بجا آوری مین نہایت خوش دلی سے شریک اور مستعد
ہونگے اور جس طرح انگلستان کے امرا و شرفا جوش حب الوطنی
و بہبودی قوم کے لیئے یکجان صدہا قالب ہو گئے ہین اسطرح ہمارے
اہل ملک جنہون نے پہلے پہل نہایت خوشی سے اس نامور اور مشہور رسالہ
مین حصہ لینے کی جد و جہد کی ہے اپنے حب الوطنی و بہبودی قومی کا
ایک ایسا نمونہ قایم کرینگے جس سے دوسرون کو جو ابتک کسی وجہ سے
شریک نہین ہوئے ہین ترغیب پیدا ہوگی۔ ہم شروع مین بیان
کر چکے ہین کہ والنٹیر کوئی ایسی فوج نہین ہے جس کو کسی قسم کا معاوضہ

نقدی ملے بلکہ یہہ فوج ملک کی مجسم عزت ہے اور چونکہ اسمین نامی
شاہیر اور اراکین خاندان شاہی اور معزز باشندگان ملک برضامندی
خود شریک ہوتے ہین اسلیے اسکے اعزاز اور ملکی فخر و امتیاز کے نسبت
کسی قسم کا شک ہی نہین رہا ہے یہہ ظاہر ہے کہ بادشاہ اور ملک
کی عزت و عظمت جنگی افواج کی عمدگی اور ترتیب و تہذیب پر منحصر ہے
مگر چونکہ عام افواج مین پہلے سے تہذیب اخلاق کا سبق نہین دیا جاتا
اور اونکی حالت بھی مقتضاے تعلیم و ترتیب شایستہ ماقبل شرکت
افواج نہین ہوا کرتی اسلیے اونکے چال چلن درست رکھنے اور جماعہ اور امور
متعلقہ کی درستی افواج والنٹیر کے پرتو سے ہوتی ہے جنکے ممبر شریف
اور عالیخاندان ہونے سے مہذب اور شایستہ زندگی کا معتدبہ حصہ
صرف کر چکتے ہین حقیقت مین والنٹیر فوج باقاعدہ افواج کی مصلح ہوتی
ہے یا یون بھی کہہ سکتے ہین والنٹیر بجاے خود مصلح قوم ہے —
امید ہے کہ جن امیدوں سے والنٹیر از سر نو اس ریاست عظیمہ مین قایم
ہوا ہے اوسکو وہ لوگ اپنے چند فرایض متعلقہ سے ثابت کر دینگے — لیے
یہہ امر کسقدر فخر کے قابل ہے کہ خود ہمارے حضرت بندگانعالی مدظلہ العالی
اس والنٹیر فوج کے آنریری کرنل ہین جیسا کہ ملکہ وکٹوریا والنٹیر کے مجلس
مین بذات خاص شریک ہو کر سب سے پہلے ایک بندوق چلانے سے
والنٹیر کی عزت افزائی کی اسیطرح ہمارے حضرت بندگانعالی اس فوج کے

آنریری کرنل ہونے سے والنٹیر کی حرمت کو دو بالا کر دیا اور تیز جیسا کہ ملکہ معظمہ کے زمانہ مین والنٹیر ریسٹ بل تحفہ یادگار ایجاد ہوا ہے اسیطرح ہمارے ملک مین حضرت بندگانعالی کے عہد میمنت مہد مین اس رسالہ والنٹیر کی یادگار اور ایجاد قابل فخر ہی۔

حسن

قدیم زمانہ کے حنوط گئے ہوئے لاشین

سنہ ۱۲۹۹ ہجری مطابق سنہ ۱۸۸۱ع مین قدیم زمانہ کے حنوط گئے ہوئے سلاطین کی لاشین شہر اتینس نواح مصر سے برآمد ہوئے اسکی کیفیت یہہ ہے کہ شہر اتینس کا رئیس اعظم ابوالرونال نامی قدیم زمانہ کی نادر چیزین جو اوس شہر کے ویران زمینون اور قدیم کہنڈیرون اور عمارتون سے ملتی ہتی لوگون کو دکہلاتا اور اونکو فروخت بہی کرتا تہا اور کبہی کبہی ایسی چیزین خود عوام کو بہی ملجایا کرتے تہین۔

اہل فرنگ جو ہمیشہ نادر چیزون اور قدیم اشیاء کے خواہان اور اونکی جستجو مین رہا کرتے ہین اور اسکے تلاش مین تمام دنیا کی سیر و سیاحت کرتے پہرتے ہین شہر اتینس کی یہہ کیفیت سنکر اس شہر مین بہی آنے جانے لگے اور نادر قدیم قومون کی پرانی چیزین خرید کرینگے۔ سنہ ۱۸۷۴ع مین ایک شخص قوم فرانس کا رہنے والا اتینس کو گیا اور وہان بہت سی ایسی چیزین دیکہی کہ خود دارالسلطنت فرانس کے عجائب خانہ مین موجود نہ تہین ہرچند اوس شخص نے دریافت کیا کہ یہہ چیزین کہانسے ملتی ہین مگر اسکا اصلی پتہ نہ لگا۔ مگر اس شخص کو کہین سے ایک لٹھو ملا جسپر سنہ ۳۰۰۰ طوفان نوح کندہ کیا ہوا تہا پہر اوس فرانسیس نے اس لٹھو کو پیرس دارالسلطنت فرانس مین لیگیا اور پروفیسر موسو رس کو بتلایا انہون نے اوس خط کو بآسانی پڑہ لیا

ملہ فرانس۔ انگلنڈ۔ اور جرمنی مین علم و فضل اور حکمت و ہنر و صناعت کے تعلیم کے سیکڑون

بعد اسکے خود پروفیسر کو ایتھنس جانیکا شوق پیدا ہوا۔ اور اسی غرض کیلیے دو
مہینوں کی رخصت لیکر چار پانچ آدمیوں کے ساتھ مصر ہوتے ہوے کشتی پر
سوار ہو کر پہنچا اور ابوالرونال رئیس اعظم کا مہمان ہوا۔ جب موسوریس نے
ان قدیم چیزوں کی کیفیت دریافت کرنے لگا تو ابورونال سخت ناراض ہوکر موسوریس کو
معہ ہمراہیوں کے ایک تنگ و تاریک حجرہ میں قید کر دیا اور تیسرے دن
اُن کو کہانا پانی دیتا تہا۔ دو مہینوں تک اونکو ایسی ہی مصیبت اور بے
غرتی میں رہنا پڑا مگر کوئی صورت رہائی کی نظر نہ آتی تہی آخرکار جب اپریل
مہینہ میں پیرس کے مدرسہ السنہ قدیمہ کے امتحان کا زمانہ قریب آیا تو پیرس
کے حاکموں نے مصر کے خدیو کو لکہا کہ پروفیسر موسوریس کی تلاش کرکے
جلد روانہ کریں۔ مگر خدیو مصر اونکو مصر میں نہ پایا اور مصر بالا کے حاکم محمد کو لکہا
کہ پروفیسر مذکور کی تلاش کریں اوسنے بڑی کوشش سے دریافت کیا تب
کہیں اوسکا پتہ ابوالرونال کے پاس لگا حاکم موصوف اوس رئیس کی سخت
سرزنش کی اور کہا کہ ایسی بدچالی سے یہہ ڈر ہے کہ کہیں فرانس جنگ کو آمادہ ہوکر
تمہارے شہر کو برباد نکر دے۔ یہہ سنکر ابوالرونال نے معافی چاہی اور پروفیسر
موسوریس اور اوسکے ساتھیوں کو قید سے چہوڑ دیا۔ من بعد پروفیسر موصوف نے مصر پہنچکر
یہہ اشتہار دیا کہ جو شخص قدیم زمانہ کے قوموں کے آثار کے چیزوں سے

---

* مدرسہ اس میں از انجملہ پرانی زبانوں اور پرانی خطوں کی بہی تعلیم ہوتی ہے اسی مدرسہ کے اوس وقت
کے مدرسہ معلم کا نام موسوریس تہا۔

کہا کرتی ہین اطلاع دیگا تو اوسکے پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ پہر
پروفسیر مذکور نے مسٹر ہارون اشبیلی کو جو شہر مصر مین قدیم اور عجائب
چیزون کے پیدا کرنے اور تلاش کرنیکے مہتمم اور عجائب خانہ کے ناظم
تھے اس کام مین اپنا نائب مقرر کیا اور خود پیرس کو چلے گئے بعد چند روز
کے مسٹر ہارون اشبیلی کے پاس ابوالرونال کا چھوٹا بہائی آیا اور کہا
کہ اگر وعدہ کے مطابق انعام دو تو مین نہایت عجائب چیزونکا پتہ بتلادون
پہر مسٹر ہارون اشبیلی نے بلا تامل اسکو پانچہزار روپیہ دے دیا اور اپنے
ہمراہ پانچ آدمی اور لیکر ابوالرونال کے بہائی کے ساتھ اتھینس کو روانہ ہوا
اور وہان پہونچکر اوسنے اونکو ایک دن مہمان رکہا۔ صبحکو اونکے ہمراہ اتھینس
کے مغربی دروازے سے ایک ہولناک بیابانمین پہونچا وہان ایک
چھوٹا سا تالاب اور پہاڑ تہا اور نہ کوئی انسان اور حیوان دکھلائی دیتا تہا۔
پہر وہان سے بہی آگے چلے تو ایک ٹوٹا کنوان ملا اس سے بہی آگے
چلے تو ایک پہاڑی نظر آئی اسکے دامن مین ایک بہت بڑا پتہر رکہا ہوا
تہا اور وہ پتہر ایک غار کے منہ پر تہا جو پہاڑ کے دامن مین تہا۔ اور
اوس پہاڑ طی اور پتہر سے دو زنجیرین بڑی بڑی اندر ہی اندر ایسی
بند ہین تہین کہ سوائے واقف کار کے اور کسی کو نہین معلوم ہو سکتا کہ
یہہ کس لیئے ہین اور کس چیز سے بندہی ہوئی ہین۔ مگر ابوالرونال کے
بہائی نے مسٹر ہارون اشبیلی کو ہمراہ لیکر وہان اُترا اور کہا کہ ایک

بہاری سل اس پتہر پر رکہد وجہان زنجیرین ہین پہر ابوالرونال کے بہائی نے پہاڑی پر چڑہکر زنجیرونکو ہلانے لگا اور اسی کے کہنیکے مطابق مسٹر ہارون اشبیلی نے نیچے سے ان زنجیرونکو ہلاتا تہا چند جنبشون کے بعد وہ بہاری پتہر غار کے منہ پر سے ہٹ گیا نیچے پہاڑ کے دامن مین ایک اندہیرا غار بہت عمیق نمودار ہوا - ابوالرونال کے بہائی اور ہارون اشبیلی نڈر بے خوف اس غار مین اتر گئے بنیس[؟] بنیس گز کے لانبے وہان دو صندوق تھے اور ایک بڑا چرمی صندوق بہی تہا انکو ننوا آدمیونکی مدد سے باہر نکال لائے اور کہول کر دیکہے تو چرمی صندوق مین خانہ داری کے اسباب اور صناعون کے اوزار اور ہتیار اور بہت سی پرانی اور قدیم سلاطینون کے سکے تھے - اور ہر ایک صندوق مین تیرہ تیرہ موم کی کشتیان اور ہر کشتی مین ایک ایک لاش حنوط[۱] کئے ہوئے آلائش سے بالکل صاف وپاک دہری ہوئی تہی - ان لاشون کے دیکہنے سے ایسا معلوم ہوتا تہا کہ کسی نے انکو پاک وصاف کرکے روغن لگائے اور سبز پتے اونپر جما رکہا ہے - علاوہ اسکے ایک سنگین گاڑی اور گہوڑا بہی وہین ملا - ان سب کو دس بارہ چہکڑون اور بہت سی مزدورون نے اٹہوا کر قاہرہ مین لائے اور پروفیسر موسورسس کو تار پر اطلاع دیگئی - یہہ سنتے ہی پروفیسر فوراً قاہرہ پہونچا

---

[۱] یہہ ایک قسم کا مرکب دوا ؤنکا تہا جسکو مردہ جسمون پر لگاتے تھے جس سے جسم سڑنے اور گلنے سے محفوظ رہتے تھے +

چونکہ وہ پروفیسر السنہ قدیمہ اور پرانی حروف و خطوط سے خوب آشنا تھا ہر ایک سکہ کو بہت غور سے دیکھا اور بتلایا کہ یہ سکہ فلان فرعون[1] کیوقت کا ہے اور یہ سکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ کا ہے اور ہر ایک لاش حنوط کیئے ہوئے اور انپر باریک حریر کے کپڑے لپیٹے ہوئے اور سنہری پتہ جمائے ہوئے تھے - اور اون لاشون کے پشت پر ایک ایک پتھر کی تختی لگی ہوئی تہی - او نپر نادر نقش و نگار اور قدیم حرفون اور اگلے زمانہ کے زبان مین عبارتین کندہ تہین جو ان لاشون کی زندگی کی ایک مختصر تاریخ تہی پروفیسر موصوف تختیون کی عبارتون کو پڑھلیا اور بیان کیا کہ ان تختیون مین سے اکثر تختیان قدیم ایرانی[2] زبان مین لکھی ہوئی ہین - یہ لاشین بڑے بڑے بادشاہ اور اونکی بیگمون اور شہزادونکی تہین - انکے مرنیکے بعد قوم کے قدیم رسم و رواج اور بت پرستون کے مذہب کے دستور کے موافق بطور تبرک و یادگار کے حنوط کئے رکہے ہوئے تہے تختیون مین ہر لاش کی زندگی کا تہوڑا تہوڑا احوال اور سوانح عمری طوفان نوح کے سنہ کے حساب سے کندہ کئے ہوئے تہے چونکہ اس زمانہ کے لوگ سنہ طوفان نوح سے بہت کم واقف ہین اسلیئے اس

---

[1] اُس زمانہ مین فرعون مصر کے ہر ایک پادشاہ کو کہتے تہے

[2] یہہ وہ عبرانی تہی جو محمد صلعم کے زمانہ مین قوم یہود کی زبان تہی اور یہی حضرت موسیٰ پیغمبر کیوقت بنی اسرائیل کے قوم کی زبان تھی -

فاضل پروفیسر نے ان عبارتون کے ترجمہ مین بجائے سنہ طوفان نوح کے سنہ قبل ولادت حضرت مسیح لکھ دیا۔ اور اوسکو ق۔م۔ سے تعبیر کیا بعد ولادت مسیح کو۔ ب۔ و۔

پہلے صندوق مین تیرہ لاشین بادشاہونکے عظمے بسے ہوسے اور گرگدن پہنے گینڈے کے چمڑے مین منڈہی ہوی اور موم کے پٹیون مین لپٹی ہوی موم کے کشتیون مین وہرے ہوسے تھے۔

(۱) پہلی لاشں۔ بادشاہ رہان ابن کارالاسل سنہ ۲۰۵۲۔ ق۔م۔

(۲) دوسری لاشں۔ بادشاہ لکہوی ابن رہان سنہ ۲ مدت سلطنت ۵۴ سال۔

(۳) تیسری لاشں سرتاج سلاطین بادشاہ کچیلو ابن لکہوی ابن رہان ابن کارالاسل نسل بست (۲۱) ویکم سنہ ۱۵۷۔ ق۔م۔

(۴) چوتہی لاشں بادشاہ سرتاپیشلو نسل بست (۲۴) وچہارم سنہ ۱۹۰۲۔ ق۔م

(۵) پانچوین لاش بادشاہ مجیشنہ ابن سارانَ کاچا ابن دُودم سُانسل بست وسیوم سنہ ۱۳۰۳۔ ق۔م

(۶) چہٹی لاشں بادشاہ لڈلینا ابن پودیپچ نسل بست (۲۴) وچہارم از شاخ سیوم سنہ ۱۹۲۷۔ ق۔م۔

(۷) ساتوین لاشں بادشاہ ہُو لم ہُو ہُوا ابن کارک تالیسی مدت سلطنت ۷۶ سال سنہ ۲۰۷۶۔ ق۔م۔

(۸) آٹھوین لاش بادشاہ وڈی ٹونا ابن عبران تلی ساکلان سنہ ۱۶۱ - ق - م
(۹) نوین لاش بادشاہ جہلک ابن ہلسان نسل ہفدہم سنہ ۱۶۶ - ق - م
(۱۰) دسوین لاش بادشاہ ججو ابن کرجان جی جہم کند سنہ ۱۸۰۳ - ق - م
(۱۱) گیارہوین لاش شہزادہ لولوانی ابن بادشاہ عجو ابن کرجان جی جہم کند - نابالغ سنہ ۱۳۷ - ق - م
(۱۲) بارہوین لاش شہزادہ ملیتن ابن بادشاہ جہلک ابن ہلسان نسل ہفدہم نابالغ سنہ ۱۲۹۹ - ق - م
(۱۳) تیرہوین لاش شہزادہ ججو پانیر فنین ابن بادشاہ لم فونی فص ہامار نابالغ سنہ ۲۰۷۹ - ق - م

دوسرے صندوق مین تیرہ لاشین عورتونکی ہر لاش حنوط کیے ہوے اوسی طرح پر جسطور پر کے مردون کی لاشین تھین کشتیون مین دہری تہی -

(۱) پہلی لاش - ملکہ سیریونانی کرسی بنت بادشاہ تی سالی زوجہ کرمینی سنہ ۲۰۵۶ - ق - م -
(۲) دوسری لاش ملکہ ہیشر نی پاتی بنت بادشاہ لم فونی فس بارا - زوجہ ہولم ہوہوہو سنہ ۲۰۵۶ - ق - م -
(۳) تیسری لاش ملکہ تہ نیولی جدہ اعاظم نسل چہاردہم (۱۴۱) سنہ ۹۰۲ - ق - م
(۴) چوتہی لاش ملکہ اسری پای بوا سنی کی - نی بنت بادشاہ

کو اسان زوجہ شہزادہ جہانگیر پایل نسل دوازدہم سنہ ۱۸۰ ق ـ م

(۵) پانچویں لاش ملکہ تریری بنا لاڈن بیگم شہزادہ قمر زادہ دوم سنہ ۱۲۴۳ ق ـ م

(۶) چھٹی لاش شہزادی گوہتا بنت پادشاہ قمر زادہ سنہ ۱۲۹۶ ق ـ م

(۷) ساتھویں لاش شہزادی لیتی بانو زوجہ کریان جی جہم کشتہ
سنہ ۱۸ ق ـ م

(۸) آٹھویں لاش شہزادی قمر سس برجی زوجہ شہزادہ لالتا ہمشیرہ
بادشاہ ارکنائی نسل پنجم سنہ ۱۲۰۱ ق ـ م

(۹) نویں لاش شہزادی ولل بنت شہزادہ لوکال نسل بستم
سنہ ۱۲۴۴ ق ـ م

(۱۰) دسویں لاش شہزادی کاست یانی بنت شہزادہ لوتا نسل ہم سنہ ۱۲۲۶ ق ـ م

(۱۱) گیارھویں لاش ـ ملکہ اورنا بیگم پارن نالابا نسل چہارم از شاخ دوم سنہ ۱۲۴۵ ق ـ م

(۱۲) بارھویں لاش شہزادی نفت تان شہزادی دقی شہزادی ہم ہاسس
سنہ ۱۲۷۰ ق ـ م

(۱۳) تیرھویں لاش ـ ملکہ لی لی یا خانا بنت بادشاہ لوراسس نابالغ
نسل بست دوم سنہ ۹۶۰ ق ـ م

کل نفس ذائقة الموت

راجہ نریندر بہادر پیشکار کا انتقال

اللہ اللہ موت وہ شے ہے جو ہر ذی روح کے لئے امر لازمی ہے ایک
دن سب کے لئے فنا ہے - گوشہ قبر مین آرام کرنا ہے - دنیا و مافیہا سے ہاتھ
دہونا ہے - اس سے کسیکو نجات نہین - کسیکو ہمیشہ کے لئے حیات نہین - عجب
حیرت ہے اور کیسی غفلت ہے کہ ہوشیاری نہین - عجب نیند ہے کہ جسکو
بیداری نہین - یہہ وہ محویت ہے کہ استغراق سے ہی سبقت لیگئی ہے -
یہہ وہ عالم ہے کہ جسکو آرزو نہین - یہہ وہ بیخودی ہے کہ خودی کی خبر نہین
نہ تمنا ہے - نہ فکر ہے - نہ غم ہے - نہ حسرت ہے - ایک ناپیدا کنار
سمندر ہے - کہ جسکے ڈوبے کا پتا نہین - یہہ ایسا سخت مرض ہے کہ جسکی
دوا نہین - یہہ ایسی سخت بلا ہے کہ جسکی دعا نہین - کیا لڑکا کیا جوان کوئی اس
سے نجات نہین پایا - سیکڑون شیرخوار آغوش مادر سے گہوارۂ لحد مین آرام
کیے - اور ہزارہا نوجوان عروس لحد کے ساتھہ ہم آغوش ہوئے - اور ایسے
بیخود پڑے ہین کہ کبھی اوٹھینگے ہی نہین - خدا جانے کس قیامت کی نیند
مین سوئے پڑے ہین - اور کس نشہ مین سرشار مست خواب مین از خود
رفتہ پڑے ہین کہ سانس ہی نہین لیتے - کسی طرف آنکھہ اوٹھاکے دیکھنے کی
قسم کہائی ہے - اون کے پس ماندہ ہزارون طرح جیسے چلاتے اور پیٹتے
ہین کہ دو دو باتین کرے مگر اونہین کب اونکی پروا اور غرض ہے -

کیسکی تمنا اونکا خون ہو جائے - اور آرزوئین خاک مین ملین - مگر اونہین
اپنے کام سے کام ہے - اونکی حیثیت انسانی دیکھی جائے تو کیا چیز کم ہے
سب کچھ ہے - اگر حفظ صحت دیکھی جائے تو نہین ہم سے زیادہ ہے - مگر
استغراق بیخودی - کیسی پرلے درجہ کی بیخودی ہے - ہمارے آہ و زاری پر
ترس کہاتے ہین - نہ ہمارے درد آمیز باتین اس طرف متوجہ کر سکتے ہین
ساری دنیا اس سے عاجز ہو گئی - اچھے اچھے فیلسوف کا بھی زور نچل سکا - اور
نہ عقل قابو پاسکی کیا مزے مین ہین اور کس تماشہ مین مصروف ہین - جو نوٹ
آنیکی قسم کہائے ہین ع

جو کوئی جاتا ہے پھر آتا نہین   کیا عدم ہی دل لگی کی جا ہے

ہان یہ حالت موجودہ سب کے لئے ہے - مگر جنہون نے اس دنیائے
فانی کو لات مار کر سامنے سے ہٹا دیئے ہے - اور بے پروا بیٹھے تھے جنکو
ابتدا اور انتہا پر نظر نہ تھی - اور نہ ہیلی پر کیسی غرض رکھتے تھے - جسطرح
دنیا مین آئے تھے اسیطرح سفر کئے ہین - اور جنہون نے کل کائنات کا
خلاصہ پا چکے ہین - اور خالی ہاتھ چل بسے ہین - اور جنکی شان مین یہ مصرع موزون
ہے - کان راکہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک - اونکے سب سے نرالے
ڈھنگ ہین - اور ہی مزے ہین - اونہون نے اس موت کو عین حیات
سمجھا - اسخواب کو عین بیداری جانا - اس جدائی کو عین وصل تصور کیا -
اونکو اس قیامت کا اطمینان حاصل ہے - کہ کسی کو بھی نصیب نہوگا - غرض

دنیا کے عجب معاملات ہین کہ اسکا بیان حیطۂ تحریر سے خارج ہے - اگر یہہ مفقود دل جو پہلو مین مثال سیماب مچلتا پڑا ہے اسکی اور ہی حالت ہے - الامان اس دل پُر درد کا برا ہو - جو انسان کو ہر ایک طرح سے مجبور کر رکہا ہے الغرض کیا اسکا حال بیان کرون یہہ وہی دل ہے جسنے یوسف کو زلیخا کے چاہ الفت مین جہوک دیا - یہہ وہی آفت جان ہے جسنے مجنون کو لیلا کے فرقت مین راہ نوردی کروایا - غرض جسکے ساتہہ رشتۂ الفت کا سلسلہ باندہتا ہے اوسپر سو جان سے فدا ہوتا ہے - لگاوٹ اسقدر بہاتی ہے کہ از خود رفتہ ہو جاتا ہے آہ وہ وقت یاد آتا ہے اور صدمہ دلگداز سے سینہ بہر آتا ہے جب میرے جد مرحوم کا انتقال یاد آتا ہے - اوسحالت کا بیان مختصر طور پر بیان کرنا مضایقہ نہین سمجہہ کر مجمل حالات سے ناظرین کو خبر کرتا ہون - ہمارا آج کے خاندان کے حالات تواریخ دیکہنے سے بخوبی ظاہر ہونگے - اسکا بیان طوالت سے ہے - اب یہہ مہاراج کی ذاتی حالات - وہ ایسے ہین جسکے لکہنے کو ایک دفتر چاہیئے - اسقدر کہنا کافی ہے - کہ مہاراج بیشک فرد فرید اور لاجواب تھے اونکے اخلاق اور مروت اور سخاوت اور شجاعت مالک کی فرمانبرداری یہہ اوصاف فطرتی تھے جس سے ہر فرد بشر واقف ہے - ماسیوا اسکے مہاراج کے عقاید اور طریقہ بالکل صوفیانہ تہا - ہر چند کے ظاہر مین مذہب ہنود سے اسقدر تعلق تہا - کہ اونکی پیدائش خاص اس مذہب مین تھی - مگر باطن مین تاسف ملت و مذہب اور شرک و کفر سے بری تہے - بلکہ ایک اچہی خاصہ موحد تہے

مرحوم کے اکثر بیان سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ عالم طفولیت سے فقراؤنکے ساتھہ یکدلی تعلق تہا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ وہ فنا فی الفقر کا درجہ حاصل کئی اونکا مذہب یہہ تہا کہ خذ ما صفا دع ما کدر - مرحوم کے ہی فیض تربیت کا باعث ہے بلکہ امر موروثی کہو تو بجا ہے کہ یہہ راقم کو بہی عالم طفولیت سے فقراؤنکے ساتھہ دلی تعلق اور اعتقاد ہے - چنانچہ مرحوم کے پند دلپذیر اور نصیحت فیض اثر اسقدر موثر ہوئے کہ حضرت خداشاہ صاحب قادری ساکن بیدر دام فیوضہ با خدا ولی کامل جو اسوقت حیدرآباد مین قریب اسٹیشن بلدہ حیدرآباد رونق افروز ہین - اور جنکا ہر ایک فرد بشر مداح ہے - اور ہزارہا شخص معتقد ہین ایکزمانہ سے اونکے قدم ایمینت لزوم سے مشرف ہوا - اور ہنوز فیض صحبت سے شرف حاصل ہے خدا یتعالی ہمیشہ با اعتقاد ثابت قدم رکہے - جب کے مرحوم اسبات سے مطلع ہوئے کہ راقم حضرت ممدوح کا معتقد ہوا - اسقدر بشاش ہوئے کہ گویا اپنے ذات کے لئے انکو حاصل ہوا بے ساختہ یہہ لفظ فرمائے کہ الحمد للہ ہمارے فیض صحبت کا کچہہ تو اثر ہوا - اور یہہ کہتے تہے کہ کبہی تاسف ملت و مذہب نہین رکہنا - اور اس جملہ پر عمل کرنا - خذ ما صفا دع ما کدر مصرعہ متاع نیک بہر دوکان کہ باشد - غرض اونکی محبت دلی اور رعایت سرفرازی کا حال کہان تک بیان کرون - اور کس منہہ سے اونکے تفضلات بزرگانہ کا شکر ادا کرون - اللہ تعالی مغفرت کرے - سیوائے ان اوصاف معینہ کے مالک کی فرمانبرداری اور خیرخواہی کا اسقدر خیال تہا - کہ جسکا بیان - بارہا سیوا

اور نصیحتونکے فرماتے تھے کہ دنیا کی بہبودی چاہیے تو مالک کی فرمانبرداری
اور خیرخواہی مین اپنے اپنی عمر کو صرف کرے ۔ اور عقبیٰ کی بہتری اور فلاح
چاہیے تو مرشد اور رہبر کی اطاعت گذاری کرے ۔ اسکے سوا اور
کوئی خیالات دونوجہان کے بہبودی کے لیئے بڑھکر نہین ۔ القصہ جامۂ
بشریہ مین ایسے باکمال بہت ہی کم نظر آئین گے ۔ افسوس صد افسوس ہزار
افسوس ۔ اس چرخ کج رفتار نے کیسون کو تہہ خاک کردیا ۔ بتاریخ ۱۲ ر
مضان المبارک ۱۳۲۶ شب سہ شنبہ کو مجیب دوا استعمال فرمائے اور اوسی
شب کو نو بجے شب کے بخار اس شدت سے آیا کہ قریب ایک بجے شب
کے بیہوش ہوئے ۔ تمام رات بیہوشی رہی ۔ صبح مین ہوش آیا اور
بخار کم ہوا ۔ بعد ازان ایک بار اجابت ہوئے جسمین خون شامل تہا جب
کہ حوائج ضروری سے فارغ ہوئے شمس الحکما ڈاکٹر جو معالج تھے اونکو طلب
فرمائے ۔ اسوقت مزاج اسقدر درست تہا کہ اپنی کیفیت مفصلہ بیان
کئے ۔ بشرہ سے بہی کوئی علامت موت کی ظاہر نہین ہوتی تہی ۔ اور
حکماؤن کی تشخیص سے کوئی ایسے مہلک کیفیت ظاہر نہین ہوئے چنانچہ
راقم نے بہی مزاج کی حالت دریافت کی بہت ہی اچھی طور سے کیفیت بیان
کئے ۔ اور یہہ ارادہ ہوا کہ حضور پر نور دام ملکہ سے بغرض تبدیلی آب وہوا
بہی جانیکے لیئے اجازت لینا چاہیئے ۔ چنانچہ ایک شخص معتبر کو ۔ روانہ ہونیکے
لیئے حکم دیئے ۔ بعد ازان کچھ تہوڑی سی دوا استعمال فرمائے اور کرسی پر

بیٹھے رہے - قریب گیارہ بجے کے - جب تمازت آفتاب زیادہ ہوگئی - راقم
نے اور چند صاحبون سے کہا کہ اس مکان مین گرمی زیادہ ہے - حسب معمول
تہہ خانہ مین تشریف لیجانا ہمین قدر مناسب ہوگا - اوسوقت مین ہر چند کہ ہوش
تہا - مگر مزاج صاف نہ تہا - غرض اوٹھے اور تہہ خانہ مین تشریف لیگئے - بسبب
نقاہت دو شخص سنبہالے ہوئے تہے - جب اوس تہہ خانہ مین پہونچے -
بعد پانچ منٹ کے دو بار اجابت ہوئے - جسکے ساتھہ ہی بیہوشی طاری
ہوگئی - قریب بارہ بجے کے جو شمس الحکما معالج تہے آئے اور مزاج کی
حالت دریافت کی اور نبض دیکہا جس سے یہہ معلوم ہوا کہ پہر بخار کی آمد
ہے - غرض بخار شروع ہوا - اور مرض بڑھتا چلا اور بیہوشی کا غلبہ ہوا -
شمس الحکما کی یہہ رائے ہوئی کہ اوس تہہ خانہ سے کوئی ہوادار مکان مین
لیجانا چاہیئے - کیونکہ جہان ہوا نہین آتی ہے اور سردی زیادہ رہتی ہے
مسامات بند ہوتے ہین اور عرق نہین آتا ہے جسکے باعث بخار مین تخفیف ہی
نہین ہوتی - اونکے کہنے کے موافق - وہان سے بجبر اوٹہا لیگئے - اوس
بیہوشی مین تہوڑے دور یعنے اخیر دروازہ تہہ خانہ تک از خود چلتے ہوئے
گئے - جب قریب پہونچے قوت رفتار نے جواب دیا - دفعتاً کہڑے ہوگئے
ہر چند کہ منشی مرزا اسحاق بیگ اور راقم نے اور اور لوگون نے اون کے
چلنے کے لیئے سعی کی مگر بکار آمد نہین ہوئے - آخرش کرسی پر بٹہلا کر
دوسرے مکان مین لے گئے - رفتہ رفتہ بخار کی شکایت بڑہنے لگی - اور

بیہوشی کا غلبہ زیادہ ہوا۔ چنانچہ حکیم محمد باقر علیخانصاحب کو طلب کیا انہون نے بعد تشخیص مزاج باتفاق ڈاکٹر شمس الحکما دوا تجویز کیا۔ جسکے دو خوراک حسب تجویز اوہنون کے پلائے گئے۔ بعد ازان نواب سر آسمان جاہ بہادر نے ڈاکٹر اعتماد الحق کو روانہ کیا۔ مگر چونکہ اوس وقت مین مزاج حد اعتدال سے تجاوز کر گیا تہا اس لیئے اوہنون نے کوئی اپنی راے نہین دیا واپس چلے گئے۔ قریب چھ بجے کے ڈاکٹر لاری صاحب کو طلب کیا گیا مگر ڈاکٹر صاحب نہ پہونچ سکے باتفاق راے حکماے مذکور سنگیان بہی دی گئی تہی۔ ماسوا اسکے بہت سے تجویزین جو کرنے کی تہین سکے۔ مگر بمصداق۔ اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعتہ ولا یستقدمون۔ مرض بڑہتا چلا جون جون دوا کی۔ کا نقشہ جم گیا۔ سب کے دلون نے جگہ چہوڑ دیا۔ یاس کا ہجوم چہا گیا۔ قریب نو بجے کے نزع کی حالت شروع ہوئی۔ پونے گیارہ کو روح قالب عنصری سے جدا ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ناظرین یہہ خیال کرین کہ انکا اس عالم فانی سے گذرنا کس قدر شاق گذرا ہوگا جسکی حالت حیطۂ تحریر سے خارج ہے۔ وہ شب ایک آفت کا سامنا اور قیامت کا نمونہ تہا۔ ہاے واے کی صدا در و دیوار سے گونجتا تہی زیادہ مصیبت کا سامنا یہہ تہا کہ ایسے حادثہ جانکاہ کے وقت ہمارے سرتاج ظل سبحانی شکار کے لئے رونق افروز ہوے تہے عرض

اوسیوقت بذریعہ تار برقی اطلاع دیگئے۔
ہان کیا کہتا تہا اور کیا کہہ چلا۔ مرحوم کا اکثر یہہ خیال تہا کہ لباس ظاہری بدلدیا
جاسکے۔ مگر مشیت ایزدی مین کسیکو دخل نہین کچہہ بن نہ پڑی۔ خیر
تمام رات قیامت سے گذری صبح مین میت کی تیاری ہوئی۔ جب
میت روانہ ہوئی یہہ دیکہا گیا کہ مکان سے تا بہ رُود موسی دو طرفہ
خلایق کی پرچول جمع تہی۔ بلکہ سنا ہی گیا کہ اکثر لوگ کرایہ سے مکانات لیکر
بیٹھے ہتے۔ ہر ایک فرد بشر کے زبان سے۔ سوائے افسوس حالت وفات
اور تعریف ایام زندگی کے اور کوئی بات نہین سنے گئے۔ چنانچہ اوسوقت
مین تمام فوج کا اولٹے بندوقین لئے ہوئے چلنا۔ اور غم کے باجہ دلگداز
کی آواز جان لیتی تہی۔ جب رُود موسی کے کنارے پہونچے۔ ایک بیشمار
تودہ ہیزم صندل وغیرہ مین میت کو رکہکر آگ دیدئے افسوس کسقدر سنگدلی
اور بیرحمی کی بات ہے۔ جو ایسے ناز ونعم کے پلے ہوئے اور جسکا جسد آغوش
محبت والدین مین ایسے آسایش آرام کے ساتہہ رہا ہوا ایک چشم زدن
مین جلکر خاک ہوا۔ مگر ہان یہان یہہ بہی ایک بات جو بیان کی جاتی ہے
خالی از تعجب نہین ہے۔ اور ہر ایک کے لئے یہہ بات یقین ہونا بہت دشوار
ہے۔ یعنے اوس جسد مین گنجینۂ عرفان کہیئے تو بجا ہے بہت دیر تک
نہ جلا۔ بلکہ اسقدر ضرورت ہوئی کہ سوائے اوس بیشمار تودۂ ہیزم کے۔
اور لکڑی بہت سی دی گئی۔ جب وہان سے واپس ہوا تو ایسے ایسے

نبرین سمن پایا کہ ہیبت زدہ ہوگیا۔ جسقدر مخالفین تھے آمادہ شرارت ہوے۔
مگر بفضل ایزدی اور توجہات خداوندی یعنی ظل سبحانی بندگانعالی محفوظ رہا۔
حضور اقدس و اعلی سے نواب سرآسمانجاہ بہادر کے پاس تار برقی بہیجا اور اوس
سے یہہ بات ظاہر ہوئی کہ حضرت اقدس اعلی نے ۔ اپنے ایک نمکخوار قدیم کے
گذرجانیکا نہایت افسوس فرمایا ۔ اور اس راقم کے نسبت جو موروثی خانہ زاد
ہے تشفی و تسلی کا ارشاد ہوا۔ جسکو دوبارہ زندگی ہوئی اور ہر ایک امر کی توقع
ہے وہ حکم عالی سے تھے۔ مخالفون کو عقد اللسان کا اثر کیا۔ سچ بہی یہہ ہے
کہ میرے آقا خداوند نعمت کی سرفرازی اور پرورشی کی نظر اس راقم
کے شامل حال ہے ۔ خدا تعالی اس راقم کو اپنے آقا کی اطاعت گذاری
اور جان نثاری مین تا دم زیست ثابت قدم رکھے ۔ اور میرے مالک کو
مجھہ سے خوش و خورم رکھے ۔ ناظرین بہی دعا فرمائین ۔ بفضل ایزد ذو الجلال
و جیبہ ۔ آقا رنامدار ظل سبحانی بندگانعالی مسند حکومت پر دیرگاہ با حشمت
و اقبال دایم و قایم رہین ۔ این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد +

کشن پرشاد عفا عنہ

سوانح عمری یا لائف

ازم آرامگاہ جناب نواب سر میر لایق علیخان بہادر
سالار جنگ رابع منیر الدولہ مختار الملک عماد السلطنت
کے سی آئی ای مستعفی
وزیر اعظم حیدر آباد دکن

انٹروڈکشن

یہہ امر نہ صرف قدیم مصلحت ہی ہے بلکہ اشد ضروری اور لازمی ہے کہ فردوس منزل کے حالات زندگی لکھنے سے پیشتر ایک مقدمہ لکھوں جس سے اس نادر اور عزیز الوجود علم یعنی سوانح عمری یا لائف کی تعریف اور فلاسفی اور اسکے عدیم النظیر فائدے ناظرین پر مثل سرسم زم کا ساحل پہونک کر انکو دنگ کر دین - اگر ایسا نہ کرون تو خاص کر ہمارے ملک مین زمانہ کی ہوا کچھہ ایسی چل رہی ہے - کہ ناظرین اسکو ایک ناول یا افسانہ یا ستوری سمجھہ کے پڑہ لینگے اور جو غرض اسکے لکھنے یا پڑہنے سے ہے وہ ہرگز حاصل نہ ہو گی - حالانکہ اس تالیف سے خاص الخاص ہیرا اسلاب یہہ ہے کہ ناظرین کو اس سے **اولوالعزمی** وغیرہ صفات اہلیت و انسانیت ہی حاصل ہون - اور یہہ کہ ایک طور کی **تنبیہہ** ہی پیشتر ہو - کیون کہ ناول افسانہ اور ستوری اس علم کے مقابلہ

خواب پریشان کی سی وقعت رکھتا ہے جس کو محقق اضغاث احلام کہتے ہین۔
(۲) اس علم یعنے سوانح عمری کے چوٹ اور ٹکر اگر ہے تو علم تاریخ ہی ہے یہہ بات بھی خوب یاد رہے کہ علم سوانح عمری اور علم تواریخ مین باہم فرق تو ہے جسکو مین آگے چل کر بیان بھی کرونگا مگر جزوی فرق ہی کچھہ بہت ایسا فرق نہین۔ سوانح عمری کے لکہنے مین اوپہر اوسکے پڑہنے مین عام اس سے کہ وہ زندہ آدمیون کے ہو جیسا کہ مہذب ملکون مین دستور ہے یا اُنکی جو اس فانی دنیا سے رخصت ہو کر غیر فانی جہان مین بسے ہین میرا بہت کچھہ بیان ہے کیونکہ مین نے اس علم کی تعریف فلاسفی ماہئیت اور حقیقت اور تنقیح مین سو صفحہ کے ایک یادداشت بہی لکہی ہے مگر افسوس ہے کہ اس رسالہ مین اُسکے درج کرنے سے روکا گیا ہون۔ اس نظر سے اس شریف علم کے نسبت اس رسالہ مین محض اسی قدر لکہنے کی اجازت پاتا ہون کہ جو ذیل مین عرض کرتا ہون۔ البتہ احتیاطاً یہہ بات بہی یاد دلاتا ہون کہ علم سوانح عمری کا تالیف کرنا ایک الگ امر ہے اور اوسکا پڑہنا دوسرا پوائنٹ ہے۔ مگر مین اس بحث مین علیحدہ علیحدہ بحث نہ کرونگا بلکہ دونون امرون کی اس رسالہ مین خاص کر جیسے اختصار کی قید اور اُسکا لحاظ ہے مشترک بحث کرونگا۔ بہرحال دونون امرون کا مدار بہی واحد ہی ہے۔

(۳) علم سوانح عمری یا لائف ہی وہ علم ہے کہ جسکے مطالعہ سے ناظرین اور شائقین اصل انسان ہو سکتے ہین۔ ورنہ وہ نرے اور خالص

آدمی ہی رہتے ہین - مین خالص آدمی اُسکو کہتا ہون کہ جسمین ہنوز انسانیت
نے سرائت نہ کی ہو - اور یہہ ایک مسلمات مین سے ماہئیت ہے کہ آدمی
اور انسان مین وُہی فرق ہے جو حیوان مطلق اور حیوان ناطق مین ہے -
خیرالناس انسان کی سوانح عمری کا لکھنا یا پڑہنا تو ایک طرف رہا - اگر کسی
اشرالناس آدمی کے لائف بہی لکہے یا پڑہے گی ہے - تو وُہ بہی پاکیزہ مزاج
انسان کی لئے عبرت اور تنبیہ کا باعث ہوی ہے - یہہ بات بہی درست
او صحیح بلکہ تسلیم کے قابل ہے - کہ اور شریر النفس اُسکے مطالعہ سے شرارت
سیکہتے ہین مگر ایسا مؤلف جو سچے فلاسفرون نہ کہ جہوٹے فلاسفرون کے نقش
قدم پر چلتا ہو اور یہہ کہ سگ دنیا لوگون سے ہمیشہ خلاف ہو تا ہے نیکی اور
بُرائی دونون مین سے کسی کو بہی پوشیدہ رکہنا نہین چاہتا جب کسی خیرالناس
کی سوانح عمری لکہتا ہے تو اوسکے پڑہنے والون کو اوسکی پاکیزہ زندگی پاکیزہ
چال ڈہال اور پاکیزہ روش سے ایک ایسی لینٹرن حاصل ہوتی ہے
کہ جسکے دلربا اور نور افزا روشنی مین وُہ چلتے ہین - اور پہر ہر جگہہ اور اونچ
نیچ اور نشیب و فراز کے موقع پر سنبہال سنبہال اور تول تول کر قدم
رکہتے ہین - جس سے کہ کج روی اُنکے پاس تک پہٹکنے نہین پاتی - اخلاقی
کتابون نے دُنیا پر لاریب بے انتہا احسان کئے ہین اُنکے مؤلفون کی شکر گزاری
لازمی ہے جو آدمیون کے سچے دوست اور اونکے پورے ہمدرد تہے مگر
وُہ زمانہ خیرباد کہہ چکا ہے - اب محض علمی دعوؤن سے کچہہ نہین بنتا ہے

اگر میدان ہاتھ مین ہے تو عملی نتیجون کے۔ کیون کم ایسا ہونا چاہیئے لاکلام
ایک اچھا حکم ہے مگر ایسا کرکے دکہاؤ جو فلان خیر الناس نے کرکے دکہایا ہے
پہلے حکم پر بدرجہا غالب ہے۔ یہہ وہ زمانہ ہے کہ حکم ہی نہین کیا جاتا بلکہ
کچہہ کرکے ہی دکہایا جاتا ہے۔

(۴) سوانح عمری کے علم کا عالم یا ماہر نہ وہ جو اوسکو ایک افسانہ اور
معمولی ناول سمجہہ کے پڑہتا ہے اُس سے فراست کا مادہ اور جوہر اس قدر
حاصل کرتا ہے۔ کہ اُسکے اُس تفرس کا نام اکثر خوش اعتقاد کہو یا سیدہے سادہے
لوگ پیش گوئی رکہہ دیتے ہین۔ حالانکہ وہ تفرس ہی ہوتا ہے پیش گوئی اور
پیش خبری۔ بڑے بڑے معزز اور گردن کش ایم۔ اے۔ اور ایل ایل
ڈی۔ ہی بتائین کہ اس علم سوانح عمری کے بغیر اس ضروری مسئلہ پر عبور ہوسکتا
ہے۔ کہ دنیا بہر کے قومون کی ترقی اور تنزل کے اسباب کیا تہے اور کیسے
اقبالمند قومین ادبار کے گڑہے مین سر کے بل گر پڑے اور پہر وہ قومین جو ادبار
کے گڑہے مین سر کے بل گرے ہوئے تہے کیونکر معراج یا یون سہی کہ اوج
اور عروج پر پہنچ گئین۔ ایک دستور کی بات ہے کہ بیٹا باپ کے نام سے
نام پاتا ہے۔ مگر سوانح عمری کے علم کا فاضل کہتا ہے کہ یہہ کوئی عجیب واقعہ
اور طرفہ ماجرا نہین بلکہ دُنیا کے پردہ پر صحیح نظیرین موجود ہین۔ کہ باپ نے
بیٹون کے نام سے نام پایا۔ جیسے کہ شیخ مبارک بزرگ مقدس نے اپنے
بیٹون ابو الفیض فیضی فیاضی۔ ابو الفضل۔ ابو البرکات ابو الخیر

ابوالمکارم - ابوتراب - ابوحامد - ابوراشد سے شہرت پائی - یہی وہ تو اُس رتبہ کو پہنچے کہ چغتیہ خاندان کے آفتاب محمد جلال الدین اکبر شاہنشاہ مملکتِ ہندوستان کے وزیراعظم اور دستوراں معظم ہوئے - جب ممدوح الاوصاف اہل عرفان نے ہمارے موتیوں والے اکبر ہی کے دلولہ اور اُمنگ سے اُس تاجدار سے ملاقات کی - تو فلاسفر (گو دنیوی فلاسفر نہیں بلکہ سچے فلاسفر) نے بیٹوں ہی کے استفسار پر حکم لگا دیا - کہ ظل اللہ کا مزاج اقدس تبدیلی ایسا واقع ہوا ہے اور اس سے ایسے کام ظہور میں آئیں گے اور ویسے کام ظہور میں آئیں گے وغیرہ - چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ اوس واجب التکریم و تعظیم اور وحید الدہر بزرگ نے فرمایا تھا - اب یہہ سوال خود بخود لازمی ہو گیا ہے - کیا اُس واجب الآداب فرید عصر نے واہیات علم نجوم اور محض جھوٹے علم رمل اور نرے وہمی اور خیالی علم جفر سے اکبر کریم الشیم منبع رحم کی مزاج اقدس کو پہچان لیا تھا؟

نہیں نہیں صرف علم سوانح عمری کے بدولت اور اوسکے زور سے پہچانا تھا - سچ بات تو یہہ ہے کہ یہہ (سوانح عمری) پیشگوئی ہی ہے -

(۵) **فزی آگنومی** یا فزالوجی جس کو اپنے زمانے کے ترقی کے عہد میں عرب کے نامدار فاضل علم قیافہ کہتے تھے اور آرین محقق اسی علم کا نام اپنے اقبال کے دنوں میں سامدریک رکھتے تھے - ایک بہت ہی دلپذیر عجیب و غریب اور دلربا علم ہے - اگرچہ صوبہ پنجاب کے لیٹ فنانشل کمشنر خان

جنت آرامگاہ جنرل ایڈورڈ صاحب سے تحقیقی رائے کے مطابق اہل
یورپ اور عرب کے محققون اور آرین مدققون کے تصانیف مین یہہ فرق ہے
کہ پہلے گروہ والی جن کو متاخرین مدققین اور بال کے کہال نکالنے والے اور ہر
بات کے تہ کو خواہ وہ کیسی ہی باریک دقیق اور لاحل کیون نہو پہنچنے والا کہاجاتا
ہے اور کہنا بجا پڑہتا ہے اس علم کا موضوع لا صرف آدمی کے چہرہ
کو گردانتے ہین - اور دوسرے تیسرے فرقے والے انسان کے تمام جسم کو
اسکا موضوع ٹہراتے ہے - خیر خواہ کچھ ہی ہو مین یہان نہ اُسکی بحث
ہی کرنا چاہتا ہون اور نہ اس موقع پر اُسپر ججمنٹ ہی لکھتا ہون اگرچہ ایک اور
سوال پر لکھون گا اور ایک موقع پر لکھہ ہی چکا ہون - اس وقت فلسفہ سفر
کے عزیز یا شرداں جو کیون سو بیچ ہے ۹ مارڈ بملکن جنت آرامگاہ
کے ہمصفیر ہو کر صرف یہہ کہتا ہون - کہ وہ ایک بڑا ہی نادر اور حیرت کے عالم
مین ڈالنے والا علم ہے - اُسکا حاصل کرنا یون تو کچہہ بات نہین لیکن پنجاب
کے بااقبال اور باتدبیر اور فلاسفر دماغ امیر ابن امیر ابن امیر جناب سردار
دیال سنگھ صاحب بہادر مجیتہیہ دام حشمتہم کے قول معقول کے
بموجب اس علم مین پرفکشن برسون کے پرکٹس پر منحصر ہے - غرض کہ سوانح
عمری کا علم ایک ایسا علم ہے کہ جو ٹہیک ٹہیک فزاگنومی یا فزاکوجی یا قیافہ
یا سامدریک سے ملتا جلتا ہے - جیسا فزاگنومی کے علم کا موضوع آدمزاد
کا چہرہ ہے ویسا ہی علم سوانح عمری کا موضوع کیا ہے دنیا بھر کے موتی

یا شخصوں کی ترقی اقبال اور نیز اُنکے تنزل اور ادبار کی حقیقی
اور واقعی اسباب کا پہچاننا ۔ اس شریف اور اعلیٰ درجہ اور
دقیق علم کا ڈاکٹر یا حکیم ایک قوم یا شخص کے افعال و کردار خصوصاً اُسکی
سوانح عمری علی الخصوص اُسکے لائف اُسکے جو چال ڈھال اور رنگ ڈھنگ
ظاہر ہو معلوم کرکے قطعی حکم لگا دیتا ہے اور لگا سکتا ہے بلکہ لاکھوں تجربوں
سے ثابت ہوا کہ لگا دیا ہے ۔ کہ یہ قوم یا شخص اقبالمندی کے آثار رکھتا ہے
یا ادبار کے ۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہ اگر وہ قوم یا شخص اقبالمند ہے تو اُس
سے گرا چاہتا ہے یا اوسکو قائم رکھنے والا ہے ۔ اور اگر ادبار زدہ ہے تو
اقبال کے آسمان سا اونچی منزل پر پہنچ سکتا ہے کہ نہیں ۔ اور اگر پہونچ سکتا
ہے تو کیسی ۔ جناب باری تعالیٰ جل جلالہٗ و عم نوالہٗ کی حمد و ستائش ہو کہ جس
نے فانی انسان کو ایسا دماغ اور عقل دی کہ وہ ایک سچا علم ایجاد کرتا ہے
اور پھر اوسکے ذریعہ سے گویا غیب کے باتیں بیان کردیتا ہے جو ٹھیک ٹھیک ویسی ہی
ہوتے ہین ۔

(۶) زیرک اور فہیم آدمیوں نے (جسمیں ناظرین کا فرمانبردار مولف بھی ایک شامل
ہے) اسی علم یعنی سوانح عمری سے ایسی آنکھیں پائی ہین ۔ کہ ہمایون ہمارے
موتیوں والے شہنشاہ اکبر ظل اللہ کے والد کے تکلیفات کو بڑھیوں
کی سی کہانیوں یا اپنی زبان کے اونچا الفاظ میں یون کہوں کہ افسانوں اور فرنگی
عاقل لوگونکے لینگویج میں یون کہا جائے کہ ناولوں کی سی وقعت نہیں دیتی

اور با اگر بانون کو نیند نہ آتی ہو تو اُنکے سُلانے کے لیئے اونکا منتر نہین ہو سکتے۔
نہین نہین ہم لوگ اُن تکلیفات سے جب کہ وہ اولی العزم شہنشاہ ہندوستانیون
کے میوٹنی کے فیلنگ کا مقابلہ نہ کر سکا (جیسا کہ ہماری برٹش گورنمنٹ نے
اسی ہندوستان مین ۱۸۵۷ء ایک ہزار آٹھ سو ستاون عیسوی مین مقابلہ
کیا اور اپنے اقبال خداداد کے تصدق سے اسی فیلنگ کو اپنی تیز تلوار کی دھار
اور آب سے بالکل فرو کر دیا) اور ہندوستان سے بھاگ گیا۔ اور پھر
اُسکے نمایان کامیابی سے بجز ۱۴۱۵ء پندرہ سو چودہ عیسوی سے ۱۸۵۷ء اٹھارہ
سو ستاون عیسوی تک جو تین سو تینتالیس ۳۴۳ برس کی مدت ہوتی ہی رہی تکلیفات
کا عادی ہونا اور کامیابی کے لیئے مستعد رہنے کا بہت ہی نادر اور اکسیر صفت
اور دونون جہان مین مفید سبق سیکھتے ہین۔ اسکے علاوہ فرانس کے
مشہور و معروف سفر و گردن کش مگر دانا شہنشاہ فرسٹ نیپولین بونا
پارٹ کی ترقی اقبال جو سو لجر کے نشر کے سے شہنشاہی کو پہنچا۔ اور پھر اُسکی
مصیبت جو ہمارے شہنشاہ انگریزی قوم کے ہاتھ سے ۱۸۱۵ء اٹھارہ سو پندرہ
عیسوی مین گرفتار ہو کر قید فرنگ مین رہا اور سات سال تک قید رہکر
۱۸۲۱ء اٹھارہ سو اکیس عیسوی مین قید کی حالت مین مر گیا۔ شائقین علم
سوانح عمری کو ذی حوصلہ ہونے کا سبق سکھا کر مصیبتون مین برداشت
اور تحمل کی تعلیم بھی دیتا ہے۔ پھر ارم نشین اور شیخ مبارک (فیضی اور
ابو الفضل وغیرہم خلف الصدقون کے والد) کی مصیبتین باوجودیکہ علم مین

سمندر اور صفات مین فرشتہ تھا ایک بار تو پتھر دل سے پتھر دل آدمی کو بھی حیرت
مین ڈال دیتے ہین اور پھر اکبر با حشمہ رحم کے عہد معدلت مہد مین اُسکے رعایا
کی آزادی (لبرٹی آف اُپنیین) جس پر وہ علامۃ العصر شیفتہ اور فریفتہ تھا اور
فرزندون کے اعلی سے بھی اعلی رتبہ کے اقبالمندی حوصلہ بخشتی ہے۔
حضرت موسیٰ کے پیدا ہونے کے وقت ہی مصر کے بادشاہ فرعون نام کے درپئے
پوشیدہ کیا جانا پھر فرعون ہی کے بیٹی کا بیٹا کہلاکر مصر کے بادشاہی محلون مین
پرورش پانا اور اوسکے بعد فرعون کے دختر نیک اختر کے شاہزادے کہلانیکی نسبت
اپنے قوم کے مصیبتون مین ساتھ دینے کو ترجیح دینا جوان دنون
مصر مین قید تھی۔ اور پھر یتیرو نام ایک مشہور بزرگ کے یہان جنکو
اہل اسلام حضرت شعیب کہتے ہین۔ بکریان چرانا اور آخر اپنے قوم نبی اسرائیل کو
فرعون کے بندی خانہ سے چھڑانا علم سوانح عمری کے پڑھنے والے کو خدائے
قادر مطلق کی حیرت بخش قدرت اور عظمت کا سمجھدار اور زیرک انسان کا تو کیا
ذرا اسکے پاک ہستی کے منکر کو بھی قایل کر دیتا ہے۔ اور پھر عالمگیر کے متعصب بلکہ ایک
لا مزاج کا ہندوستان کی بادشاہت کا حقدار نہونا تو بھی ایک شہنشاہ عالیجاہ
ہوجانا۔ اور باوجود اہل شرع اور نمازی ہونے کے اپنے مسن والد شاہجہان کو
آگرہ کے قلعہ مین قید رکھنا۔ اور اپنے بڑے بھائی پور سے اہل عرفان اور
صوفی الرسم پر دالہ وشیدا دارا شکوہ اور اپنے اور بھائیون کو بے رحمی سے
مروا ڈالنا اور سرمد جیسے تارک الدنیا نہ کہ متروک الدنیا کو قتل کر ڈالنا۔ اسکے سلامت

ادبار اور تباہی کے **علامتون** کو انکے ان کامون سے معلوم کر لینا سوانح عمری ہی کے علم کے شایق کا خاص الخاص کام ہے۔ ناول اور افسانون کے شایق کو معلوم نہین ہو سکتا۔ اجودہیا پوری کے سورج بنسی راجہ سرت کے سعید خلف الصدق **سری رام چندر جی** کا باپ کی فرمان برداری سے بارہ برس تک بن باس کا قبول کرنا اور اوسی دکہن سے جسکے دار السلطنت حیدرآباد فرخندہ بنیاد سے یہہ رسالہ شایع ہوتا ہے طرح طرح کے مصیبتون کا مقابلہ کرنا مگر اُف نکرنا۔ صرف سوانح عمری کے نادر علم ہی کے شائق ہی کو معلوم کرا سکتا ہے۔ کہ جسمین اصل خدا پرستی کی بنیاد اور پوری **اقبالمندی** کی علامتین ہوتی ہین۔ وہی صرف وہی باپ کی فرمان برداری کرتا ہے۔ ایسا ہی اقبالمند اس امر کو اپنا پرنسپل گردان لیتا ہے کہ۔ نوکر چاکر ہو تو بدل لون باپ برا ہو یا بہلا اسکو کیسے بدلون۔ اور یہہ کہ اگر اسکی فرمانبرداری نہ کرون تو وہ والد اور مین بیٹا کیونکر ہوا نافرمان شخص والد کو اپنا بیٹا اور نوکر سمجہتا ہے اور آپ کو اسکا باپ اور آقا اور یہہ آثار اسکے **ادبار** بلکہ جہنمی ہونے کے ہین۔

(۷) اب مین اس انٹروڈکشن کو ختم کیا چاہتا ہون۔ کیونکہ اس مختصر رسالہ کے لیئے سوانح عمری کے علم کے فلاسفی اور اوسکے فایدے کافی ہین۔ مگر پہر بہی ناظرین سے دو ایک اور بہی ضروری امرون کی جو اسی علم کے متعلق ہین گذارش کی اجازت چاہتا ہون۔

(۸) مصیبت ہر فرد بشر کے لیئے جب تک کہ وہ جسم کے قید مین ہے

کمپلسری ہے ۔ اور جب وہ روح مین آزادی حاصل کریگا تو پھر اس کیلئے سب ہی
آزاد ہو گا ۔ ایک بڑا ہی **تجربہ کار** شخص جس نے اپنے کو ایک ادنی درجہ
بلکہ اگر اور بھی سچ کہون تو اسفل السافلین کے سے رتبہ سے اعلی درجہ کے
بلکہ قاب و قوسین او ادنی کی سی عالی پایگاہی مین اپنے ہی دست و بازو
اور تدبر اور اوسپر ہے ذریعون کے ذریعہ خدا کی مہربانی سے پہونچایا ۔ کہتا ہے
جس کو مین بادنی ایزادی یاد دلاتا ہون کہ انسان کی عمر خواہ کوئی کیون نہو
ہمیشہ خوشی اور خرمی سے نہین گذرتی ۔ اور پھر کس زور سے کہتا ہے کہ یہی امر
تو ایک ہے کہ انسان کو گویا خوش نصیب کہنا چاہیئے کیون کہ اگر ایسا ہو تو
وہ آرام اور غفلت مین بسر کرکے جفاکش اور دور بینی کا مادہ ہی اپنے مین
سے بشرطیکہ دنیا کی پیدا کرنیوالے نے اسکے دیا ہو کھو بیٹھے گا ۔

(۹) مجھکو خود تقریباً پچاس برس سے تجربہ ہے اور یہہ کہ صحیح تجربہ ہے
صرف ایک خیال ہی نہین جس کو اکثر **مجرب احمق** اپنی زبان پر رکھتے ہین
اور بر موقع اور بے موقع اسکو فلسفی ریزن کے جگہہ استعمال مین لاتے
ہین ۔ کہ بعض آدمیون کے طبیعتین قدرت اور نیچر ہی سے ایسے واقع ہوئی
ہین ۔ کہ مصیبت انکے حق مین اصل معلم اور سچا استاد بلکہ ایک دردمند آقا و شفیق
ہے ۔ ایک پرانے زمانے کا بڑا ایرانی جو اپنے وقت کا مست بادشاہ
تھا کہتا ہے کہ بھلا ہوا کہ مینے دکھ اٹھایا کہ مین تیرے حکمون کو سیکھون
یہہ اس نے اپنے سچے خدا کو جس کو وہ اپنا حقیقی معبود سمجھتا تھا مخاطب کرکے کہا ہے

اور بہت ہی سچ کہا ہے - مین نے اپنے واجب الادب معلم کے قول کو یون ہی اندھا دھند اپنی آنکھین بند کرکے قبول نہین کیا بلکہ ہر طرح سے کسوٹی پر پرکھہ کر اور ترازو مین تول کر اور دوربین عینک سے دیکھہ کر اور ریہ کہ تا مسلاک کر ہی قبول کیا ہے کوئی مجھکو اس وجھہ سے کچھہ نہ کہے کہ مین اسکو جو ایک ٹرف تھا ہے کیون پرکھا اور کیون تولا اور کیون دیکھا اور کیون تا مسلاک لیا یون ہی اندھون کی طرح سے کیون نہ مان لیا - مگر رسالہ کے ناظرین صاحبان !!! مین مجبور ہون میری کچھہ اختیار مین نہین کیونکہ میری طبیعت ہی ایسی واقع ہوی ہے کہ جو امور تجربہ کرنے کے قابل ہوتے ہین مین انکا بار بار تجربہ کر ہی لیا کرتا ہون - اور یون اگر آسمان سے فرشتہ ہی مجھے کہے تو نہین مانا کرتا کیونکہ میرے وہ دن گئے کہ اسم سے جی لگا م ماہیتون پر یون ہی علم الیقین یعنے ہسٹاریکل فیتہ رکھون اور عین الیقین یعنے ٹرسٹنگ فیتہ کے مرتبہ پر ترقی نکرون - اے کاش اس سے رسالہ کے ناظرین اسی علم سوانح عمری کے متعلق امور مین ہی پسندیدہ شیوہ اور شایستہ روش قبول فرماین یون ہی اٹکل پچو کسی ماہیئت کی ذمہ وار نہ ہو جاین -

(۱۰) میرا بار بار کا دیکھہ کہ صحیح بالکل صحیح تجربہ ہے یہ ماہیئت بتاتا ہے - کہ البتہ بعض آدمیون کے مزاج ایسے ہی واقع ہوئے ہین کہ ان کو مصیبت کی کچھہ ضرر رسانی نہین - مگر ساتھہ ہی یہ بات بہی ہے کہ ایسے فرشتہ طینت ایسے لوگ کم بہت ہی کم بلکہ نادر الوجود ہوا

کرتے ہین - ایسی ہی پاکیزہ دل رکھنے والون کو بزرگ یا ولی اللہ کہا گیا اور کہا جاتا ہے اور آئندہ ہی کہا جائیگا - اور بعض انسانون کی گویا خیر ہی ایسی ہے کہ معصیت اور دکھ انکا اصل مسلّم اور سچا استاد یا درو مند اتالیق ہنین ہوا کرتا - ہان یہہ امر سخت بحث طلب ہے کہ ایسے آدمیون کے کانشنس اور قوت تمیز اور خصوصًا انکے دی سنس آف کیرکٹر مین ضرور فتور ہوتا ہے کہ ہنین - برسون بلکہ اگر اور سچ کہون تو صدیون کے چھان بین اور تحقیق اور نیز تدقیق سے یہہ امر مسلّم الثبوت ہوا ہے کہ ایسون کا حال یہہ ہے کہ انکے کانشنس قوت تمیز اور علی الخصوص انکی دی سنس آف کیرکٹر یا تو سُن اور یا بالکل ہی مُردہ ہوتی ہے - اسپر بڑے بڑے واقعات شاہد موکد اور عادل ہین اور ہر ایک قوم مین اسکے گواہ پاسے جاسکتے ہین - یہودیون مین فرعون کا واقعہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ بہت ہی مشہور اور غیر قومون مین زبان زد خاص و عام ہے - پہر عیسائیون مین یہودا اسکریوطی کا معاملہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ گویا ہیرے کی نوک سے عقیق پر تحریر کئے ہانند ہے - علاوہ اسکے آریہ لوگون مین راون اور کنس کا واقعہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ ہزارون برسون سے عام و خاص کے زبان پر ہونے کے علاوہ اعلیٰ درجہ کے سچے تاریخون مین ہی درج ہے - اور ایسے تاریخین کہ جنکو صحیح اصولون کے مطابق تاریخی وقعت دی گئی ہے - اور دیسکے ہین اہل اسلام مین ابو جہل اور ابی لہب کا ایسا ماجرا ہے کہ ہرگز ہرگز

پوشیدہ رکھنے سے بہی پوشیدہ نہین رہ سکتا - غرض کہ اس رسالہ کے ناظرین کو متذکرہ بالا شخصون کے لائف پر جیسا کہ چاہیئے عبور ہو تو اونکو بہت اچہی طرح سے ثابت ہو جاے - کہ درحقیقت نہ اونکے کانشنس مین کچہہ دم تہا - اور نہ اونکے قوت تمیز مین کچہہ جان تہی اور یہہ کہ اونکی دی سنسشن آف کیرکٹر مین بہی کچہہ حس نہ تہی - مجہکو اس وقت خصوصاً اس محدود صفحون اور محدود موقع پر اونکی سوانح عمریون بیان کرنے کی نہ تو فرصت ہی ہے اور نہ اجازت - مگر انکہ لائف اور اونکے کیرکٹر آفتاب کی روشنی سے بہی زیادہ تر ظاہر ہے - اگر کوئی شخص اونکی حیرت انگیز حالات اور واقعات سے ناواقف ہے تو نہ اوسکو علم **تاریخ** ہی سے مسئلہ فائدہ پہنچے گا اور نہ علم سوانح عمری سے ہی کچہہ حاصل ہوگا - وہ بڑے **عبرت** دہ واقعات ہین

(۱۱) مین جب **لائف آف فخر** مین غور اور تامل کرتا ہون تو صریحاً اور بدیہتاً دیکہتا ہون - کہ لوہا جو ایک مشہور ترین دہات ہے بہت ہی تیز آگ سے پگہلتا ہے اور چاندی جو وہ بہی ایک مشہور دہات ہے لوہے کے نسبت ذرا کم آگ مین پگہلتی ہے - اور کندن یعنے طلا جو ایک سب سے مشہور دہات ہے اور بڑی قیمتی ہے ایک ذرا سی آگ دکہانے سے موم کے مانند نرم ہو جاتا ہے - مگر پتہر کو (جس کو دکہن ویس مین گنڈ کہتے ہین) کیسی ہی تیز آگ بلکہ جلتی ہوئی آگ مین ڈالو - ہرگز ہرگز نہین پگہلتا اور مطلق نہین پگہلتا موم ہونا تو ممکن اور انہونی بات ہے - پس آدمیون کے گروہ مین سے بعض آدمی لوہے کی سی

طبیعت رکھتے ہین - اور بعضون کا مزاج چاندی کا سا ہے - اور بعض کندن کی سی اصلیت رکھتے ہین اور بعض کمبخت پتھر ہین - ناظرین کو ذرا اب دل کے آنکھین کھول کر اور ذرا گہری نظر کرنی چاہیئے - کیونکہ بڑا نازک موقع ہے - اور وہ یون ہے - کہ دُنیا کے پردہ پر پرافٹ لوگون کا ایک گروہ ہے - اور فلاسفرون کا ایک مجمع ہے - پھر راجاؤن مہاراجون بادشاہون شہنشاہون کا ایک سلسلہ ہے - ان تینون مقدس مہذب اور معزز گروہون مین سے چند کا نام پیش کرتا ہون جو مصیبتون سے نہین بچ سکے جیسے کہ حضرت نوح ابراہیم یعقوب یوسف دانیال موسیٰ اور خداوند مسیح - پھر عرب کے نبی صلعم سری کرشن جی - سری رام چندر جی وغیرہ - افلاطون سقراط فیثاغورس جارڈینو برونو وغیرہ حضرت داؤد سکندر ہمایون عالمگیر بونا پارٹ ظفر - واجد علیشاہ وغیرہ - مین اس وقت اس امر کی بیان کی مصلحت نہین سمجھتا کہ ان تینون مقدس مہذب اور معزز گروہون مین کس گروہ یا کس شخص کو لوہے چاندی طلا اور پتھر سے تشبیہ دون - کیونکہ میرا یہہ بیان ایک سنگین یعنی فہمیدہ ہو جائیگا جسکا بیان اسوقت منظور نہین - تسپر بھی مین اس بات کے بیان سے اپنے دل کے ولولے اور اُمنگ اور فیلنگ کو روک نہین سکتا کہ ان تینون گروہون مین ایسے شخص تھے جو نذر کہ بالا دہاتون اور گندھک (یعنے پتھر) سے تشبیہ تمام رکھتے تھے - چنانچہ جو شخص علم تاریخ اور نیز علم سوانح عمری سے ماہر ہوگا اُسپر جیسا کہ چاہیئے مسلم الثبوت ہو چکا ہوگا

کہ اصل معاملہ جیسا کہ مینے چیلنج ہی کیا ہے حقاً اور تحقیقاً یون ھی ہے

اب مین پھر بڑے زور سے اصلی سبجکٹ پر آتا ہون کہ میرے پیری گراف چہارم - ششم - دہم - اور یازدہم کے عبرت بخش بحثون کا اوسی سبجکٹ سے جس سے میرے اس تحریر کا عنوان معنون ہے یہہ تعلق ہے - کہ جب تک ایک آدمی سوانح عمری کے علم کا ماسٹر نہین ہوتا - وہ نہ تو اس جہان ہی مین چین اور آرام کے ساتھہ اپنی زندگی گذران سکتا ہے - اور نہ یہہ اودھر کے جہان مین جو فانی نہین بلکہ غیر فانی ہے اور جس کا یہہ جہان ایک نمونہ ہے تسلی اور اطمینان کے ساتھہ رہ سکتا ہے غرض کہ انسان دنیا مین رہ کر آدمیون کے مختلف خاصیتون سے واقف نہین ہونا چاہتا تو اسکو نہ آدمی کہلانا چاہیئے اور نہ انسان بلکہ کچھہ اور کہلانا چاہیئے جو اسکو موزون اور مناسب ہو - پھر اسکے لیئے کیا یہہ دنیا اور کیا وہ دنیا ایک ہی سی ہے - کیونکہ ایک عارف باللہ نے جو سچا فلاسفر ہی تھا سچ کہا ہے کہ کیا راحت دلی اور تسلی قلبی اور کیا دلی عذاب اور قلبی تکلیف عارف اور اہل علم کے لیئے ہوتا ہے - اجہل اور بے علم کو نہ راحت اور تسلی سے کچھہ سروکار اور نہ عذاب اور تکلیف سے کچھہ کام - وہ بالکل پتھر کے مانند ہے جو نہ تو آگ مین جلے اور نہ پانی مین سڑے - یہہ جو کچھہ دنیا مین زمین اور آسمان آفتاب اور مہتاب جہنم اور بہشت ہے اہل عرفان اور ذی علم کے لیئے ہی ہے اجہل اور بے علم کے لیئے کچھہ بھی نہین -

(۱۲) اے اس رسالہ کے ناظرین! آپ گھبرانہ جائین اب مین انتہر ودکشن کے ملاحظہ کے لیئے آپکا قیمتی وقت اور نہ لونگا۔ صرف دو تین باتین ہی اسکے خاتمہ مین اور عرض کرکے اس مقدمہ کو تمام کرتا ہون اور پہر اصل مطلب یعنے فردوس منزل ممدوح الاوصاف کے لائف شروع کرتا ہون۔ مجھے یقین ہے کہ اس مقدمہ کے ساتھ آپ اسکو ایک سٹوری نہ سمجھینگے

(۱۳) الحاصل جن لوگون کا تذکرہ یعنے پیر سے گرامی یازدہم مین کیا ہے ان سب کے عجیب و غریب اور حیرت انگیز سوانح عمری پڑہنے سے ایک تعجب خیز اور حیرت بخش اثر دلین پیدا ہوتا ہے۔ اور انکے لائف مین اس درجہ تک اٹرکشن ہے کہ ناظرین اور شایقین کو ایک ایسی بینا انکہین ملتی ہین کہ وہ اس نیلی چہت کے پردہ مین جو کچھ ہے دیکھ لیتے ہین اور پہر چودہ طبق کی بہی خبر رکھتے ہین۔ ہان مین اس بات کو بہی عرض کرے بغیر نہین رہ سکتا کہ انکے لائف کے اٹرکشن کا عمل انہین پر ہوگا جو صحیح اور سالم کانشنس رکھتے ہین پس ایسون کے حق مین یہہ علم اکسیر سے بہی بڑہکر کام کرتا ہے۔ خاص کر یہہ علم یعنے سوانح عمری کا علم اپنے نیاز مند کو بتاتا ہے۔ کہ جن لوگون نے اپنی غیر فانی اور ابدی روح کو اس جہان میں جو ابدی اور غیر فانی جہان کا عکس ہے عرفان التقدیس اور تسلی کے جاص الخاص عورجون او خنرلسون کو سطے کر لیا ہے۔ ایسا کہ یہہ افعال انکے عادت ثانی اور سکینڈ نیچر ہوگئے ہین تو ان لوگون کے روحین جو اصل انسان

ہی ہیں آنیوالے جہان میں گویا پرنس اور ڈیوک ہونگے - اور جنہوں نے
ایسا نہیں کیا وہ اس جہان میں گو پرنس اور ڈیوک کیوں نہوں گدا بنا
پہنچ کر قلیوں اور گداگروں کی اداسی اور ناامید گھبراہٹ اور بے
چینی میں ہونگے - اور یہہ بات یاد رکھنے کہ بہت سی کارگر اور اطمینان دینے
والے دلیلوں اور برہانوں سے یہہ امر ثابت ہو کر تسلیم کیا گیا ہے کہ انسان
کی روح فانی نہیں بلکہ ابدی اور غیر فانی ہے - اگر اس رسالہ کے ناظرین میں
سے کوئی اس ماہیت اور حقیقت کا منکر ہو یا یوں بہی کہ اسکے سمجھ میں
نہ آتا ہو - تو میں اُن وجہوں اور دلیلوں کو انکے سامنے پیش کرکے انکے
اقرار اور تسلی کا ذمہ وار ہوں کیونکہ اگر انسان کی روح ہی چند روزہ
اور فانی ہوئی تو پہر نہ عقاب اور عذاب کچہہ چیز ہے اور نہ ثواب اور
نیکی - اور یہ کہ بہشت ہی پہر کچہہ چیز نہیں ٹہرتا ہے اور نہ جہنم - بلکہ جناب
باری تعالی عز اسمہ جو اپنے ذاتِ اقدس اور اعلی میں قادرِ مطلق ہے اور نور کا
بانی مبانی ہے اور آپ اسمیں رہتا ہے اور جو ازلی اور ابدی ہے اور
جس نے انسانوں کی روحوں کو پیدا کرکے انہیں ابدیت اور عدم فناپذیری
کے خاصیت خاص رکہی ہے اور اگرچہ اسکے علم ازلی میں انسانوں کے
روحیں تہیں مگر وجود فی الخارج کے عرصہ میں نہ تہیں (پناہ بخدا)
ہی کوئی نہیں - حالانکہ یہہ بات ہرگز ہرگز نہ ہونی چاہیے کہ ہر ایک چیز
کا پیدا کرنے والا کوئی نہ کوئی ضرور ہی ہوتا ہے پس جسنے آسمان اور زمین

آفتاب اور مہتاب اور اور چیزون کو پیدا کیا ہے اُس کا مبارک نام اللہ یا خدا ہے جس پر اسکے
سچے عارف تصدق ہوتے ہین اور یہہ کہ ہر ایک انسان اپنی غیر فانی روح کے اعتبار سے
اُسکا مظہر خاص اور گویا آئینہ ہے ۔

(۱۴) اس عہد مین بہی جو عین روشنی کا زمانہ کہلاتا ہے اور لاریب ایسا ہی ہے ہمو ہی اس
ہیئت سے انکار نہین کیا گیا ۔ اور نہ بڑے سے بڑے فلاسفر اور عارف کامل انکار کر ہی
سکتے ہین ۔ کہ یہہ جہان جسمین ہم اب آباد ہین آنیوالے جہان کا نمونہ او عکس بلکہ فی نفسہ
ہے ۔ ایک کامل صاحب عرفان اور ایقان کا قول ہے کہ جن لوگون نے اسی دُنیا مین اپنے
سچے معبود کو جان کر اسکی پرستش کی ہے جس سے کہ رضا اور تسلیم کا عالی رتبہ حاصل کر لیا
ہے وہ اس دُنیا مین فردوس آرامگاہ ہونے کے لیئے قابل اور مستعد ہو گئے ہین اور
جنہون نے اسی جہان مین اسباب در موقع کے میسر آنے پر بہی دنیا کے مبدعِ برحق کو
نہین پہچانا اور اپنی زندگی کا مناسب حصہ اُسکی حمد و ستایش مین صرف کر کے اُسکی رضامندی
کا عالی درجہ نہین پایا ۔ اگر وُہ جنت نصیب ہو ہی گئی تو بہی جس کو کاملین دلی راحت
اور قلبی تسلی لکہتے ہین نہ پا سکین گے ۔ جس شخص کو ذرا ہی عرفان اور ایقان سے لگاو
اور اُنس ہے وہ ہر روز اپنی آنکہون سے دیکہتا ہے ۔ کہ انسان جس سوسائٹی او صحبت کا ہوتا ہے
اسی سوسائٹی او صحبت کو پسند کرتا ہے ۔ چور چورون کی جماعت پر دل دیتا ہے متوالا
متوالون مین خوش رہتا ہے اہلِ عرفان اہلِ عرفان ہی کے صحبتون مین روحانی فرحت
حاصل کرتا ہے فلاسفر فلاسفرون کے گروہ سے تسلی پذیر ہوتا ہے ۔ غرض کہ
جنسیت علتِ ضم کا مسئلہ جو یونانیون کا ایک پرانا و قدیم مسئلہ ہے صداقت

ثابت ہو گیا ہے۔ چھ ہزار برس کے تجربوں نے یعنی جہان تک کہ تاریخ کے دفتر ملتے ہیں وان تک اس مسئلہ کو بالکل صحیح ثابت کر دیا ہے۔

(۱۵) نظر بر آن فاضل اور فلاسفر اہل عرفان اسی دنیا میں اسی جسم کر ساتھہ حسین فانی کا غیر فانی کر ساتھہ گہرا تعلق ہے۔ تقدیس باطنی اور سچی شناخت اور دنیا کی مختنزع بر حق کی محویت کو اپنی عادات ثانی کر لیتے ہیں جسکو سکینہ طبیعی بھی کہا جاتا ہے۔ جو امر انسان کر حق مین سب سے ضروری ہے وہ یہی ہے کہ صرف علم الیقین سکے ہی مرتبہ مین نہ رہے بلکہ اس سے ترقی کر کر عین الیقین کے اعلیٰ درجہ پر بھی آسکے۔ کیونکہ کلام ایک چیز ہے اور عمل دوسری ماہیت ہے ظاہری دلیلین بھی بجائے خود ایک چیز ہین مگر جب تک کہ محویت کا عالم حاصل نہ ہو اور نیز اسمین کاملیت نصیب نہو اس باطنی انسان کر حق مین جو روح سے مراد ہے اور کوئی تدارک اور چارہ نہیں۔

(۱۶) لو ناظرین آپ صاحبون کے گھبراہٹ اس بیان کو جو دل لبھانی والا ہے ہنوز ادہورا ہی چھوڑ کر اصل مجگٹ یعنی ممدوح الوصف جنت آرامگاہ کی سوانح عمری کی جانب توجہ دلاتی ہے

(۱۷) ہمارے فہیم ناظرین یہ جو سمجھ گئے ہونگی۔ کہ اصل مطلب یعنی مرحوم مغفور کی سوانح عمری کے بیان سے پہلے بڑے گند و مد کے ساتھہ یہہ انشو و کشش اس بنا پر لکھا پڑا کہ لائف کر علم کے قائدہ و سے جیسا کہ چاہیئے واقفیت ہو جائے۔ اور یہہ کے فردوس منزل کی لائف ہی اور فسانون اور سٹوریون کے مثل پڑہی نہ جائے۔ بلکہ عبرت کے نگاہ اور راہ بازی بچنے اور اقبال کے حاصل ہونیکی نظر سے پڑہی جائے۔

راقم

رجب علی

قومی تعلیم

آجکل لفظ تعلیم اور قومی تعلیم پر جا بجا عظیم مباحثہ ہو رہا ہے - مدرسۃ العلوم علیگڈھ کے متعلق جو مباحث ہو رہے ہین اونکی وجہ سے غیر معمولی جوش کا اظہار تعلیم کے متعلق بعض حلقون مین ہے - قومی تعلیم کے مفہوم کو بعضون نے بہت ہی دور جا پھینکا اور بعضون نے ایک مدرسہ کی کتابی تعلیم کو قومی تعلیم کا ماحصل قرار دیا - قومی تعلیم اپنے اصلی معنی مین اسقدر مطول ہے کہ اگر ہم تفصیل مجمل بیان کرنے پر آمادہ ہون اور اوسکے مختلف کیفیت جو مختلف ملکون میں ہے اور زمانہ گذشتہ مین تھی لکھین تو تمام رسالہ کیا ایسی کئی جلدین کافی نہون - باوجود اس ناقابلیت کے ہم قومی تعلیم کا بیان مختصر اور ناکافی سلسلہ اور جا بجا کی پچھلی تعلیمی حالت .... نذر ناظرین کرتے ہین اور اقرار کرتے ہین کہ عشر عشیر حصہ بھی نہین کر سکے -

اس بیان مین ہندوستانی تعلیم کا کوئی ذکر نہین ہے بلکہ صرف یورپ - انگلستان - اور ممالک متحدہ کے ان مدارس اور انتظام تعلیم کا مختصر بیان ہے جو پچھلے دنون اپنے اپنے مقامو نپر تھی - مسلمانون کے ملک اور انکی تعلیمی حالت ہمیشہ افسوسناک رہی اور اس زمانہ مین بھی یہ افسوسناک دھبہ نہین مٹا - ممالک اسلام کی قومی تعلیم گاہون مین مصر کا مدرسہ یا جامع ازہر مقابلہ کسی اسلامی قومی تعلیم گاہ کے زیادہ شہرت یافتہ ہے - سلطنت ترکی کی تعلیم گاہون کی شرح اور جدید کیفیت ہمارے ناظرین کے

گزشتہ رسالہ مین مسرت کے ساتھ پڑھی ہوگی مسرت اسلئے نہین کہ بمقابلہ
دیگر شائستہ ملک کے وہان علوم و فنون کی ترقی ہوئی بلکہ اسلئے کہ جہالت
کی تاریکی مین شعاع علم پہونچی - عرب - ایران - بخارا وغیرہ کی قومی تعلیم
کا بڑا حصہ غالباً مذہبی اور اخلاقی تعلیم ہے - علوم جدیدہ کی طرف قومی
رجحان نہین ہے - اسلامی ممالک کی مجموعی آبادی مین تعلیم یافتہ بالمقابلہ
بہت کم ہین افسوس یہ ہے کہ یہی حالت مسلمانان ہندستان کی ہے جہان کی قومی
تعلیم کے سلسلہ سے مسلمان فرقہ نے اپنے تئین عرصہ دراز تک علحدہ رکھا -
ہندوستان کے مسلمانون کو اس زمانہ مین تعلیم جاری رکھنا اونکی
قومی اور مذہبی حیثیت کے لحاظ سے آسان نہین ہے - غیر زبان کا سیکھنا اپنی
مذہبی اور اخلاقی تعلیم کے ساتھ لازمی ہے - ایک کے کھونے سے دوسری بھی جاتی
رہتی ہے - غالباً یہ حالت ہندوستان مین کسی دوسرے فرقہ کی نہین ہے -
گورنمنٹ جسکی ماتحتی مین مختلف اقوام آباد ہین کوئی ایسا طریقہ اختیار نہین
کرتی جو سب کی ضرورتون کو کافی ہو اسلئے اوسنے اپنے مدارس سے ایک بڑا
ضروری جز اوڑا دیا جو بہت کچھ مسلمانون کی علحدگی کا باعث ہوا -
ہندوستان کے مختلف اقوام کی ضروریات اسقدر ایک دوسرے سے
جدی ہین کہ اونکی مجموعی تعلیم کو قومی تعلیم صحیح معنی مین نہین کہہ سکتے -
آنریبل سر سید احمد خان بہادر نجم الہند نے علی گڈہ مین مدرستہ العلوم کی
بنیاد اس غرض اور نیت سے ڈالی کہ اوس مین مسلمانون کی وہ تعلیم ہو

جس کو ایک محدود معنی مین مسلمانون کی قومی تعلیم کہہ سکین - چنانچہ خوشی کی
بات ہی کہ وہ بہت کچھ اپنے اس ارادہ مین کامیاب ہوے - مگر اس وقت وہ
کالج ایک کشمکش مین پڑا ہوا ہی - دیکھنا چاہیئے کہ قوم اس پندرہ سالہ نوجوان
کالج کے لئے آیندہ کیا انتظام کرتی ہی (۱) آیا عمدہ حالت مین قومی امتیاز
قایم رکھنے کے لئے باقی رہتا ہی - (۲) یا ذلت کے ساتھ اوسکا آیندہ قیام
رہتا ہی - (۳) یا دنیا سے معدوم ہوتا ہی - تاوقتیکہ ہماری قوم اولوالعزمی سے
کام نہ لے اور نتیجہ کو اچھی طرح سے سوچ سمجھکر موجودہ گتھیون کو نہ سلجھائے پہلے طریقہ
مین اس مدرسہ کی زندگی محال ہی - اگر دوسری حالت مین مدرسہ کا رہنا ہی
تو ہماری خواہش ہی کہ وہ تیسری حالت مین آج ہی پہونچ جاے -

ہم مختلف ممالک کے قومی تعلیم کو بیان کرتے ہین امید ہی کہ ہمارے
ملک کی تعلیمی حالت کا موازنہ اس سے ہو جائیگا اور مسلمانون کی تعلیم کی ایک
ذہنی تصویر آنکھون کے سامنے جلوہ گر ہو جائیگی - مخصوص مدرسۃ العلوم علیگڑھ
کی نسبت علیحدہ طور سے دوسری جگہ بحث کیگئی ہی -

ہندوستان کی موجودہ تعلیمی حالت گو پورے طور سے قومی تعلیم
کے معنی مین نہین ۱۸۹۱ع کی مردم شماری کی رو سے حسب ذیل ہی -
اسمین دیسی ریاستین شامل نہین ہین جہان بالمقابلہ زیادہ تاریکی چھائی ہوئی ہی
مگر جسقدر برہما اوس زمانہ تک انگریزی قبضہ مین تہا شریک ہی - بہرحال کل
آبادی برٹش ہندوستان مع برہما کی قریب ۲۵ کرور کے ہی - انمین سے

کر رسے کسیقدر زاید صاحب سواد ہین خواہ وہ ہنوز زیر تعلیم ہون یا نہون
انہین سے مسلمان لڑکون کی حالت حسب ذیل ہر —

زیر تعلیم — .... — ۴۷۳۶۱۱

قابل نوشتخواند جو زیر تعلیم نہین ہین — .... — ۸۶۷۰۰۳

کل آبادی مرد مسلمانون کی — .... — ۲۳۱۴۴۲۴۳

اور مسلمان لڑکیون کی تعلیمی حالت یہ ہر کہ زیر تعلیم — ... — ۲۳۶۳۴

اور قابل نوشت وخواند جو زیر تعلیم نہین ہین — ... — ۳۲۴۹۵

اور مسلمان عورتون کی آبادی — ...... — ۲۱۹۸۴۷۹

غرض — ...... — ۴۵۱۲۷۰۳۳ — مسلمانون مین
۱۳۹۶۷۴۳ صاحب سواد ہین —

حسن

قومی تعلیم

لفظ تعلیم سے عام طور پر وہ فعل مراد ہے جس سے انسان کی تمام قوتین اور قابلیتیں زور اور آزادی کے ساتھ کام مین لا سکین۔

قومی یا ملکی تعلیم وہ ہے کہ اس فعل تعلیم کا اطلاق کسی خاص ملک کے عام باشندون سے ہو تا کہ عوام الناس اپنے اپنے مقامون پر اس قسم کی دماغی قوت حاصل کرین جو مہذب زندگی بسر کرنے کے قابل ہو۔

قومی تعلیم کے بارے مین تین امر تحقیق طلب ہین۔ فرداً یا مجموعاً تعلیم سے کیا مراد ہے؟ کون اوسکا ذمہ دار ہے؟ اور کارروائی کس طرح ہونی چاہیئے؟ پہلے سوال کا جواب اصول تعلیم پر مبنی ہے اور ہمکو دیکھنا چاہیئے کہ ہر ایک شخص کو تعلیم یافتہ سمجھنے کے پہلے کس قسم کی تعلیم دینی چاہیئے۔ دوسرا اور تیسرا سوال عملی ہے۔ ایک مین مناسب ذرایع تعلیمی پر لحاظ رکھنا چاہیئے۔ اور دوسرے مین موزون طریقہ تعلیم قومی کا خیال رکھنا چاہیئے۔

اصول تعلیم

تعلیم کے معنی جو اوپر بیان ہوے وہ تعلیم کا صحیح خیال ذہن مین پیدا کرتے ہین اور اوس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تعلیم کا کام یہ نہین ہے کہ علمی ذخیرہ انسانی دلون مین اسقدر نفوذ کر دیا جاے کہ اوس سے قابلیت اور قوت کے ساتھ کام لین اور دماغی فہم اور طاقت کو ان خارجی چیزون سے مدد ملے جنکا تعلق

ذہنی قوت سے ہے۔ انسانی خلقت اپنی ازلی بناوٹ سے اس طرح رکھی گئی ہے
کہ اوسکو بے انتہا دنیاوی تعلقات سے ہر دم سامنا رہتا ہے اور وہ اپنے
حواس خمسہ سے مستفید ہوتا رہتا ہے۔ قلب کی قوت اس طرح بنائی گئی
ہے اور اس دنیا کے تعلقات اور مناظر سے اس طرح مناسبت پیدا کی گئی
ہے کہ جو اشیاء خارجی طور سے اوسپر منکشف ہوتے ہیں اوسی کے مناسب
حال اندرونی قوتیں فوراً حرکت مین آتی ہیں اور اوس منظر کا فوراً ایک
نقشہ دماغ مین گڑھتے ہین اور ذہنی تصویر قایم کر لیتے ہین اور اس طرح علم
اور تجربہ کے سانچے مین ڈہل جاتے ہین اگرچہ دنیاوی خیالات کا مادہ پیش
نظر نہیں ہوتا مگر اوسکی شکل دلمین کھچ جاتی ہے۔ اور یہ قوت حیوانیہ کا نتیجہ ہے
فطرتی قوتین اور قلبی اور دماغی کششین جو اوسکو قبضہ مین لاتی
اور ذہنی شکل مین تشکل کرتی ہین باہم مختلف طریقون مین رہتی ہین۔
انسان کے بچپن مین فطرتی قوتین غالب رہتی ہین۔ چارون طرف
کے نظائر انسانی خیالات و قوت پر غالب آجاتے ہین کیونکہ قوائے عقلی
جو فطرتی زور کے مقابلہ مین ہوتے ہین اور جنپر فطرت کا زیادہ اثر پڑتا ہے
دفعتاً ترقی نہیں کرسکتے اس لئے طبعی خواہشات پر انسانی قوتین ذرہ مشکل
سے غالب آسکتی ہین۔ اس لئے ذہنی قوتین جو پیچیدہ خیالات تہذیب کو
درستگی کے ساتھ مرتب کرنیوالی ہوتی ہین اکثر بیکار گزر جاتی ہین اور پھر
کسی قسم کا اثر نہیں پیدا کرتین۔

بخلاف اسکے جب انسان کی عمر بڑھتی ہی تو انسان اپنی زیادتی عمر کے سبب فطرت کا تدارک کرسکتا ہی۔ اور اوسوقت انسان کی قوت عقلی قوت فطری سے جو چارون طرف کی قدرتی اشیاء کے نظارہ سے اوسپر اثر پڑتا ہی زیادہ قوی ہوجاتی ہی اور رفتہ رفتہ فطرت مغلوب ہوجاتی آخر اور فطرت بجاے فرمانروائی کے اسکے انسانی خواہشات کی فرمانبردار ہوجاتی ہی —
انسان کی زندگی کی ترتیب اس باقاعدہ طرز سے ہوئی ہی کہ وہ رفتہ رفتہ اپنی مشہور عالمگیر ذہنی قوت پر قادر ہوجاتا ہی اور بجاے اسکے کہ محض عقل انسانی کا وجود رہے وہ ہر روز انسانی ضروریات کی راہ نکالنے کے لئے زور دکھلاتا ہی —

پس جو کچھ انسان کی دو حالتون بین فرق ہی وہ حقیقت مین تعلیم کا تفاوت ہی بشرطیکہ اوسکے وسیع معنی لئے جائین انسان اپنی خلقی ذہانت سے ہر کام مین زیادہ کامیاب ہوسکتا ہی اور اپنی عقل و تجربہ سے عمدہ کام کرتا ہی اوسکا نور عقل اور اوسکے خیالات ہر کام مین رہنمائی کرتے ہین اور یہ سب باتین تعلیم کے وسیع استعمال پر زیادہ منحصر ہین جون جون انسان اپنے خفتہ اور خفیہ جبلی قوتون کو باہر لاکر کام مین لگاتا ہی اوسیقدر اپنے عقل و فہم مین روزافزون ترقی کرتا جاتا ہی —

خود اختیاری تعلیم

انسان کا جب کوئی بڑا گروہ کسی خاص مقام مین آباد ہوتا ہی اور وہان اوسکو

اپنی ترقیات کے قدرتی مواقع مہیا ہوتے ہین تو وہ گروہ لازمی طور سے تہذیب کی جانب مائل ہوتا ہی۔ لوٹ مار یا شکار کی عادت اور اسی طرح سے وحشیانہ طریقے رفتہ رفتہ چھوٹتے جاتے ہین اور آخرکار مستقل طور سے ایک شہر یا قصبہ مین آباد ہو کر کسی صنعتی یا زراعتی مشاغل ہین مصروف ہوتے ہین ان مشغلون سے جائداد اور مال پیدا ہوتا ہی اور جب مال و متاع اکٹھا ہوتا ہی تو ضرورتاً وہان کے انتظام کے لئے حکومت قایم ہوتی ہی اور قانون بنایا جاتا ہی تاکہ جان و مال کی حفاظت ہو اور آیندہ ترقیات کا بھروسہ رہی۔ اور جب گورنمنٹ کے مقررہ اصول قوانین کے ذریعہ لوگون کی جان و مال کی حفاظت ہو جاتی ہی تو تجارت و اسباب و نقد کا ایک دوسرے سے تبادلہ شروع ہو جاتا ہی اور دولت اکٹھی ہونے لگتی ہی۔ اور اسقدر مہلت ملنے لگتی ہی کہ ہوشیار آدمی اپنے اوقات فرصت مین زندگی کے اور ہنرون کی طرف متوجہ ہو سکتا ہی۔ لیکن جب کسیقسم کا علم و فن دنیا مین پیدا ہوا گو وہ کیسا ہی ابتدائی حالت مین ہو مگر پھر اوسکی رفتہ رفتہ ترقی ہوتی جاتی ہی خواہ اوسکا حسن ظاہری یا باطنی کی طرف مائل ہو خواہ اوس سے کوئی فائدہ حاصل کرنا منظور ہو اور یا کسی بڑے اور نامور شخص کی نظم مین تعریف کرنا ہو۔ انسان کی رفتہ رفتہ خود رو ترقی کا یہی طریقہ ہی اور اسی ترقی کے ساتھ ہی مذہب کا بھی خیال پیدا ہوتا ہی اور خراب و بد نما بت پرستی سے ترقی کرتے ہو کر

خالص خدا کی عبودیت پر انسان پہونچ جاتا ہے۔

ان سب باتون کو خود اختیاری عام تعلیم کسی ایک قوم کی کہی جاتی ہے جسکے معنی یہ ہین کہ کوئی ایک قوم موزون حالت مین متواتر کوشش کرتی رہیگی اور دنیا کی کوئی بڑی قوم ایسی نہین جو اس خود اختیاری تعلیمی ترقی کی ممنون احسان نہو۔ تاریخ حقیقت مین خود اختیاری ترقیات اقوام کا ایک معتبر دفتر ہے جس مین علاوہ اسکے ترقی کے جو اور خارجی ترقیات اپنے اپنے زمانہ مین ہوتی ہین ساتھ ساتھ درج رہا کرتی ہین اور فلسفہ تاریخ بتلاتا ہے کہ کیونکر انسانی ترقی مختلف ذریعون سے ہوئی ——

ایرانی تعلیم

دنیا کے مختلف قومون کی تاریخ تعلیمی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے ابتدائی اور اول ایرانی ہین جنکی تعلیم کے طریقہ اور تفصیلی کیفیت ایک سلسلہ کے ساتھ اب تک موجود ہے۔ ان لوگون مین پوری تعلیم پانچ برس سے لیکر بیس برس کی عمر تک ہوتی تھی۔ اور اس اثنا مین وہ تین باتین سیکھتے تھے سواری۔ تیراندازی۔ راست بازی۔ اول کی دو باتین وحشیانہ طریقہ کا پتہ دیتی ہین مگر موخرالذکر اس امر کی شاہد ہے کہ وحشیانہ طریقہ سے انہون نے اصلی تہذیب کی جانب توجہ کیا۔ اور جسمانی عمل سے گذر کر اخلاقی ترقی مین پہونچے اور طلبا کی جسمانی ترقی کے ساتھ علما نے زمانہ نے روحانی ترقی

کی بھی فکر کی - اس طرح اخلاقی تعلیم کا چرچا ایرانیون مین قبل دماغی تعلیم کے معلوم ہوتا ہی - لیکن اب اوسکا ایرانیون مین بالکل اثر نہین پایا جاتا بجز ان چند مستثنیات کے جنکو مذہبی تعلیم دی گئی ہی -

یونانی تعلیم

جب ہم مشرقی دنیا سے مغربی دنیا کی طرف نظر کرتے ہین اور یونان کے طرز تعلیم اور یونانی تہذیب کی زندہ تصویر دیکھتے ہین تو انسانی زندگی کی آب و ہوا کو وہان بالکل تبدیل شدہ پاتے ہین - وہان خلقت انسانی تابع حواس خمسہ نہین پائی جاتی اور نہ انسان کی رہنمائی محض خارجی تاثیرات سے ہی - ہر یونانی جانتا ہی کہ خدا نے روح اور عقل اوسکو عطا کی ہی جس سے وہ تاثیرات عالم کے مقابلہ مین کہڑا رہسکتا ہی اور اندرونی و بیرونی قوتون سے بخوبی کام لے سکتا ہی - اپنے اندرونی قوتون کی حرکت کو جانچتا ہی اور بیرونی اثرون کو اپنی مستقل مزاجی سے دور کرتا ہی - خلاصہ یہ کہ اہل یونان اپنے دلون مین تاثیرات عالم کا ایک خیالی نقشہ کھینچتا ہی لیکن اوسکو محض خیالی نقشے سے زیادہ وقعت نہین دیتا - اور جو کچھ دلوبیر اوس کا اثر ہوتا ہی اوس سے بخوبی واقف ہی -

رومی تعلیم

یونانیون کا جو کچھ طرز تعلیم تہا وہ غالب درجہ عملی نہ تہا بہ مقابلہ اونکے رومیون کی تعلیم بہت عملی ہی - یونان میں ہر ایک شہر انسان کی ترقی کے متعلق خیال

کیجاتی تھی اور اوسکی عزت و عظمت اونکے دلون مین اوسیقدر ہوتی تھی جسقدر
اوسکا خیالی حسن و خوبی کا اثر اونپر پہونچتا تہا۔ بخلاف اسکے رومیون مین ہرشئی
کا عملی فائدہ ملحوظ نظر رکہا جاتا تہا چنانچہ اہل یونان علم ریاضی مین مصروف ہتے
تھے مگر انکی مصروفیت کسب باطن کے لئے تھی حالآنکہ علم ریاضی اور علم حساب
اہل روم کے نزدیک محض جنگ یا تجارت مین کام مین لانے کے لئے تہا۔
یونانی علوم طبعی کو جسمانی خوبصورتی کے لئے پڑہتے تھے حالآنکہ رومی اس
سے محنت کی ضرورت اور زیادتی اوقات چاہتے تھے رومیون کے سلسلہ تعلیم
مین لکھنا پڑہنا اور حساب تہا اسکے سوا کسیقدر جغرافیہ اور اپنے ملک
کی تاریخ پڑہاتے تھے۔

جب یورپ مین مذہب عیسوی کا چرچا ہوا اور یکے بعد دیگرے اہالی
ملک اس مذہب کو قبول کرتے گئے گو اس جدت مذہب کے ساتھ ہی علم
و تہذیب بھی جدید ہوئی اور قدیم عمارات ڈھا کر بالکل از سر نو جدید تعمیر
کھڑی کی۔ اگرچہ اوس زمانہ مین بھی یونانی عقل و حکمت بڑے زور پر تھی۔

زمانہ وسطیٰ کی تعلیم

اس زمانہ کی تعلیم کے دو حصہ قرار دیے جا سکتے ہین اول اصولی۔ دوم عملی
اول مین بہادری۔ عزت۔ مروت۔ عورتون کا اعزاز۔ سچائی۔ حاضری۔ پرہیزگاری
جو شخص کہ ان اوصاف کے ساتھ متصف ہوتا تو اوس کو پورا جنٹلمین کہتے
اس مین تعلیمی شاخ کوئی بھی نہ تھی یہانتک کہ لکھنا پڑھنا بھی مشروط نہ تھا

دوسرے حصہ مین صرف و نحو۔ بلاغت۔ ریاضی۔ اقلیدس ہیئت اور موسیقی تہا
لیکن یورپ مین علم کی تجدید اچہی طرح سے اوسوقت ہوئی جبکہ ترکون نے حملہ کر کے قسطنطنیہ فتح کرلیا۔ یورپ کے سابق طالب علم علم حاصل کرتے اور تمام یورپ مین اشاعت دیتے تھے اوسکے ساتھہ چند باتین اور ہوگئین جس سے علمی دنیا کی بہت جلد ترقی ہوئی یعنی چھاپے کی کل جاری ہوئی اور امریکہ ظاہر ہوا اور رفارمیشن شروع ہوا رفارمیشن کے پہیلنے سے تمام جرمنی اور انگلستان وغیرہ کے تعلیمی جسد مین روح پڑ گئی۔

مختلف قسم کی تعلیمین

انسان کو عموماً پانچ قسم کی تعلیم دیجاتی ہی ۱ طبعی۔ ۲ دماغی۔ ۳ اخلاقی ۴ ملکی۔ ۵ مذہبی۔ اِن پانچ صیغون مین انسانی آیندہ زندگی پختہ ہوجاتی ہی۔

تعلیم طبعی۔۔ اِس قسم تعلیم کا انحصار قدرت اور اتفاق پر رکہا گیا ہی۔ اسمین مفصلہ ذیل امور قابل لحاظ ہین۔ اول حفظان صحت کا قایم رکہنا یعنی صفائی۔ تازہ ہوا۔ کثرت خوراک۔ تدریج محنت اور تفریح۔ دوم قوائے بدنی کو قوت دینا جسکے اسباب جنگی مشق سیر اور ریاضت ہین۔ سوم کسی خاص قسم کی عادت پیدا کرنا۔

تعلیم دماغی۔۔۔ تعلیم دماغی کا بڑا اصل الاصول مادہ خیالات کی درستگی ہی جب انسان کی نظر سے کوئی شی گزرتی ہی تو فوراً قلبی حرکت سے اوسکا نقشہ اوسکے

دماغ مین جم جاتا ہی۔ اسیطرح دوسرے حواسون سے جس بات کا علم ہوتا ہی اوسکا
اثر فوراً دماغ پر عمدگی کے ساتھ ہوتا ہی۔ ایک نہایت قابل شخص کا قول ہی کہ جس
قدر مینے اپنے زندگی کے ابتدائی تین برس مین تحصیل کیا اوسکے برابر بقیہ تمام
عمر بھی حاصل نہوا۔ دوسری بات اسکے متعلق یہ ہی کہ جن باتون سے دل پر اثر
پڑتا ہی اوسکو ظاہر کرنا۔ ذہنی قوتون کا بڑا کام باتون کا سُنا محفوظ رکھنا۔
اور بروقت ظاہر کرنا ہی —

اخلاقی تعلیم — اخلاقی تعلیم وہ ہی جس سے انسانی مرضی قوت ممیزہ کی تعلیم کے
موافق اجرائے افعال مین کام کرے جسطرح قوت ذہنی پہلے پہل محض ابتدائی تصور
وادراک سے رفتہ رفتہ بڑہتے بڑہتے کمال عقل وفہم ودانائی تک پہونچتی ہی اوسی
طرح انسانی مرضی ہی جس مین پہلے محض خیال کی ایک تحریک پیدا ہوتی ہی بعد
رفتہ رفتہ پوری آزادی اور خوداختیاری حالت تک پہونچ جاتی ہی۔ اور
جسطرح ذہنی تعلیمات قوائے عقلیہ کو بتدریج مضبوط کرتی ہین اوسیطرح اخلاقی تعلیمات
انسانی خواہشات کی خوداختیاری حالت کو مضبوط کرتی ہی۔ لڑکون کی ابتدائی
تصوری حالت مین ضرورت ہوتی ہی کہ اونکی خواہشات کی ہوشیاری سے
رہنمائی کیجاے۔ کیونکہ لڑکون کی خوداختیاری حالت کی ترقی پنہانی قوتون
کے ساتھ بہ نسبت تعلقات بیرونی ہوا کرتی ہی

پولیٹیکل تعلیم

پولیٹیکل تعلیم کسی ایک گروہ کی بہت کچھ اختیاری ہوتی ہے رفتہ رفتہ لو

مختلف قسم کے تجربات حاصل کرنے سے ایک قوم کو خود اختیاری حکومت کا طریقہ آتا ہی اور پولٹیکل نظروں سے ایک شخص واحد اپنے گروہ مین اعزاز پا سکتا ہی۔ بہت سی نہایت ضروری باتین ایک آزاد شہر کے باشندے کے لیے ہوتی ہین یا جنکا جاننا اوسیکو ضرور ہوتا ہی جنکے نہ جاننے سے شخص واحد اور نیز سلطنت کو نقصان پہونچتا ہی۔ اور وہ یہ ہین کہ گورنمنٹ کی چال ڈھال اور اوسکے فرایض کا علم۔ ہر شخص کو اپنی ذاتی آزادی سے عام بہبودی کے متعلق کیا کیا کرنا چاہیے۔ اوس گروہ کے کل مفید قواعد کی پابندی اور متابعت کی ضرورت جایداد کی اقسام اور اوسکے حقوق۔ راس المال اور محنت کے باہمی تعلقات اور آقا و ملازم کے باہمی فرایض۔ دولت پیدا کرنے کے قواعد و قانون۔ تجارت مین آداب مشارکت۔

اگر ان ضروری باتون کی ابتدائی تعلیم کسی گروہ مین نہین ہوتی تو ایک جانب بغاوت و سازش اور تہلکہ انگیز اور فسادات اور دوسری جانب مفلسی ناخوشی۔ برائی اور ابتری پھیلجاتی ہی۔ اس لئے لازم ہی کہ ہر لڑکیکو اسطرح کی تعلیم و تربیت دیجاے کہ وہ تمدّنی مسائل اور شہریت کے ابتدائی مبادی سے آگاہ ہو جاے۔

مذہبی تعلیم

مذہبی تعلیم کل قسم کی تعلیمون کی سرتاج ہی اس سے بڑی غرض یہ ہی کہ ہم اپنے کل اخلاقی ضروریات اور قانون مین خدا کی مرضی حاصل کرین۔ مذہبی تعلیم ہمکو

سکھلاتی ہی کہ ہم اپنے خیال کو زور کے ساتھ خداوند تعالیٰ اور اوسکے لامحدود
قوتون کی جانب مائل کرین یعنی ہمیشہ موجود رہنے والے قادر مطلق خداتعالیٰ
جل شانہٗ کا خیال کرین جو سبکو دیکھتا ہی۔ اور حکومت و ہدایت کرتا ہی خواہ وہ
اچھے ہون یا بُرے۔ ابعدہ یہ خیال پیدا ہوتا ہی کہ خدا کی مرضی کا کیا ثبوت ہی
اگر عالم مین اوسکا ظہور بذریعہ قدرتی اشیا کے ہی یا براہ راست کسی اور
حیثیت مین منکشف ہوئی ہی۔ مذہبی تعلیم بچپن مین دینا۔ یا قبل اسکے کہ طالب
علم کو باریک مذہبی باتون کے سمجھنے کی قدرت حاصل ہو بتلانا انجام خراب
کرنا ہی —

انگلستان بلکہ علی العموم تمام یورپ مین کوئی تعلیم یافتہ شخص ایسا نہوگا جسنے ان پانچون اقسام تعلیم سے بقدر موقع فائدہ بحوصلہ
نہ اوٹھایا ہو۔ مین شروع مین بیان کرچکا ہون کہ ہندوستان کے سرکاری مدارس مین مذہبی و اخلاقی تعلیم بالکل نہین
ہوتی جسکا خود گورنمنٹ کے اعلی افسرونکو بہت کچھ افسوس ہی اور جسکی برائی کا روز بروز ثبوت ملتا جاتا ہی —

* ہمارے علی گڈہ کالج مین آنریبل سر سید احمد خان نے اس قسم کی ضرورت کو جو تمام ہندوستانی مدارس
و کالج مین پائی جاتی ہی اپنے یہان رفع کردیا ہی اور باستثنای پولٹیکل کے میرے خیال مین کل اقسام کی تعلیم ہوتی ہی
گو پولٹیکل تعلیم کا براہ راست سلسلہ نہو مگر سلف ریسپکٹ (خود ہشیاری) تعلیم کا بہت بڑا اثر ہی مذہبی تعلیم کا
مجھکو اپنے ایک عزیز کے داخلہ سے جو وہان فی الحال زیر تعلیم ہی پورا اطمینان ہوگیا ہی۔ لارڈ ڈفرن نے حال مین
جب مدرستہ العلوم علی گڈہ کا ملاحظہ فرمایا تو وہان کی اخلاقی تعلیم کی تعریف کی جس کی سرکاری مدارس مین ضرورت
پائی جاتی ہی۔ پس مجموعی نظر سے اس مدرسہ قومی مین اعلی اقسام کی تعلیم ہوتی ہی — حسن

تعلیم جرمنی

تمام ملکون سے زیادہ جرمنی مین باقاعدہ اور نہایت مکمل طریقہ سے قومی تعلیم کا سلسلہ جاری ہر اس لئے کچھ اوسکا اصول اور مختصر حال بیان کیا جاتا ہے۔ اول یہ کہ جرمنی مین کسی خاص گروہ کے لئے تعلیم نہین ہر بلکہ علی العموم بلا استثنا احدے تمام رعایا کو تعلیم دی جاتی ہر اور صرف ابتدائی تعلیم ہی نہین دیجاتی بلکہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم بھی دیجاتی ہر۔ کل مدارس سرکاری ہوتے ہین اور کل احکام وزیر تعلیمات سے جاری ہوتے ہین جو صرف بادشاہ کا ماتحت رہتا ہر۔ تعلیم کے تین صیغے ہین۔ اول یونیورسٹی۔ دوم اعلیٰ مدارس سوم ابتدائی مدارس۔ ابتدائی مدارس قصبات و دیہات مین بھی ہین۔ انتظام تعلیمات کا اسطرحسے ہوتا ہر کہ تمام سلطنت کو دس صوبون مین تقسیم کیا ہر ہر صوبہ مین اضلاع اور ہر اضلاع مین حلقے اور ہر حلقے مین گروہ تقسیم ہین یہ ملکی تقسیم ہر اور اسی تقسیم سے تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہر۔

اول صوبون کو لیجئے تقریباً ہر ایک صوبہ مین ایک یونیورسٹی ہر۔ یونیورسٹیونکا انتظام ایک ایک کمشنر سے رہتا ہر اور کمشنر کا تعلق براہ راست گورنمنٹ سے رہتا ہر اس لئے درمیان مین کسی صیغہ کے افسر کی مداخلت ہونے نہین پاتی اور کل تقررات اور انتظام براہ راست گورنمنٹ سے ہوتے ہین۔

اب اعلیٰ مدارس کو لیجیے - انکا تعلق صوبون کے افسرون سے رہتا ہی
ہر صوبہ مین ایک مجلس مقرر ہوتی ہی جسکا تعلق گرجون مدرسون اور عام حفظانِ
صحت سے رہتا ہی ان مین سے جن لوگون کو تعلق مدارس سے رہتا ہی انکی
تقرری اور تنخواہ گورنمنٹ سے ملتی ہی اور جنکا تعلق گرجون سے رہتا ہی وہ
سب پادری ہوتے ہین اور مدارس ہمیشہ متعلقین مذہب دار رہتے ہین اس
طرح سے مذہبی و غیر مذہبی تعلقات ملنے نہین پاتے - پھر جسطرح سے یونیورسٹیونکا
تعلق صدر حکومت سے رہتا ہی اوسطرح اعلیٰ درجہ کے مدارس کا تعلق صوبہ کی
حکومتون سے رہتا ہی —

اب مدارس ابتدائی کو لیجیے - انکا تعلق ملک کے چھوٹے چھوٹے تقسیم
شدہ حصون سے رہتا ہی - مثلاً اضلاع چھوٹے گروہ - ہر گروہ مین ایک ابتدائی
مدرسہ لازمی ہی - ہر ایک لڑکے کو مدرسہ آنا ضروری ہی تا وقتیکہ اس لڑکے
کی معقول تعلیم جو اور ذریعہ سے ہوتی ہو بیان نہ کرے - ان مدارس کے
نام کے لئے یہ بندوبست کیا گیا ہی کہ پچھلے زمانہ کے جو فنڈ اور اوقاف مدارس
ہین وہ بہت ہوشیاری سے قایم رکھے جائین اور کام مین لائے جائین
دیہات کے زمیندار اور طلبا کے باپون کو مدرسہ کے مجلسون مین شریک
ہونا ہوتا ہی جنکے اوپر یہ فرض ہی کہ باہمی مساوات سے قیام مدرسہ کے لئے
فنڈ تجویز کرین جبکہ کسی مدرسہ مین وہانکے لوگون کی غربت کی وجہ سے فنڈ
قدر کافی اکھٹا نہو تو جہان جہان زیادہ روپیہ وصول کیا گیا ہو وہ روپیہ

ایسے مفلس مقاموں کے مدرسوں کے لئے تمام ضلع میں برابر تقسیم کر دیا جاتا ہے
نگرانی کا سلسلہ بھی بہت معقول رہتا ہے - صوبوں کے ناظروں کے اوپر
ایک نگران رہتا ہے جو بطور وزیر تعلیم کے کام کرتا ہے اور مقامی مدارس کے
کمیٹیوں اور صوبہ وار حکومتوں بین بین افسر درمیانی رہتا ہے - مقامی کمیٹیوں
کو بہت کم اختیار دیا گیا ہے - اور قانون بنانے کی مطلق اجازت نہیں ہے
اونکا کام صرف فنڈ جمع کرنا ہے انہا مدرسوں کے بارہ میں کہنے سننے کا استحقاق
ہے - لیکن اونکے اجراء کار میں دخل نہیں دیسکتے اور نہ طریقہ تعلیم میں مداخلت
کر سکتے ہیں - یہ گورنمنٹ کا کام ہے کہ مدرسوں کی لیاقت کو جانچے جو بغیر
امتحان مقابلہ دیے ہوے مقرر نہیں ہو سکتے - چونکہ مدرسوں کو طریقہ تعلیم
سے واقفیت رہتی ہے اور اونکو گورنمنٹ بعد امتحان لینے کے مقرر کرتی
ہے اسلئے یہ اپنی جگہ پر خود مختار اور اپنے سوسائٹی میں ممتاز رہتے ہیں
۱۸۴۸ء میں مدارس جرمنی کی تعداد حسب ذیل تھی -

ابتدائی مدارس —۲۴۳۰۳— دیہاتی اسکول —۱۲۰۲—
قصباتی اسکول —۱۰۰— مجموعی تعداد اِن سبکی ۲۴۳۳۲—
جن میں ۲۵۴۰۷۷۵ طلبا تھے - انکے علاوہ ۱۱۷ -
اعلی مدارس جنمیں ۲۹۴۷۴ طلبا تھے - اور ۳۸۲ —
بچوں کے مدرسے تھے جنمیں ۲۵۰۰۰ شاگرد تھے -
۱۸۴۸ء میں جرمنی کی آبادی ایک کروڑ ساٹھ لاکھ (۱۶۰۰۰۰۰۰) تھی جنمیں

قیاساً قابل مدرسہ طلبا کی تعداد تینتیس ۳۳ لاکھ تھی - انمین سے چھبیس ۲۶ لاکھ
سرکاری مدارس مین تھی باقی چار لاکھ یا خانگی تعلیم مین مصروف تھی یا کسی
وجہ سے داخل مدرسہ نہ تھی - اس سے معلوم ہوتا ہو کہ جرمنی مین علی العموم
اعلی و ادنی سب کے لئے تعلیم کا سلسلہ جاری ہو -

پس آپ مہربانی سے غور کیجئے کہ مندرجۂ بالا رپورٹ کے چھبیس لاکھ
لڑکون کا عمدہ تعلیم پانا کس درجہ حیرت کے قابل ہو اور پھر کیونکر اپنی قوم
دنیا کی تمام قومون سے لائق و فایق نہ ہوگی - اب اس قوم کے مقابلہ مین
ہندوستان کے مسلمان لڑکون کا مقابلہ کیجئے جو اسوقت تعلیم پاتے ہین پھر
آپ کو ہماری پست حالی کا اندازہ نہایت آسانی سے معلوم ہو جاوے گا
اور نیز اس بات کو خیال کیجئے کہ جس قوم کی تعداد ایک کروڑ ساٹھ لاکھ ہو وہان
قریب پچیس ہزار کے مدرسہ ہین - مسلمان جنکی تعداد پانچ اور چھ کروڑ کے درمیان
مین ہو پھر ایک مدرسہ علی گڈھ سے کیا کام نکلسکتا ہو جسمین کہ بہ قومی حیثیت سے تعلیم ہوتی ہو

تعلیم ہالینڈ

جرمنی اور ہالینڈ مین بہت فرق ہو یہان تعلیمات کا تعلق براہ راست گورنمنٹ
سے بہت کم ہو بلکہ منتظمون کے ہاتھون مین ہوتا ہو - صرف وزیر داخلہ
کو مدارس سے کچھ تعلق رہا کرتا ہو - گورنمنٹ کی طرف سے مدرسہ کے
انسپکٹر مقرر ہوتے ہین جو اپنے اپنے اضلاع مین بغرض نگرانی تعلیم سفر کرتے
ہین - مدرسہ کے ناظر گاہ گاہ بطور مجلس اعلی کے جمع ہو کر تعلیم کے متعلق

بحث کرتے ہین ہر ضلع مین ایک انتظامیہ مجلس بھی ہوتی ہی - مینوسپل کو
کوئی اختیار نہین رہتا - ابتدائی مدارس کی کل کیفیت ناظرون کے ہاتھ
مین رہتی ہی اور مدرسہ کے قیام کے لیے فنڈ کا کوئی قانون نہین رہتا بلکہ
ضرورت کے وقت اہل قصبات سے روپیہ وصول کیا جاتا ہی تاکہ ایک سلسلہ
سے مدرسہ قایم رہے -

تعلیم فرانس

اب فرانس کا حال سنیے کہ مثل جرمنی اور ہالینڈ کے تعلیمات کا سلسلہ تین
حصون مین تقسیم ہی - اول یونیورسٹی - دوم کالج - سوم ابتدائی مدارس -
یونیورسٹیون مین پانچ صیغے ہین - یعنی علم الٰہیات - قانون - طبابت
طبعیات - اور ادب - اور یونیورسٹیان براہ راست گورنمنٹ کے ماتحتی مین زیر حکم وزیر
تعلیمات رہتی ہین - فرانس کے کالج دو قسم کے ہوتے ہین - اول شاہی
کالج جو بالکل سرکاری ہوتے ہین - دوم امدادی کالج جس مین کچھہ گورنمنٹ امداد
دیتی ہی کچھہ مینوسپلٹی مگر انتظام سرکاری رہتا ہی - ابتدائی مدارس مین
پہلے بہت سے عیوب تھے مگر جب سے گورنمنٹ نے براہ راست اپنا ذمہ
لیا ہی تب سے بہت کچھہ درستگی ہو چلی ہی - سنہ ۱۸۳۱ع مین ریم کزن جرمنی
اور ہالنڈ بھیجا گیا تاکہ وہان کے سلسلۂ تعلیم پر رپورٹ کرے جس کی
رپورٹ پر جدید قانون بنے - سب سے بڑی بات یہ ہوئی کہ تعلیم عام کردی
گئی اوسکے چند قواعد یہ ہین - ہر ایک دیہات مین ایک مدرسہ ضرور

ہونا چاہیئے جس مقام مین چھہ ہزار کی آبادی ہو تو وہان اعلی درجہ کا مدرسہ ایک اور ہو۔　　ہر ضلع مین ایک نارمل اسکول بھی ہونا ضرور ہی۔

سنہ ۱۸۴۰ع مین مفصلہ ذیل مدارس وطلبہ وغیرہ تھے۔

تعداد دیہات فرانس	۳۷۰۴۸	تعداد ان دیہات کی جن مین مدارس ہین	۳۴۵۷۸
تعداد دیہات بغیر مدارس	۲۴۶۰		
کل تعداد ابتدائی مدارس	۵۹۸۲۸	تعداد ناظران مدرسہ	۸۷
تعداد نائب ناظر	۱۱۳	مدارس مزدوران جنکو شام کو درس دیا جاتا ہی۔	۶۴۳۴
تعداد طلبہ مدارس ابتدائی	۳۱۶۴۲۹۷		
تعداد طلبہ خیراتی	۷۶۳۸۰	تعداد نارمل اسکول	۷۸
تعداد مدرسان نارمل اسکول	۴۹۵	تعداد کالج	۳۵۸
طلبہ کالج	۳۱۳۱۶		

اس حیرت انگیز تعداد مدارس وشاگردون کے دیکھنے کے بعد آپکو (ناظرین) معلوم ہوگا کہ مسلمانون کو اپنی قوم کے واسطے بہت کچھہ کرنا باقی ہی باقی کا لفظ غلطی سے لکھا گیا ہی اسکا معنی یون نہ سمجھین کہ ہمنے بھی کچھہ کیا ہی اور کچھہ باقی ہی بلکہ جو کچھہ اجتک ہوا ہی وہ فی الحقیقت کچھہ بھی نہین ہی اگر آیندہ کچھہ کیا جاوے تو یون سمجھنا چاہیئے کہ یہین سے ابتدا ہی۔ دیکھئے خداوند کریم کب ہماری قوم کے کشت امید پر علم وہنر کا باران رحمت نازل فرما کے سرسبز کرتا ہی۔

تعلیم امریکہ

ممالک یورپ سے امریکہ کا طرز تعلیم بالکل جدا ہی وہان تعلیم بالکل جمہوری گورنمنٹ کی جانب سے ہی مگر بواسطہ رعایا دارالسلطنت سے کبھی اس بات کی منظوری نہین ہوتی کہ کہان کہان مدارس جاری ہون بلکہ ہر صوبہ کی گورنمنٹ پر چھوڑ دیا گیا ہی کہ وہ بطور خود تحقیقات کرکے رپورٹ کرین کہ آیا انکے صوبہ مین سرکاری مدارس کی ضرورت ہی یا نہین چنانچہ اس بنیاد پر کئی صوبے ایسے ہین جنمین کوئی سرکاری مدرسہ نہین لیکن غالب تعداد ایسی ہی جہان قانوناً سلسلہ تعلیم کا قایم ہی اور ایک صوبہ کی کیفیت دوسرے سے بالکل جدا ہی۔

ہر قصبہ جہان ڈیڑہ سو خاندان آباد ہون وہان کے لوگون سے اس قدر خرچ لیا جاتا ہی جس سے دو مدرسہ نو مہینے تک یا تین مدرسہ چھہ ماہ تک قایم رہ سکین اور اگر پانسو خاندان ہون تو دو مدارس تمام سال کے لئے یا تین مدارس آٹھہ ماہ کے لئے بالضرور قایم رہین باقی مہینون کے مصارف سرکار سے ملتے ہین — ان مدارس مین ابتدائی تعلیم۔ لکھنا پڑھنا۔ حساب۔ انگریزی۔ صرف ونحو اور جغرافیہ ہوتی ہی۔

ہر قصبہ جس مین پانسو خاندان ہون اسکو یہ بھی لازم ہی کہ ایک مدرسہ اعلیٰ درجہ کا رکھے جسمین اقلیدس۔ جبر ومقابلہ۔ پیمایش۔ تاریخ اور بعض علوم جدیدہ پڑہائے جاتے ہین۔

جس مقام مین چار ہزار آدمی آباد ہون وہان علاوہ اور مدارس لے ایک اعلی غیر ملکی زبان کا مدرسہ بھی ہوا اور یہ کل مدارس عام و خاص لوگون کے لئے کھلے ہین - اخراجات کے لئے ہر ضلع سے ایک مساوی درجہ کا ٹیکس لیا جاتا ہو - اگر تعلیمی خرچ ادا کرنے مین کسی ضلع نے غفلت کی تو اسکو اپنے حصہ کا دوچند ٹیکس بطور جرمانہ کے دینا ہوتا ہو اگر بیوجہ کوئی لڑکا مدرسہ سے علیحدہ کیا جاوے تو وہ اپنے والدین یا مربی پر نالش کر سکتا ہو - بشرطیکہ والدین تعلیم سے باز رکھنا چاہین -

تعلیم انگلستان

انگلستان کی عام تعلیم بمقابلہ کسی دوسری ترقی یافتہ قوم کے نہایت پست حالت مین ہی - جن لوگون کو بیس تیس برس کی گزشتہ حالت یاد ہو وہ لوگ خوب جانتے ہین کہ کس قدر تاریک حالت طریقہ تعلیم قومی کی تھی - رفارمیشن کے بعد سے لوگون کو تعلیمی سرگرمی کا خوب اظہار ہوا اور خیراتی رقمین وغیرہ تعلیم کے لئے وصول ہونے لگین - انہین سے بعض رقمین تو بالکل فضول مدارس مین مثل گرامر اسکول کے دی گئین - اور بعض محض چند محدودی غربا کو گرجون مین تعلیم کے لئے رقمین دیگئین - یقین کیا جاتا ہو کہ اگر اس قسم کی رقمون کا استعمال مناسب طرح سے کیا جاے تو تمام ملک کے سلسلہ تعلیم قومی کے لئے نہایت مناسب اور موزون ہو گی - باوجود ان سب باتون کے اس صدی کے شروع مین عام تاریکی جہالت کی چھائی ہوئی تھی -

لنکا سٹیرین اسکول

سنہ ۱۸۰۰ء مین جوزف لنکاسٹر نے لندن مین آکر رات دن تعلیم کی متعلق محنت و جانفشانی کرنے پر آمادہ ہوا اور بہت سے لڑکون کو اپنے گرد جمع کیا بلکہ معقول تعداد جوان مرد اور عورتون کو اپنے طریقہ اور طرز تعلیم کے ساتھ مختلف مقامات مین تعلیم دینے کے لئے بہیجا اسی سے موجودہ نارمل اسکول کی بنیاد پڑی۔

انگلستان مین مدارس کی ترقی اور تعلیم کی اشاعت برٹش اینڈ فارین نیشنل اسکول سوسائٹی کی وجہ سے ہوئی جنکے اراکین تمام ملک مین پھیلکر تعلیم کی اشاعت کرتے رہے۔ لیکن ملک کی ضروریات ایسی ادنی تعلیم سے رفع نہین ہوسکتی تہی۔ مدارس کے لئے اخراجات بھی کم تھے مدرسون کی خود عمدہ تعلیم نہ تھی۔ کوئی نارمل اسکول اپنے صحیح معنی مین اوسوقت نہ تہا۔ اوس زمانہ کی تعلیم محض پند و نصایح تک منحصر تھی۔

سنہ ۱۸۳۳ء تک یہی حالت رہی بعدہ پریوی کونسل کے لارڈون نے انہین مجالس کے ذریعہ سے مدارس کی تعمیرات وغیرہ کے لئے تہوڑی تہوڑی رقم دینا شروع کیا جب سنہ ۱۸۳۹ء مین اس قسم کی رقمون کا مقابلہ زیادہ ہونے لگا تو تعلیمات کے معاملہ اور اونکے طرز کو درست کرنے کے لئے ایک کمیٹی قایم ہوئی۔ نارمل اسکولون کو بھی امداد پہونچائی گئی اور ایک تجویز اس قسم کی قرار پائی کہ سرکاری امداد کے ساتھ سرکاری نگرانی بھی ضرور ہے

سنہ ۱۸۳۹ع مین سر جیمس شٹل ورتھ معتمد تعلیمات نے ایک یادداشت پیش کی
جسمین طالب علمون کے مدارس مین عہدہ مدرسی کا امیدوار کرنا اور تنخواہ دینا۔
مدرسون کو امتحان مقابلہ کے سرٹیفکیٹ پیش کرنے پر عہدہ عطا کرنا قرار
دیا تھا۔ اسکے سوا آلات نقشہ جات وغیرہ کا بہم پہونچانا ذکر تھا۔ اوس
وقت سے برابر تعلیمات مین ترقی ہوتی رہی اور کل مذاہب بلکہ خانگی اشخاص
کو بھی امداد تعلیمی دی گئی چنانچہ انگلنڈ اور اسکاٹ لینڈ مین صرف سنہ ۷۶
مین مختلف ابواب سے تعلیمات کا خرچ ۴۲۳۶۳۳ پونڈ ۲ شلنگ
۴ پنس ہوا۔ یہ کل باتین ملک کی حاجت رفع کرنے کو بھی کافی تھین
گورنمنٹ صرف انھین کو امداد پہونچاتی جو طالب امداد ہوتے تھے ہر فرقہ یا
مذہب کے قدیم مدارس ابتک قایم ہین گورنمنٹ کی امداد کل مدارس نہین
چاہتے بعض تو مداخلت سرکاری سے انکار کرتے ہین اور بعض اوسکے
قواعد کی پابندی اور اوسکے امتحان وغیرہ سے پرہیز کرتے ہین اسوقت
بہت سے دیہات و قصبات مین گرجون خانقاہون اور اور ذریعون سے
تعلیم اس قدر پھیلگئی ہی کہ ضروریات رفع ہو جائین اسیطرح اعلی شہرون
مین مدارس کی کثرت سے ضروریات وقت یہ رفع ہوگئی ہین مگر جب ہم
کثرت آبادی کا لحاظ کرتے ہین اور بنظر غور تعلیم کی مجموعی حالت دیکھتے
ہین تو ہنوز بہت کم درجہ کی تعلیم معلوم ہوتی ہی چنانچہ تعلیمی حالت آخری
مردم شماری سے نہایت کم ثابت ہوگئی۔ ماہ مارچ سنہ ۱۸۵۱ مین اوسط

حاضری تمام مدارس کی ازروے تحقیق ۴۸۴۵۱۷۵۱ تھی یعنی انگلستان
اور ویلز مین جسقدر آبادی پانچ اور پندرہ سال کے بیچ مین ہر اوس مین
سے صرف ۴۳ فیصدی تعلیم پاتے ہین اور جب یہ خیال ہوا ہی کہ اس
مجموعی تعداد مین اعلی اور متوسط خاندان کے بچے شامل ہین اور ادنے درجہ
کے لوگون کے بچے بھی جو نہایت ابتر مدارس مین زیر تعلیم ہین جنکا تعلیم پانا
براے نام ہر اسی مین شامل ہر تو اس تعلیم کی نہایت درجہ ابتری معلوم
ہوتی ہر

انگریزی یورپین اور امریکہ کی تعلیمو کا مقابلہ

ممالک یورپ کی تعلیم تقریباً بالکل گورنمنٹ کے ہاتھون مین ہر رعایا کو
صرف فنڈ جمع کرنا اور کسیقدر نگرانی کرنا ہر۔ مدرسون کی تقرری مین اونسے
کچھ راے لی جاتی ہر مگر طریقہ تعلیم مین کچھ مزاحمت کرنا یا کسیقسم کی روک ٹوک
ڈالنا انکے اختیار کے باہر ہر جابجا خانگی مدارس (مذہبی چندہ سے بھی
پائے جاتے ہین مگر علے العموم کل مدارس سرکاری ہین۔
بخلاف اسکے انگلستان مین کوئی مدرسہ سرکار کی طرف سے نہین قایم
ہوتا باستثنا جنگی اور بحری اور غربا کے مدارس کے اور نہ سرکار کو ان
مدارس کے انتظامات مین کچھ دخل ہر صرف اوسکا کام خانگی مدارس مین
بشرایط مشروطہ امداد دینا ہر۔
امریکہ مین ان دونون مقامات کی تعلیمی طریقہ سے اجنبیت ہر

وہان کی گورنمنٹ مدارس کا تقرر بلحاظ مقامی آبادی کے اپنی جانب سے
کرتی ہے اور جوابدہی اپنے تعلق رکھتی ہے مگر گورنمنٹ کے اور تعلقات
باقی نہین رہتے - مثلاً مدرسہ کی تعمیر کس وضع کی ہونی چاہیئے - مدرسون
کی تنخواہ کیا ہو - طریقہ تعلیم کیا ہونا چاہیئے - تدابیر نگرانی کس قسم کی ہون
اور مدارس کے فیس کی مقدار کس طرح قایم کرنی چاہیئے اور کل سامان
تعلیم کیونکر مہیا کرنا چاہیئے - یہ سب کام مقامی آزاد باشندونکا ہے -

امریکہ اور یورپ کے تعلیمی طریقون سے انگریزی طریقہ بالکل
جدا ہے اگر اوس کا کچھہ صحیح حال بیان ہوسکتا ہے تو انہین مختصر لفظون مین
کہ وہان ہر فریق مذہب اپنے طور سے عوام الناس کو تعلیم دیتا ہے اور
گورنمنٹ خواہشمندان امداد کو یکسان اعانت کرتی ہے -

انگریزی طریقہ تعلیم کے فواید

انگریزی موجودہ طریقہ مین چند فواید بھی ایسے ہین جو دوسرے ممالک کے
طریقہ تعلیم مین مفقود ہین - سب سے اعلی بات یہ ہے کہ اس طریقہ تعلیم سے
مقامی لوگون کا تعلق بہت رہتا ہے - گورنمنٹی یا میونسپلٹی کے متعلق
مدارس مین گورنمنٹ کے افسرون کی پوری مداخلت رہتی ہے - اور اگرچہ
افسران سرکاری کی مداخلت سے مدرسہ کا کاروبار پورے انتظام کے
ساتھہ چلایا جاتا ہے مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جہان زیادہ جہالت اور تاریکی
ہو وہان سرکاری انتظام کے مدارس سے زیادہ خود اختیاری مدارس

کی خواہش کی جاتی ہے۔ مدارس کے طلبا اور اونکے والدین ہمیشہ اس امر کے خواہشمند رہتے ہین کہ اون کو اپنے سے اعلی درجہ کے لوگون کے ساتھ ملنے جلنے کا موقع ملے جو اون کی خیرخواہی کی کوشش کیا کرتے ہون۔ پس سب سے عمدہ بات مدارس اور طلباے مدارس کے لیے مقامی لوگون کی دلچسپی ہے جس سے روز افزون لوگون کو حوصلہ ہوتا ہے اخلاقی امداد پہونچتی ہے۔ پس جو لوگ غریب طبقون مین عمدہ خیالات اور تعلیم کی اشاعت چاہتے ہین وہ لوگ غور کرین گے کہ اگرچہ انتظام اور کارروائی مدارس کی بذریعہ افسران سرکاری بہت اچھی ہوتی ہے مگر بچیاں اونکی حالتون کے زیادہ ترمناسب ہے کہ وہ طریقہ اختیار کیا جاے جس سے روزمرہ اون کو دلچسپی کے ساتھ تعلیم سے تعلق پیدا ہو۔ پس انگلستان کا یہی طریقہ موجودہ زمانہ مین ہے جس کی عمدگی پر اگر دیگر ممالک حسد کرین تو بیجا نہین ہے

انگریزی تعلیم کے نقایص

جہان اوسکے فوائد بیان کیے گئے وہان اوسکے بعض نقایص بھی ملاحظہ ہون۔ اول۔ ابتدائی تعلیم کا سلسلہ بالکل کمالیت کو نہین پہونچا۔ عام لوگون کی طرف سے مدارس کے ضروری سامان کی فراہمی محض اتفاق پر چھوڑ دی گئی ہے۔ اگر کسی مقام پر مدرسہ جاری کرنا چاہتے ہین جاری کرین مگر قیام مدارس کی کوئی ضمانت نہین ہوتی۔ اسلیے بعض اضلاع مین ضرورت سے

زیادہ مدارس ہین اور بعض اکثر آباد اضلاع مین ایک مدرسہ بھی نہین ہے بلکہ
جسقدر غربت فسوہ اضلاع ہونگے اوسیقدر وہان مدارس کی کمی ہوگی کیونکہ
ایسے مقامونپر کم ایسے لوگ ہوتے ہین جو انتظام اور نگرانی یا کچھ امداد کرسکتے
ہین۔ دوسرے یہ کہ طریقۂ تعلیم قومی طریقہ نہین کہا جاسکتا۔ انگریزون کی دلچسپی
عموماً تعلیم سے نہین بلکہ وہ عموماً تجارت مین منہمک ہین۔ خیریت تو یہی ہے
کہ تعلیم کا سلسلہ مذہبی مجالس کیطرف سے جاری ہے۔ علاوہ برین انگلستان
کا طریقۂ تعلیم بہت کچھ فریقی ہے۔ یعنی مذہب کے مختلف فریقون کے لحاظ
سے تعلیم ہوتی ہے۔ اگر تعلیم ایک طریقہ سے تمام فریقون کے لئے ہوتی اور
دینی اور دنیوی تعلیم مین برابر امداد کرتی جسمین تمام ملک یکسان دلچسپی رکھتا
ہے اور صرف اپنے ناظرون کے ذریعہ سے رپورٹ مدارس سنا کرتی تو ایک
سلسلۂ تعلیم کا قرار پاتا۔ اور یکجائی بات ہونے سے بہت قوت ہوتی۔ موجودہ
طریقہ مین کفایت شعاری بھی نہین ہوتی۔ اگر ملکون کی تقسیم اضلاع مین ہوتی
اور اس لحاظ سے تعلیم کا سلسلہ قایم کیا جاتا تو کفایت اخراجات بہت ہوتی
اسوقت بحیثیت نام فریق کے مدارس کو کہین کہین امداد دیجاتی ہے جس سے فائدہ
کم اور خرچ بہت ہوتا ہے۔

اصلاح طریقہ تعلیم انگریزی

انگریزی تعلیم کے نقص و صواب بیان کرنا پر ضرور رہا مگر جو امور قابل اصلاح
ہین انکا بھی ذکر کرنا چاہیے۔

سب سے پہلے ملک کی تقسیم از روے تعلیم ضلع وار ہونی چاہیئے۔ موجودہ
تقسیم مذہبی تعلیم بہت اعتراض کے قابل ہے۔ دوسرا امر اصلاح طلب یہ ہے
کہ مقامی لوگون کی طرف سے نہین بلکہ سرکاری افسرون کی طرف سے اس
امر کی تحقیق کی جاے کہ کن مقام مین کیسے اور کسقدر تعلیم کی ضرورت ہے اور
اس امر کے دریافت کے لئے موجودہ مدارس گو وہ کسی قسم کے ہون کافی نہین
تیسری بات اصلاح طلب یہ ہے کہ پارلیمنٹ کی طرف سے ایک مجلس امانت
دارون کی مقرر ہو جنکو اختیار دیا جاے کہ وہ ہر مقام کی امانت اور خیراتی
رقمون کو اپنے اختیار مین لیکر اوس کو مناسب طریقہ سے استعمال کرین
اور آمدنی پیدا کرنے کا ایک عمدہ ذریعہ نکالین۔ چوتھی بات یہ ہے کہ ہر مقام
مین از روے حیثیت اخراجات مدرسہ جائداد پر محصول لگایا جاے اور محصولات
مدرسون اور عام اخراجات مدرسہ مین صرف ہون۔ پانچوین بات یہ ہے کہ
محصول دینے والون کو ایک جماعت منتظمین کی مقرر کرنے کا اختیار
دیا جاے جنکے پاس وہ آمدنی رہے اور اپنے اختیار سے بشرائط مشروطہ مناسب
طور سے مختلف مدارس مقامی مین تقسیم کرین۔ چھٹی یہ ہے کہ جن مدارس مین
عام رعایا کے محصول سے کام چلتا ہے اوس مین سرکاری ناظرین امتحان لیکر
رپورٹ کیا کرین۔ موجودہ انتظامات متعلقہ مدارس مقامی مین مداخلت کی
چندان ضرورت نہین ہے صرف یہ انتظام کرنا ہے کہ مذہبی تعلیم بالکل جدا کرنی
چاہیئے اور والدین کو اختیار ہو کہ اگر وہ معترض ہون تو مذہبی مدارس سے

لڑکون کو علیحدہ کر سکین - اسکے سوا اور کوئی اصلاح یا مداخلت مذہبی مدارس مین کرنی مناسب نہین ہی اور نہ وہان کی رپورٹ سرکاری طور سے کرنی لازم ہی - یہی طریقہ ہی جسپر عمل درآمد کرنے سے انگلستان کی تعلیم مین ترقی ممکن ہی -

نارمل اسکول

اول اور سب سے زیادہ عمدہ طور سے قومی تعلیم جاری رکھنے کا ذریعہ نارمل اسکول ہی - جہان عمدہ اور مکمل طور سے مدرسون کی تعلیم و تربیت ہوتی ہی کافی نہین ہی کہ مدرسون کا علم کافی ہو بلکہ یہ ضرور ہی کہ کام کرنے کی اونکو پوری قابلیت ہو - وہ لڑکون کی خاصیت کو سمجھین اور اونکے دل لگانیکا طریقہ جانین - بغیر سختی کیئے ہوے پوری تربیت دین اسکول کی تہذیب اور تنظیم عمدہ طور سے جانین اور طالب علمون کے قابل پسند طریقے جاری کرین کہ اونکے دل بستگی ہو - انکی مشکلات کو روکین - راستہ صاف کرین حوصلہ بڑھائین سستی دور کرین ترغیب پیدا کرین اور دماغی ترقی زینہ بزینہ بڑھاتے جائین - یہ سب باتین خاص طور سے ترتیب دینے سے حاصل ہوتی ہین اور اس قسم کی تربیت صرف نارمل اسکول مین ہو سکتی ہی

تنظیم مدارس

مدارس تین قسم کر کیے جا سکتے ہین اول وہ کہ جس مین مدرس کے سوا خلیفہ پڑھاتے ہین خلیفہ ہر روز تھوڑے عرصہ کے لئے ادنے درجہ کے طالب علمونکو

تعلیم دینے میں جو خود چند روز پہلے وہ حاصل کر چکتے ہین اس سے گو مدرس کو
تھوڑی سی فرصت ملجاتی ہے مگر اس سے عمدہ تعلیم مین فرق ہوجاتا ہے اور جو
نہایت ضروری باتین متعلق اخلاق اور تہذیب ہین اوس کی تعلیم خلیفون
سے نہین ہوتی دوسرا ذریعہ تعلیم کا مجموعی گروہ کو ایک سبق دینا ہے
وہ اصطلاح کہ زبینہ بزبینہ لڑکون کو مسلسل بٹھا دیتے ہین کہ مدرس کی نظر
سب پر ایک آن مین پڑتی ہے اس مین اس بات کی کوشش کیجاتی
ہے کہ ایک سبق ایک ہی وقت مین سب لڑکون کو دیدیا جاوے - اخلاقی
تعلیم مین کچھ مدد اور فائدہ اس سے ملتا ہے مگر دماغی تعلیم کے لئے سخت مضر
ہے - کیونکہ مختلف لیاقت طبایع کے طلبا ایک ہی قسم کے سبق سے کیونکر
مستفید ہوسکتے ہین — تیسرا طریقہ ان دونون طریقہ مذکورہ بالا کے بیچ
مین ہے جس مین لڑکون کو بحیثیت اونکی عمر اور لیاقت کے تفریق کی جاتی
اور ہر فریق کے لئے ایک مناسب درجہ کا مدرس مقرر کیا جاتا ہے —

مدارج اسکول

عام مدارس کو رفتہ رفتہ ترقی دینا - یا طالب علمون کو ایک مدرسہ سے
دوسرے مدرسہ مین ترقی کرنیکا موقع دینا نہایت ضروری ہے جرمنی
مین تین قسم کے مدارس ہین - اول کنٹری اسکول جس مین صرف ابتدائی تعلیم
ہوتی ہے - دوم ٹون اسکول جس مین کسیقدر علم ریاضی اور علوم جدیدہ اور
جدید زبانین سکھلائی جاتی ہین - سوم جمنازیم یعنی اعلی مدارس جسمین

اعلی درجہ کی تعلیم علمی اور پیشہ وری کی ہوتی ہے ـــ ہالینڈ مین پانچ قسم کے مدارس ہین ـ مدارس غربا ـ مدارس درمیانی ـ مدارس قصباتی ـ فرنچ اسکول (اس مین خدمت خواہ تجارت کی تعلیم ہوتی ہے) گرامر اسکول جس مین قبل داخلہ یونیورسٹی کی تعلیم ہوتی ہے ـ

مذکورۂ بالا کیفیت تعلیمی تمام ملک کے لئے سودمند ہے کیونکہ دنیا مین کوئی قوم اور ملک ایسا نہین ہے جہان کبھی نہ کبھی قومی ترقی کمال درجہ کو نہ پہونچی ہو مگر ان کی موجودہ حالت نہایت ابتر ہے یا ہوتی جاتی ہے کیونکہ وہان تہذیب اور تعلیم ضروری کا سلسلہ قایم نہین ہوا ـ پس ہر ایک قوم کی خوشحالی و بدحالی اہل شہر کے خیالات و رفتار پر منحصر ہے جہان اون کی قوت عمدہ اور مضبوط حالت مین ہے وہان اہل قوم صرف اپنے رتبہ پر قایم نہین رہتے بلکہ ترقی کرتے ہین اور جہان جہالت تعصب اور ضعف اعتقادی کی حکومت ہوتی ہے وہان رفتہ رفتہ شیرازہ شکست ہو جاتا ہے اس مین شک نہین کہ موجودہ اقوام کی آیندہ عزت و عظمت انکی تہذیب و شایستگی مین حصہ لینے کے موافق ہوگی ـــ حسن

بقیہ سفرنامہ نیلگری

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

۱۹ رمضان سنہ ۱۳۲۳ ہجری یوم دوشنبہ

آج سات بجے بیدار ہوا۔ چھوٹی حاضری دس بجے ہوئی اور ساڑھے بارہ کو
برک فاسٹ۔ ایک بجے میں تبدیل لباس کر کے تیار ہو گیا کیونکہ مہاراجہ کے
تشریف آوری کا وقت قریب تھا۔ سید غلام رسول صاحب ڈاکٹر اور نیو رنگم سے
ایوننگ ڈریس پہنا مگر میر فیاض علی صاحب اپنے قدیم ڈریس میں تھے یعنی قبا کے
شال و ربرد دستار سرخ بر سر اور میر کاظم علی صاحب بھی معمولی ڈریس میں
تھے اور سیاہ رنگ کا قبا پہنے ہوئے تھے کہ مہاراجہ بہادر کی سواری آئی بڑے
ڈھانچے کی لینڈو گاڑی تھی جوڑی بیلیا سرنگ کلان راس نہایت اچھے تھے
کوچ باکس پر کوچبان کے بازو چپراسی بیٹھا ہوا تھا ہر دو فل ڈریس میں تھے
چپراسی کا پائجامہ لال مشروع کا تھا گاڑی میں سیدھی طرف خود مہاراجہ صاحب
اور بائین طرف مسٹر مارٹن پرایوٹ سکریٹری جنکی عمر اسی سال کی ہوگی مگر چاق چوبند
اور روبرو مہاراجہ کے ایڈی کانگ تھے یہ صاحب خوش رو اچھے جوان ہیں اور
مہاراجہ کے داماد بھی ہیں اور کسیقدر اردو بھی بولتے ہیں لیکن انگریزی اچھی
جانتے ہیں پرایوٹ سکریٹری اور ایڈی کانگ ایوننگ ڈریس میں تھے
مہاراجہ بہادر بھی انگریزی ڈریس پہنے ہوئے تھے مگر سر پر سرخ بنارسی رومال
تھا اور کندھوں پر ملک کے رواج کے موافق زرین پٹکہ ڈالے ہوئے

جون ہی بگی پورٹیکو مین پہنچی مین استقبال کو گاڑی تک گیا اول لیڈی کانگ اتر سے بعد مہاراجہ بطریق درباری سب لوگونکا سلام ہوا۔ ڈرائنگ روم مین کوچ پر مہاراجہ بہادر تشریف رکھے اور سید ہے ہاتہ کی کرسی پر مین اور بائین ہاتہ کی کرسی پر پرایوٹ سکریٹری اور دوسرے کرسیون پر لیڈی کانگ اور باقی سب لوگ درجہ بدرجہ بیٹھے یہہ پرایوٹ سکریٹری مہاراجہ کے اتالیق ہین جو زمانہ خوردسالی مین گورنمنٹ قیصریہ کی طرف سے مقرر ہوتے تھے۔ بعد از تشریف رکھنے مہاراجہ بہادر کے ہمراہی کے لوگون نے نذرین گذرانی مہاراجہ بہادر ہاتہ رکھکے واپس کیا۔ مہاراجہ چہرہ سے نہایت چالاک اور مدبر پائے جاتے تھے اردو نہین بول سکتے انگریزی اور سنسکرت زبان کے مشاق ہین اور نہایت خلق سے ہمکلام رہتے کوئی دس منٹ کے بعد مین نے اپنے ہاتہ سے مہاراجہ بہادر کو پہول پان اور عطردان دیا اور مسٹر پرایوٹ سکریٹری کو۔ لیڈی کانگ کو میر فیاض علیصاحب نے پہول پان دیا کیونکہ یہہ کام ہمارے شہر مین بہی انہی کا تہا۔ رخصت کے وقت بگی تک مشایعت ہوئی قبل سوار ہونیکے مکرر راجہ صاحب بہادر نے سب کا سلام لیا اور بعد سوار ہونیکے خود بہی سب کو سلام کیا۔ واپسی کے وقت داہنی ہاتہ پر پرایوٹ سکریٹری اور بائین ہاتہ پر مہاراجہ صاحب بہادر بیٹھے تھے ۲ بجے کے بعد مین معہ ڈاکٹر صاحب کال کرنے کی غرض سے گاڑی مین سوار ہوکر روانہ ہوا اور لارڈ ہارڈنگ لیڈی کانگ گورنر اور میجر جنرل ملٹری سکریٹری اور مسٹر کلارڈ ڈرن پرایوٹ سکریٹری گورنر بمبئی سے ملاقات ہوئی ملٹری سکریٹری

صاحب نے مجھکو پولو میں شریک ہونیکی دعوت دی جو آج ہوگا - مین نے حسب
معمول گورنمنٹ ہوس کے بک مین جو خاص ملاقاتیونکی فہرست ہوتی ہے اپنا نام
ہی لکھدیا -
۲ بجے بنگلہ کو واپس آیا اخبارات اور خطوط و تار وغیرہ جو ٹپہ سے آئے تھے ملاحظہ
کیا چار بجے چار پیا پانچ بجے رائیڈنگ ڈرس (لباس سواری) مین معہ ڈاکٹر صاحب
کے سوار ہوا اور پولو گرونڈ پہنچا پولو شروع ہوا - مین ہی گورنمنٹ ٹیم مین شریک
ہوا اور ایک ٹیم کھیلا - ساڑھے چھ بجے مکانکو واپس آیا - راہ مین نواب وقارالملک
بہادر سے ملاقی ہوا بہادر ممدوح کا مزاج دو روز سے سست ہے اور رنج
مین بخار ہی آتا ہے آج ہی کے روز ساڑہے ۵ بجے کرنل سر الیور سینٹ جان
رزیڈنٹ میسور جو مقدم رزیڈنٹ حیدرآباد ہی رہ چکے ہین ملاقات کو آئے تھے -
مہاراجہ میسور چہارشنبہ کو بنگلور اور وہانسے میسور جانیوالے ہین - اب معلوم
ہوتا ہے کہ یہان کا سیزن (موسم) قریب الختم ہے - آج مہاراجہ وزیانگرم
ہی نیلگری مین داخل ہوئے - آٹھ بجے ڈنر ہوا -

۲۰ رمضان ۱۳۲۶ ہجری یوم شنبہ

آج سات بجے بیدار ہوا - پولس گارڈ (جسمین جمعدار ایک جوان اور ایک حوالدار ہے) آج جگہ
ہمارے تعیناتی کیلئے سرکار سے آیا اور ہمارے قیام تک متعین
رہیگا - راجاؤن اور نوابون کے مکان پر جو نیلگری مین بطور مہمان ہوا
خوری آیا کرتے ہین گورنمنٹ قیصری سے پہرہ متعین نہین ہوتا آج گورنمنٹ ہوس سے

ڈاکٹر میر یوسف علیصاحب کے نام دعوتی کارڈ ہی آیا جو ۲۴ مئی کو کوئینس
برتھہ ڈے کے بال مین جانا ہوگا ۔ دس بجے کے بعد یہان کے جنگلی لوگ
جنکو ٹوڈہ کہتے ہین مع چند اپنی عورتون کے آئے جنکو مین نہایت دلچسپی سے دیکھا
علی العموم یہہ لوگ سیاہ رنگ کے ہوتے ہین مرد عورت سب کے سر مین لمبے لانبے بال ہوتے
ہین جسمین ناریل کا تیل ڈالتے ہین اور تمام بدبو اوسکی پہیلی رہتی ہے مردون کے
ہاتہہ مین تانبے کی چوڑی پہنی رہتی ہے اور اکثر برہنہ سر رہتے ہین اور دہوتی ایک اوڑہی ایک باندہی رہتی
ہین ۔ عورات چولی نہین پہنتے ہین اور ایک ہی کپڑا کندہون سے پیر تک
لپیٹ لیتے ہین اونکی بات چیت کا ایک حرف بہی سمجہہ مین نہین آتا تہا یہہ
بہت دہیمی آواز سے بات کرتے ہین اور صدا بالکل بندرون کے چیخ
کی سی نکلتی ہے بچے بالکل برہنہ مادرزاد رہتے ہین الغرض ان
عورتون نے بعد آپسمین بات چیت کرنیکا شروع کیا ۔ اسمین کوئی تلفظ
نہ تہا بلکہ صرف آواز تہی جسمین غین کا بہت استعمال ہوتا تہا اس
گانے اور بجانے مین اوتار چڑہاؤ کچھہ نہ تہا حلق سے آوازین برابر نکالتی
تہین یہہ بہت چہوٹے چہوٹے آوازون مین راگ تمام کرتے تہے مگر لہجہ کچھہ
عربی سے ملتا تہا یہہ انکو دس روپیہ انعام دیا گیا اور یہہ لوگ ہم سب کو بہت
محظوظ کرکے رخصت ہوئے ۔
آج (۱) بجے برکخاست سے فارغ ہوئے اسی وقت ایک اور غول
جنگلی اور شہری لوگون کا باجا بجاتے ہوئے پہنچا تخمیناً (۲۰) بیس آدمی ہونگے ۔

دور سے باجے کی آواز نہایت ست و سُریلی معلوم ہوتی تہی یہ باجا قریب قریب میسرم کی بہانڈ یا فوان پولیس کے باجے کی آواز سے ملتا ہے ان باجے کے آلات مین چہوٹے چہوٹے دف اور شہنا بیونکی شکل کے آلات ستھے بجانیوالے بالکل جنگلی آدمی ہین اور ناچنے والے قریب ایک درجن کے شہری تھے - یہہ قوم ٹر گڑ کے نام سے مشہور ہے جو قدیم سے یہان بستے ہین ناچنے والونکا لباس جگمگاتی کا ہتہ بند قوڑکا ہوا لبادہ لہنگا گہیردار سے تہا اسکے نیچے بعضون کے پائجامے اور بعضی دہوتی پہنے تھے اور بعض تو بالکل برہنہ تھے سب کے جسم مین کوٹ تہی جو ایک ہی رنگ کے تھے اور انکے سر وپر لال رنگ کے پٹکے تھے انکا ناچ بہی قریب قریب انگریزی اور عربی ناچ کے تھا یہ لوگ حلقہ باندہکر ناچتے تھے - اور باجون کی تال پر پاؤن ڈالتے تھے اور جیسا جیسا باجے کا ٹیون آواز بدلتا تھا انکا رقص ہی بدلتا تھا اور پاؤن کی حرکات ہی - گانا کسی قسم کا نتھا ایک بوڑھا چھڑی ہاتہہ مین لیے ہوے بطور بیانڈ ماسٹر کے اشارہ کرتا جاتا تھا - بعد اسطرح کے قابل یادگار ناچ کے ختم ہونے کے یہہ لوگ رخصت ہوئے اور انکو ۵ روپیہ انعام دیا گیا - آج بطور پک نک ہالی کے واٹر فال پر جو ہمارے بنگلہ کے حد مین ہے اور راوسی راہ سے بر ن فسٹ مکان کے تالاب مین پانی آتا تہا اور اوپر کے پہاڑون سے شب و روز تین سو فٹ کے برابر پانی گرتا رہتا ہے ہم تمام لوگ گئے تھے تہوڑی دیر ٹہرنے اور چار خوری ہی وہین ہوئی - سوا پانچ کو مین مع ڈاکٹر صاحب و مرزا کاظم علی صاحب ایک گاڑی مین اور سید غلام رسول و فیاض علی صاحب

پہر نگم دوسرے گاڑی مین سوار ہوئے اور اوس بنگلہ کے دیکھنے کو گئے جو حال
مین اعلیحضرت بندگانعالی ظلہ العالی نے خرید فرمایا ہے - ہمارے مکان سے یہہ بنگلہ تین
میل ہوگا جسمین ایک میل سے زاید کی چڑہائی ہے - یہان کے سب مکانون سے
اسکی بلندی زاید ہے یعنے آٹہہ ہزار نو سو فٹ بلند ہے سڑک نہایت گہماؤ سے
لیگیا ہے اوسکے اوپر کوئی بنگلہ نظر نہین آتا - اور اوس مقام سے دیکہا گیا تو کوئی
پہاڑ بہی اوس سے بلند نہین ہے - احاطہ بہت وسیع ہے اور مکانیت بہی بہت
ہے - ہر ایک کمرہ نہایت وسیع اور فرش تمام چوبین ہے ڈائننگ روم ڈرائنگ
روم تو بہت بڑے بڑے ہین اور پانچ بڈروم معہ حجرہ جات متعلقہ کے موجود ہین
طویلہ اور خدام کے مکانات اور بہت سے اکنہ چہوٹے چہوٹے کثرت سے ہین
اور ایک ناچ گہر یا تہیٹر گاہ بہت وسیع ہے - اور اوسکے متصل طویل تین
یا چار ریگی معہ دیگرے بڈروم وغیرہ بوڑنانہ رکہنے کے لیئے نہایت موزون ہین
ہر حال مکان نہایت عمدہ اور خوش وضع ہے اور اعلیحضرت کے لائق
لیکن آبادی سے بہت دور اور حالت موجودہ بہت خستہ ہے اگر ۲۰ ہزار روپیہ
اس مکان کے مرمت اور ترمیم مین خرچ کیا جاوے تو یہ مکان مستحکم ہوجاویگا
احاطہ بہی بہت بڑا ہے اور ایک چہوٹا سا کنٹہ بہی واقع ہے اور سب سے
علیحدہ مگر قریب مین ایک بنگلہ چار آدمی کے رہنے کے لائق کاٹج کے نمونہ پر بنا ہوا
ہے - اس بنگلہ کا نام اسنوڈن ہال ہے جسمین سابق جنرل رابرٹ
کمانڈر انچیف رہتے تہے اعلیحضرت نے اس بنگلہ کو سوائے اخراجات وکلا کے

لوسے ہزار روپیہ مین خرید فرمایا ہے غرض وہان سے مکان کو سات بجے واپس آیا اور آٹھہ کو ڈنر کھایا بعد ڈنر ایک عرضی کیفیت معاینہ مکان اور ضرورت ترمیم کی اعلیحضرت کے پیشگاہ مین گذرانے گیا شب کے بارہ بجے خوابگاہ مین گیا۔

۲۱ رمضان ۱۳۰۶ یوم چہارشنبہ

سات بجے بیدار ہوا۔ سردی بہت کم ہی تہرما میٹر (مقیاس الحرارت) ۶۹ درجہ پر ہے ایک جوڑی اسپ سبزہ رنگ جو سابق کے چوکڑہ کے ساتہہ ملکتی ہے بارہ سو روپیہ کو خریدا مہاراجہ میسور آج آٹھہ بجے سیدہا میسور کو بذریعہ ڈاک گاڑی کے روانہ ہوئے میسور یہان سے ۴۸ میل ہے اور ٹانگے کا ٹپہ ہے۔ سوتہہ انڈین ریلوے تیار ہوچکی ہے ابہی تحقیقی نہونیسے پاسنجر ٹرین نہین چلتی چند روز مین چلنا شروع ہوگی اوسوقت بمبئی اور پونہ کے لوگ میسور تک آکے وہانسے ٹپہ پر بنیلگری کو آئینگے۔ اگر ایسا ہو تو نیلگری ہی ہر سال موسم گرما مین بہت مجمع ہوا کریگا آج تمام دن مین کافی کے حالات کی تحقیقات کرتا رہا حیرت ہے کہ یہان کیو ر مین لوگ کسقدر سود مند کامون مین اپنے آپکو مصروف کرتے ہین۔ ساڑہے بارہ کو برک فاست ہوا تین پہر کی چار خوری پیر اوسی واٹرفال پر ہوی جسکا ذکر ہوچکا ہے۔ بعد چار نوبجے کے بلندی کوہ پر ۳ میل تک پیدل ہشی کیا فی الحقیقت یہ نہایت ہی پرفزا جائے ہے ساڑہے پانچ بجے مکان مین داخل ہوا۔ ڈنر آٹھہ بجے ہوا اور گیارہ بجے استراحت۔

۲۲ رر رمضان سنہ ۱۳۰۶ ہجری یوم پنجشنبہ

آج آٹھ بجے بیدار ہوا شب مین بہت سردی تہی خصوص آخر حصہ شب مین
ٹھنڈی ہوا چلی - ۵ بجے مقیاس الحرارت دیکہا گیا تو (۶۱) درجہ پر تہا - اور اوس وقت
تک ہوا مین اچہی برودت تہی - دس بجے مقیاس ۶۵ درجہ پر تہا ۱۲ بجے برک
فاسٹ ہوا - آج بہی تمام دن کافی کی کیفیت اور اسکی تاریخ دیکہا اور دریافت
کرتارہا علاوہ اسکے - چند تخمینات انعام بہی دیکہا - سوا پانچ بجے مین اور ڈاکٹر
صاحب سیل فٹن مین سید غلام رسول میر فیاض علی صاحب مرزا کاظم علی صاحب
نیورنگم کہلی گاڑی مین سولد لارنس اسیلم روڈ سے دامن پہاڑ ہوتے ہوئے
بلیر تو ہواخوری چلے تین میل کے بعد تمام جنگل مین چاول اور سنکونا کی زراعت
نظر آنے لگی سوائے اسکے اور کوئی مکان یا آبادی کا نشان نہ تہا - ہم فرن ہل
کے گیٹ پر سے گذرے جو مہاراجہ میسور کا بنگلہ ہے احاطہ نہایت وسیع
ہے چونکہ مہاراجہ صاحب میسور روانہ ہو چکے ہین اسکے دیکہنے کے لیے مکان کے
اندر گئے مکان بہت وسیع اور شاندار ہے شاہی پیالیس ہے اور ایک
دوسرے کے متصل مکان کے دو قطعہ بنائی گئی ہین ایک تو انگریزی فشن کا
اور دوسرا چو محلہ ہندوی وضع کا - آرایشی سامان بہی بہت بہتر اور اول
درجہ کا ہے پورٹیگو پر جہنڈا اوڑتا ہے - اب مہاراجہ کے نرہنے کی باعث
سے پہریرا اپتا ہوا ہے - اسی مکان مین زمانہ سابق مین چہہ روز کے واسطے
مین قیام بہی کیا تہا - بلیرڈ روم علیحدہ بنی ہوئی ہے - طویلہ بہت بڑا اور بادسعت ہے

کتون کے رکہنے کا مکان علیحدہ بنا ہوا ہے اوسی احاطہ مین بطور کاٹیج ایک
ٹیلہ کے نیچے چہوٹا سا ایک مکان علیحدہ بنا ہوا ہے جسمین اکثر ریذیڈنٹ یا دیوان رہتے ہین۔
اوسمین ۵ بیڈروم۔ ڈائننگ روم۔ ڈرائنگ روم۔ وغیرہ بنے ہوے ہین۔
پیچہے کی طرف طویل گلیاری کے ہیئت مین کچہہ کمرے ہین جو آفس کا کام دیتے
ہین اس مکان کی نگہداشت کی غرض سے ارٹن صاحب نامی ایک انگریز ماہانہ تین
سو روپیہ پر ملازم ہین۔ اسکے متصل ایک بنگلہ جنرل اسٹورٹ صاحب کا ہے
جسکو حال مین مہاراجہ نے خرید ا ہے۔ الغرض بعد ملاحظہ اسکے ہم سب سلک ہوٹل کو
پہونچے بلیرڈ روم مین بغرض بازی گئے تو معلوم ہوا کہ اس ہوٹل مین بہت سے
مسافر ہوجانیکی وجہ سے منیجر نے بلیرڈ روم مین بہی ۲ پلنگ ڈالدیا ہے اور
دو صاحب فروکش ہین بدین سبب وہانسے واپس ہوے اور ساڑہے سات
کو مکان پہونچے یہان آتے ہی سیدی عمر خانساماں کے تار سے معلوم ہوا کہ بڑی بہائی پونہ پہونچ چکے
ہین آج شب کو بلدہ مین داخل ہون گے۔ ۸ بجے ڈنر ہوا۔ ۱۲ بجے آرام کیا۔

۲۴ رمضان ۱۳۰۶ھ یوم جمعہ

آج سات بجے بیدار ہوا۔ مقیاس الحرارت ۵۶ درجہ ہے۔ صبح ہوتے ہی
بلدہ سے ایک منگلائی باورچی آیا۔ ساڑہے بارہ کو بریک فاسٹ ہوا۔ اور کچہہ سامان
از قسم جواہر وغیرہ فروخت کیلئے ایک پارسی لایا تہا۔ بعد ملاحظہ مین نے تین چار سو
کا اسباب خرید کیا۔ ساڑہے ۵ کو پولو دیکہنے گیا۔ گورنر ٹیم و بنگلہ ٹیم کہیل رہا
تہا تہوڑی دیر ہم وہان ٹہیرے اسی عرصہ مین نواب وقار الامرا بہادر بہی

لائے چھہ بجے دس منٹ پر ملک ہوٹل کو گئے۔ پونے ۷ کو مکان پہونچے
مین نے جلد تبدیل لباس کیا اور لیوی ہوس مین گورنر صاحب کو ڈنر کی دعوت مین
گیا اور ڈاکٹر صاحب بعد غذا سے شام ۹ بجے بال کی دعوت مین آکر شریک ہوئے
ساڑہے بارہ بجے شب کو واپس آیا ڈنر کے میز پر کوئی لیڈی نہ تہی قریب
سوا سو کے سب مرد تھے مین گورنر صاحب کے مقابل ہکے کرسی پر بیٹھا۔ نواب
وقار الامرا بہادر اور راجہ ونیا نگرم۔ اور راجہ پدا کوٹہ اور میرے سوا سے دوسرا
کوئی نیٹو مدعو نہ تہا۔ بال مین ۳ حصہ لیڈیان اور ایک حصہ جنٹلمین تھے۔ گورنر صاحب
سے اور مجہسے میز پر بہت ہمکلامی رہی اور بوقت مراجعت یہہ بہی فرمایا کہ مین
بوجہہ کم فرصتی باز دید نکرسکا پرسون ضرور آؤنگا اور اوسکی اطلاع آپکو ہو جائیگی
۱۱ بجے شب کے بعد سے بڑے بہائی کا تار آیا کہ اگر تین کمرے خالی ہون تو مین
ہی نیلگری کو آتا ہون۔ کل صبح جواب جائے گا۔
آج بہی کافی کا بیان دیکہتا رہا چونکہ کافی کی کاشت اور اسکی تجارت نہایت
سود مند ہے اور اسکا بیان بڑا ہی دلچسپ ہے لہذا مین اپنے ہموطنون
کے آگہی کے لئے بطور خلاصہ تاریخ کے ذیل مین درج کرتا ہون۔

قہوہ کی تاریخ

معلوم ہوتا ہے کہ قہوہ کی بنیاد ابی سینیا کے کوہستانی ملک انادیا اور

کفا مین ہوئی جہان سے سولہوین صدی مین عرب آئے اور سترہوین صدی مین لنکا اور میسور مین اور ۱۷۱۸ء مین جزیرہ مارشس اور بوربن مین اور ۱۷۲۳ء مین بٹاویا مین اور بعد ازان جزائر ویسٹ انڈیز مین کافی کی کاشت شروع ہوئی۔

عبد القادر محمد الانصاری الجزیری الحنبلی جنہون نے مصر مین قریباً ۱۵۸۷ء کے ایک کتاب لکھی بیان کرتے مین کہ پندرہوین صدی کے وسط مین جمال الدین ابو عبد اللہ محمد بن سعید الدوبانی عدن کے قاضی تھے۔ اتفاق سے انکا ابی سینیا جانا ہوا جہان کے لوگون کو قہوہ پیتے ہوئے دیکھا۔ بوقت واپسی وہ قہوہ کے چند درخت ہمراہ لیتے آئے اور انہون نے تمام عرب مین اسکی اشاعت کی۔

شیخ علی شاذولی بن عمر نے ۱۴۲۳ء مین سمندر کے قریب میدان موخا مین سکونت اختیار کی۔ انکی شہرت اسقدر جلد پھیلی کہ قرب جوار کے لوگ وہین آنکر آباد ہونے لگے اور رفتہ رفتہ ایک گاؤن آباد ہو گیا انہون نے وہان کے لوگون کو قہوہ کے استعمال کی بہت تاکید کی تھی جسکے بعد وفات کے انکے معتقدین نے وہین انکا نہایت عمدہ مقبرہ بنایا۔

ٹیورنیر اپنی کتاب "کلکشن آف سیول لیشن" مین لکھتا ہے کہ ہندوستان اور ایران مین قہوہ پیدا نہین ہوتا۔ بلکہ ہالنڈ کے تجارون نے ہرمز سے ایران اور تاتار مین اور بلبھار ایسے کالدیا۔ عرب۔ ماورالنہر اور دیگر صوبجات ترکی مین پہونچایا۔ اسکو پہلے پہل ایک فقیر گوشہ نشین شیخ شاذولی نے ظاہر کیا جسکے پہلے کسیکو معلوم نہ تھا۔

تقریباً اوسی زمانہ مین جبکہ قہوہ کا حال عربون کو معلوم ہوا۔ جاوا مین اوسکے پودہے لگائے گئے۔ ایک حاجی بابا بودن نامی نے عرب سے لاکر یہان پہیلایا۔ اونہون نے پہاڑی پر ایک کالج اسکے متعلق تیار کیا اور وہین سے تمام اشاعت ہوی۔ یہہ کالج ابتک انکے نام سے مشہور ہے وہ اپنے ہمراہ صرف سات درخت لائے ہین جسکی ترقی اسقدر ہوی جتنی کہ انسانی ہاتہون سے ترقی اور عزت کسی شے کی ممکن ہو سکتی ہے۔ مارچ۔ اپریل اور مئی مین قہوہ کے خوبصورت اور خوشبودار پہول ہوتے ہین اور پہل نومبر ڈسمبر جنوری مین ہوتا ہے۔ اسکے پہل مین نہایت خوشگوار عرق ہوتا ہے اور پہونے کے بعد نہایت عمدہ غذا ہو جاتی ہے جسکو جارکو کوا وغیرہ کے طرح بہت شوق سے لوگ پیتے ہین اور تمام یورپ ایشیا۔ افریقہ امریکہ مین علاوہ جارکو کوا وغیرہ منشی عرقون مین بہی کافی کو ملاکر استعمال کرتے ہین۔ اگرچہ اسکے نباتاتی خاصیت مین باہم کچہہ فرق ہو اور باہم اقسام بہی کچہہ مختلف ہون مگر خوشبو مین قریب قریب سب اقسام برابر ہین اور یہہ عمدہ قیمتی جزو ضرور قایم رہتا ہے۔

عرب مین اکثر پتیون اور چہلکون کو جوشاندہ اور جوشاندہ کرتے ہین اور بعض اوقات اکیلے چہلکون کو۔ لین کا بیان ہے کہ لفظ قہوہ پہلے عرب مین شراب انگوری کا مترادف تہا۔ اور ڈاکٹر شارٹ اپنے کتاب ہینڈ بک تو کافی پلانٹنگ مین لکہتے ہین کہ وائین اور اسپرٹ قہوہ کے تازہ گودہ اور نیز اوسکے خشک چہلکے سے بناتے تہے۔

لبیرین قہوہ - اس قسم قہوہ کی پتیان اور پہل بڑے ہوتے ہین اور عرب
کے قہوہ سے زیادہ خوشبو بہی ہوتی ہے اور پیداوار بہی نسبتاً زیادہ ہے بعض
وقت خیال کیا گیا ہے کہ اسمین ہمیلیا کی بیماری نہ ہوگی جو اور پتیون مین لگ جاتی ہے
کیونکہ اسکی پتون مین اس قسم کی بو ہوتی ہے کہ وہ عارضہ نہین ہونے پاتا -
انگلستان مین جسقدر قہوہ لنکا اور دیگر انگریزی مقبوضات خواہ برازیل وسطی امریکہ
اور دیگر مقامات سے گیا ہے اوسکی تفصیل حسب ذیل ہے

سنہ	وزن ہنڈرویٹ	قیمت
۱۸۷۷	۱۶۰۹۷۱۷	۷۷۸۸۰۱۴ پونڈ
۱۸۷۸	۱۲۷۳۴۱۰	۶۰۱۲۹۷۷
۱۸۷۹	۱۶۱۷۳۸۹	۷۲۴۷۵۶۸
۱۸۸۰	۱۵۵۹۳۹	۷۰۶۲۰۱۶

لبیرین قہوہ ایسی بلندیون پر ہوتی ہے جہان عربی قہوہ نہین ہوسکتی سنہ
کے آخر مین لنکا مین پانسو ایکڑ زمین مین لبیرین قہوہ لگایا گیا تہا اور سنہ کے
آخر مین ۴ ہزار سے دس ہزار ایکڑ تک تخمینہ کیا گیا ہے - اگرچہ ان پتیون کو وہ عارضہ
ضرور لگے رہے مگر ترقی اور پیداوار مین زیادہ نقصان نہین پڑا - لندن کے لوگ
ان پہلون کو زیادہ پسند نہین کرتے مگر امریکہ مین بہت قدردانی ہوئی ہے

---

۱۱۲ پونڈ (رطل) کا ایک ہنڈرڈ ویٹ -

کاشت قہوہ

اگرچہ قہوہ کی کاشت ہندوستان مین بہت تہوڑے دنون سے ہورہی ہے مگر اس منفعت بخش جنس کے جانب بہت سے لوگون کی کشش مخصوص ہوگئی ہے اسکے کاشت مین خرچ بہت ہوا ہے اور لنکا اور جنوبی ہندوستان مین نقصان بہت کچہہ آیا اور بعض حالتون مین تو کاشتکارونکی بالکل تباہی ہوگئی۔ اور گنتی سے انتہا فائدہ ہی ہوا۔

گورنمنٹ ورچ اپنے مقبوضات ہند مین قہوہ کی کاشت سرکاری طور سے کراتی تہی اور کوئی دوسرا شخص قہوہ بونے کا مجاز نہ تہا اور جاوا سے یہان بہت قہوہ پہونچا کرتا تہا مگر آخر کو معلوم ہوا کہ قہوہ کی مونوپولی مخصوص سرکار مین کاشت ا گورمنٹ کیلئے کچہہ مفید نہین۔

برٹش انڈیا مین قہوہ کی کاشت مغربی گہاٹ کے چوٹی اور اوسکے ڈہالو مقامات پر یعنے سرحد میسور سے لیکر راس کمارن کے جنوب تک ہوتی ہے علاوہ برین کورگ۔ ٹراونکور۔ وینا د ۔ نیلگری۔ اور شیوری پہاڑی اور رینی پہاڑیون پر بہی ہوتی ہے۔ میجر بیون نے ۱۸۲۲ء مین وینا د مین قہوہ ایک عجب شئے سمجہکر بویا۔ مسٹر کین نے کچہہ دنون کے بعد میسور مین اسکا ایک باغیچہ تیار کیا۔ اور مسٹر گلیس نے ۱۸۳۰ء مین منوتوڈی مین ایک باغیچہ بنایا۔ اور ۱۸۴۰ء مین قہوہ بلگام مین اچہی طرح ہونے لگا

اوس زمانہ سے قہوہ کی خوب ترقی ہوئی اور ۱۸۴۰ء مین کوچین۔ ٹراونکور

میسور۔ اضلاع مدراس کوہروہ کا واقع بنگال مین ۲۱۲۶۹۴۷ ایکڑ زمین
مین کاشت قہوہ ہوئی انین سے ۱۶۲۸۴۷ - ایکڑ مین اوسوقت تک کمزور پودے
تھے۔ پس زراعت مین ہرسال ترقی ہوتی رہی اور یورپ کے ملکون کو روز
افزون ترقی کے ساتھہ قہوہ روانہ ہوتی رہی - چنانچہ سنہ ۱۸۵۵ مین ۶۴۷۹۵
ہنڈرڈ ویٹ قیمتی ۹۵۵ ۱۰ پونڈ کی روانہ ہوئی اور ترقی کرتے کرتے سنہ ۱۸۶۹
مین ۳۶۱۰۴۷ ہنڈرویٹ قیمتی ۱۶۲۳۰۳۲ پونڈ کی روانہ ہوئی۔

لنکا

پرتگالیون کے آنیکے پیشتر عربون نے لنکا مین قہوہ کی بنیاد ڈالی تہی - لیکن
باشندگان لنکا اوسکی نرم پتیون کو پکاکر بطور بہاجی کے کہاتے اور اوسکی خوشبو
کو جوشل چنبیلی کے پہول کے ہوتی ہے دیولون مین استعمال کرتے تہے - ڈچون
نے سنہ ۱۶۹۰ع مین قہوہ کے پودہون کو ہٹا دیا لیکنے اور اوسیوقت انہون نے
خود لنکا مین بیجے اوسکی کاشت شروع کردی لیکن سنہ ۱۷۳۹ مین بند کردی گو
اوسکی زراعت عام طور سے لوگ کرتے رہے - جب انگریزون کا قبضہ ہوا
تو مسلمان ابکو دہقانون مین جمع کرکے گاے اور کولمبو مین لاتے اور معاوضہ
چہوڑی - چاقو - روئی وغیرہ کے دیجاتے -

جزیرون اور شغالون کے ذریعہ سے قہوہ کی اشاعت تمام ملک مین بہت
ہوئی - سنہ ۱۸۲۱ سے قہوہ کی روانگی انگلستان مین روز بروز ترقی ہوتی رہی
گر یہہ قہوہ وہان کے باشندے بہت بے پروائی سے جمع کرتے - اوسکے

پہلی عمدہ طور سے میوازنہ کیئے جاتے۔ اور ہر قسم کے قہوہ سے یہان کا نمبر گویا پہلا تہا۔ سنہ ۱۸۳۰ مین وہان کے گورنر سر ایڈورڈ بارنس نے پہلے مرتبہ زیادہ ہوشیاری اور احتیاط سے تیار کرایا اور چونکہ نتیجہ نہایت کامیابی سے ہوا اسنے اور لوگون کے اپنے جنگلون اور افتادہ اراضیات مین اسکی کاشت کا شوق پیدا ہوا۔ سنہ ۱۸۳۶ مین سات ہزار ایکڑ زمین سرکاری خریدی گئی اور کچھہ صاف کرکے کاشت کی گئی۔ سنہ ۱۸۳۶ مین ۶۰۳۴۳ ہنڈریڈ ویٹ قہوہ پیدا ہوئی۔ سنہ ۱۸۴۰ مین پیمایش گویا پہاڑ پر ایک چھوٹا باغیچہ لگایا گیا۔ سنہ ۱۸۴۶ مین پچاس باغیچہ ہوگئے جنمین ایک بدرجہ اوسط دو سو ایکڑ کے تہے اور اسی ہزار ہنڈریڈ ویٹ قہوہ نکلتی تہی۔ آخر سنہ ۱۸۴۷ مین پچاس ہزار ایکڑ مین کاشت تہی خرچ مجموعی پچاس لاکھہ پونڈ ہوا۔ ۱۷ برس مین یعنی سنہ ۱۸۵۵ سے سنہ ۱۸۷۳ تک مین زراعت قہوہ کی ترقی ۱۷۵ فیصدی ہوئی اور ۴۰۴ باغیچہ سے لیکر ۱۰۰۸ باغیچے ہوگئے اور پیداوار ۳۷۴۷۰۰ سے لیکر ۷۴۰۰۰۰ ہنڈریڈ ویٹ ہوئی۔

سنہ ۱۸۷۵ مین لنکا کے ۱۷۳۰۰ اضلاع مین کاشتکاری قہوہ کی تہی اور زمین مزروعہ مجموعی ۴۸۱۵۲۹ ایکڑ تہی۔

لنکا مین قہوہ کی کاشت مین نقصان ہوا کیونکہ شروع کے کاشتکارون نے اس جایداد حاصل کرنے کیلیے بہت قیمت دی۔ جسکے وہ جایدادین لحاظ خاصیت اراضی کے مستحق نہ تہین۔ چنانچہ سنہ ۱۸۴۷ کی فصل مین بالکل ٹوٹا آیا اور سنہ ۱۸۶۲ مین بہت کم فصل ہوئی کیونکہ اوسی سال سے پتیون مین عارضہ

شروع ہوا۔ سنہ ۱۸۷۰ سے سنہ ۱۸۸۰ تک سالانہ پیداوار ۲۰۷۵۰۹ ہنڈرویٹ بدرجۂ
اوسط لنکا سے روانہ ہوئی سنہ ۱۸۹۰ مین ۲۲۴۲۴۲ ہنڈرویٹ اور سنہ ۱۹۰۰ سے ۱۹۰۸ تک
سالانہ پیداوار ۶۵۸۵۷۵ ہوئی جب سے اس قسم کے خراب نتائج پیدا ہوئے
تو لوگون کا خیال ادہر سے پہر کر کوکو اسکونا۔ اور چار کیطرف رجوع ہوا۔

عرب

قہوہ کی کاشت خاصکر اطراف یمن اور اضلاع عدن اور موخا مین ہوتی ہے۔
اگرچہ عرب کے میدانون مین سخت حرارت ہوتی ہے مگر پہاڑون پر اعتدالی
موسم رہتا ہے اور قہوہ کی کاشت پہارون کے نصف بلندی پر ہوتی ہے۔
جب قہوہ کی کاشت میدان مین کیجاتی ہے تو محافظت کے لیئے بڑے بڑے درخت
لگاتے ہین جس سے دہوپ کی سختی رکی رہتی ہے اور پہل قبل از وقت خشک
نہین ہونے پاتی۔ سال مین تین بار فصل کی درو ہوتی ہے زیادہ مقدار مئی کے
مہینے مین ہوتی ہے جبکہ کاشتکار درختون کے نیچے کپڑا بچہا دیتے ہین اور شاخون کو
زور سے ہلاکر پہلون کو گرا لیتے ہین اور بوریا پر خشک کرتے ہین بعدہ ایک وزنی
بیلن سے اوسکو درتے ہین اسکے بعد اندر کی گری اسی دہوپ مین خشک کرتے
ہین قبل اسکے کہ ذخیرہ مین جمع کیجائے خاص مقامات پیداوار قہوہ ہجبر سیلات
تزیا وغیرہ ہین سب سے نزدیک موقع عدن سے ۸۰ میل پر ہے۔ گرد جوار کے
اضلاع سے بازار صنعا مین ماہ جنوری اور دسمبر مین قہوہ پہونچتا ہے۔ قہوہ کے
اقسام کئی ہوتی ہین مگر شہزری سب سے افضل ہے۔

صنعا سے نصف یوم کے راستہ پر قہوہ کی کاشت ہوتی ہے۔ عرب مین قہوہ
کی کاشت اکثر دامن کوہ۔ وادی اور دوسرے سایہ دار مقامون مین ہوتی
ہے جہان کہ بلندی سے پانی بہہ کر آتا ہے اور چارون طرف اسطرح سنگین
دیوار اٹھا دیجاتی ہے کہ مسافر کو دور سے کھلی ہوئی چھتین معلوم ہوتی ہین۔ ان
پودھون کو نم زمین کی ضرورت ہوتی ہے گو بہت پانی نہ برسے۔ جہان کوئی
چشمہ ہو وہان باغیچہ نہایت لطف انگیز معلوم ہوتا ہے مگر پودھون کیلیئے پانی
کی مقدار زیادہ چاہیئے تاکہ اچھی طرح سے پھلون مین ترقی ہو۔ مسٹر پالگریو کا
بیان ہے کہ نہایت عمدہ قہوہ یمن کا ہوتا ہے لیکن دو تہائی تو عرب اور شام
اور یمن مین صرف ہو جاتا ہے باقی تہائی حصہ یورپ پہونچکر ترکون اور آرمینیا کے
مصرف مین آتا ہے گول سبزی سبزی مائل بھوری رنگ کی پھلیان سب سے
افضل سمجھی جاتی ہین۔

نیبہر کا بیان ہے کہ عربون نے قہوہ کو ابی سینیا سے لاکر یمن مین لگایا۔ جہان سے
لائے اور جہان لگایا وہ دونون ملک بہت کچھ آپس مین ملتے ہین۔ انہون نے
عرب مین لاکر برسون اور صدیون پہاڑون کے صحت بخش مقامون پر لگایا جہان
اکثر بارش ہوتی تھی اور تالاب اور چشمے بھرے ہوئے تھے۔

لنکا

لنکا مین قہوہ کی کاشت سمندر کے سطح کے برابر بھی ہوتی ہے اور دو ہزار فٹ
مرتفع مقام پر بھی کئے جاتی ہے۔ پودھے اپنی نوجوانی مین نہایت دلفریب

معلوم ہوتے ہین - کافی کے درخت بہت جلد بالغ ہو جاتے اور پھل بکثرت لاتے ہین مگر پھلیان ہلکی اور ادنیٰ ہوتی ہین لنکا مین قہوہ کے عمدہ باغات ۳۰۰۰ ہزار سے ۴۵۰۰ فٹ بلندی تک ہوتے ہین جہان عموماً ۱۰۰ انچہ سالانہ بارش ہوتی ہے اور ۶۵ ڈگری سے ۸۰ ڈگری تک مقیاس الحرارت رہتا ہے - تین ہزار فٹ سے پانچ ہزار فٹ کی بلندی تک نہایت عمدہ خوشبودار پھلیان ہوتی ہے جسقدر بلندی پر شبنم کو نیچے کاشت ہوگی اوسیقدر افضلیت پھلیون مین ہوگی اگرچہ مقدار کم ہوجائیگی کانڈے کے باغیچون مین نہایت عمدہ پیداوار قہوہ ہوتی ہے جہان کی حرارت ۷۶ سے لیکر ۶۰ درجہ تک رہتی ہے ان بلند مقامون سے قہوہ کی پھلیان کولمبو کو آتی ہین - جہان سخت موسم ہونے سے خوب سکیڑ لی جاتی ہین - جنوبی مقام کے وسیع اراضی مین قہوہ کی کاشت مین بہت نقصان ہوا کیونکہ پہلے تو موافق موسم کے ہونے سے پودھون کو قوت ہوئی لیکن بعد کو موسم مین خرابی آجانے سے پودھے رفتہ رفتہ بالکل کمزور ہوگئے - خاص کاشت نومبر اور اکتوبر مین ہوتی ہے اور دوسرے بار کسیقدر ماہ مئی مین -

لنکا مین عمدہ اراضی قابل کاشت کی قیمت فی ایکر آٹھ پونڈ سے لیکر ۲۰ پونڈ تک ہوئی اور ۲۵ پونڈ سے لیکر ۳۰ پونڈ تک فی ایکر خریدشدہ اراضی مین تیاری باغ تعمیر مکان سڑک راہ وغیرہ مین خرچ ہوتے ہین - تخم کاری کیلئے زمین عمدہ قسم کے دو فٹ عمیق ہو کیونکہ قہوہ کی جڑین دو رتک پہونچتی ہین اور تخم نصف فٹ کے فاصلہ پر بوئے جائین - اگر زمین خشک ہوجائے تو سبز شاخون سے

ڈہاپ کر رات دن پانی دینا چاہیئے - اگر بارش عرصہ تک متواتر رہیگی تو عجب نہین کہ زمین کے اندر تخم سڑ جایئن نمی اور گرمی کے لحاظ سے چھ ہفتہ سے لیکر تین ماہ تک تخم اُگنے لگتے ہیئن ضرور ہین اور بعدہ چار ماہ کے بعد درختون کا نقل مقام کیا جاے -

سیلون مین کام کرنیوالے جنکی تعداد ۲ لاکہہ بیس ہزار ہے مدراس کے جنوبی مقامات سے مئی اور اکتوبر مین آتے اور جنوری اور اپریل مین واپس جاتے ہین - نشیبی باشندگان جزیرہ اس کام کیلیئے ناکافی اور ناقابل ہین -

سنہ ۱۸۸۱ سے سنہ ۱۸۸۶ تک شمال کے مزدورون نے ۳ لاکہہ ۸۵ ہزار سے لیکر چار لاکہہ پونڈ تک بچایا یا اپنے وطنون کو بھیجا ہوگا مگر جہان اسقدر مالی فایدہ ہے وہان جان کا بہی بڑا خطرہ ہے اس آٹھہ برس مین ستر ہزار قلی ملا باری مر گئے -

جنوبی ہند

جنوبی ہندوستان مین قہوہ کی کاشتکاری ۲۵۰۰ فٹ بلندی سے لیکر ۴۰۰۰ فٹ تک ہوتی ہے - کینین نے پہلے پہل کامیابی سے قہوہ کی کاشت کی اور "کینینس میسور" اونکی قہوہ کا نام مشہور ہوا یہان کی پھلیون کے ریشون کی باہمی چسپیدگی اور زیادتی کی خوشبو زیادہ مشہور ہے - سنہ ۱۸۴۲ سے اہل یوروپ اس کے زراعت کے جانب مائل ہوئے اور بہت جلد کینین کی قہوہ

تمام شہرت پذیر ہوگئی پہانچہ ۹۰ شلنگ فی ہنڈرویٹ سے لیکر ۱۱۵ شلنگ فی ہنڈرویٹ قیمت پہونچی اور دیسی لوگون کی قہوہ بجاے فی من ایکروپیہ کے چھہ اور آٹھہ روپیہ فی من قیمت ہوگئی (ایک من ۲۸ پونڈ یعنے چودہ سیر کا) پہلا باغ بودن بابا کے پہاڑی پر لگایا گیا بعدہ منظوراباد مین۔
اس امر کی بہی کوشش کیگئی کہ میدانون مین پودہے لگا ئے جائین مگر کامیابی ہنوی۔
سنہ ۱۸۶۲ مین اراضی قابل کاشت قہوہ کی بڑے قدر ہوئی دو برس کے پورا نے پودہے ۱۲-۱ اور ۱۴ پونڈ فی ایکر بکنے لگے۔ اسی طرح جس قدر پورانے بہتی دیسی ہی قیمت مین ترقی تہی اور قہوہ ۷۵ شلنگ سے ۹۵ شلنگ فی ہنڈرویٹ قیمت تہی۔ اوسی زمانہ سے کاشتکارون کو شک پیدا ہوا اور بعض اضلاع مین نتیجہ نہایت تباہ کن ہوا۔
کرگ مین قہوہ کے دشمنون نے (کیڑے سے گہونس چوہے۔ سرمایہ کی کمی مالک کی عدم توجہی) زور شور سے حملہ کیا اور اگرچہ مزدوری ارزان خوبا کرا رنتا سڑک پختہ موجود لیکن سنہ ۱۸۶۶ مین باغیچہ نا قابل فروخت تہا اور انکو مین سنہ ۱۸۶۶ مین ۷۸۱۷ ایکر اراضی ۷۶۱ ۲۱۴ روپیہ کو فروخت ہوی تخمینہ کیا گیا ہے کہ ایک ایکر جنگل واقع نیلگری معہ کل اخراجات دوسو روپیہ مین تیار ہوچکا ایک عمدہ مکانات سکونت چہار ہزار مین تیار ہوگا اور گری نکالنے کل رکہنے اور گودام بنانے مین چار ہزار اور خرچ ہونگے۔ غرضکہ سو ایکر زمین کی تیاری مین تیس ہزار کا خرچ

تخمینہ کیا گیا ہے۔

زمین

جنوبی ہندوستان (برٹش انڈیا) کی زمین باغ بنانیکے لیئے عمدہ کہی جاتی ہے موقع مرتفع اور سیلاب اور ہوائی طوفان سے محفوظ ہے حسب دامن پہاڑ مین اسکے کہیت ہون اورانپر سایہ ہو وہ ہر موسم مین فایدہ مند ثابت ہوے اور جہان ہمیشہ دہوپ رہتی ہوا وسکے پہلیان قبل از وقت پک جاتی ہین کورگ مین قہوہ اچہی ہوتی ہے دستور ہے کہ جہان خفیف حرارت اور نمی ہوتی ہے وہان قہوہ کی خوب پیداوار ہوتی ہے۔ کورگ مین چھہ مہینے خوب بارش ہوتی ہے اور بقیہ ایام مین خوب تیز دہوپ۔ پہاڑی ملکون مین مٹی کو بہجانے سے روک رکہنے مینکی ہی آب وہوا قہوہ کیلیئے موزون ہے۔

تخم ریزی

جو تخم کہ تخم ریزی کے لیئے علیحدہ رکہے جایئن مناسب ہے کہ اونکو جلد تر کام مین لانا چاہیئے کیونکہ بہت جلد اونین سے اُگنے کی قوت زایل ہو جاتی ہے کم عمر ونٹھی کے تخم مین وہ اوصاف نہین ہوتے جو چار پانچ سالہ ونٹھے کے تخم مین ہوتے ہی صاف عمدہ اور بعض جراحت سے پاک پہلیون کو نرسری مین بونا چاہیئے خود وہ عمدہ کہاد والی زمین ہو یا کوی سایہ دار ظرف ہو فاصلہ ایک معقول درجہ تک ہو کیونکہ تا وقتیکہ وہ کچھ بڑہی نہین وہین رہینگی۔ سات مہینے کے بعد نرسری (پنیری) سے پودہے نکالے جا سکتے ہین

ایک بوشل مین دس ہزار پودے ایک ایکر زمین مین ہونگے - قہوہ کے پودے
قطار در قطار چھہ چھہ خواہ آٹھہ آٹھہ فٹ کے فاصلہ پر (۲۰) انچہ عمیق اور ۱۸ انچہ دور
کے سوراخون مین لگانا چاہیئے - پتیون کو اسطرح کاٹنا چاہیئے کہ ہر شاخ پر
دہوپ پہونچے تیسرے چوتھے سال مین عموماً درخت تیار ہو جاتے ہین -
قہوہ کے درخت اگر بڑہنے پائین تو ۱۵ فٹ تک بلند ہوتے ہین مگر پہل توڑنیکے
لیئے اسکو بڑہنے نہین دیتے اور صرف اس آسانی کے لیئے اوسکو تین ساڑہے
تین فٹ تک جانے دیتے ہین اس سے پیداوار مین کمی ہوتی ہے کم سے
کم ۲۵ فیصدی کا نقصان ہے - اگر کوئی شاخ نکلی تو توڑ ڈالنا چاہیئے کبھی زاید
شاخون کا کاٹنا نہین چاہیئے - درختون کو حرارت آفتاب سے محفوظ رکہین
ایسا نہو کہ جل جائین اور اسلیئے سایہ کے قرب مین باغیچہ بہتر ہے اور
اسطرح کہاد بنانے سے مٹی کو محفوظ رکھنا چاہیئے - جس عمر تک قہوہ کی درخت
پہونچتے ہین اسکی ابتک کامل طور پر تحقیق نہین ہوئی - لنکا - ڈینناد - مسور -
وغیرہ مین دیسی کاشتکار قہوہ ایسے درختون کو بکثرت پاتے ہین جنکی
صحیح تعداد عمر معلوم نہین اور جو کئی پشتون سے برابر چلے آتے ہین -

پہل

پہول پہولنے سے پہل لگنے تک آٹھہ نو مہینے کا فرق ہوتا ہے سبز پتیون
پر سفید پہول نزدیک اور دور سے نہایت دلفریب معلوم ہوتا ہی پہولون
کی عمر صرف یکروزہ ہے - آدہی انچہ کا پہل ڈنہٹی کے جڑ مین لگتا ہے جب

پورا بڑھ جاتا ہے تب ہی سبز ہی رہتا ہے اور پکنے کے ایک ماہ پہلے زرد ہو جاتا ہے اور مختلف قسم کے سایہ پہونچانے سے مثل یاقوت کے آخر مین سرخ ہو جاتا ہے - آخری وقت مین تراوت زیادہ چاہیئے - جب مثل خون کے سرخ ہو جائے تب بالکل پختہ سمجھنا چاہیئے - پکنے کے بعد فوراً توڑ لینا چاہیئے -

سیلون کی قہوہ

بازارون مین سیلون کی قہوہ کو دھولی ہوئی قہوہ کہتے ہین موخہ کی قہوہ کو چھلکے دار کہتے ہین اور یہہ عمدہ و افضل ہوتی ہے -

موخہ کی قہوہ

اسکی کاشت بہت مختصر مسطح کھیتون مین ہوتی ہے اور جب تک پہل خود پک کر گر نہ جائین یا گرا نہ جائین درخت ہی مین لگے رہتے ہین - آب و ہوائے ملک عرب کے اقتضا سے اندر کا شیرہ سخت ہو جاتا ہے اور ہاتہہ سے اوسکے کل اجزا علیحدہ کرتے ہین -

لنکا کی قہوہ

جب پھلیان باغیچہ سے ذخیرہ مین لائی جاتی ہین تو گودہ علیحدہ کیا جاتا ہے - تانبے کے ایک بیلن سے جسکو پلپیر کہتے ہین پھلیان دبائی جاتی ہین کہ اونپر چھلکا علیحدہ گرتا ہے اور اندر کی گری دبکر نکلتی رہتی ہے - گودہ کے ساتہہ بیج ہی نکل جاتا ہے جسکو ایک حوض مین لیجا کر پہر دہوتے ہین اور اسطرح سے بیج جو عمدہ ہوتے ہین وہ پانی کے اندر بیٹھ جاتے ہین اور جو خراب اتراتے ہین

اسکے بعد وہ بیج تین روز تک دھوپ مین سکھلائے جاتے ہین۔ سیلون
سرد مقامون مین قہوہ کی درستگی کا کام اچھی طرح نہین ہوتا اسلئے کولمبو مین
پہونچا کر اور خاص کلون کے ذریعہ سے غیر ضروری اجزا علیحدہ کئے جاتے ہین
اور اوسکے بعد وہ جہازون پر روانہ کئے جاتے ہین۔

تجارت کی نظر سے قہوہ کی عزت بلحاظ اوسکے حجابت شکل رنگ
اور خوشبو کی ہوتی ہے۔ علاوہ چکھنے کے جو ضروری ہے بشرطیکہ ممکن ہو
ایک اور عمدہ ذریعہ اوسکے شناخت کا یہ ہے کہ تازہ پسی ہوئی قہوہ مین
خوشبو خوب آتی ہے۔ عمدہ قسم کے قہوہ پیسنے کے بعد مجموعی نظر مین
سیاہ معلوم ہوتی ہے۔ بعض قسم کے پھلیان جب بھونی جاتی ہین تو
بجنسہ اونکا موٹا اور سخت پوست قایم رہتا ہے۔ خاص کر میسور کے
قہوہ مین۔ برخلاف اسکے موخہ کی قہوہ جب بھونی جاتی ہے کھرکھری
اور مختلف الالوان ہوجاتی ہے۔

ابی سینیا کی قہوہ بہی افضل ہوتی ہے مگر یمن کے قہوہ سے اوسکا نمبر
ادنی ہے اوسکے بعد ہندوستانی قہوہ کا نمبر ہے عرب مین قہوہ کو ایک
کڑاہی مین بھونتے ہین جبتک کہ کرکری اور سرخ ہوجائے اور دھوان
پیدا ہو۔ بعدہ نہایت ہوشیاری سے قبل اسکے کہ اوسمین سیاہی
آجائے یا جلجائے آگ پر سے اُتار لیتے ہین اور کانچ کے برتن مین سرد
کر لیتے ہین۔ بعدہ گرم پانی مین ڈالکر ابلنے کی حالت مین ہتہ اتر ایک لکڑی

حرکت دیتے رہتے ہین) ہاون دستہ سے چور چور کرتے ہین اباستے وقت زعفران اور دوسرے خوشبودار چیز ڈالتے ہین بعدہ چہان لیتے ہین۔

کہاد

جن باغیچون مین خوب کہاد دیگئی اوسکی سرسبزی کی دہوم ہی خوب رہی ہوشیاری سے اچہی اور مفید کام کہاد کا لیاجاتا ہے۔ درختون کی پتیان جو زمین پر گرین ہون اور مقامی گہاس سے عمدہ کہاد ہوتی ہے گائے کا گوبر کہاد کیلئے سب سے زیادہ مفید ہے۔ گو وہ ہی اوسمین داخل کردینا چاہیئے لیکن بوسیدہ لکڑی تپی وغیرہ سے علیحدہ رکہنا چاہیئے کیونکہ قہوہ کے دشمن بوسیدہ کہاد مین پیدا ہوتے ہین۔ تمام باغیچہ مین ایک مرتبہ کہاد پہونچانیکی کم ضرورت ہوتی ہے۔ بلکہ تکڑے تکڑے کرکے ہر دوسرے تیسرے سال کہاد پہونچانا چاہیئے ایک مرتبہ سیلون کے ایک باغیچہ مین بے انتہا خرچ سے تمام وکمال خوب کہاد دیگئی اوسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ فی ایکڑ ۲۰ ہنڈرڈ ویٹ قہوا پیدا ہوئی

کہاد کے لیئے ہڈیون کا چورا گائے کا گوبر لکڑی کی راکہہ نہایت مفید ہین اور آسانی سے ملتی ہین۔

اگر اور چیزین نملین تو چونا وغیرہ بجاے اونکے مستعمل ہو۔ ایک ڈاکٹر نے بعد آزمایش کے لنکا کے قہوہ کی نسبت لکہا ہے کہ قہوہ کی ایک ہزار پونڈ کچی پتیون مین

مفصلۂ ذیل اجزا کے کیمیادی ترکیب پاتے ہین - پوٹاش ۷ء۳ پونڈ چونا ¾ ۳
پونڈ میگنیشیا ¾ پونڈ - لوہا ¼ پونڈ سلفورک ایسڈ (نمک گندہک) ½ ۲
پونڈ کلوراین ¾ پونڈ کاربونک ایسڈ ۱۱ ¾ فاسفورک ایسڈ ½ پونڈ سلفیٹ آف
لائم اور کاربونیٹ آف میگنیشیا اور فاسفورک ایسڈ کہاد کیلئے نہایت
ضروری اجزا تبلائے گئے -

نفع و نقصان

جنوبی ہندوستان اور لنکا مین یورپین کو قہوہ کی کاشت خاصکر اراضی
کے خرید و فروخت مین بہت اچھا نفع حاصل ہوا - لیکن نقصان بھی ایسا
عام اور زبردست ہوا کہ گورنمنٹ کے ملازم اور اراضی خرید و فروخت
کرنیوالون کی کل جمع پونچی بالکل صاف ہوگئی چنانچہ ۱۸۸۰ - ۸۱ - ۸۲ مین عام نقصان
ہوا - قہوہ کی پیداوار مین موسم کے لحاظ سے بہت تبدیلی ہوئی ہی اسکے سوا
درختون کے مختلف الاقسام دشمنون کے زبردست حملہ سے عام تباہی ہوگئی -
لنکا مین پہلا باغیچہ ۱۸۲۵ء مین باقاعدہ مرتب ہوا ۱۸۴۵ء تک تباہ کن کیڑون کی
کثرت نہ تہی لیکن رفتہ رفتہ ترقی ہوتے ہوتے ۱۸۴۷ء مین وہ زور رہا کہ عام
کاشتکاران قہوہ مین عظیم تہلکہ پڑگیا یہ وہ زمانہ تہا جبکہ یورپ مین ایسا ہی نقصان آلو اور انگور مین عارضہ پیدا ہونے سے
ہوا تہا ان کیڑون کی عجیب و غریب حالت ہے جس درخت مین لگ جاتی
ہین پہر اوسکی ترقی بلکہ اوسکا وجود معدوم ہوجاتا ہے انکا عدم اور وجود
بہی تعجب انگیز ہے کبہی تو نہایت عجلت سے تمام باغیچہ مین پہیلا ہوا دکہلائی

دیتا ہے اور کبھی ہزارون درختون مین سے صرف ایک ہی پر ہے کسی
باغیچہ مین بلکہ ایک ہی باغیچہ کے کسی ایک مقام پر سال سال بہر نہایت
اور دوسرے مقام مین بارہون مہینہ موجود تحقیقات سے معلوم ہوا
کہ دنیا مین کوی باغیچہ ایسا ہنین ہے جہان ان مضر کیڑون کا وجود کم و
بیش ہنو - یہہ کیڑے چہوٹے مختلف الاجسام اور مختلف الالوان ہوتے
ہین - سفید - بہورے - سیاہ وغیرہ وغیرہ -
ان کے علاوہ قہوہ کا ایک اور سخت دشمن گہونس ہے یہہ جانور پہلیان
ہنین کہاتے مگر چہال ایک انچہ تک نہایت صفائی اور ہمواری سے کہاجا
تے ہین اگر درخت کم عمر ہوتے ہین کہ نرسری سے نکال کر لگائے گئے
ہون تو وہ نیچے ہی نیچے درختون کو کہود کر مسلم اپنے سوراخ مین لیجاتے ہین
باغیچون مین ان گہونسون کا آنا ہمیشہ ہنین ہوتا بلکہ گاہگاہ - لیکن لنکا مین کوئی
باغ ایسا ہنین ہے جہان انکا قدم نہ آتا ہو - وہان کے باشندون کا بیان ہے
کہ گہونس کی خاص غذا ایک پودا ہیلو نامی ہے جب اوسمین کمی پڑتی ہے یا ہنین ملتا
ہے قہوہ کی جانب توجہہ کیجاتی ہے -
دوسرے نقصان رسان جانور ایسے سخت اور مہلک ہنین ہین گلہری
پہلیون کو کہاتی ہے مگر قہوہ چہوڑ کر گودہ ہضم کرجاتی ہے اسیطرح شغال اور
بندر گاہگاہ تصرف کرتے ہین ہرن ہی کبہی کبہی جنگل سے آکر پودہون کی
پہنگیون کو کہاجاتی ہے -

ان نقصانات کا علاج مختلف طور سے کیا گیا اور ابتک بہت کم فایدہ ہوا منجملہ بہت سے تجاویز کے ایک یہہ تہا کہ سرخ چیونٹی (دیمک) بہت سی لا چہوڑی گئین مگر بجاے علاج کے یہہ نقصان ہوا کہ کہیتون کے اندر قلیون نے جانے سے انکار کیا کیونکہ یہہ دیمکین بہت زور سے کاٹتی ہین بعدہ یہہ تجویز ہوئی کہ ان کیڑون کو جو پودہون کے تنون اور شاخون مین لپٹے رہتے ہین ہاتون سے مل ڈالا کرین۔ گو اس سے بہت سے جانور فوراً مرجاتے ہین مگر لاکہون کا مارنا آسان نہ تہا اسلیے کامیابی کم ہوئی پہر درختون کے جڑون مین روغن تار لگایا گیا مگر اوس سے بہی خاطر خواہ فائدہ نہوا بعدہ یہہ خیال ہوا کہ اعلی اور بلند کاشت مین شاید یہہ مہلک جانور نہ پہونچین مگر معلوم ہوا کہ جب تک کوئی ایسی تبدیلی نہو جسکا طبعی اثر کہیتون پر پڑے کوئی فائدہ مترتب نہوگا۔ پس کہلے ہوئے گرم اور ہوادار کہیتون کی تجویز ہوئی جنمین ہوشیار کہراجو سخت مہلک ہے مشکل سے زندہ رہیگا۔ یا اگر پاقیون کی وسعت مین کمی کیجاے اور پیداوار مین تقلیل کرکے اعلی درجہ کے چند کاشتکاری سے کام لیا جاے تو یقین ہے کہ یہہ کثرت دشمنون کی باقی نرہیگی۔

احاطہ مدراس مین قہوہ کے درختون مین ایک گہن لگ جاتا ہے پہلے یہہ جانور شاخون مین چند سوراخ کرتے ہین جس سے انکا وجود معلوم ہوجاتا ہے مگر چند ہی روز کے بعد لاکہون کروڑون سوراخ نظر آتے ہین اور سفوف مثل برادہ کے گرتا رہتا ہے۔ درختون کی پتیان رفتہ رفتہ زرد یا لال ہوجاتی ہین یہان تک کہ وہ مرجہا کر گر پڑتی ہین اور درخت خشک ہوجاتا ہے۔ اگر یہہ نقصان سیکڑون درختون تک محدود رہتا تو بیچارے کاشتکار کسی نہ کسی طرح اس چہوٹے مگر خوفناک دشمن کا مقابلہ کرسکتے تہے اور نقصان برداشت کرلیتے۔ مگر صدہا ایسی

مثالین موجود ہین جس سے پایا جاتا ہی کہ ہزارہا باغیچے اسطرح تباہ ہو گئے۔
عرصہ دراز تک تو کہین کا علاج ہو سکا مگر آخر کار معلوم ہوا کہ ان کے بیضے جس سے بچے نکلتے ہین
اور نسل کی افزایش ہوتی ہی وہ پہین سے جاتے ہین۔ روشنی اور دہوپ لازمی ہی
پس قہوہ کی درختون کو دوسرے بڑے درختون کا سایہ پہونچایا گیا جس سے بہت مفید اثر پہونچا۔

پتیون مین عارضہ

لنکا مین پہلے پہل ۱۸۶۹ء مین اور جنوبی ہندوستان مین ۱۸۷۰ء مین پتیون کا عارضہ دیکھا گیا
اس بیماری مین پہلے زرد داغ ہوتا ہی پہر وہ رفتہ رفتہ سیاہ ہوجاتا ہی۔ اس زرد داغ پر نارنگی
رنگ کی خاک پڑی رہتی ہی جو آسانی سے مل ڈالی جاسکتی ہی۔ یہہ داغ رفتہ رفتہ بڑہکر تمام پتیون
مین ہو جاتا ہی یہانتک کہ پتیان زمین پر گر پڑتی ہین اور درخت بالکل برہنہ ہوجاتا ہی۔
موسم بہار مین پہر پتیان پہوٹتی ہین اور دشمنون سے پہر نجات نہین ملتی۔ یہانتک کہ فصلین
پامال ہوجاتی ہین۔ پس لنکا مین ۳ لاکہہ ہندرد دیٹ قیمتی دس لاکہہ ۲۵ ہزار پونڈ کا سالانہ
نقصان ہوتا ہی۔ کہتے ہین کہ یہی عارضہ جو درختون مین ہوتا ہی بھیڑون کے گوشت اور
ریشے مین چیچک سی پیدا ہوجاتا ہی جو اسی قسم کے بیاریون کے اسباب انسان اور دیگر ادنی
حیوان مین ہوتے ہین۔ ابہی تک ان ذرہ نما پودہون کو دور کرنیکی کوئی ترکیب نہین نکلی
جنکے تخم ناقابل فہم قلیل المقدار کے ہواؤن مین نہایت کثرت سے اڑتے ہین اور درختون
کے پتیون پر پہونچکر اونکی غذا ہوجاتے اور بیماری پیدا کرتے ہین۔ گندہک کی استعمال سے
کسیقدر فائدہ ہوتا ہی جو سیلون مین اور استعمال کیا جاسکتا ہی۔
ہندوستان مین پہلے پتیون کے عارضے سے کچہہ زیادہ اضطراب نہین ہوا لیکن جب اوسکی

ترقی برابر ہوتی رہی تو عظیم تہلکہ کاشتکارون مین پڑ گیا تقریباً سب کے سب متفق ہین
کہ کہاد سے زیادہ مفید علاج ہے جب یہ بیرن پودے ہے شروع شروع مین لگائے
گئے تو امید کیگئی تہی کہ دشمنون سے اسکو کچہہ خطرہ نہوگا مگر تجربہ سے یہ امید غلط ثابت ہوئی کہ
ابہار کی کثرت سے پہیلتا ہے اور ہوا وجہہ غایب ہو جاتا ہے - اور اثر نہایت مضر چہوڑ جاتا
ہے محض پتیون پر حملہ ہوتا ہے اور دیکہتے ہی دیکہتے شاخین برہنہ پائی جاتی ہین اس
عارضے سے درخت کی صحت و قوت پر حملہ نہین ہوتا مگر جب پتیان جو پہلیون پر سایہ
کئے رہتی ہین گر جاتی ہین پودہ آفتاب کی تپش سے رفتہ رفتہ مرجہا جاتی ہین اور فصل
خراب ہو جاتی ہے - سنہ ۷۲ تک اس بیماری سے سیلون کے پودہون کو کم نقصان ہوا تہا و ینیاڈ
مین کوی باغیچہ نہین بچا مگر ٹراونکور کی ۲۵ باغیچون مین سے صرف ایک مین نہایت ہی کم اثر اس
عارضہ کا ہوا - ایک شخص لکہتا ہے کہ پوٹاش میگنیشیا اور اموینا کے استعمال سے پتیون کے
اس عارضہ مین تخفیف ہو جاتی ہے اور تجربہ کیا گیا ہے - چونہ کا استعمال نہایت مفید ثابت ہوا ہے
بہت سی ماہرین علم نباتات نے مختلف ادویہ تجویز کیا ہے - ہیرن ملر کا بیان ہے کہ سنہ ۸ مین لنکا مین
پتیون کے عارضہ سے ۲۰ لاکہ پونڈ نقصان ہوا مگر جسقدر بیچارے دیسی اس دشمن کے پامال خراب خستہ
ہوئے ہین وہ آفت کسی پر نہین آئے جہان تقریباً بالکل کاشتکاری ترک کر دیگئی سنہ ۱۸۸۱ کے پہلے
دیسی کاشتکارون کا دو گروہ تہا ایک خواہشمند تہا کہ دفعیہ کی عمدہ تدبیر صرف اعلی درجہ کی کہاد ہے
دوسرا اس رای کا مخالف لیکن متواتر تباہیون کے سبب بہت جلد زراعت کو نقص دفع کرنے پر متوجہ ہوے
انکا مین پہلا عارضہ منسو نکا سنہ ۱۸۶۹ء مین معلوم ہوا سنہ ۷۱ مین عام طور سے پہیلگیا سنہ ۱۸۷۸ء مین ۵ لاکہ
ہنڈرڈ ویٹ قہوہ انگلستان روانہ ہوی مگر سنہ ۷۹ مین ۹ لاکہ گئی تہی اوسکے بعد سے فی ایکڑ ۵ ہنڈرڈ ویٹ

پر کبھی نہیں ملی۔ بلکہ چوتھے برس فی ایکر ۳ ہنڈرڈ ویٹ ہو گیا۔

پتیون مین بوسیدگی

کولاروگا ایک قدیم دشمن اوراق شجر ہی جو میسور کے قہوہ کی پتیون مین پایا جاتا ہی ایام برسات مین اسکی زیادتی ہو جاتی ہی اور جس پتی پر اسکا اثر ہوتا ہی وہ سیاہ ہو جاتی ہی اور گر پڑتی ہی یہہ اسکے بعد کل پھلیان بھی زمین پر آرہتی ہین لیکن جو باقی رہ بھی جاتی ہین تو وہ پختہ ہونیکے قبل ہی پک جاتے ہین۔ آزمایش کرنے پر معلوم ہوا کہ پتیون کے نیچے کی سطح سفید سفید ہو جاتی ہی مگر تصفیہ طلب ہی کہ سیاہی جو پتیون مین دوڑ جاتی ہی وہ اوسکا نتیجہ ہی یا نہین اسمین شک نہین کہ اسی بوسیدگی کی وجہہ نا کافی آبرسانی او شاخون کا ہر چہار طرف سے گہیرا ہی

اسٹمپ

ایک اور نقصان رساں شے قہوہ کے باغیچون مین ہوتی ہی جسکو اسٹمپ یعنی جڑ کہتے ہین جب جنگل صاف کیا جاتا ہی تو ایک خاص قسم کی پھپھوندی درختون مین پیدا ہوتی ہی کہ اوسکا اثر عرصہ دراز کے بعد درختونکو نقصان پہونچاتا ہی اور یہہ درخت لگاتار معلوم اثر سے مرجھانا شروع ہوتا ہی یہہ بیماری زیادہ تر کورگ مین ہوتی ہی۔

ایک اخبار نے قہوہ کی پتیون کے دشمنونکے لیے یہی ترکیب بتلائی اور آزمایش کرنے پر پوری اتری ایک بہت سے کیڑے لیکر قوت دار خوردبین کے شیشہ پر رکہا اور ایک قطرہ سوڈہ واٹر کا چہڑک دیا فوراً ان کیڑون نے علیحدگی اختیار کی اور مرگئے ایسا کوئی عرق درختان قہوہ کیلئے مفید ہوگا

ابتک گندھک کا استعمال نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔

اس سارے بیان کا خلاصہ یہہ ہی کہ ہمارے ملک کے لوگ دیکھین کہ شائستہ قومون نے اپنے فراست اور دانائی سے کہان تک ان تمام سودمند کاشت اور تجارت مین ترقی کی ہی اور یوماً فیوماً ترقی کرتی جاتی ہین برخلاف اسکے ایک ہماری قوم کی حالت ہے کہ اسطرح کے مفید اور نفع بخش کامون کیطرف مطلقاً توجہہ نہین کرتے اگر کوئی شخص دل سوزی سے قوم کی طرف متوجہہ ہوا اور انکے فائدے کی کہے تو اس سے بھی جی چراتے ہین کیونکہ جن کامون مین نفع عظیم ہی اس مین جان و مال کا نقصان ہی ہوتا ہی مگر ہمت اور عزم جزم اور سعی و غور و فکر سے تمامی قسم کے نقصانات کی تلافی ہوتی ہی ہمارے ملک مین دامن کوہ چندرگتی واقع پرگنہ امراباد اور نیرپاکہال اور ایتورناگارم وغیرہ غالباً کافی کے کاشت کے واسطے مفید ہون اس نواح مین کہین کہین ساٹ ستر انچ تک بارش ہوتی ہی اور یہہ مقامات سطح سمندر سے بہت اونچے ہین اور یہان بڑے بڑے اشجار بھی موجود ہین اور جابجا پہاڑونکا سلسلہ چلا گیا ہی کچہہ عجب نہین کہ ایسے مقامات مین کامیابی ہو بشرطیکہ عمدہ طریقہ سے امتحان کیا جائے ہمارے ملک مین اسوقت مولوی عبدالحی صاحب مددگار مہتمم بندوبست ضلع کہمم کافی کے باغات اور اسکے کاشت کے حالات سے خوب واقف ہین اور وہ اسوقت انہی مقامات مین دورہ کر رہے ہین جہان کافی کی کاشت ہونا عین الیقین سے مشاہدہ کیا جاتا ہی اس کا کیا وجہ ہی کہ ہمارے لائق مددگار اسطرف توجہہ نہین فرماتے اور ایسے مفید عام کامون سے عام کو اطلاع نہین دیتے۔

کچہہ سال گذرے کہ ولی احمد صاحب تعلقدار سابق ضلع ایلگندل نے تعلقہ سرسلہ مین ایک کافی کا باغ امتحاناً لگایا تہا مگر بعد علی بن عبداللہ سابق مہتمم افزائش نسل چوپایان کے نگرانی مین

وہ باغ دیا گیا تہا مجھکو یاد ہے کہ اس باغ کی کاشت مین کامیابی ہوئی اور ایک بار سات پلے کافی وہان سے تیار ہوکے بلدہ کو آئی اور فروخت ہوئی کہتے ہین کہ کافی عمدہ تھی علی ہذا علی بن عبد اللہ نے باغ خاصہ مین آم کے بڑے بڑے درختون کے سایہ مین بہت سے کافی کے درخت کے پودے بویے تھے چنانچہ وہ تمام درخت اسوقت مین کمال شادابی کے حالت مین موجود ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سرزمین پر کافی کی کاشت عمدہ ہوسکتی ہے بشرطیکہ مختلف قسم کے بیماریون سے اسکو بچایا جائے اور مختلف مقامون مین اسکا امتحان ہو۔

مین نے خود ارادہ کیا ہے کہ بہت قریب اپنے جاگیر کے کسی عمدہ موقع کو تلاش کرکے وہان کافی کے کاشت کا امتحان کرون۔

اور مین وعدہ کرتا ہون جو شخص ہمارے ملک مین کافی کا باغ لگائے اور کامیاب ہو بشرطیکہ ایسا باغ ایک ایکر اراضی سے کم نہو تو مین خود اپنی جیب خاص سے ایسے شخص کو پانچ سو روپیہ انعام دونگا فقط

[illegible]

مدرسۃ العلوم مسلمانان علیگڈہ

علی گڈہ کالج کے آیندہ بہبود اور انتظام کے بارہ مین آجکل بہت کچھ شور غل مچا ہوا ہے۔ یہ ایک ایسا اہم معاملہ ہے کہ صرف ممبران مدرسہ ہی کا حق نہین ہے کہ وہ اسمین اپنی راے کا اظہار کرین بلکہ تمام قوم اور علی الخصوص اہالی حیدرآباد جنکی اعانت بمقابلہ کسی شخصی یا ریاستی امداد کے بدرجہا زیادہ کالج موصوف کو مل رہی ہے اپنی خالص راے اور اظہار ما فی الضمیر کا حق رکھتے ہین۔ بیشک۔ یہ وقت ہے کہ کالج علی گڈہ کا آیندہ انتظام آج ہی سوچ لیا جاے مبادا اسہل انکاری مین دیکھتے ہی دیکھتے حالت مرض کی اسقدر ردی ہو جاے کہ آخر کار آخر العلاج بھی کوئی فائدہ نہ پہونچاے۔

اگر کالج کے اعضاے رئیسہ کی درستی آج ہی کر لی جاے تو آیندہ نہ کوئی اختلال واقع ہوا ور نہ ضعف۔ کوئی شخص اس سے انکار نہین کرسکتا کہ آنریبل سید احمد خان بہادر آفتاب لب بام ہین اگرچہ اونکے تمام دوستون اور قوم کے بہی خواہون کی زبان پر ہر وقت یہی دعا ہے کہ خدا اون کی عمر مین زیادہ برکت دے اور جسقدر مدت ما فوق العادت تک طبیعت زور لگا سکتی ہے اونکو سلامت رکھے۔ سید صاحب موصوف نے جو بانتیجہ کام قوم کے لئے کیا وہ ایسا اظہر من الشمس ہے کہ اسکے اعادہ کی حاجت نہین۔ ممکن نہین ہے کہ اگر انتظام مدرسہ انکی زندگی مین خاطر خواہ نہوا تو انکو قبر مین چین پڑے۔ جس شخص نے اپنی تمام زندگی کا ماحصل

قومی بہبودی قرار دے لیا ہو اور اپنا کل وقت صرف ایک ہی خیال مین صرف کر کے بہت دور تک اوسکو کامیابی کی صورت مین دکھا دیا ہو تو کیونکر ممکن ہو کہ اوسکے آیندہ خلل انداز شگلون کو دیکھکر وہ زندہ درگور نہو جاے اگر فی الواقع قومی ترقی کا زینہ تعلیم ہو تو تمام بہی خواہان قوم کو لازم ہو کہ اس معاملہ مین بنظر غایر غور کرین-

سید احمد خان بہادر تمام ہندوستان کے مسلمانون مین فرد ہین اور دنیا کے لایق ترین اشخاص مین شمار ہوتے ہین اونکا تجربہ تعلیم اور انتظام تعلیم کے متعلق مستند اور مجرب اور قابل تقلید ہو- انہون نے اپنی بیش بہا زندگی کا معتد بہ حصہ صرف کرنے کے بعد ایک مدرسہ قایم کیا جسمین ہزارون مزاحمتون کے بعد اونکو اسقدر کامیابی ہوے کہ تمام ہندوستان کے کالجون مین من حیثیت المجموع اوسکو افضیلت ہو-

نہایت درجہ کی جانکاہی اور استقلال و تحمل کے بعد قوم کے روبرو فقیرانہ جہولی ڈالکر دریوزہ گری کر کے لکہو کا روپیہ کا سرمایہ جمع کر لیا جو حقیقت مین اون لوگون کے نزدیک جو ہندوستان اور ہندوستانیون کی طبایع خصوصاً مسلمانون کے موجودہ حالت سے واقف ہین ایک امر غریب بلکہ ممتنع الوقوع معلوم ہوتا ہو- سید صاحب نے تمام موانع و عوایق کو تمام دقتون اور مشکلون کو جہیلکر آخر کار وہ کامیابی حاصل کی جو کم کسیکو نصیب ہوتی ہو- صلاح و خیر کی کشاورزی مین

اگر کسی نے زمین ہی کو کما کر تیار کیا تو بڑا کام کیا اور اگر زمین جوت کر تخم ریزی بھی کر پایا تو اوسکا کیا کہنا ہے گویا نورٌ علیٰ نور ہے - مگر سید صاحب نے نہ فقط زمین کو درست اور تیار کیا بلکہ تخم ریزی بھی اپنے ہاتھون سے کی اور نہ فقط تخم ریزی اپنے ہاتھون سے کی بلکہ اپنے کاشت کو سرسبز وشاداب ہوتے دیکھہ لیا اوسکو بارآور ہوتے دیکھہ لیا بلکہ اپنے ہاتھون سے خرمن کیا اپنے ہاتھون سے اوسکے دانون کو جمع کیا اور حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ السلام کی طرح آیندہ کی خشک سالیون کے واسطے غلہ کا انبار لگا دیا - اگر مسلمانون مین کوئی شخص قومی خدمت کے معاوضہ مین شکریہ کا مستحق ہے تو یہی ایک عزیز الوجود سر سید احمد ہین - لیکن کالج جو حقیقت مین سید احمد خان کی ہمیشہ قایم رہنے والی زندگی ہے آیندہ خطرات سے بے کھٹکہ نہین ہے اس لئے ایک دوراندیش اور پختہ کار ناخدا کی طرح جو حتی المقدور طوفان سے محفوظ رہنے کے لئے وقوع واقعہ سے پہلے ہی انتظام کر لیتا ہے - سید صاحب کو ضرور ہوا کہ وہ ابھی سے اون تدبیرون کو مضبوط کرین جنسے یہ قومی جہاز آیندہ کے خطرون سے بچکر لنگر گاہ مقصود تک پہونچ جاے اور ہمیشہ کے واسطے مامون اور مصئون ہو جاے - اور ہم لوگون کا فرض عین اور عین فرض ہے کہ اپنے اعلےٰ درجہ کی سعی وکوشش کو اون کی کمک اور مدد مین صرف کرین اور اس کام مین غرض اور نفسانیت کے دواعی کو نزدیک نہ پھٹکنے دین

قوم کے لیے یہ تو خوشی کی بات ہو کہ اتنا بڑا تیار شدہ کالج جو پچیس برس سے باقاعدہ جاری ہو اونکے سپرد کیا جاتا ہو مگر یہ بڑے حیف کی بات ہو گی کہ وہ اوس کو اپنے سوء تدبیری سے پست حالی مین پہونچا دے۔ اسکے تحفظ کے لئے ضرور ہو کہ ایک مستحکم مدبرانہ حصار اوسکے گرد کھینچ دین تاکہ پست خیالی کے مضر اثرون سے محفوظ رہے۔ ایسے قواعد نہ ہون جو صرف گنتی کے لئے کثرت اور قلت کے ناموزون فیصلہ پر مبنی ہون کیونکہ ایک لایق اولوالعزم و تجربہ کار شخص کی راے سیکڑون آدمیون کی راے پر فایق ہوتی ہو۔ ہان مین ہان اور نہین مین نہین ملا دینے والے تو دنیا مین بہت ہین مگر بات کی تہہ تک پہونچنے والے معدودے چند ہوتے ہین۔ جہان پبلک معاملات مین ذاتیات پر حملہ کرنا فرض خیال کرلیا گیا ہوا اور جس ملک مین مفید عام رایون سے قطع نظر کرکے اہل الراے کی شخصی محاسن اور معائب کی تفتیش جزو اعظم قرار دی گئی ہو وہان کی مجارٹی اور منارٹی (کثرت و قلت آرا) کا خدا ہی فیصلہ کرنے والا ہو ہمارا ملک ہنوز ان مغربی شایستگی کی نعمتون سے مالامال نہین ہوا اور جب تک پبلک اور پرائیوٹ معاملات مین تمیز نہو گی ہم آزادی راے کی عزت کے مستحق نہین۔ یہ اعتراض ہو سکتا ہو کہ علی گڈہ کالج کے کل انتظام کثرت و قلت راے پر فیصلہ ہوا کیے آیندہ نہونا کیا معنی مگر تھوڑے سے غور اور کالج کی تاریخ ملاحظہ کرنے سے معلوم ہو گا کہ تنا نوے

فیصدی معاملات کا تصفیہ محض سید احمد خان صاحب ہی کی رائے پر ہوتا رہا ہر مگر حقیقت یہ ہر کہ ع دولہا کے دم کے ساتھہ ساری برات ہر جبتک سید احمد خان کے دم مین دم ہر اوس وقت تک کوئی مشکل نہین ہر مگر جب بھی گردش وہ زمانہ کالج کو دکھائے گی کہ سرسید نہ ہون تو تصفیہ بدلجائیگا قضیۃ لا ابا حسن لہا کا معاملہ ہوجائیگا - اسواسطے ضرور ہر کہ ہم ابھی سے اوس وقت کی پیش بندی کرلین اور سید صاحب کے جیتے جی اس کام کو معطل نہ چھوڑین —

میرے نزدیک ایک سیدہی اور صاف رائے یہ ہر کہ جس طرح ہمنے گزشتہ زمانہ مین معاملات کالج کو سید احمد خان کے صوابدید پر چھوڑا تہا اوسیطرح ہمکو ضرور ہر کہ اوسکے آیندہ کے بہبود مین بھی اونہین کے صوابدید پر تکیہ کرین اور اونکے تجویزون کو خود پسندی کی مقراض سے نہ تراشین - یہ امر محتاج شرح و بیان کا نہین ہر کہ قوم نے ابتداے کا سے سید صاحب پر بھروسہ کیا - سید ہی صاحب کی امانت و خلوص نیت پر اعتماد کرکے والیان ملک نے امداد کے ہاتھہ بلند کئے - میرے والد خلد آشیان نواب مختار الملک سر سالار جنگ بہادر مرحوم جی - سی - ایس - آئی - نے جو ایک عالم کی نظرون مین ممتاز تھے محض سر سید احمد خان کی رائے پر بھروسہ کرکے جیب خاص اور اپنی سرکار دولت مدار کی طرف سے کالج کی اعانت فرمائی اسیطرح میرے بھائی ارم نشین نواب میر لایق علی خان بہادر کے سی - آئی - ای

عماد السلطنتہ سالار جنگ مرحوم نے بہ نفس نفیس کالج کو ملاحظہ فرمایا اور ہمدردی کے ساتھ بیش رقم امداد سے باعث رونق کالج ہوے۔ علی ہذا سر آسمان جاہ بہادر۔ اور بہت سے رؤساے ریاست نے بکشادہ پیشانی بخشش بہا امداد سے مدرستہ العلوم کی عزت افزائی کی۔ یہ امراے عظام سواے سید احمد خان کے کسی اور کے نام تک سے واقف نہ تھے فقط انہین کے اعتماد پر بیدریغ شاہانہ اعانت کرتے رہے اب کیا وجہ دکھائی جا سکتی ہر کہ وہ اپنے اعتماد مین کمی کرین اور سید صاحب کی راے کو ضعیف سمجھین۔

اسوقت کالج کے متعلق دو امر مابہ البحث ہین۔ اول آنریبل سر سید احمد کو بحیثیت سکرٹری اختیارات کامل ہونا۔ دوم سب سے بڑا اور نہایت ضروری امر سر سید کا جانشین مقرر کرنا۔

جب یہ امر مسلم ہر کہ آنریبل سر سید کی ذاتی کوششون سے مدرستہ العلوم کا وجود قایم ہوا اور انہین کے ذاتی وجاہت اور اخلاقی مراسم سے آج کالج اپنے قابل فخر حالت تک پہونچا ہر تو پھر مین نہین سمجھ سکتا کہ اون کو وہ ضروری اختیارات کیون نہ دیے جائین جو نظم ونسق اور حسن وخوبی مدرسہ کے لئے وہ مناسب سمجھتے ہون۔ آنریبل سر سید احمد خان کی محنتون کا کوئی شخص انکار نہین کر سکتا اگرچہ قوم کے اور چند بزرگون نے اپنے مقامونپر کوششین کین چندہ جمع کیا لیکن حقیقت مین مختلف خیال کے لوگون کو اپنا ہمداستان بنا لینا خود سید صاحب کے انتہا درجہ کی مدبری

کا بین ثبوت ہے۔ قوم کو ان مختلف سرگرم ممبرون کا بھی سید صاحب کے ساتھہ شکر گزار ہونا چاہیئے اور میری دانست مین وہ ممبر بھی بجاے خود مشکور ہونگے کہ اونکی خدمتون سے قوم نے چشم پوشی نہین کی اور اونکی سعی وکوشش نامشکور نہین ہوئی۔ سید صاحب کے خدمات کا اعادہ مشکل ہے کیونکہ اونکی عمر کا کوئی حصہ نہین ہے جو اسی سعی وکوشش مین نہ صرف ہوا ہو۔ اپنی زندگی اپنا مال اپنی جان اپنا وقت عزیز سب کا سب اونہون نے قوم کی راہ مین صرف کیا۔ علم کا چرچہ پھیلایا۔ مسلمانون کے حقوق کیواسطے سرکار سے وکالات کرتے رہے۔ انجمنین قایم کین۔ سوسئیٹیان بنائین مفید اخبار جاری کئے۔ مفید کتابین تصنیف کین اور کراتے رہے۔ آخر جب مسلمانون کی تعلیم اور اسلامی مدرسہ کے قیام کا خیال اونکے ذہن مین راسخ اور مضبوط ہوگیا اوسوقت اونہون نے پہلا کام اپنے ارادہ اور صرف زر سے یورپ کا سفر کیا۔ اپنے وطن کی بہتری کے واسطے غربت اختیار کی۔ انگلنڈ مین رہکر ادہر سر ولیم میور اور عیسائی پادریون کے حملون کا دندان شکن جواب دیتے رہے اودہر آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹیون اور اوسکے جملہ امور متعلقہ تعلیم کے چربے اتارنے مین مشغول رہے اور وہان تعلیمی قواعد کو ہندوستان کے مسلمانون کے ضرورتون سے مقابلہ کرتے رہے۔ انگلستان سے واپسی کے بعد سید صاحب مدتون مسلمانون کی ترقی تعلیم انگریزی اور دوسرے امور متعلقہ پر انعامی مضامین لکھواتے رہے۔ جب وہ اپنے ابتدائی مقاصد مین کامیاب

ہو گئے تو ایک طرف مدرسہ کی بنیاد ڈالی اور دوسرے طرف تہذیب
الاخلاق شایع کیا گو میری ذاتی راے تہذیب الاخلاق کے بعض مضامین کے نسبتہ کچھ ہی ہو
لیکن اس مین کوئی مرد انصاف بین شک نہین کر سکتا کہ تہذیب الاخلاق
نے قوم کو بڑا فائدہ پہونچایا - مین بیقین کہہ سکتا ہون کہ جب وہ زمانہ آویگا
کہ کوئی بڑا نقاد معنی و سخن ہندی زبان کی تاریخ لکھیگا تو وہ سید احمد خان
اور تہذیب الاخلاق کو اپنے زبان کی لٹریچر کے طبقہ ریفارمز مین سب
سے زیادہ عزت کی جگہہ دیگا - غرض یہ کہ قوم کے فائدہ اور کالج کے قیام
کے لئے جو ذرایع انہون نے اختیار کئے وہ انہین کے لئے مخصوص ہین کیونکہ
عام طور سے روپیہ وصول کرنا جبکہ نہ سرکاری زور ہو نہ دینے والے کو
ذاتی منفعت یا معاوضہ کی امید ہو کچھہ آسان بات نہین ہو بلکہ یہی ایک کام
اونکی جانفشانی - وجاہت ذاتی - ہردلعزیزی کی کافی دلیل ہو - یہ ظاہر
ہو کہ سر سید قدیمی باشندی دہلی کے ہین اونہون نے صرف مدرسہ کے لئے
اپنا عزیز وطن چھوڑا اور استقلال کے ساتھہ مدرسہ سے متصل بود و باش اختیار
کر کے اپنی تمام عمر زندگی اوسکے تعمیر - انتظام - نگرانی - خط کتابت تحصیل وصول
مین موقف کر دی - میرے نزدیک یہ واقعات اس امر کے کافی شہادت
دیتے ہین کہ مدرسہ کا وجود - اوسکا نظم و نسق اوسکی موجودہ حالت بالکل
سید صاحب کی ذات سے وابستہ ہو - جو استحقاق کالج کے جملہ امور کے متعلق
اونکو حاصل ہو اوسکا کوئی دوسرا شخص مدعی نہین ہو سکتا اور اگر مدعی ہو تو اوسکا

دعوی قابل سماعت نہین ہی- میری رائے مین جہانتک مدرستہ العلوم کا سود اور بہبود متعلق ہی سید صاحب کو سیاہ وسفید کا مالک بنانا او زمام اقتدار بالکل اونکے اختیار مین چہوڑنا فقط مقتضائے انصاف بلکہ عین دانائی ہی-

تمام ہندوستان مین پانچ کرور سے زیادہ مسلمان ہین اور اس کثیر مجموعہ کے لئے یہی ایک مدرستہ العلوم قومی حیثیت سے قایم کیا گیا ہی- بیشک یہ افسوس ہوگا اگر اوس مین کوئی ضروری بات جو قومی شان وشوکت کے لئے مناسب ہو چہوڑ دیجاے یا اوسکی آیندہ کی کامیابی اور ترقی مین کوئی خلل واقع ہو- میرے نزدیک جسطرح آغاز اس کام کا سید احمد خان کے ہاتہون ہوا ہی اوسیطرح انجام بہی اسکا اونہین کی راے سے ہونا چاہیئے اگر یہ کام اون کی راے پر محمول نہ کیا گیا اور اون کے بعد کسی ایسے شخص یا اشخاص کے ہاتہہ مین آ گیا جنکو سید صاحب کی راے اور ارادون کے ساتھہ پوری ہمدردی نہین ہی گو نیت اون کی کیسی ہی درست اور خالص ہو تو مدرستہ العلوم کا خدا ہی حافظ ہی- اسکی بہی وہی صورت ہو جاوے گی جو اور دس پاس لنگڑی کوششون کی صورت ہوئی ہی- اختلاف اور نفسانیت کی کشمکش مین اس ناز پروردہ اور ہونہار درخت کی ٹہنیون سے نانبائیون کے تنور گرم ہونگے- ایک اولوالعزم خالص النیت شخص کی عمر بہر کی محنت ایک آن کی آن مین خاکستر ہو جاے گی-

کالج کی آیندہ قسمت

اب رہی یہ بات کہ مدرسۃ العلوم کی ترقی کے واسطے کس قسم کی تدابیر درکار ہین اور سید احمد خان کی تجویزین ان فکرون کے موافق ہین یا منافی اس مسئلہ مین غور کرنے سے پہلے ہی پہل ایک اصول موضوعہ کو سمجھہ لینا چاہیئے جسکے بغیر یہ بحث بے سود ہی۔ وہ اصول موضوعہ یہ ہی کہ مدرسہ سے غرض تعلیم اور مدرسۂ قومی کی غایت تعلیم قوم ہی اور تعلیم کے یہ معنی نہین ہین کہ چند کتابین پڑہا دین۔ چند شکلین صاف کرا دین۔ چند مسئلہ یاد کرا دین تعلیم سے یہ مراد ہی کہ متعلم صفات انسانیت پیدا کرے اور مکتب یا مدرسہ سے آدمی بنکے نکلے۔ اوسکے قوائے جسمانی و روحانی کو صیقل ہو جاے اخلاق درست ہو جائین۔ جوہر کہلی ہین۔ دنیا مین اپنے ابناے جنس کے ساتھہ مردانہ معاشرت و معاملت کر سکے۔ حقوق عباد و حقوق معبود کو سمجھے۔ اور خداوند عالم اوسکو جس حالت مین رکھے اوس حالت کے مقتضا کے موافق اپنے فرایض منصبی و ملتی کے ادا کرنے پر قادر ہو۔ ظاہر ہی کہ یہ صفات فقط مکتب مین بیٹھنے اور سبق پڑہنے سے نہین حاصل ہوتے۔ اور یہ امر بہی مسلم ہی کہ ہمارے ملک کے نوجوان تعلیم یافتہ گو ایم۔ اے۔ اور ایل ایل ڈی کیون نہون ابہی اسکے قابلیت نہین رکہتے کہ اونکے اخلاق اور طرز معاشرت کی اوسنے کم عمر کے لڑکے تقلید کرین۔ اونمین سے عمدہ سے عمدہ لوگ ابہی اس کوچہ مین طفل مکتب ہین۔ اونہون نے ایک حد محدود تک علم حاصل کیا ہی مگر اونمین وہ اثر کہان ہی جو سیکڑون برس کے تمدنی ترقی کے بعد کسی اعلی درجہ

کی سوسائٹی کو حاصل ہوتی ہے۔ ہمارے ہان ابھی تک سوسائٹی کوئی
چیز ہی نہین ہے کہ ہم اوسکی عمدگی یا عدم عمدگی سے بحث کرین۔ ہم ابھی ایک
مدت تک اہل انگلستان کے مدد کے محتاج ہین۔ اونہین کے اعلی طبقات کے
لوگون کو اسوقت یہ شرف حاصل ہے کہ ہمکو اپنے مقاصد کے موافق پوری تعلیم
دے سکتے ہین۔ پس ایک مدت مدید تک ہم اوسکے محتاج ہین کہ انگلستان سے
صاحب علم اور شریف خاندان لوگون کو پیدا کرکے اپنے مدرسہ کی تعلیم
اونکے دست اقتدار مین تفویض کردین۔ اسکے بغیر نہ کوئی چارہ ہے نہ کوئی
دوسری راہ ہے۔ یہ مسئلہ ہندو مسلمان سب کے نزدیک ایسا مسلم ہے کہ
اگر آج کسی بڑے کالج مین سے انگریز پروفیسر اور پرنسپل لوگ نکال لئے
جائین تو کل تعداد طلبہ کی چوتھائی رہجائیگی۔ پس جو لوگ کہ یوروپین لوگون
کو بلانے اور بلا کر خوش رکھنے کی اہلیت نہین رکھتے وہ کیونکر کالج کی سربراہی
کی اہلیت رکھہ سکتے ہین۔ جو لوگ اسکے درپے ہین کہ پروفیسرون کی تنخواہین
گھٹائی جائین اونکو کیونکر لایق پروفیسر مل سکتے ہین۔ گھوس اور بوس
مثل مور و ملخ ملین گے بوچڑون اور چاردن کے تعلیم یافتہ اولاد انگلستان کی
بھی بہت دستیاب ہونگے مگر شرفازادون کی تعلیم و تربیت اونکے ہاتھ سے
نہین ہوسکتی۔ مدرسہ کی غایت و غرض ہی فوت ہوجائیگی اور مدرسہ
قالب بیجان رہجائیگا۔ حق یہ ہے کہ مدرسۃ العلوم مین شریف اور مہذب
انگریزون کا موجود ہونا مدرسہ کی خوش قسمتی ہے۔ اور اس وقت تک جسقدر

ترقی اور نام آوری مدرسہ نے حاصل کی ہی وہ اونہین کے طفیل سے ہی۔
اگر اس خوش قسمتی کی کوئی وجہ قرار دی جاسکتی ہی تو وہ آنریبل سید
کی سکرٹری شپ ہی جس کے بھروسہ پر دور و دراز مقامات سے اعلیٰ درجہ
کے یوروپین جنٹلمین آتے ہین اور بلا ضمانت کافی اور بلا امید پنشن کے مصروف
تعلیم ہوتے ہین۔ اگر سید صاحب نہوتے تو ایسے نامور لوگون کا ایسے مدرسہ
مین آنا جہان گورنمنٹ کی ذمہ داری تک نہین ہی قریباً محال تھا۔ مگر دنیا مین
کوئی عمر سرمدی لیکر نہین خلق ہوا آخر ایک نہ ایک دن سید صاحب حسرت
بھرے سینہ سے کالج کو الوداع کہین گے۔ اس حادثہ ناگزیر کے بعد اس کالج
مین کسی یورپین تعلیم یافتہ کا آنا ممکن ہی تا وقتیکہ اون کو کافی ضمانت نہ ملے
اور ہر طرح سے بھروسہ نہو۔ لازم ہی کہ اونکے بعد ایسا وجیہ اور با اختیار اس
خدمت کا جائزہ لے جس کا اعتبار یورپین سوسائٹی مین سید صاحب سے کم
نہ ہو۔ اب یہ سوال پیش ہوتا ہی کہ وہ کون ہی جو مدرسہ کی سکرٹری شپ
کا بلحاظ قابلیت اجرائے کا مستحق ہو۔ مولوی سمیع اللہ خان صاحب سی
ام جی۔ اور آنریبل جسٹس محمود اس عہدہ کے متعلق نامزد کئے جاتے ہین۔
جناب مولوی سمیع اللہ خان صاحب منجملہ اون بزرگان قوم کے ہین
جنکا نام پوری تعلیم کے ساتھ لینا چاہیئے۔ عدالتی کامون مین انکو بہت کچھ
عزت حاصل ہی۔ انھون نے ہائی کورٹ کی وکالت سے ترقی کر کے ڈسٹرکٹ
ججی کی عزت حاصل کی۔ ہمیشہ تعلیم کی طرف بھی اون کی توجہ مبذول رہی

اور مدرستہ العلوم کے انتظام مین بھی انہون نے سید صاحب کو بہت کچھہ مدد دی
علی گڈہ کالج کے متعلق جسقدر علیحدہ علیحدہ کمیٹیان ہین سب مین سمیع اللہ خان بہادر
کو ممتاز جگہہ ملتی ہے ــــ

آنریبل جسٹس محمود کی ہائی کورٹ کی ججی اس امر کی کافی شاہد ہے کہ انھون
نے اپنے ذاتی علم و قابلیت اور نیک کرداری ـ اور معاملہ فہمی سے کہان تک
عزت حاصل کی ہے ـ پانچ کرور مسلمانون مین آج ہائی کورٹ کے ججی کی عزت
انہین کو حاصل ہے ـ تمام قوم کے فہمیدہ اشخاص نے ان سے آیندہ بڑی بڑی امیدین
قایم کی ہین اور کچھہ شک نہین کہ انکو اس قسم کے موقعے ہین کہ وہ اپنے نامور باپ
کے قدم بقدم چلکر گورنمنٹ اور قوم کی نظرون مین اعزاز حاصل کرین ـ آنریبل سید
محمود نے صرف ہندوستان ہی مین نہین بلکہ انگلستان کی اعلی سوسائٹیون مین بھی
اعزاز حاصل کیا ـ انکو میرے والد مرحوم نے اصلاح عدالت کے لئے یہان طلب
کیا تھا مگر زیادہ عرصہ تک قیام نفرمایا اور بخوشی خاطر چلے گئے ـ اس شہر کے قیام کے
زمانہ مین انھون نے اپنی لیاقت اور انسانیت اور خوش اخلاقی سے ہر شخص کی
نظر مین عزت حاصل کی ـ یہ امر ہر صاحب رائے کے نزدیک مسلم ہے کہ آج انگریزی
لیاقت مین وہ اپنا نظیر نہین رکھتے اور جسطرح سے اونکی لیاقت مسلم ہے اوسیطرح
اونکی دیانت و امانت اور سلاست طبع اور استقامت رائے بھی مسلم ہے ان کو سر سید
سے زیادہ مشہور کیمبرج کے طرز تعلیم کا ذاتی تجربہ حاصل ہے انکو یورپین سوسائٹی مین
اپنے نامور باپ سے زیادہ معاشرت کرنے کا اتفاق ہوا ہے ـ انکو اہل یورپ کے

خصایل اور طرز معاشرت کا زیادہ تجربہ حاصل ہے وہ خود ایک اعلی تعلیم یافتہ شخص ہین جسقدر انکو یورپین اخلاق کی معلومات ہے اوسیقدر اوسکے محاسن حاصل کرنے کے بھی ذرایع معلوم ہین اہل انگلستان بھی انکی مستقل مزاجی - اخلاق اور خوبی اوصاف سے جو یورپین سوسائٹی مین قابل تعریف ہین بخوبی واقف ہین - علیگڈہ کالج کے انتظامی اور علمی معاملات مین آنریبل جسٹس محمود کی رائین ہمیشہ قابل لحاظ سمجھی گئیں الاوہ جان و دل سے مدرسہ کے بہبود مین اپنے اوقات گرانمایہ صرف کرنے کو موجود ہین - پس میرے خیال مین اس وقت سید محمود صاحب کو کئی وجہون سے خود سر سید احمد پر تفوق ہے یعنی اول تو وہ یورپین تعلیم یافتہ ہین اور انگلستان کی اعلی سوسائٹی ان سے خوب واقف ہے اور اونپر اعتماد رکھنے کی کافی وجہ سمجھتی ہے - دوم مدرسہ کے کامون سے بقول مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب کے انکو پوری واقفیت ہے - تمام افراد قوم مین گورنمنٹی نظرون سے انکو عزت ہے نیز مسلمان سوسائٹی مین اُن سے زیادہ کوئی اور موقر نہین - پس جہانتک میرے خیال کو وسعت ہوتی ہے مدرسۃ العلوم کے لئے ایک ایسے سکرٹری کی ضرورت سمجھتا ہون جو ایشیائی اور یورپی تعلیمی طریقون سے صرف آگاہ ہی نہو بلکہ دونون جگہ کی معزز سوسائٹیان اوس کو خود نظر عزت سے دیکھتی ہون اوس مین ضروری اوصاف ایسے ہون کہ اُنپر اپنی اور غیر قوم کو اعتماد کلی ہو وہ کسی فریق یا مذہب یا جزو مذہب سے تعصب نرکھتا ہو - خود تعلیم و تربیت یافتہ انگلستان ہو اور گورنمنٹ مین بھی اوسکا اقتدار ہو -

اِن مجموعی صفات کے ساتھ اگر کوئی شخص کالج کا آیندہ باقاعدہ
لائف سکرٹری ہو سکتا ہے تو وہ بجز سید محمود کے اور کوئی مستحق نہین
آنریبل سر سید جو کالج کے جُز و کُل اُمور سے خوب واقف اور صحیح نتیجہ
نکالنے کے قایل ہین بلالحاظ رشتۂ پدری و فرزندی انھون نے محض مدرسہ
کی بہبود اور قیام دوام کے لحاظ سے آنریبل سید محمود کی نسبت فیصلہ
کیا ہے - اگر آنریبل جسٹس محمود سید صاحب کے فرزند نہ بھی ہوتے تو بھی
انھین کے حق مین فیصلہ ہوتا - یہ حسن اتفاق ہے کہ آنریبل جسٹس محمود سید
صاحب کے فرزند بھی ہین - مگر قدرتی رشتہ آیندہ کی سکرٹری کے لئے
لازمی نہین تھا اگر کبھی لیاقتون اور خدا داد عزتون کی جامعیت اِن مین
نہ ہوتی - اگرچہ آنریبل سید محمود نے اپنے باپ کے حین حیات مین زیادہ
سرگرمی سے مدرسہ کے متعلق کام نہین کیا - مگر جو لوگ کہ اونکی آفشل زندگی
سے واقف ہین اور دیکھتے ہین کہ پیچیدہ مقدمات مین کیسی کوشش اور
جانفشانی کرتے اور حل عقود مین سرگرمی دکھلاتے ہین وہ پورے طور
سے قائل ہین کہ جب انپر اس اعزازی خدمت کا بار پڑے گا تو لامحالہ کالج
کی عزت کے لئے اپنے نامور باپ کی عزت کے لئے - اپنی اور قوم کی عزت
کے لئے وہ ویسی ہی دلچسپی ظاہر کرینگے جیسا کہ ہم سمجھتے ہین -

ایک ضعیف اعتراض آنریبل سید محمود کی نسبت اور ہے - کہ وہ
انگریزی پوشاک پہنتے ہین اور اونکے خیالات انگریزون کے سے ہین یا یہ

کہ مسلمانون کے مدرسہ کے لئے ایک متشرع اور پورا مسلمان سکرٹری ہونا چاہیئے۔ مگر مجھکو ایسے ضعیف اعتراض پر تعجب آتا ہی کیونکہ خود سید احمد خان صاحب انگلش ڈریس پہنتے ہین اور خیالات انگریزی رکھتے ہین اور انھین کے ہاتھون مدرستہ العلوم کو کامیابی حاصل ہوئی ہی تو ہمکو گزشتہ تجربہ آیندہ کی خبر دیتا ہی کہ سید محمود کے زمانہ مین کوئی جدید مزاحمت نہ ہوگی بلکہ خوب ترقی ہوگی۔

اگر ہمارے متشرع اور مقدس حضرات ایسے عظیم الشان کالج کے سکرٹری شب انجام دینے کے قابل ہوتے تو آج چارون طرف قومی نوحون کی آوازیں سمع خراش اور جانگداز نہوتی بلکہ اور بھی بہت سے کالج اس وقت ہندوستان مین موجود ہوتے۔

خاتمہ پر مین نہایت افسوس سے لکھتا ہون کہ اس کالج کے متعلق لائق اور واجب التکریم لوگون مین اختلاف آرا ہوگیا۔ اگرچہ مخالفت کیسی ہی کمزور ہو۔ بہرحال اگر ہماری قوم کے نامور افراد نے ان دونون زیر بحث مسائل پر غور سے توجہ فرماکر کالج کو آیندہ مصائب سے بچانے کی فکر کی تو انکی سعی قوم کی نظرون مین مشکور ہوگی والا مدرستہ العلوم مسلمانان اور خود مسلمانان کا خدا ہی حافظ ہی۔

اطلاع

ف ۱ اس رسالہ کی قیمت خریداران ممالک محروسہ سرکار عالی بذریعہ زر مبادلہ اور خریداران ممالک انگریزی بذریعہ منی آرڈر ارسال فرماکے سنجیہ کو ممنون فرمائیں۔

ف ۲ ناظرین اپنے تبادلہ مقامات سے دفتر کو اطلاع فرماتے رہیں بسا اوقات عدم تعیینت مقام سے رسالہ نہیں پہنچتا ہے یا واپس آتا ہے۔

ف ۳ اگرچہ رسالہ حسن چند اخبارات کے معاوضہ میں بھیجا جاتا ہے مگر یہ تو نہیں ہوسکتا کہ تمام ہندوستان کے اخبارات کا معاوضہ اس رسالہ سے ہوسکے۔ مگر اکثر صاحبان مطابع اخبارات ارسال فرماکے معاوضہ میں رسالہ حسن طلب کرتے ہیں ہم ان حضرات کا معاوضہ بھی قبول کرینگے جو صاحب اپنے اخبار میں ماہواری ایکبار رسالہ حسن کا اشتہار جو عند الطلب علیحدہ مرسل ہوگا طبع فرمائیں +

محمد عبد الصمد خان منیجر رسالہ حسن

اشتہار باغستان

ہمارے باغ واقع منیرآباد مین ایشیا اور یوروپ کے مشہور مشہور اور دور دراز سے آئے ہوئے مختلف قسم کے میوون کے پودے موجود ہین جنکی نظیر شاید تمام ہندوستان مین بہت کم ہوگی - یہان پر چند پودہون کے نام معہ تعداد اقسام لکھے جاتے ہین جو صاحب شوق و خواہش کرین طلب فرمائین جو پودے تیار ہون تاریخ اطلاع سے دو ماہ کے اندر بھیجدئے جائینگے کرایہ باربرداری ذمہ خریدار ہوگا -

(۱) قلمی (پیوندی) آم ۴۴ - اقسام فی ۱۲/	(۲) سیب ۲۳ اقسام فی عم
(۳) شفتالو ۱۷ ″ ″ ۸/	(۴) آلو بخارا ۹ ″ ″ ۸/
(۵) انار - ۵ ″ ″ ۴/	(۶) شہتوت ۲ ″ ″ ۴/
(۷) پیر انگریزی میوہ ۶ ″ ″ عم	(۸) زرد آلو ۵ ″ ″ عم
(۹) جام (امرود) ۷ ″ ″ ۴/	(۱۰) سنگترا ۱۲ ″ ″ عم
(۱۱) چکوترا ۵ ″ ″ عم	(۱۲) انجیر ۵ ″ ″ ۴/
(۱۳) انگور ۵۲ ″ ″ ۸/	(۱۴) واہپی (چین کا میوہ) ۵ ″ ″ عم
(۱۵) لکاٹ ۵ ″ ″ عم	(۱۶) سورساپ یہ ایک انگریزی میوہ ہے عم
(۱۷) سیتاپھل ۴/	(۱۸) رام پھل ۴/
(۱۹) ہرفا لیوڑی ۴/	(۲۰) سپوٹیلا (یہ نہایت عمدہ انگریزی میوہ ہے) عم
(۲۱) زیتون عم	(۲۲) موز مختلف اقسام ۴/
(۲۳) نکٹرن (انگریزی میوہ ۲ قسم) عم	(۲۴) اسٹرابیری ۰ ″ عم

(۲۵) پیہس	؍	۸ر	(۲۶) بریڈ فروٹ (روٹی پہل)	؍	عـہ
(۲۷) کمرک	؍	عـہ	(۲۸) اترنج	؍	۴ر
(۲۹) بیل پہل) الہ آبادی	؍	۸ر	(۳۰) کاجو	؍	۸ر
(۳۱) لیمو ۲	؍ ؍	۴ر	(۳۲) کوئیٹ		۸ر
(۳۳) گلابی جام		عـہ	(۳۴) گلاب پہل		عـہ
(۳۵) کہجور		۸ر	(۳۶) بیر ۳ قسم		۸ر

المشتہر
منیجر رسالہ حسن
کاچی گوڑہ حیدرآباد دکن پادر گہاٹ

اشتہار تاریخ عرب

ہمارے مطبع مین ترجمہ تاریخ سراسین مولفہ جیمبن پروفیسر عربی یونیورسٹی کیمبرج طبع ہوتی ہے اس مشہور کتاب کی تعریف کی احتیاج نہین جن حضرات کو خریداری منظور ہو بالتحریر بہیجکر طلب فرمائین یا بذریعہ ویلو پی ایبل پارسل کے -

المشتہر
منیجر مطبع حسن

اعلان

بکلز ہسٹری آف سویلیزیشن کی جلد اول ترجمہ ہو کر تیار ہے یہ وہی عدیم الوجود
کتاب ہے جس کا آرٹیکل ہمارے رسالہ نمبر ۵ جلد دوم مین درج ہے
یہ کتاب غایت شہرت سے محتاج تعریف نہین اگر خریدار کافی سو درخواستین
بہم پہنچ جائین تو ہم اوسکو چھاپ دینگے -

استہار طبع اشتہارات

ہمارے مطبع مین تجارتی اور معمولی حسب ذیل اجرت پر اشتہار طبع
ہوتے ہین اجرت فی سطر فی ماہ ایک سال کے لئے (آدہا آنہ -
ششماہ کے لئے ا ر سہ ماہ کے لئے ۲ ر
مگر ایک روپیہ سے کم کا اشتہار درج نہ ہو گا -

المشتہر
منیجر رسالہ حسن

ضمیمہ رسالہ حسن

ہم ذیل مین چند تجارتی اشتہار بجنسہ درج کرتے ہین ۔

تدبیر نوجوانی

پیر کو کرتا ہے یہ روغن جوان

یہہ روغن قوت باہ کیلئے حکم اکسیر [illegible] کا رکہتا ہے جس سے [illegible]ن ہفتاد سالہ تک کو یکسان نفع ہوتا ہے اوسکے استعمال مین نہ کسی قسم کے پرہیز کی ضرورت ہے نہ آبلہ وغیرہ کا کچہ خطرہ رگ و پٹہ کو غیرت بخش استحکام بخشتا ہے اور ہر قسم کے امراض نامردی کو خواہ وہ کسی سبب سے عارض ہون بجنسہ خلقی یا درزاد نامردی کو اپنی معجز نما اثر سے دفع کرتا ہے اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فایدہ کامل ہوتا ہے ترکیب کا کاغذ ہمراہ تیل کے ملتا ہے قیمت فی شیشی پانچروپیہ محصول ۴ر اور ہر ایک شیشی مین ایک تولہ روغن رہتا ہے ◆

دواے عجیب یعنی کشتہ زمرد

زمرد کا کشتہ جو باجزا مناسب تیار کیا گیا ہے چہار حصہ چانول کے برابر خوراک ہوتی ہے قیمت فی خوراک ایکروپیہ پانچ یا نو یا گیارہ روز کی خوراک مین بفضلہ فایدہ کلی ہوتا ہے **خواص آن** برائے قوت باہ اور تمام امراض متعلقہ اوسکے خواہ وہ کسی قسم کے ہون اور سوزاک کہنہ ہو یا جدید - دافع جریان مقوی دماغ و اعضاے رئیسہ دافع درد ضیق النفس دفع سرفہ کہنہ خواہ جدید خشک ہو یا تر اور لاغری بدن اور دفع وبا ہیضہ مین تو حکم اکسیر اعظم کا رکہتا ہے یعنی کیسی ہی مریض کی لت ردی ہوکر خراب ہو گئی ہو بفضلہ صحت ہو گی **(اکسیر حیات)** یعنی عرق نجات - امراض ضعف بصر و صفا و انواع درد و اقسام تپ جریا جو تپہا تپ دق استسقاء طحال آتشک سوزاک - جریان سفید داغ - ناسور - بواسیر خونی و بادی اور شیر الخواری اور ریاح و نوشی سے جو خشکی لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتی ہین سبکو بغیر پرہیز دفع کرتا ہے ایک بوتل ایکماہ کو کافی ہو گی قیمت فی بوتل پانچروپیہ محصول ایکروپیہ عہ (**عجیب چیز**)

تحلیل بواسیر خونی و بادی تحلیل درد مسکن عجیب چیز ہے پہلے ہی روز ایک دو بار کی استعمال سے درد و جریان خون دفع ہوتا ہے اور تین ہفتہ میں بفضلہ درد مسہ بالکل دفع ہوجاتے ہیں اور پھر کبھی عود نہیں کرتی وزن عرق ۱۸ ماشہ قیمت پانچ روپیہ محصول ۸ / **جہان نما** اس عرق کو لگانے سے آنکھوں کی روشنی تیز ہوتی ہے۔ پھولی - دھند - درد و سرخی چشم جملہ بیماریوں کو دفع کرتا ہے قیمت پانچ روپیہ محصول ۸ / وزن عرق ۶ ماشہ ـ

خضاب نایاب

ہمیشہ رنگ ڈہنگ ہو نادر خضاب سے ہے

گویا کہ آمد آمد فصل شباب ہے

جیسی کہ عوام میں خضاب سے دقتیں واقع ہوتی ہیں ہر شخص پر ظاہر ہیں یعنی جو تہے آٹھوین روز مہندی لگاکر باندہنا اور بعد دو تین گہنٹہ کے پہر وسمہ لگاکر باندہنا اسمین قریب ۶ گہنٹہ کے وقت ضایع ہوتا ہے اور بالونکے سیاہ ہونے کے سوا اور کوئی فایدہ نہین اور نقصان بہت ظاہر ہے کہ مہندی اور وسمہ کا پانی جب دماغ مین جذب ہوگا تو اوس سے سواے نقصان کے اور کوئی فایدہ نہین جیسا کہ ایام سرما مین مثل سردی وغیرہ کے جسقدر کہ تہے بجا لائی نہین وقتوں کے سبب سے یہہ خضاب نایاب تیار کیا گیا جسقدر تعریف کیجاے بجا ہے ناظرین سے امید ہے کہ قیمت بہیجکر طلب کرین اسمین کوئی مبالغہ نہین - تہوڑی تعریف اسکے اجزا کی ظاہر کرتا ہون دافع بالخورہ خارشت سر ضعف دماغ علاوہ برین خوشبو مین بے نظیر مثل کیوڑہ باعث درازی مفرح دماغ ہے بالون مین سختی نہین آنے دیتا بلکہ ملایم رکہتا ہے سیاہی مین بالون کو مثل اصل بالون کے کرتا ہے دوسرے روز بطور روغن چنبیلی لگانا ہوتا ہے کسی چیز سے باندہنے کی ضرورت نہین دوسرے تیسرے روز لگائی تو بال مثل اصلی بالونکے سیاہ ہونگے کوئی تمیز نکر سکیگا کہ یہ خضاب ہے - ایک بوتل مین ۲۰ روپیہ بہر یعنے ڈیڑہ پاو ہوتا ہے قیمت فی بوتل عہ / ۸

ضمیمہ حسن

علاوہ محصول نصف شیشی دو روپیہ چہارم شیشی عہ۸ اس سے کم غیر ممکن ہے میرے شفاخانہ مین علاوہ اسکے ہر قسم کا علاج ہوتا ہے ۔

اطلاع ضروری واضح ہو کہ بہت سی سندی خطوط یعنی سرٹیفکٹ جو صاحبان یورپ بہادران نے میرے عمدہ علاج کے ثبوت مین عطا فرمائے ہین اور نیز ہندوستانی خطوط صحت قریب ہزار بارہ سو کے موجود ہین جو شایداور کارخانون مین نہو نگے چاہئیے کہ طلب فرماکر ملاحظہ ہون میری ادویہ سے ہزارون نے صحت پائی ہی اور بغیر سفارش بہت سے ملکون کی سارٹیفکٹ موجود ہین آدہ آنہ ٹکٹ بھیجکر طلب کرین کیونکہ بعض حکیمون نے اپنے شہر کے رئیسون سے خوشامد کر کے سرٹیفکٹ بنا لئے پس میرے سرٹیفکٹ اور اون حکیمون کے سرٹیفکٹ مین بڑا فرق ہے لازم ہے کہ پہلے سرٹیفکٹ منگا کر ملاحظہ فرمائین تا کہ دہوکا نہو ۔ ایک طویل فہرست بہت سی ادویہ کی جو اخبار مین گنجائش طبع نہین رکہتی اور جس سے لطف زندگی تا دم مرگ انسان قایم رہتا ہی ۔ قابل ملاحظہ ہی جو صاحب چاہین کارخانہ سے طلب کرین مفصل کیفیت ادویہ کی فہرست سی ظاہر ہوگی ۔ **المشتہر**

حکیم ابوالحسن شفاخانہ حکیم صفدر حسین صاحب شہر بنارس محلہ دالمنڈی

مجرب ازمودہ شرطیہ دوائین

امراض ذیل کے ادویہ شفاخانہ زبدۃ الحکما ڈاکٹر غلام نبی اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور مین جو سنہ ۱۸۷۲ع سے جاری ہی ملتی ہین مفصل فہرست و سارٹیفکٹ ٹکٹ آدہ آنہ سے ملسکتی ہین

(طلا) جو استعمال بچپن کے نقص کو نیز رطوبت و بگاڑ کو دور کرتا ہے فی تولہ للعہ ؍ (سہر سپا) دافع نامردی رقت منی جریان سرعت انزال احتلام دائمی قبض ضعف اعضاء رئیسہ و معدہ تاریکی چشم درد سر وغیرہ جو کثرت

ضمیمہ حسن

مسکرات و اقسام فواحش سے کمی اشتہا ضعف جگر و سستی لاحق ہو دور کرتا ہے فی بوتل للعہ (سوزاک و قرحہ) نیا ہو یا پرانا علی العموم ۴۸ گھنٹہ میں اپنا اثر شرن ریم وغیرہ کو دور کرتا ہے فی تولہ صہ (ہیرائیل خوشبودار) بالوں کو سیاہ رکھتا ہے نزلہ زکام ریزش دردسر ضعف دماغ و بصر کو مٹاتا ہے فی شیشی ۸ سے (حب آتشک) بامنہ آنے قے و دست دور کرتا ہے پھر ہوتا نہیں دو ہفتہ للعہ (کحل الجواہر) سرمہ مقوی بصر حافظ بینائی دافع نزول و دھند جالا خارش پانی جانا ۳ ماشہ سے ملے ر

(عجیب الاثر سنون) دانت کا ہلنا کیڑا لگنا بدبو میل خون جانا مسوڑوں کی ۲ تولہ عہ (حب بواسیر) بادی خونی سوکھی نیسیں قبض کو مفید دو ہفتہ عطہ

(حب ذیابیطس) بار بار آنا پیشاب کا و پیاس و کمزوری و لاغری کو دافع ہے فی تولہ عہ

(حب قایم مقام) افیون و چانڈو و بلا ضرر و بے رنج نشہ چھوٹ جاے فی تولہ صہ

(عرق ماء اللحم انگوری) مفرح مولد خون مقوی دماغ ضعف جگر و دل دماغ و معدہ دردسر تاپ تلی وجع المفاصل لاغری ضیق النفس سرفہ کہنہ بے قاعدگی ایام حیض لقوہ فالج رعشہ فی بوتل عطہ ۳ بوتل سے کم —

(روغن اعجاز) ناسور بھگندر - تالو کا سوراخ - خنازیر - بدکیڑی زخموں کے سکالی کہانسی - قے ایام حمل - خسرہ چیچک کو دفع کرتا ہے ۲ تولہ عطہ

رسالہ دافع آتشک و سوزاک رسالہ ہیضہ رسالہ بواسیر مضرات مسکرات رسالہ حافظ صحت سالانہ
عالہ ر   عہ ۱۰ ر   ۱۰ ر   ۹ ر   ۹ ر

المشتہر

زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

اشتہار

(۱) اس رسالہ کی قیمت معہ محصول ڈاک سالانہ عہ ماہانہ عہ

(۲) کم آمدنی والوں سے یعنے جس کی تنخواہ ڈیڑھ سو سے زاید نہو سالانہ سعہ ماہانہ ۱۳ار

(۳) جو صاحب کے اعلی مضمون یا ترجمہ عنایت فرماینگے انکو ایک اشرفی نذر دیجائیگی۔

(۴) دفتر میں مضامین ہر مہینے کی ۲۰ تاریخ تک پہنچ جانا چاہیے۔

(۵) ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس۔

شہر مستخط

حسن بن عبد اللہ المخاطب بہ نواب عماد نواز جنگ بہادر

ذیل کی بہار کتابیں ہمارے دفتر میں موجود ہیں۔

(۱) ترجمہ تاریخ افغانستان مصنفہ جی۔ اے واکر برسٹرایٹ لا قیمت ۔ عہ

(۲) بچون کی پرورش کے طور طریقے واکٹر ہاروی کی کتاب کا ترجمہ مس ایڈتھ بورڈمین صاحبہ نے کیا ہے اور انعام پایا ہے ۔ ۸/

(۳) زراعت دکن مصنفہ حسن بن عبد اللہ المخاطب بہ نواب عماد نواز جنگ بہادر .... ۔ مے ر

المشتہر

محمد عبد الصمد خان

منیجر

حیدرآباد دکن

جلد دوم — حسن — نمبر ۱۰

حسن

اکٹوبر سنہ ۱۸۸۹ء

مضامین

صفحہ

حیدرآباد دکن

مطبع حسن میں چھپا

رسید زر

منیجر شکریہ کے ساتھ اون حضرات کے اسماے گرامی درج ذیل کرتا ہی جنہوں نے زر چندہ سے اعانت فرمائی ۔ امید کہ دوسرے حضرات بھی چندہ سے ممنون فرمائینگے ۔

نام	رقم
جناب مولوی محمد اکرام الدین خان صاحب مددگار مال	[illegible]
جناب مولوی عبد الملک خانصاحب سوم تعلقدار	[illegible]
جناب نواب بشیر نواز جنگ بہادر اول تعلقدار	[illegible]
″ مولوی سید غلام رسول صاحب	[illegible]
″ مولوی خواجہ محمد محیی الدین صاحب مددگار تعلقدار	[illegible]
″ مولوی محمد امجد علی خانصاحب	[illegible]
″ نواب غلام زین العابدین خان بہادر جاگیردار	[illegible]
″ مولوی سید علی حسن صاحب	[illegible]
جناب مولوی کرامت اللہ خانصاحب مددگار	[illegible]
″ میر احمد شریف صاحب میر منشی نظامت	[illegible]
″ ڈاکٹر میرزا یوسف علی صاحب	[illegible]
″ جناب حکیم سعید الدین صاحب	[illegible]
″ نواب یار جنگ بہادر رامپورہ	[illegible]
جناب سید محمد عبد اللہ صاحب جمعدار عرب	[illegible]
″ غلام علی صاحب قریشی منصرم اول تعلقداری	[illegible]
″ مولوی غضنفر علی صاحب	[illegible]
″ ملا محمد علی صاحب	[illegible]
″ میرزا مہدی خانصاحب	[illegible]
″ مولوی نجم الدین صاحب فقیہ بوندی	[illegible]
″ غلام غوث خانصاحب	[illegible]
″ مولوی عبد الحی صاحب چند اسی	[illegible]
″ مولوی عبد الاحد صاحب رئیس	[illegible]
″ میر فیاض علی صاحب	[illegible]
″ مولوی بشیر الدین احمد صاحب مددگار	[illegible]
″ نواب منصور یار جنگ بہادر	[illegible]
″ نواب سید محمد زین العابدین خان بہادر	[illegible]
″ فیروز جنگ آصف الدولہ مشیر الملک	[illegible]

اطلاع

نمبر ۱ اس رسالہ کی قیمت خریداران ممالک محروسہ سرکار عالی بذریعہ زرمبادلہ اور خریداران ممالک انگریزی بذریعہ منی آرڈر ارسال فرماکر منیجر کو ممنون فرمادینگے۔

نمبر ۲ ناظرین اپنے تبادلہ مقامات سے دفتر کو اطلاع فرماتے ہین بسا اوقات عدم واقفیت مقام سے رسالہ نہین پہنچتا ہی یا واپس آتا ہی۔

نمبر ۳ اگرچہ رسالہ حسن چند اخبارات کے معاوضہ مین بھیجا جاتا ہی مگر یہ تو نہین ہوسکتا کہ تمام ہندوستان کے اخبارات کا معاوضہ اس رسالہ سے ہوسکے۔ مگر اکثر صاحبان مطابع اخبارات ارسال فرماکے معاوضہ مین رسالہ حسن طلب کرتے ہین۔ ہم اون حضرات کا معاوضہ بھی قبول کرینگے جو صاحب اپنے اخبار مین ماہواری ایکبار رسالہ حسن کا اشتہار جو عندالضرورت علحدہ مرسل ہوگا طبع فرمائین۔

اعلان

بکلز ہسٹری آف سویلزیشن کی جلد اول ترجمہ ہوکر تیار ہی۔ یہ وہی عدیم الوجود کتاب ہی جسکا آرٹیکل ہمارے رسالہ نمبر ۵ جلد دوم مین درج ہی۔ یہ کتاب غایت شہرت سے محتاج تعریف نہین اگر خریداری کی سو درخواستین بہم پہونچ جائین تو ہم اوسکو چھاپ دینگے۔

اشتہار باغستان

ہمارے باغ واقع منیرآباد مین ایشیا اور یورپ کے مشہور مشہور اور دور و دراز سے آئے ہوئے مختلف قسم کے میوون کے پودے موجود ہین جنکی نظیر شاید تمام ہندوستان مین بہت کم

ہوگی - یہان ہر چند پودھون کے نام تعداد و اقسام لکھے جاتے ہین جو صاحب شوق خواہش کرین طلب فرمالین جو پود ہے تیار نہون تاریخ اطلاع سے دو ماہ کے اندر بھیجدیے جائین گے کرایہ بار برداری ذمہ خریدار ہوگا -

نام	اقسام	قیمت	نام	اقسام	قیمت
(۱) قلمی (پیوندی) آم	۴۴ اقسام	فی ۱۲ار	(۲) سیب	۳۳ اقسام	فی ۲عـہ
(۳) شفتالو	۱۷ "	" ۸ر	(۴) آلو بخارا	۹ "	" ۸ر
(۵) انار	۵ "	" ۴ر	(۶) شہتوت	۲ "	۴ر
(۷) پیر انگریزی میوہ	۶ "	" ۲عـہ	(۸) زرد آلو	۵ "	" ۲عـہ
(۹) جام (امرود)	۷ "	" ۴ر	(۱۰) سنترا	۱۲ "	" ۲عـہ
(۱۱) چکوترا	۵ "	" ۲عـہ	(۱۲) انجیر	۵ "	" ۴ر
(۱۳) انگور	۵۲ "	" ۸ر	(۱۴) واہی (چین کا میوہ)	۵ "	" ۲عـہ
(۱۵) لکاٹ	۵ "	" ۲عـہ	(۱۶) سوسا پ (یہ انگریزی میوہ ہے)		۲عـہ
(۱۷) سیتا پھل		۴ر	(۱۸) رام پھل		۴
(۱۹) حرفا لیوڑی		۴ر	(۲۰) سپوٹیلا یہ نہایت عمدہ انگریزی میوہ ہے		۲عـہ
(۲۱) زیتون		۲عـہ	(۲۲) موز مختلف اقسام		۴ر
(۲۳) [illegible] (انگریزی میوہ) دو قسم		۲عـہ	(۲۴) اسٹرابیری		۲عـہ
(۲۵) پھنس		۸ر	(۲۶) بریڈ فروٹ (روٹی پھل)		[illegible]
(۲۷) کمرکھ		۲عـہ	(۲۸) ترنج		۴ر
(۲۹) بیل پھل الہ آبادی		۸ر	(۳۰) کاجو		۸ر

(۳۱) لیمو ۲	۴ر	(۳۲) کوہٹ	۸ر
(۳۳) گلابی جام	۴ عہ	(۳۴) گلاب پھل	۴ عہ
(۳۵) کھجور	۸ر	(۳۶) بیہ ۳ قسم	۸ر

المشتہر

مینیجر رسالہ حسن کاچی گوڑہ حیدرآباد چادر گھاٹ

پیسہ اخبار گوجرانوالہ پنجاب کے لایق اڈیٹر نے پبلک کو مختلف مضامین مفیدہ سے وقتاً فوقتاً مطلع کرنیکے لیے ایک نہایت آسان اور کم خرچ ذریعہ قرار دیا ہے۔ یعنی کتابوں کی حیثیت میں اون مضامین کی سلسلہ وار بحث چھیڑی جاوے گی جو ہمارے پولٹیکل سوشیل اور مارل ضروریات کو ایک حد تک رفع کر سکیں گے۔

ان کتابوں کی قیمت فی جلد ۳ر سے زاید نہ ہوگی۔ ہمکو امید ہے کہ اس آسان اور عمدہ ذریعہ سے مختلف کارآمد اور ضروری باتیں پبلک کو معلوم ہوتی رہیں گی۔

اور پبلک لایق اڈیٹر کی مالی امداد سے حوصلہ افزائی کرتی رہے گی۔

اڈیٹر صاحب پیسہ اخبار گوجرانوالہ پنجاب سے یہ کتابیں مل سکینگی

المشتہر

مینیجر رسالہ حسن

تجارت اور اوسکی دلچسپ تاریخ

دنیا مین تو کوئی ایسا شخص نہین ہے جو کچھ نہ کچھ تجارت نکرتا ہو۔ کیونکہ تجارت صرف سامان معیشت ہی کے تبادلہ کو نہین کہتے بلکہ علم و اخلاق و تجربہ و طرز معاشرت ایک قوم کے دوسرے قوم کو ایک شخص کے دوسرے شخص کو اسطرح فائدہ کے ساتھہ معلوم ہوتے ہین کہ تجارت مال و زر سے بدرجہا مفید ہوتا ہے۔ اور اس قسم کی تجارت جس سے انسانی خیالات مین تبادلہ ہو ایک ہی شہر بلکہ ایک ہی مکان کے افراد مین اسقدر آسانی سے ہوتا ہے۔ کہ ایک دوسرے کو خبر نہین ہوتی۔ مگر دنیا کے ایک حصہ کا حال دوسرے حصہ مین ظاہر کرنے کا آلہ ہمیشہ سے تجارت ہی رہا ہے۔ اور اس معنی مین ہم اوسی تبادلہ اشیا کا ذکر کرینگے جسکو عرف مین تجارت کہتے ہین تجارت کے استعمالی معنی تو کسی شے کا معاوضہ کسی شے خواہ زر نقد کے بدلے مین لینا یا دینا ہے۔ اس قاعدہ کے لحاظ سے قدیم زمانہ مین تجارت محض اشیار کے مبادلہ پر منحصر تھی کیونکہ سونا اور چاندی جو زمانہ کے ترقی کے ساتھہ ہر شے کی اصل قیمت ٹھہری بعد کو مستعمل ہوئی۔ اس زمانہ مین جبکہ سونے اور چاندی کے استعمال سے ہم لوگون کو ہر شے کی ایک مقرری قیمت دینے مین نہایت درجہ آسانی ہے جب قدیم زمانہ کے مشکلات کو جو مبادلہ باہمی اشیا سے ہوتی تھی سوچتی ہے تو کسقدر نقصان محنت اور وقت کا حال معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب ایک شخص کو جسکے پاس کپڑا ہوتا جو تی کی

ضرورت ہوتی تو وہ اپنا کپڑا بمعاوضہ جوتہ کے دیتا اگر جوتے والے کو کپڑے کی ضرورت نہوتی بلکہ ایک آہنی اوزار کی تو مجبوراً کپڑے والے کو آہنی اوزار کیلئے کسی لوہار کے پاس جانا ہوتا اور کپڑا دیکر وہ مطلوبہ اوزار لیتا بشرطیکہ لوہار کو پارچہ کی بعاوضتاً ضرورت ہوتی ورنہ اوسکے حسب خواہش کپڑے والے کو کہیں اور سے کوئی شئے بدلے مین لاکر فراہم کرنا ہوتا۔ غرض ہزار دان دقتون سے کوئی ضروری شئے حاصل ہوتی ہے۔ اب ترقی یافتہ ملکون مین مبادلہ کی رسم موقوف ہوگئی اور زر نقد ذریعہ خرید و فروخت کا ٹہرایا گیا۔ مگر کاروبار تجارت اب بھی ہنوز بڑی مقدار مین بمبادلہ اسباب ہوتا ہے۔ ہندوستان کی دولت بصورت اسباب خام و زر نقد تمام دنیا مین عموماً اور انگلستان مین خصوصاً بہت زیادتی کے ساتھہ جاتی ہے کیونکہ ان اسباب خام کو قابل استعمال و تکمیل تک پہونچانیکے لیئے ہنوز اس نامور گورنمنٹ نے بھی یہان کارخانے قایم نہین کیئے۔

تجارت کے اس بیان مین تین باتون کا ذکر ہوگا۔

تاریخ تجارت۔ اصول تجارت۔ زمانہ حال مین تجارت کا گھٹنا و بڑہاؤ ✚

تاریخ تجارت

سب سے لائق لوگون نے اس امر کی تحقیقات کی ہے کہ تجارت کی ابتدا کس قوم مین سب سے پہلے ہوئی۔ مگر چونکہ تجارت کی ابتدا کو کسی مخصوص

قوم سے خصوصیت ہین اسلیئے وہ سوال یون اٹھایا گیا کہ چونکہ تجارت کا انحصار کثرت آبادی پر منحصر ہے اسلیئے یہہ دیکھنا چاہیئے کہ سب سے پہلے نہایت گنجان آبادی کہان ہوی تحقیق اور قرائن سے معلوم ہوا کہ گرم ملکون مین آبادی سب سے پہلے ان مقامون پر ہوی جہان سیرابی کے کچہہ نہ کچہہ قدرتی سامان موجود تھے - خواہ وہ دریا کے فصلی سیراب سے ہوی ہو یا پہاڑون پر سے پانی بہنے سے ہو یا کوی اور ذریعہ سے چنانچہ مصر مین دریاے نیل - شام مین دریاے فرات اور ہندوستان مین دریاے گنگ اس قرائن کے موید ہین کہ ان ملکون مین مذکورۂ بالا دریاؤن کے جوار مین آبادی کی کثرت اور تجارت کا پہلے پہل شیوع ہوا گرم ملکون مین ایسے تراوت بخش مقامات نہایت فرحت انگیز ہوتے ہین ان مقامون کی سبزی آنکھون مین ٹھنڈک پیدا کرتی ہے اور یہی وجہہ ہے کہ دور دراز کے لوگ جذب مقناطیسی سے ان سرسبز مقامون پر آنکر آباد ہوتے ہین ؎

ہر کجا چشمہ بود شیرین + مردم و مرغ و مور گرد آیند -

اس قدرتی لطافت اور خدائی فرش مخمل اور خوشگوار آب و ہوا سے بیچارے سرد ملک کے باشندے بالکل ناواقف ہین کہ ان ملکون مین ان اوصاف کے ساتھہ کوی قدرتی یا مصنوعی مقام نہین -

تجارت کی ابتدا تو اوسی زمانہ سے سمجھنی چاہیئے جبکہ انسان کی آبادی کسی مقام مین کثرت سے ہوی ہو - ہندوستان مین قدیم الایام سے تجارت

ہوتی ہوا اور باوجودیکہ قدرتی زرخیزی بیان روز اول سے ہی مگر اہل ہندنے ازروئے تجارت ہمیشہ نیکنامی حاصل کی ہے حضرت یوسف کا اپنے بھائیون کے عربون کے ہاتھہ فروخت ہوجانا جو اونٹون پر صندل اور خوشبو اور دیگر اشیاء مصر لیجاتے تھے تاریخی شہادت ہے عربون کی تجارت بہی زمانہ قدیم سے مشہور ہے۔ یہہ عرب تجارت اسپہنے ملک اور شام کیطرف نقل لایا کیئے تھے۔ جس شغل سے بنی آدم کا استعدر تعلق ہوا اور رفتہ رفتہ ترقی اور سہل پیدا ہونی خلاف منشای قدرت ہے۔ شروع مین اسباب تجارت بسبب اقتضای زمانہ کم مقدار مین خرچ ہوتا تہا تاجر اپنے پشت پر باندھکر فروخت کیا کرتے تھے جیون جیون ضرورت زیادہ ہونے لگی اور انسانی قوت گرانبار اسباب کی متحمل ہوسکی تو جانورون سے کام نکالنا شروع کیا۔ اور انہین کے پشت پر اسباب لادکر نشیب و فراز گلی کوچون مین دورہ کرنے لگے مگر جب زمانہ کی رفتار نے تجارت کی وقعت زیادہ بڑہائی تو اس ابتدائی ترقی سے متجاوز ہوکر زیادہ مہذب طریقہ کی جستجو ہوئی تاکہ کثرت کار اور آسانی و قلت دقت سے کام ہو اوسوقت سڑکون کی بنیاد پڑے۔ گاڑیون کی راہین نکالی گیئن بعدہ سڑکون کی پختگی اور گاڑیون مین مفید ترمیمین ہونے لگین اس سے اور بہت سی ایسی مثالون سے ظاہر ہے کہ زمانہ اپنے ساتھہ اپنی روش پر ہمکو چلاتا ہے ہم زمانے کو الٹے اپنے طرف نہین کہینچ سکتے ایک مشہور مثل ہے زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ بساز اور ضرورت مصدر ایجادات ہے۔ اسکا اثر منجملہ اور امور کے تجارت کی روزافزون ترقی مین بخوبی پایا گیا۔

اور سلسلہ سے معلوم ہوا کہ کیونکر انسان سنے اسباب تجارت کو اپنے پشت سسے جانورون پر اور جانورون کے پشت سے بیل گاڑیون پر رکہا بعدہ تیز رفتاری سکے لحاظ سے دھے کی پٹڑیون پر بیل گاڑیان بنائین - اسکے بعد اسٹیم انجن جاری کیا جس سے ہزارون بیل گاڑیان بار بردار نہایت عجلت سے نقل وحمل ہوتا ہے ادہر انا کو قابو مین لانے اور مشرق و مغرب کو تجارتانہ سلسلہ مین مسلسل کرنے کو جہازون مین روز بروز ترقی ہوتی رہی اور بالآخر بادی خطرناک جہازون سے متجاوز ہوکر دخانی کشتیون سے کام لینا شروع کیا - ملکون مین اندرونی تجارت اور ملکی زراعت کی ترقی کیلئے نہرین ریل گاڑیون کے ساتھ سڑکین نکالین - غرض زمانہ کی ضرورت سے ہزارون راہین کہولدین - اگر بفرض محال ایک شخص سترہوین صدی کا اس انیسوین صدی مین زندہ ہوکر اپنے ملک کی موجودہ حالت کو دیکہے اور اپنے وقت سے مقابلہ اور موازنہ کرسے تو اوسکو معلوم ہوگا کہ گویا وہ اس دنیا مین پیدا ہی نہین ہوا تہا -

جب یہہ قرائن سے ثابت ہوچکا کہ عربون - شامیون مصریون اور ہندیون سنے اپنے آبادی کا مجموعی حصہ بمقابلہ دوسرون کے زیادہ وسیع کیا انکی تجارت ہی سب سے افضل رہی ہوگی لیکن جو کچہہ ہو بحری تجارت مین ان سے بہت ہی کم ترقی کی کیونکہ علم جہازرانی عمل سکے طرح برائے نام تہا جبکہ اس زمانہ مین ہر ملک کے مشہور شہرون مین جو سمندر سے قریب واقع ہین ایک شاخ بحری تجارت اور جہازی خدمت کا پایا جاتا ہے اوس زمانہ مین مخصوص شہرون سے

برای نام چند اشخاص اس کام کا بیڑا اوٹھاتے تھے کشتیون کی ساخت ہی ایسی
ہوتی جو اوس زمانہ ابتدائی کے جہاز رانون کسیطرح اجازت ندیتی کہ وہ ساحل
چھوڑ کر کچھہ آگے بڑھنے کی جرأت کرین حالانکہ وہی اصول اس ترقی یافتہ زمانے مین جہاز
رانی کیلئے خطرناک خیال کیجاتے ہین کیونکہ اگر ملک کے متصل کشتی بانی ہو تو ہوا کی قلت
اعانت سے محض ہاتھہ پیر کے بل پر ہسارے سے جہاز رانی کا انحصار ہو جاسکے جو خطرناک اور
دشوار ہے۔

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل مصر نے سب سے پہلے بحری تجارت کو شہرت
دی۔ بحر قلزم اور رجوار مصر مین انہین کے جہازون کی آمد و رفت رہا کرتی اب تک
ٹھیک معلوم نہین ہوا کہ بحر قلزم کی راہ سے مصر اور ہندوستان کے مابین کب
سے تجارت جاری ہے۔ جب بونا پارٹ مصر پر حملہ کی تیاری کر رہا تھا تو اوسنے
ہندوستان اور مصر کو از روی تجارت مسلسل کرنیکا ارادہ کر لیا تھا۔

جزیرہ کریٹ سب سے پہلا مقام ہے جہان مصریون کی آمد و رفت
سے شائستگی نے اپنا جنم لیا۔ اسکے بعد پھر اور جزائر سرفراز ہوتے رہے حضرت
عیسیٰ علیہ السلام سے ایک ہزار برس پہلے مصریون نے یونان اور جزیرہ کریٹ
مین بود و باش اختیار کی اور پانسو برس اوس شائستگی کے حاصل کرنے مین
یونان نے صرف کئے جو اوسکے پولیٹیکل شہرت کا باعث ہوا جبکہ ایران نے
بڑی کر و فر سے اوس پر چڑھائی کی تھی۔

اب ہم چند قدیم شہرون کا کچھہ حال تجارتانہ لکھتے ہین اوسی ضمن مین

بعض الوالعزم بادشاہون کا تذکرہ بھی آجائیگا جس سے معلوم ہوگا کہ اُن لوگون کو اوس غیر ترقی یافتہ زمانہ مین بھی ملکی سرسبزی کے وسائل سے غفلت نہ تھی۔ اور جو سامان ترقی آج میسر ہین اور ذرایع ملکی بہبودی کے تبلائے جاتے ہین حقیقت مین اونکی ابتدا ایسے زمانہ مین ہوئی جسکو ہم لوگ تاریک اور غیر تربیت یافتہ کہتے ہین۔

قائر:۔ یہہ شہر بلحاظ وسعت تو کچھ قابل وقعت نہ تھا مگر موقع تجارت کے لحاظ سے وہ ہمیشہ سرسبز اور عمدہ رہا حضرت سلیمان علیہ السّلام کے زمانہ سے سکندر اعظم کے حملہ تک جسکو سات سو برس کا عرصہ گذرتا ہے اس شہر کی تجارتانہ شہرت رہی۔ جب یونانی فوج بماتحتی سکندر نے اس شہر پر حملہ کیا اور اہل شہر نے جس طریقہ سے اوسکی محافظت کی تو یونانیون کے دل مین عموماً اور سکندر کے دلمین خصوصاً اوسکی وقعت بلحاظ موقع تجارت بڑھ گئی۔ سکندر اعظم نے اپنے ہمراہیون پر اس امر کا بھی زور دیا کہ مفتوحہ اقوام کے طرز معاشرت اور آداب تجارت سیکھین جو اوسکے حقیقت مین مدبرانہ حال تھی۔

سکندریہ کی بنا سکندر اعظم کے اعلیٰ درجہ کی دوربینی اور خداداد عقل کی شاہد حال ہے جسکو روز اول سے آجتک ترقی ہی ہوتی رہی یہہ مقام از روے تجارت ایسے عمدہ اور مفید موقع پر واقع ہوا ہے کہ یورپ آور ایشیا اور افریقہ کی منڈی ہوگئی ہے۔ سکندر اعظم اسکے ترقی مین ہمیشہ کوشان رہا۔

اودہر یونان کے دار الحکومت اتھینیہ کی تباہی ہوتی رہی اُدہر سکندریہ کو ترقی۔

مگران دونون مقامون سے افضل ترکارتھیج تھا جسکی تباہی کا بدنما داغ سلطنت
رومیہ کبریٰ کے تاریخی صفحات پر ہمیشہ رہیگا۔
کارتھیج بڑے عمدہ تجارتانہ موقع پر آباد تھا۔ محفوظ بنادر تھے تجارت مشرق اور
مغرب مین ہوتی تھی۔ مصر کے ساتھہ دوستانہ تعلق تھا اور فرانس۔ اسپین۔
سیسلی وغیرہ مین کوئی مدمقابل نہ تھا۔
رومیہ اور کارتھیج مین بڑا فرق یہی تھا کہ اول الذکر جنگی اور زبردستی کارروائی
کرتا رہا اور موخرالذکر عدم آزاری اور سبک روی۔ اہل روما نے جہازرانی مین
کبھی اعلیٰ عزت حاصل نہین کی ہے چنانچہ جب رومیون اور کارتھیون سے لڑائی ہوئی
تو رومیون نے اپنے جہازی ناتجربہ کاری سے بہت نقصان اٹھایا مگر بالآخر کامیاب
ہوئے اور اس فتح سے انکی وسعت سلطنت ایک جانب افریقیہ کے شمالی حصہ
اور دوسرے جانب یونان و سکندریہ تک ہوگئی جس سے تجارت کو بہت فروغ
ہوا۔ بحری رہزنی موقوف ہوسکے۔ بحیرہ روم۔ بحیرہ ہند۔ بحر قلزم اور خلیج فارس
مین رفتہ رفتہ جہاز رومی پہونچنے لگے اوسوقت تک جہازی کمپاس مستعمل
نہین تھا بلکہ ہوا پر سارا دارمدار رہتا اوسیکے موافق جہازرانی ہوتی تھی۔
مسلمانون نے اپنے زمانہ حکومت مین تجارتانہ مواقع خوب ڈھونڈے
تھے جس سے اونکی دانشمندی کا ثبوت ملتا ہے۔ اگر سکندر نے سکندریہ بنایا
اور اس خصوص مین لوائے نیکنامی بلند کیا تو عربون نے بصرہ۔ بغداد جبرالٹر
(جبل طارق) عدن قسطنطنیہ۔ کارتھیج سکندریہ۔ وغیرہ تعمیر کیا یا اپنے

قبضہ مین لائے جو ابتک دنیا کے مشہور بندرگاہون اور تجارتی موقعون مین ممتاز جگہ پاتے ہین۔ اسکے سوا ے مسلمانون نے نہایت عمدہ اور باموقع ممالک جزائر پر قبضہ کیا جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اون کو پولٹیکل دوربینی کسقدر تھی اور کہانتک تجارتی مواقع ڈھونڈھنے مین جان کھپاتے تھے چنانچہ صقلیہ۔ (سسلی) صنوبر (سیپرس) رہوڈز۔ کریٹ۔ یونان۔ مصر۔ ٹریپولی۔ ٹیونس وغیرہ جہازرانی اور تجارت کے لیئے نہایت باوقعت اور ضروری مقامات ہین ان مشہور اور کارآمد تجارتی موقعون اور ملکون مین سے باستثنا ے جبرالٹر۔ عدن۔ سسلی۔ اور یونان کے کل مسلمانون کے قبضہ مین ابتک ہین۔ عدن کا صرف بندر انگریزون کے پاس ہی باقی شہر عدن پر مسلمان قابض ہین جزیرہ کریٹ تیس برس جنگ کے بعد مسلمانون کے ہاتھہ لگا۔ جو آجکل ملکی رزمگاہ ہو رہا ہی۔

یون تو دنیا مین کوئی سلطنت قیامت تک کے لیئے سند لیکر آئی نہین ہمارے اعتقاد کے موافق ہر شئی کی ابتدا و انتہا ضرور ہی سلطنت کی بنیاد۔ ترقی کمال بعدہ انحطاط زوال اور آخر مین تباہی لازمی ہی۔ پس جو آج کیفیت اعلی درجہ کی کسی ایک سلطنت کی ہی وہی حالت حسب اقتضا ے زمانہ کل ہماری تھی۔ ہم دنیا کے روبرو محجوب نہین تھے کہ اپنے عروج کے زمانہ مین مدبرانہ کارروائی نہین کی اور آسانی سے عثمان سلطنت حملہ آورون کو دیدی بلکہ دنیا کی تاریخ ہماری فراست و دانائی اور پولٹیکل دوربینی علوم کی اشاعت فنون کی دستگیری کی شاہد ہی اور اس پرآشوب زمانہ مین بھی جو مرتبہ آج سطح زمین پر ہمکو حاصل ہی دیکھیئے ہم شکریہ

قابل نہین گو فخر کو ندامت سے مبادلہ ہوگیا ہی - ہماری تجارت مین کسا دبازاری اگئی - ہمارا راس المال لٹ گیا - جنس بجالت ناپرسائی جہالت کے تاریک غار مین پڑی ہی -

سلطنت رومیہ کبریٰ جسکا بول بالا افریقہ اور یورپ کے بہت بڑے حصہ مین تھا آج حسرت بھری آنکھون سے اپنی پچھلی عظمت کو رو رہی ہی -

جب سے اس سلطنت نے اپنا دارالسلطنت بمقام قسطنطنیہ تبدیل کیا اوسکو روز بروز باوجود سخت فکر اور عمدہ جنرلون اور فوجون کے انحطاط ہی ہوتا رہا - اور پانچوین صدی مین اسقدر قوت باقی نرہی کہ وحشی دشمنون سے اپنا ملک محفوظ رکھہ سکے - چنانچہ - اسپین - اٹلی - اور گال مین ہردم فتنہ و فساد برپا رہا اور ملک و مال کی پامالی ہوتی رہی - شہر ویران ہوتے گئے - طوایف الملوکی پہیل گئی اور تجارت کا خیال لوگون کے دلون سے بالکل جاتا رہا کیونکہ ہر موقعہ پر تلوار کر کام لیا جاتا تھا - جب سلطنت رومیہ کا یہ حال دیکھا تو سوداگرون نے وینس مین بود و باش اختیار کرنی چاہی - یہ مقام عجب پرفضا اور دلکش ہی اور اپنی مثال دنیا مین نہی رکھتا - تمام شہر پانی پر آباد ہی - شاہراہین پانی کی ہین گلی کوچون مین سے کشتیان چلتی ہین - مکانات نہایت نفیس آبادی پرفضا آب و ہوا خوشگوار - غرض اوس دلکش اور محفوظ مقام مین تاجرون نے مستقل مقام اختیار کیا - اور تجارت کو بہت فروغ ہوا - جن شہرون کو قدیم زمانہ مین تجارتا نہ فروغ ہوا تھا اومین وینس کو بہت بڑی شہرت تھی

اور اوسکا دلفزا مقام دور و دراز کے تاجرون اور سیاحون کو کھینچ لاتا تھا
وینس کے بعد پیسا کو تجارتانہ شہرت ہوئی - ہمارے ناظرین شہر جنوا کے
نام سے کم سے کم بہت واقف ہونگے کیونکہ وہان کی اور وہان کے طرز کی
گھڑیون نے پچھلے زمانہ مین بڑی ناموری پیدا کی - جنوا کے برابر پیسا کو فروغ
نہین ہوا کیونکہ اس شہر سے بیرونی تجارت کا تعلق بہت زیادہ نہ تھا -
سنہ ایکہزار عیسوی سے چودہوین صدی کے نصف ثانی تک جنوا نے اپنی
شہرت ازروے تجارت قایم رکھی اسی زمانہ مین وینس اور جنوا سے جنگ
ہوگئی اور تجارت مین زوال آگیا -
قسطنطنیہ پندرہوین صدی تک جنگی حملون سے بچتا چلا آیا تاہم اس اثنا
مین بہت سے خفیف صدمے پہونچے تھے - یہ وہ وقت تھا جبکہ مغربی یورپ
مین تہذیب پھیل چلی تھی اور چھاپہ کی ایجاد سے ایک عظیم تغیر پیدا ہونے
والا تھا - اگرچہ مشرقی یورپ مین بمقابلہ مغربی یورپ کے علم و تہذیب
کا اوس وقت زیادہ چرچا تھا مگر یہ خوش قسمتی کی بات ہے کہ قدیم علوم
و فنون تجارت و صنعت مشرقی حصہ یورپ مین محفوظ اور قایم تھی -
قسطنطنیہ کی تجارت ایک جانب سکندریہ سے دوسری جانب وینس
اور دیگر بنادر اٹلی سے اور تیسری جانب ہندوستان سے تھی - جب عربون
نے مصر پر قبضہ کرکے ہندوستان کا راستہ بحر قلزم سے بند کیا تو تجارت
براہ بحر خضر خلیج فارس اور دریاے فرات جاری تھی -

تجسس راہ ہندوستان

چونکہ ابتدائے زمانہ مین عربون کی تہذیب و شایستگی ایک تاریخی مستند شہادت ہے اس لئے انھون نے اپنے اور اندرونی و بیرونی تعلقات کی وسعت کے ساتھ تجارت مین بھی حسب ترقی زمانہ وسعت دی۔ یورپ اور بہت سے ایشائی ممالک مین ہندوستان کی بیش بہا اور خوشبویات کا چرچا حضرات عرب کی بدولت ہوا۔ عرب سے ہندوستان تک تو وہ لوگ چھوٹے چھوٹے جہازون کے ذریعہ سے تجارت کرتے تھے مگر ادھر عرب سے ہندوستانی اشیا اندرونی ممالک کے ذریعہ دست بدست پہونچتی تھین۔ یورپ مین ہندوستانی اشیا کی بڑی قدر و منزلت ہوتی تھی اور باوجود منافع در منافع در دست بدست فروخت ہونے کے یہان کے مصالحے اور دیگر بیش قیمت خوشبویات وغیرہ یورپ مین ارزان معلوم ہوتی تھین۔ یہی وجہ تھی کہ اقوام یورپین کو ہندوستان کی طرف بڑھنے کا شوق ہوا۔

پندرھوین صدی مین منجملہ دیگر فرنگی قومون کے پرتگالیون کو سمندر کی راہ کر ہندوستان پہونچنے کی بڑی ہی فکر تھی ان سے زیادہ کوئی اور راس تجسس راہ مین نہین لگا ہوا تھا برسون کی سرگردانی اور کوشش مین ہندوستان کی راہ افریقہ کے گرد سے ہزار دقت و مایوسی دریافت ہوئی۔ جس مقام سے یہ پرتگالی ہندوستان کی طمع مین اپنے اوپر جبر کرکے بخوف طوفان واپس جاتے تھے وہی مقام بالآخر انکی امیدونکو سرسبز کرنیوالا ہوا اور راس

راس خوش امید نام رکھا ۔ اور ۱۴۹۷ء مین ہندوستان کی راہ بین خداکی
قدرت اور انسانی جد وجہد کا یہ نتیجہ ہوا کہ جو عرب یہان یورپین کے آنیکے
محرک ہوے اون کا اب نام ونشان نہین اور جن پرتگالیون نے برسون کی
لگاتار کوشش وجانفشانی مین ہندوستان کی راہ نکالی اور دوسرون کو بتلائی
آج وہ ایک ذلیل ترین گوشہ (گوا) مین خاموش بیٹھے ہین۔ مگر جنھون نے دوسو
برس کے بعد تجارت کا ڈھنگ ہندوستان مین ڈالا جبکہ یہان مسلمانون کی
حکومت اوج کمال پر تھی۔ آج وہ پورے طور سے مالک ہین "تِلْكَ الْاَيَّامُ
نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ" مین کسکو کلام ہر۔

امریکہ کی دریافت

فنّ جہازرانی اور تجارت کے روز افزون ترقی سے علم جغرافیہ کے منجملہ اور علوم
وفنون کی بہت بڑی ترقی ہوئی مگر پندرہوین صدی تک اس علم نے ادنےٰ
ترقی حاصل کی تھی کیونکہ دنیا کا صرف ایک حصہ لوگون کو معلوم تہا اور زمین
کو بجاے کرہ گردشی کے بطلیموسی تعلیم کے موافق مسطح اور قایم بالذات سمجھے ہوئے
تھے۔ اُن کی سمجھ مین نہین آتا تہا جیسا کہ اب تک بہت سے نہین سمجھتے کہ علم جغرافیہ
کی رُو سے نشیب وفراز کوئی شی نہین۔ اور ہم بمتابعت دورۂ زمین کبھی نشیب
مین جلتے ہین اور کبھی فراز مین۔

کولمبس جو اٹلی کا ایک مشہور جہازران تہا سب سے پہلے اس امر کا قائل
ہوا کہ سمندر پار ضرور کوئی اور قطع زمین ہوگا۔ جسکے تجسس مین وہ جان پرکھیلنےکو

تو تیار تھا مگر عرصہ دراز تک روپیہ کی امداد نہ ہوئی

امی ... توجہ انی ولیکن ابدا + ستار عیوب فاسی الحاجاتی

بالآخر ہسپانیہ کے دور میں ملکۂ ایزابلا کے بدولت دولت ملک و مال نصیب ہوئی اور امریکہ کا وجود کولمبس کی محنت سے لوگون کو ظاہر ہوا۔ مگر زمانے کی ناقدر شناسی کا یہ کافی ثبوت ہے کہ اوس قطع ملک کو جسکو آج ہم لوگ امریکہ کہتے ہین ایک ایسے شخص کے نام پر موسوم ہوا جسنے کلمبس کے بعد امریکہ مین قدم رکھا۔

تجارت کے لحاظ سے امریکہ مقبوضۂ ہسپانیہ کو وہان کے کانِ طلا نے بہت شہرت دی۔ مگر خود ہسپانیہ کو فائدہ برائے نام ہوا کیونکہ فرانس و جرمنی و انگلستان نے وہان کے طلائی معدنیات سے بمقابلہ خود مالک معدنیات کے بدرجہا زیادہ فائدہ حاصل کیا۔ ایک دوسری بلا ہسپانیہ پر یہ نازل ہوئی کہ اوسنے مسلمانون اور یہودیون کو جو اوس ملک مین صاحب صنعت و حرفت تھے اور جس سے وہان کی تجارت کا اعتبار تھا خارج الملک کر دیا اور کلیتاً تمام ملک خزینۂ جہلا و سست اشخاص کا رہگیا۔

تجارت جو سرسبزی ملک کے لئے لازمی ہے بیجا فریقی تعصب سے اکثر ملک پامال ہو گئے ہین۔

انگلستان کی تجارت اور جہازرانی جیسی کہ اب ہے زمانہ گزشتہ مین کبھی خیال مین بھی نہ تھی اور یورپ کی تجارت مین کوئی شمار نہ تھا جسکی وجہ وہی ابتدائی اصول تجارت قرار دی جاسکتی ہے یعنی انگلستان کے شہر و مین

بمقابلہ دوسرے ممالک کے شہرون کے گنجان آبادی نہ تھی آبادی کی وسعت
اور چند پولیٹکل معاملات کی پیچیدگی سے تجارت مین ترقی ہونے لگی ۔
جس کی ابتدا سترہوین صدی کے نصف سے ہوئی ۔
اٹھارہوین صدی کے شروع مین جہازون کا مجموعی وزن ۲ لاکھ ۷۰ ہزار
ٹن اور پچاس برس کے بعد ۶ لاک اور سو برس کے بعد ایک کرور چھ لاک
ٹن ہو گیا ۔
۱۸۵۲ مین کل انگریزی بادی جہازون کی تعداد ۳۱۹۹۳ تھی ۔ اور دخانی
جہاز ۱۴۱۴ تھے ۔ اور ان دونون کا وزن ۴۰۸۰۳۸۵ اور ۲۲۳۶۱۶ ۔
ٹن بالترتیب تھا ۔ لیکن اس زمانہ مین تو اور بھی ترقی ہوئی ۔ خاصکر دخانی جہازون
مین ۔ جنکا وزن قریب ۴۳ لاک ٹن کے ہی (۲۸ من کا ایک ٹن ہوتا ہی)
حال مین جب لارڈ سالسبری وزیراعظم سلطنت انگلشیہ نی بحری قوت کو اور بڑہانا
چاہا تہا جسکے متعلق دونون ہوسون سے بل بھی پاس ہو گئی اوسوقت بیان
کیا تہا کہ انگلستان کو اپنی بحری قوت کے قایم رکہنے کو کم سے کم اسقدر مضبوط رہنا
چاہیئے کہ یورپ کی کوئی دو سلطنت متفق ہو کر تنہا انگلستان کا مقابلہ نکرسکین
انگلستان کے بعد از روے قوت بحری ممالک متحدہ امریکہ کا نمبر ہی جسکے دونون
قسم کے جہازون کا مجموعی وزن تقریباً ۳۶ لاک ٹن کے ہی ۔ اگر انگلستان اور
امریکہ کی مجموعی بحری قوتون کا موازنہ کیا جاے تو تقریباً دوچند کا فرق
ہو گا ۔

اصول تجارت

تاجرون کے اصول مین چند باتین قابل لحاظ ہین

۱۔ مال تجارت کا صدر مقام سے لانا اور جلد فروخت کرنا ازدیاد اعتبار کی دلیل ہی۔

۲۔ تھوڑے نفع پر مال جلد فروخت کرنا بہتر ہی بہ نسبت اسکے کہ زیادہ نفع کی امید پر مال عرصہ تک پڑا رہے۔

۳۔ زر سے زیادہ اعتبار کی ضرورت ہی۔

۴۔ باقاعدہ ادائی اور وقت موعودہ پر قرضون کا ادا کرنا آیندہ کے ساکھے مضبوط کرتا ہی۔

۵۔ تھوڑے نفع پر مال بیچنا شہرت اور کثرت فروخت کا سبب ہی اور جو قلت منافع سے کمی آمدنی کا گمان ہی وہ زیادتی فروخت سے پورا ہو جاتا ہی۔

۶۔ اشیار کی مقرری قیمت سے سوداگرون اور خریدارون کو دقت اور محنت سے بچاؤ ہوتا ہی اور فضول جھنجھٹ سے نجات رہتی ہی۔

۷۔ ایمانداری سے فروخت مین قوت ہوتی ہی گو یکبارگی فائدہ نہین ہوتا برخلاف بے ایمانی کے کہ ایک دو مرتبہ دہوکہ مین کچھہ دولت آجاتی ہی مگر پھر ایسا شخص بازار مین منھہ نہین دکھا سکتا۔

۸۔ ذاتی محنت سے تجارت مین بڑا تجربہ ہوتا ہی دوسرون پر تکیہ کرنے اور خود آرام کرنے سے بدنامی اور کسادبازاری ہوتی ہی۔ اور تجارت کا بہت

جلد خاتمہ ہو جاتا ہے۔

۹۔ زیادہ فائدہ اُن ملکون مین ہوتا ہے جو زیادہ آباد ہون اور جہان قدیم باشندے ہون کیونکہ یہ لوگ مالدار ہوتے ہین اور قیمت باقاعدہ ادا کرتے ہین۔

۱۰۔ نو آباد ملکون کے لوگ اکثر خالی ہاتھ ہوتے ہین۔ ایسے ملکون سے خرید و فروخت کرنے مین ہمیشہ دقت ہوتی ہے۔

۱۱۔ جہانتک ممکن ہو تجارت آزادانہ ہو۔ رکاوٹ ڈالنے سے نقصان ہوتا ہے۔ گورنمنٹ کا کام یہ ہے کہ وہ رکاوٹون کو دور کرے تاکہ آسانی پیدا ہو۔

۱۲۔ مونوپولی یعنی حقوق مخصوص عام تجارت کے منافی پائے گئے۔ اس سے صرف دوسرونکے بوجہ حقوق سلب نہین ہوتے بلکہ اصول تجارت پر اہل کمپنی بہت کم رجوع ہوتے ہین کیونکہ انکو بوجہ محافظت سرکاری کسی قسم کا اندیشہ نہین ہوتا۔

۱۳۔ جب راس المال کم ہو تو مونوپولی یعنی حقوق مخصوص کیقدر ضرورت ہے لیکن راس المال کی زیادتی پر ہرگز قایم نرکھنا چاہیئے۔

۱۴۔ کارخانجات صنعت و حرفت مین محنتون کی تقسیم لازمی ہے۔ کیونکہ ایسے کارخانون مین ہر قسم کے آدمی ارزانی اور آسانی سے ملتے ہین اور کام کی تکمیل عمدہ طور سے ہوتی ہے۔

۱۵۔ تاجرونکو خرید و فروخت مین آزادی ہونی چاہیئے اونکو اپنے مال فروخت کرنے یا روک رکھنے سے مالکانہ حق ملنا چاہیئے۔ بجز غلہ کہ وہ ہر شخص کو مناسب موسم تک فروخت کرنے یا روک رکھنے کے پورے طور سے مجاز کئے جائین۔

محنتون کی تقسیم و تقسیم قلت اور کثرت کارخانۂ تجارت کا اظہار کرتی ہی اور جسقدر کامون مین آسانی اور تکمیل اور عمدگی ہوتی ہی وہ محض محنتونکے تقسیم و تقسیم سے ہوتی ہی لیکن محنتون کی تقسیم کثرت آبادی پر منحصر ہی جہان مختلف صنعتون اور کامون کے لوگ آسانی سے ملجاتے ہین۔ اور مختلف ہاتھون سے ایک شی مکمل طور سے تیار ہو جاتی ہی۔ محنت کی تقسیم کی کمی ایک دوسری اور قسم ہی اور وہ ملکی تقسیم ہی یعنی تجارت کی مختلف شاخ مختلف ملکون مین عمدہ طور سے تیار ہو کر حیثیت مجموعی بازار کو رونق دیتی ہی۔

بعض سلاطین کو یہ خبط ہوا کرتا ہی کہ کل اشیا جو انکے ملک مین خرچ ہوتے ہین وہین تیار ہون اور دوسرے ملک کی محتاجی نہو۔ گو بادی النظر مین یہ اصول ملک کی ہمدردی ظاہر کرتا ہی مگر حقیقت مین خلاف عقل ہی۔ جن چیزونکا مصرف کسی ایک ملک مین ہوتا ہی اگر اوسکے تیاری کے سامان از ابتدا تا انتہا اوس ملک مین کثرت سے موجود ہین اور بنانے والے اور دیگر ضروری اوزار وغیرہ سب کاملیت و جامعیت سے ہین تو اوسکا بنانا مفید و لازمی ہی۔ لیکن جب ایسا نہین ہی تو بجائے فائدہ کے نقصان ہوتا ہی۔

مثلاً فرانس کو بمقابلہ انگلستان کے دخانی کارخانون مین کبھی فائدہ نہین ہو سکتا کیونکہ وہان کوئلہ کی ایسی کانین کہان جو انگلستان مین میلون موجود ہین علیٰ ہذا ہندوستان مین تیاری اشیا کے سامان بہت ہین مگر اوسکے بنانیوالے اور ضروری سامان وغیرہ عمدہ موجود نہونے سے فائدہ کے بنا تھہ سب کام

نہین کئے جاسکتے۔ کاغذ کے کارخانے یہان چار پانچ قایم ہین۔ مگر جہانتک
مجھکو تجربہ ہے یورپ کے کاغذات یہان کے مصنوعی کاغذون سے ارزان
پڑتے ہین جو تعجب کی بات ہے کیونکہ یہان سب سامان تیاری موجود
کارخانے اور بازار موجود۔ بخلاف یورپین ممالک کے کہ سامان کمپنیان بالکل
بیرونی اور ہزارون میل کا سفر کر کے مختلف قسم کے محصولات ادا کرنے کے
بعد بازار مین ملکی کاغذون سے ارزان فروخت ہوتے ہین۔

غرض ایسی ملکی ہمدردی ملک کے اور اپنے لئے باسے جان ہو جاتی
ہے۔ ہان خودمختار ملکون مین کچھ رکاوٹ ہو جاتی ہے یعنی اپنے ملک کی
مصنوعات کی ترقی کے لئے یا کم سے کم اونکی پوری لاگت آنے کے لئے
بیرونی اسباب درآمد پر بھاری محصول لگاتے ہین۔ یہ بھی ایک طرح کا
ملک کو صدمہ پہونچانا ہے کیونکہ اس سے چند آدمیون کو فائدہ اور تمام ملک
کو نقصان پہونچتا ہے۔ چنانچہ فرانس اور امریکہ مین بعض اشیاے ممالک
غیر پر اسقدر محصول لگا دیا ہے کہ وہ ملکی اشیا سے ارزان فروخت نہین
ہو سکتین اور اگر ایسا گران محصول نہ لگایا جاتا تو ملکی مصنوعات کو کوئی
پوچھتا بھی نہین۔

اگر تجارتانہ نظر سے ممالک یورپ کو دیکھا جاے تو سب سے پہلے جرمنی
پر نظر پڑتی ہے جسنے نکات تجارت کو خوب سمجھا ہے۔ بعدہ فرانس اور ہالینڈ مین
فرانس اپنی ترقی تجارت مین بڑی کوشش کرتا ہے۔ ان جملہ نقایص سے اپنے

آپ کو بری کر دیا جو تجارت عامہ کے لئے مضر سمجھے گئے ہین۔
باقی اور ممالک یورپ تو اس کوچہ سے محض نابلد ہین اور جس چیز سے وُہ عام تجارت کا اندازہ کر سکتے ہین وہ محض انکی مقامی تجارت ہے۔ خود انگلستان مین ہنوز وہ فریق قوت کے ساتھہ موجود ہے جو عام تجارت آزادانہ کا مخالف ہے مگر اسمین بھی زوال آتا جاتا ہے۔

تجارت مین گھٹاؤ بڑھاؤ

یہ تو شاید مقبولہ اور عام طور سے تسلیم شدہ مسئلہ ہے کہ جو شے ایک شے کے وجود و ترقی کی وجہ ہوتی ہے وہی شے بہ تبدیل مزاج و قوت اوسکو نیست و نابود کی بھی طاقت رکھتی ہے۔ جنگ جو اکثر توسیع ملک و ترقی تجارت کے لئے ہوتی ہے اوسکے زوال کا بھی وہی باعث ہوتا ہے اور بعض حالتون مین تو بالکل پامال ہو جاتی ہے۔
ایام جنگ مین انسان کے گروہ کے گروہ سول پیشون سے علیحدہ کرا کے جنگ کی طرف مائل کئے جاتے ہین اور جتنے ضروری صیغجات انسانی زندگی بسر کرنے کے ہوتے ہین اونکی جانب توجہ کم کی جاتی ہے۔ صنعت و حرفت کے کارخانے بند یا سُست ہو جاتے ہین اور ساری محنت اسباب حرب و ضرب مین خرچ کی جاتی ہے۔ زر نقد کا چلن کم ہو جاتا ہے کاغذی گھوڑے رفع ضروریات کرتے ہین۔ بنکون سے روپیہ نہین ملتا نرخ نقرہ و طلا بڑھ جاتا ہے اور یہی سامان گرانی اشیا کے ہوتے ہین۔ بعض اقسام کی تجارت مین فروغ اور اکثر مین زوال ہوتا ہے

اور جب وہی سامان جنگ وجدال مبدل بصلح وامان ہو جاتے ہین تو گرانی اشیا بھی مُبدّل بہ ارزانی ہوتی ہی۔

اِسکے سِوا ہندوستان کی طرح جن ملکون مین سکۂ نقروی کا رواج ہی اونکو ایسے ممالک کے ساتھہ معاوضۂ تجارت کرنے مین سخت مالی نقصان ہوتا ہی جہان سکۂ طلائی کا عام رواج ہی کیونکہ سکۂ نقری کی قیمت روز بروز کم اور طلائی کی زیادہ ہوتی جاتی ہی۔ یہ سامان تجارت کے سستی اور تیزی کے ہین۔

تجارتِ ہند

اب ہم کچھہ اپنے ملک کی تجارت موجودہ کا حال پیش ناظرین کرتے ہین۔ امید ہی کہ لطف سے خالی نہوگا۔ ہندوستان باوجود اپنی قدرتی زرخیزی کے ہمیشہ سے تجارت کرتا رہا۔ لیکن زمانے کی رنگت کے ساتھہ اِسکی تجارتون مین عظیم تغیر واقع ہوا مگر اس مین کوئی شک نہین کہ جس طرح اس ملک کے بعض مقرری گروہ ذات کی تقسیم کے لحاظ سے تجارت مین پشت در پشت لگے رہتے ہین اور جنکا کام بجز تجارت کے اور کچھہ نہین یہ مثال دنیا کے کسی حصہ مین نہین ہی اور اسی لئے یہان کے لوگون مین بالعموم حساب وکتاب کا مذاق زیادہ ہوتا ہی۔

مارواڑی۔ کہتری۔ کنبی۔ بنیا۔ ہندؤن مین۔ خوجہ۔ بوہرے۔ میمن مسلمانون مین۔ اور پارسی ہندوستان کے اقوام مین تجارتانہ مصروفیت کیوجہ سے ہندوستان کے ہندؤن کی تعداد تو پانچ چھہ ہین مگر اصل مین کلکتہ کے

بمبئی خاص تجارتی بنادر ہین - علی الخصوص بمبئی جو روز بروز ترقی کرتا جاتا ہی ترقی تجارت کے بدولت بمبئی کی آبادی بھی بمقابلہ کلکتہ و مدراس کے نہایت تیزی سے بڑھ رہی ہی اور آج اوسکو جملہ بلاد ہند پر بلحاظ کثرت آبادی فوقیت ہی -

ہندوستان کی تجارت گزشتہ پچاس برس مین تقریباً دہ چند کے ہو گئی ہی اس کی تجارت کے چار طریقے ہین - اول بحری تجارت ممالک دیگر سے - ساحلی تجارت بنادر متفرقہ ملکی سے - سرحدی تجارت ممالک متصلہ سے - اندرونی تجارت مختلف بلاد ہند سے - ہند کی تجارت مجموعی سالانہ ڈیڑھ ارب سے زیادہ ہی - اور اس سلئے تمام ایشیا کے ملکون مین اسکا نمبر اول ہی بلکہ بحیثیت مجموعی انگلستان - فرانس - جرمنی - اور ممالک متحدہ امریکہ کے بعد تمام دنیا مین اس کا نمبر آتا ہی - گویا تجارت کے لحاظ سے تمام دنیا مین اسکا پانچوان نمبر ہی -

مال درآمد و برآمد کے اوپر اور اوسکے نوعیت کے لحاظ سے ملک کی آسودگی اور لیاقت سمجھی جاتی ہی - جس مین ہمارا ہندوستان ناقابل ثابت ہوتا ہی اگر درآمد مال کی مجموعی قیمت کچھ کم و بیش بدرجہ اوسط ۷۰ کرور ہوتی ہی - اور برآمد کی زاید از ۸۰ کرور - مگر بلحاظ نوعیت اسباب ہندوستان ذلیل ثابت ہوتا ہی - کیونکہ علاوہ ایک بہت بڑی رقم یعنی زاید از ۱۵ کرور سالانہ پنشن وغیرہ کے ہندوستان سے بیش قیمت مال اور پیداوار جو زندگی کا بہت بڑا جز سمجھا جاتا ہی - مثلاً گیہون - چاول - چائی - شکر - قہوہ - میوہ - روئی - سن تخم روغنی - چمڑا - ساکھو - اون - تیل - نیل - گندھک - ریشم - افیون - سونا

چاندی - لوہا - کوئلہ - موتی - وغیرہ - اسکے معاوضہ مین جو کچھہ ہمکو ملتا ہی وہ
بہت کچھہ عطاے تو بلقاے تو بخشدم کا مصداق ہوتا ہی - مثلاً روئی سے کپڑا
بنکر آگیا - لوہا گیا اوزار و کل وغیرہ لگ گئے - غرض یہان سے سامان اشیا بہم
پہونچاے جاتے ہین اور وہان سے پھر ہمارے لئے تیار شدہ چند گنی قیمت پر
واپس آتے ہین - اسکے سوا کچھہ مصنوعی ہاتھی گھوڑے - کھلونے - جھاڑ فانوس
کرسی - میز وغیرہ آرایشی دلفریب چیزین آتے ہین - غرض ہندوستان سے
سامان حفظ روح و روان اور انگلستان وغیرہ سے اسباب آرایشی جسم و مکان جاتے
آتے ہین - ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا -

ہندوستان کی تجارت بحری مین ساٹھہ فیصدی انگلستان کا حصہ ہی - بلکہ اس
سے بھی کچھہ زیادہ - اس کے بعد چین - امریکہ - فرانس ہین اور ممالک سے تجارت
بحری ایسی نہین ہی جو قابل ذکر سمجھی جاے -

ہندوستان کی جو تجارت سرحدی ممالک متصلہ سے ہوتی ہی - یعنی افغانستان
ایران - بخارا وغیرہ سے اوس کا شمار بھی بہت خفیف ہی - کیونکہ راستہ نہایت دشوار
گزار ہی - سرحدی اقوام اکثر مخل آمد و رفت رہتے ہین - علاوہ بر این ان ممالک
مین بالخصوص افغانستان اوس کا رعب داب روز افزون ترقی پر ہی اوس کے
مصنوعات بہ نسبت ہمارے زیادہ فروخت ہوتے ہین - کابل کی راہ سے جو
مصنوعات انگریزی روسی عملداری مین پہونچتے ہین اوسپر محصول بہت لگایا جاتا ہی کہ
ہندوستان مین مونوپولی سے نقصان رعایا بہت ہی - جس طریقہ

تجارت کو خود اہالی انگلستان اپنے ملک اور دیگر ممالک مین مذموم قرار دیتے
ہین افسوس ہر کہ اوس کا عمل درآمد اب تک تیزی کے ساتھ گورنمنٹ کر رہی ہر
افیون جو کرورون روپیہ کی ہر سال ہمین وغیرہ جاتی ہر اوس کی کاشت اور فروخت
بدون اجازت خاص گورنمنٹ کے نہین ہو سکتی۔ علی ہذا نمک وغیرہ۔
ہندوستانی گیہون تمام دنیا مین پسند کیا جاتا ہر اور بڑی کثرت اور سرعت
سے اس کی ترقی گزشتہ پندرہ برس مین ہوئی ہر۔ مگر یہ تعجب کا مقام ہر کہ ۱۴
فیصدی کوڑا کرکٹ نکلتا ہر۔ جس سے تجارت مین سخت نقصان ہوتا ہر۔ آیندہ
اگر امریکہ کی طرح صفائی کا لحاظ کیا جاے تو خرید و فروخت مین آرام و فائدہ
ہو۔ حسن

مسلمانونکے جوش وخروش* کی سچی تصویر

راقم مضمون کی صرف ذاتی راے نہین ہی کہ عروس ہندوستان کی دلفریب صورتکو بدنما اور قابل نفرت بنانیکی نہایت کارآمد و موثر تدابیر مین ایک یہہ امر بھی شامل ہے کہ باشندگان ملک اوس فیاضانہ تعلیمی پالسی کے استفادہ سے بلطایف الحیل روکے جائین جسکا حامی انسان دوست لارڈ بنٹنگ میکالے تھا اس خیال کو عملی اثر پہونچانیکے لیے مختلف صورتین اختیار کی گیئن۔ کبھی صاف صاف ہائی ایجوکیشنل پالسی پر نکتہ چینیان ہوین۔ کبھی ورنیکلر زبانون کے ذریعہ سے تحصیل علوم جدیدہ کا خیال دلایا گیا۔ اور بعض اوقات سنسکرت اور عربی زبانونکی لالچ دلا کر اعلی انگریزی تعلیم سے محروم رکھنے کی فکر ہوی۔ جب دیکھا گیا کہ ہم اپنی نادانی محسوس کر چلے ہین تو ایک جداگانہ اسٹپ لیا گیا جو فی الواقع ایشیائی اور مخصوص ہندوستانی طبایع کے مناسب حال تھا۔

یعنی ہمارے علوم مذہبی کی اشاعت کی گئی اور زور دیا گیا کہ انگریزی تعلیم نے تدہر اور لامذہبی کی اشاعت کی ہے اور وہ ہندوستانی جو اس طریقہ تعلیم سے جدید زندگی مین در آئے ہین اپنے مذاہب پر یقین نہین رکھتے۔

ایک مہربان و خداترس بزرگ برادران اہل ہنود کے مقدس شاستر دنکے واعظ

---

* ملاحظہ ہو رسالہ حسن نمبر ۶

اور قدیمی آریا اقوام کی علوم و ترقی کے حامی پیدا ہوے اور نصیحت فرمائی کہ زمانہ حال کی تعلیم مکر و گمراہی پھیلانیوالی ہے۔ دوسرے صاحب نے مسلمانونکی اعلی انگریزی تعلیم کے منصوبہ کو اس کاہل و حیلہ جو قوم کو ایک مذہبی یونیورسٹی کا خیال دلاکر سست کرنا چاہا۔ مگر شکر صد شکر کہ عزیز سرزمین ہند کے رہنے والے روز بروز ان دوستانہ نصایح و تدابیر کی اصلی تہ کو پہونچتے جاتے ہین۔ اور ان انسانی شایستگی کے مخالف حضرات کی ناکامی ترقی کرتی جاتی ہے۔

ایسی حالت مین کہ انکے مقاصد کو تامتر ناکامیابی ہو رہی تہین ہمکو کسی باریک مخالفانہ تدبیر کی (چاہے فوری اثر نہ دکھلاے) ضرور توقع تہی۔ جو پوری ہوئی۔

یہہ دیکھکر کہ ہمارے ہندو بہائی ایک یا دو پریسیڈنسیونمین معتد بہ حیثیت تعلیم کو پہونچ گئے ہین اسلیے اب تعلیمی معاملات پر بحث و گفتگو کرنا مناسب نہین ہے شاید کہین اور رولولہ نہ پیدا ہوجاے۔ اور یہہ کہ ہندوستانکے پولیٹیکل سوا مین روز افزون ترقی ہو رہی ہے۔ پس ضرورت ہے کہ ہندوستانکی ملکی حالت مین دوامی موافق مطلب تغیر پیدا کیا جاوے ولایت کی ہفتہ وار ڈاک کے مطالعہ سے معلوم ہوتا رہتا ہے کہ ہمکو ممالک غیر مین مذہبی و سوشیل ترقی کی کامیابیونکی جانب متوجہ کیا جاتا ہے اور انہین مباحث کی دلچسپی پیدا کی جاتی ہے۔ افریقہ مین وسعت مذہب اسلام۔ ٹرکی کی پولیٹکل حالت۔ جاپان و تبت کے مسلمانون کے تجارتی اقتدار۔ اور مصر۔ و خرطوم کی باہمی پیچیدگیون کو ہمارے معرض خیال و گفتگو کے اصل مضامین بنانیکی کوشش کی جاتی ہے۔

اور صرف اس خوشگوار نتیجہ کا انتظار ہے کہ ہندوستان کے مسلمانونکی پولیٹیکل حیثیت بالکل جداگانہ قایم ہو۔ انکے مباحث کچھہ اور ہی ہون۔ وہ اسی ملک مین رہین۔ یہین کے قانون تعزیرات سے سزا پائین۔ یہین کا نمک نوش کرین۔ ٹیکس ادا کرین۔ اور یہین کے "کالے آدمی" کہلائین۔ مگر خیالی طور پر اپنے کو کہین اور کا باشندہ خیال کرین۔ بوئے حب الوطنی اون کے دلو نسے دور رہے۔ اور اونکے مقاصد مستثنیٰ ہو جائین تب اوس وقت ہندوستان کے ساتھہ ان دوستانہ خیالات کا اختتام ہو سکتا ہے۔

اسمین شک نہین ہے کہ اگر ہم اس دانا دوستی کے راز ہاے پنہان کو عیان کرین (۱) تو خوف طوالت مضمون کے علاوہ اس باتکا بھی خیال ہوتا ہے کہ جو لوگ ابتک اس سفر ہانت مسنی آفرینی۔ اور پرپیچ بندش کو نہین سمجھے ہین نکتہ چینی مین جلدی کرین گے۔ اسلیئے بہتر ہے کہ ہم اونہین دوستونمین "یونائٹڈ سروس میگزین" کے راقم کو بھی شامل کرین۔ اور جو کچھہ اوس بیچارے نے فرط تشویش و خفقان مین خامہ فرسائی کی ہے واقعات و حالات عالم پر متوجہ کرکے اوسکا خوف رفع کرین۔ ٹیک ہادی کے پیرایے مین مذہب اسلام کو نقصان پہونچانیکی کوشش" کوئی نئی بات نہین ہے مسٹر ولفرڈ بلنٹ (۲)

۱؎ اس خصوص مین آئندہ ایک سلسلہ شروع کیا جاویگا۔

۲؎ صاحب ممدوح کو سیلون اور ہندوستان کے اکثر حصونمین سپاسنامہ مسلمان آبادی کی طرف سے نذر کیے گئے تھے اور آپنے مدرسۃ العلوم اسلامی (علیگڈہ) کی تعلیم کو ہماری ضرورتونکے

اپنی کتاب "فیوچر آف اسلام" مین گورنمنٹ ہند کو مخصوص دہلی اور پنجاب کے غریب مسلمانون کی طرف سے ہوشیار کرتے ہین اور عموماً اونکو خوف ہے کہ "انہین ہمجنسی پائی جاتی ہے جو کسی دوسری ہندوستانی قوم مین نہین ہے" اور "یہہ لوگ تاریخ کو جانتے ہین اور دنیا کے ہر ایک حصہ کے ہم مذہبون سے سلسلہ پیام و سلام رکہتے ہین"

"یونائٹڈ سروس میگزین" مین لکہنے والا ہی جو بہادری اور پرہیزگاری و نفس کشی سوڈان کے درویشون نے ظاہر کی" اور جس سے "اونکی مذہبی سرگرمی کا اظہار کافی طور سے" ہوتا ہے۔ نہایت خوف زدہ اور مضطرب ہے اسلیے اوسکی تسکین خاطر کے لیے "سب علیمایۂ[(1)] ونکو تاکیداً لازم ہے کہ متحدہ اور متفقہ کوشش سے کل مسلمان سلطنتون کو قوتِ جنگ سے محروم کردین"

زمانۂ حال کی اسلامی حکومتین تاریک دریائے تنزل مین بلکل غرق ہوگئی ہین اور عام طور پر اونکے سر اوبہارنے کا خیال قابل مضحکہ شمار کیا جاتا ہے۔ کسی ایک اسلامی ریاست کا ترقی یافتہ عیسائی ریاست سے مقابلہ قریب قریب نہایت مشکل ہے۔ کیونکہ بقول ہمارے لایق ایڈیٹر کے مدکہ اس واجب الرحم قوم کے پاس آلاتِ جنگ ہین نہ جنگی جہاز۔ نہ علم جنگ سے واقف نہ روپیہ ہے نہ زمانہ موجودہ کے علم وہنر

کے لحاظ سے نا کافی ہتا کر ایک مذہبی اسلامی یونیورسٹی کے منصوبہ کی طرف ہماری کوششونکو رجوع کیا تہا۔ اور چونکہ یہہ کام کوشش و تدبیر و استقلال کا تہا۔ سلیے پورا ہنوا۔ افسوس!۔

(1) شاید انہین نیک نیت رحم دل۔ اور انسان و اسلام دوست عیسائی سلطنتین بلاامتیاز مخاطب کیگئی ہین

سے آگاہ۔ لطف یہ ہے کہ تعصب و جہالت کسی مفید شے کے حاصل کرنیکی اجازت
نہین دیتا"۔ اسکے علاوہ ابتدائی ترقی اسلامی کے زمانہ مین تمام مسلمان اتحاد کے ساتھ
ایک ہی سرزمین سے اولوالعزم ملک گیری کے جوش مین نکلے تھے۔ کیونکہ حالت جغرافیائی
نے اونہین مجاز کیا تھا لیکن اب وہ اتصال جغرافیائی کہان ہے؟ گو اونکی حیثیت مجموعی
کشادہ اور وسیع ہو لیکن وہ کشادگی اور وسعت منتشر ہے۔ اوسکو بڑے بڑے
سمندرون اور دریاؤن نے تقسیم کر رہا ہے جو لوگ "مسلمانونکی ابلہ فریبیان اور خام
خیالیان نظر نفرت انگیز سے دیکھتے ہین"۔ بلاشبہ وہ قوی ہونیکے ساتھ ہی ہوشیار
اور دانشمند بھی ہین۔ جو باتین اسوقت روز افزون ترقی عالم سے نا مفر ہین اونہون
نے مسلمانون کو اپنے جہازون۔ اپنی تجارت۔ اور سب سے زیادہ اپنی اخبارات
وغیرہ کے سامنے بے حیثیت و ناچیز کر رکھا ہے۔ ٹرکی خود تباہ ہوگئی۔ ایران آپ
غرق ہوگیا۔ ٹیونس چل بسا۔ اور مصر کا تلوار چھین لیکی بیکار کوشش ہے
کہ لبونچہ دم واپسین مردہ کا سر کاٹ ڈالا جائے!

ہم نہایت سچائی سے کہتے ہین کہ مادۂ فساد و بغاوت ہم مین معدوم ہے کیونکہ
ہماری تاریخ کے صفحے غیر اطاعت و غلامی سے پاک ہین۔ ہمارا سوشیل اور پولیٹیکل
برتاو جو عیسائیون کے ساتھ ہے وہ مذہبی جواز سے ہی نہ کہ کینہ خوشامد سے
ہم نہ تلوار رکھتے ہین اور نہ مانگتے ہین کیونکہ دوسرون نے کانگرس کے ذریعہ ایکٹ
اسلحہ مین ترمیم چاہی اور اس ترمیم کی مخالفت ہمارے سوا اور کسی فرقہ نے کی۔
جس تلوار کے چھین لینے کو دول یورپ متفق کیجاتی ہین وہ مدتین گذرین کہ چھن گئی

اب صرف قبضہ باقی ہین - اور شاید اس "اسلامی جوش و خروش" پر تکنے والے کی انکہون مین تلوار کی تصویر خیالی ہو گی جنسے اوسکے دلمین اتنی ہیبت پیدا کی -

ہر ایک سوچنے والے کے اطمینان خاطر کے لیئے یہہ امر کافی ہے کہ "برٹش کانسٹیٹیوشن" مین پر جوش و ذاتی نفرت یا عداوت رکہنے والون کی رائین انگریزی ملکی معاملے مین نظر انداز کی گئی ہین - چہ جائیکہ راقم "یونائٹڈ سروسز" کی رائے (جو نہ تو انوکہی ہے اور نہ نئی ہے) جسکے عملدرآمد پر تمام دنیا کے یورپین تعلقات کو صدمہ عظیم پہونچیگا -

یہہ بہی یاد رہے کہ ہر ایک سلطنت کے بیرونی تعلقات نرم دل اور دانا مدبرون کے ہاتہون سپرد ہوا کرتے ہین جنسے یہہ توقع نہین کی جاسکتی کہ وحشیانہ یا احمقانہ اصول پر کبہی عمل اسٹیپ لینگے -

محمد اصغر حسین

بقیہ سفرنامہ نیلگری

(گزشتہ اشاعت سے آگے)

۲۴ رمضان ۱۳۰۶؁ شنبہ

آج ساڑھے آٹھ کو بیدار ہوا۔ میر فیاض علی صاحب جنکو اونکے والد کی
سخت علالت کی خبر آئی ہے عازم ہیں کہ آج بالکل بلدہ کو واپس جائیں چنانچہ
اسی وقت تار کیا گیا ہے کہ میر رضا علی صاحب استاد کی صحت سے اطلاع دیں
۱۲ بجے پرائیویٹ سکرٹری گورنر صاحب مدراس کی ایک چٹھی آئی کہ گورنر صاحب
ساڑھے چار بجے بازدید کی ملاقات کرینگے۔ بعد برک فاست مین مکان
کی آراستگی مین مصروف رہا۔ چار بجے ۳۵ منٹ پر گورنر صاحب مع
کپتان فول ایڈیکانگ افسر ساتوین ہوزار تشریف فرما ہوئے۔ مین نے
گاڑی تک استقبال کیا میر یوسف علی صاحب و میر فیاض علی صاحب
و نپوزنگم و سید غلام رسول اسٹاف مین تھے۔ گورنر صاحب نے گاڑی
ہی مین سے سلام کیا اور۔ ٹوپی اوتارلی پولس گارڈنے سلامی دی۔
گورنر صاحب نے فرمایا کہ نواب صاحب معاف فرمائین مجھے پانچ منٹ
کی دیر ہوئی ۱۵ منٹ نشست رہی ادہر اودہر کی باتین ہوتی رہین
اور بڑے بھائی کی مزاج پرسی کی اور رخصت کیوقت فرمایا کہ مین ضلع
گنجام کو تقریب دورہ ایک ماہ کے لئے پنجشنبہ کو روانہ ہوتا ہون وہان
قحط کا اندیشہ ہے اوسکا بندوبست ضروری ہے ایک ماہ کے بعد پھر

نیلگیری کو واپس آؤنگا اگر اس عرصہ مین یعنی میری غیبت مین نواب
مختار الملک بہادر یہان آئین تو میرا سلام کہنا اور یہ بھی کہدینا کہ مجھکو
ملاقات کا بہت شوق ہے آپ سال آیندہ ضرور نیلگیری آئین —
صاحب ممدوح نہایت ہی خلیق ہین - گاڑی مین سوار ہوتے وقت
ڈاکٹر صاحب سے بھی ایک دو باتین انگریزی مین ہوئین - مکان اور
مقام کی بہت تعریف کی اور رخصت ہوئے - پھر مین نے چاے پیکر
ہوا خوری کا قصد کیا - میرے ساتھ سید غلام رسول اور ڈاکٹر صاحب اور دوسری
گاڑی مین اسٹاف کے لوگ نیوزنکم اور میر فیاض علی صاحب تھے -
سلک ہوٹل کو جاکر واپسی کے وقت تالاب اور پولو گرونڈ پرسے
ہوتے ہوئے ۸ بجے مکان مین داخل ہوا - ساڑھے سات کو ڈنر
ہوا - سید رسول ملازم فیاض علی صاحب نشیہ کی نبڈی مین اسباب
لیکر ۹ بجے متاپلم کو روانہ ہوا - دو بجے استراحت ہوئی —
اس موقع پر گورنر صاحب کی نسبت اس بات کا ذکر کرنا بیجا نہ ہوگا
کہ یہ اعلی درجہ کے حاکم صرف پانچ منٹ کی تعویق پر بہت دیر تک
معذرت و افسوس ظاہر فرماتے رہے - پس ہمارے امرا کو بھی وقت
کی پابندی نہایت ضروری ہے اور تمام شایستہ آدمی اپنے اس قسم
کے طریقوں اور پابندیوں سے مہذب گروہ مین داخل ہو سکتے ہین

۲۵ رمضان سنہ ۱۳۰۶ یکشنبہ

آج آٹھ بجے بیدار ہوا۔ میر فیاض علی صاحب مع ڈاک کے ٹانگہ مین مٹابلم
روانہ ہوے۔ اگرچہ ترشح نہین ہی لیکن ابر محیط آسمان ہی۔ اس مقام
پر جب ابر آجاتا ہی تو طبیعت بہت گھبراتی ہی اور نہایت ہی تنگ وقت
معلوم ہوتا ہی اور سردی بھی کسیقدر جو ناگوار امزجہ ہو ہوتی ہی اور
مقیاس الحرارت قریب ۱۱ بجے کے ۶۶ درجہ پر تھا۔ ۵ بجے ہم سوہیم
ہوٹیل گئے تھے مگر وہان فرسٹ ممبر مدراس کونسل فروکش تھے اور کل
ہوٹل انگیج (بھرا ہوا) تھا لہذا واپس ہو کر سلک ہوٹیل گئے اور ساڑھے ۶
کو واپس آئے۔ ۸ بجے ڈنر ہوا۔ ایک بجے استراحت۔ آجکا تمام دن
نلگیری کے حالات کے دریافت کرنے مین گزرا۔ یہان کا علاقہ بلکہ کل ضلع
دوسرے اضلاع مدراس سے بالکل علیحدہ کیفیت رکھتا ہی کیونکہ اس علاقے
کا بڑا حصہ پہاڑی ہونے سے یہان کے انتظام اور کاشتکاری وغیرہ مین عجب
دلچسپی ہی ہم آگے چلکے مفصل کیفیت ایک جا سے لکھ دینگے۔

۲۶ رمضان سنہ ۱۳۰۶ھ دوشنبہ

آج ۶ بجے بیدار ہوا۔ یہان کے بہت سے جنگلی لوگ آئے تھے۔ ان لوگون
کے حالات اور بود و باش کی کیفیت دریافت ہوئی اور اون کو کچھ
انعام دیا گیا۔ ۱۲ بجے برک فاسٹ کھایا۔ بوجہ ترشح جو کل ہوئی تھی
اور آج بھی صبح سے ہی پولو میچ جو آج مقرر تھا ملتوی ہو گیا۔ لیکن معمولی
پولو شام کو ہوا۔ ۵ بجے بعد سلک ہوٹیل کو جا کر واپس آیا۔ آج

شب کو جنرل ہوز اور مسٹر مری و مسٹر ورڈ کا ڈنر تھا - یہ سب صاحب وقت پر تشریف لائے - آج کی رات ان معزز مہمانوں کے ساتھ لطف سے کٹی - ۱۱ بجے رخصت ہوئے - یہ جنرل صاحب پنشن یافتہ ہین - ۴۶ سال ہندوستان مین ملازمت کیئے ہین کسیقدر اردو بولتے ہین - ستر برس کا سن ہے - آدمی نہایت خلیق و خوش مزاج ہین - آجکا دن بھی بیلگیری کے حالات کے دریافت مین گزرا -

۲۷ رمضان ۱۳۰۱ھ سہ شنبہ

آج ۷ بجے بیدار ہوا - صبح مین کچھ ترشح بھی ہوا - تمام دن ابر گھرا رہا آفتاب نظر نہ آیا - سردی خوب تھی گویا لندن کا سا دن تھا - برک فاسٹ پر جنرل ہوز اور مسٹر مری آئے تھے اگرچہ مسٹر ورڈ کی بھی دعوت تھی لیکن صاحب مذکور ایک فوجداری مقدمہ کے جوری (پنچایت) مین شریک تھے اس لئے نہ آسکے - بعد غذائے صبح ہم سب لوگ مع دعوتی اشخاص اوس کارخانے کے دیکھنے کو گئے جہان بیئر (شراب) بنتی ہے - یہ کارخانہ ایک وسیع احاطہ مین جسکے اطراف دیوار گھری ہوئی ہے واقع ہے -

کارخانہ کا منیجر جو ایک نوجوان خلیق آدمی ہے اور داڑھی مونچھ بالکل صاف کرتا ہے - گاڑی تک استقبال کیا - پہلے ہم کچہری مین گئے اور وہان سے یک مشین (کل) دیکھنے گئے جو نلی کے ذریعہ سے جس قدر پانی آتا ہے اوسکو صاف کرتی ہے - نلی کے ذریعہ سے ایک چکردار پیچ مین سے پانی کی

دھارین باریک باریک مثل فوارہ کے گرتی ہین - اسکے نیچے چوبی بڑا ٹب (لکڑیکا
کنڈہ) دھرا ہوا ہی پانی اس مین جمع ہوتا ہی اور دوسرے مشنون کو یہان سے
جاتا ہی اور بیر کو ٹھنڈا کرتا ہی - مکانات کارخانہ نہایت وسیع اور عالیشان
ہین ہم یہان سے اوس مشین ہوس کو گئے جہان جَو کا بھوسہ ایک آدمی ہزارون
من اس کل کے ذریعہ سے صاف کرتا ہی - اس مشین مین جَو ڈالدی
جاتی ہی - اندر والے رولر کے ذریعہ سے پوست علیحدہ ہوجاتا ہی رولر
کے اطراف آہنی جالی ہی جس مین سے بھوسہ نکل جاتا ہی اور جَو صاف ہوجاتی
ہی - وہان سے ایک کوٹھہ مین گئے یہ مکان ایک حجرہ نما شکل پر ہی مگر
اس قدر طویل ہی کہ چار سو آدمی مقابل یکدگر ڈنر میز پر بیٹھہ سکتے ہین
یہ اناج کا گودام ہی - یہان جَو کے خریطے صدہا رکھے ہوئے ہین - پنجاب
ممالک مغربی و شمالی اور خاص نیلگیری وغیرہ ہر ایک ملک کا جَو بھرا ہوا
ہی ہمکو ہر ایک قسم اور ہر ایک ملک کے جَو دکھلائے گئے - یہ مکان دو منزلہ
ہی یہان سے ہم بذریعۂ زینہ اوپر کے درجہ مین گئے - یہ بھی اتنی ہی وسعت
کا کمرہ ہی - اس عمارت کے ستون اور چھت کل آہنی ہین - اوپر کے درجہ
مین ایک جانب آہنی حوض ۲۰ گز مربع اور ۵ فیٹ عمیق بنا ہوا ہی -
یہان جَو بھرے جاتے ہین اور کنکر و کچرہ صاف کیا جاتا ہی - ایک جانب
۲۰ گز طول اور دس گز عرض کا ایک حجرہ ہی - اسکے تھہ مین تمام آہنی باریک
باریک جالی ہی اوسپر جَو ڈالدیتے ہین - اوس سے تیسرے درجہ مین گر

اندر چولھہ ہی جب اوس مین آگ روشن کرتے ہین تو یہ جو اوس چلنی دار توے پے بھونی جاتی ہی اور پھر اوس جال کے روزنون سے نیچے کے درجہ پر گرتی ہی اور یہان حسب ضرورت بریان ہوکر نکال لی جاتی ہی۔ اسس نیچے کے درجہ کی جال بہت باریک ہی تاکہ جَو چولھہ مین نہ گر پڑے۔ ہم یہان سے اوترکر چولھہ کے تہہ خانے مین گئے۔ زمین کے اندر بذریعہ زینہ کوئی ۲۵ فیٹ اوترنا ہوتا ہی۔ یہان آہنی کشتیان ہین جس مین آگ روشن کی جاتی ہی۔ الغرض یہان سے نکل کر ہم اب اوس بالاخانہ پر گئے جہان بیر بنتی ہی۔ اس مکان سے اوس مکان کو جانے کو ایک چوبی پل بنا ہوا ہی یہان ایک مشین ہی اور اوسپر ایک چوبی حوض بنا ہوا ہی جس مین بریان شدہ جَو ڈالتے ہین اور جَو چرمی خرطوم کے ذریعہ سے اوس مشین پر گرتی ہی یہ مشین ایک ایک ہاتھہ دو دو بیز رولرون سے ملا ہوا بنا ہوا ہی اور اوسکے اوپر ڈھالو ایک گز طول اور آدھا گز عریض باریک بارہ یک تار کی تختی بنی ہوئی ہی۔ جَو اسی پر سے رولرون پر گرتی ہین اور تارہ ن کے رکھنے سے یہ غرض ہی کہ اگر اور کچھ کچرہ رہگیا ہو تو وہ بھی صاف ہو جائے یہ دونون رولر ایک سے ایک چکر کھاتے وقت رگڑتے ہین جَو انہین مین جَو کوب ہو جاتی ہی۔ منیجر کا بیان ہی کہ ایک وقت کسی مزدور نے کسی وجہ سے اسپر ہاتھہ رکھا تھا اوسیوقت اوسکا انگوٹھا چور چور ہوگیا بہرحال یہان جَو نیم کوب ہوتی ہی اور پھر خرطوم چرمی کے ذریعہ سی خوبون

مین جاتی ہی- اس کے نیچے کے درجہ مین دو حوض بہت بڑے بڑے آٹھ آٹھ
دو فٹ عمیق بنے ہوے ہین- یہان یہ چقندر ہوتی ہی اور دھوئی جاتی
ہی- اس کے بعد ایک بہت بڑا چوبی برج بنا ہوا ہی جس مین چقندر کٹتی ہی
اور یہ تمام کام بلا زحمت انسان کلون کے ذریعہ سے نکلتا ہی صرف ایک
آدمی کی ضرورت ہوتی ہی یہان اوسکا شیرہ نکلتا ہی اور نلیون کے ذریعہ
سے چوبی صندوقون مین جو بطور حجرون کے بنے ہوے ہین آتا ہی اور یہان
خمیر ہوتا ہی- دو صندوق دیکھے گئے بادی النظر مین معلوم ہوا کہ رُوئی سے
بھرے ہوے ہین مگر حقیقت مین کف تھا جو اوپر آگیا تھا اور بو بھی تمیز
سے نکل رہی تھی- مینیجر کا بیان ہی کہ ایک وقت ایک صندوق جو اُسی
وقت شیرہ سے خالی ہوا تھا اوس کے صاف کرنے کی غرض سے ایک
آدمی اوس مین اوترا تیزی بُو سے بیہوش ہوگیا اور دو آدمی جو اوس کو
نکالنے گئے تھے وہ بھی بیہوش ہوگئے تھے اور وہ تینون فوت ہوگئے-
اس مکان مین ایک چھوٹا سا کمرہ ہی یہان تھرمامیٹر اور بہت سے پیمایشی کانچ
کے اوزار میز پر رکھے ہوے تھے اور ایک سلیٹ کی تختی پر دو چینی
چھوٹے چھوٹے پیالہ مین جس مین شیرہ بھرا ہوا ہی اور صندلی رنگ کا تھا
کچھ درد آمیز اوسی سے امتحان درستگی خمیر اور شیرہ کا کیا جاتا ہی سب کے
نیچے کے مکان مین انجن تھا جس کے سبب سے یہ سب اوزار کام کرتے ہین اور
ایک آہنی چھوٹا سا حوض ہی جہان نلیون کے ذریعہ سے شیرہ تیار شدہ جمع

ہوتی ہے اور ٹوٹی کے ذریعہ سے پیپون مین بھری جاتی ہے۔ یہان سے ہم
لوگ گودام مین گئے پہلے کمرہ مین دو چار آدمی شیشون کو جس مین بیئر بند تھی
لاکھ کی مہر اور اوسپر انفرادی ٹکڑا اور کارخانہ کے مارک کے چٹیان لگا
رہے تھے۔ دوسرے کمرہ مین تمام شیشہ پرال کی گھاس مین تہہ تہہ دھر کر
ہوے تھے چونکہ یہان چار قسم کی شراب اوترتی ہے جو مختلف قسم کے غلہ کی
بنتی ہے۔ اوسکے ہر ایک قسم کے شیشون کا ذخیرہ علیحدہ علیحدہ لگا یا گیا ہے اور
ہر ایک قطار پر چوبی چھوٹی سی تختی پر قسم شراب کی لکھی ہوئی ہے بیچ مین ایک
چھوٹی سی میز پر پانچ چھہ گلاس ایک کشتی مین تھے۔ منیجر نے ہر ایک
قسم کا شیشہ کھولکر ایک ایک گلاس بھر کے تواضع کیا بعضے ہمراہیون نے
بعض بعض کا ذایقہ دیکھا۔ یہان کا قاعدہ ہے کہ جو شخص دیکھنے آئے اوسکو
یہان کی تیار شدہ شراب کا ذایقہ بتایا جاتا ہے۔ اسکے پہلو مین ایک دوسرا
حجرہ ہے اوس مین تمام پیپے سب بیئر سے بھرے ہوئے ہین ایک ایک پیپا
قدآدم برابر ہے اور تمام لوہے کے پٹرے پر رکھے تھے تخمیناً ایسے سو پیپے ہونگے
معلوم ہوا کہ بحساب اوسط ہر ماہ پچیس پیپے بیئر تیار ہوتی ہے۔
ہم یہان سے اوس مقام پر گئے جہان بذریعۂ کل دخانی پانی باولی سے نکالا
جاتا ہے۔ اس تمام کارخانہ مین پانی کی بہت ضرورت ہے اس کے بعد اوس مکان
مین گئے جہان شیشہ صاف کئے جاتے ہین اور پرال کے غلاف شیشون کے
لئے تیار کئے جاتے ہین یہان سب عورتین کام کرتے ہین ہم یہان سے ایک

سفالی پیالے ڈہالیے مین گئے - یہان پیپے بنائے جاتے ہین کاریگر تمام اپنے اپنے
کام مین مصروف ہین - لکڑی ایک طرف چہیلی جاتی ہے اور ایک طرف
خراد ہوتے ہین اور ایک طرف پیپہ کی ہیئت بنائی جاتی ہے اور اوسپر
لوہے کے کٹ چڑہائے جاتے ہین یہان عجیب لطف ہے دو آدمی ہاتھون
مین ہتوڑے لئے ہوئے یکے بعد دیگرے گھوم گھوم کر اوس کٹ کو ٹھوکتے
تھے - یہ لوگ اتنا گھومتے ہین کہ اگر دوسرا کوئی شخص ایسا کرے تو چکر
کھا کر گر جائے - ایک جا سے خالی شدہ پیپے دہوئے جاتے ہین اور کہین
اوزار صاف کئے جاتے ہین اور کہین کارک (ڈاٹ) بنائے جاتے ہین
اور کہین چوبی و بنیر تلے (جس سے پیپون کے روزن بند کئے جاتے ہین)
بنتے ہین اس سے تھوڑے فاصلہ پر منیجر کا مکان نہایت خوبصورت
وضعدار بنا ہوا ہے جس مین گلکاری بہت ہے - ڈیلیا کا پہول سرخ رنگ یہان
جیسا بڑا دیکھا گیا ایسا کہین نیلگیری مین نظر نہین آیا وہ قریب قریب
سورج مکھی کے پہول کے تھا - جب ہم گاڑی کی طرف چلے تو کارخانہ کا
آدمی ایک کشتی مین کچھ بناتی قسم کی ایک شئی لایا جس کی شکل حنا
کے پتہ کی تھی اور نیم کوفتہ تھی - یہ جَو کے ساتھ بئیر کی تیاری مین شامل
کی جاتی ہے اور اوسکا بیان تھا کہ اگر اسکو تکیہ مین بھر لین اور سرہانے لیکر
سوئین تو نیند جلد آجاتی ہے اسکا چکھ کر ذائقہ بھی دیکھا گیا - ہم منیجر سے
رخصت ہوئے اور سیدہے سلک ہوٹل گئے بلیرڈ روم خالی تھا مین نے

ڈاکٹر صاحب کے ساتھ دو بازی کھیلا اور ایک بازی جنرل ہوا اور رنجہ کر
ہوئی - ۶ بجے یہان سے جنرل رخصت ہوے اور ہم یہان سے ایک پارسی
کی شاپ کو گئے جہان چینی کے برتن اور جواہر وغیرہ اسباب تھا قریب
ہزار روپیہ کے اسباب خریدا گیا پونے سات کو گھر آئے ۸ بجے ڈنر کھایا بوجہ
گشت امروزہ طبیعت مضمحل رہی دس بجے آرام کیا - آتشدان ابھی تک دونون
روشن تھے -

۲۸ رمضان ۱۳۱۲ھ چہارشنبہ

آج ۷ بجے بیدار ہوا - آسمان نہایت صاف ہے اور دھوپ بھی بہت تیزی
سے پڑتی ہے سردی کم ہے مقیاس الحرارت ۶۷ درجہ ہے - ۱۲ بجے سر چارلس
آربتھ نٹ کمانڈر انچیف مدراس پرسیڈنسی بازدید کو تشریف لائے
ہمراہ کپتان رسل ریڈی کانگ تھے - ۱۲ منٹ ملاقات رہی بعد رخصت برک
فاسٹ کھایا پونے چار کو مین مع ہمراہی تالاب والی سڑک پر سیر کو گیا
جہان آج شرط اور اسپورٹ تھی - سڑک کے کنارے والے ٹیلہ پر ایک
چھوٹا سا شامیانہ لگا تھا جس مین چاے و میوہ جات تھے اور بہت سی لیڈیان
اور جنٹلمین بھی موجود تھے - پہلی شرط پون میل کی تھی جس مین ۵ گھوڑے
تھے اسکے بعد ٹینٹ پیگنگ (نیزہ بازی) ہوئی اور پھر ڈبل ٹینٹ
پیگنگ اور یابو پر سوار ہو کر ٹینٹ پیگنگ ہوئی بعد اسکے لیڈیز ریس
(عورتون کی گھوڑ دوڑ) اس مین ۵ لیڈیز تھے اور شرط ایک میل کی تھی

جب یہ لیڈیز اپنے گھوڑون کو تراٹ چھوڑتے تھے تو عجیب لطف معلوم ہوتا تھا۔ بعدہ آٹھ پابو کی شرط تھی ہر ایک کے دو دو پابو تھے اس شرط مین یہ معاہدہ تھا کہ نصف میل تک دوڑ جائین وہان پر ہر ایک سوار بدلے اور دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کر نہایت زور سے وننگ پوسٹ (مقام جیت) تک آئے جو آگے نکلے گا وہ انعام پائیگا۔ اخیر شرط ایک میل کی تھی اس مین ہر پابو دوڑتی تھا۔ غرض تمام شرطین شفیلٹ پیگنگ کا انعام یورپین کو ملا جب شرطین ختم ہو چکین تو اس شدت سے گھٹا چھائی کہ پناہ بخدا اسوقت کا تماشا قابل دید تھا لیڈیز اور جنٹلمین اپنی اپنی سواری کی تلاش مین تعجب انگیز گھبراہٹ کے ساتھ دوا دوش کرتے تھے ہم اپنے گاریون مین سوار ہوئے اور سیدھے مکان چلے راہ مین ابر اس قدر نیچا جاتا ہوا ملا کہ گویا ہماری گاڑی ابر مین سے جا رہی تھی ہاتھ پانون یخ ہو رہے تھے مکان پہونچے تک پانی نہ برسا سات بجے تقاطر شروع ہوا۔ آٹھ بجے ڈنر کھایا۔ شب مین دو بجے تک ترشح ہو رہی تھی ساڑھے دس بجے آرام کیا۔

اب مین حالات نیلگیری حسب وعدہ ذیل مین بیان کرتا ہون اس کے مطالعہ سے غالباً ہمارے ملک کے نوجوانون کو لطف آئیگا اور یہ ملک کے انتظام مین ان حالات سے مدد لین گے۔

نیلگیری

عام کیفیت

تھوڑے دن پیشتر تک ضلع نیلگیری صرف پہاڑی حصہ مین محدود تھا جس کے
مختلف مقامون کی بلندی چھ ہزار فٹ سے لیکر قریب نو ہزار فٹ تک ہے۔ آج کل
حال ہین انتظامی نظرون سے ملابار کا کچھ حصہ جو وینیاد کہلاتا ہے نیلگیری مین
شامل کر دیا گیا - اس حصہ کے شامل ہو جانے سے نیلگیری کے رقبہ اور
آبادی اور آمدنی اور حدود اختیار مین وسعت ہو گئی - چنانچہ ۱۸۸۱ء کی
مردم شماری سے جو آخری مردم شماری کہلاتی ہے مجموعی ضلع نیلگیری کا رقبہ
۹۵۷ میل مربع اور آبادی ۹۱۰۳۴ ہے -

جغرافیۂ طبعی

ضلع کی توسیع کے پہلے یعنی اصل نیلگیری تو کوہستانی دیوارون سے متصل حصار
کے گھرا ہوا تھا جو اوسکے نام سے مفہوم ہوتا ہے - اس سنگین پہاڑی چار دیواری
کے اندر چھوٹی چھوٹی پہاڑیان گھاس اور جنگل سے ڈھکی ہوئی ہین - ان جنگلون
کو جو جابجا دکھلائی دیتے ہین یہان کے لوگ شولہ کہتے ہین - سطح پہاڑ
نہایت غیر مسطح ہے - پہاڑی کا ڈھال بالکل غیر مساوی ہے - کہین اکبارگی
نشیب آگیا اور کہین رفتہ رفتہ نشیب و فراز واقع ہوا الغرض کل ان
نشیب و فراز کی اوسط مقدار چھ ہزار فیٹ بلند ہے -
نشیب مین ایک جانب میسور اور دوسری جانب وینیاد کی زمین ہے جو
سطح آب سے دو ہزار اور تین ہزار فیٹ تک بلند ہے - جس سے نیلگیری کر
دو حصہ ہو گئے ہین اور بیچ مین ایک دریا بہتا ہے جسکو مویار کہتے ہین -

جنوب مشرق کے دامن کوہ مین پہلے جنگل تھا مگر اب قہوہ کے باغات روز افزون ترقی کے ساتھ ہین۔

اس پہاڑی ضلع مین چھ گھاٹ یعنی راستہ ہین جن سے قرب وجوار کے شہرون سے آمد ورفت رہتی ہے۔ ان مین سے چار راہین مکمل ہین گاڑیان آتی جاتی ہین خصوصاً کنور کی سڑک سب پر فوقیت رکھتی ہے۔ مویار کے سوا اور ندیان بھی قرب مین واقع ہین یعنی بھوانی۔ کالیکٹا۔ ضلع مین تالاب تو چھوٹے بڑے کئی مگر قابل ذکر ایک ہی ہے جو اٹکمنڈ مین تفریح ودلچسپی کا مرکز ہے۔ اِسکے گرد ایک وسیع سڑک گھوڑون پر سیر وتفریح کے لئے ہے۔ مین نے اسی تالاب مین ایک کشتی خرید کر چھوڑا ہی اور اپنے ایام قیام مین شام کے وقت نہایت لطف سے اوس مین تفریح وسیر کرتا رہا۔

جنگل تو یہان بہت ہی مگر بعض نشیبی مقام مین ساگوان وغیرہ شہتیر کے قابل درخت ملتے ہین۔ گورنمنٹ کے صیغہ جنگلات کو اس سے پچاس ہزار روپیہ سالانہ کا فائدہ ہے۔

تفریح طبع کے وسایل حسب مذاق اہل شوق یہان کثرت سے ہین منجملہ اونکے جنگلی جانور۔ شیر۔ چیتا۔ ریچھ۔ وغیرہ۔ مگر شکاریون نے یہان وہ مسلسل طبع آزمائیان کین اور ان جنگلی خوفناک جانورون کو نیست ونابود کرنے کا اس گرمی سے لگاتار سلسلہ باندھ دیا کہ چند ہی روز مین جانورون کے سلسلہ کے ساتھ شکاریون کے آیندہ مشاغل کا تار ہی توٹ گیا۔ مگر گورنمنٹ

نے دیکھا کہ اگر یہی شب و روز رہین گے تو لوگون کی تفریح ہی جاتی رہے گی
اس لئے دس برس کا عرصہ گزرا کہ جانورون کے موسمی حفاظت کا اعلان
دے دیا ۔

تاریخ

اِن لق و دق پہاڑیون کی کوئی ابتدائی تاریخ نہین ملتی اگرچہ پانچ قسم کے پُرانی
قومون کی یہان آبادی ہے ۔ ان جنگلیون کی کچھ ایسی حالت تھی اور اتبک
ہے کہ ان مین کوئی زبانی شہادت قدامت کی ایسی موجود نہین جو پایہ صداقت
کو پہونچے ۔ منجملہ ان اقوام کے ایک قوم **لوڈا** ہے جسکو یہان کے اصلی باشندے
ہونیکا دعوی ہے مگر بلا ثبوت ۔ اور تحقیق سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اونکا دعوی
غلط بنیاد پر ہے ۔ یہ بھی نہین معلوم ہوتا کہ ان مین سے کسی نے کبھی حکومت
کی تھی ۔ مگر اتنا معلوم ہوتا ہے کہ نواب حیدر علی بہادر نایک کے زمانہ حکومتِ
میسور کے سو برس پہلے نیل گری پر تین راجہ تین مختلف زمانہ مین گزرے جنکی
گڑھیان اتبک پچھلی عظمت کا کچھ نشان بتلا رہی ہین ۔

سترہوین صدی مین نیلگری میسور کے زیر اقتدار ہوگیا ۔ اور نواب حیدر علی بہادر
نے اپنے سلسلہ فتوحات مین عنان عزیمت نیلگری کی طرف پھیری تو منجملہ اُن
تین گڑھیون کے ہولی کلدرگ اور ملیکوٹا پر قبضہ کر لیا ۔ اِن دونون
ضروری ناکون پر قبضہ کر لینے سے کومبتور اور ملابالم پر بھی قبضہ ہوگیا
اور اسطرح مضبوط ہو جانے پر پہاڑی اقوام کو بہت کچھ زیر بار محصول گرانبار

کیا اور جب ٹیپو سلطان نے ادہر نظر اوٹھائی تو بقول شخصی کہ اگر پدر نتواند
پسر تمام کند بقیہ تیسری گرہی پر بہی قبضہ کرلیا ۔

انگریزون مین پہلے پہل ۱۸۱۴ء مین محکمہ پیمایش کے دو آفسر مسٹر کینز اور
مسٹر میک بنظر تحقیقات آئے ۔

پانچ برس کے بعد اور دو انگریز اعلیٰ ملازم متعلقہ سول سروس مدراس چورون
کے تعاقب مین کورٹ گرہی کی راہ سے پہاڑ پر چڑھ آئے اور وہان آنے پر
حسب اتفاق ان کو معلوم ہوا کہ یہان کی آب و ہوا یورپین ممالک کے موافق ہے

خدا کے دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال
کہ آگ لینے کو جائین پیغمبری ہو جائے

چنانچہ دوسرے ہی سال مسٹر سلیون کلکٹر کو میتو رنے گورنمنٹ مدراس کا خیال
اٹکمنڈ کی جانب ملتفت کیا ۔ اور ایک سال کے بعد انہین نے پہلا انگریزی وضع کا
مکان اٹکمنڈ مین بنایا ۔

آثارِ قدیمہ

یہان کے آثار قدیمہ مین قدیم زمانہ کی گڑہیان ابتک موجود ہین جو یہان کے راجاؤن
نے اپنی حفاظت اور حکومت کے لئے تعمیر کی تہین ۔ قوم ٹوڈا کے مقابر بھی
موجودہ وضع کے پائے جاتے ہین اور بہت سی قبرین کہود کہود کر نکالے گئی ہین
جن مین سامان جنگ ۔ ظروف مسی ۔ زیورات ۔ ظروف گلی وغیرہ پائے جاتے
ہین ۔ ان مدفنون یا دفینہ اشیاء کے موجودہ اقوام مین کوئی دعویدار نہین پایا جاتا

جس سے اونکی قدامت بہت معلوم ہوتی ہے۔ حال مین ایسے مقابر چالیس کھودے گئے ہین۔

مردم شماری

۱۸۴۱ء مین اس ضلع کی مردم شماری ہوئی۔ جبکہ ۱۷۰۵۷ تعداد تھی آدمی وقت ضلع کا رقبہ ۷۴۵ میل مربع تھا۔ ۱۸۸۱ء کی مردم شماری بحیثیت مجموعی ۹۱۰۳۴ ہوئی جو ۲۱۵۹۰ مکانون مین آباد تھے از روے تقسیم مذہب ہندو ۷۸۹۷۰ عیسائی ۸۸۴۸ مسلمان ۳۵۳۱ دیگر مذاہب ۴۴۔ ہندؤن کی تعداد مین پہاڑی اقوام بھی شریک کر دیئے گئے ہین۔ اس ضلع پر کیا منحصر ہے تمام مدراس مین عیسائیون کی کثرت ہے خاصکر فرقۂ رومن کیتھولک ہین کئی ہزار قلی ہر سال میسور سے قہوہ کے باغون مین کام کرنے کو آتے ہین اور اگرچہ غالب حصہ واپس جاتا ہے مگر تاہم ایک معقول حصہ ہمیشہ یہین کا قیام اختیار کر لیتا ہے اوٹکمنڈ کی آبادی ۱۲۳۳۵ ہے۔

پہاڑی اقوام

پانچ قسم کی قومین نیلگری مین رہتے ہین جنکے نام یہ ہین **ٹوڈا۔ بداگا کوٹا۔ کورمبر۔ ارولر**۔

ٹوڈا۔ دراز قد۔ وجیہہ۔ اور بہادر ہوتے ہین۔ وہ فی الاصل یہان کی نسل نہین معلوم ہوتی بلکہ سر اور چہرہ کی بناوت سے محققین نوع انسان نے اون کو یہودیون سے نسبت دی ہے۔ پوشاک ایک کپڑے کی ہوتی ہے اور اسکا چ

ہای لینڈر والون کی طرح گھنگھریالے پہنتے ہین - عورتون کا لباس یہ ہی کہ ایک
کپڑا سینہ سے پیر تک لپٹا رہتا ہی - عادات و رسم و رواج نہایت خراب و نفرت
انگیز ہین یعنی دستور ہی کہ ایک عورت خاندان کے کل بھائیون کے لیے بیاہی
جاتی ہی - زبان بگڑی ہوئی ٹمیل ہی - ہری دیو کی پرستش ہوتی ہی -
۱۸۸۱ء مین انکا شمار ۶۹۳ تھا - **بدگا** کا خیال ہوتا ہی کہ یہ لوگ قحط زدہ
ہو کر شمال سے آئے - جس کو ۳۰۰ برس گزرے جبکہ وزیانگر کی سلطنت ٹکڑے
ٹکڑے ہو گئی تھی ان کی تعداد سب سے زیادہ ہی - دولتمندی تہذیب اور
خوبصورتی مین دوسری اقوام کوہی پر فایق ہین مگر اقوام ٹوڈا کو خراج دیتے
ہین - زبان پرانی قسم کی کنڑی ہی - رنگا سوامی کی پرستش کرتے ہین جنکا
دیول اوسی نام کی پہاڑی پر یہان بنا ہوا ہی - ۱۸۸۱ء مین انکی مجموعی تعداد
۲۴۱۳۰ تھی —

کوٹا قوی الجسم خوبصورت اور مضبوط ہوتے ہین - بال لمبے رکھتے ہین عورتین
پستہ قد اور کم خوبصورت ہوتی ہین - زراعت اور کچھ صنعت پیشہ بھی ہوتے ہین
یہ لوگ اول کی دونون قومون کی خدمتگاری کرتے ہین - پرستش دیوتاؤن
کی تو کرتے ہین مگر مورت نہین بناتے - زبان پرانی اور بگڑی ہوئی کنڑی ہی
۱۸۸۱ء مین انکا شمار ۱۰۶۵ تھا —

کورمبر تمام اقوام مین یہ لوگ ذلیل اور غیر مہذب ہین - پستہ قد - بدوضع
اور بدشکل ہوتے ہین - عورت و مرد کی پوشاک قریب قریب یکسان ہوتی ہی -

سب قوموں کی طرح یہ لوگ بھی زیورات آہنی ومسی کے شایق ہین - زبان
بگڑی ہوئی ٹامل ہر - چند قدرتی اشیار کی پرستش کرتے ہین - جنگلی جانور
نباتات وشہد وغیرہ پہاڑ پر سے لاکر دوسرے شہرون مین غلہ اور کپڑے سے
تبادلہ کرتے ہین - سرکاری باغات سنکونا اور قہوہ مین اکثر کام کرتے ہین
۱۸۸۱ء مین ۳۱۸۵ تھے -

اریکولر یہ لوگ پہاڑ پر نہین بلکہ نشیب مین رہتے ہین یہ لوگ فرقہ
کورمبر ملکہ کوٹا سے بعض باتون مین افضل ہین عورتین قوی الجثہ مگر سیاہ
ہوتی ہین - مرد گھر مین لنگوٹے اور باہر کچھ زیادہ - عورتین پارچہ کا استعمال
تا بزانو رکھتی ہین باقی کل اوپر کا بدن برہنہ رہتا ہر - عورات زیور کے شایق
ہین اگرچہ لبطاہر مضبوط ہوتی ہین مگر کامون مین سست نظر آتی ہین -
شکار مین مہارت اچھی ہوتی ہر - زبان بگڑی ہوئی ٹامل ہر دس برس مین
ان کی تعداد بہت گھٹ گئی پہلے ۱۴۰۰ تھی ۱۸۸۱ء مین ۹۴۶ رہگئی -
رنگا سوامی کی پرستش ہوتی ہر اور وہین اکثر بستے ہین -

یہ قومین قریب قریب انہین قومون کے ہین جو ہمارے ملک مین بنام چیچے واٹ
اور بہیل جو پرگنہ امرا باد اور عملداری سرپورٹا ندور مین آباد ہین معلوم ہوتا ہر
کہ ایک حصہ بنی آدم کا ہنوز جنگلون مین آباد ہر باوجود انگریزی حکومت نیک کی
مین ہوتے ہوئے ہنوز ان قومون مین کوئی قابلیت پیدا نہین ہوئی نہ یہ شایستہ

چھوٹے ہین۔

زراعت

نیلگری مین گیہون۔ جو۔ مٹر۔ ہلدی۔ پیاز۔ رائی۔ ارنڈ وغیرہ کی کاشت
ہوتی ہی۔ سال مین کبھی دو اور کبھی تین مرتبہ آلو کی کاشت ہوتی ہی اور
روز افزون ترقی ہوتی جاتی ہی۔ اسکے سوا یورپ کی کل ترکاریان اور میوے
یہان خوب ہوتی ہین۔

یہان کی مشہور تجارتانہ پیداوار مین قہوہ۔ سنکونا۔ چای ہی۔
قہوہ۔ قہوہ کی کاشت یہان پہلے پہل ۱۸۴۴ء مین ہوئی اب کورگ اور وینا
مین بھی ہوتی ہی۔ اسوقت دیسیون کے چھوٹے بڑے باغات کے سوا قریب
پانسو کے باغچہ گورنمنٹ کے ہین۔ ۲۵ ہزار ایکڑ زمین مین اسکی کاشت
ہوتی ہی۔ ۲۳۰۰ ہزار ایکڑ اراضی جدید ہی اور بیس ہزار ایکڑ مین پہل آتے ہین
موجودہ مالیت ایک کروڑ سے زاید ہی بدرجۂ اوسط چار ہزار ٹن ہر سال قہوہ
باہر روانہ کی جاتی ہی جس کی ۲۳ لاکھ روپیہ قیصری سکہ کی آمدنی ہوتی ہی
دس بارہ ہزار آدمی متعین کارخانہ رہتے ہین ڈیڑھ سو یورپین کاشتکار اور
باغات کی سپرنٹنڈنٹ ہین باقی اور باغات کے صرف اہل وطن مالک و نگران ہین۔
چای۔ ۱۸۵۱ء مین پہلا باغچہ چای یہان تیار ہوا۔ اسوقت اٹھتر
باغات ۱۲ ہزار ایکڑ زمین مین ہین ۴۸۰ ایکڑ جدید اور ۳۳۰۰ ایکڑ مین پیدا
ہوتی ہی۔ مجموعی مالیت ان باغات کی ۵ لاکھ ۷۵ لاکھ تخمینہ کیجاتی ہی۔

بدرجۂ اوسط ۵ لاک ۱۰ ہزار رتل سالانہ چاہی تیار ہوتی ہے۔ نشیب مین جہان گہاس اوگتی ہے وہان چاہی کا تجربہ نہین ہوا تہا جواب ہوا ہے۔ ساڑہے چار ہزار آدمی سے زیادہ مصروف باغات چاے ہین۔

سنکونا۔ سنہ ۱۸۶۰ سے گورنمنٹ مدراس نے سنکونا کا تجربہ شروع کیا۔ اس مین سرکار کو شروع مین نقصان زیادہ آیا اسوقت ۹۰۰ ایکڑ زمین مین ۱۳ لاک سے زاید درخت ہین۔ مارچ سنہ ۸۳ تک کل سرکاری خرچ ساڑہے پچیس لاک سے کچہ زیادہ ہوا اور آمدنی ۳۴ لاک۔ اب آیندہ اور زیادہ منفعت کی امید ہے کیونکہ اخراجات کثیرہ کا وقت گزر گیا یہ خوشی کی بات ہے کہ گورنمنٹ کے قدم بقدم چند اولوالعزم اہل ملک نے سنکونا کے باغات لگاے ہین جو کثرت سے موجود ہین

جنگل

نیلگری کے جنگلون کی چار تقسیم ہین۔ (۱) وہ جنگل جو مشرق اور جنوبی ڈہال مین ہے (۲) وہ جو شمالی ڈہال اور مویار وادی مین ہے (۳) وہ جو جنوب و مشرق وینا مین ہے (۴) وہ جو میدان اور پہاڑی مین ہے جنکو شولہ کہتے ہین۔

اول مین ساگوان وغیرہ۔ دوسرے مین صندل کے درخت۔ تیسرے مین بھی شہتیر کے قابل درخت ہین اور آبنوس ملتا ہے۔ چوتھے مین مختلف الاقسام درخت ہین جنکی بلندیان ۳۰ فٹ۔ ۴۰ فٹ تک پہونچتی ہے اس جنگل کے درخت بہت جلد بڑہتے ہین خاصکر بلوگم کے کہ ہر دس برس کے بعد کاٹ ڈالنے کے قابل ہوجاتے ہین اور اوس وقت اونکی بلندی سو فٹ کی ہوجاتی ہے ۱۲ ٹن سالانہ ترقی گونہ

مین ہوتی ہے۔

تجارت

ابھی تک یہان عمدہ اور کثرت سے سڑکین نہین ہین کہ تجارت کی گرم بازاری ہو۔ پہاڑ پر گاڑیون کو چڑھنا بہت کچھ تجارت مین دقت ڈالتا ہے۔ مگر اب پہاڑی ریل کے جاری کرنے کی پختہ تجویز ہو گئی ہے۔ یہان کوئی مخصوص صنعت تو ہوتی نہین۔ صرف قوم بداگا موٹے کپڑے بن لیتے ہین۔ بہت سے یورپین کارخانے قایم ہین شراب کشی کی دو بھٹیان جاری ہین۔ یہان سے سنکونا چای۔ اور قہوہ۔ جاتا ہے۔ اور یورپ سے کچھ اسباب آرایشی اور غذائی آتا ہے ہر منگل کو اٹکمنڈ مین ایک بڑا میلہ ہوتا ہے۔ ٹوڈا اور بداگا قومین اپنے مردون کا سالانہ جشن کرتے ہین اور ناچنے گانے کے سوا بھینس وغیرہ کی قربانی کرتے ہین۔

قحط

اس ضلع مین کبھی قحط نہین پڑا۔ یہان کے قرب و جوار کی نشیبی ملکون مین گرانی ہونے کر یہان بھی اثر پڑتا ہے۔ چنانچہ سنہ گزرشتہ کے قحط مین یہان بھی علی العموم کل باشندون کو تکلیف ہوئی تھی۔

موسم و صحت

اس موقع کی بلند آبادی۔ صفائی۔ قدرتی آب وہوا۔ فضا۔ دو طرف سمندر کا مساوی قرب اور اوس سے مساوی بلندی وغیرہ اس قسم کے لوازمات قدرتی ہین جو جنوبی ہندوستان کے اور مقامات مین میسر نہین۔ گرمی اپریل اور

مئی مین ہوتی ہے۔

عام انتظام

سنہ ۱۸۳۱ تک نیلگری مین ضلع کویمبتور بھی داخل تھا۔ بعدہ بہت بڑا حصہ ملا بار مین ملگیا۔ بعدہ پھر کئی بار تغیر تبدل ہوتا رہا۔

سنہ ۱۸۸۲ مین اس ضلع کا از سر نو انتظام کیا گیا۔ اور بجاے کمشنری کے صرف کلکٹری رکھی گئی۔ جسکو اختیارات سشن جج کے بھی ہین انکے ماتحتی مین ایک بڑا اسسٹنٹ کلکٹر۔ اور ایک ڈپٹی کلکٹر رہتا ہے۔ اُٹکمنڈ مین ماتحت جج رہتا ہے جسکو مجسٹریٹ درجۂ اول اور جسٹس آف دی پیس کے اختیارات ہین۔ اُٹکمنڈ کی روز افزون ترقی رہی۔ پہلے ملٹری اسٹیشن ہوا بعدہ سول اسٹیشن بنا اور اب مرکز حکومت ہے اور کل اعلی درجہ کے دفاتر موسم گرما مین یہین رہتے ہین۔ عدالتہاے فوجداری کی تعداد ۹ اور دیوانی ۴ ہے۔ پولیس مین ۱۴۱ آدمی بھرتی ہین جسکا سالانہ خرچ ۳۵۶۱۶ روپیہ ہے۔ اُٹکمنڈ مین دو مجلس ہین ایک مخصوص اہل یورپ کے لئے ہے جس مین اکثر سامان راحت موجود ہے دوسرا ہندوستانیون کے لئے معمولی مجلس ہے۔

ان مجلسون کے علاوہ اور بھی دو جیلخانے جوار مین واقع ہین۔ کل نیلگری کے آبادی مین سات فیصدی ۔۔۔۔۔ علم جانتے ہین۔ دو قابل الذکر مدرسے ہین لارنس اسائلم واقع لوڈیل اور مموریل اسکول واقع اُٹکمنڈ۔ یہان ایک کتب خانہ بھی ہے جسکا نام نیلگری لائبریری ہے جو ۳۸ ہزار کی

لاگت سے تیار ہوا۔ اس کی سالانہ آمدنی ۷۴۰۰ روپیہ ہی اور گیارہ ہزار جلد کتابین ہین۔

لارنس اسائیلم مین خاصکر یورپین یتیم اور غیر یتیم بچے تعلیم پاتے ہین جہان تعلیم علمی کے سوا مختلف قسم کے کارآمد پیشون کی تعلیم ہوتی ہی اور اسکے متعلق ایک دکان بھی ہی۔ سرکاری اور خانگی عطیات اور مصنوعات مدرسہ اور منفعت دکان وغیرہ سے کل آمدنی اس مدرسہ کے لئے ایک لاک سالانہ کی ہو جاتی ہی۔

اس ضلع مین ایک انگریزی اخبار بھی چھپتا ہی۔

ضلع نیلگری کا آمد و خرچ سنہ ۱۸۸۳ء و ۱۸۸۴ء

آمد

محصول اراضی	۱۰۵۷۶۳
آبکاری	۱۷۹۵۷۶
جنگلات	۴۳۷۸۱
افیون	۴۶۱۶
لیسنس ٹکٹ	۶۰۰۸
اسٹامپ	۴۷۰۸۶
ڈاکخانہ	۳۹۳۶۰
	۴۱۶-۵۰

خرج

انتظامیہ	۱۰۱۹۵۰
قانون وعدالت	۶۵۴۲۰
مذہب وطبابت	۷۵۰۵۰
الونس وغیرہ	۳۰۶۱۰
محصول اراضی	۷۰۴۷۳
جنگلات	۴۴۰۶
ڈاک خانہ	۱۷۲۴۷۰
	۵۲۰۱۷۹

یہاں پر نیلگری کے مختصر بیان کو میں ختم کرتا ہوں اس ساری حالات کے اظہار سے یہ غرض ہے کہ دولت قیصری کے شائستہ احکام ذرا غور کی نگاہوں سے ملاحظہ کریں کہ ایک کوہستان بیابان کو اپنے مدبرانہ کوششوں نے کیسا باغستان بنادیا ہے جس سے باغ ارم کے جگر میں بھی داغ ہے — ہماری ملک میں چند رگتی کا پہاڑ قریب قریب اسی پہاڑ کی ہے غالباً یہاں قہوہ اور چای اور سنگونا کی کاشت ہونا ممکن ہے — اگر یہ جای سینیٹوریم مقام بنایا جاے تو مناسب ہے اور نیز ہماری ملک میں بہت سے جنگل اور بیابان ہیں جنکو آبادی اور سرسبزی میں ہنوز بہت کچھ کرنا باقی ہے پس اہل ملک (جو آج کل نہایت سرگرمی سے تعلیم پا رہے ہیں) سے امید ہے کہ ایسے نفع بخش کاموں کی جانب بالضرور توجہ فرمادیں گے —

عربون کے سویلزیشن کی تاریخ

القاہرہ کی یونی ورسٹی ازہر نامی سے تعلیم پاکر جو زبردست صاحب تصنیف فاضل نکلے ہین اون مین سے ایک مصری کا نام الفرندالطیاس ہر جو الفیوم (دریائے نیل کے غربی ساحل پر واقع ہر) کا رہنے والا ہر اور اسکندریہ کے کالج مین تاریخ کا پروفیسر رہا ہر۔ اس مصنف نے عربون کی سویلزیشن کی نہایت دلچسپ تاریخ لکھی ہر۔ اس کتاب کا نام تاریخ التہذیب المعروب ہر۔ الفرند نے ۲۵ لیکچرون مین اس وسیع مضمون کو تمام کردیا ہر۔ ان مین سے آخری لیکچر نہایت دلچسپ اور ساری کتاب کا خلاصہ ہر جسکا ترجمہ ذیل مین درج کرکے شایع کیا جاتا ہر۔

دائرہ منطقہ باردہ شمالی جن ملکون مین گزرتا ہر وہ کرہ زمین کے نصف کرہ شمالی مین غایت درجہ اوپر کو واقع ہین۔ یہ خط امریکہ مین جہیل ہیراعظم (گریٹ بیر) اور جزیرۃ الخضرا (گرین لینڈ) اور امریکائے برطنی (برٹش امریکہ) سے گزرتا ہوا مملکت روسیہ اور اسوج نروج (سویڈن ناروی) کو عبور کرتا ہر اور خط سرطان جو طرادت اور اعتدال کا پیش خیمہ ہر صحرائے اعظم افریقہ سے بہتا ہوا مدینہ دیر سے کچھ اوپر دریائے نیل اور ملک مصر کو قطع کرتا ہر اور پھر وادئے حجاز اور بندر مسقط سے عبور کرکے ہندوستان اور کوشنشین (کوچین چائنا) اور چین کے جنوب سے گزرکر مدینہ مکسیک (مکسیکو) تک پہنچتا ہر اور ان دونون خطوط کے درمیان جس قدر ولایتین ہین سویلزیشن کی تاریخ مین ایک خاص حالت

کے لحاظ سے ممالک شتویہ (سرد ملک) کہلاتے ہین اور اکثر یہی ملک شائستگی اور ترقی علم و ہنر کے معدن ہین - دائرہ سرطان عرب کے جزیرہ نما کے درمیان سے گزرتا ہی اس لئے وہ تقریباً نصف منطقہ بارہ مین اور نصف منطقہ معتدلہ شمالیہ مین واقع ہی - لیکن یہ عجب معلوم ہوتا ہی کہ منطقہ معتدلہ کی خوشگوار آب وہوا کا نشان تک اس خطہ مین نہین ہی - بلکہ محققین جغرافیہ کے نزدیک دنیا کے تمام ملکون سے زیادہ گرم ملک یہی ہی - کنارون کے قریب پست اور ریتلی زمین کا حلقہ ہی جس مین درختون اور سبزہ کا نام تک نہین ہی - جو سمندر کے آبی بخارات کے جذب کرنے اور بارش ہونے مین بڑا دخل رکھتے ہین - دریا خود ریت مین جذب ہو جاتے ہین اور صحرائے اعظم افریقہ اور فارس کے جنوبی میدانون اور ریوطنہ (راجپوتانہ) کی ریاستون کا حال بھی قریباً ایسا ہی ہی - اور اس کا باعث یہ ہی - کہ جغرافیہ طبعی اور علم طبقات الارض کے علمار کے نزدیک یہ بے آب وگیاہ اور ریتلی میدان اور صحرا اس بڑے موجزن سمندر کے خشک ہو جانے سے پیدا ہوے ہین جس کے حصے بحیرۂ قلزم بحیرہ عرب اور بحیرۂ روم مین اس تمام زمین کے معدنی کنلون اور حیوانی اسلیکا کی بنی ہوئی) چٹانون کو بے شمار برسون تک پانی گھستا اور پیستا رہا ہی - جس سے یہ ریگستان ابھرے ہین ریتلی زمین جسقدر جلد اور زیادہ حرارت کو جذب کرتے ہین اوسیقدر تیزی سے منتشر کردیتے ہین - اس لئے عموماً گرم اور ریگزار میدانون مین جاڑے کی راتین نہایت ٹھنڈی اور گرمی کے دن نہایت گرم

ہوتے ہین۔ سرد اور گرم ملکون مین عموماً دن کو کام کرتے ہین اور رات کا وقت خواب
و استراحت کے لئے مقرر کیا ہی۔ گرم ملکون مین تو خون کی حرکت دینے کے لئے
قدر کافی سے زیادہ حرارت موجود ہوتی ہی۔ اگر محنت کے کام کئے جائین تو خون فائیت
درجہ کی حرارت سے جلتا ہی اور باشندونکا رنگ سیاہ ہوجاتا ہی۔ بدن کے
اجزا مین تفرقہ اور سوزش کا اثر بہت تکلیف پیدا کرتا ہی اس لئے اکثر گرم
ملکون مین محنتی آدمیون کی تعداد بہت ہی کم ہوتی ہی۔ سرد ملکون مین انسان
کی رگون مین خون جسم جاتا ہی۔ اور اوسکو حرکت مین لانے کے لئے محنت سے
حرارت پیدا کرنے کی ضرورت ہوتی ہی۔ ان ملکون مین بنجر اور ویران زمینین
مزروع اور آباد ہوجاتی ہین۔ محنت کے سامنے زمین خود بخود اپنے معدنیات
اگل دیتی ہی۔ اور صنعت و حرفت کے راہین آسان ہوجاتی ہین۔ علم اور شائستگی
تمدن اور تجارت خود بخود قومی جوش یا سلطانی طاقت کے متوازی آگے
بڑھتے جاتے ہین۔ یہی سبب ہی کہ بحراعظم افریقہ اور جنوبی امریکہ کے باشندے
اب تک جامۂ تہذیب سے مبرا ہین اور یورپ کے دول متمدنہ اور امریکہ شمالی
کی جمہوری سلطنتین سرسبز اور ترقی یافتہ ہوگئی ہین۔ لیکن یہان ایک بڑا
سوال پیدا ہوتا ہی کہ اگر یہ اصول صحیح ہین تو عرب کے باشندے یکایک خواب
غفلت سے بیدار ہوکر کیون اسقدر ترقی یافتہ ہوگئی کہ دنیا کی آنکھون مین حیرت
سے پتلیان ساکن ہوگئین ؟ اور پھر کیون اسقدر جلد زوال مین آکر خاموش
ہوگئی۔ کہ عرب کی سنسان گھاٹیان اور سنگلاخ میدان اور جزیرہ نما کے ساحل

پر قلزم کی لہرین ان کی موجودہ حالت دیکھکر سکوت کے عالم مین ہین؟ اس کا
مجمل جواب یہ ہی کہ جزیرہ نما مین زرخیز زمین صرف سمندر کے کنارون کے قریب
ہی اور وہ اسقدر کم اور غیر کافی ہی کہ آبادی کے بڑھنے اور زمین پر قانونی حق پیدا
ہونے کے آغاز سے زراعت اور سکونت پر کشت و خون ہونے کی تاریخ شروع
ہو جاتی ہی خاصکر اس حالت مین جبکہ اس روز افزون قتل و غارت کے لئے اور بھی
مہلک اسباب پیدا ہو گئے تھے جیسا کہ ابن حائشہ کی روایت ایام جاہلیت جلد ۳
سے ظاہر ہی کہ اہل عرب کے دلون مین کئی صدی تک یہ خیال جاگزین رہا کہ ہمارے
آس پاس کا سمندر تمام عالم پر چھایا ہوا ہی۔ اور آباد زمین عرب کے سوا اور کوئی
بھی نہین ہی۔ مزروعہ زمین کی کمی کے پورا کرنے کے لئے اکثر اونٹون کے دودھ
اور کھجورون کی قدرتی پیداوار پر گزارہ ہونے لگا۔ بلکہ مویشی پر لفظ مال کا
اطلاق ہونے لگا۔ چنانچہ عربی زبان مین **مال** اونٹ کو اور **نعم** چارپایہ کو
(جس سے لفظ نعمت نکلا ہی) اور **غنم** بکری کو (جس سے لفظ غنیمت نکلا ہی) کہنے لگے
اور یہی تبادلہ کا پیمانہ ٹھیرا۔ چونکہ مویشی بھی محدود تھی اس لئے آبادی کے بڑھنے
پر جسطرح سکونت اور زراعت کے لئے زمینون پر جھگڑے ہوتے رہے اسیطرح مویشی
کی چوری اور اسپر ہنگامہ آرائی شروع ہو گئی گرم ملکون مین چونکہ محنت کم اور بیماری زیادہ
ہوتی ہی اس لئے بیکاری مین فاسد خیالات کی حرکت مین آنیکا باعث ہوئی۔ اور
بیکاری بھی افلاس کا باعث تھی جواب تک اہل عرب کو مالک غیر کے حجاج قتل
و تاراج کا پانی بہانے پر مائل کرتی ہی اور چونکہ تمام دنیا کو معدوم سمجھتے تھے اسلئے اکثر

دنیا کی جماعت تمدنی مین داخل نہ ہونے سے شایستگی اور علم سے محروم ہے
پس جہالت ہی نے انکے عرق شجاعت کو متحرک کیا۔ اور شراب کی مستی اور قواے
شہوانیہ کی تیزی نے اس آگ پر تیل اور روغن چھڑکا اور آخرکار ہزارون برس
کی کشت وخون اور تاخت وتاراج اور باہمی عداوتون اور لڑائیون کے سبب
انکے قواے جسمانی ایسے مستحکم ہو گئے تھے کہ ممالک معتدلہ کے عظیم الشان اور معمول
سلطنتون پر بآسانی غالب آگئے جس طرح انکے جسمانی اعضا شہزور اور قوی مضبوط
ہو چکے تھے اسیطرح انکی خاموش روحین ایک قدرتی آواز کی منتظر تھین۔
جو انکے اخلاقی طاقتون کو بھی جو فطرت نے اونکے قالبون مین ودیعت رکھی
تھین کر مادی اور اپنے اپنے کام پر لگا دئے کہ یکایک اون کی تاریک عالم
تمدن پر فاران اور ملسنا سے نور چمکا یعنی ایک روشن ضمیر ہادی کی للکار نے
جسکی حکمت آمیز نصایح کا ۲۴۰ ملین آبادی نے تہ دل سے اقرار کیا۔ حسن اخلاق
کے کہربائے وادی نشینون کے رگون مین دوڑادی۔ اس ملکہ خداداد (نبوت)
کے چہل سالہ تفکر نے آخرکار حدنا نی جمعیت سے قوم کے رفرمیشن (اصلاح)
پر کمر باندہی اور وحشیون کے لئے ایک آسان راستہ تیار کیا۔ جو تمام مصلحان
سلف کے تجربون کا نچوڑ اور عرب کے انقلاب پسند طبیعتونکے قابل تھا
اسلام کے وسیع ملت اور آزاد مشرب نے سریع الفہم مسائل سے شجاعان عرب کو
ایسا تسخیر کیا کہ اونکی اخلاقی دنیا بدل گئی اور اب وہ اس قابل ہو گئے کہ اسلام
کے امن گستر سلطنت مین بیخوف وخطر اور ملکون مین بحری وبری تجارت کی

راہین کھولین اور اسلامی تہذیب کے علم کے سایہ مین تمام دنیا کو لیمن چنانچہ سفر
کے عادی ہونے اور اوسکے باعث غیر ملکون کے واقف ہونے کے سبب اپنی قدیم
شجاعت سے اکاسرہ اور قیاصرہ کی زبردست سلطنتون پر شمشیر آزما ہو کر غالب
آگئے یہانتک آبنائے ملایا سے کاپ صان ونصان (راس سینٹ وین سینٹ)
تک اور جبال الطائی کے مشرقی بازو سے زنزبار تک پھیل گئے۔ ہندوستان
مین اور تاتار مین طمر لانی (تیموری) خاندان کے متمول ترین شہنشاہون کی
سلطنت وسیع ہوگئی اور دجلہ و فرات کے وادیون مین خلافت عباسیہ کی شان
وشوکت علم اور ثروت شایستگی اور عدل کے ساتھہ سرسبز ہوئی۔ مصر
اور فارس۔ تونس اور الجزایر کے اسلامی حکومتین بھی پیدا ہوگئین۔ اوخاندان
بنی عمیہ نے طرابلس اور مرکش سے آگے بڑہکر جزیرہ نما انڈلس اور جنوبی
فرانس اور العزب (پرتگال) مین بڑی عظمت سے ظہور کیا۔ مسلمانون کی بحری
قوت اس قدر غالب تھی کہ جزائر سردانیہ (سارڈینا) اور صقلیہ (سسلی) کے
کنارے پر ۱۵۰ اساطیل (جہازات) کا بیڑا گشت کرتا تھا۔ قرطبہ (کارڈوا)
غرناطہ (گرینڈا) بغداد۔ بصرہ۔ دمشق۔ اصفہان۔ سکندریہ۔ قیروان مین
بیت العلوم (یونیورسٹیان) اور صدرگاہین اور کتب خانے اور عالیشان
عمارتین بن گئین جنکے پرانے کھنڈرون پر یورپ کے سیاح آجتک آنسو بہاتے ہین
گھڑیون اور رنگین شیشون کی قنار (لیمپ) اور جہازات اور پانی کے

شارل مین شاہ فرانس کو جو گھڑی مامون رشید نے بھیجی تھی ابتک پیرس کے میوزیم مین موجود ہے۔

نل اور بیل بوٹے عمارتی نمونون کی صفت اور نفیس* کپڑون کی ایجاد اور علوم ریاضی اور فلسفہ کی شاخون کو ترقی دینے کے سبب یورپ مین نامور اور اہل یورپ کے اوستاد ہوگئے - قرطبیہ کے شاہی کتب خانہ کی فہرست ۴۴ موٹی موٹی جلدون مین مرتب ہوئی اور مصنفون کی تعداد یہانتک بڑہی کہ انکے حالات کی تاریخین بن گئین - اور مصنفون کے معلومات یہانتک بڑھے کہ ضخیم جلدون مین بھی نہ سما سکے (اللہ اکبر!) چنانچہ خطیب کی تاریخ بغداد ۲۷ جلدون مین اور ابن عساکر کی تاریخ دمشق ۵۲ جلدون مین اور محمد زاہد کی تفسیر ۱۰۰ جلدون مین اور ابو الوفاے ابن عقیل کی انسائکلوپیڈیا (قاموس العلوم) ۸۰۰ جلدون مین مرتب ہوئین - (اللہ اکبر!!!) ان حیرت انگیز امور پر جنکو یقین نہ آئے وہ ابن خلکان اور تاریخ عقیری - کشف الظنون - اور دائرۃ المعارف مطالعہ کرین -

پھر عدل اور انصاف کے سبب تمام سلطنت ہاے اسلامیہ کی زرخیز اور سیر حاصل ولایتون کا محصل ایک پدم چالیس کروڑ فرنگا** تک پہنچ گیا جس مین سے مصر کی آمدنی ۷۰ کروڑ فرنکا خیال کی گئی ہے - پھر ایشیا مین جن سلطنتون مین زوال شروع ہوا اور جنہون نے اسلام کے جمہوری اصول کو چھوڑکر عیش طلبی اور تمول مین غفلت شعاری اختیار کی اونکے تنزل اور بربادی کی اسباب پر

---

* دہوپ چھاؤن اور کئی قسم کے کپڑے مسلمانون نے ایجاد کیے ہین -

** انگریزی سکہ مروجہ ہند کے حساب سے مصر کی آمدنی ۲۸ کروڑ اور ممالک اسلامیہ کی کل آمدنی ۴۰ میل ہوئی؟

امام فخرالدین رازی کی تاریخ الاول و آثار الاول کے مدلل بیانات کا اشارہ
کر دینا کافی ہی اور یورپ مین انکا اقتدار اور عظمت کے انحطاط اور زوال کر
اسباب پر مطلع ہونے کے لئے عقیر ری اور رفاعہ مصری کے خطابات و لیکچر دیکھنے
چاہئین جن سے شائستگی کی عمارتون کو صدمہ پہنچا - مجمل طور پر یہ ہین کہ جب
عرب سرسبز و شاداب ملکونپر حکمران ہو چکے اور انکا معمول امن فراغت کے زمانہ
مین از حد بڑھگیا تو انھون نے اپنی شاہانہ شوکت اور رعونت اور ہوائے نفسانی
اور ذاتی اغراض کے سامنے اسلام کی آزادی اور جمہوری اصول کو شکست کردیا
جن کی بنیاد خلفائے راشدین کے وقت پڑ چکی تھی اور بیرونی حملون سے غافل
ہو کر عیش طلبی اور فراغت اور راحت مین نہایت شرعیہ مثل زنا و مے نوشی کے
مرتکب ہوگئے - اور مخلوق خدا کی دادرسی اور شرع نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم
کی حمایت سے ہاتھ کوتاہ کر دیئے اور بیشک اس وسیع الخلقی کا یہی نتیجہ نکلتا تھا کہ جفاکش
عرب کے جفاکش باشندون کا میل جول زرخیز ملکون کے عیاشی اور کاہل سوسائٹی
مین حد سے زیادہ بڑھ گیا اور اسیطرح جو نتائج قبیحہ پیدا ہوئے انکا اشارہ تیمور
کے رفیقون اور بہادر سپاہیون کی اس گفتگو مین پایا جاتا ہی جس مین انھون
نے ہندوستان پر حملہ کرنے اور وہان قیام کرنے کے خلاف رائے دی تھی
آخرکار سلطانی قوت کے ٹوٹ جانے سے امرا کے زمرے مین جو فرصت
کے وقت ایک دوسرے پر طاقت ور ہونے کی تمنا رکھتے تھے بیرونی حملہ آورون
کی مدد کی خواہش اور ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے باہم کشت و خون

کرنے کی خواہش پیدا ہوئی جس سے بلاد اسلامیہ کو بیرونی طاقتوں کے ترکتازنے پیس ڈالا اور اسلام کے پولٹیکل فریقوں کا جتھا ٹوٹ گیا۔ بیشمار اہل عرب تہ تیغ ہوئے۔ اور بڑا تھا فاتح قوم کے مذاہب میں داخل ہوگئے۔ آخر کار خدا نے اپنی دولت واپس کی۔ اور عجیب تر یہ ہے کہ سلطنت کے ساتھ علم اور تمدن بھی غائب ہوگیا اور سوائے دست افسوس ملنے کے اور کچھ باقی نہ رہا۔ فصدق من قال۔ کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذو الجلال و الاکرام ط

اب اخیر میں ہم اس خطابہ (لیکچر) کو جزیرہ نمائے عرب کی ان بقیہ نسلوں کے موجودہ تمدن پر ختم کرتے ہیں جن کی تعداد اب اس اصول کے مطابق کہ گرم اور ریتلی ملکوں میں سویلزیشن (تہذیب) پھیلنے کے اسباب موجود نہیں ہوتے ہیں۔ جزیرہ نما میں گھر کر کچھ ترقی نہ کرسکے اور اگر کچھ کی تو ایک عجیب نشاۃ مگر باریک اور طبعی تشبیہ کے مطابق بالکل ریتلی زمینوں کی طرح تہذیب کی گرمی کو جسقدر زیادہ اور جلد جذب کرسکے اسیقدر جلد انھوں نے اس کو منتشر بھی کردیا۔ یہاں تک کہ اخلاق حسنہ بھی ان میں سے غائب ہوگئے اور اب بیرونی مسافروں کی آمد و رفت کے سبب صرف بحیرۂ قلزم کی شرقی کنارہ پر کچھ کچھ تہذیب کے نشان باقی رہ گئے ہیں۔ ورنہ وسطی جزیرہ نما کے بدوی اور اعراب پھر پھر کر دوبارہ اپنے مرکز پر آگئے ہیں جیسا کہ دولت عثمانیہ کے بادشاہوں کی رپورٹوں اور سیاحوں کے سفرناموں در الجوائب اور تقویم الوقائع (عمدہ اکالموں) سے ظاہر ہے۔

یوسف علی نوابقرار لشکر

شام کی مسجد

آج ہم دمشق کی جامع مسجد کا ذکر کرتے ہین - جو امیر المومنین خلیفۂ ولید بن عبد الملک بن مروان خاندان بنی امیہ کی مشہور یادگار ہی -

اس مسجد عظیم الشان کی تعمیر کے لئے بارہ ہزار صناع و کاریگر ملک روم اور اطراف و اکناف سے طلب کئے گئے تھے - اور سنہ ۸۹ ہجری سے سنہ ۹۶ ہجری تک سلسلۂ تعمیر جاری رہا - مختلف قسم کے نقش و نگار اور رنگ برنگ کے بلور لگائے گئے -

اس مسجد کے تعمیری مصارف مین ڈھائی لاک لیرہ عثمانیہ یعنی پچیس لاک سکہ قیصری خرچ ہوئے

مشرق سے مغرب تک دو سو (۲۰۰) قدم - اور شمال سے جنوب تک ڈیڑھ سو قدم (۱۵۰) ہی اندر چارون طرف چار رواق چار کھمبون پر قایم ہین - چار دیواری وغیرہ اب تک زمانہ کے ناہنجار ہاتھون سے محفوظ ہین -

فرش مسجد سنگ رخام کا ہی - صحن مین پانی کا حوض لہراتا ہی - مسجد کے اوپر جا بجا قبے ہین - حرم مسجد مستطیل شرق سے غرب تک نصف مسجد کے برابر چلا گیا ہی - سقف حرم ایسے بلند ستونون پر قایم ہی کہ پچھلی جبروت کا اثر اور گزشتہ شان و شوکت کا نمونہ ظاہر کرتا ہی ستونون کے بیچ بیچ مین بلندی پر ایک قبہ ہی جو صرف تمام عمارات شہر سے بلند ہی نہین ہی بلکہ اپنے نفاست اور معمار کی دانائی سے جو اس مین خرچ کی گئی ہی - سیاحون کی دلچسپی کا باعث

ہوتا ہے۔ اس قبہ سے بھی زیادہ وہ منارے بلند ہیں جن مین پانچ وقت صدائے اَللہُ اکبر بلند ہوتی ہے۔ فن انجینیری کو اس موقع پر لطافت کے ساتھ دکھلا ہے۔ منارۂ مؤذن کے سر پر بلند ہلال بنا ہے جسکو قبۃ النسر کہتے ہین۔ ہلال مین دور واقعین کرگس کے پر کیطرح بنی ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ گویا کرگس ہوا مین بلند پرواز ہے۔

وسط حرم مین ایک نہایت خوبصورت قبہ ہے جو قبۂ نبی یحییٰ کہلاتا ہے۔ چار خوبصورت قابل دید کھنبو نپر ایستادہ ہے۔ ان کھنبون مین اعلیٰ صنعت خرچ کیگئی ہے مسجد کے چار محراب چار مصلے کے لئے جدا جدا ۸۰ھ مین تیار ہوے۔

علاوہ برین مقدس و مطہر بزرگان دین کی یادگارین تبرکاً و تیمناً اس مسجد مین محفوظ رکھے گئے ہین۔ مثلاً یادگار حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ و حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت عائشۂ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وغیرہ۔

اذان دینے کے لئے تین منارے ہین اول موسومۂ عیسیٰؑ واقع شرق مسجد جو مسجد کے صدر قبہ سے سوگز بلند ہے۔ اس منارہ سے تمام شہر دمشق مع قرب و جوار کے دیہات مد نظر ہوتے ہین۔ اور عجیب پر لطف فضا کا تماشہ ہوتا ہے۔

دوسرا منارہ موسومہ "عروس الغربیہ" منارۂ اول کے مقابل مین مغرب کی جانب واقع ہے۔ یہ اول منارہ سے کیقدر چھوٹا ہے۔ منارۂ اول و ثانی کی نسبت بعضون کا بیان ہے کہ انکو زمانۂ قدیم مین یونانی اور رومیہ قومون نے رصد کے لئے

تعمیر کیا تھا۔ انکے علاوہ اور قدیم منارے جو شمال وجنوب مین واقع تھے اونکو زمانے کے ہاتھون نے زندہ نہین چھوڑا۔

تیسرا منارہ جسکو خلیفہ ولید نے تعمیر کیا ہر اوسکو مآذنۃ العروس کہتے ہین۔ یہ مینار اول کے دو منارون سے بلندی مین کچھہ کم ہر مگر آرایش و استحکام اور خوبصورتی مین سب سے افضل ہر۔ شعراے زمانہ اور مابعد نے اس منارہ کی بہت تعریف کی ہر۔

مسجد کے اندر چار رواق اور باہر سات دروازے ہین۔ ہر رواق ہر اک جہت مین واقع ہر جو قابل دید اور لایق تعریف ہین۔

منجملہ ان بیرونی دروازون کے جو قبلہ کی جانب ہین اوسکے مختلف نام ہین۔ باب العبرانیہ۔ باب الساعات۔ باب الزیادہ وغیرہ۔ مغرب کی جانب باب البرید۔ اور مشرق کی جانب باب الجیران ہر یہ دروازہ تمام دروازون سے بڑا ہر۔ شمال کی جانب چار دروازے ہین جنکے نام بھی کئی ہین۔

اس مقدس اور مشہور مسجد مین بہت سے قدیم تحائف اور نادر روزگار مجلدات قرآن شریف ہین۔ منجملہ ان کے ایک قرآن شریف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جامع القرآن کے دست مبارک کا لکھا ہوا ہر۔ یہان قدیم زمانہ کی صنعت کا اک عمدہ نمونہ بھی موجود ہر یعنی گھڑی جس سے ہر موسم مین آفتاب کی روش کا صحیح اندازہ معلوم ہو جاتا ہر۔

اس مسجد مین علما اور فضلا اور مدرسین اور قاریون کا ہر روز اجتماع کثیر ہوتا ہر اور ہر شب ہزارون چراغ روشن کیے جاتے ہین۔

اِس مسجد کی بنا کے وقت حضرت سُلیمان بن داؤد علیہ السلام کے وقت ایک لوح سنگی یونانی عرف و زبان مین لکھی ہوئی برآمد ہوئی جس کی عبارت بترجمہ یہ ہے :-

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

اے بنی آدم اگر تجھکو اپنی تھوڑی سی بقیہ عمر کا حال معلوم ہو جاتا تو تو اپنی لمبی امیدون کو چھوڑ دیتا۔ مرغوبات کم کر دیتا۔ تدابیر سے دست کش ہو جاتا۔ جب تیرا قدم پھسلیگا (یعنی موت آئیگی) تیرے اہل تجھکو چھوڑ دینگے تیرے دوست تجھ سے پھر جائین گے۔ تیرے اقربا رخصت کرین گے تو کیسے قدم جما سکیگا۔ پھر تو ایسی حالت مین پہونچ جائیگا کہ تجھکو لوگ پکارینگے اور تو جواب نہ دیسکیگا۔ نہ اپنے بال بچون کی طرف پلٹ سکیگا۔ اور نہ اپنے اعمال مین کچھ زیادتی کر سکے گا۔ پس موت کے قبل زندگی کو غنیمت جان اور اس سے پہلے کہ تجھ سے مواخذہ کیا جاے۔ اور کسی کار خیر کے کرنے پر تجھکو قدرت نہ ہو اپنی قوتون سے کام لے۔

اور جب مسجد کی بنا تمام ہوئی تو ولید نے حکم دیا کہ لاجوردپر سونیکے حرفون مین مسجد کی دیوار پر یہ لکھا جاے۔ "اے ہمارے اللہ ہم سواے تیرے کیکی عبادت نہین کرینگے"۔ جہان آج اس خانہ خدا کی عظیم الشان عمارت کھڑی ہے وہان زمانہ قدیم مین ایک بڑی مورت تھی جسکو آرمین اپنا خدا تصور کرتے تھے۔ ایک مذہبی تذبح بھی تھا۔ اوسی کے نمونے پر ہیکل سُلیمان ع واقع

بیت المقدس مین ایک یہودی بادشاہ کے حکم سے مذبح بنایا گیا تھا۔

اس مسجد کے ملحق یوحنا کے نام سے ایک عیسائی گرجا ہے - اس اجتماع ضدین کی عجیب تاریخی حکایت ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاہان اسلام نے پابندی معاہدہ اور انصاف شعاری سے واجبی شہرت حاصل کی تھی اور قوت و قابو حاصل کر کے بھی اپنے زیر دست غیر مذہب کے معاہدون کو قوی الاثر رکھتے تھے -

جس وقت شہر دمشق کا محاصرہ تھا - اور ایک طرف مشہور آفاق سپہ سالار عرب خالد بن ولید اور دوسری طرف تجربہ کار جہاں آزما ابو عبیدہ بن جراح کی افواج نصاری سے مقابل تھین - دشمن کے کل سردار مجبور ہو کر باب الجابیہ پر حاضر ہوے - اور دوم سپہ سالار فوج عرب یعنی ابن جراح سے صلح کی گفتگو کی اور کل شرایط پیش کردہ سپہ سالار موصوف کو منظور کر لیا - اس کے بعد ابن جراح سو آدمیون کو اپنے ہمراہ لیکر داخل شہر دمشق ہوے - جس مین ۵ صحابہ تھے - دوسری جانب خالد بن ولید سپہ سالار افواج عرب نے اسی شب کو باب المشرق کی طرف سے دیوار حصار مین نقب لگا کر بزور شمشیر مع فوج داخل دمشق ہوے اور خون آشام تلوار سے دشمنون کو مزا چکھاتے ہوے کنیسہ مریم تک جسکو اب کنیسہ یوحنا کہتے ہین پہونچے ان دونون سپہ سالارون کی ملاقات اسی کنیسہ کے قریب ہوئی - ابو عبیدہ بن جراح نے خالد بن ولید سے کہا کہ صلح ہو گئی اور شہر فتح ہو گیا - اب زیادہ کشت و خون کی ضرورت نہین - خالد نے جواباً کہا کہ ہماری فوج ظفر موج نے محض تلوار کے زور سے ملک حاصل

کیا۔ صلح کا نہ کوئی موقع تھا۔ اور نہ اتمام جنگ مصالحت پر ہوسکتا ہی۔ لب
شمشیر ہنوز خون آشنا ہی اور شام کے دل بادل مین برق نما تلوار بدستور کوند
رہی ہی۔ دونون سپہ سالارون مین گفتگو رہی مگر سلسلۂ قتال و جدال
منقطع نہ ہوا۔ ابوعبیدؓ نے برعایت مصالحت فوج کو حکم دیا کہ تا وقتیکہ دونون
اولوالعزم سپہ سالارون مین زیر بحث مسئلہ فیصلہ نہو جائے تلوار میان سے
باہر نہ نکلے۔ چنانچہ امرائے عرب کا شورا ہوکر ابوعبیدہ کی رائے مقبول ہوئی
اور صلح پر خاتمہ ہوا۔ اور یہان کی کل کیفیت سے خلیفۂ وقت حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ مین اطلاع دیگئی۔ اتفاق سے
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا اوسی فتح دمشق کی شب کو انتقال ہوا گویا فتح دمشق
کے منتظر تھے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفۂ دوم نے مجلس شورائے
فیصلہ کو منظور فرمایا۔ جسقدر حصہ شہر بزور شمشیر بہادر خالد نے بوجہ عدم اطلاع
مصالحت فیمابین فتح کیا تھا وہان کے معابد و کلیسہ منہدم کیے گئے اور بقیہ حصہ
جسپر ابوعبیدہ نے صلح کے ساتھ فیصلہ کیا تھا وہانکے گرجے وغیرہ محفوظ رکھے
گئے۔ اور ابتک کامل آزادی کے ساتھ ہین۔

پس دمشق کی جامع مسجد امویہ ایسے موقع پر بنائی گئی ہی جہان فتح اور
صلح کے سرحدات ملتے ہین اور دونون کے نمایان اثر ابتک موجود ہین
کہ دیر و حرم پہلو بہ پہلو اسطرح آباد ہین جس طرح خانۂ چشم مین سیاہی سفیدی۔
اس مسجد کے بنا کے وقت پہلے تو خلیفہ ولید نے عیسائیون کو سمجھایا

کنیسہ کی ملحقہ زمین مسجد امویہ کے لئے دیدین جس کے عوض مین خلیفہ نے بہت سا مال و زر دینے کا وعدہ کیا مگر قسیسین نے زمین دینے اور روپیہ لینے سے انکار کیا اور باوجود بہت گفت وشنود کے برابر انکار کرتے رہے —

عبداللہ الولید نے جوش حکومت سے کنیسہ کا ایک حصہ مسجد مین جبراً ملالیا اور جب اس واقعہ کے بعد قسیسین نے معاوضہ کا روپیہ طلب کیا تو چونکہ فہمایش کے وقت انہون نے مطلق توجہ نہ کی تہی اس لئے معاوضہ دینے سے بھی انکار کر دیا —

عمر بن عبد العزیز کے عہد خلافت مین عیسائیون نے اپنے کنیسۂ ملحقہ کا پھر دعوی کیا کیونکہ پوری امید تھی کہ سلاطین اسلامیہ اپنے عہد ناموں کی عزت کرتے ہین چنانچہ خلیفۂ وقت نے بپابندی احکام شریعت غرّا وہ حصۂ شہر جو بمصلحت قبضہ مین آیا تھا واپس کر دیا اور مسجد امویہ کے ملحقہ سے کنیسہ خارج کر دیا۔ چنانچہ اسوقت تک اسی معاہدہ کی تکمیل بدستور جاری ہی —

ای انصاف اور پابندی عہود کی مجسم تصویر! کیا تیری دل لبھانے والی مبارک شکل ہمارے زمانہ مین عنقا ہو گئی —

حسن

جرمن کے دو جعلی پیغمبر

منسٹر مین ایک پارچہ فروش نیپر ڈولنگ نامی رہتا تھا جسنے لوتھر کے مسائل اور تعلیم سے بہت حصہ لیا تھا اور نہایت سرگرمی دکھلایا تھا۔ اوس نے اپنے بہت لوگون کو جمع کیا۔ بشپ اور کلرجی اور یورپ کی مخالفت مین بہت سخت کلامی کی۔ اوس وقت وہان کا بشپ فرانسز ساکن والڈیک تھا۔ یہ شخص خود تعلیمات لوتھر کی جانب بہت رجحان رکھتا تھا فی الحقیقت بعد چندے اوس کا عزم مصمم ہوا کہ مذہب کیتھولک کا قلع وقمع کرے کیونکہ اوسکا پورا ارادہ تھا کہ کسی صورت سے یہ موقع حکومت خاص اوس کے قبضۂ اقتدار مین آجائے اور آیندہ اپنے خاندان مین محدود کردے۔

۱۵۳۲ء عیسوی مین کیتھولک کی مخالفت مین جو پروٹسٹنٹ شہزادون اور امرا کا گروہ تھا اوس گروہ مین یہ بھی ملگیا لیکن اوس کی خواہش تھی کہ یہ کارروائی آہستہ آہستہ کی جائے کیونکہ اوس کو خوف تھا کہ تعجیلی کارروائی سے ممکن ہو کہ وہ اوس زرخیز مقام پر ذاتی قبضہ نکر سکے۔

نیپر ڈولنگ نے ایک نوجوان پرلیسٹ یعنی مذہبی پیشوا مسمی راٹمین کو اپنے مطلب کے لئے گانٹھا تاکہ کسی خاص گرجے مین مذہب کیتھولک کی غلط کاریون پر وعظ کرے۔ یہ واعظ ایسا آتش زبان اور فصیح البیان تھا کہ فوراً برانگیختگی پیدا کردی اور تمام شہر مین بلوہ ہوگیا۔ اور گرجے توڑ دئیے گئے۔ یہ ازدحام اور بلوہ یہان روز افزون خطرناک ترقی کرتا رہا۔ آخر بلوائیون

نے وہان کے کل پریسٹون کو شہر بدر کر دیا۔ شہر کے متمول لوگ بغیر انجام بینی کے گہر دار چہوڑ کر فرار ہو گئے۔

سنہ ۱۵۳۲ عیسوی مین راٹ مین نے استباغ طفلی کی مخالفت مین وعظ کرنا شروع کیا۔ اور جس کی مخالفت مین لوتہر نے بہی شکایت لکہہ بہیجی مگر شنوائی نہ ہوئی۔

شہر منسٹر کی اس موجودہ حالت کی خبر تمام ملک مین بہت جلد پہیل گئی اور جوق جوق لوگ آنا شروع ہوئے۔ ان نو وارد و تماشہ بینون مین شہر لندن کا ایک درزی جان بوکلن نامی تہا۔ راٹ مین نے اس وقت تعلیمات لوتہر سے صاف انکار کیا اور اپنے تئین ان مسائل کا جبپر لوتہر اوسوقت تک قایم تہا سخت مخالف بیان کیا۔ منجملہ اون مسائل کے ایک استباغ طفلی تہا۔ اس نئی شکل سے تمام شہر مین تہلکہ پڑ گیا اور از سر نو اضطراب اور بلوہ عام ہو گیا۔

بلوائیون نے کتھیڈرل پر جو کیتہولک مذہب کی عبادت گاہ تہی قبضہ کر لیا اور اہل کیتہولک کو خارج کر دیا اور ادائے نماز و پرستش کی اون کو اجازت نہ دی پہر انھون نے پیروان لوتہر کے گرجون پر حملہ کیا اور سخت اضطراب پہیلایا۔ ۲۸ جنوری سنہ ۱۵۳۴ عیسوی کو بوقت شام ان لوگون (مخالفان استباغ طفلی) نے گلیون اور راستون کو بند کر دیا اور خود مسلح ہو کر مجتمع ہوئے پہاٹک بند کر دئے اور ہر جانب محافظ

(سنتری) متعین کر دیئے۔ اس اثناء مین علی الصّباح ناگہانی دو شخص آ موجود ہوئے جنکی پوشاک مثل پیغمبرون کے تھی اور اونکی بڑی بڑی داڑہی تھی اور لمبی چادرین اوڑہے ہوئے تھے اور ہاتھون مین عصا تھا اونھون نے بہایت احتیاط اور سبک رفتاری سے بلوائی مجمع کے ساتھہ گلیون مین قدم رکھا ان بلوائیون نے اون مین سے ایک کو حنوق پیغمبر اور دوسرے کو الیاس پیغمبر قرار دیا۔ حال آنکہ یہ دونون شخص حقیقت مین جان بوکلن اور جان متھیلن سرگروہ مخالفان اصطباغ طفلی ساکن ہالنڈ تھے نپر دو لنگ اون لوگون سے بے تکلف یکبارگی جاکر مل گیا اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد سخت ہنگامہ پردازیان شروع ہوگئین۔ عورت اور مرد تمام گلیون مین اوچہلتے کودتے اور چلاتے ہوئے دوڑا کرتے تھے اور یہ کہتے کہ ہم لوگون نے عالم رُویا مین فرشتے دیکھے جو تلوار کھینچے ہوئے ہم لوگون سے پیروان لوتھر اور اہالیان مذہب کیتھولک کو خارج کراتے ہین چنانچہ بہت سے لوتھرین اور کیتھولک خوف زدہ ہوکر اور قتل عام کے خوف سے باہر شہر کے بھاگ گئے۔ متھیلن منبر پر چڑہکر یون بیان کرنے لگا کہ خدا اپنے معبدگاہ (گرجا) کی تقدیس چاہتا ہے اور جو شخص راہ راست پر چلتا ہوا نہوگا وہ قتل کیا جائیگا چنانچہ قتل ہونے مین توقف نہ تھا لیکن نپر دو لنگ نے پھر ترمیم پیش کی کہ ایسے گمراہون کو قتل کی ضرورت نہین ہے بلکہ اگر پھر سے اصطباغ کا انکار کرین تو شہر بدر کئے جائین پس بہت سے اہالیان شہر اس جرم

مین ایسے سخت ایام مین جب کہ زمین یخ سے ڈھکی ہوئی تھی نکالے گئے جو جلد جلد نہ بھاگ سکتے تھے اونکی سزا ہوئی اور جو بیمار تھے اون کو رآرٹ مین دوبارہ اسطباغ دیا۔ ایک شخص لکھتا ہو کہ ایسے ایام مصیبت دیکھنے مین نہین آئی (؟) اپنے گودون مین برہنہ بچون کو لئے ہوسے تھین اور اون کا بدن ڈہانکنے کے لئے بے قاعدہ چیتھڑے ڈہونڈہتے تھے اور نہین ملتا تھا۔ غریب چھوٹے چھوٹے بچے اپنے باپون کے کوٹون کو تھامے ہوسے دلریش آوازسے چلاتے تھے۔ بوڈھے آدمی ضعف پیری سے کمر شکستہ ہو گئے تھے اور بیمار عورتین لڑکھڑا کر برف پر گر پڑتے تھے۔

یہ حالت ناقابل برداشت ہورہی تھی اس اثناء مین وہان کا بشپ نے فوج مہیا کی ان پیغمبرون کی فوج پر جو شہر مین تھے دھاوا کر دیا سولہ منٹ تک شہر کا محاصرہ رہا۔ اہل شہر کا نا تربیت یافتہ گروہ زیر حکم فوج درزی کے تھا اور ادہر بشپ کی فوج خوب مسلح اور تعداد مین بیشمار تھی۔

اس ایام مین حکومت شہر الہامی ذریعہ سے ہوتی تھی یعنی جو حکم کہ ان فرضی پیغمبرون سے صادر ہوتا تھا اوسی پر عملدرآمد ہوتا تھا۔ ایک دن ان جعلی پیغمبرون نے یہ بیان کیا کہ شہر کے کل حکام اور مجسٹریٹ اپنے خدمتون سے علٰحدہ کر دئے جائین اور ان کے عوض اون (پیغمبرون) کے نام زد آفسر متعین ہون۔ دوسرے دن مٹھیلن نے یون بیان کیا کہ مجھکو ہدایت ہوئی ہو کہ باستثنائے انجیل کل کتابین جو شہر مین دستیاب

ہوسکین ضایع کردیجائین چنانچہ کل سرکاری دفاتر اور کتب خانہ کی کتابین جمع کرکے سربازار جلادی گیئین۔ بعدہ اوسیکو یہ بھی منکشف ہوا کہ گرجون کے منارے توڑکر چہوٹے ستون کے برابر کردیئے جائین تاکہ اوسپر سے دشمنون کی نقل وحرکت کی اچھی طرح نگہداشت ہو اور بوقت جنگ اوسپر سے گولی ماریجائے چنانچہ وہ منارے توڑدیئے گئے۔ پھر ایکدن اوسنے بیان کیا کہ مجھکو حکم ہوا ہر کہ فتح کرنے کے لئے اہل محاصرہ سے آگے بڑھ کر مقابلہ کرون چنانچہ بہت سے اکٹھا کرکے دہاوا کیا لیکن مخالفون نے گھیر لیا اور مع اونکی فوج کے قتل کیا گیا۔

مٹھیلن کے مرنے سے اس گروہ منکر اسطباغ طفلی مین اضطراب اور ضعف واقع ہوا۔ مگر جان بوکلن نے موقع پاکر اپنے آپ کو سرغنہ قرار دیا اوس نے بیان کیا کہ مجھکو الہام ہوا ہر کہ مٹھیلن کے مارے جانے کی وجہ خدا کی نافرمانی احکام ہر کیونکہ اوسنے بہت تہوڑے آدمیون سے مقابلہ کیا تہا حالانکہ بہت سے آدمی ایسے موقع پر درکار تھے۔ بوکلن نے یہ بھی بیان کیا کہ اوس کو عالم رؤیا مین ہدایت ہوئی ہر کہ مٹھیلن کی بیوہ جو روسے شادی کرلے اور بجاے اوس کے خود جانشین ہو۔ چند روز کے بعد یہ الہامی مضمون پیش کیا کہ یہ مقام (منسٹر) آسمانی معبدگاہ قرار دیا گیا ہر اور یہی مقام تمام دنیا کا دارالسلطنت ہوگا اور مین بادشاہ ہونگا بعدہ اوسنے حکم دیا کہ جتنے لوگ یہان ہین سب اپنے بیش بہا اشیا مثل سونا۔ چاندی۔ جواہرات اور کل جنس جو اونکے پاس ہون لاکر اکھٹا کرین اور یہ بند وبست کیا کہ سب لوگ ملکر ایک ہی مقام اور ایک ہی دسترخوان

پر خور و نوش کرین اوس کے بعد پھر یون الہام کا زور ہوا کہ ہر ایک شخص جسقدر
چاہے شادی کرے چنانچہ اوسنے خود سولہ عورتین اپنے حصہ مین رکھین
بعضون کو اوس کی یہ حرکت بہت ناگوار ہوئی اور مخالفت مین ایک سازش
کیگئی جس مین ایک زرگر اور دو سو معزز آدمی تھے مگر کارگر نہوئی بلکہ ظاہر
ہو جانے پر بہت سے اہل سازش گرفتار ہوے اور بہت سے ہلاک کئے گئے
یعنی ۲۵ آدمی گولی سے اڑا دئے گئے - ۶۶ آدمیون کے سر قلم کر دئے گئے - قاتل
اس جم غفیر کا نیپر دولنگ تھا جو جان بوکلن کا جلاد مقرر کیا ہوا تھا ان لوگون
کے خاتمہ سے مخالفت کا بھی خاتمہ ہوگیا -

اب یہ سوال پیش ہوتا ہے کہ باوجود اسقدر تباہی کے اوس مقام مین
پھر بھی اسقدر آدمی کہان سے آئے اس کی وجہ یہ تھی کہ محاصرہ کے قبل منکرین
اصطباغ طفلی ممالک ہالنڈ اور شمالی جرمنی سے کثیر تعداد مین جمع ہوگئے تھے کیونکہ
اسکو متبرک اور خدا کا پسندیدہ شہر سمجھتے تھے -

اسکے بعد بوکلن نے بارہ ڈیوک بنائے اور ہر ایک کے خطاب جرمن بجے
صوبونپر رکھے گئے - یہ سب کے سب ورزی جوتہ ساز پیچہ گر اور روئی والے
تھے - اوسنے ۲۷ شاگرد بھی مقرر کئے تاکہ تمام یورپ مین گھوم کے لوگونکو
منادی کرے اور اس معبد کی جانب رجوع لاے -

ایک با موقع جگہ مین ایک ممبر اور ایک تخت بنا کر رکھا گیا جہان

بوکلن ہفتہ مین تین مرتبہ جا کر عدالت عامہ مین سرگرمی دکھلاتا تھا وہ تخت
شاہی لباس مین جلوہ افروز ہوتا اور اوسکے گرد ڈیوک اور ملازمین شان
و شوکت سے دست بستہ حاضر رہتے - کار و بار عدالت کے ختم ہونے
خود ممبر پر ہو نچکر وعظ کرتا اسکے بعد بادشاہ مع اپنے سولہ واعظہ عورتون
اور امرا وغیرہ کے ملکر رائل بینڈ کے گیتون پر ناچتا اور گاتا -

ایک دفع اوس کی ایک عورت نے اس بیدین اور اپنے ذلت
سے بیزار ہو کر شہر کے باہر چلے جانے کی درخواست کی نہ صرف اوسکی درخواست
ہی نامنظور ہوئی بلکہ بادشاہ (جان بوکلن) نے اپنی تلوار سے اوسکا سر
لوگون کے روبرو قلم کر ڈالا - اور نیز بشپ کا ایک سپاہی گرفتار ہو گیا تہا اوسکو
مجبور کیا کہ منکران اسطباغ طفلی کی تعلیم قبول کر لے - اوس بہادر نے نہایت
جرات سے جواب دیا کہ تمہاری تعلیم کچھہ ہی کیون نہ ہو مگر اعمال سب شیطانی
ہین جسپر جان بوکلن نہایت پریشان اور ناراض ہو کر اپنے ہی ہاتھہ سے قتل کر دیا

آخر کار نصف ایام گرما مین بوقت شب ۱۵۳۶ عیسوی مین بعد محاصرہ
سولہ مہینے کے شہر پر فتح کیا اور بشپ کے ہاتھہ آیا - بہت سے اہل شہر جو مصنوعی
پیغمبر کے ظلم - بیرحمی - اور حرکات ناشایستہ دیکھتے دیکھتے تھک گئے تھے اور زیادہ
کی قوت برداشت باقی نہ رہی تھی دیوارون پر چڑھنے اور دروازہ کھولدینے
اور شہر مین ہنگامہ برپا کر دینے مین بشپ کی فوج کی پوری مدد کی اور نہایت
شدید دست بدست لڑائی شروع ہوئی - خون کی ندیان بہہ گئین - جان بوکلن

بجائے ہمراہیون کے سربراہی کرنے کے کسی گوشہ مین چھپ رہا لیکن بڑی تلاش کے بعد اسکا پتہ لگ گیا اور گرفتار ہوا۔ اور یہی حال نپر ڈولنگ کا ہوا۔

جب شہر بشپ کے قبضہ مین آگیا تو بشپ صاحب بڑی شان و شوکت سے شہر مین داخل ہوے۔ جان بوکلن اور نپر ڈولنگ بڑی سختی سے مارے گئے۔ اون کے بدن کا گوشت سرخ گرم کئے ہوے چمٹون سے نکالا گیا اور بعدہٗ ایک خنجر سے ہر دو کا سینہ چاک کیا گیا۔ آخر مین اون کی نعشین آہنی پنجرون مین رکھکر سنٹر کی ایک گرجا کے منارہ مین آویزان کردی گئین۔

پس اس طرح سے یہ عجیب و غریب جعلی پیغمبرون کا جسنے تمام جرمن کو تہلکہ مین ڈالا تھا خاتمہ ہوگیا۔

اس تاریخی واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ مین یورپ کی حالت اور وہان کے اعتقادات بھی ہمارے ہندوستان کے اعتقادات سے بہت کچھ بڑھے ہوئے تھے۔ — حسن

ضمیمۂ رسالۂ حسن

ہم ذیل میں اجرتی اشتہار بجنسہ درج کرتے ہیں ۔ مینیجر رسالہ حسن

تدبیر نوجوانی یعنی

پیر کو کرتا ہے یہ روغن جوان

یہ روغن قوت باہ کے لیے حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہے جس سے پیران ہفتاد سالہ تک یکسان نفع ہوا ہے اسکے استعمال میں نہ کسی قسم کے پرہیز کی ضرورت ہے نہ آبلہ وغیرہ کا کچھ خطرہ رگ و پٹھہ کو حیرت بخش استحکام بخشتا ہے اور ہر قسم کے امراض مردمی خواہ وہ کسی سبب سے ہوں بجز خلقی اور مادرزاد نامردی کو اپنی معجز نما تاثیر سے دفع کرتا ہے اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فایدہ کامل ہوتا ہے ۔ ترکیب کا کاغذ ہمراہ تیل کے ملتا ہے ۔ قیمت فی شیشی صہ محصول ۴ر ۔ اور ہر ایک شیشی میں ایک تولہ روغن ہوتا ہے ۔

دوائے عجیب یعنی کشتۂ زمرد

زمرد کا کشتہ ۔ جو باجزای مناسب تیار کیا گیا ہے چار حصہ چانول کے برابر خوراک ہوتی ہے قیمت فی خوراک ۲ر پانچ روز یا گیارہ روز کی خوراک میں بفضلہ فایدہ کلی ہوتا ہے **خواص آن** برای قوت باہ و تمام امراض متعلقہ اوسکی خواہ وہ کسی قسم کے ہوں ۔ اور سوزاک کہنہ ہو خواہ جدید ۔ دافع جریان ۔ مقوی دل و دماغ و اعضای رئیسہ و ارواح و ضیق النفس و سرفہ کہنہ خواہ جدید خشک ہو یا تر ۔ اور لاغری میں اور دق [illegible] میں حکم اکسیر کا رکھتا ہے یعنی کیسی ہی مریض کی حالت ردی ہو کر خراب ہو گئی ہو بفضلہ صحت ہو گی ۔

اکسیر حیات ۔ یعنی عرق نجاہ امراض ضعف بصر و دماغ و صفائی خون و انواع و اقسام تپ ۔ جڑیا ۔ چوتھیا ۔ تپ دق ۔ استسقا طحال آتشک ۔ سوزاک ۔ جریان ۔ [illegible] ۔ نفخ ۔ بواسیر خونی و بادی ۔ اور شراب خواری اور چانڈو نوشی سے جو خشکی لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتے ہیں سب کو بغیر پرہیز دفع کرتا ہے ایک بوتل ایکماہ کو کافی ہے قیمت فی بوتل صہ محصول ۴ر ۔

عجیب چیز ۔ تحلیل بواسیر خونی و بادی تحلیل درد و مثانہ کے لئے عجیب چیز ہے پہلے ہی روز [illegible]

ضمیمۂ رسالۂ حسن

کے استعمال سے درد و جریان خون دفع ہوتا ہے اور تین ہفتہ مین بفضلہ مرض بالکل دفع ہو جاتی ہین
اور پھر کبھی عود نہین کرتے وزن عرق ۱۱ ماشہ قیمت عمہ محصول ۴ر —

جہان نما — اس عرق کے لگانے سے آنکھونکی روشنی تیز ہوتی ہے — پھولی — درد — دھند — سرخی
چشم جملہ بیماریون کو دفع کرتا ہے — قیمت عمہ محصول ۲ر وزن عرق ۶ ماشہ —

خضاب نایاب

ہمیشہ رنگ ڈھنگ ہے نادر خضاب ہے گویا کہ آمد آمد فصل شباب ہے

جیسی کہ عوام مین خضاب سے دقتین واقع ہوتی ہین ہر شخص پر ظاہر ہین یعنی جو پہلے آٹھ پہر تک
مینہدی لگا کر باندھنا اور بعد دو تین گھنٹہ کے پھر وسمہ لگا کر باندھنا اسمین قریب ۶ گھنٹہ کے وقت
ضایع ہوتا ہے اور بال سیاہ ہونیکے سوا اور کوئی فائدہ نہین اور نقصان بہت — ظاہر ہے کہ مینہدی
اور وسمہ کا پانی جب دماغ مین جذب ہوگا تو اوس سے سوا نقصان کے اور کوئی فائدہ نہین
جیسا کہ ایام سرما مین مثل سردی وغیرہ کے جس قدر تکلیف ہوتی ہے — انہین دقتونکے سبب سے یہ خضاب
نایاب تیار کیا گیا جس قدر تعریف کیجائے بجا ہے — ناظرین سے امید ہے کہ قیمت بھیجکر طلب کرین
اسمین کچھ بھی مبالغہ نہین — تھوڑی تعریف اسکے اجزا کی ظاہر کرتا ہون —
مانع بالخورہ خارشت سر ضعف دماغ — علاوہ برین خوشبو مین بے نظیر مثل کیوڑہ باعث فرحت
مفرح دماغ ہے بالون مین سختی نہین آنے دیتا بلکہ ملایم رکھتا ہے سیاہی مین بالون کو مقابل
اصل بالونکے کرتا ہے دوسرے روز بطور روغن چنبیلی لگانا ہوتا ہے کسی چیز سے باندھنے کی
ضرورت نہین دوسرے تیسرے روز لگانے تو بال مثل اصل بالونکے سیاہ ہونگے کوئی تمیز نہ
کرسکیگا کہ یہ خضاب ہے — ایک بوتل مین ۳۰ روپیہ بھر یعنی ڈیڑھ پاؤ ہوتا ہے — قیمت فی بوتل
عہ — علاوہ محصول ڈاک فی شیشی ۸ چہارم شیشی ۴ اس سے کم غیر ممکن ہے —

میرے شفاخانہ میں علاوہ اس کے ہر قسم کا علاج ہوتا ہے۔

اطلاع ضروری واضح ہو کہ بہت سی سندیں خطوط یعنی سرٹیفکیٹ حاجی صاحبان یورپ میں بہادران نے میری عمدہ علاج کے ثبوت میں عطا فرمائی ہیں اور نیز ہندوستانی خطوط صحت قریب ہزار بارہ سو کے موجود ہیں جو شاید اور کارخانوں میں نہ ہونگے۔ چاہیے کہ طلب فرما کر ملاحظہ ہوں میری ادویہ سے ہزاروں نے صحت پائی ہے اور بغیر سفارش بہت ملکوں کے سارٹیفکیٹ موجود ہیں آدھ آنہ ٹکٹ بھیجکر طلب کریں کیونکہ بعض حکیموں نے اپنے شہر کے رئیسوں سے خوشامد کر کے سرٹیفکیٹ بنائے ہیں پس میری سرٹیفکیٹ اور اون حکیموں کی سرٹیفکیٹوں میں بڑا فرق ہے لازم ہے کہ پہلے سارٹیفکیٹ منگا کر ملاحظہ فرمائیں تاکہ دھوکا نہ ہو۔

ایک طویل فہرست ادویہ کی جو اخبار میں گنجائش نہیں رکھتی اور جس سے لطف زندگی تا دمِ مرگ انسان قایم رہتا ہے۔ قابل ملاحظہ ہے جو صاحب چاہیں کارخانہ سے طلب کریں مفصل کیفیت ادویہ کی فہرست سے ظاہر ہوگی۔

المشتہر حکیم ابو الحسن شفاخانہ حکیم صفدر حسین صاحب شہر بنارس محلہ مدنپورہ

مجرب آزمودہ شرطیہ دوائیں

امراض ذیل کی ادویہ شفاخانہ زبدۃ الحکما ڈاکٹر غلام نبی اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور میں جو ۱۸۷۲ء سے جاری ہے ملتی ہیں مفصل فہرست و سارٹیفکیٹ ٹکٹ آدھ آنہ سے مل سکتی ہیں

طلا جو استعمال بچپن کے نقص رگوں کی رطوبات و بگاڑ دور کرتا ہے فی تولہ للعہ۔

شربت دافع نامردی۔ رقت منی۔ جریان۔ سرعت انزال۔ احتلام دایمی۔ تشنج۔ ضعف اعضائے رئیسہ و معدہ۔ تاریکی چشم۔ دردسر وغیرہ جو کثرت مشروبات و اقسام فواحش سے کمی نے پیدا ہے

ضمیمہ رسالہ حسن

جگر دُستی لاحق ہو دُور کرتا ہے فی بوتل للعہ ر —

سُزاک و قرحہ — نیا ہو یا پرانا علی العموم ۲۴ گھنٹہ میں اپنا اثر ظاہر کرتا ہے ورم وغیرہ کو دور کرتا ہے فی تولہ صہ ر

ہیر ائیل خوشبودار — بالوں کو سیاہ کرتا ہے نزلہ زکام ریزش درد سر ضعف دماغ و بصر کو مٹاتا ہے فی شیشی ۱۲ ر

حب آتشک — بلا منہ آئے و قے و دست دور کرتا ہے پھر پھوٹتا نہیں دو ہفتہ للعہ

کحل الجواہر — سرمہ مقوی بصر حافظ بینائی دافع نزول و دھند جالا خارش فی شیشہ ۱۲ ر

عجیب الاثر سنون — دانت کا ہلنا کیڑا لگنا بدبو میں خون جانا مسوڑوں کی خرابیاں ۴ تولہ ۱۲

حب بواسیر — بادی خونی مسوں کی ٹیسیں قبض کو مفید دو ہفتہ ۱۲ —

حب ذیابیطس — بار بار آنا پیشاب کا و پیاس و کمزوری و لاغری کو دافع ہے فی تولہ ۵

حب قائم مقام — افیون و چانڈو و بلا ضرر و ہر نشہ چھوٹ جاتی ہے فی تولہ صہ ر —

عرق ماء اللحم انگوری — مفرح مولد خون — مقوی دماغ ضعف جگر و دل و دماغ و معدہ و درد سر تاپ تلی وجع مفاصل لاغری ضیق النفس سرفہ کہنہ بیقاعدگی ایام حیض لقوہ فالج رعشہ فی بوتل ۱۲ ۳ بوتل سے کم —

روغن اعجاز — ناسور بھگندر تالو کا سوراخ خنازیر بد کیڑے زخموں کے کالی کھانسی قے ایام حمل خسرہ چیچک کو دفع کرتا ہے ۲ تولہ ۱۲ —

رسالہ دافع آتشک و سُزاک	رسالہ صحیفہ	رسالہ بواسیر	مضرات مسکرات	رسالہ حافظ صحت سالانہ
۱۰ ر	۹ ر	۹ ر	۰۹ ر	۱۲ ر

المشتہر

عبدہ الحکما ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

اشتہار

(۱) اس رسالہ کی قیمت مع محصول ڈاک سالانہ عـــ۵ ماہانہ ـــ۸

(۲) کم آمدنی والوں سے یعنی جنکی تنخواہ ڈیڑہ سو سے زیادہ نہو ـ لعہ ـ ۱۲

(۳) جو صاحب اعلیٰ مضمون یا ترجمہ عنایت فرمائینگے انکو ایک اشرفی نذر دیجائے گی۔

(۴) دفتر مین مضامین ہر مہینے کی ۲۰ تاریخ تک پہنچ جانا چاہیئے۔

(۵) ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس۔

شرح دستخط

حسن بن عبد اللہ المخاطب نواب عماد نواز جنگ بہادر

ذیل کی کتابین ہمارے دفتر مین موجود ہین

(۱) ترجمہ تاریخ افغانستان مصنفہ بی اے واکر پسٹر آئٹ لا .... قیمت ۲

(۲) بچون کی پرورش کا طریقہ ڈاکٹر ہاریکی کی کتاب کا ترجمہ مس اینڈ یو ڈرمین صاحبہ کیا ہے اور انعام پایا ہے ـ ۸

(۳) زراعت دکن مصنفہ حسن بن عبد اللہ المخاطب نواب عماد نواز جنگ بہادر ـ

اجرت طبع

ہمارے مطبع مین تجارتی اور معمولی حسب ذیل اجرت پر اشتہار طبع ہوتے ہین

اجرت فی سطر فی ماہ ایکسال کیلئے نیم آنہ ـ ششماہ کیلئے ا ـ سہ ماہ کیلئے ۲

مگر ایک روپیہ سے کم کا اشتہار درج نہوگا۔

المشتہر

محمد عبد الصمد خان

منیجر

حیدر آباد دکن

جلد دوم — حسن — نمبر ۱۱

نومبر ۱۸۸۹ء

مضامین

مطبع حسن میں چھپا

اطلاع ضروری

(۱) ۱۸۸۸ء تو ختم ہوگیا اور ۱۸۸۹ء قریب الختم ہے۔ مگر اکثر حضرات نے زر چندہ رسالہ حسن نے منیجر کو مشکور نہیں فرمایا امید کہ بہت جلد منیجر کو شکریہ کا موقع دینگے۔

(۲) اس رسالہ کی قیمت خریداران ممالک مصر وسرکار عالی زر مبادلہ اور خریداران ممالک انگریزی بذریعہ منی آرڈر ارسال فرماکے منیجر کو ممنون فرماتے ہیں۔

(۳) ناظرین اپنے تبادلہ مقامات سے دفتر کو اطلاع فرماتے ہیں۔ بسا اوقات عدم واقفیت مقام سے رسالہ نہیں پہونچتا ہے یا واپس آتا ہے۔

(۴) اگرچہ رسالہ حسن چند اخبارات کے معاوضہ میں بھیجا جاتا ہے مگر یہ تو نہیں ہوسکتا کہ تمام ہندوستان کے اخبارات کا معاوضہ اس رسالہ سے ہوسکے۔ مگر اکثر صاحبان مطابع اخبارات ارسال فرماکے معاوضہ میں رسالہ حسن طلب کرتے ہیں۔ ہم ان حضرات کا معاوضہ بھی قبول کرینگے جو حضرات اپنے اخبار میں ہماری ایک رسالہ حسن کا اشتہار جو عند الطلب مسودہ مرسل ہوگا طبع فرمائیں۔

محمد عبد الصمد خان منیجر رسالہ حسن

اشتہار باغستان

ہمارے باغ واقع منیرآباد میں ایشیا اور یورپ کے مشہور مشہور اور دور و دراز سے آئے ہوئے مختلف قسم کے پودے موجود ہیں جنکی نظیر شاید تمام ہندوستان میں بہت کم ہوگی۔ یہاں چند پودوں کے نام مع تعداد و اقسام لکھے جاتے ہیں۔ جو صاحب شوق و خواہش کریں طلب فرمالیں۔ جو پودے تیار ہوں تاریخ اطلاع سے دو ماہ کے اندر بھیجدیے جائینگے۔ کرایہ باربرداری ذمہ خریدار ہوگا۔

(۱) قلمی پیوندی آم ۲۴ اقسام فی ۱۲ار | (۲) سیب ۳۲ اقسام فی ۲؍

(۳) شفتالو ۱۷ اقسام فی ۸ر	(۴) آلو بخارا ۹ اقسام فی ۸ر
(۵) انار ۵ " " ۴ر	(۶) شہتوت ۳ " " ۴ر
(۷) بیر انگریزی میوہ ۶ " " عہ	(۸) زرد آلو ۵ " " عہ
(۹) جام (امرود) ۷ " " ۴ر	(۱۰) سنترا ۱۲ " " عہ
(۱۱) چکوترا ۵ " " عہ	(۱۲) انجیر ۵ " " ۴ر
(۱۳) انگور ۵۲ " " ۸ر	(۱۴) لالھی (یہ چینی کا میوہ) ۵ " " عہ
(۱۵) لکاٹ ۵ " " عہ	(۱۶) سوپ اپل (یہ انگریزی میوہ ہے) عہ
(۱۷) سیتا پھل ۴ر	(۱۸) رام پھل ۴ر
(۱۹) ہرفا لیوڑی ۴ر	(۲۰) سپلوٹیلا (یہ نہایت عمدہ انگریزی میوہ ہے) عہ
(۲۱) زیتون عہ	(۲۲) موز مختلف اقسام ۴ر
(۲۳) نگران انگریزی میوہ دو قسم) عہ	(۲۴) اسٹرابیری عہ
(۲۵) پھنس ۸ر	(۲۶) بریڈ فروٹ (روٹی پھل) عک
(۲۷) کمرک عہ	(۲۸) ترنج ۴ر
(۲۹) بیل پھل الہ آبادی ۸ر	(۳۰) کاجو ۸ر
(۳۱) لیمو ۲ " " ۴ر	(۳۲) کویٹ ۸ر
(۳۳) گلابی جام عہ	(۳۴) گلاب پھل عہ
(۳۵) کھجور ۸ر	(۳۶) بیر ۳ ۸ر

المشتہر
منیجر رسالہ حسن
کاچی گوڑہ حیدرآباد چادر گھاٹ

کروسیڈ یعنی جنگ صلیبی

اس کروسیڈ کے بیان مین ہم مسلمانونکے حملونکا ذکر نہین کرتے ہین بلکہ دفاعی جنگون کا مختصر بیان ہے جو بمقابلہ عیسائیون کے ہوئین اور جو کروسیڈ کا اصل مین مفہوم ہے۔ مگر شاید عام ناظرین کو اس سے ایک تعلق لگا رہے کہ ابتداءً بیت المقدس کی فتح کب ہوئی اور کس نے کی۔ اس لئے ہم آیندہ سلسلہ قایم کرنے کے لئے ابتدائی اسلامی پیش قدمی کا مختصر ذکر کرتے ہین :-

واضح ہو کہ سنہ ۶۳۶ء کے موسم بہار مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم نے عیسائی رومیون پر جہاد کا حکم دیا۔ یروشلیم بیت المقدس کے قریب بمقام اجنادین جنگ کا آغاز ہوا۔ نئی امنگون سے بھرے ہوے سینونکا مقابلہ بوسیدا در فرسودہ دلون سے کبھی تو ہوا نہین۔ رومیون نے سخت شکست کھا کر افتان و خیزان بیت المقدس کی راہ لی شاید کہ روح القدس کا سہارا ہو۔ حضرت عمر رض کی فوج نے جو فنون جنگ اور مواقعات حرب و ضرب سے واقف تھی جافہ اور غازہ اور دیگر ایسے مواقعات پر قبضہ کر لیا۔ جس سے بیت المقدس کی راہ رک گئی۔

اضطراب کی حالت مین رومی جنرل قبل اسکے کہ فوج اسلام کا مقدس علم بیت المقدس کے پاک برجون پر لہرائے مصر کی جانب بھاگ کھڑا ہوا۔ اور بیت المقدس کے بڑے پادری کو اسی کی قسمت پر چھوڑ دیا۔ فوج ہی نے کیا کیا تھا کہ اب پادری صاحب تن تنہا کچھ کرتے۔

عیسائی مورخون نے یہانپر دو ایسی باتین لکھی ہین جو ہمارے لئے دلچسپ ہین

اوّل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں بیت المقدس کے فتح ہونیکا بڑے پادری متعینہ بیت المقدس کو ازروے کتب قدیمہ علم ہونا ـ

دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حیرت انگیز خدا پرستی کی سادہ حالت جس مین تجمّلِ حکومت کا کچھہ بھی شائبہ نہ تھا ـ

پادری کو معلوم ہوا تھا کہ بیت المقدس اوس شخص کے ہاتھہ سے مغلوب ہوگا جس کے نام مین صرف تین حروف ہونگے ـ اور اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اونکے نام کے حروف ثلاثہ (ع م ر) کے لحاظ سے سمجھا تھا کہ بیت المقدس کی تثلیث کی عمر (زندگی) انہین کے ہاتھون ختم ہوگی ـ

اسی پیشین گوئی کی یقین سے رُومی جنرل پست ہمت ہوکر پہلے ہی روپوش ہوگیا تھا ـ پادری نے صلح کی درخواست کی ـ اسکے ساتھہ یہ بھی شرط کی تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہ نفس نفیس خود تشریف لائین ـ کیونکہ جسکی پیشین گوئی یہودیون کی کتابون مین ایسے عظیم الشان کام کے متعلق صریح طور سے آئی ہو ـ کم سے کم اوسکا دیکھہ لینا بھی نہایت ضرور تھا ـ

چنانچہ حضرت حسب الطلب روانہ ہوے ـ نہایت ہی سادہ لباس پہنکر جو اون کا معمولی لباس تھا ـ اونٹ پر سوار ہوے ـ جسکی پشت پر موٹے کپڑے کی تھیلیون مین سے ایک مین بھنا ہوا غلّہ ـ دوسرے مین کھجور اور خشک میوے تھے ـ سامنے ایک چھاگل پانی کی تھی ـ اور پیچھے کاٹھہ کا ایک برتن ـ جسمین وہ اور اونکے ہمراہی کھانا کھاتے تھے ـ انصاف اسقدر مدنظر تھا ـ کہ سفر مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نصف راہ

تک آپ سوار ہوتے تھے اور نصف راہ غلام کو سوار کراتے اور خود اونٹ کی مُہار پکڑکر پا پیادہ چلتے —

جب اسطرح حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیتُ المقدّس سے ایک دن کی راہ پر تھے تو سرداران فوج بڑی شان و شوکت سے اپنے آقاے نامدار کے استقبال کو پہنچ کر اونکی چمک دمک اور شان و شوکت سے حضرت خلیفہ متعجب ہوکر نگاہ فرماے اور اس تغیر کا حال دریافت کیا۔ سبھوں نے معذرت کے ساتھ اپنی نمایشی پوشاک کو فوراً پھینک دیا۔ اور اندرونی لباس جو ذرہ بکتر تھا دکھلا یا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خوش ہوکر آگے بڑہنے کا حکم دیا۔ اور بیت المقدس کی جانب نہضت فرما ہوے۔ جب قلعہ کے روبرو پہونچے تو باری کے موافق غلام سوار تھا اور آپ پیدل۔ جسکو دیکھ کر نصاریٰ کے شاہزادے اور افسر اور پادری وغیرہ بہت حیران رہگئے آخر کار حسب شرایط قلعہ مسلمانون کے تفویض ہوا —

منجملہ شروط عہدنامہ ذیل کی شرطین بھی تھین :—

عیسائی نئے کلیسا نہ بنائین — 　موجودہ کلیساؤن مین مسلمان جاسکین —
غریب الوطن اور مسافرونکی مہمانداری کرین 　دین اسلام کی قبولیت کا کوئی یہودی مخل نہو —
ان مین اور مسلمانون مین طریقہ لباس اور نام اور گفتگو اور موتراشی مین امتیاز رہے —
مسلمانون کا ادب و اعزاز کرین — 　سئور کا گوشت فروخت نہو —
گھوڑون پر زین پوش رکھکر سوار نہون — 　ہتھیار نہ باندھین —
کلیسا کے گھنٹے نہ بجین — 　صلیب نہ رکھین —

اپنے مکانوں میں ایسی کھڑکیاں نہ قایم کریں جس سے مسلمانوں کے مکانوں کا سامنا پڑے یعنی نہ نظر آوے - لباس ہمیشہ ایک قسم کا ہو - اور کمر بند باندھا کریں -

الغرض ۱۶ھ میں بیت المقدس پر مسلمانوں کا پورا قبضہ ہو گیا -

اب اس کے بعد ہم کروسیڈ کی داستان چھیڑتے ہیں - جس میں صرف مختصر طور سے واقعات کا ذکر ہے :-

وہی مصر جو چند ہزار انگریزی فوج کا آج مقبوضہ ہے - برسوں تمام یورپ کا تن تنہا کامیابی سے مدِ مقابل رہا -

جنگہای بیت المقدس کا خونریز سلسلہ سات صدیوں تک رہا - اور لاکھوں کروروں جانیں تلف ہوگئیں - اگرچہ گوہر مقصود عیسائیوں کے ہاتھ نہ آیا - مگر اس متواتر قوت آزمائی سے یورپ کو بے انتہا فائدہ ہوا - اور آج جو تمام یورپ میں ترقی اور شائستگی اور علم و دولت کا خوشنما جھنڈا لہراتا ہے - بہت کچھ جنگہای صلیبی کا نتیجہ ہے -

جو فوائد قومی ان جنگوں سے اہل یورپ کو حاصل ہوئے اونکو کسی وقت ناظرین کو سنائیں گے -

صرف سلاطین یورپ کا پرجوش حملہ (کروسیڈ) پونے دو سو برس تک لگاتار قایم رہا ہم اون سب حملوں کو سلسلہ وار نذرِ ناظرین کرتے ہیں -

اور یہ کہے دیتے ہیں کہ جو ملک محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور خلفاے راشدین رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کے وقت فتح ہوا ہے منجملہ اوسکے ایک بالشت زمین کفار کے قبضہ میں نہیں گئی -

اور یہ پیشین گوئی کرتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالے شانہ العزیز تا قیامت یہ کل ارض مقدس

مسلمانون ہی کے قبضہ مین بدستور رہے گی۔ دیکھیے اسلام کا معجزہ کہ تمام
مقدس مقامات اور کل پیغمبرون کے مزارات آج بھی اسلام کے قبضہ مین
موجود ہین اور قیامت تک رہین گے۔

آغازِ کروسیڈ

کروسیڈ اُن فوجی حملون کا نام ہی جو یورپ کے عیسائیون نے بیت المقدس
کو مسلمانون کے قبضہ سے چھڑانے کو کیا تھا۔ اسلام کے دنیا مین شایع ہونے سے
بہت پہلے (یعنی) حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے ستر برس
بعد یروشلم پر ٹائیٹس نامی بادشاہ نے قبضہ کرکے شہر مذکور کو تباہ کر ڈالا
پھر اس واقعہ کے ساٹھ برس بعد ہلیڈرین بادشاہ نے شہر مذکور کو از سرِ نو
تعمیر کرا دیا اور عیسائیون کو وہان واپس آنے کی اجازت دی۔ تب بھی
عیسائی ایسے خطرناک حالت مین رہے کہ بہت عرصہ تک اس قوم کو وہان
سرسبزی نصیب ہوئی یہانتک کہ کانسٹنٹائن بادشاہ نے خود دینِ
عیسوی اختیار کیا اور وہی شاہی مذہب قرار دیا گیا۔ اس تبدیلی سے
یروشلیم کے عیسائیون کی حالتون مین دفعتاً تغیر و ترقی عظیم (اگرنا پایدار)
واقع ہوئی سلطنت کے آخری ایام مین جب علم کی کمی ہوئی لگی ضعف
اعتقادی کو ترقی ہوئی اور اس ضعف اعتقادی کا یہ نتیجہ ہوا کہ جب
احکام شریعت کی عزت مذہب کی رُو سے قرار دی گئی تھی وہ عزت
بجائے اپنے صحیح استعمال کے اشیا اور مکانات وغیرہ کی طرف منسوب کی گئی

اور سمجھا گیا کہ جن اسباب و سامان سے اوس زبردست بانی کا تعلق کبھی تھا حقیقت مین وہی اسباب و مکان وغیرہ قابل عزت و عظمت ہین اس لئے سرگرم مگر جاہل عیسائیون کو حضرت عیسیٰؑ کے اون مقامات وغیرہ کے دیکھنے کا بڑا شوق رہتا جہان اونسے معجزات واقع ہوئے تھے اور ... کی زیارت کے لئے کثرت سے عیسائی آیا کرتے۔ اور اس سے بڑھکر کوئی دوسرا ثواب کا کام تمام ممالک عیسویہ مین نہین سمجھا جاتا تھا۔

سنہ ۶۳۷ء مین عربون نے یروشلیم پر قبضہ کر لیا جس کی تفصیل اوپر بیان ہو چکی ہے۔ مگر ان فاتحون نے عیسائی زائرین بیت المقدس ... نہین کیا۔

مگر جب ترکون نے سنہ ۱۰۶۳ء مین بیت المقدس پر قبضہ کیا تو یہ رعایت بھی جاتی رہی۔ اگرچہ ترک حبشی اور فوجی قوت مین زیادہ تھے مگر شایستگی مین مفتوحہ اقوام سے کم تھے۔ اور چونکہ ان لوگون کو عیسائی زائرین کے لوٹنے اور ذلیل کرنے مین کچھ تکلف نہ ہوتا تھا۔ اس لئے جو زائر یہان سے پلٹ کر جاتا تو خوب رنگ آمیزی کر کے مصائب عیسائیون کے بیان کرتا اور مسلمانون پر جہاد کی رغبت دلاتا جو اوس زمانہ مین نہایت مقدس کام سمجھا گیا تھا۔ تھوڑے دن نہین گزرے تھے کہ عیسائیون کے خیالات نفرت آمیز غضبناک شکلون سے منعکس ہونے لگے۔ غیض و تعصب کے شعلے بھڑکنے لگے۔ مذہبی جوش سے کچھ ایسے

اندھے ہوگئے تھے کہ اپنی قوت اور فوجی طاقت کا کچھ اندازہ نہ کیا بلکہ عام جوش و خروش
سے لوگون کو بھڑکا کر آمادہ قتال و جدال کیا جسکا نتیجہ نہایت خونریز اور تباہ کن
ہوا - بدقسمتی سے انہین دنون مین ایک رائے تمام یورپ مین اور پھیلگئی تھی کہ
جس سے اور بھی بیت المقدس کی طرف حملہ کرنے کا رجحان پیدا ہوا -
یہ خیال کیا گیا تھا کہ کتاب مکاشفات (متعلقہ انجیل) کے باب بیسوین مین ہزار برس
کا جو وعدہ لکھا ہے (حضرت عیسےٰ علی نبینا و علیہم السلام آسمان سے دوبارہ
اوترکر دنیا مین انصاف فرمائین گے) وہ پورا ہوگیا - اس لحاظ سے اگر ضرورت
نہ بھی ہو تو بیت المقدس کا سفر باعث ہزارون خیر و برکت کا ہے کیونکہ اپنے
پیغمبر علیہ السلام کی قدمبوسی ہوگی - ہر ملک عیسویہ سے ایک جم غفیر شایقین اور
زائرین کا فلسطین کی جانب جوش مذہب مین بھاگتا ہوا دکھلائی دیتا تھا
مگر چونکہ ان بیچارون کے پاس جوش مذہب کے سوا ... سے کوئی آلہ حرب و
ضرب ایسا نہ تھا کہ ترکون کے بہادرانہ حملون اور ... ون کی منجھی ہوئی فوجون
کے دار و گیر سے پناہ مین رہتے اس لئے کلفت ... راہ ہی ان کے نصیبون
مین تھی اور جب اپنی حد سے آگے بڑھتے اور ترکون سے دوچار ہوتے
تو اون کی تلوارون سے ایک کے دو اور دو کے چار ہوتے - جو چھٹ
چھٹا کر نکل بھاگتے وہ تمام یورپ مین آتش غضب و عناد بھڑکانے کے
لئے کافی ہوتے - کچھ واقعی اور بہت کچھ غیر واقعی باتون سے طبایع عالم کی
برانگیختگی کے سامان مہیا کرتے لوگون سے کہتے پھرتے کہ بیت المقدس

ناپاک ہوگیا۔ تثلیث کے اسرارِ مکنونہ پر فاتحین مضحکہ کرتے ہین۔ اور غضب تو یہ ہی کہ جہان وہ اسرار ہین اور معجزات کا ظہور ہوا وہین بیٹھے بیٹھے مخالف راے کا اظہار کرتے ہین۔ عام موثر در دانگیز صدا ایسی نہ تھی کہ بے اثر کئے رہتی۔ پوپ گریگری ہفتم نے جسکے ہاتھون مین حسب دستور وعقیدت زمانہ تمام سلاطین عیسویہ کی باگ تھی یہ تجویز کی کہ کل عیسائی پادشاہ مسلمانون کی مخالفت مین یک جان وچند قالب ہوجائین۔ مگر اس سے کچھ دن پہلے مختلف بادشاہون کے دیوانی اور خانگی کامون مین اس قدر جابرانہ قوت صرف کی تھی کہ اس راے کی عام طور سے بہت زیادہ تائید نہ ہوئی اس لئے کچھ سکون پیدا ہوگیا مگر یہ سکون ایسا ہی تھا جس طرح کہ قبل طوفان کے ہوا مین سکون ہوجاتا ہی۔ کیونکہ اس قابلِ یادگار مہمات کا آغاز ۱۰۹۶ء سے ہوا۔

پٹر جس کو ہرمٹ کے لقب سے نامزد کرتے ہین امینس واقع بکارڈی کا باشندہ تھا۔ اسنے یروشلیم کا سفر کیا اور جب واپس آیا تو اون خطرات اور اندیشناک حالتون کو بڑے زور شور سے بیان کیا جو زائرین بیت المقدس کو تھین اور مشرقی عیسائیون کے مصائب وتکالیف گوناگون کو موثر اور مصنوعی الفاظ مین علی الاعلان بیان کرکے نا ممکن العمل تجویز پیش کی کہ سلاطین عیسویہ کو مغرب مین کیسے ہی دور و دراز مقامون پر ہون مجموعی قوت کے ساتھ ایشیا سے دنیا کے فاصلہ دراز پر حملہ

آور ہو کر اون جنگی اور تجربہ کار فاتح اقوام سے نبرد آزمائی کرین جنہون نے
بیت المقدس مین بجاے تثلیث کے نعرہ توحید بلند کر رکھا تھا۔

اوسنے اپنی تجویز اربن ثانی کے روبرو پیش کی جو اوسوقت پوپ
تھا۔ لیکن اس پوپ نے بخلاف اپنے فوائد کے جو اس زبردست مہم کو
اپنے ذمے لینے سے تھے اپنے اختیارات کو اس طرح پیچیدہ کرنے اور ایسے
معاملات مین اوس وقت تک دخل دینے سے انکار کیا جب تک کہ
کامیابی کی صورت نہ پیدا ہو۔ اس لئے اوسنے ایک مجلس بمقام پلیسنشیا
منعقد کی جس مین چار ہزار پادری اور تیس ہزار عہدہ دار اور دیگر پیشہ ور جو
مذہبی خدمات سے متعلق نہ تھے جمع ہوئے۔ یہان پوپ اور ہرمٹ نے
بڑی فصاحت اور لسانی سے اون سماعی تکالیف کا بیان کیا جو عیسایان
مشرق پر تھین اور کہا کہ بڑی غیرت و ندامت کی بات ہوگی اگر بیت المقدس
بیدینون (مسلمانون) کے ہاتھ رہیگا۔ اِن خطابات کا سامعین کے
دلون پر ایسا اثر پہونچا کہ فوراً یک زبان ہو کر نہایت جوش وخروش سے
جنگ کی آواز بلند کی اور خود اپنی اس عظیم الشان اور ثواب کے کام [illegible]
بزعم خود جو خدا کو خوش کرنیکا ذریعہ سمجھا گیا تھا جوش خاطر [illegible] پیدا [illegible]

اگرچہ اٹلی مین یہ عظیم الشان جلسہ ہوا اور ہزارون دلون مین ولولۂ
جنگ وجدال پیدا کیا گیا مگر پوپ نے مناسب سمجھا کہ جب تک کامیابی
کی پختہ صورت پیدا نہو جاے ایسے عظیم مہم پر جانا خلاف عقل ہے۔ اس نے

خیال کیا کہ تمام جنگی اقوام یورپ سے امداد لی جائے اور ایسے شرکت کے لئے کہا جائے۔ چنانچہ ہرمٹ کو اسی غرض خاص سے یورپ کے بڑے بڑے شہرون مین تالیف قلوب کے لئے بھیجا۔ چنانچہ اوس نے تمام شہرون مین گھوم گھوم کر اپنے پرآشوب وعظ سے لوگون کے دل بھر دیئے۔ اور جب کلرمانٹ مین دوسری مجلس ہوئی جس مین پوپ اور ہرمٹ دونون موجود تھے اور بڑے جوش کے ساتھ لوگون کو متاثر کیا۔ اس مین دور و دراز مقامات کے پادریون کے سوا نہایت عالی قدر اور مشہور رؤسا و والیان ملک شریک تھے تو مجمع سے ایک بلند آواز جنگ کی آئی اور کہا کہ یہ خدا کی مرضی ہے اور یہی خدا کی مرضی ہے۔ ان فقرون کا ایسا اثر تھا کہ لوگ سمجھے کہ یہ آواز ارادتاً پیدا نہین ہوئی بلکہ قدرتاً محض جذبہ محبت دینی سے نکل پڑی اور ایسی متبرک خیال کی گئی کہ ہر ایک کروسیڈ کی جنگ مین برابر یہی کلمہ ہر شخص کے زبان پر بطور نعرۂ جنگ بجائے اسلامی تکبیر (اللہ اکبر) کے ہوتا۔

پس ہر قسم کے آدمی فوج مین بھرتی ہونے لگے اور صلیب کا تثلیثاً نشان (+) ہر بہادر سپاہی کے داہنے کاندھے پر بطور علامت خاص نصب کیا گیا۔ اس صلیبی نشان یعنی کراس سے اس مہم کا نام انگریزی مین کروسیڈ ہوا۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ یورپ جہالت کے عمیق دریا مین غرق تھا ضعف

اعتقادی کی حد نہ تھی پادریون کا قبضہ عیسائیون کے قلوب پر پورا پورا تھا اور لوگون کو اپنے سخت سے سخت گناہ کا کفارہ بجز پادریون کے غلامانہ خدمت کے کچھ بھی نہ تھا۔ لیکن ان ضعف اعتقادیون اور بداعمالیون کے ساتھ جنگی حوصلے بھی بڑھتے جاتے تھے جو شاید جہالت کا خاصہ ہے۔ انتظام ملک شہر بلکہ شخص خاص کا گورنمنٹ پر منحصر نہ تھا۔ بلکہ ہر شہر یہ حصار اپنے قوت پر بھروسا کرنے والا تھا۔ اسیطرح ہر ملک اور ہر شخص جنگ وجھگڑا کرنے اور اوسکے موقوف کرنے کا بطور خود مختار رہتا۔ اور یہی وجہ تھی کہ ہر شخص کو جنگی خیالات سے ایک خاص دلچسپی تھی۔ اور اس سے بڑھکر کوئی اور عزت کی بات نہ تھی اور جب متفرق جنگی خیالات ایک عظیم الشان تحریک سے متحد ہوگئے تو تمام یورپ نے بالکل یک خیال یکزبان ہوکر ایشیا پر حملہ کیا۔

چونکہ یہ کوئی معمولی مہم نہ تھی بلکہ بہشت میں پہونچنے کا جیسا یورپ کے زعم باطل میں صحیح تھی ایک طریقہ قرار دیا گیا تھا۔ اس لئے ہر طبقہ کے آدمیون نے بشوق شرکت دی۔ رؤسا۔ کاریگر۔ کاشتکار۔ اور پادری جو جنگی مہمات مین عام طور سے شرکت کے قابل نہ تھے داخل ہوکر روانہ ہوے۔ اگر کوئی شخص شرکت سے انکار کرتا تو اوس کو بے ایمان اور بزدل قرار دیتے۔ جو رؤسا کہ داخل فوج ہوے تھے اونکی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہو کہ انکی غرض شرکت یہ تھی کہ ایشیا مین پہونچکر کسی حصۂ ملک کو اپنے قبضہ مین لائین اور اسی غرض سے اپنی یورپی جایداد کو نہایت ارزان قیمت پر فروخت کرکے شرکت کی تھی

اوس زمانہ کی ایشیائی تجارت اور صنعت تمام دنیا مین بہت مشہور تھی۔ کمزور اور بوڑہے آدمیون کی شرکت کچھہ روپیہ پیسے کے لالچ اور کچھہ اس غرض سے تھی کہ اُن مقامات کے روبرو اپنی جان دین جہان حضرت عیسیٰ علے نبینا وعلیہم السلام نے اونکے اعتقاد کے بموجب اپنی جان دی تھی۔ یہان تک کہ عورتین مردون کا لباس پہنکر اور جنگی ہتیار و اوزار سے آراستہ ہوکر بلا اظہار اپنے جنسیت کے شریک فوج ہوئین اور شروع سے آخر تک انھون نے وہان اہلی فوج کی ناجائز خواہشون کو پورا کیا۔ جس خدمت کو انھون نے اپنی نجات کے لئے سمجھا تھا اوس خدمت کے بجا آوری مین نہایت سخت اور نفرت انگیز گناہون کے مرتکب ہوے۔ افعال قبیحہ و اعمال شنیعہ معمولی بات تھی۔ اور ایک دوسرے کو دیکھکر خواہ فطرتی ضرورت سے مجبور ہوکر عام طور سے ایسے افعال کے مرتکب ہوتے تھے۔ غرض روز بروز کثرت لوگون کی اس قدر ہوتی گئی کہ مجبوراً افسران بالادست کو سوچنا پڑا کہ اگر یہی کثرت ہے تو کیا عجب کہ کثرت ہی باعث ہلاکت ہو اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ ایک گروہ غیر تربیت یافتہ کا جس مین ۳ لاک آدمی ہون ہرمٹ کے ماتحتی مین قبل سے روانہ کیا جاے یا ہرمٹ کی جگہہ پر گالٹر یا والٹر مقرر ہو جسکو عدم استطاعت کی وجہ سے اور نیز اس وجہ سے کہ وہ محض قسمت آزمائی کے لئے نکلا تھا منی لس (بے زر) کہتے تھے۔ غرض یہ گروہ ہنگری اور بلگیریا ہوکر قسطنطنیہ کی جانب بڑہا اور چونکہ اپنی تقدیس اور نیک ارادہ سے سمجھے ہوئے تھے کہ

خدا وند یسوع مسیح کل ہماری ضرورتون کو رفع کریگا لہذا انہون نے رسد کا مطلق بندوبست نہ کیا۔ مگر ان کو بہت ہی جلد معلوم ہوگیا کہ سامان ضروری کے بہم پہونچانیکا یہ طریقہ نہین ہے۔ آخر کار انہون نے قرب وجوار کے ملکون پر لوٹ مار شروع کر دی اور جو کچھ رسد کہ معجزات اور کرامات سے ملنے کی امید تھی وہ لوٹ مار سے ملنے لگی۔ مگر چونکہ فوجی تربیت سیکھی نہ تھی اور لوٹ مار اُن باشندون کو جنکے ملک سے ہوکر گزرتے تھے پسند نہ تھی اس لئے انھین باشندون نے راہون مین ہزارون مقدس سپاہیون کو تہ تیغ کردیا۔

جو فوج پیچھے آرہی تھی وہ تربیت یافتہ تھی اور وہ بحیرہ قسطنطنیہ سے گزر کر ایشیائے کوچک کے میدان مین جمع ہوئی۔ اس مجمع عظیم کی تعداد سات لاک تھی۔

(۱) پس پہلا جنگ کروسیڈ جیسا کہ اوپر بیان ہوکہ ۱۰۹۶ء مین ہوا۔

اس مہم مین علاوہ اور لوگون کے والیان ملک مین سے کونٹ آف ورمنڈوائس برادر بادشاہ فرانس۔ ڈیوک آف نارمنڈی۔ آرل آف فلینڈرس۔ آرل آف ٹولوز۔ ڈیوک آف لورین مع برادران۔ آرل آف کارٹرس وبلاس۔ کونٹ آف سنٹ پال۔ انکے سوائے اور بھی بہت سے والی ملک تھے۔ قیام گاہ افواج عام طور سے قسطنطنیہ ہی تھا۔ ۱۰۹۷ء مین شہر نائس کو محاصرہ کرکے قبضہ مین لائے اور سلیمان کو شکست دیکر گوڈفری کے ماتحتی مین فوج جانب شرق روانہ ہوئی اور بیلڈون یکے از برادران ڈیوک آف لورین نے اڈاسا فتح کیا۔ آخر ۱۰۹۸ء مین شہر انطاکیہ کو قبضہ مین لائے

مگر قلعہ مخالف گروہ کے ہاتھون مین رہا۔ کہتے ہین کہ عربون کی چہہ لاکہ فوج کو جو اس قلعہ کی محافظت مین پڑی تھی شکست دیا۔ مگر اس قدر پامالی اور خستہ حالی ہوئی کہ جب تھوڑے دنون کے بعد یعنی ۱۰۹۹ء مین یروشلیم پر چڑہائی کی تو دس لاک فوج کی مجموعی جمعیت مین سے بیسوان حصہ باقی رہگیا تھا۔ چالیس روز تک یروشلیم کا محاصرہ رہا بعدہ عیسائیون کی فتح ہوئی اور نہایت بیرحمی سے کل مسلمان اور یہودی جو بیت المقدس مین تھے بالکل عورت و مرد بوڑہے بچے اور جوان تہ تیغ کئے گئے صرف عیسائیون کی محافظت رہی۔ یورپین شایستگی کے ایسے اور بھی بہت سے نمونے دنیا مین گزرے ہین۔ چونکہ اس نمایان فتح کا بانی مبانی گاڈفری ڈیوک آف لورین تھا اس لئے جوش خوشی مین اوس کو تخت یروشلیم پر بٹھایا اور اوسنے سلطان مصر کے ایک بھاری فوج کو عسقلان مین شکست دیکر اپنے جدید تخت و تاج کو اور زیادہ مضبوط کر لیا تھا۔ مگر اوس کا تخت و تاج چند روزہ تھا۔ پوپ نے اپنے وکیل کو وہان کا مذہبی سردار مقرر کیا جسنے ملک و مذہب دونون کی حکومت اپنے دست اختیار مین لی۔ اور گوڈفری کو صرف جافہ کی حکومت اور یروشلیم کے لوٹ کھسوٹ مین کچھہ استحقاق دیا۔

جب اسطرح کسیقدر مطلع صاف نظر آیا تو عیسائی کچھہ کچھہ واپس اپنے وطن کو روانہ ہوے مگر جس قدر ادہر سے جاتے تھے اوس سے بدرجہا زیادہ ممالک

یورپ سے اپنے ہم مذہبون کی فتح و مال غنیمت کی خوشخبریان سنکر چلے آتے تھے - جو عیسائی یروشلیم - انطاکیہ - اڈیسہ اور طرابلس مین اقامت گزین ہوے تھے اون کو مجبوراً ترکون کے مقابلہ مین انہین نوآمد عیسائیون پر بھروسہ کرنا پڑتا تھا اور انہین کے بزور بازو سے قیام اختیار کیا تھا -
اس طرح پہلے کروسیڈ کا خاتمہ ہوا - پھر تھوڑے ہی عرصہ مین مسلمانون نے بیت المقدس کو دوبارہ فتح کرلیا - اور عیسائیون کو وہان سے نکال دیا -

۲ دوسرا کروسیڈ برنارڈ نامی پادری کے نافہمانہ جوش مذہب کا نتیجہ تھا جسنے گلی کوچون مین وعظ کرکے لاکون عیسائیون کی جانین گنوائی یہ ایسا مقبول تھا کہ اسکے نام کا ایک سلسلہ ابتک قائم ہے - اس مرتبہ کے کروسیڈ مین شہنشاہ کونرڈ سوم اور لوئی ششم بادشاہ فرانس نے متحد ہوکر سنہ ۱۱۴۶ عیسوی مین تین لاک تجربہ کار افواج سے حملہ کیا - مگر یہ شہنشاہی لشکر ترکون کے ہاتھ سے بمقام اکونیم تباہ ہوگیا اور بمشکل انطاکیہ جان بچاکے بھاگا - اسیطرح بادشاہ فرانس کو سخت ہزیمت اوٹھانی پڑی کیونکہ جب شام کے عیسائیون نے پہلو تہی کی تو فرانسیسی فوج نے دمشق کا محاصرہ اٹھا دیا - محاصرہ اوٹھا دینا تھا کہ فوج فرانسیسی ہزارون مصیبتون مین پھنس کر ترکون کے ہاتھ سے ضائع ہوگئی - اکثر جگہ اسی طرح عیسائی مقامات و ممالک کے بچاؤ کے لیے جب عجلت سے کام لیا گیا وہی عجلت باعث ہلاکت خود ثابت ہوئی -
سلطان صلاح الدین جسکو انگریز اور دیگر عیسائی مصنفین اپنے بگڑے ہوے لب

لیجسے صلادن اور سولڈن لکھتے ہین فوج پر وشلیم کو بمقام صیبیریا شکست دیکر اور گی نامی کو جسنے بڑے شوق اور غرور سے تاج شاہی زیب سر کیا تھا مُقید کرکے رایت فتح و نصرت کے ساتھ ۸۷ھ۱۱ مین داخل بیتُ المقدس ہوا

۴ تیسرا کروسیڈ ۱۱۸۹ مین ہوا یعنی جیون ہی صلاحُ الدّین نے طبل کامیابی بیت المقدس مین بجایا سلاطین عیسویہ کے دلون مین فوراً طبع آزمائی کا پھر شوق ہوا اور پہلے کروسیڈ کی طرح جی توڑکر بہت سے والیانِ ملک شریک ہوے تھے جنکے نام و القاب یہ ہین

۱ شہنشاہ فریڈرک بربروسا	۲ فریڈرک ڈیوک آف سوابیہ
۳ لیوپولڈ ڈیوک آف آسٹریا	۴ برٹ ہولڈ ڈیوک آف موراویا
۵ ہرمین مارکوئس آف بیڈن	۶ کونٹ آف ناساؤ
۷ کونٹ آف تھیورنجیا	۸ کونٹ آف مسین
۹ کونٹ آف ہالنڈ	ان والیانِ مملکت کے سوای ساٹھ

نامی رؤسا اور شہزادے تھے۔ اور بہت سے بشپ بھی ہمراہ تھے۔

اس مرتبہ فریڈرک شہنشاہ مقام اکونیم مین سلطان سے مقابل ہو کر کسیقدر کامیاب ہوا مگر اوس کا بیٹا دوسری جانب مسمی گی سے ملکر جو پہلے سلطان صلاحُ الدّین کے ہاتھہ مین قید تھا محاصرہ شہر ٹالمی مین مدتون ناکامی سے کوشش کرتا رہا اور کچھہ نہ ہوا۔ اسی اثنا مین دو اور بادشاہون نے بڑے ذوق و شوق اور کروفر سے مسلمانون کی طرف نظرِ توجہ کی یعنی فلپ ثانی والیِ فرانس۔

اور رچرڈ اول والی انگلستان۔ اِن سب کی مجموعی فوج قابل جنگ تین لاکھ سے زاید تھی۔ اِس عظیم الشان مجمع کے ساتھ پھر شہر ٹالمی کا محاصرہ کیا گیا۔ اور بہت بڑی کشت وخون کے بعد جس مین فوج محاصرہ کا زیادہ تر نقصان ہوا وہ شہر فتح ہو گیا لیکن اِن برائے نام فاتحان کی فوجی پامالی ایسی تھی اور جنہار کاری کچھ ایسے تھے کہ فلپ تو فوراً بھاگ کھڑا ہوا چار ناچار رچرڈ کو تنہا رہنا پڑا۔ شہر تو پہلے ہی لیلیا گیا تھا مگر یہ فتح بالکل روکھی سوکھی تھی بجز نام فتح کے اور مال وزر یا حکومت یا اراضی کچھ ہاتھ نہ لگا بلکہ جو پامالی فوج ہوئی اوس کا کوئی صلہ نہ ملا۔ مگر فلپ کے مقابلہ مین رچرڈ کو اپنے ملک مین فخر کرنے کا بہرحال موقع تھا۔ اب رچرڈ کا حال سنیئے کہ متعدد مقابلون سے فوج چھٹ چھٹ کر انگلیون پر گننے کی رہگئی۔ آب وہوائے ملک نے تندرستی مین سخت خلل ڈالا۔ آپس کی کشا کشی اور باہمی رنجش نے بالکل بیکار کر دیا تھا اور ان اسباب سے فوج کا وہی حال ہوا جو دہوپ نکلنے سے شبنم کا ہوتا ہے۔ جب رچرڈ نے یہ حال دیکھا تو مثل اور اپنے پیشرؤن کے بیک بینی و دوگوش گھر کی راہ لی۔ آمد کے وقت جسطرح ایک جم غفیر ساتھ تھا واپسی کے وقت بجز رنج واندوہ کے اور کوئی رہبری نہ کرسکا۔ یہانتک کہ آسٹریا پہونچکر قید سلاسل مین مسلسل ہو گیا اور جب تک ایک بہت بڑی رقم معاوضہ مین انگلستان سے نہ پہونچ لی شیر انگلنڈ کی آسٹریا کے

کٹھرے سے رہائی نہ ہوئی۔ شام سے نکلنے کے پہلے رچرڈ نے صلاح الدین سے صلح کرلی تھی ورنہ شاید یہانتک نوبت ہی نہ پہونچتی۔

رچرڈ کے چلے آنے کے بعد سلطان صلاح الدین نے انتقال کیا۔

سلطان صلاح الدین کا انتقال مسلمانون کے بہت بڑے ملال اور زوال کا باعث ہوا۔ کیونکہ اسکو فنون حرب و ضرب مین کمال تھا اور تمام یورپ کی متحدہ و متفقہ افواج کو جنمین صدہا اولوالعزم اور نامی جنرل تھے اپنی تنہا قوت سے پاپامال کرتا تھا۔ یورپ مین اس نامور بہادر کے خبر انتقال سے بڑی خوشی ہوئی۔ کیونکہ جسکے اشارون سے اون کی گران قدر فوجون کی ہزیمت ہوتی اوسکا وجود باقی نرہا۔

۴ چنانچہ بعد اس افسوسناک واقعہ کے شہنشاہ ہنری ششم نے سنہ ۱۱۹۵ مین چوتھے کروسیڈ کی بناڈالی۔ اور چونکہ مطلع صاف تھا کئی چھوٹی چھوٹی لڑائیون مین عیسائیون کو کامیابی ہوگئی۔ مگر شہنشاہ کی موت سے بیت المقدس چھوڑ سبھون نے جرمنی کی راہ لی۔ اور بیت المقدس مین بدستور ہلالی جھنڈا جو مسلمانون کا قومی نشان تھا خدا کے فضل وکرم سے لہراتا رہا۔

۵ پانچوان کروسیڈ پوپ انوسنٹ سوم کے حکم سے سنہ ۱۱۹۸ مین ہوا۔ مگر جو لوگ اس محاربۂ عظیم مین شریک رہے مدت تک فضول کوششیں واپسی بیت المقدس کی کین مگر کچھ بھی پیش نہ گئین۔ کیونکہ اگرچہ جان ڈی نیول جو بیڑہ جہازات کی رہنمائی کرتا فلینڈس مین ساز و سامان مہیا کرکے

ٹالمی مین اوسوقت پہونچا جبکہ دوسرے جنگجو مثل سیمین والی مانٹ فورٹ رینارڈ والی ڈمپیر وغیرہ قبل اوسکے موقع پر پہونچ چکے تھے لیکن مقابلہ ایسا سخت واقع ہوا کہ غالب حصہ اک عظیم الشان گروہ کا تباہ ہو گیا۔ اورجب یہ حال دیکھا گیا تو بقیہ حصہ سے کچھ چلدیئے اور کچھ وہین رہکے عیسائی شہزادون اور رئیسون سے چھوٹی چھوٹی لڑائیون مین مصروف رہے۔

سنہ ۱۲۰۲ع مین بیلڈوِن کونٹ آف فلینڈرس نے مسلمانون سے جنگ کرنیکے لئے ایک بڑی فوج جمع کی۔ مگر خوش قسمتی سے جنگ کا آغاز خود اون کے ہم ملت عیسائیان یونان سے ہو گیا۔ جب اس مشکوک کامیابی کے ساتھ قسطنطنیہ پہونچی تو وہان اوسنے فریب اور دغا بازی سے چند چالاکیان اچھی کین یعنی ایک دعویدار حکومت سے کامیابی کی طمع دیکر اپنے حریف کو مرڈالا اسیطرح دوسرے مدمقابل کو اوسی قاتل دعویدار کے ہاتھ قتل کیا۔ اور جب مخالف کی قوت ٹوٹ گئی تو فوج کو شہر مفتوحہ کی لوٹ کی طمع دیکر آپ تخت پر بیٹھا۔ کامیابی تو ہوئی لیکن اصل غرض بالائے طاق رکھی رہی۔ اور بہت ہی کم فوجی جنرل ایشیا مین قدم رکھ سکے سب یورپ کے یورپ ہی مین رہگئے۔

۶ چھٹوان کروسیڈ سنہ ۱۲۲۸ع مین ہوا۔ اِس مہم مین عیسائیون کے قبضہ مین شہر دمیاط آگیا تھا مگر جب فریقِ ثانی نے اِدہر سے زور کیا تو فوراً قبضہ شہر سے دست بردار ہو گئے۔ دوسرے سال شہنشاہِ فریڈرک نے سلطانِ مصر

برادرِ سلطان صلاحُ الدین مرحوم سے دس برس کے لئے صلح کی اور صلح کی رُو سے یروشلیم اوسکے حوالہ کیا گیا۔ لیکن بیت المقدس کے ایک دوسرے اور زبردست دعویدار کھڑے ہوگئے (یعنی تاتاری) انھون نے صلح و معاہدہ سے توعرض نہین رکھی مگر عیسائیون کو فوراً بیت المقدس سے رخصت کردیا ان تاتاریون نے جو چنگیز خانی سیلاب کے پہلے نکلے تھے تمام صوبہ جوڈیا وغیرہ پر قبضہ کرکے عیسائیون کو ایسا مجبور کیا کہ بجز شام کے ساحلی مقامون کے اور کہین قدم نہ جما سکے۔ قریب سنہ ۱۲۴۰ کے باسی کڑہی مین پھر اُبال آیا۔ یعنی رچرڈ آرل آف کارنوال برادرِ ہنری سوم والی انگلستان ایک فوج جرار لیکر داخل ملک فلسطین ہوا مگر یہان امید کے خلاف کچھ اور ہی نقشہ نظر آیا اور ہانپتے کانپتے صلح و پیمان کرکے اُلٹے پاؤن جہاز پر سوار ہو اٹلی پہونچا کیونکہ اِسکے سوا اور کوئی چارہ ہی باقی نہ تھا۔

۷　ساتوان کروسیڈ زیر فرمان و علم بادشاہ لوئی نہم ہوا جس کو سنٹ لوئی بھی کہتے ہین کیونکہ سنٹ یعنی ولی اللہ کا خطاب اوس وقت دیا گیا جبکہ اوسنے جوش مذہب کا بمقابلہ اہلِ اسلام افشا کیا۔

سنہ ۱۲۴۹ مین شہر دمیاط پر اس کا قبضہ ہوگیا مگر کبھی کبھی دو ایک شہر پر شروع شروع مین قبضہ ہوجانا کوئی تعجب کی بات نہ تھی بلکہ فوج حملہ آور کے حوصلہ بڑھتے اور جب لوٹ کر تشریف لیجاتے تو اپنے کامیابی اور لوٹ مار کی لمبی چوڑی رام کہانی اپنے اہلِ ملک کے روبرو سُناتے اور وہ بادشاہی

بہادری اور جوش مذہب کے متعلق قصیدے پیش کیا کرتے چنانچہ کئی ملکون مین شرمندگی مٹانے کے لئے اب تک کروسیڈیون کے کارنامے بطور گیت کے گائے جاتے ہین حالانکہ بالکل خلاف واقعہ ہو۔ جب سنٹ لوئی نے دمیاط پر قبضہ کرلیا۔ اوس وقت قبل اسکے کہ عرب کچھ پیش قدمی کرین قدرت سے بیماری افواج مین پھیل گئی۔ ہرچند رفع آزار کی کوشش کی مگر کچھ نہوا مجبوراً لوئی بہادر نے گھر کی راہ لی اور بھاگے مین جلدی تو بہت کی مگر عربون کے تعاقب سے پیچھا نہ چھوٹا۔ اور ۱۲۵۰ء مین قریب مصورہ کے شکست کھاکر مع کل رؤسا و مصاحبین کے گرفتار ہوگیا۔ گرفتار ہونے کے بعد جب کوئی چارہ باقی نرہا تو مہلت جنگ کا خواہان ہوا۔ اور دس برس کی قید لگائی۔

سلطان مصر نے معمولی فیاضی کے ساتھ اپنے قیدی اور اوسکے دیگر مصاحبین کو تھوڑے سے زر فدیہ پر صلح کرکے چھوڑدیا۔ زر فدیہ کے ضرورت اس وجہ سے سمجھی گئی کہ مفت رہائی مین تفاخر کا موقع رہا کرتا ہو۔

مذہبی جوش اور قوت کے ساتھ مسلمانون پر حملہ کرنا اور شکست کھاکر صلح کا خواہان ہونا عیسائیون کی معمولی بات ہوگئی تھی اُدھر باوجود اس سخت خونریزی کے جو عیسائی سلاطین ذرا سا قابو پانے پر گزرتے تھے سلاطین اسلامیہ کا مذہبی احکام کی روسے دستور ہوگیا تھا کہ باوجود خونریزی اور مذہبی گستاخیون کے امن وامان اور صلح کے خواہان ہونے پر وہ لوگ عیسائیون کو معاف کردیا کرتے تھے۔ چنانچہ ساتوین کروسیڈ مین جس نوم

شورسے سنٹ لوئی نے حملہ کیا تہا اوسیقدر ندامت کے ساتھ صلحجو ہوا۔ اور دس برس کی رخصت لی۔

۸ اور آٹھوان کروسیڈ ۱۲۷۰ء مین اوسی ناشکر گزار بادشاہ نے پھر شروع کیا اس مرتبہ اپنے ملک کے جنوبی حصہ سے ایک جرار فوج ہمراہ لیکر افریقیہ مین پہونچا اور کارتھیج کے کھنڈرون کے پاس فروکش ہوا۔ کیونکہ ٹیونس کے عیسائی بادشاہ سے امداد لیکر آگے بڑہنے کا ارادہ تہا مگر عربون نے فوراً محاصرہ کرلیا۔ اور اوسیکے ساتھہ ہی ساتھہ متعدد ی بیماریون نے فوج پر ہاتھہ صاف کرنا شروع کیا بیماری سے تباہی زیادہ ہوئی یہانتک کہ خود لوئی اسی بیماری مین مبتلا ہوکر جانِ زار جان آفرین کو سپرد کردی۔

اسکے بعد بادشاہ سسلی (صقلیہ) نے قوت آزمائی شروع کی اور ایک بہت بڑا جنگی جہازات کا بیڑہ لیکر فلپ سے آ ملا۔ یہ فلپ جسکو دلیرانہ اور بہادرانہ کارروائیون سے بولدیعنی جری کہتے تہے۔ لوئی بادشاہِ ٹیونس کا بیٹا اور جانشین تھا۔ اِن دونون کی متحد افواج سے مسلمانون سے مقابلہ ہوا۔ مگر کبھی عیسائیون کو فتح نہ ہوئی اور پامالی ہوتے ہوتے پریشان ہوکر حسب معمول صلح کے خواہان ہوئے۔ سلطان نے۔ اپنے دستور کے موافق زیادہ خونریزی جائز نہ سمجھ کر اون کی استدعا کو مان لیا اور صرف مان ہی نہ لیا بلکہ ایسے شرایط صلحنامہ کے لکھے کہ عیسائیون کے حق مین بہت مفید ہوئے اور صلح کرکے دونون شاہزادے ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کو سدہارے۔

پرنس ایڈورڈ شہزادہ انگلستان جو اس صلح کے ایام مین ٹیونس ہوکر تھا براہِ تری شہر تعلیمی پہونچا جہان اوسنے تین سو انگریزی اور فرانسیسی فوج کو اوتارا اور بندوق دارون سے محاصرہ شہر کو محفوظ رکھا۔
لیکن اسی اثنا مین انگلستان کے بادشاہ نے انتقال کیا تھا اور یہی وارث تخت تھا اس لئے بیت المقدس کی راہ چھوڑکر انگلینڈ روانہ ہوگیا۔
سنہ ۱۲۹۱ مین سلطان مصر نے شہر تعلیمی پر قبضہ کرکے لوٹ لیا اور عیسائیون کو شام کے باہر نکال دیا۔ اسکے بعد پھر کوئی کروسیڈ نہین ہوا۔ اگرچہ کئی پوپون نے بہت زور لگایا۔ خاصکر نکولس چہارم نے سنہ ۱۲۹۲ مین۔ اور کلیمنٹ پنجم نے سنہ ۱۳۱۱ مین۔ مگر لوئی کے بہت پہلے جنگ مذہبی کی خواہش یورپ مین بالکل جاتی رہی تھی اور چونکہ تھوڑے سے عیسائی فلسطین مین آکر آباد ہوے تھے انکو مجبوراً مسلمانون کے ساتھ شادی بیاہ کرلینے پڑتا تھا اور اس طرح جو اولاد ہوتی تھی وہ نصف عیسائی اور نصف مسلمان خیال کئے جاتے تھے جو بہت جلد بھول گئے کہ ہم کون ہین اور کہان سے آئے تھے۔
جب ٹائر اور تعلیمی مسلمانون کے قبضہ مین آگئے تو عیسائی بالکل مسلمانانِ شام سے مل گئے اور ایک مقام بھی عیسائی مفتوحات سے عیسائی بادشاہون کے قبضہ مین باقی نہ رہا۔
اور خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آج بیت المقدس کی پاک زمین پر مسلمانون

کا ہلالی جھنڈا لہرا رہا ہے اور یہ ارضِ مقدس سلطان عبدالحمید خان
خلد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ کے زیرِ فرمان ہے۔
اور ہم مسلمانوں کی دلی دعا یہی ہے کہ تا قیامت کُل خدا تعالےٰ
کے مقدس مقامات اور اوقاف مسلمانوں ہی کے اہتمام میں رہیں

حسن

پہلا حصہ

دیب ہین کونسا علم سب سے زیادہ مفید کر

پہلا نمبر

ہم دیکھتے ہین کہ بہ نسبت لباس کے زیور کی طرف لوگون
کی طبیعت کا میلان زیادہ ہی وہ اپنے بدن خوشنما بنانے کو گودتے ہین
اور اوپر مختلف قسم کے نقش اٹھاتے ہین - یہ بات صاف ہی کہ نہ سرد
ہوا سے بچنے کی تدبیر سوچتے ہین نہ جاڑے سے اپنے بچاؤ کی فکر کرتے
ہین - ہمبوٹ نام ایک مشہور مسافر کہتا ہی کہ امریکہ کے وحشی رنگ خرید
کر اپنے بدن بوقلمون بنانے کو بڑی چاہ سے دس بارہ روز محنت
کرنے کے علاوہ سردی کے موسم مین جاڑے کے صدمے اوٹھاتے
ہین مگر اوس روپیہ کو گرم لباس خریدنے مین صرف نہین کرتے
وحشی قومون مین بہ نسبت کپڑے کے کانچ کے دانے قیمتی ہوتے ہین -
کوئی او نہین کرتا یا قمیص دیتا ہی نہین پہنتے اور مثل دیوانون کے
عجیب طور سے لپیٹتے ہین اونکا خیال اپنے آپ کو سجانے کے سوا اور
کچھہ نہین ہوتا - اوپر کی مثالون سے اس بات کا تصفیہ کہ لوگون کی
توجہ بہ نسبت ضروری اور مفید کامون کے زینت کی طرف زیادہ
رہتی ہی نہایت سہولت سے ہو سکتا ہی - وحشی قومون کی زندگی کر
میلان سے یہ بات ٹپکتی ہی کہ غالباً صرف زیور ہی سے اولاً لباس

پوشیکا خیال لوگون کو آیا ہو گا۔ زمانہ موجودہ مین ہم اپنی قوم کے بہت سے لوگون کو دیکھتے ہین جنکی طبیعت کا زیادہ میلان خوش وضعی خوش لباسی کی طرف ہر۔ یہ کپڑا صحت بدن کے لئے مفید ہر یا نہین پائدار ہے یا نہین۔ نہین دیکھتے اور اوس کا استعمال اپنے آپ کو خوبصورت بنانے کو کرتے ہین۔

اوپر کی مثالون کو ہم علم کے ساتھ بھی تطبیق دے سکتے ہین۔ جس علم کی تحصیل سے ناموری ہو گی۔ لوگون مین اعزاز ہو گا ہم اوسی علم کی تحصیل مین مصروف رہتے ہین اور اس بات کا تصفیۃ العمل کہ ہماری زندگی کے لئے کونسا علم مفید اور کس علم کی تحصیل سے ہماری زندگی سرسبز اور شاداب رہیگی ہم نہین کرتے ہین۔ یہ کہنا کہ ناموری اور شہرت کا خیال صرف اگلے زمانہ کے لوگون کو تھا اب زمانہ نے اس لغو خیال کی بیخ کنی کر دی ہر اور زمانہ موجودہ مین چند لوگون کے سوای اور لوگون کے دلون مین اس خیال کے ریشے پائے نہین جاسکتے ذرا دشوار ہر۔ یونانیون کے مدرسون مین خصوصاً علم بدیع علم عروض۔ علم موسیقی۔ اور علم طبعی پڑھایا جاتا تھا۔ مگر سقراط کے زمانے سے پہلے علم طبعی کا استعمال بالعمل نہین ہوا تھا۔ اب یون کہو کہ لوگ اپنی زندگی کی آسایش کے لئے مفید علم انتخاب نہین کرتے جو ہمارے کالجون مین عربی۔ یونانی۔ عبرانی۔ سنسکرت اور میپخ

زبان پڑھائی جاتی ہو مگر آیندہ زندگی کے کاروبار کے لئے دس لڑکون سے ایک لڑکے کو بھی یہ زبانین مفید نہین پڑتین - کیا امورات خانگی اور اپنی جائداد اور اسٹیٹ کے انتظام مین کیا دکان کے حساب لکھنے اور دیکھنے مین جن زبانون کو ہمنے سالہا سال محنت کرکے حاصل کیا تھا ہماری زندگی کے لئے کارآمد نہین ہوتین - ان زبانون کا استعمال نہین ہوتا اس لئے تھوڑے عرصہ مین نسیاً منسیا ہو جاتی ہین - پس ہم دریافت کرتے ہین کہ کیون والدین اپنے بچون کو زبانین سکھلاتے ہین ؟ صرف اس لئے کہ لوگون مین اون کی عزت ہو - لوگ اونکو عالم کہین اور عام جلسون مین صدر کرسیون پر بیٹھے ہوے اونہین دیکہین - بچون کو زربفت اور کارچوبی لباس پہنانا اور بدون فیصلہ کئے تعلیم دینا دونون خیال ایک ہی مخرج سے نکلے ہین گو اون کی صورتین مختلف ہین -

انگلنڈ کے طریقہ تعلیم النسوان مین ہزارہا بیجا تکلفات بھرے پڑے ہین - عورتون کو گانے بجانے اور مصوّری کے علاوہ خاص انداز سے بولنے اور چلنے کی بھی تعلیم دی جاتی ہو - خیال کرو کہ ان تمام باتون کو حاصل کرنے کو کتنا عرصہ درکار ہوتا ہوگا - انگلنڈ کی مستورات کو جرمن - اٹالین - اور فرنچ زبان کی کیا ضرورت ہو ؟ ہمنے کبھی نہین سنا کہ مذکورالصدر زبانون مین جو کتابین تصنیف اور تالیف

ہوئی ہین جن کے مطالعہ سے کسی عورت کو عملی فائدہ ہوا ہو۔ انگلنڈ
مین بعض رسومات مستحکم ہو گئی ہین۔ بدون ان زبانون کے حاصل
کیئے کوئی عورت اعلیٰ درجہ کی عورتون کی سوسیٹیون مین معزز نہین
سمجھی جاتی گو آپس مین اختلاط اور میل جول رہتا ہو۔ صرف حقارت
کا خوف اور خودنمائی اور شہرت کا جوش ہزار ہا عورتون کو ان زبانون
کو حاصل کرنے پر مجبور کرتا ہو بدون اسکے اور کوئی ظاہری سبب
سمجھہ مین نہین آتا۔

علم اور لباس کے عملی فائدون کی بہ نسبت لوگون کے خیالات
خوبصورتی کی طرف زیادہ قوی رہتے ہین۔ اِس امر کو واضح طور پر
بیان کرنا زیادہ مفید ہوگا کیونکہ بدون توضیح کئے یہ امر ذہن نشین
نہوگا۔ زمانہ قدیم سے تو زمانہ موجودہ تک ہر انسان کے خواص پر
غور کرتے ہین تو یہ بات ظاہر ہوتی ہو کہ ہر متنفس اپنے اغراض اور
اپنے حاجتون کو پورا کرنے کی فکر نہین کرتا بلکہ جماعت اور قومی خواہشات
اور حاجتون کو رفع کرنے مین مصروف رہتا ہو۔ گو بات معقول اور
اوسکو بھی معقول دکھائی دیتی ہو پر وہ نہین کرتا اور وہی بات کرتا ہو
جسکا رواج جماعت اور قوم مین ہو اور جسکو جماعت یا قوم پسند کرتی ہو
انسان ہر وقت اِس دُہن مین کہ جماعت کے لوگون کے دلون
کو مسخر کیا جائے جس سے قومی اعزاز حاصل ہوگا اس لئے اوسکو مطمئن

رکھتا ہے اور اس کی مرضی یا رسم و رواج کے برخلاف کوئی کام نہین کرتا
بعض لوگون کے عندیہ مین صرف حاکم ہی لوگون کو مسخر کرسکتے ہین ۔ حاکم سے
مراد خواہ بادشاہ ہو یا نواب ۔ پارلیمنٹ ہو یا مجلس شوریٰ گو کچھ بھی ہو
صرف حکومت ہی کے زور سے انسان کی تسخیر ہوسکتی ہے ۔ یہ رائے
نہ صرف کمزور ہے بلکہ بے بنیاد ہے ۔ ہم اس ظاہری حکومت سے انکار
نہین کرتے مگر مثل اسکے اور بہت سی حکومتین ہین گو اصطلاحات مین اسکو
حکومت نہین کہتے ہین نہ اس حکومت کے وسیع اختیارات ہین بایہمہ
حکومت کا اثر ہر خاندان مین ہر جماعت اور ہر انجمن مین پایا جاتا ہے
حتی الامکان ہر ایک مرد اور اسیطرح ہر ایک عورت اپنی آزادانہ
حکومت کے اُدھیڑبُن مین رہتا ہے اور اپنے تئین حاکم آزاد بنانے
کی سعی کرتا ہے اور اس قماش کے نواب اور بیگمات دنیا مین بہت
ہوگئی ہین اور ہین اونکا مختار بدون اسکے کہ لوگون کے دلون مین ہماری
وقعت ہو اور لوگ ہمکو تعظیم دین اور نہین ہوتا ۔ ایسے لغو تفکرات
مین انسان کی زندگی کا بہت سا حصہ صرف ہوجاتا ہے ۔ امیرانہ لباس
سے ۔ امیرانہ وضع اور آرایش مکان سے مہمان نوازی سے اور اسیطرح
اپنے علم و فضل کے غرے اور دبدبے کے بتانے سے اپنے سے کم درجہ
لوگون پر حکومت اور بزرگی کا سکہ جمایا چاہتا ہے ۔ حکومت کی خواہش
نہ صرف مہذب قومون مین ہے بلکہ نیم وحشیون اور وحشیون مین بھی

ہے گو حکومت کا طرز اور حکومت کی صورت مختلف ہے۔ یہ بیجا اور لغو خواہش بھی انسان کو اپنی حالت اور اپنی حفاظت پر غور کرنے کی مہلت نہیں دیتی۔　　باقی آیندہ

حسام الدین مدرس ایف سی انسٹیٹیوشن۔ بمبئی

قرآن مجید کی ترتیب

۱ــ **فطرت** - خدا کا کام - **قرآن** - خدا کا کلام - اور ان دونوں پر ایمان لانا اسکا نام **اسلام** ہے - حق و باطل کی تمیز ور فارمران قوم کی جہان بین نے اسلام کی افضلیت اور سچائی مین کچھ شبہہ باقی نہین رکھا - مفسرین کی تفسیرون - علماے متقدمین و متاخرین کی تصانیف اور بزرگان دین کی تحقیقات نے وہ تمام خدشات لوگون کے دلون سے مٹا دیئے جو جہالت کے باعث اونکے متعصب دلون مین جاگزین تھے - اسلام کی خوبیان صرف اسلامی سوسائٹی تک محدود نہین بلکہ علماے مسیحی نے منصفانہ رائے آن حضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلّم کی نسبت ظاہر فرمائی ہے اوس سے وہ تمام اعتراضات جو خبث باطنی اور تعصب مذہبی کے آئینہ ہین بالکل مٹ گئے -

۲ــ قرآن خدا کا وہ بے مثل کلام ہے جسنے اوسکو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے زبانِ فیض ترجمان سے خلق اللہ کو پہنچایا - اور اوسمین تمام دینی و دنیوی بہبودیون کا دستور العمل - معاش و معاد کی تدبیرین توحید و خدا پرستی کی پاک تاثیرین - آداب و اخلاق کی درستی کے مصالح - خوف و رجا کی حالت - عذاب و ثواب کے اسباب - دوزخ و بہشت کے کیفیات - امور سلطنت و جہانداری کے قواعد - سیاست

مدن کے ضابطے۔ رفاہ عام کے طریقے۔ قومی ہمدردی کی تعلیم۔ ہمسایہ کے ساتھہ سلوک۔ حکمت فلسفہ۔ منطق وغیرہ تمام علوم و فنون کا بیان شرح و بسط سے کرکے اوسکو تمام دین و دنیا کی بھلائیون کا ملجأ و ماوا قرار دیا۔

۲۔ قرآن دینی و دنیوی مقاصد کا وہ جامع و مغنی قانون ہے جسکی ترمیم یا تنسیخ کی ضرورت (۱۳) تیرہ سو برس ہوے نہ ابتک ہوئی اور نہ آیندہ قیامت تک ہوگی۔ اور کیونکر ہو۔ اگر یہی ہو تو کلام خدا و کلام بشر مین کیا فرق رہجاوے۔ قرآن کی بے انتہا برکتین اور لازوال رحمتین اس امر کی محتاج نہین کہ انسانی قوت بیان کا دسترس اوسکے نورانی اور پاک چہرہ پر تحمیدی کلمات کے ذریعہ سے ہوسکے۔ عرب کی ابتدائی حالت اور قرآن کی فوری اثر کو جب ہم غور کی نگاہون سے دیکھتے ہین تو نہ ہمکو صرف ایک معمولی حیرت۔ بلکہ استعجاب کا بہت بڑا طلسم دکھائی دیتا ہے۔ وہ وحشی قومین جنکا خونریزی ایک ادنی شعار اور کینہ پروری ایک خاص شیوہ تھا وہ قومین جو ایک خفیف سی مخاصمت پر اس درجہ برانگیختہ ہوجاتی تھین کہ جنکی خانہ جنگیان صدیون تک فرو ہونے کا نام نہ لیتی تھین۔ جہالت جنکی گھٹی مین پڑی تھی اور بت پرستی و وحشیانہ حرکتین فطرت ثانی ہورہی تھین۔ تہذیب و شایستگی کا نشان کوسون تک مفقود تھا۔ اور حق

پسندی کی ہوا بہی چہو نہ گئی تہی قرآن مجید و فرقان حمید کی تعلیم اور رسُول مقبول صلّے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلّم کی سچی پرجوش تلقین نے اون کی ایسی کا یاپلٹ کردی کہ دفعتاً وہ تمام فرقہ چاہ ضلالت و گمراہی سے نکلکر اسلام کے خوشنما منظر مین اپنے ایک خدا پر جان دینے والے اور اپنے سچّے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی کرنے کی منادی بلند کرنے کے لئے اطراف کے ملکون مین پہیل گئے۔ خوش اعتقادی اور مستقل ہمت کے ارادون نے اونکو چشم زدن مین شہنشاہ عالم کردیا۔ قیاصرہ۔ فارس۔ مصر۔ اندلس۔ کی عظیم الشان سلطنتین اون کے ارادون کے ساتھ اون کے قدمون کے نیچے تہین۔ اونکو اپنی سچی خدا پرستی پر پورا یقین۔ اور اپنے رسول مقبول الوف التحیتہ والثناء کے کلام پر دلی اعتماد تہا۔ ملک گیری اونکے ہوائے نفسانی کا نتیجہ نہ تہا۔ بلکہ اشاعت کلمتہ اللہ کا صلہ تہا۔ آخر دلی لازوال نعمتون کی خوبیون نے ایسا سحر نما اونکے دلون کو مسخر کرلیا تہا کہ دنیا کی طرف اونھون نے نظر اوٹہا کر بہی نہ دیکھا۔ وہ دنیا کو ہمیشہ ایک زال بیوا سمجہتے رہے۔ اور " الدنیا جیفتہ وطالبہا کلاب " پر کاربند رہے۔ آرائش و تکلفات دنیا اونکی نظرون مین محض سراب تھے۔ اور ظاہری آرام و چین " الدنیا سجن المؤمنین وجنتہ الکافرین " کے خیال سے حباب آسا عزم فتح گیری نے اونکے دلونپر دنیا کی بے ثباتی کا پورا نقشہ جما دیا تھا اور وہ خوب سمجھ گئے تھے کہ یہ زوال پذیر دولت کل کہان تھی اور آج

کسکے پاس ہے - رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور کلام معجز نظام کے اثر نے اونکی سدرہ شکار ہمتون کو آلایش دنیا سے بالکل محفوظ رکھا - اور اون کی سچی خدا پرستی نے اونکو دنیا کی طرف جھوٹون بھی رخ نہ کرنے دیا -

بیشک خوش بیانی بھی ایک زبردست قوت ہے - لیکن کلام پاک کی فصاحت و بلاغت نے فصحاے عرب کو اس امر کا قائل کر دیا تھا کہ قرآن کلام خدا ہے - ایک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جو محض اُمّی ہو اوسکا بھی ایک معجزۂ رسالت کیا کم ہے کہ اوسکا کلام فصحاے عرب کے مقابلہ مین باوجود بے علمی کے ہر امور پر فوق لیگیا - اور اوسکے انتظام سیاست اور قواعد تمدّن نے جہلاے عرب کو اون کی زندگی کا مطلب اور اونکی ہستی کا سبب بخوبی ذہن نشین کر دیا - عرب کی بادیہ گرد قومین کیا امیر القیس ایسے فصحاے عرب کی طلاقت لسانی کے قائل نہ تھین ؟ نہین ! نہین !! ضرور تھین :- لیکن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی پرجوش تلقین سچی خدا پرستی کی رہبر تھی اسلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یوماً فیوماً کامیابی - اور آپ کی تقریر کا برقی اثر فوراً محسوس ہوا -

عرب مین قرآن کے نازل ہونے اور خدا کو اپنی تعجب انگیز حکمت کا اظہار اوس ملک مین اس وجہ سے اور زیادہ منظور ہوا کہ جہان دنیا مین فصحاے عرب کی بلاغت اور فصاحت کے جھنڈے گڑے ہوئے تھے وہان شرک و

بدعت وغیرہ رسوم وافعال قبیحہ مین بھی اوسکا منبر سب سے اول تھا۔ اور تہذیب نفس، وخدا پرستی مین بالکل پیچھے۔ فصاحت کا جواب تو ایک اُمّی کی خوش بیانی سے دیا گیا۔ اور جہالت کا شرمناک دھبہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے مٹا یا گیا۔ اور افضلیت مین اونکا پایہ اعزاز تکمیل رسالت سے بڑہا یا گیا۔ چندروز بعد وہی جاہل اور وحشی قومین تہذیب وشایستگی کے نورانی لباس سے آراستہ ہوکر دنیا مین حکمران ہوئین۔ اور تمام علوم مردہ کے حق مین اون کی تالیفون نے نفس مسیحائی کا کام کیا۔ اور علوم جدیدہ کے اختراع نے اون کی لیاقت کو تمام دنیا مین مسلم کرا دیا۔
بیشک غیر اقوام کو ایک اس بات کا تعجب ہے کہ بمقابلہ انبیاے ماسبق علےٰ نبینا وعلیہم السلام کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی چندروزہ تعلیم نے لاکہون آدمیون۔ ہزارون قریون۔ اور متعدد ملکون پر پورا قبضہ کر لیا۔
تواریخ سے یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ انبیاے متقدمین علےٰ نبینا علیہم السلام نے سیکڑون برس کی عمر پائی لیکن اون کی امت عشر عشیر بھی شاہراہ ہدایت پر نہ آئی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ۶۳ برس کی عمر مین ملک عرب اور بعد آپؐ کے قریباً تمام یورپ۔ ایشیا۔ افریقہ کے کل ملکون مین اسلام رائج ہوگیا۔
اسلام کی حقیقت اور سچائی کا اعتراف دیگر مذاہب مین بخوبی کر لیا گیا۔
مین بحیثیت ایک محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ اسلام کی سچائی مین سرگرم اور فرقہ حنفیہ کے پاک مشرب مین کاربند ہون اور کافر ہون اگر اسلام کو ہر امور مین غیر مذاہب

پر ترجیح نہ دُون ۔ لیکن مین یہ ضرور کہونگا کہ قرآن کی ترتیب موجودہ زمانہ حال کے بہت ناموزون ہی ۔ اور اوسکے مخلوط مضامین کم بینون کی نظرون سے ضرور محفوظ ہین ۔

یہ ایک تحریک ہی جسکو مین موثق دلایل سے ثابت کرتا ہون ممکن ہی کہ میری راے ناقص غلط ہو اور یہ بھی ممکن ہی کہ جو مین عرض کرون قوم اوس کو گوش دل سے سنے ۔

گو یہ مین بخوبی جانتا ہون کہ میرا ارادہ بجز موخر و مقدم سورتون کے دوسرا نہین ۔ اور جو نقص قرآنی مین کوئی نقص پیدا نہین کر سکتا مگر ہمارے پیشوایان مذہب کا تعصب اون کو خاموش نہ رہنے دیگا اور کفر والحاد کے فتوون سے میری عزت افزائی مین پہلو تہی نہ کی جاے گی ۔ لیکن میرا قومی جوش اب مجھکو معترضین اور مخالفین کی زبان درازی برداشت کرنے کی اجازت نہین دیکتا ۔ اور میری مستقل ہمت ان تمام مصائب کو انگیز کرنے کے لئے بہت خوشی سے اونکا خیر مقدم کر رہی ہی ؎

ضد سے خاشاک میرے سر پہ وہ پھینکے تو سہی
میرے آنکھون مین وہ مژگان میرے سر پر گیسو

قرآن کے منزل من اللہ ہونے مین کسی مسلمان کو انکار نہین اور جسکو کچھ بھی شبہہ ہی وہ مسلمان نہین ۔ ہر مسلمان اِس بات کو عمدہ طور پر جانتا ہی کہ قرآن شریف متعدد "سورتون" مین بروقت ضرورت اور مقتضاے محل نازل ہوتا رہا ہی

جس مین کہین تو مسلمانون کو صبر کی ہدایت ہوتی تھی۔ کہین جہاد کی ترغیب کہین شہدا کے غزوات کے مرتبے بیان ہوتے تھے۔ اور کہین غازیان عدو شکار کی تعریف۔ اوس کی سورتین جو مضامین کے ہیڈنگ (سرنامے) ہین اوس مین شان نزول اور مقام صدور کا اظہار ہے۔ اسقدر بیان سے ہمارے مسلمان بھائیون کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ قرآن مجموعی طور سے ایک مرتبہ نازل نہین ہوا تھا بلکہ رفتہ رفتہ۔ پس اس سے یہ بات عمدہ طور پر ثابت ہو گئی کہ ترتیب کلام مجید خدا کا کام نہین بلکہ دماغ بشری کا نتیجہ ہے۔

ہمارے پیارے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ی بھائیون کا یہ اعتقاد کامل ہے کہ کلام مجید کی ترتیب خلیفۂ ثالث حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے دست مبارک سے ہوئی اور اسی وجہ سے آپ کا لقب "جامع القرآن" ہے۔

یہ بات پایۂ تحقیق کو پہونچ چکی ہے کہ بروقت ترتیب کلام مجید حضرت خلیفۂ ثالث نے بہت سے آیات جو محل خاص کے واسطے مخصوص۔ یا مطلب واحد کی وجہ سے بلا ضرورت یا تکرار مضمون کے باعث قابل اندراج نہ تھین نکال ڈالین۔ اور انتخاب مین صرف اونھین آیات کی ضرورت سمجھی گئی جو خاص اغراض کے واسطے موزون۔ یا ایک مطلب جداگانہ کے سبب لابدی تھین۔ اور جمہور کا اتفاق اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ وغیرہ کی تصدیق تھی اور دیگر انصار و مہاجرین و تابعین کے نزدیک مسلم۔

انتخاب میں صرف اس امر کا التزام ملحوظ رکھا گیا کہ دینی یا دنیوی مقاصد کے متعلق کوئی فروگزاشت نہ ہونے پاوے۔

حضرت خلیفۂ اول و دوم کے زمانۂ محمود میں ترتیب کلام پاک کی اس وجہ کر نوبت نہ آئی کہ پے در پے محاربات اور عظیم الشان جہادات نے کسیکو اس طرف متوجہ ہونے کی مہلت یا فرصت نہ دی۔ حضرت خلیفۂ ثالث کا زمانہ نہایت پر امن زمانہ تھا اور عالمگیر فتوحات نے سرکشون کی دماغی نخوتون کو بالکل سرد کر دیا تھا۔ اطمینان کے باعث حمیت اسلامی۔ جوش مذہبی اور طاعت الٰہی مین اختلاط شروع ہو گیا تھا اور نیز یہ بھی احتمال تھا کہ امتداد زمانہ کے سبب وہ کلام پاک جو لوگون کے دلون پر مثل گنج توحید محفوظ ہر متواتر سستی اور کاہلی سے کہین ضایع نہ ہو جاوے۔ دور اندیشی سے بہت سے حفاظ اس نازک وقت کے واسطے تیار کر لئے گئے تھے اور آپ خود بھی ایک زبردست حافظ تھے۔ پس ان منتشر جواہرات کا مجتمع کرنا جنکے ایک ریزے کی قیمت کونین کی قیمت سے بھی بہت زیادہ تھی اشد ضرور ہوا۔ اور ان منتخب بکھرے پھولون کا یہ ایک مختصر گلدستہ "کلام مجید" کے نام سے تیار ہوا جسکو آج ہم سینہ سے لگائے پھرتے ہین اور جو ہمارا ایمان ہر۔

لیکن آپ کو یہی ایک کام نہ تھا۔ بلکہ حدیثون کی ترتیب۔ روزہ۔ نماز۔ حج زکات وغیرہ تمام امور دینی و دنیوی کا ایک مکمل دستور العمل مرتب کرنا

تھا۔ اون اہم اور ضروری امور کے ہجوم سے اسکی ترتیب کا خیال نظر انداز ہوگیا
اور جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ صفات باری اور ذات قہاری کی کیفیت ایکجا۔ اور تحمید
مین اخلاق کا مضمون شامل ہوگیا۔

یہ خیال کہ جو بزرگان دین سابق مین کر گئی ہین وہ " الوحی من السما " سمجھا جاے اور
اونکی راے خطا و سہو سے پاک سمجھی جاے ۔ " الانسان مرکب من الخطا والنسیان "
ایک مشہور اور مستند مقولہ کو بالکل بلا ضرورت اور بیکار کئے دیتا ہی جسکی واقفیت
سے ازروے نیچر کوئی بشر انکار نہین کرسکتا۔ ہمارے علماے مذہب کے نورانی
دل تعصب کی خوفناک روشنی سے تاریک ہوگئی ہین اور وہ ایک حرف بھی
کتب مصنفہ کا (گو وہ درحقیقت غلط ہی کیون نہو) قابل تغیر یا تبدل خیال
نہین کرسکتے۔ خدا کی لازوال بخششون کا کفران نعمت کرکے عقل ایسی راہبر کامل
کو جسنے او نہین خداشناسی مین مدد دی بالکل فضول بناے دیتے ہین۔ افسوس
ہی کہ جنکا اعتقاد یہ ہو کہ عقل کو مذہب مین کچھ دخل نہین۔ وہ مذہب کی روز
دنیا مین سرسبز رہسکتا ہی۔ مخالفت کو نہ پوچھیے کیسی عمدہ بات کیون نہو ممکن
نہین کہ یہ ہمارے بغلی گھونسے ہمکو چین سے بیٹھنے دین۔ اور ہمارے کام مین
رکاوٹ نہ پیدا کرین۔ پس میرا یہ کہنا کہ اگر پیشوایان مذہب نے کسی راے مین کوئی
غلطی کی ہو یا کسی بات کا خیال نظر انداز کیا ہو غیر ممکن نہین ہی۔ اور یہ ثقیل کلمہ
ضرور ہمارے متعصب مخمل ہی بھائیون کو گران معلوم ہوگا۔ لیکن اوسکے
ساتھ ہی اگر وہ اس بات کا خیال کرین گے کہ کیا حضرت خلفاے اول و دوم

مین اتنی عقل - مادہ - لیاقت - نہ تھی جو کلامِ مجید کو جمع کرتے یا عمدہ
اور اجرائے احکام مین مقتضائے عقل کام لیتے - جو حضرت خلیفۂ ثالث نے
کیا - تو ہمکو امید ہی کہ تمام بھائی مسلمان ہمارے ہمزبان ہونگے اور کچھہ خیال
کرکے دل مین سکوت اختیار کرینگے -

مین اسکو بھی ایک تائید ایزدی تصور کرتا ہون کہ اسکا خیال دفعتاً میرے
دل مین پیدا ہوا - اور ملہم غیبی نے میرے ناپائدار اور غیر مستقل ارادون کو
مستحکم کیا - ہندوستان ایسے مختلف الاقوام ملک مین قرآن مجید کی
ترتیب موجودہ نامکمل اور ایک طور پر ادھوری ہی - مین اسکی ترتیب اپنی
فہم ناقص کے مطابق ہر سبجکٹ (مضمون) پر کرنا چاہتا ہون - تحمید باری
صفاتِ باری - اخلاقی - تمدّنی - معاشرت - واقعات - فرائض وغیرہ ہر
مضمون کو جداگانہ چھانٹ کر ایک جگہہ مجتمع کرونگا - اور اونکے مضامین کو فصل و
ابواب پر منقسم کرونگا - ہر مضمون کے شروع مین ایک مدلّل اور پرجوش تحریر
سے مخالفین کے اون تمام اعتراضات کے جوابات نہایت شرح و بسط سے دیئے
جاوینگے جو اوس حصہ پر عائد ہوتے ہین - اور اسلام کی حقیقت اور سچّی خداپرستی
کی دعوت - عام منطقی دلائل - زمانۂ حال کے فلسفی سے دیجاویگی - صرف اسپر
اکتفا نہ کیا جاویگا - بلکہ اوسکا بامحاورہ اردو و انگریزی ترجمہ بھی اون لوگون کی
تسکین کے لئے جنھون نے اسلامی احاطہ مین آنکھہ نہین کھولی - یا جنپر آفتابِ
اسلام کی شعاعین نہین پہونچین - یا جنکو بسبب عدم واقفیت علوم عربیہ کے

اسلام کی بزرگیان معلوم نہین ہوئین۔ نہایت تسکین بخش لیاقت سے دیجاویگا
اسطور پر گویا ہندو۔ عیسائی۔ بودہ۔ سکھ وغیرہ تمام دیگر مذاہب کو دعوت
اسلام دیجاویگی۔ اور اگر خواہش کی گئی تو "تفسیر اکسیر اعظم" کے منتخب اور ضروری
نوٹ جو دینی اور دنیوی مقاصد باب رحمت ہونگے حاشیہ یا ضمیمہ کے طور پر
شامل کئے جاوینگے۔ اور کل علامات قرأت ایسے سہل الوصول طریقہ سے
مقرر کی جاوینگی کہ ابجد خوان اور معمولی لیاقت کا آدمی بھی بلا استعانت
دوسرے مستفید ہوسکے اور توشۂ آخرت جمع کرسکے۔

ناظرین خیال فرما سکتے ہین کہ اس اہم اور ایمانی کام مین کسقدر دیدہ ریزی۔
جانفشانی۔ عرق ریزی کی ضرورت ہوگی لیکن چونکہ مین منجانب اللہ اس کی
تکمیل کا قصد رکہتا ہون جسنے میرے دلمین اس قسم کی تحریک کی۔ وہی
اسکو اختتام پر بھی پہونچا دیگا۔ السّعی منّی والاتمام من اللہ۔

بوجہ اسکے ہمنے محض ثواب اور ہندوستان کے افلاس پر نظر کرکے اس
پرچہ الوجود ہدیہ کی قیمت عہ ماہوار مقرر کی ہی جس مین محصول ڈاک بھی
شامل ہی۔ ہر ماہ مین بقدر ایک ربع کے مع اوسکے زواید کے نذر ناظرین
ہوگا۔ اور عندالخواہش المضاعف۔

منتظر ہین کہ کون رئیس اسکی تکمیل کا متکفل ہوکر توشۂ اخروی اور رضاے
خدا و رسول صلعم حاصل کرتا ہی۔

اسکو بھی دیکھتے ہین کہ ملک مین اسلامی جوش کسقدر ہی اور کسقدر اس متبرک

ہدیہ کی خواہش ہوتی ہے۔
ہمارا قصد ہے کہ خدا کا نام لیکر جنوری سنہ ۱۸۹۰ عیسوی سے اپنے فرائض کی بجا آوری اور ارادہ کی تکمیل مین سرگرم ہُون۔ معزز ہمدردون کو لازم ہے کہ فوراً درخواست خریداری روانہ فرما دین۔ پانسو درخواست آنے پر فوراً کام جاری کر دیا جاویگا۔ اور یہ خدا کا بیش قیمت اور انمول کلام اس نئی ترتیب کے لباس مین نذر قوم کیا جاویگا۔
(رفیع الدین احمد سعدی کاکوری)

حسن۔ حضرت سعدی کاکوروی کا مضمون بالا جو ہمارے پاس بغرض اشاعت پہونچا بجنسہ درج کر دیا گیا۔ راقم مضمون نے اختلاف کے وجوہ بیان نہین کئے اور نہ موجودہ مرتب قرآن مجید کی صاف طور سے برائیان بیان کین۔ جسے شاید کسی آیندہ زمانہ کے لئے اٹھا رکھا ہے۔ ہمسے درخواست اظہار رائے کی گئی مگر ہم نہین سمجہ سکتے کہ بغیر وجوہ اختلاف بیان کئے ہوے ہم اپنی مفصل رائے کیونکر دین۔ مگر اسقدر ضرور کہین گے کہ کاکوری کے سعدی صاحب شاید اسلامی مستند کتابون سے فائدہ نہین اُٹھانا چاہتے انکو بعض انگریزی مضمون سے تائید اختلاف ہوئی ہے۔ یہ سچ ہے کہ موجودہ **قرآن شریف** اوس ترتیب سے نہین ہے جسطرح نازل ہوا تھا بلکہ حضرت **جامع القرآن** کی قابل وقعت اور پائدار احسان کی عملی کوششون کا بیش بہا نتیجہ ہے۔ ہم حسب بیان بالا

یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہوئے ہین کہ اس خیال کی تحریک انگریزی متعصب
تصانیف سے پیدا ہوئی - لہذا ہم بھی سر دست مسلمانوں کی مستند کتابوں
کو بالائے طاق رکھکر انگریزون کی تصانیف پر سرسری نظر ڈالتے ہین -
ہمارے روبرو ایک انگریزی قرآن مترجمہ راڈول - ایم - اے - اوسی
ترتیب کا موجود ہی جسطرح شاید حضرت کا کوری نے تجویز کیا ہی - یعنی سورہ
علق سے شروع کیا اور سورہ مائدہ پر ختم کیا - یہی تجویز کسیقدر اختلاف
کے ساتھہ سر ولیم میور سابق لفٹنٹ گورنر الہ آباد کی تھی اور انھون نے
اپنی کتاب لائف آف محمدؐ مین ایسا ہی ذکر کیا ہی - ڈاکٹر ویل کا بھی یہی
مسلک ہی - مگر ان لوگون کو اہل اسلام کسیطرح کوئی وقعت نہین دیسکتے
ان لوگون نے صرف تاریخوار ترتیب کا لحاظ رکھا ہی - ان متعصب عیسائیون
کو موجودہ مستقل قرآن شریف مین جو انکے لئے ایسا ہی سرمایہ رشک و
حسد ہی جسطرح ہمارے لئے فخر و عزت ایک رخنہ پیدا کرنے کی تدبیر سوجھی
جس مین وہ کسیطرح کامیاب نہین ہوسکے - خود انگریزون مین جملہ تراجم
قرآن سے سیل کا قرآن زیادہ مستند سمجھا جاتا ہی جو عربی اور اصلی قرآن
کے موافق ترتیب دیا ہوا ہی اگرچہ مسلمانون کے نزدیک اسکی بھی کوئی وقعت نہین
اور صاف طور سے تبلا دیا گیا کہ کہان جگہہ سیل نے معنی سمجھنے مین فاش غلطی
کی ہی -

موجودہ قرآن شریف جسکو حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ جامع القرآن نے ترتیب دیا کسیطرح

نازیب نہین ہے۔ اور جو عیب مخالف کی طرف سے موجودہ تدوین مین نکالا جاتا ہے وہ عیب بمقابلہ صدہا خوبیون کے ہیچ ہے۔ قرآن سے ہمکو کوئی سلسلہ وار تاریخ بنانا منظور نہین ہے اور نہ ہمکو اس مخصوص فائدہ کی غرض سے اوس کی از سر نو ترتیب سے کوئی معتد بہ سود و بہبود حاصل ہو سکتا ہے بلکہ ہمکو ضرور ہے کہ ایک قصہ یا ایک واقعہ اور ایسے ہی اور باتون کو ایک جگہ تکمیل کے ساتھ دیکھین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف اسی غرض سے مختلف مقامات سے جو سابقہ ترتیب مین تھین آیتون کو چنکر واقعات کی رُو سے مسلسل کیا۔ باوجود اس ترتیب کے پھر بھی ایک موقع کی آیتون کا وجود دوسرے مواقع پر ملتا ہے مگر وہ دوسرا موقع اُن آیتون کے لئے بہ نسبت پہلے موقع کے زیادہ تر موزون تھا اور اسوجہ سے وہین مدّون ہوئین۔

اِس ترتیب مین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کوئی آیت کوئی لفظ یا کوئی حرف کسی مقام سے نہین اُڑایا جیسا کہ فریقین کی مستند کتاب شہادت دیتی ہے۔ سعدی کا کوروی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر وہ دھبہ لگاتے ہین جو قطع نظر غیر مستند اور ناقابل التفات ہونے کے مضحکہ انگیز ہے۔ علمائے عیسوی نے اپنے حتی الوسع نہایت چھان بین کرکے متفق اللفظ ہو کر موجودہ قرآن شریف کو کامل قرار دیا۔ علمائے اہل تشیع بھی علی ہذا متفق ہین۔ بعض برائے نام حال کے مولویون نے محض نفسانیت اور اختلال ... اکرنے کے لئے مسلمانان سابقین پر گستاخی سے کوئی زبان سے تحریف یا کمی بیشی کا الزام

لگایا۔ ؎ ہرکس از دستِ غیر نالہ کند ✤ سعدی از دستِ خویشتن فریاد
مگر کسی طبقہ نے اون کو وقعت نہین دی۔ ہان اونپر افسوس کرنیوالے
البتہ باقی رہگئے۔ جس کتاب کے محفوظ رہنے کا غرور مسلمانون کو ہی اور جس کو قطع
نظر اپنے علمار کے ہر واقف کار شخص غیر مذہب سچے دل سے کامل اور
صحیح قرار دیچکا ہی اوسکے مخالفت مین کمزور اور رکیک دلیلین اون زبانون
سے نکلی ہین جو کہتے ہین کہ اسلام سب سے بڑا ہی مگر الحمد للہ ہم مُسلمان ہین
ہم اپنے شہرت پسند دوست سعدی کا کوردی سے اس قدر ضرور متفق
ہین کہ موجودہ قرآن شریف اس ترتیب سے نہین ہی جیسا کہ حضرت ابو بکر رضہ
وحضرت علی رضہ وغیرہ نے سلسلہ وار جمع کیا تھا۔ بلکہ موجودہ تدوین کی جب
اشد ضرورت ہوئی تھی جیسا کہ قرآن کی تاریخ سے ظاہر ہی تو حضرت
عُثمان رضہ نے حضرت زید رضہ ابن ثابت سے اوسکو ترتیب دلایا۔ مگر ہم اوسنے
اس امر مین بالکل متفق نہین ہین کہ پہلی ترتیب مین سے عثمانی تدوین مین
کچھہ کمی بیشی ہوئی۔ سوائے اسکے کہ آیات و سُوَر کی جگہون مین تبدیلی
کرکے ایک ضروری مناسبت باہمی پیدا کردی گئی۔ ہمکو خوف ہی کہ
حضرت کا کوردھی سنّی مذہب اور حنفی مشرب ہونیکا دعوٰے کرتے ہین
اپنے مذہب مین کسی مستند عالم کو نہ پائین گے (معاون) بلکہ یقیناً عیسائی یا اور
غیر مذہب کے نامور علما کو جنھین اسلام کی مُقدّس کتاب مین حرف
اندازی کرنا اپنے مذہب کی خدمت بجالانا ہی اپنا ممد و مددگار نہ پائینگے

اگرچہ غیر مذہب کی تائید یا تردید ہمارے لئے متمسک نہیں مگر چونکہ ہمنے فرض کرلیا ہی کہ اس وادی پر خار مین سعدی کا کوروی کے قدم رکھنے کے لئے انگریزی مخمل کا فرش بچھا گیا ہی۔ اس لئے ہم ایک نامور انگریزہی کی تحریر کا یہان حوالہ دیتے ہین۔ جی۔ ایم۔ راڈویل اپنے ترجمہ قرآن کے دیباچہ مین لکھتا ہی :-

یہ سچ ہی کہ جس طریقہ سے زیدؓ نے (بغیر کسی قسم کی اصلاح کئے ہوے یا قرب کی آیتون کے ساتھ مناسبت پیدا کئے ہوے یا محذوف عبارت کو لکھے ہوے یا ان تفصیلی عبارتون کو دور کئے ہوے جنسے بانی اسلام پر برائی کا اثر پڑتا تھا) صرف آیتون کے جمع کرنے اور بہ تبدیل مقام لکھنے پر اکتفا کیا وہ ثابت کرتا ہی کہ اونھون نے ترتیب مین نہایت احتیاط کی۔ اور اوس مقدس کتاب (قرآن) کی نہایت تعظیم و تکریم کرتے تھے اور جو پوری کتاب کی کامل جامعیت اور معتبری ظاہر کرتا ہی۔ ہمنے بہت اختصار کے ساتھ سعدی کے مضمون پر نوٹ دیا ہی

اگر کوئی صاحب زیادہ وضاحت اور تہذیب سے کوئی مستقل مضمون اس بارہ مین لکھین گے تو ہمکو درج رسالہ کرنے مین کوئی عذر نہ ہوگا۔

ذیل کی تحریر ہمارے نوجوان امیر عالیجناب راجہ کشن پرشاد صاحب بہادر نبیرۂ مہاراجہ مہاراجگان نرندر پرشاد بہادر مرحوم پیشکار سرکار عالی نے بغرض اشاعت بھیجی ہے - ہم شکریہ کے ساتھ درج رسالہ کرتے ہین - ہم اپنے اس ملک دکن کے قدیمی امرا کے لٹریچر پر جو خاص اونکے قلم سے نکلتے ہین خصوصیت کی نگاہ رکھتے ہین کیونکہ یہ اونکی طبع آزمائی کا قریب قریب ابتدائی زمانہ ہے اور جہانتک ہمارے اختیار مین ہے ہم اونکی اس مہذبانہ اور حوصلہ افزا خیالات کی اشاعت کی کوشش کرینگے - امرائے حیدرآباد جو ضروری لیاقتون سے بہرہ ور ہین عام طور سے اپنے خیالات کے افشا کرنیکا کوئی موقع نہین پاتے تھے - جسکی کئی وجہین تھین - راجہ صاحب کی یہ دوسری تحریر بالکل اخلاقی ہے اور ہم اس ابتدائی خیالات کے بعد رفتہ رفتہ امید کرسکتے ہین کہ راجہ صاحب اور کار آمد مضامین سے اپنے دوسرے ہمچشمون کو بھی ترغیب تحریر مضامین مختلفہ دینگے - جو اس زمانہ مین امرا کے لئے ایک بڑا جوہر ہے -

یہ نہایت خوشی کی بات ہے کہ راجہ کشن پرشاد صاحب بہادر اپنے اوقات گرانمایہ کو بہت عمدہ مشغولیت مین صرف کرتے ہین - اونکا یہ اخلاقی مضمون صاف بتلاتا ہے کہ اونکی موجودہ سوسائٹی اخلاق کی درستی پر بہت رجوع ہے جو حقیقت مین پولٹیکل - سوشیل اور مارل زندگیون کی جڑ ہے -

حسن

خیر بر غیر

دنیا مین ہر مذہب کے پیشواؤن نے مختلف قسم کے عبادات الٰہی کا طریقہ نکالا ہے
جو اگرچہ طرز عمل مین باہم متفرق ہو مگر مقصود اصلی ہر صنف عبادت کا تحمید
الٰہی ہے جس سے پیشوایان مذاہب نے دینی امور کی بھی اعلیٰ درجہ کی سپر راہی
رکھی ہے اور جو ابنائے جنس کے فائدہ رسانی مین نہایت درجہ ممد و معاون ہے
مگر معمولی نظر مین عبادت کے دو بڑے شعبے ہین اول وہ جسکا نفع ذات خاص
پر محدود ہو۔ دوسرا وہ جسکا نفع ابنائے جنس کے متعدد افراد تک پھونچے۔
پہلا شعبہ مقبول اور معمول خلایق بلا امتیاز مذہب و ملت ہے۔ اسی لئے ایسے
شخص کو جو فائدہ رسانی خلایق پر کمر بستہ ہوکر تکمیل فرائض ذاتی پر مقدم سمجھے اوسکو
علی العموم خیر الناس من ینفع الناس کے مبارک اور موزون القاب سے یاد
کرتے ہین۔ پس خیر ایک ایسی عمدہ شے ہے کہ ہر خاص و عام کے لئے ایک نفع
عظیم ہے۔ کیا دنیا کے لئے کیا عقبیٰ کے واسطے۔ دنیا کے لئے نیکنامی کا ذخیرہ ہے
آخرت کے واسطے توشۂ عقبیٰ۔ یہ خیر جسکا بیان ہوا کوئی مستثنیٰ خیر نہین۔
خواہ امیر ہو یا فقیر۔ یہ ایک قدرتی بات ہے کہ خدا نے ہر ایک کے دل مین
اسکا بیج بویا ہے۔ مگر افسوس ہے اور ہم ایسے ناقدرے ہین کہ اوس کی کاشتکاری
نہین کرتے کہ جسکے نہال ہرے بھرے اور بار دار ہونے سے ہزارہا مخلوق
کو نفع پھونچے۔ کہ جسکے دعاؤن کا پھل ملے اور اون اعمال حسنہ کی اشاعت عمدہ
روش قایم کرکے ہر طبقہ مین پھیلائین جس شے سے ہزارہا مخلوق کو نفع پھونچتا ہے

اور اوس سے اپنی نیکنامی کا نتیجہ نکلتا ہی تو پھر کیون ایسی نیک بات پہ
کمر نہ باندھین اور عزم جزم کے ساتھ اوسکی چمک دمک نہ دکھلائین - خیر کیا ہی؟
جس سے غیر کو نفع پھوپنچے - یون تو مشہور ہی کہ خیرات گھر سے شروع ہوتی ہی
اور چراغ گھر مین پہلے جلتا ہی بعدہ مسجد مین - لیکن بلا لوث اور بلا امید معاوضہ
ممنونیت یا خدمت - غیر ہی پر خیرات ہوتی ہی اور اصلی اور سچی خیرات درحقیقت
وہی ہی جو شخص بلا توسل کے ساتھ عمل مین آے - پس نفع کا پہونچنا یا پہونچانا
ایسی چیز ہی کہ جیسا چاہین نفع پھونچا سکتے ہین - اوسکے بھی کئی اقسام ہین یا
زر سے زور سے فعل سے قول سے - انسان کا مجموعی گروہ مختلف
حالتون کے افراد پر مشتمل ہی - اور ہر فرد کے لئے باقتضاے حیثیت شخصی تکمیل
فرایض لازمی ہی ضروریات بھی علیٰ ہذا القیاس مختلف الاقسام ہین - کہین زر
کی ناپرسانی ہوتی ہی تو فعل کی قدر دانی - کہین اعمال - کہین اقوال - اس لیے
ہر شخص اپنے ذاتی حیثیت کی روسے پابند اولے فرایض ہی اور سبکو کچھ نہ کچھ
ضرور کرنا ہی - زر ایک ایسی چیز ہی کہ جسکے بغیر کوئی کام آسانی سے نہین
نکلتا - اِس کی جسقدر تعریف کی جاوے تھوڑی ہی - مگر زر سے نفع پہونچانا
دولتمند کا کام ہی - اِس زر کے ذریعہ سے جس قسم کی نیکی اور بھلائی کرنا
چاہے ممکن ہی - جو دولتمند نہو زور رکھتا ہو تو اپنے قوت بازو سے غیر کو
نفع پھونچا سکتا ہی - مثلاً کسی ضعیف کو ظالم و جابر کے قبضہ مین دیکھے اور ہلاکت
کا اندیشہ ہو تو ممکن ہی کہ اپنے قوت بازو سے اوس بیچارے مظلوم کا معاون

ہو کر مدد دے اور ظلم سے بچا دے یا ہلاکت سے نجات دے فعل سے وہ بات
ہے کہ اپنے برتاؤ کو درست کرے یعنی ہر کسی سے خواہ دوست ہو یا دشمن
خوش اخلاقی سے پیش آوے ایسی نیک چلن سے چلے کہ ہر ایک فعل اوسکا غیر
کے نزدیک مقبول ہو اور بھلائی کے ساتھ دیکھا جاوے ؎ لطف کن لطف
کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش * انسان بالطبع ناقل و عامل حرکات غیر ہوتا ہے جب
کوئی فعل کسیکو کرتے ہوے دیکھتا ہے اور مستحسن معلوم ہوتا ہے تو خود اوسکو عمل میں
کرنے کی تحریک قدرتی ہوتی ہے اس طرح نیک چلن حضرات اپنے معمولی شریفانہ
مستحسن روش سے اپنے قرب و جوار کے ملنے والے لوگوں کو نادانستہ نہایت
عمدہ اخلاقی سبق روزمرہ دیتے ہیں اور وہ لوگ اسیطرح دوسروں کو جسکا
نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ تمام طبقہ مہذب اور شایستہ اعمال و خیال کا ایک مجموعہ
ہو جاتا ہے اور صدہا ملکی اور اخلاقی فائدے حاصل ہوتے ہیں - قول کے ساتھ
بھلائی کرنا یہ ہے کہ کسیکی طرف سے کلمۃ الخیر کہدے - خصوص ایسے نیک باتوں
کا خیال بادشاہوں کے مصاحبین اور اُمرا اور مشیران با تدبیر - امرا
عظام کے لئے نہایت ہی ضرور اور واجبات سے ہے - جو مزاج دان سلاطین
و رؤسا، متلون المزاج ہوتے ہیں - کیونکہ اونکے ذریعہ سے ہزار ہا مخلوق
خدا مستغیث مظلوم مفلس محتاجوں کا کام نکلتا ہے - اکثر وارد و مدار اونہیں لوگوں
کے عرض معروض پہ ہے - علی ہذا برائی کا اثر بھی اونہیں لوگوں کے باعث
ظہور میں آتا ہے - جب کسی مستغیث کے حق میں خواہ دولتمند ہو یا غریب مشیر اور

مصاحبین بھلائی کے لئے متفق اللفظ ہو کر کلمۃ الخیر کہتے اور اوسکی خوبیان ظاہر کرتے ہین تو ضرور حاکم وقت کے دلپر اوسکا اثر ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک تو اونکے مراتب اعلی کی نظر سے دوسرے مشاورت اور مصاحبت کے خیال سے اونکا کہنا بیکار نہین جاتا۔ علی ہذا اگر کسیکی بُرائی اور بدی بیان کرین تو اوسکا بھی اثر ہو جاتا ہے۔ ہرچند حاکم وقت انصاف اور عدل پروری سے اوس بُرائی کو برائی سمجھے اور دشمنی و لگاوٹ کا خیال بھی کرے تاہم اندیشہ ہے کہ کبھی نہ کبھی اوسکا اثر پڑ جاوے۔ خاص کر اون مواقع پر جہانکے فرمانروا تابع قوانین ملکیہ نہ ہون اور ارشاد سلطانی فرمان ربانی کی طرح ناطق ہو اسلئے ضرور ہے کہ مصاحبین سلاطین راہ حق سے کبھی متجاوز نہ ہون ؎ ہر کہ شاہ آن کند کہ او گوید ٭ حیف باشد کہ جز نکو گوید۔ مگر یہ بھی اوسکے ساتھ لازم و ملزوم ہے کہ جیسے نیکی کرنے سے نیکنام کہلاتا ہے اور اوسکا نتیجہ دونون جہان مین حاصل ہوتا ہے۔ ویسا ہی بُرائی کا انجام بھی بُرا ہوتا ہے۔ اور جزا و سزا ضرور ایک روز کے لئے موجود ہے ع نتیجہ کار بد کار بد ہے۔ خیرات بالعمل کی مثال یون ہے مثلاً کوئی اپنے سے حاجت رکھتا ہو اور وہ حاجت برآری اپنے سے ممکن نہو اور کسی غیر سے برآمد کار کی امید ہو تو حتی الامکان سعی کرے اور اوس کو فائدہ پہونچاوے۔ الدّالُ علی الخیر کفاعلہ۔ سفارش حقیقت مین بڑی ٹیڑھی کھیر ہے جن حضرات کو مساعدت زمانہ سے افضلترین حضرات کا تقرب حاصل ہوتا ہے اونکو بہت سے موقعے حاجت روائی کے بھی

ملتے ہین مگر اس فرض کے تکمیل مین وہ بہت سی وہمی کمزوریون سے قاصر تر ہین کبھی خیال ہوتا ہے کہ سفارشون سے موجودہ اعزاز و تقرب مین فرق آجائیگا اور کبھی حاجتمند کے اور اپنے حیثیتون کا مقابلہ کرتے ہین کبھی اپنے ذاتی رتبہ سے کم اشخاص سے جسکو براہ راست تعلق کسی کام کے کرنے یا نہ کرنیکا ہوتا ہے سفارش کرنے مین دریغ کرتے ہین اور اپنی تضحیک سمجھتے ہین حالانکہ کسی حالت مین حضرات سفارش کنندہ کے ذات پر اوسکا اثر نہین پڑسکتا تاہم وہ مختلف رکیک خیالات سے ایسے عمدہ مواقع کو ہاتھہ سے کھودیتے ہین اور بجاے سفارش کے بحالت لاچاری کچھہ اپنے ذات سے کردینے پر مجبور ہوتے ہین گہ برآوردن کار امیدوار؛ بہ از قید بندی شکستن ہزار* گرہ کشائی حاجتمند کی اور بات ہے اور اپنے گرہ سے کچھہ دیکر پیچھا چھوڑانا اور بات ہے — اگر بنظر انصاف تواریخ پر نظر ڈالی جاے تو معلوم ہوسکتا ہے کہ اس میدان دشوار گزار فیاضی و فائدہ رسانی مین ہر زمانہ اور ملک کے جوان مردون نے بڑے بڑے دور کی مسافت طے کی ہے۔ اور اپنے اسماے گرامی روزگار کے صفحات لیل و نہار پر بہ آب زر لکھہ گئے ہین۔ چونکہ مجھکو یہان مختصر مثالین دینا منظور ہین اور پرانی ضرب المثال سے دل بھر گیا ہے اس لیے یہ تھوڑے تاریخی واقعات پر اکتفا کرتا ہون۔

(۱) سر ولیم میور لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی کے بھائی نے اپنی تمام جایداد کو مرنے کے وقت تعلیم اہل وطن کے لئے وقف کردیا تھا جو دس پندرہ

لاکھ سے زیادہ شمار کی جاتی ہے۔

(۲) زمانہ گزشتہ مین زبیدہ خاتون خلیفۂ ہارون رشید سے نے مسافرینا عرب اور حجاج بیت اللہ وزایرین مدینۂ منورہ وعتبات عالیات وغیرہ کے لئے جہان پانی نہ ملنے کی وجہ سے ہزارون جانین تلف ہوا کرتی تھین اور مصیبت اوٹھاتے تھے ایک وسیع نہر تعمیر کی جو آجتک تشنہ کامان قوافل حجاج خاتون کے فیضانہ خیر ونعم رسانی سے شیرین کام ہین۔ چنانچہ حال کی بات ہی جو صفحہ ہیتین پر یادگار رہے گی۔ کہ نواب کلب علیخان مرحوم والی دارالریاست مصطفےٰ اباد عرف رامپور نے نہر مذکور کو جو بسبب امتداد زمانہ دراز کے شکست ہو کر ترمیم طلب تھی اور جس سے حجاج وغیرہ کو اکثر وقت دستیابی آب ہوا کرتی تھی ایک لاک روپیہ سے زاید جیب خاص سے اعانت اوس نہر کی مرمت کی کی

خزینۂ اخبار مین یہ بھی ایک مثال چھوڑ گئی۔ کہ جامع مسجد دہلی جو مرمت طلب تھی اوسکے لئے پانچ لاک روپیہ وقف کر دیا۔

(۳) اسی ملک دکن کی تاریخ مین۔ خواجہ جہان وزیر سلاطین بہمنیہ کا نام بھی بڑی عزت سے لیا جاتا ہے۔ جسنے علاوہ فرایض منصبی وزارت کے اپنی کل جائداد کی آمدنی سے ایک عالیشان عمارت مدرسہ بنایا۔ اور بڑے بڑے علمائے کامل کو طلب کیا جس مین ایک مولانا جامی علیہ الرحمہ بھی ہین (؟) اور کئی ہزار طلباء کا تکفل مع خورد و پوشش کیا جاتا تھا۔ اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ تین لاک سے زیادہ اوس مدرسہ کا خرچ تھا اور بنائے عمارت مدرسہ مین بھی قریب

کروڑ روپیہ کے صرف ہوا تھا - چنانچہ آجتک وہ عمارت اپنے بانی کی یادگار
اور اوس کی فیاضی اور ہمدردی پر گواہ اور صادق ہی - انتہا سے ہمدردی
کے لئے کیا یہ امر کافی نہین کہ ایک شخص جسنے منصب وزارت دکن کو
تین پادشاہون کے زمانہ مین ادا کیا اور جس ملک کی آمدنی سات کرور
سے زیادہ اندازہ کیگئی ہو اوس کی وفات کے وقت صرف چند دیگہا کر
مسی اور فرش مدرسہ اور کچھہ قلیل سرمایہ مدرسہ کے خرچ کا باقی رہگیا تھا -
باقی کل اوس نامور وزیر کی آمد فی بہبودی اہل ملک و نیکنامی دارین ہی
مین صرف ہوگئی - اسیطرح اور وںکے خصائل ذمیمہ جو بدنفس جفا جو بدخوی
بھی ہوے ہین - جن سے زمانہ خود الامان کہتا تھا اور تنگ آگیا تھا اونکا مختصر
حال بیان کرنا خالی از لطف نہین ہی - یون تو بہت سارے اسکے واقعات
مل سکتے ہین - مگر مین اسی خطۂ دکن کے سلاطین ماضیہ کے ایک پادشاہ
کا ذکر کرتا ہون - یعنی سلطان ہمایون شاہ ظالم جو سلاطین بہمنیہ کے سلسلہ مین
تھا - بالتخصیص جو بے جرم و گناہ ہزارہا مردم کو تہ تیغ بیدریغ کرتا تھا - علی الخصوص
اکثر سادات - اور اونکی اولاد صغار و عورات کو معرض ہلاکت مین ڈالتا تھا
مورخین نے لکھا ہی کہ آخر ظلم و قتل و بیرحمی سے اوسکے یہانتک نوبت
پہونچی کہ اسیر دام نفس امارہ ہوکر اہل و عیال برعایا پر وہ وہ بدافعالی کی
کہ جسکا ذکر زبان قلم کی تہذیب سے باہر ہی - ایک مورخ لکھتا ہی کہ اوس
پادشاہ کا ظلم یہانتک پہونچ گیا تھا کہ اہل دربار و مصاحبین خاص جو صاحب منصب

ہوتے تھے وداعی رخصت ہو کر وصیت ضروری کر دیتے تھے۔ اور جو واپس
آتے تھے تو زندگی تازہ سمجھتے تھے۔ صرف ایک ہی لفظ سے اوسکے ظلم کا اندازہ
ہو سکتا ہی جس سے زمانہ کے تاریخی صفحات پر اوسکا نام ظالم پکارا گیا اور مشہور ہی
جو کبھی کسیکے مٹانے سے مٹ نہیں سکتا۔ مولانا نظیری اوس وقت کے شاعر
نے اوس ظالم بادشاہ کی جو تاریخ وفات لکھی ہی اوس سے اوسکے تمام رعایا اور
اہل ملک کے خیال کا قیاس معلوم ہو جاتا ہی وہ اوس کی مرگ کو جبکہ اوس کا
بیٹا سلطان محمود شاہ سریر سلطنت پر حکمران تھا۔ مرگ ہمایون سے یاد کرتے تھے

قطعہ تاریخ　ہمایون شاہ مُرد و رَست عالم ✤ تعالی اللہ زہے مرگ ہمایون ✤
جہان پر ذوق شد تاریخ نوشتم ✤ ز ہے ذوق جہان آمد بیرون ✤　کیا خیر کیا شر
جو کچھ ہی زندگی کے ساتھ تعلق ہی۔ جب انسان اس دنیائے فانی سے گزرتا ہی
یہی دو باتین چھوڑتا ہی۔ خیر و شر۔ جو با خیر ہوگا اوسکا نام خیر کے ساتھ لیا جاویگا
جو باشر ہوگا اوسکا نام نامی برائی کے ساتھ لیا جاویگا۔　تاریخ پچھلے کارنامون
کا آئینہ اور مابعد زمانہ کا اتالیق ہی وہ اخیار و اشرار کا ایک مرکب مجموعہ دکھاکر
اور عبرت انگیز مرقع سامنے کرکے ہدایت نیک کرداری کی کرتا ہی اور جن لوگون
نے اپنی چلتے آتش فتنہ و فساد برپا کی یا دیدہ و دانستہ حق العباد پر دست ظلم
دراز کیا یا کسی نہ کسیطرح خلق آزاری و ایذارسانی کی اون کے بدنتایج انتہا ہا
ہمارے آنکھون کے روبرو پیش کرتا ہی۔ تواریخ کے دیکھنے سے یہ بات ثابت
ہی کہ اہل روما اور یونان مین پہلے کیسے خوبیان اور خصلتین تھین کہ عوام

کی طرف نیکی اور نفع رسانی کا خیال ہوتے ہوے اپنی قوم اور ملکیونکو نفع پہونچانے مین
نہایت مستعد تھے۔ اور بھلائیکا عزم جزم ایسا تھا کہ کسیطرح پست نہ ہوا تھا۔ مگر افسوس ہے اور
قیامت کی بات ہے کہ اب وہ شجر خیر غفلت کی آگ سے جل رہا ہے اور بے آبی اور بیخبری سے
خشک ہونیکے قریب پہونچا ہے۔ اگر ہم خیال کرین کہ وہ کوئی اور انسان تھے۔ اور ہم کوئی
اور ہین۔ نہین۔ وہی انسان ہم بھی ہین۔ مگر اونکے بزرگون کے قول و فعل جرأت و ہمت
یہ سب نیکی اور بھلائی کرنے مین صرف ہوا کرتے تھے اس لئے وہ اونہین تک زندہ ہا
اب چونکہ ہماری غفلت اور جہالت اور کم جرأتی اور کم ہمتی نے ایسا ہمکو مجبور کر رکھا ہے
جیسے ایک توانا اور قوی ختم جسم کا اچھا خاصہ شخص گرسنگی سے جان بلب ہو رہا ہے اور
پکاسنے پر حس و حرکت کرنے کی خواہش کرتا ہے۔ لیکن گرسنگی کا غلبہ ایسا اوسپر طاری
ہے کہ وہ ہل نہین سکتا اور نہ کچھ اوس سے ہو سکتا ہے۔ اس طور سے اب وہ عزم خیر
مُردہ ہوتا چلا۔ غرض ان واقعاتِ متذکرہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ دنیا ایک معیار
ہے جو کھرے کھوٹے اچھے بُرے سخی بخیل ہمدرد و خودغرض وضیع و شریف
خلیق و بدخلق مین امتیاز کر دیتی ہے اور اچھی طرح سے زمانہ کی دوربین لگا کر دیکھیو
تو یہ شعر بڑے بھاری قلم سے نورانی حرفون مین لکھا ہوا نظر آتا ہے ؎

ہر آنکہ تخمِ بدی کشت و چشمِ نیکی داشت　　دماغِ بیہودہ پخت و خیالِ باطل بست

کشن پرشاد عفی عنہٗ

اسپین اور اہل عرب

آج اتنا تو قریب قریب سب ہی جانتے ہین کہ آٹھ سو برس تک ملک اسپین مین
مسلمانون کی حکومت بڑی شان و شوکت اور رعب و جلال سے قایم رہی مگر یہ شاید
بہت کم لوگ جانتے ہونگے کہ اس سلطنت کے اصول کیا تھے اور وہانکے اولوالعزم
شہنشاہون نے خود کیسی ناموری حاصل کی اور اسلام کو کیا کیا ترقیان دلائین
اس قسم کے واقعات کا معلوم ہونا کتب خانۂ تواریخ پر منحصر ہر - مگر افسوس اردو
مین ابھی تک تاریخ کی کوئی کتاب موجود نہین ہر کہ ہم ذرا تفصیل کے
ساتھ اپنے مذہبی کارنامون سے واقف ہو سکین - اگر یہ سامان ہر تو عربی
مین یا انگریزی مین - عربی اول تو لوگ کم سمجھ سکتے ہین - اور جو سمجھنے والے ہین
تو اونکو وہ کتابین دیکھنا بھی نصیب نہین ہوتین جن سے اون واقعات کا کچھ
پتہ لگے جن کی آجکل ضرورت ہر - انگریزی مین اسپین کی بہت سی تاریخین ہین
مگر اہل عرب اور مسلمانون کی حکومت کا حال جس تفصیل سے کانڈی نے لکھا ہر اور
کسی تاریخ مین کم ہوگا - اول تو یہ تاریخ خود ہماری عربی تاریخون سے انتخاب
کرکے لکھی گئی ہر دوسرے یہ کہ کانڈی خود اسپین کا رہنے والا ہر اوسکو تمام
مورخون سے اس بات کا زیادہ موقع ملا ہوگا کہ مورخون کے دعوون کی تصدیق
خود اپنے وطن کی سرزمین سے بھی کرالے - کیونکہ زمین اسپین کا ہر ہر حصہ
اسلامی تاریخ کے بہت سے واقعات اپنی زبان حال سے بتا رہا ہر - علاوہ
برایں سب سے زیادہ لطف کی بات یہ ہر کہ کانڈی کا جبلی تعصب مورخ یورپ

مین جسقدر چاہیے ڈھونڈھیے بہت کم نظر آئیگا —

یہ تاریخ تین جلدون مین ختم ہوئی ہر - اور ہر جلد تقریباً (۴۰۰) سو سے کچھ کم و زیادہ صفحون پر تمام ہوگئی ہر - اور پوری تاریخ صرف اسلامی حکومت کے حالات مین ہر —

صرف اس تاریخ کی وقعت ظاہر کرنے کے لئے دو لڑائیون کا حال ہم بطور نمونہ اس کتاب سے نقل کرکے لکھتے ہین :- ایک تو پہلی لڑائی جس نے اسپین کی قسمت کا فیصلہ مسلمانون کے حق مین کیا تھا - دوسری وہ پچھلی لڑائی جس نے عربون کو مایوسی کے ساتھ تخت و تاج اسپین سے جدا کرنا کیسا تکلیف مین اسپین سے رخصت کیا تھا - دونون لڑائیان اپنے موقع پر نہایت لطف کی اور نہایت ہی مؤثر ہین —

سنہ ۹۱ ہجری مین زمانہ خلافۃ ولید بن عبد الملک مین والی افریقہ موسی بن نصیر نے دار الخلافت دمشق سے منظوری حاصل کرا لینے کے بعد کچھ فوج اپنے غلام طارق بن زیاد کے سپرد کی اور حکم دیا کہ اوس آبنا سے اوتر جائے جو درمیان مین حائل ہر اور بلاد اسپین مین جہاد شروع کرے - طارق نے سمندر سے اوترتے ہی اوس پہاڑی پر قبضہ کیا جو آجتک اوسکی جانب منسوب اور جبل الطارق کے نام سے یاد کی جاتی ہر —

ان دنون گوتھک نسل کا شاہ وان راوق اسپین مین حکمران تھا جس کے افسر کو تہ تدبیر نے اس شکست کے بعد جو خط شاہ راوق کو لکھا تھا وہ ایک

* اس تاریخ کا ترجمہ اردو زبان مین لگا از پریس مین شایع ہوگا چار جلدون مین قیمت فی جلد ۱۲

مرثیہ تھا جو سلطنت اسپین کے اسباب زوال دیکھکر لکھا تھا ۔ یہ خط دیکھتے ہی شاہ راوق کے ہوش اوڑ گئے اوس نے لڑائی کا سامان شروع کیا ۔

لوگون مین قومی جوش پیدا کر کے اتنی فوج جمع کر لی کہ شاہی خزانہ کے اسلحہ اوس کے لئے کافی نہ ہوئے تھوڑے ہی عرصہ مین کچھہ زیادہ نوے ہزار فوج خاص گوتھک جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئی ۔ اسلحہ کی کمی سے یہ انتظام کیا گیا کہ اگلی اور پچھلی صف والے زرہ بکتر اور چار آئینہ وغیرہ سے آراستہ تھے اور اونکے ہاتھون مین حسب رواج تلک تیر کمان اور منجنیق بھی تھے ۔ ڈھال اور تلوار اور تبر سب کے پاس تھے اور جنکے پاس تلوارین نہ تھین اونکے ہاتھون مین چھوٹے چھوٹے ہتھوڑے اور تیر اور لاٹھیان تھین یہ فوج بڑے تزک واحتشام سے مسلمانون کے مقابلہ کو روانہ ہوئی

تمام اعیان سلطنت اور رؤسائے ملک شاہی جھنڈے کے نیچے تھے اور بادشاہ کے غیرت دلانے سے ایسا جوش سب کے دلون مین پیدا ہو گیا تھا کہ گویا انمین سے ہر شخص عربون کے خون کا پیاسا تھا ۔ جاتے جاتے یہ فوج سد دنیا کے میدان مین پھونچی ۔ طارق کو جب بیشمار فوج کا حال معلوم ہوا تو بھی اوسکے استقلال مین کوئی ذرا بھی فرق نہ آیا ۔ طارق کی ہمت فقط اس خیال سے مضبوط رہی کہ عرب شمار مین جتنے کم ہین بہ اعتبار بہادری و استقلال بدرجہا اس سے زیادہ بڑھے ہوئے ہین ۔ مگر طارق نے اب یہ انتظام کیا کہ مسلمانون کے گروہ جو ادھر ادھر کے اضلاع پر تاخت و تاراج کر رہے

تھے اور ہر طرف قبضہ کرتے چلے جاتے تھے اون سب کو ایک جھنڈے کے نیچے جمع کر لیا۔

ان تمام کوششوں سے عربی نشان کے نیچے بیس ہزار سے کچھ زیادہ فوج جمع ہو گئی۔ کیونکہ اس لڑائی مین ایک ایک مسلمان کے مقابل چار چار اہل اسپین تھے۔ ان بیس ہزار عربون کو لیکر طارق شاہ راورق کے مقابلہ کے لئے آگے بڑھا۔

میدان غادلیب مین دونون فوجون نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ اہل اسپین بڑی حسرت سے دیکھ رہے تھے کہ افسوس یہی لوگ ہمین اپنا غلام بنانے اور ہماری زمینون پر قبضہ کرنے کے لئے آئے ہین۔ مسلمان اپنی کمی اور اس دشمن کے دریائے مواج کو دیکھ دیکھ تقدیر کا دامن پکڑ لیتے تھے کہ دیکھئے یہ کس کے حق مین فیصلہ کرتی ہے مگر پھر اپنی بہادری اور اپنے استقلال کا خیال کر کے تازہ دم ہو جاتے تھے۔

جس روز دونون فوجون کا سامنا ہوا ہے اتوار کا دن تھا اور ماہ مبارک رمضان المبارک کے ختم ہونے کو صرف دو روز باقی رہگئے تھے۔ دونون فریق کے ہجوم سے زمین کانپنے لگی۔ قرنا اور طبل اور صدہا قسم کے جنگی باجون کی آوازین ہوا مین گونج رہی تھین۔ اور گویا جان فروش فوجین اپنی ناموری کی بات پر آپ ہی مبارکباد کے شادیانے بجا رہی تھین۔ رات تو ایک بیقراری کے انتظار مین گذری آخر صبح ہوئی دونون فوجین

شاید رات کے اندھیرے مین آراستہ ہوگئی تھیں۔ کہ تڑکے ہی دونون طرف سے
حملہ ہوا۔ اور عرب و اہل اسپین دونون اشعار رجز پڑھتے ہوئے ایک دوسرے پر
جا پڑے۔ ایک ہی وضع اور ایک ہی رنگ سے شام تک چلا کی۔ نہ کوئی دل ہارا تھا
اور نہ کوئی تھکنے کا نام لیتا تھا۔ کچھ آسمان ہی کو دونون کی جانبازی پر ترس
آگیا کہ اوسکے پہلو بدلتے ہی رات نے دونون فوجون کو جدا کر دیا۔ مگر اللہ رے
ذوق و شوق کہ دونون طرف کے سپاہیون نے ساری رات میدان جنگ
ہی مین گزار دی کہ اب فیصلہ ہی کر کے فرودگاہ کو جائینگے۔ بڑے انتظار
کے بعد جنگ آزماون نے صبح کی۔ اِدہر مسلمان نے سحری کھانے سے فراغت
پائی۔ اُدہر آسمان پر سفیدۂ صبح ظاہر ہوا۔ اور دونون فوجون کے سپاہی تیز رو
ہتیون کی طرح ایک دوسرے کی طرف دوڑے۔ آج بازارِ جنگ کل سے
زیادہ گرم تھا۔ مگر لڑتے لڑتے آج بھی شام ہوگئی مگر قسمت نے کچھ بھی فیصلہ
نہ کیا۔ چاہتے تو نہ تھے مگر رات نے مجبورا دونون کو جدا کیا۔ تیسری صبح کو
طارق سپہ سالارِ فوجِ عرب تڑکے اوٹھا۔ دیکھا تو تھکے ہوئے اہل عرب آج
اوس گرمی سے اپنی صفین نہیں درست کرتے ہین جیسا کہ پہلے دو روز تک
ہو گیا تھا۔ یہ دیکھ کے طارق کے دل مین خیال گزرا کہ شاید مسلمانون کی ہمتون مین
کچھ فرق آگیا ہے اور اونکے دل ٹوٹ گئے ہین۔ گھوڑے پر سوار ہو کر وہ اپنی صفون
کے آگے آیا۔ اِدہر اودہر صفون کے برابر گھوڑا دوڑاتا چلا گیا اور پھر عین وسط
مین ٹھیر کر اپنے سوارون کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا "اے اہل اسلام! اگر

فاتحان ارضِ مغرب! اگر بھاگ کے جانا چاہو تو کہان جاؤ گے؟ یون بے سوچے سمجھے بھاگنے کا کیا انجام ہو گا؟ تمہارے سامنے یہ دشمن ہین! تمہارے پیچھے دیکھو سمندر ہے! اس غیر سرزمین پر تمہارا کوئی مددگار کوئی پناہ دینے والا نہین ہے! ہان اگر تمہین مدد مل سکتی ہے تو دو چیزون سے یا تو خود تمہاری جرأت و بہادری تمہاری مدد کر سکتی ہے اور یا وہ سب کا مددگار خدا ہو سکتا ہے۔ بڑھو! اے بہادرو بڑھو! اے مسلمانو بڑھو! دیکھو جو کام تمہارا سردار کرے گا تم بھی کرو" یہ کہہ کے طارق نے گھوڑے کو ایڑ بتائی اور ایک جان ستان تیر کی طرح اہل اسپین کی صفون پر جا پڑا جو آگے آیا اوسے مار کر گرا دیا۔ جو داہنے بائین راستہ مین پڑا اوسے کاٹ کر ڈال دیا یونہین مارتا اور کاٹتا خاص گوتھک جھنڈے کے نیچے پہونچ گیا۔ وہان شاہ رادرق تزک و احتشام سے کھڑا ہوا تھا اوس کی وضع اور لباس اور اوسکے گھوڑے کے ساز و سامان سے طارق نے پہچان لیا کہ شاہِ اسپین یہی ہے۔ اتنا جانتے ہی طارق نے بڑھ کے ایک نیزہ مارا۔ اور ایک ہی کاری ضرب مین شاہ رادرق کو گھوڑے سے مار کر گرا دیا۔ مسلمان سپہ سالار نے اسی پر اکتفا نہین کیا بلکہ نہایت پھرتی سے رادرق کا سر کاٹ کے اپنے نیزے پر رکھ لیا اور زور سے تکبیر کہہ کے حملہ کر دیا۔ اس وقت اہل اسپین مخبوط الحواس ہو رہے تھے اون کو بن نہین آتا تھا کہ کیا کرین۔ ادھر مسلمانون نے طارق کی یہ جرأت دیکھ کے زور سے حملہ کیا اور اسپین والون مین سے جو سامنے آیا نذرِ اجل کیا۔ اہل اسپین بڑی بے سروسامانی سے بھاگے۔ اور مسلمانون نے میدانِ جنگ سے بہت دور دور تک تعاقب کر کے

قتل کیا - آجتک کوئی اندازہ نہین کرسکا کہ اُس لڑائی مین کتنے آدمی قتل کئے گئے - صرف خدا ہی کو معلوم ہے کہ اونکا شمار کسقدر ہے - صدہا سال تک اوس میدان مین مُردون کی ہڈیان پڑی رہین - اور عرصہ تک گدھون کا ہجوم رہا کیا -

میدان عادلیت کی فتح ۱۹ شوال ۹۲ھ کو ہوئی جس کے بعد مسلمانون کا قدم سرزمین اسپین مین جم گیا - اور بڑہتے بڑہتے وہ ملک فرانس کی بھی آدہی سرزمین طے کر گئے - اور آٹھ سو برس تک وہان کا جھنڈا بڑی شان و شوکت سے قایم رہا - پہلی لڑائی تو تمام ہوئی اب ہم اوس پچھلی لڑائی کا ذکر کرتے ہین - جب قسمت نے اِس سرزمین کی حکومت کا مسلمانون کے خلاف فیصلہ کیا ہے -

مسلمانون نے جسوقت اسپین کو لیا تھا - اوسوقت تمام دار الخلافہ قرطبہ قرار پایا تھا - مگر جسوقت یہ ملک اونکے قبضہ سے نکلا ہے اوسوقت باہمی مخالفتون اور عداوتون کی وجہ سے وہ حکومتین الگ قایم تھین - اور اونکے قبضہ مین بھی بہت تھوڑی ہی زمین تھی - کیونکہ دوسرے کی لڑائی اور عداوت مین عرب کی قوت اس وجہ توڑتی گئی کہ شاہ کیسٹل ایک حکمران عسائی کی قوت ترقی کرتی گئی - اور روز بروز اکثر بلاد عربون کی حکومت سے نکل نکل کر سپینون کے قبضہ مین ہوتے گئے - آخر شاہ کیسٹل نے دونون کو لڑا کے ایک ہی قوت باقی رکھی جسکا دار السلطنۃ غرناطہ تھا - غرناطہ کے تخت پر پچھلا حکمران محمد ابو عبداللہ الزغیر تھا ابو عبداللہ ایسا پست ہمت اور دل ہار دینے والا شخص تھا کہ تقدیر کو اس کا کم بخ

لئے اوس سے زیادہ مناسب کوئی حکمران نہین مل سکتا تھا کہ اسلامی دولت کو زوال پہونچایا جاسے اور تمام واقعات جو قوت کے گھٹانے کے لئے شاہ کیسٹل ہر ظہور مین آئے اون کے بیان کرنے کی ہمین اسوقت کچھ ضرورت نہین ہے۔

غرض ۸۹۷ہجری کے ابتدائی مہینون مین اہل غرناطہ اور تمام رعایا شاہ عبداللہ الزقیر پر لڑائی کی ہیبت طاری ہوگئی۔ وان فرتندو شاہ کیسٹل چالیس ہزار پیادے اور دس ہزار سوارون سے اضلاع غرناطہ مین داخل ہوا۔ اور بڑھتے بڑھتے آکے خاص دارالخلافت غرناطہ کا محاصرہ کرلیا۔

محمد ابوعبداللہ الزقیر نے گھبرا کے اپنے شہر کے تمام عمائد اور بہادرون قاضیون اور فقہا کو جمع کرکے اس بارۂ خاص مین اونسے مشورہ کیا۔ مشہور و معروف قصر حمرا مین یہ لوگ جمع ہوئے تھے۔ وزیر ابوالقاسم عبدالملک نے اُٹھ کے پہلے اس بات کی کہ ہمارے پاس غلہ وغیرہ کسقدر ہی تاکہ معلوم ہو کہ محصور رہکے ہم کب تک لڑسکتے ہین۔ اس نے بتایا کہ جو کچھ غلہ اور سامان امرا اور تاجرون کے پاس ہر اوسکے علاوہ خاص شاہی کھرتٹ مین اسقدر ہی۔ پھر ایک جسٹر پیش کیا جس سے معلوم ہوا کہ فوج شاہی کے علاوہ ہمارے شہر مین اتنے لوگ ہین جو اسلحہ سے کام لے سکتے ہین۔ یہ رپورٹ پیش کرکے وزیر ابوالقاسم کہنے لگا "مین جانتا ہون کہ ان لوگون کا شمار زیادہ ہر مگر یہ لوگ ہمارے کس کام آسکتے ہین؟ ان کی سلحہ بندی سے سلطنت کو کچھ فائدہ نہین پہونچ سکتا ہی۔ ان لوگون کا یہ حال ہر کہ صلح و امن کے زمانہ مین تو رشتے ہوئے نظر آتے ہین اور ادنیٰ سے بہت بھرتے ہین

مگر لڑائی کے وقت اِدھر اُدھر دیکھنے لگتے ہین جب اِن لوگونکا یہ حال ہے تو سوائے اسکے کہ ہمارا کھانا اور ہمارا سامانِ رسد غارت کرین اور کس کام آئین گے۔ یہ خوراک ہمارے تجربہ کار سپاہیونکو دیجائے تو اونکے دل قوی ہونگے اور وہ اطمینان سے مقابلہ کرسکین گے" یہ تقریر سُنتے ہی بہادر سردارِ فوج موسیٰ بن ابیل الغسانی طیش مین آکے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ "نہین نہین ہمکو اِن لوگون کی جانب سے کسی قسم کی بے اعتمادی نہین ہے۔ اگر ہم اِنھین عقلمندی اور ہوشیاری سے لڑائینگے تو یہ لوگ بڑے کام آئینگے۔ ہمارے وہ بہادر سوار جنھین فوج اندلس (اسپین) کے باغ کا پھول کہنا چاہیئے۔ ہمارے وہ پیادے جو سوارون سے بھی اچھا کام دیتے ہین۔ ہماری وہ جنگ آزمودہ فوجین جو لڑائی کی مصیبتین برداشت کرنے کی عادی ہو رہی ہین۔ کچھ اُنھین پر ہماری قوت کا دار و مدار نہین ہے بلکہ اون سب کے علاوہ ہم اپنی وفادار رعایا مین سے چُن کر بیس ہزار ایسے نوجوان میدانِ جنگ مین کھڑے کر دیسکتے ہین۔ جنکے دلون مین لڑائی کی آگ بھڑک رہی ہے۔ وہ لوگ اس لڑائی مین تجربہ اُٹھا کے بڑے بڑے عمدہ سپاہیون سے اچھا کام دے سکین گے۔ تم دیکھ لینا کہ آزمودہ کار اور بہادر سپاہیون کی طرح اِنھون نے نہایت بہادری سے اپنے سینے دشمن کے سامنے کر دیئے۔"

یہ سُنکر محمد ابو عبداللہ الزغل شاہِ غرناطہ تمام اعیان دولت کی طرف خطاب کر کے کہنے لگا "اے عمایدِ غرناطہ! تمہین سب سلطنت کے ممبر ہو۔

خدا نے چاہا تو ہم تمہاری ہی مدد سے اُن تمام باتون کا انتقام لین گے جو ہمارے اسلام کو برداشت کرنا پڑی ہین - ہمارے قرابتدارون اور دوستون کی جانکا بدلہ ہماری عورتون کی بے حرمتی کا معاوضہ اب تمہارے ہی ہاتھ ہے - مین اس معاملہ مین کچھہ نہین کر سکتا - صرف تمہاری ہی بہادری پر منحصر ہی - اب شہر کی حفاظت اور ہماری آزادی کا بچانا تمہارا ہی کام ہی"

تمام شیوخ غرناطہ اس شاہی اسپیچ (تقریر) کو سُن کے روانہ ہوے کہ لڑائیکا سامان کرین - رسد اور ہر قسم کی ضرورتون کا اہتمام وزیر ابو القاسم نے اپنے ذمے لیا - اور حکم دیدیا کہ جتنے لوگون کا نام رجسٹر مین لکھا ہی سب اسلحہ جنگ سے آراستہ ہو کر حاضر ہون - سردار موسی بن ابیل الغسانی سپہ سالار فوج قرار دیا گیا - شہر کی حفاظت اور نگہداشت اُسنے اپنے ذمے لی - موسی غسانی کے ماتحت نعیم بن رضوان - اور اوسکے ماتحت محمد بن زیاد اور عبد الکریم الصغرا افسران فوج مقرر کئے گئے - شہر پناہ کی حفاظت انہین لوگون کے سپرد تھی مختلف اطراف مین حسب ضرورت یہ سب لوگ مامور کردیئے گئے تھے - القصبہ اور سرخ برجون کی گڑھیان اونھین قاضیون کے قبضہ مین رکھی گئین جو پیشتر سے اونپر حکمران تھے -

اِس مین کوئی شک نہین کہ اسوقت اسپین بھر مین صرف ایک شخص تھا جسکی ہمت - شجاعت - غیرت - تمام باتونپر صرف اوسی زمانہ مین نہین بلکہ اسپین کو اپنی پوری آٹھہ سو برس کی اسلامی سلطنت مین ناز ہو سکتا ہی - وہ یہی موسی

غسانی تھا۔ اوسنے بڑی بہادری سے شہر غرناطہ کی نگہداشت کی۔ اوسنے شہر کے پھاٹک پہلے مہینے مین بند رکھے۔ اور لڑائی یون جاری رہی کہ شاہِ کیسٹیل کے جو گروہ لڑنے کو آتے تھے۔ اونکے مقابلہ کے لئے روزانہ تین ہزار شہر سے باہر نکلتے تھے۔ اِن سوارونکے پھونچنے مین دوسری غرض موسیٰ کی یہ تھی کہ قرب و جوار کے کوہستانی اضلاع سے جو رسد شہر غرناطہ مین آیا کرتی تھی۔ وہ حفاظت سے نکال لائی جاے۔ موسیٰ نے ایکبار اس مہم پر سردار محمد ظہیر الدین عطار کو روانہ کیا۔ محمد ظہیر الدین پندرہ سو سوارون کو لے کے پہاڑون کی جانب روانہ ہوا۔

شاہِ کیسٹیل کی طرف سے متواتر فوجین آتی تھین۔ اور محمد ظہیر الدین بڑی جرأت اور شجاعت سے پسپا کر دیتا تھا۔ اسمین کوئی شک نہین کہ ان لڑائیون مین بہت سے بہادر مسلمان نذرِ اجل ہوگئے۔ مگر شاہِ کیسٹیل کے سپاہیون کا نقصان اِس سے بدرجہا بڑھا ہوا تھا۔ قصبۂ پٹال کے قریب محمد ظہیر الدین نے ایک سخت مقابلہ کیا۔ مگر باوجود اِن سب باتون کے اصل مین شاہ کیسٹیل کے لوگون نے غرناطہ والون کو بہت نقصان پھونچایا تھا۔ کیونکہ تمام کوہستانی مقامات جہانسے غرناطہ مین رسد آیا کرتی تھی عیسائیون نے تاخت و تاراج کرکے تباہ کر دیئے اور اسیوجہ سے بارہا اِن مقامات مین دونون طرف کی فوجون کا مقابلہ ہوگیا مگر نتیجہ اِن لڑائیون کا یہی ہوا کہ اُن تمام مقامات مین خون کا سیلاب آگیا اور زمین کشتون یا دم توڑنیوالے زخمیون کی لاشون سے پٹ گئی۔

بہادر سپہ سالارِ غرناطہ موسیٰ غسانی خود ایسا جانباز تھا اور اسکے ہمراہی سوار ایسے بہادر تھے کہ اوس شاہِ کیٹل کے ہمراہیون کو سستانے یا دم لینے کی مہلت بہت کم دیتے۔ اِن سوارون کی معرکہ آرائیون اور سخت حملون سے عیسائیون کے دل مین رُعب بیٹھ گیا۔ خود موسیٰ ایسا شجاع تھا کہ بار ہا اُسنے اپنے گھوڑے کو ایڑ بتائی اور مارتا قتل کرتا ہوا دہشت زدہ ہمراہیانِ شاہ کیٹل کے لشکر گاہ تک گھسا چلا گیا۔ اور بہتون کو اپنے نیزے سے مار کر گرا دیا۔ حتیٰ کہ بعض عیسائی خاص اپنے خیمے کے سایہ مین اوسکے ہاتھ سے مارے گئے۔ مسلمانون کے اور سردارون نے بھی ایسی ہی بہادریا دکھائین۔ غرض اِن لڑائیون سے غرناطہ کے سوارون نے ثابت کردیا کہ اپنے قدیم فاتح بزرگون سے شجاعت مین وہ کسیدرجہ بھی کم نہین ہین۔

مسلمانون نے اپنے حملون سے اِسقدر عاجز کر دیا کہ مجبوراً اہل کیٹل نے اپنی حفاظت کے لئے اپنے لشکر گاہ کے گرد ایک دیوار سی کھینچ لی۔ اور چونکہ دیوار کی مضبوطی پر اعتبار نہ تھا۔ اِسلئے اوسکے نیچے چارونطرف کھائی بھی کھدوالی۔ جس سے یہ کہنا چاہیئے کہ محاصرہ کرنیکے عوض شاہِ کیٹل کی فوج خود محاصرہ مین آگئی۔ مگر عیسائی بھی بڑی جرأت سے مقابلہ کررہے تھے۔ لڑجھگڑ کے پھر اونھون نے غرناطہ کا محاصرہ قایم کر ہی لیا۔

موسیٰ بن ابیل نے اہل کیٹل کی یہ کارروائی دیکھہ کے بادشاہ ابوعبداللہ الزغیر سے یہ التجا کی کہ محاصرہ کرنیوالون کو اجازت دے۔ بادشاہ نے جب منظور

کرلیا تو ایک روز معہود کو ٹر کی نماز کے وقت اپنے تمام سوارون اور پیادون کی ایک بڑی جماعت لے کے وہ شہر سے نکلا - یہ فوج اس تزک و احتشام سے روانہ ہوئی کہ کوس کی آواز گونج رہی تھی اور طبل جنگ بجتا جاتا تھا - اسی سامان سے یہ لوگ شاہ کیٹل کے لشکر پر جا پہونچے - مگر بخلاف سابق عیسائیون نے اس موقع پر سستی نہین کی - بلکہ فوراً لڑنے پر آمادہ ہو گئے - بہت سخت لڑائی ہوئی - غرناطہ کے سوارون نے تو ہمیشہ شجاعت دکھائی - مگر پیادے نہ لڑ سکے - اہل کیٹل کے پہلے ہی حملہ کی تاب نہ لا سکے اور بڑی بدحواسی اور بے ترتیبی سے بھاگے آخر سب مسلمانون کو بھاگ کے شہر مین پناہ لینا پڑی - عیسائیون نے خاص غرناطہ کی دیوارون کے قریب اوسکا تعاقب کیا -

سپہ سالار موسی جب ناکام واپس آیا ہے تو اوسکی یہ کیفیت تھی کہ غصہ کے مارے جان سے بیزار تھا - بڑی ناامیدی سے ایک زخم خوردہ شیر کی طرح غرناطہ مین آیا کہ پھر کبھی اب حملہ نہ کرونگا - اودھر عیسائیون کو موقع مل گیا کہ بڑھ کے اون مقامات پر قبضہ کرلیا جہان غرناطہ والون کے طلیعہ کی فوج رہا کرتی تھی اوسی جگہ پر اپنی مورچہ بندیان کرلین - موسیٰ بن ابیل نے حکم دیدیا تھا کہ پھاٹک مضبوطی سے بند کرلئے جاوین - پیدل فوج پر تو بالکل اعتماد نہین رہا پھر کس فوج کو لے کے مقابلہ کو نکلے -

اب اہل کیٹل روز بروز اپنی تدبیرون مین کامیاب ہونے لگے -

شہر کے ناتجربہ کار نوجوانون کی نسبت وزیر ابوالقاسم نے جو رلسے دی تھی وہی سچ ہوئی آخر اونہین نے دغا دی اور اب منتشر ہونے لگے - وزیر نے یہ تمام حالات شاہ ابوعبداللہ سے بیان کئے - اوس نے پریشان ہو کے پھر تمام اراکین دولت شیوخ اور عمائد شہر کو قصر حمرا مین جمع کر کے مشورہ کیا اور کہا "اب عیسائی لوگ جب تک شہر پر قبضہ نہ کر لین گے محاصرہ سے باز نہ آئین گے - ایسے نازک وقت مین کیا تدبیر کیجاسے ہے"

خود شاہ ابوعبداللہ کا حوصلہ اسقدر پست ہو گیا تھا کہ اسکے سوا اوس کی زبان سے اور کوئی جملہ نہ نکل سکا - تمام شیوخ کی بھی راے قرار پائی کہ اب شاہ کیٹل سے صلح کر لی جاوے - اِس موقع پر بہادر سپہ سالار موسیٰ بن ابیل سے نہ رہا گیا - جوش مین آکے اوٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا "مجھے ابھی امید باقی ہے ہمکو یون ہمت نہ ہارنا چاہیئے بلکہ مناسب یہی ہے کہ ہم آخر تک مقابلہ کرین" مگر اس عام مجمع مین یہ ایک راے جس کی تائید مین کسی کی زبان سے کوئی لفظ نہ نکلا کیا سرسبز ہو سکتی تھی - یہی قرار پایا کہ خود وزیر اعظم شاہ کیٹل کے پاس جا کے مدارج صلح طے کر لے -

وزیر ابوالقاسم غرناطہ کا ایک سن رسیدہ اور نیک نام شخص تھا - ایلچیون کی وضع بنا کے غرناطہ سے نکلا اور شاہ کیٹل کے دربار مین حاضر ہوا وہان اوس کی نہایت تعظیم و تکریم ہوئی - معمولی مزاج پرسی کے بعد صلح کی گفتگو شروع ہوئی - مختلف تجویزون اور دیر تک کے مباحثہ کے بعد شاہ کیٹل

اس پر راضی ہوا کہ "دو مہینے تک نہ دریائی راستہ سے اور نہ خشکی کی راہ سے کوئی کمک شاہ غرناطہ تک نہ پہونچ سکے۔ بعد دو مہینے کے مدینہ غرناطہ کی وہ گڑھیاں مع شہر کے برجون اور قلعون کے شاہ کیٹل کے سپرد کردی جائین۔ اس کے علاوہ شاہ ابو عبداللہ عہد کرے کہ ہمیشہ شاہ کیسٹل کی اطاعت اور فرمانبرداری کرے گا۔ نیز اوس کی رعایا اور نہ داوسے شاہ کیٹل کو اپنا حاکم تسلیم کرنا ہوگا۔ تمام عیسائی قیدی بلا کسی معاوضہ کے چھوڑ دیئے جائین۔ اور اوس وقت شہر غرناطہ کے اعلے اور معزز خاندانون کے تین سو نوجوان شاہ کیٹل کے سپرد کر دیئے جائین تاکہ مذکورہ تمام امور کی تعمیل کے لئے وہ بطور ضمانت کے رہین۔ جس تاریخ عہدنامہ ہوا اوسکے بعد بارہ دن کے اندر تمام امور کی تعمیل ہو جائیگی۔" غرناطہ کے مسلمان باشندے بلا کسی مزاحمت کے اپنے گھرون میں رہین گے اور اپنی جائداد و نیز امن و امان سے قبضہ رکھین گے۔ بالکل اوسیطرح جس طرح پہلے رہتے تھے۔ اونسے اسلحہ اور گھوڑے کوئی نہ چھینے گا۔ اونکے مال و اسباب مین سے کوئی چیز نہ لی جائے گی۔ اپنے مذہب پر نہایت آزادی سے قایم رہین گے۔ خواہ علانیہ خواہ پوشیدہ کسیطرح اون کی مزاحمت کی کوشش نہ کی جائے گی۔ اپنے مساجد پر بے روک ٹوک وہ قابض رہین گے۔ اپنے دینی رسوم اپنے مذہبی اور قومی زبان عربی کے بارہ مین شاہ کیٹل کی جانب سے وہ کوئی مخالفت نہ پائین گے۔ اونہین کی شریعت کے مطابق اونپر حکومت کی جاسے گی۔ اونہین کے ہم مذہب قاضی

اونپر حکمران رہین گے - قاضیون کو شاہ کیٹل مقرر کریگا اور وہ مسلمانوپر حکومت کرینگے اور سلطنت کے مشیر رہین گے - مالگزاری پر کوئی اضافہ نہ ہوگا - جسقدر سنت اور شرع محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے ثابت لیعنی جسقدر اور جس طرح ہمیشہ اپنے قومی بادشاہون کو مالگزاری ادا کرتے رہے ہین - اب بھی ادا کرین گے - ہمیشہ تین برس کے بعد ایک مہینہ کی مالگزاری اونپر واجب الادا نہ ہوگی "

یہ عہدنامہ تھا جو بذریعہ وزیر ابوالقاسم کے شاہ غرناطہ محمد ابوعبداللہ الزقیر اور شاہ کٹیل کے فی مابین قرار پایا - یہ عہدنامہ بائیسوین محرم سنہ ۸۹۷ ہجری کو لکھا گیا -

وزیر ابوالقاسم جب اس عہدنامہ کو لکھا کے شہر غرناطہ مین واپس آیا اور شاہ ابوعبداللہ کے دربار واقعہ قصر الحمراء مین مجمع عام کے سامنے سنایا تو جتنے لوگ بیٹھے ہوے تھے سب کے آنکھون سے بے اختیار آنسو جاری ہوگئے کہ ایک آٹھ سو برس کی باجاہ وجلال سلطنت کے لئے یہ ایک ایسی ذلت کا سامنا تھا - کہ - بادشاہ - تمام شیوخ - اور کل قاضیون اور عمائد کے سر جھک گئے - اور کسیکو اتنی تاب نرہی کہ کوئی لفظ زبان سے نکلسکے - وہ قصر الحمراء جو خدا جانے کیسے کیسے رعب وداب کے منونے ظاہر کرچکا تھا - اوسپر ہر طرف ایک حسرت کا سکوت طاری ہوگیا - کچھ دیر کے بعد غرناطہ کا باغیرت بہادر موسیٰ بن ابیل الغسانی اوٹھہ کھڑا ہوا اور تمام شیوخ غرناطہ کی طرف خطاب

کرکے کہنے لگا :-

" ہاے ! اے اہل غرناطہ ! بچون اور نازنین عورتون کے سامنے یہ بیفایدہ کا رونا موقوف کرو - آؤ ہم سب جوانمرد بنجائین - اپنے دلون کو تسلی دین تو نہین جسطرح کہ عورتین آنسو بہاکے دل کی بھڑاس نکال ڈالا کرتی ہین بلکہ اِس طرح کہ اپنا خون بہاتے رہین - اِس وقت تک جب تک کہ ہمارے بدن سے خون کا پچھلا قطرہ ٹپکے - ہمارے دلون مین جو نا اُمیدی پیدا ہوگئی ہے - ہمارا خون جو ٹھنڈا پڑگیا ہے تو اوسپر افسوس کرنے کے جوش مین ہم بڑہین اور دشمنون کے نیزون پر اپنے بہادرون کے سینون کی قربانیان چڑہا دین - آؤ ہم سب سنگتے مرجائین جیسا کہ ہمین شایان ہے - مین تمہارے ساتھ چلنے کو موجود ہون - اے بھائیو - ایسے پرجوش سپاہی جو بے ہمتی اور واپس آنے کا نام تک نہین جانتا - میدان جنگ کی معزز اور ناموری کی موت سے ہم کیون منھ پھیرین - ہمارے لئے مناسب ہے کہ اوس دوسرے عالم مین اون لوگون مین شمار کیے جائین جو اپنے ملک کی حفاظت مین جان دینے پر آمادہ ہوگئے - نہ اون لوگون مین جو سستی اور افسردگی سے کھڑے دیکھا کئے اور اونکے وطن پر غیر ملک کے لوگون کا قبضہ ہوگیا - اور آخر نہایت حسرت کے ساتھ اونھین اپنے ملک کی تباہی اپنی آنکھون سے دیکھنا پڑی -

" اگر حقیقت مین ایسا ہے کہ ہمارے دل نا اُمید ہوگئے ہین - اور ہمارے دل مین وہ جوشش بالکل نہین رہا ہے جو ہمین اپنے گھرون کے بچانے کی آخری کوشش

کے لئے قدم بڑہانے پر مجبور کر دے۔ تو اب یہ کرنا چاہیئے۔ کہ ہر شخص کو اوسکے حال پر چہوڑ دین جو مردانگی اور جرأت دکھانا چاہتا ہو اوسے داد شجاعت دینے دو اور جو ...ایی اور ذلیل غلامی کے آگے غزت گیر حوے کے آگے اپنی گردن جھکا دینا گوارا کرتا ہو اوسے اوسی غلامی ہی کی زندگی اختیار کرنے دو۔ مین دیکھتا ہون کہ ایک سرے سے سب کا جوش پہیکا پڑ گیا ہو۔ سب کے دل افسردہ ہو گئے ہین۔ اور سلطنت کے بچانے کی اب کوئی تدبیر نہین باقی مگر ہان ابھی ایک مقام ہو۔ جہان شریف اور بہادر آدمی کو پناہ مل سکتی ہو وہ موت کے دامن مین پناہ لے سکتا ہو۔ مین بہ نسبت اون آنے والی غمناک حالتون کے اپنی آنکھہ سے دیکھنے کے لئے زندہ رہنے کے ابھی اسی وقت اس آزادی ہی کی حالت مین مرجانا پسند کرتا ہون۔

"کیا تمہین یقین ہو کہ اہل کیٹیل نے جو اقرار کئے ہین وہ اونپر ہمیشہ قایم رہین گے؟ اونکا بادشاہ جو فتح حاصل کر چکا ہو کیا وہ اتنا ہی بڑا فیاض فتحمند ثابت ہوگا جیسا کہ پہلے ایک سے بدتر دشمن تھا۔ یقین مانو یہ ہرگز ممکن نہین ہو۔ دیکھو۔ اپنے آپ کو دھوکہ نہ دو۔ یہ عیسائی ہمارے خون کے پیاسے ہین۔ ہماری قربانیان جو سمجھے ہیں یہ کہ اپنے آرزوئین پوری کرین گے۔ یہ بدشگونیان۔ بداسلوبیان۔ جو ہمین نظر آرہی ہین انکا انجام صرف موت ہو۔ ہماری بری قسمت جن امور کی تکمیل کر رہی ہو۔ وہ نہایت ہی خوفناک ہین ہمارے گھرون کا لٹنا۔ ہماری مسجدون کی توہین۔ بی بیون۔ اور بیٹیون

کی بے حرمتی اور مصیبت ہر قسم کی خرابیان غیر منصفانہ احکام ۔ انتقام لینے کے برتاؤ ۔ ظالمانہ معاوضہ ۔ غرض یہ ظالم کفار کوئی بات اوٹھا نرکھین گے یہ تمام باتین اسقدر قریب ہین ۔ کہ ہم خود اون کو اپنی آنکھون سے دیکھین گے نہین وہی لوگ دیکھین گے جو اس وقت اوس عزت کی موت سے ڈرتے ہین جسکو مین تجویز کرتا ہون لیکن مین اپنی نسبت خدا کی قسم کھاکے کہتا ہون کہ ہرگز نہ دیکھون گا ۔"

اتنا کہہ کے اس بہادر سپہ سالار نے اتنی امید سے کہ شاید کوئی ساتھ دینے پر آمادہ ہو جائے ۔ چارون طرف دیکھا ۔ مگر افسوس عشرت پسندی نے اسقدر حوصلے پست کر دیئے تھے ۔ اور ایسا بودا بنا دیا تھا کہ سب نے سر جھکا لیا ۔ اور اوس مجمع مین ایک بھی نہ نکلا جو غیرت مند موسیٰ کی امیدون کو تھوڑا بہت قوی کر دیتا ۔ مگر موسیٰ نے اپنے دل کو ابھی مایوس نہ ہونے دیا ۔ پھر اوسی پر جوش لہجے مین گفتگو شروع کی ۔ کہنے لگا :۔

" اس مین ذرا بھی شک نہ کرو کہ موت ہر شخص کو آنے والی ہی خصوص ہر وہ شخص جو اس قصر مین بیٹھا ہی ۔ کیونکہ اوس سے تو موت بالکل قریب ہی ۔ اور جب یہی ہی ۔ تو ہماری زندگی کا جسقدر حصہ باقی رہ گیا ہی ۔ اوسکو اپنے دشمنون سے انتقام لینے اور اپنے ملک اور دین کی حمایت ہی مین کیون نہ صرف کرین ؟ میرے بھائیو ! آو ہم اپنی آزادی کی حفاظت مین اپنی جان دیدین ۔ ہماری مادری زمین سے جو خاک ہمارے جسمون کے بنانے کے لئے نکلی تھی پھر اوسی مین مل جائے ۔ اگر ہم

مین سے کسیکو گوشۂ قبر بھی نصیب نہو تو کچھ پروا نہین جنت اوسکو اپنے گود مین لے لیگی۔ شرفاے شیوخ غرناطہ اگر اس بہادری سے اپنے ملک کی حفاظت مین اپنی جانین دیدینگے تو اگر اونکی اس بہادری کو کوئی شخص نامناسب کہیگا تو وہ خدا کا گنہگار ہوگا۔"

موسی اتنا کہہ کے خاموش ہو گیا۔ مگر افسوس وہ تمام لوگ جو گرد بیٹھے ہوئے تھے وہ بھی خاموش ہی رہے۔ آخر موسی کا دل ٹوٹ گیا۔ اور تمام شیوخ علما۔ امرا۔ اور اراکین دولت جو بیٹھے ہوئے تھے اونکی پست ہمتی اور بیغرتی گوارا کر لینے کو دیکھ کے اوسنے اونکی طرف سے پیٹھ پھیر لی۔ اور بڑی ناامیدی بڑی شکستہ دلی۔ بڑی حسرت اور مایوسی کے ساتھ قصر حمرا سے نکل کے چلا گیا اور محل شاہی کو اوسی بے عزتی کے سکوت مین چھوڑ گیا۔ بہادر موسی بن ابی غسان کی نسبت مورخین کی زبانی اتنا حال معلوم ہوا ہر کہ یہان سے یعنی قصر حمرا سے سیدھا وہ اپنے گھر گیا۔ اسلحہ سے آراستہ ہوا۔ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور شہر غرناطہ کے باب البیرا سے نکلا چلا گیا۔ اس کے بعد نہین معلوم کہ کیا ہوا اور کہان گیا۔ خدا جانے زمین کھا گئی۔ یا آسمان کھا گیا۔ پھر اوسکی صورت نظر نہ آئی موسی کے جانے کے بعد دیر تک دربار مین سناٹا رہا۔ آخر وزیر نے کہا " اب خوف ہر کہ موسی نے جو جوش پیدا کر دیا ہر اس کی وجہ سے بلوہ نہ ہو جائے لہذا مناسب ہر کہ شاہ کیٹل کو اطلاع کی جاے کہ وہ فوراً شہر غرناطہ پر قبضہ کر لے تاکہ جو کچھ خرابی ہر اوسیکے زمانہ مین"۔ شاہ کیٹل نے فوراً منظور کر لیا۔

بدنصیب شاہ محمد ابوعبداللہ الزغیر نے حکم دیا کہ دوسرے روز صبح تڑکے اوسکے تمام اعزہ اور اقربا اور کل متعلقین پو پھٹتے ہی شہر چھوڑکے چلے جائین اور انفشاراس کا راستہ لین - اور ایک وزیر ابن کمیرہ اس خدمت پر مامور ہوا کہ شہر پر عیسائیون کا قبضہ کرادے -

صبح کی بدنصیب گھڑی آپہونچی - محمد ابوعبداللہ الزغیر سوار ہوا - اور فوراً طبل وکوس اور تمام جنگی باجون کی آواز کان مین آئی - جس سے معلوم ہوا کہ شاہ کیٹیل غرناطہ کی طرف بڑھا چلا آتا ہے - شاہ ابوعبداللہ اپنے پچاس ارکان کے ساتھ استقبال کو نکلا - جب دونون بادشاہون کا سامنا ہوا - شاہ ابوعبداللہ نے گھوڑے سے اوترنے کا قصد کیا - مگر شاہ کیٹیل نے اس ارادے سے باز رکھا - آخر ابوعبداللہ نے بڑھ کے شاہ کیٹیل کے داہنے ہاتھ پر بوسہ دیا اور نہایت غمگینی کے لہجے مین یہ الفاظ زبان سے نکالے :-

"ای قوی اور طاقتور بادشاہ - ہم اب تیری رعایا ہین - یہ شہر اور تمام ملک ہم تیرے سپرد کرتے ہین - کیونکہ خدا ہی کی یہ مرضی ہے - ہمین یقین ہے کہ تو رعایا کے ساتھ شریفانہ اور فیاضانہ برتاؤ رکھے گا -"

یہ کلمات سن کے شاہ کیٹیل پر ایسا اثر پڑا کہ جو بلاد حسب قرار شاہ ابوعبداللہ کے قبضہ مین رہتے اونپر کئی اور شہر اضافہ کردیے اور تسلی دلا کے کہا کہ "آپ جائیے اور اطمینان سے ان مقامات پر حکومت کیجیے" ابوعبداللہ نے شکریہ ادا کیا - غرناطہ کی قسمت شاہ کیٹیل کے ہاتھ مین دی اور اوسکی عمارتونکو

حسرت آلود نگاہوں سے دیکھتا ہوا انفشاراس کی جانب روانہ ہوا۔

ابوعبداللہ اسکے بعد نہایت غم واندوہ کی حالت مین رہا کرتا تھا اور اپنی یہ بدبختی اوس سے دیکھی نہین جاتی تھی۔ یہ غم اس حد تک ترقی کر گیا کہ وزیر یوسف ابن تمیرہ سے دیکھی نہ گئی۔ اوس نے راے دی کہ جس قدر مقامات آپکے پاس باقی ہین اون کی حکومت آپ شاہ کیٹل کے ہاتھ بیچ ڈالئے اور افریقہ مین چلکے آپ قسمت آزمائی کیجئے۔ اِسی راے پر عمل کیا گیا۔ اور باقی سب مقامات جو ابوعبداللہ کے قبضہ مین تھے اونکو شاہ کیٹل نے اسّی ہزار ڈکاٹ (ایک سونے کے سکّہ) پر خرید لیا۔ اور شاہ ابوعبداللہ نہایت نامرادی سے افریقہ مین اوتر گیا۔

یہ پچھلا کارنامہ تھا جس نے مسلمانون کو اسپین سے باہر کیا۔ اور جس کے چند ہی روز کے بعد "اللہ اکبر" کی آواز اوس ملک مین ایسی موقوف ہوئی کہ پھر نہین سنی گئی۔ اگرچہ شکستہ دیوارون پر یہ لفظ لکھا ہوا کہین کہین اب بھی نظر آجاے گا۔

نجم الاخبار اٹاوہ

ضمیمۂ رسالۂ حسن

ہم ذیل مین اجرتی اشتہار بجنسہ درج کرتے ہین مینیجر رسالہ حسن

تدبیر نوجوانی یعنی

پیر کو کرتا ہی یہ روغن جوان

یہ روغن قوت باہ کے لئے حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہی جس سے پیران ہفتاد سالہ تک یکسان نفع پاتے ہین
اسکے استعمال مین نہ کسی قسم کی پرہیز کی ضرورت ہی نہ آبلہ وغیرہ کا کچھ خطرہ رگ و پٹھہ کو حیرت بخش استحکام
بخشتا ہی اور ہر قسم کے امراض نامردیکو خواہ وہ کسی سبب سے ہون بجز خلقی اور مادرزاد نامردی کے اپنی معجز نما
تاثیر سے دفع کرتا ہی اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فایدہ کامل ہوتا ہی۔ ترکیب کا غذ ہمراہ
تیل کے رہتا ہی۔ قیمت فی شیشی صہ محصول ۴ ر۔ اور ہر ایک شیشی مین ایک تولہ روغن رہتا ہی

دوائے عجیب یعنی کشتۂ زمرد

زمرد کا کشتہ۔ جو با جزای مناسب تیار کیا گیا ہی چار حصہ چاول کے برابر خوراک ہوتی ہی قیمت فی خوراک عہ
پانچروز یا گیارہ روز کی خوراک مین بفضلہ فائدہ کلی ہوتا ہی **خواص آن** برای قوت باہ اور تمام
امراض متعلقہ اوسکی خواہ وہ کسیقسم کے ہون۔ اور سوزاک کہنہ ہو خواہ جدید دافع جریان۔ مقوی جملہ اعضاء
رئیسہ وادراح وضیق النفس و سرفہ کہنہ خواہ جدید خشک ہو یا تر۔ اور لاغری بدن کے دفع کرنے میں
مین تو حکم اکسیر کا رکھتا ہی یعنی کیسی ہی مریض کی حالت ردی ہو کر خراب ہو گئی ہو بفضلہ صحت ہوگی۔

اکسیر حیات۔ یعنی عرق نجاہ امراض ضعف بصر و دماغ و صفائی خون و انواع درد و اقسام
تپ۔ تجریا۔ چوتھیا۔ دق۔ استسقا طحال آتشک سوزاک۔ جریان۔ سفید داغ۔ ناسور۔ بواسیر خونی
و بادی۔ اور شراب خواری اور چانڈو نوشی سے جو خشکی لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتی ہین سب کو
بغیر پرہیز دفع کرتا ہی ایک بوتل ایکماہ کو کافی ہی قیمت فی بوتل صہ محصول ۱۴ ر۔

عجیب چیز۔ تحلیل و اسیر خونی و بادی تحلیل درد ستہ کے لئے عجیب چیز ہی پہلے ہی روز دو پا

ضمیمہ رسالۂ حسن

کے استعمال سے درد وجریان خون دفع ہوتا ہے اور تین ہفتہ مین بفضلہ درد مستہ بالکل دفع ہو جاتے ہین اور پھر کبھی عود نہین کرتے وزن عرق ۶ ماشہ قیمت صہ محصول ۴ر —

جہان نما — اس عرق کے لگانیسے آنکھونکی روشنی تیز ہوتی ہے - پھولی - درد - دھندھ سرخی چشم جملہ بیماریون کو دفع کرتا ہے - قیمت صہ محصول ۴ر وزن عرق ۶ ماشہ —

خضاب نایاب

بمیثلی رنگ ڈھنگ ہے نادر خضاب ہے + گویا کہ آمد آمد فصل شباب ہے

جیسی کہ عوام مین خضاب سے دقتین واقع ہوتی ہین ہر شخص پر ظاہر ہین یعنی چھٹے آٹھوین روز مہندی لگاکر باندھنا اور بعد دو تین گھنٹہ کے پھر وسمہ لگاکر باندھنا اسمین قریب ۶ گھنٹہ کے وقت ضایع ہوتا ہے اور بال سیاہ ہوجانیکے سوا اور کوئی فائدہ نہین اور نقصان بہت - ظاہر ہے کہ مہندی اور وسمہ کا پانی جب دماغ مین جذب ہوگا تو اوس سے سوا نقصانکے اور کوئی فائدہ نہین جیسا کہ ایام سرما مین مثل سردی وغیرہ کے جس قدر رکھیے بجا ہے - انہین دقتونکے سبب سے یہ خضاب نایاب تیار کیا گیا جس قدر تعریف کیجائے بجا ہے - ناظرین سے امید ہے کہ قیمت بھیجکر طلب کرین اسمین کچھ مبالغہ نہین - تھوڑی تعریف اسکے اجزا کی ظاہر کرتا ہون —

دافع بالخورہ خارشت سر ضعف دماغ - علاوہ برین خوشبو مین بےنظیر مثل کیوڑہ باعث فرحت و ذکاوت دماغ ہے بالون مین سختی نہین آنے دیتا بلکہ ملایم رکھتا ہے سیاہی مین بالون کو مقابل اصل بالونکے کرتا ہے دوسرے روز بطور روغن چنبیلی لگانا ہوتا ہے کسی چیز سے باندھنے کی ضرورت نہین دوسرے تیسرے روز لگانے تو بال مثل اصل بالونکے سیاہ ہونگے کوئی تمیز نہ کرسکیگا کہ یہ خضاب ہے - ایک بوتل مین ۳۰ روپے بھر یعنی ڈیڑھ پاؤ ہوتا ہے - قیمت فی بوتل عہ - علاوہ محصول نصف شیشی عہ چہارم شیشی ۸ر اس سے کم غیر ممکن ہے —

ضمیمہ رسالہ حسن

میرے شفاخانہ مین علاوہ اِس کے ہر قسم کا علاج ہوتا ہے۔

اطلاع ضروری واضح ہو کہ بہت سی سندی خطوط یعنی سٹرٹیفکیٹ جو صاحبان یورپ مین بہادران نے میری عمدہ علاج کی ثبوت مین عطا فرمائی ہین اور نیز ہندوستانی خطوط صحت قریب ہزار بارہ سو کی موجود ہین جو شاید اور کارخانون مین نہ ہونگے۔ چاہیے کہ طلب فرما کے ملاحظہ ہوون میری ادویہ سے ہزارون نے صحت پائی ہے اور بغیر سفارش بہت لوگون کے سارٹیفکیٹ موجود ہین آدھ آنہ ٹکٹ بھیجکر طلب کرین کیونکہ بعض حکیمون نے اپنی شہر کی رئیسون سے خوشامد کرکے سٹرٹیفکیٹ بنائے ہین پس میری سٹرٹیفکیٹ اور اون حکیمون کی سٹرٹیفکیٹون مین بڑا فرق ہے لازم ہے کہ پہلے سارٹیفکیٹ منگا کر ملاحظہ فرمائین تاکہ دہوکا نہو۔

ایک طویل فہرست ادویہ کی جو اخبار مین گنجایش طبع نہین رکھتی اور جس سے لطف زندگی تا دمِ مرگ انسان قایم رہتا ہے۔ قابل ملاحظہ ہے جو صاحب چاہین کارخانہ سے طلب کرین مفصل کیفیت ادویہ کی فہرست سے ظاہر ہوگی۔

المشتہر حکیم ابوالحسن شفاخانہ حکیم صفدر حسین صاحب شہر بنارس محلہ دالمنڈی

مجرب آزمودہ شرطیہ دوائین

امراض ذیل کی دوا یہ شفاخانہ زبدۃ الحکما ڈاکٹر **غلام نبی** اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور مین جو ۱۸۶۲ سے جاری ہے ملتی ہین مفصل فہرست و سارٹیفکیٹ ٹکٹ آدھ آنہ سے مل سکتی ہین۔

طلا جو استعمال بچپن کی نقص رگون کی رطوبات و بگاڑ دور کرتا ہے قیمت تولہ للعہ۔

شربت دافع نامردی۔ رقت منی۔ جریان۔ سرعت انزال۔ احتلام دائمی۔ تقویت ضعف اعضائی رئیسہ و معدہ۔ تاریکی چشم۔ درد سر وغیرہ جو کثرت مسکرات و اقسام فواحش سے کمزوری [illegible]

ضمیمۂ رسالۂ حسن

جگر و سستی لاحق ہو دور کرتا ہے فی بوتل للعہ۔

سوزاک و قرحہ نیا ہو یا پرانا علی العموم ۲۴ گھنٹہ میں اپنا اثر سٹرین یم وغیرہ کو دور کرتا ہے فی تولہ عہ

ہیر ائیل خوشبودار۔ بالوں کو سیاہ کرتا ہے۔ نزلہ زکام۔ ریزش دردِ سر ضعف دماغ و بصر کو مٹاتا ہے فی شیشی ۱؍

حبّ آتشک۔ بلا منہ آئے و قے و دست دور کرتا ہے پھر پھوٹتا نہیں دو ہفتہ للعہ

کحل الجواہر۔ سرمہ مقوی بصر حافظ بینائی دافع نزول دھند جالا خارش یا پانی جانا شب کوری ۳ ماشے ؍

عجیب الاسنون۔ دانت کا ہلنا کیڑا لگنا بدبو سیل خون جانا مسوڑوں کی خرابیاں ۴ تولہ عہ

حبّ بواسیر۔ بادی خونی مسوں کی ٹیسیں قبض کو مفید دو ہفتہ عہ۔

حبّ ذیابیطس۔ بار بار آنا پیشاب کا و پیاس و کمر درد و لاغری کو دافع ہے فی تولہ ۵

حبّ قائم مقام۔ افیون چانڈو بلا ضرر و بے حرج نشہ چھوٹ جاتا ہے فی تولہ عہ۔

عرق ماء اللحم انگوری۔ مفرح مولد خون۔ مقوی دماغ ضعف جگر و دل اور دماغ و معدہ و درد سر تاپ تلی وجع مفاصل لاغری ضیق النفس سرفہ کہنہ بیقاعدگی ایام حیض لقوہ فالج رعشہ فی بوتل عہ ۳ بوتل سے کم۔

روغن اعجاز۔ ناسور بھگندر تالو کا سوراخ خنازیر بد کیڑے زخموں کے کالی کھانسی نیز ایام حمل خسرہ چیچک کو دفع کرتا ہے ۲ تولہ عہ۔

رسالہ دافع آتشک و سوزاک رسالہ حفیہ رسالہ بواسیر مضرات مسکرات رسالہ حافظ صحت سالانہ

۱۰؍ عہ ۱۰؍ ۹؍ ۹؍ ۱۲؍ عہ

المشتہر

زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

اِشتہار

(۱) اِس رسالہ کی قیمت مع محصول ڈاک — سالانہ عـــــہ — ماہانہ عــــہ/

(۲) کم آمدنی والوں سے یعنی جنکی تنخواہ ڈیڑھ سو سے زیادہ نہ ہو — لعہ/ — ۱۲/

(۳) جو صاحب سب سے اعلیٰ مضمون یا ترجمہ عنایت فرمائینگے اونکو ایک اشرفی نذر دیجائیگی —

(۴) دفتر مین مضامین ہر مہینے کی ۲۰ تاریخ تک پہونچ جائین —

(۵) ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس —

شرح دستخط

حسن بن عبداللہ المخاطب بہ نواب عماد نواز جنگ بہادر

ذیل کی بکاؤ کتابین ہمارے دفتر مین موجود ہین

(۱) ترجمہ تاریخ افغانستان مصنفہ بی۔اے۔ واکر پرسٹرایٹ لا — قیمت عــــہ

(۲) چیچک کی پرورش کا طریقہ یعنی ڈاکٹر ہاردی کی کتاب کا ترجمہ جسکو حسن اللہ بورڈمین صاحب نے کیا ہے اور انعام پایا ہے — عہ/

(۳) زراعت دکن مصنفہ حسن بن عبداللہ المخاطب بہ نواب عماد نواز جنگ بہادر — ـــہ/

اُجرتِ طبع

ہمارے مطبع مین تجارتی اور معمولی حسب ذیل اجرت پر اشتہار طبع ہوتے ہین :-

اجرت فی سطر فی ماہ ایک سال کیلئے نیم آنہ — شش ماہ کیلئے ا/ — سہ ماہ کیلئے ۲/

مگر ایک روپیہ سے کم کا اشتہار درج نہوگا —

المشتہر

محمد عبدالصمد خان

مینیجر

حیدرآباد دکن

اطلاع ضروری

۱ ۱۸۸۸ء تو ختم ہوگیا اور ۱۸۸۹ء کے دو ہفتہ باقی ہین ۔ مگر اکثر حضرات نے زر چندہ رسالہ حسن سے منیجر کو مشکور نہین فرمایا ۔ امید کہ بہت جلد منیجر کو شکریہ کا موقع دینگے اور جن حضرات نے زر چندہ ارسال فرمایا اونکا نام گرامی مع شکریہ ذیل مین درج کیا جاتا ہی

۲ اس رسالہ کی قیمت خریداران ممالک محروسہ سرکار عالی زر مبادلہ اور خریداران ممالک انگریزی بذریعہ منی آرڈر ارسال فرماکے منیجر کو ممنون فرمائین —

۳ ناظرین اپنے تبادلہ مقامات سے دفتر کو اطلاع فرماتے رہین ۔ بسا اوقات عدم واقفیت مقام سے رسالہ نہین پہونچتا ہی یا واپس آتا ہی —

۴ اگرچہ رسالہ حسن چند اخبارات کے معاوضہ مین بھیجدیا جاتا ہی ۔ مگر یہ تو نہین ہوسکتا کہ تمام ہندوستان کے اخبارات کا معاوضہ اس رسالہ سے ہوسکے ۔ مگر اکثر صاحبان مطابع اخبارات ارسال فرماکے معاوضہ مین رسالہ حسن طلب کرتے ہین ۔ ہم اون حضرات کا معاوضہ بھی قبول کرینگے ۔ جو صاحب اپنے اخبار مین ماہواری یکبار رسالہ حسن کا اشتہار جو عند الطلب علحدہ مرسل ہوگا طبع فرمائین —

رسید زر

جناب ڈاکٹر سر سید احمد خان بہادر کے سی ایس آئی ۔ ال ال ۔ ڈی .. عہ
جناب ونر گلڈ مہلک انسپکشن مدراس ٥ عہ
جناب ہز ہائینس پرنس آف آرکاٹ ۔ صہ
جناب ابراہیم احمد ہی اسسٹنٹ انجنیر .. لعہ
جناب غلام حسین صاحب امرتسر .. سے
جناب سیف الحق صاحب ادیب .. صہ
جناب مولوی خواجہ محمود صاحب گنگا .. ٥ عہ

جناب راجہ کشن پرشاد بہادر پیشکار عـــہ	رام چندر راؤ تعلقدار ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عـــہ
جناب سید محمد عبد القادر صاحب وکیل عـــہ	جناب میر کاظم علی صاحب مددگار ــہ
جناب رام لال پورنمل ساہو ــہ	کپتان لیکن صاحب مددگار ۔ ۔ ۔ ــہ

اشتہار باغستان

ہمارے باغ واقع منیر آباد مین ایشیا اور یورپ کے مشہور مشہور اور دور دور دراز سے آسئے ہوسے مختلف قسم کے پودے موجود مین جنکی نظیر شاید تمام ہندوستان مین شاید بہت کم ہوگی ۔ یہانپر چند پودہون کے نام مع تعداد واقسام لکھے جاتے ہین جو صاحب شوق وخواہش کرین طلب فرمالین ۔ جو پودے تیار ہون تاریخ اطلاع سے دو ماہ کے اندر بہیجدئے جائین گے ۔ کرایہ باربرداری ذمہ خریدار ہوگا ۔

(۱) قلمی پیوندی آم	۴۴ اقسام	فی ۱۲ر	(۲) سیب	۳۳ اقسام	فی ۱۲ر
(۳) شفتالو	۱۷ اقسام	۱۰ر	(۴) آلو بخارا	۹ ۔	۸ر
(۵) انار	۵ ۔	۴ر	(۶) شہتوت	۲ ۔	۴ر
(۷) پیر انگریزی میوہ	۶ ۔	عـــہ	(۸) زرد آلو	۵ ۔	عـــہ
(۹) جام (امرود)	۶ ۔	۴ر	(۱۰) سنترا	۱۲ ۔	عـــہ
(۱۱) چکوترا	۵ ۔	عـــہ	(۱۲) انجیر	۵ ۔	۴ر
(۱۳) انگور	۵۴ ۔	۱۰ر	(۱۴) واٹری (جہوٹی بیری)	۵ ۔	عـــہ

اسکے سوا اور بھی جھاڑ ہین جنکے نام بسبب [illegible] گنجائش نہین لکھے گئے　　　المشتہر

منیجر [illegible]

کاچی گوڑہ [illegible] چادرگھاٹ

النّاسُ باللّباسِ

وضع کے اصل معنی کسی شئی کے بناوٹ کے ہین - جب کوئی کسی خاص طرح پر بنائی جاتی ہو وہ اوس کی وضع کہلاتی ہو - انگریزی زبان ہین اوسکو فیشن کہتے ہین - فیشن کا ترجمہ ہماری زبان ہین - قطع - صورت - حالت بھی ہوسکتا ہو - جو اصطلاحی معنون کے سوا اور حالتون ہین وضع کے ہم معنی ہین - جو چیز ہماری زندگی بسر کرنے ہین ہم کو آرام دیتی ہو - ہمارے جسم اور ہماری روح کو دسیب وی حالت ہین فائدہ اور آرام پہنچاتی ہو - اور لوگون کی نظرون ہین ہم کو خوشنمائی کا جامہ پہنا دیتی ہو - اوسمین ایک وضع ہوتی ہو - انسان جس کو خدانے اور جانورون کی طرح ایک ہی حالت پر رہنے کے واسطے پیدا نہین کیا - جون جون علم و دولت ہین ترقی کرتا جاتا ہو وضع کی تبدیلی ہین بھی کوشش کرتا رہتا ہو - اوس نے صرف اپنی ہی بنائی ہوئی چیزون ہین دست اندازی نہین کی بلکہ خدا کی پیدا کی ہوئی چیزون کو بھی جیسا جیسا موقع پایا اصلاح دی اور دیتا ہو - کوئی شخص اپنے ناخن اوسی حالت پر نہین رہنے دیتا - اور بالون ہین تو بیشتر موشگافیان کی جاتی ہین - مرد اپنے بالون کو طرح طرحکا ترشواتے ہین - عورتین اپنے بالون ہین زیادتی پسند کرتی اور ہر ممکن تدبیر سے اون کو درست رکھتی ہین - مرد اور عورت کبھی کبھی اپنے بالون ہین وسمہ یا حنا لگا کر رنگتے بھی ہین -

ڈاڑھی کے رکھنے یا وبال سمجھکر اوس کے خیرباد کہنے کی صورتین بھی کچھ تھوڑی نظر نہین آتین - عورتین اپنی جسمانی خوشنمائی کے واسطے کچھ تکلیف بھی اوٹھاتی ہین - علے العموم اون کے کان چھیدے جاتے ہین اور بہت سے ملکون مین ناک بھی - قدیم زمانہ کے مصری اور سینیا ملک کے لوگ اپنے جسم پر سخت سے سخت تکلیف گودنے کی اوٹھاتے تھے اور اب بھی ہندوستان کی بہت سی قومین اپنے چہرے اور ہاتھون پر نیلے نیلے خط و خال گودواتے ہین - ہندوستان کی رانیان اور ٹھکرانیان اپنے دانتون پر پکّی بیڑی رکھکر ہمیشہ کے واسطے سیاہ کرلیتی ہین اور اکثر مارواڑی عورتین اپنے دانتون کو سونا چڑھواکر کندنی کرلیتی ہین - چین کی عورتین اپنے پاؤن چھوٹے کرنیکے واسطے شکنجے مین کھینچتی ہین - یہ چند مثالین اس بات کی ہین کہ بعض قدرتی چیزین بھی اپنی اصلی حالت پر نہین رہنے پاتین - پھر جو چیز کہ انسان کی بنائی اور ایجاد کی ہوئی ہو اوس کی وضع اور قطع تو ہمیشہ بدلا ہوا ہی کرتی ہو - مکان - لباس - سواری - کھانے کے طریقے - اور اوسکے برتنون اور دوسری چیزون کا استعمال - گھر کے اور سامان کی چیزین جنکو ہم اثاث البیت - اقمشہ - اور سامان آرائش یا فرنیچر کہتے ہین ہمیشہ تبدیل ہوا کرتی ہین - جو ملک جسقدر شائستگی اور دولت مین اپنا نام بلند کرتا ہو - اوسیقدر وہان اون چیزونکی

تب ہی بھی جلد جلد ہوتی ہی - اور جو چیز جسقدر کم پائدار ہوتی ہی - اوسیقدر اوس مین تبدیلی بھی جلد ہوتی ہی - مثلاً مکان کی قطع کی نسبت لباس مین جلد فیشن بدلتا ہی - فرانس جو اپنی شایستگی مین اعلے درجہ کا سمجھا جاتا ہی - اوس کی ایک نقل مشہور ہی - کہ ایک دوست نے اپنے دوست کو بغل مین ایک چھوٹا بکس دبائے ریل پر سے لپکا ہوا جاتے دیکھکر پوچھا کہ کیون یہ بکس لیکر دوڑتے ہو؟ اوس نے کہا کہ اس مین پیاری بی بی کی نوخرید ٹوپی ہی اور جلد جانے کا سبب ہی کہ مکان پہونچنے تک کہین فیشن تبدیل نہ ہوجائے - شاید اس نقل مین مبالغہ ہو اور شاعرانہ اور ظریفانہ بذلہ سنجی سے کام لیا گیا ہو مگر اس سے اوس ملک کا خیال جو دہان کی حالت کا عکس ہی ظاہر ہوتا ہی - مکانون کی قطع - درختون کے سایے اور چھوٹے چھوٹے جھونپڑون سے بڑہکر عمدہ عالیشان ہفت منزلہ کوٹھون تک پہونچ گئی - پچھلی حالت اب تک دیہات اور جنگلون مین پائی جاتی ہی - اور آخری حالت ہند مین جے پور یا یورپ مین پیرس کی عمدہ عمدہ عمارات اور دہلی مین لال قلعہ اور اوس کے دربار خاص اور انگلستان مین ویسٹ منسٹر اور کرسٹل پیلس کے دیکھنے سے ظاہر ہوتی ہی - ہندوستان مین بھی پچھلی حالت بہت نظر آتی ہی چنانچہ تھوڑی سی تبدیلی تو نواب شجاع الدولہ کے فیض آباد کے سنگھرے اور لکھنؤ کے قیصر پسند اور دلکشا

وضع قطع سے خوب تمیز کی جا سکتی ہے - کہ ایک کے نقشہ کو دوسرے سے
کوئی تعلق ہی نہین ہے - جنوبی ہند مین کوئی اورنگ آباد جا کر اوکھنڈہ
مبارک کی عمارت دیکھے جو حضرت آصف جاہ کے یا نواب نظام علیخان
بہادر کے عہد مین ایسے مکانات بنے اور اب حضرت بندگان عالی متعالی
مدظلہ العالی حضور شاہ دکن کے چو محلے مسرت محل وغیرہ عمارات واقع
حیدر آباد کو دیکھے تو بہت بڑا فرق معلوم ہوگا - گو مالیت کے لحاظ سے دونون
عمارتین بیش قیمت ہین - سواریون کی حالت جبکہ گھوڑے اور گدھے
جنگل سے پکڑ کر استعمال مین لائے گئے تھے ریلوے ٹرین تک پہنچی
ریلوی ٹرین کا فیشن خیال کیجیے کہ بیل کی گاڑیون سے لیا گیا ہے
کھانے کا طریقہ جنگل مین رہکر پتون کی پتلون سے سُنہری روپیلی
الگزا پیلیڈ اور چینی کے برتنون تک پہونچ گیا ہے - جو قوم اس زمانہ
مین سب قومون سے علم و دولت مین زیادہ ہے وہی اعلا درجہ کی
ترقی کی چیزون کا استعمال کرتی ہے - زمین کی چوکی سے میز تک کھانا
رکھنے کے واسطے مستعمل ہوئی - ہند و عموماً ابھی چوکے مین کھاتے
ہین - گو مجھکو معلوم ہے کہ ۹ برس ادھر جب ہز ہائنس مہاراجہ
وزیانگرم کے بیٹے کی برات جیپور گئی تھی تو براتیون نے مہاگنی کی
عمدہ میزون پر کھانا کھایا تھا اگرچہ برتنون کی جگہہ وہی پتون کی
پتل اور دونے تھے جو اوس زمانہ کو یاد دلاتے تھے جب کہ برتن

بنانے کا علم انسان کو نہ آتا تھا۔ ہندوستان کے مسلمان عموماً دستار خوان پر کھانا چنتے ہین۔ عرب۔ اور ترک اور مصر مین جہان بہ نسبت یہان کے کچھ ترقی ہوئی ہی ڈیڑھ فٹ اونچی سینی پر جس کو خوان کہتے ہین کھانا رکھکر زمین پر گرد بیٹھ کر کھاتے ہین۔ عموماً یورپین نے مع مخاص خاص ترکی لوگون کے ایسی ترقی کی ہی جو اس زمانہ مین سب سے بڑھکر ہی۔ اُن کے یہان عموماً میز پر کھانا کھایا جاتا ہی۔ یہ نشستِ زمین کی چوکی سے متبدل ہو کر یہان تک آگیا کہ انگلیون سے کھانا کھانے اور ہاتھ اور دانت سے پکڑ کر ٹکرا گوشت کا نوچنے کی جگہ چمچے۔ کانٹے۔ چھریان۔ ایجاد کی گئین۔ مگر ایک طریقہ چینیون مین ہی کہ وہ بجاے چمچے کے تیلیون سے چاول کھاتے ہین اور اپنے ہاتھ صاف رکھنے کے واسطے انگلیان نہین بھرتے۔ ہند کے مسلمان بھی کھیر اور دودھ چاول کھانے مین چمچے کا استعمال کرتے ہین۔ مگر بجز چند لوگون کے اور دن کو عموماً چمچے۔ کانٹے۔ چھری پر ابھی اعتراض ہی۔ مگر حیدرآباد کے امیر اس اصلاح مین ہندوستان کے تمام حصون سے بہت آگے بڑھ گئے ہین۔ گھر کی آرایشی چیزون مین ہزارون چیزین ایسی ہین جو برابر تبدیل ہوتے ہوتے اب ہمارے ملک کی کم چیزین باقی رہ گئی ہین اور اگر اسی ملک کی ہین تو قطع دوسرے ملک کی ہی۔ پیڑہی کی جگہ کرسیان عموماً استعمال مین آنے لگی ہین

چراغ جس سے طرح طرح اُجالا تو ہوتا تھا مگر مکان سیاہ ہو جاتا تھا۔
تبدیل ہوتے ہوتے ہینکس کروسائن آیل لیمپ تک پہنچ گیا ہے اور ہوا
سے بچانے کے واسطے کاغذ یا کپڑے کی جگہ پنکھا پروف یعنی بجلی
ٹوپی جالیدار ایجاد ہوئی ہے۔ یہ تو ہم لوگوں کا حال ہے۔ مگر جس قوم
نے اور زیادہ ترقی کی وہاں گیاس اور اب اس سے بڑھ کر بجلی کی
روشنی جاری ہوئی ہے۔ کپڑا رکھنے کے واسطے گٹھری۔ پھر پٹاری
پھر صندوق۔ پھر جاہدانی جو اس زمانہ کے پورٹ مینٹو کے موافق
ہوتی تھی ایجاد ہوئی۔ اور آخر عمدہ الماریاں دراز دار بنائی گئیں
جس میں خاص خاص قسم کے کپڑوں کے رکھنے کے طبقے ایجاد ہوئے
اور اب جو لوگ شایستہ کہلاتے ہیں اون میں اُسی کا استعمال ہوتا ہے۔
گٹھری سے الماری تک جس قدر تبدیلیاں ہوئی ہیں قابل غور ہیں
لباس کی وضع تو اس قدر تبدیل ہوئی ہے کہ کچھ حد ہی نہیں۔ کپڑے
ہمیشہ پھٹتے رہتے ہیں اور بوسیدہ ہو جانے کی وجہ سے اس میں
موقع تبدیلی کا زیادہ ملا۔ یہ امر ذرا زیادہ غور کے لایق بھی ہے۔ گو دنیا
کی تمام چیزوں میں ملک اور اُس کی آب و ہوا کے لحاظ سے ایجاد کی
جاتی ہے مگر کپڑا جس سے انسان کا جسم آب و ہوا کی آفتوں۔ فصل کی
گرمی سردی سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔ نہایت غور سے ایجاد کیا جاتا ہے۔
اور وہ ہر ملک کی تاثیر کے لحاظ سے بنایا جاتا ہے۔ کابل سے سرد ملک

ہین ایسی سمور کی ٹوپی کی حاجت ہی جبپہر بڑے بڑے بال ہون لیکن مغربی وشمالی بانبگال یا جنوبی ہند کے اضلاع مین اُس کی حاجت نہین ہی۔ امیر شبیر علی خان کو اونچی ایسی سمور کی ٹوپی۔ اور واجد علی شاہ کے دربار کی جھولے دار ٹوپی جو کریب ست بنائی جاتی تھی جس کو بہت لوگون نے دیکھا ہی اس کا ثبوت ہی۔ کابل ہین اس کی اشد ضرورت ہی کہ سر گرم رہے اور برونی کی آفتون سے محفوظ ہو۔ یہان اس کی حاجت ہی کہ دماغ ہمیشہ تازہ اور ٹھنڈی ہوا پا کر دل کو شگفتہ رکھے۔ یہی ایک چیز ہی جو ملک کے لحاظ سے برتی جاتی ہی۔ مگر قطع جو تبدیل ہوتی رہتی ہی اُس ہین اس کے خیال کی کچھہ حاجت نہین ہوتی۔ ہم اگر سموری چوگوشیہ ٹوپی پہنین تب بھی ہمین گرمیون مین مفید نہ ہوگی اور اگر کابل والے کریب کی اونچی ٹوپی پہنین تو اونہین بھی آرام نہ دے گی۔ لیکن ہلکی ٹوپی ہم کسی وضع کی بنا مین ہمارے کارآمد ہوگی۔ پہاڑی سرد ملک والون کو سموری اور نمدے ہی کی ٹوپی چاہیے گو کسی قطع اور وضع کی ہو۔ رہی قطع اوسکی تبدیلی ہمیشہ سے مثل اور چیزون کے ہوتی رہی ہی اور ہوگی۔ مین اسوقت شاہ عباس ”دی گریٹ صفوی“ دارا ے ایران کی تصویر دکھانا چاہتا ہون کہ اونکا لباس۔ اور اونکا عمامہ سولھوین صدی عیسوی مین کیسا تھا۔ اور اب اُسی ملک کے بادشاہ شاہ ناصرالدین کا لباس اُونیسوین صدی مین کیسا ہی؟ ان دونون کا مقابلہ کرنے سے جبرًا

فرق معلوم ہوتا ہے۔ اگر پہلے کے سر پر عمامہ تھا تو دوسرے کے سر پر دو پلی ٹوپی ہے جو ٹپک کہلاتی ہے۔ اِس سو ڈیڑھ سو برس کے اندر جو تبدیلیاں اودھ یا حیدرآباد میں ہوئی ہیں میں اُنکو بھی ظاہر کرنا چاہتا ہون۔ نواب ابو المنصور سعادت خان بانیِ حکومتِ اودھ سے لیکر واجد علی شاہ تک میں کچھ نہ کچھ اختلاف ہوتے ہوتے اِتنا بڑا فرق ہوگیا۔ کہ اول کا لباس جامہ اور مندیل ہے۔ اور آخر کا چھ کلیا انگرکھا اور گول ٹوپی۔ یا حیدرآباد کی شاہی خاندان کو دیکھیئے کہ حضرت آصف جاہ اول کے وقت کا جامہ اور انکا لڑکی کوٹ کسقدر ایک دوسرے کے مخالف ہے۔ یہ صورت زمانہ کے اِنقلاب کے ساتھ وضع کا اِنقلاب بھی بتاتی ہے۔ اوس زمانہ کو چھوڑ کر جب لوگ جنگل کے پتّون۔ درختون کی چھالون۔ اور جانورون کی کھالون سے جسم چھُپاتے تھے۔ ہندوؤن کی شائستگی کا زمانہ قابلِ دید ہے۔ مشہور ہے کہ راجہ بکرماجیت جو حضرت مسیح علےٰ نبینا وعلیہم السلام سے قبل کی صدی میں تھے۔ صرف دھوتی اور ایک کرتا پہنتے تھے۔ جس کے سامنے بند لگے ہوتے تھے۔ وہ کُرتا کمر سے کچھ نیچا ہوتا تھا۔ اب دیکھیئے کہ مسلمانون کے میل جول سے اُن کے لباس مین بجُز پردہ کی سمت کے مسلمانون کے لباس سے کوئی اِمتیاز باقی نہین رہا۔ اِس پر بھی اعتراض ہوتا تھا کہ یہ لوگ ترک ہوگئے۔ مگر اب تو اوسی کی تبدیلی کو لوگ غلطی سے اپنی پُرانی وضع کی تبدیلی خیال کرتے ہین۔ اب مین مسلمانون کے لباس کا حال بیان کرنا چاہتا ہون کہ اوسمین

کیا تبدیلی ہوئی ہی؟ چادر اور کفنی کا جواب بھی اکثر ہندو یا مسلمان فقیرون کے استعمال مین ہی کچھہ ذکر نہ کرونگا کہ وہ کیونکر جاری کی گئی۔ کیونکہ اس بیان مین بہت سے پرانے مردے اوکھاڑنے پڑین گے۔ مگر مین صرف ضروری باتون کا اظہار چاہتا ہون۔ چادر اور کفنی کی اصلاح کے بعد کرتے کا فیشن جاری ہوا۔ کرتا اور تہبند یا دھوتی تھی جسکی جگہ پاپجامہ ہوا۔ پاجامہ کا رواج ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کے وقت تک اچھی طرح نہ ہوا تھا۔ اور یہ لباس۔(پائجامہ) عجمیون سے لیا گیا تھا۔ اوس وقت جوتا مسلمانون مین لباس کا جزو نہ سمجھا جاتا تھا۔ مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو بھی جزوِ لباس فرمایا۔ اور جوتا پہن کر نماز بھی جائز کردی۔ ہندوستان یا کہین کے مسلمان جو اکثر فرش پر پالتھی مار کر بیٹھتے ہین کچھہ تو فرش کے لحاظ اور کچھہ ہندوٗن کی رسم کی پابندی سے جوتا اوتار ڈالتے ہین۔ مگر ہندو اور مسلمانون کی رسم کے بڑے واقف کار سر جان لارنس سابق گورنر جنرل ہند نے بذریعہ ایک رزولیوشن کے ۱۸۶۸ عیسوی مین جوتا پہنے رہنے کی اجازت آفشل اور ڈیمی آفشل جلسون مین دیدی۔ جو لوگ گورنمنٹ ہوس یا گورنری دربار مین شریک ہوے اونھون نے جوتا نہین اوتارا۔ خاصکر انگریزی جوتے کی قید بھی ہی۔ اور اوسکا اُتارنا دقت سے بھی خالی نہین۔ مسلمانون مین تو بالکل جوتا اُتارنا تعظیم مین داخل نہین رہا۔ حضورِ عالی پرنس آف ویلس جب

سلطان ٹرکی اور خدیو مصر سے ملے تو گو حضور عالی شاہزادہ ویلس نے تعظیماً ٹوپی اُتاری تھی۔ مگر سلطان اور خدیو جوتا اور ٹوپی دونون پہنے رہے۔ حضور شاہزادہ ویلس کی ملاقات مین ہندوستانی رئیسون نے بھی جنکی یہ وضع قرار پاگئی تھی جوتا یا ٹوپی کچھ نہ اُتارا۔ محمد علی ذکا جب برلن کے صلحنامہ پر دستخط کرنے گئے تو اُنھین بڑی دقت کا سامنا تھا کہ سب کی تعظیم بلکہ خوشامد انکو دل سے منظور تھی۔ لیکن انھون نے جوتا یا ٹوپی نہین اُتاری۔ چنانچہ گرافک اور السٹریٹڈ لنڈن نیوز کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہی۔ یہ اس وجہ سے تھا کہ مسلمانون مین انمین سے کسی چیز کا اُتارنا داخل تعظیم نہین ہی۔ حیدرآباد مین تو اب اسکا ذکر بھی نہین ہوتا کہ جوتا کہین اُتارا بھی جاتا ہی۔ وہان ویسرائے ہز رائل ہینس ڈیوک آف کناٹ ہز رائل ہینس پرنس وکٹر ان سب کے دربار ان سب کے ڈنر پر بہت سے مسلمانون کو شرکت کا موقع ملا۔ جہان پر مسلمان مع اپنے پگڑی ٹوپی اور جوتے کے شریک ہوے تھے باوجودیکہ وہ لوگ ٹوپی اُتار لیتے تھے لیکن شمالی ہندوستان مین بجز خاص خاص مقامات کے مسلمان جوتا یا ٹوپی اس وجہ سے اُتار لیتے ہین کہ کہین ملاقات کا کمرہ جوتے کے مقدمے کا اجلاس گاہ نہ بن جاے۔ یہ بات تو جوتا پہننے کے متعلق تھی مگر یہ کہ جوتے کی کیا کیا قطع تبدیل ہوئی قابل سننے کے ہی۔　　عرب مین پہلے اس کی وضع بعینہٖ ایسی

ہی جیسی دیہات مین بعض عورتین پہنتی ہین اور جسکو سلکہ تری چپل یا ہنڈوریا
کہتے ہین یا - جس مین اوپر صرف تسمہ اور نیچے تلا ہوتا تھا - دہلی کی جامع
مسجد مین جہان اکثر لوگون کے خیال کے موجب مغلیہ بادشاہون کے
وقت سے بعض عرب کے تبرکات احتیاط کے ساتھ رکھے ہین اسیطرح کا
ایک جوتا بھی رکھا ہے جسکی زیارت کی جاتی ہے اور کہتے ہین کہ وہ پیغمبر
خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا جوتا ہے - ہندوستان مین گھیتالا
سلیم شاہی آیا شاہی جوتا - کفش - زیرپائی - گول پنجے کا جوتا رائج
تھا - اور اب اوسکے بعد انگریزی بوٹ کا رواج ہوگیا جسکا دادا
گھیتلا جوتا جامہ اور پگڑی کے ساتھ پہنتا تھا اوسکا باپ گول پنجے
کا جوتا انگرکھے یا چپکن اور عمامہ کے ساتھ پہننے لگا - اور اب پوتا
چپکن شیروانی اور انگریزی بوٹ گول ٹوپی کے ساتھ زیب جسم
کرتا ہے - عرب کے مسلمان جب عجمیون اور کیانیون سے ملے تب انکے
لباس مین تبدیلی شروع ہوئی - عمامہ کی جگہ سنہ ۱۵۲ ہجری مین جو
مدہی عیسوی کے مطابق ہوتا ہے خلیفہ منصور نے ایک لمبی گول ٹوپی
ایجاد کی جو بانس کی تیلیون سے بنائی جاتی تھی اور اوسپر سیاہ رنگ
سیاہ کپڑا ہوتا تھا - اسی قسم کی ٹوپی اب انگلستان مین تھوڑے سے
فرق کے ساتھ جاری ہے جو بیور ہیٹ کہلاتی ہے اور بڑے بڑے
معزز جلسون مین پہنی جاتی ہے - اس کے بعد تاتاری مسلمانون نے ٹکیہ

سرخ ٹوپی ایجاد کی اور شاہ اسمعیل خضروی نے اوس کی قطع کو کچھ تبدیل کرکے خوب رواج دیا جس سے وہ لال سر والے یعنی قزلباش مشہور ہوئے ایک سرخ ٹوپی اب ٹرکی مین بہت رائج ہی اور ہندوستان کے مسلمان بھی اکثر اوسکا استعمال کرتے ہین - ہندوستان مین بھی متعدد قطع کی ٹوپیون نے رواج پایا - مثلاً دوپلڑی - چوگوشیہ - پچ گوشیہ - مندیل - تاج - اور گول ٹوپی جاری ہوئی - نیشاپوری خاندان لکھنؤ مین جن لوگون نے میرزا خالی بیا؟ اور میرزا والا جاہ سے معزز و مقدس اور باعلم لوگون کو دیکھا ہوگا وہ جانتے ہین کہ اُن مین ایک ٹوپی جو اسکاچ کیپ کے مشابہ ہی رائج تھی اور اب تو بہت لوگ اُسکا استعمال کرنے لگے ہین - کرتے سے چکن جاری ہونے کا سبب صرف یہ تھا کہ جب عرب کے لوگ عجمیون سے ملے اور اُن کے چست لباس کار آمد دیکھے تو اوسکو اختیار کیا - ہان ایک لباس اور بھی جاری ہوا تھا جسکو جامہ کہتے ہین - اور جو ہندوستان مین قریب قریب بالکل متروک ہوجانے کے باوصف ہمارے محبوب البلاد حیدرآباد مین اب بھی بعض قدیم شرفا کا گویا اصلی لباس ہی اور اکثر شادی بیاہ کے موقع پر وہی دولھا کا مکلّف لباس ہوتا ہی - یہ لباس مصر مین بھی تھا - مُلک مصر کے قدیم قبرستان مین بادشاہون کی تصویرین دیکھی گئین تو بعضون کی اسی لباس مین پائی گئین - اس کے بعد چکن کا رواج ہوا - چکن بھی اب موقوف ہوگئے اور اچکن اور چست اُس کی جگہ عموماً ہم لوگون مین مُروّج

ہو۔ مگر حیدر آباد میں کچھ اور زیادہ ترقی ہوئی ہو اور شیروانی عام طور سے
استعمال کی جاتی ہو۔ جو اچکن اور کوٹ کے بیچ میں ہو۔ لیکن افسوس ہو کہ
اور حصص ہندوستان میں اب لوگوں کے دل اسقدر ٹھنڈے ہو گئے
ہیں کہ اون میں اس ترقی اور تبدیلی کا مادہ بھی کم ہو گیا ہو۔ اب وہ
مضبوطی سے اس تراش خراش پر جمے ہیں کہ کوٹ کی جگہ شیروانی اور
پوستین البتہ جائز ہیں استعمال کرتے ہیں مگر پوری چھانٹ کاٹ کا خیال
نہیں کرتے ہیں۔ شیروانی یا پوستین اور اچکن میں صرف یہ فرق ہو کہ گویا
اچکن کے دامن کاٹ دیتے ہیں۔ آستین وہی سیدھی خول بنائی جاتی
ہو اور اوس کی پوری تبدیلی میں وہ سخت اعتراض کرتے ہیں۔ جو
اس کے خلاف کرتا ہو اوسکو قدیم رسم کا توڑنے والا کہتے ہیں۔ حالانکہ
رسم ہمیشہ ہر وقت اور ہر زمانہ کے اقتضا سے یوں ہی ٹوٹتی چلی آئی
ہو۔ ہر پشت میں پہلی پشت کی رسم توڑ دی گئی۔ رسم کے توڑنے کا سبب
یا تو یہ ہوتا ہو کہ قوم میں خود علم و ہنر کی ترقی ہو جاے یا وہ کسی ایسی
قوم سے ملے جو علم و دولت و ہنر میں اُس سے زیادہ ہو اور اوس کی
چیزوں کی یہ قوم نقل اُتارے۔ بالفعل ہمارا ساتھہ ایک ایسی قوم سے
ہوا ہو جو علم میں۔ ہنر میں۔ دولت میں۔ تجربہ میں۔ ہم سے زیادہ ہو۔ اوسکی
ہم نقل کرسکتے ہیں اور کرتے بھی ہیں۔ اوس کی نکالی ہوئی اور بنائی ہوئی
چیزیں ہمارے کام میں آتی ہیں۔ لباس جسکا یہاں ذکر ہو رہا ہو اوس میں

کپڑا جو مقدم چیز ہے ہم اوسی سے لیتے ہین - لیکن یہان یہ خیال نہ کرنا چاہیے
کہ یہ بات بغیر اعتراض کے رائج ہو گئی تھی - ایک زمانہ ایسا تھا کہ ایسے کپڑے کی
نسبت بھی اعتراض ہوتا تھا فتوے دیے جاتے تھے کہ جب مردے کو انگریزی
کپڑے کا کفن دیا جائیگا تو وہ جہنم مین جائے گا - لیکن رفتہ رفتہ یہ خیال
جو بجائے خود ایک غلط اعتقاد تھا مِٹ گیا - اب یورپ کے جولاہے بھی
مثل مسلمان جولاہون کے پاک خیال کر لیے گئے - اب صرف دوسرا جزو لباس
کا باقی رہا - یعنی اوس کی قطع - اس پر ہماری قوم بہت مضبوطی کے ساتھ
رُکی ہے - اسوقت اگر جولاہون کی نلی نار جہنم کی کنجی سمجھی جاتی تھی تو اب
یورپ کی قطع پر کاٹنے والی قینچی دوزخ کی بیڑی خیال کی جاتی ہے - جولاہے
اپنی ہوشیاری سے میدان جیت گئے - اب درزی میدان مین آئے ہین
دیکھیئے کیا ہوتا ہے - ہین تو وہ بھی حق پر - یقین ہے کہ جیتین گے - کیونکہ جہان جہان
کچھ بھی غور کرنے کا مادہ لوگون مین باقی تھا - اور تعصب کو مٹا چکے تھے
وہان وہ فتحیاب ہو گئے - ترکی مین - مصر مین لوگ اُن کی تقلید کرنے لگے -
چنانچہ سلطان اور خدیو کی تصویر سے ظاہر ہوتا ہے اور ہندوستان مین بھی
کچھ لوگ ایسے نظر آنے لگے ہین - خاص کر حیدرآباد مین تو بہت زیادہ اُن
کی کامیابی کے وجوہ صاف ہین کہ وہ کپڑے کی قطع جسم کی مناسبت سے
کرتے ہین - آستین ہاتھ کی قطع کے موافق ہوتی ہے - پیٹھ کے جوڑ کوٹ مین
اسیطرح کے ہوتے ہین جو انسان کی پیٹھ مین ہوتے ہین - اب صرف وہ صفت

تعصب یا ضد کی جو اکثر انسانون مین ہوتی ہر اوس کو روکتی ہر- جس دن وہ رفع ہوئی اور غور ہوا اوسی روز قطع بھی بدلجائیگی- شاید اس رائیکے مخالف کہین گے کہ وہ ضد یا نفسانیت سے نہین کہتے بلکہ سچائی سے اس پر معترض ہین- مگر تجربہ سے معلوم ہوتا ہر کہ یہ نئی چیز پر اعتراض کرنے والے جو قدیم رسم کے پابند ہین اپنی غلطی کو اپنی سچائی سمجھتے ہین- اس کا سبب یہ ہر کہ اُن کی ہٹیلی عادت اُن کو دوسری راہ پر چلنے کی مزاحم ہوتی ہر- مگر جب عام طور سے دیکھ لیتے ہین کہ کوئی حرج نئی ایجاد مین نہین ہر تو وہ خیال بدلجاتے ہین اور یہ کچھ لباس ہی پر منحصر نہین ہر اور عمدہ باتون مین بھی یہی ہوتا ہر یہان تک کہ دوسرے لوگ تو موجد کے دشمن بھی ہوجاتے ہین- اُسکو بیوقوف خیال کرتے ہین- ہمارے ڈیوکسن اسوجہ سے پاگل ٹھہرائے گئے تھے کہ وہ دھوئین کے زور سے گاڑی کا چلانا چاہتے تھے جسکو لوگ ہیچ نہ جانتے تھے- مگر آخر کو وہی رائے عزت سے قبول کی گئی- جب پتھر کے چھاپہ کی جگہ سیسے کے حروف ایجاد ہوے تو بڑے بڑے عقلمند معترض تھے کہ لڑائی کے واسطے گولیان کہان سے بنین گی- مگر آخر کو وہ مان گئے کہ حروف بھی روز بروز زیادہ ڈھلتے جاتے ہین- اور لڑائیان بھی خوب ہوتی رہتی ہین- مگر سیسے کی کمی نہین ہوئی- پھر ایسی نئی ایجاد مین لوگ مخالف کیون نہ بنین ورنہ جو فائدہ اور عمدگی چوڑیدار پائجامہ مین دھوتی یا کلی دار پاجامہ کے مقابلہ مین تھی وہی اب پتلون مین بمقابلہ اس

پائجامہ کے پائی جاتی ہے بشرطیکہ پالتھی مار کر بیٹھنے کی ضرورت کو مستثنیٰ
کر دیا جائے۔ حالانکہ یہ پالتھی مار کر بیٹھنے کی تکلیف بھی صرف نہایت تنگ
پتلون میں ہوتی ہے نہیں تو لوگ بیٹھتے بھی ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ
لباس کے واسطے جس ملک کی تقلید کی جائے وہان کی زبان بھی جاننا
چاہیے۔ اس سے اگر انگریزی زبان دانی مراد ہے تو میں کہتا ہون کہ ہندوستان
میں اب انگریزی زباندانی نہ صرف لباس کی غرض سے بلکہ عمدہ طرح
زندگی بسر کرنے کے واسطے بھی ضرور ہے۔ مگر لباس کو زبان دانی سے
کچھ تعلق نہیں ہے۔ ہم دور کیون جائین اپنے ہی ملک مین نہ دیکھ لیں
بہت سے ہندو جو عرب کا جبہ اور عمامہ استعمال کرتے ہین وہ عربی
نہیں جانتے بلکہ بہت سے مسلمان بھی عربی زبان نہیں جانتے مگر عمامہ اور
جبہ اور صدری کا استعمال کرتے ہین۔ انگلستان کی لیڈیان جو فرانسیسی
دریس پسند کرتی ہین سب فرانسیسی زبان نہیں جانتین۔ بعض کہتے
ہین کہ یورپین حکام اس لباس میں ہم کو پسند نہیں کرتے۔ مگر میں اس
کے خلاف ہون۔ گو ممکن ہے کہ بعض یورپین افسر اس کو ناپسند کرین
جیسا کہ بعض انگریزی زبان کے اعلیٰ تعلیم کے خلاف ہین۔ بعض ہندوستانیوں
کی ترقی کے خلاف ہین۔ مگر عموماً یہ بات نہیں ہے جن لوگوں نے گورنری
دربار میں ہندوستانیوں کو اس لباس میں دیکھا ہوگا وہ خیال کرتے ہونگے
کہ یہ لباس وہان کی حاضری کو روک نہیں سکتا۔ اس سے بڑھکر ایک

امر اور ہی جس سے گورنمنٹ ہند اور ہز ایکسیلینسی صاحب کمانڈر انچیف بہادر اور تمام لوکل گورنمنٹوں کی رائے ظاہر ہوتی ہی کہ جب کوئی وردی گورنمنٹ تجویز کرتی ہی اوس مین کہین ہمارے یہان کا چھہ کلیہ چکپن یا غرارہ دار پانجامہ داخل نہین کرتی۔ تمام ہندوستانی فوج کی وردی اس کا ثبوت ہی کہ ہمارا مروجہ لباس کام کا نہین سمجھا گیا۔ اور کل وردی انگریزی قطع سے ملتی ہوئی پائی جاتی ہی۔ بعض لوگ نئی زمانہ کی تقریر کے طور پر یہ کہتے ہیں کہ نیشن کی محبت یا پیٹریاٹک ہونے کے واسطے ہم کو ایک ڈریس بھی ہونا چاہیئے۔ ہان سچ ہی لیکن ہمارا کون ڈریس ہی ہمارے نیشن کا ایک ڈریس نہین ہی۔ یہان تو اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ ہی۔ جو لوگ کچھہ بھی شایستہ ہوتے جاتے ہین اور اپنا ڈریس تبدیل کرتے جاتے ہین ابھی حالت یہی اور بھی حاجت ہی کہ اس طرف توجہ کی جاوے۔ ہمارے بنگالی بھائی ہم سے زیادہ ترقی کر گئے ہین۔ آج ایک نو تعلیم یافتہ بنگالی کو دیکھہ کر ذرا اور پچاس برس اوس طرف کی تصویر سے لباس ملایا جاوے تو خاطر خواہ فرق محسوس ہوگا شاید ہی کہ دس فیصدی اچکن یا کوٹ بنگالی ہم کو اس وقت نہ ملین گے جو بجاے دھوتی کے پتلون عام جلسون میں نہ استعمال کرتے ہون۔ پارسیون نے بھی ہم سے زیادہ ترقی کی ہی۔ اون کا لباس بھی بدل گیا۔ پرانا لباس بڑے بڑے مرقعون مین دیکھین تو معلوم ہوگا کہ کسقدر فرق اب کے ڈریس اور اوس وقت کے ملبوس سے ہی۔ کوئی پونی بمبئی جاے اور دوستون مین

کسی پارسی خاندان کی دیکھیے تو فوراً تمیز کرسکے گا کہ تیس برس اُس طرف لباس کی قطع کیا تھی اور اب کیا ہے دوسرے اور ان دونوں میں کسقدر بیّن فرق ہے۔ شاید کہا جاوے گا کہ ہماری قوم میں تعلیم بھی ابھی اس قدر نہیں ہوئی۔ یہ سچ ہے۔ لیکن تعلیم یافتہ لوگ بھی عموماً ابھی اس طرف مائل نہیں ہوئی اسی کا تو تعجب ہے۔ ہمارا موجودہ ڈریس جو ڈھیلم ڈھالا ہے جس سے چلنے پھرنے۔ سواری اور مستعدی میں چستی نہیں ظاہر ہوتی بالکل قابل ترمیم ہے اور کم سے کم اس قدر ہونا چاہیئے کہ تھوڑی سی ترمیم کے بعد انگریزی قطع سے لیا جاوے۔ بیشک ہر نئی چیز کے ابتدا کرنے میں کسی نہ کسی حد تک تکلیف اور مضایقہ کو ضرور دخل ہوتا ہے۔ اور ایک جانب سے ہنسی اور دوسری جانب سے شرم کا تقاضا بھی ناگزیر ہوتا ہے۔ لیکن آگے چل کر وہی ہنسی والے اسکو آپ اختیار کرنے لگتے ہیں۔ انگریزی عملداری کے آغاز میں جو لوگ تھانہ داری اور کوتوالی کے عہدے قبول کرنے سے اپنے مذہب کی توہین اور اپنی کسرِ شان سمجھتے تھے۔ اب اون کے پوتے کانسٹبل کے عہدے کو اپنی عزت جانتے ہیں اور اسی کمائی سے اپنے مذہبی نیک کام بھی انجام دیتے ہیں۔ پہلے خیال تھا کہ لندن جانے والا ضرور کرسٹان ہو جاتا ہے۔ مگر اب ہم دیکھتے ہیں کہ شیعہ سنّی دونوں فرقہ کے مسلمان بلکہ ہندو قوم کے اشراف و اعیان بھی جنہیں مسلمانوں کی نسبت بعض امور میں نہایت درجہ کا پرہیز ہے اور اون کی عورتیں بھی

نہایت شوق سے گئین۔ اور اطمینان سے رہکر واپس آئین۔ لیکن باوجود اس کے مسلمان وہی مسلمان رہے اور ہندو وہی ہندو۔ جو لوگ بہادر اور مردِ میدان ہین وہ بہادری سے میدان مین آسکتے ہین اور بغیر دوسرون کی ہنسی کے خیال کے اپنے کانشنس کی پیروی مین سرگرم رہتے ہین

اقبال علی

حکومت

بالخاصہ بنی آدم ایک دوسرے سے جدا رہنا یا اپنے ہی ذات خاص کے لئے کسی ایسے کام کا کرنا پسند نہین کرتے جسکا فائدہ اوسکے ہمجنسون کو نہ پہونچے یہ ایک ایسا واقعہ ہی جسکو دنیا کے مسلسل تجربہ نے ثابت کردیا۔

جب کبھی انسان کا کوئی گروہ کسی خاص مقام مین آباد ہوتا ہی تو فطرتی دستور کے موافق کچھہ نہ کچھہ قواعد مرتب کر ہی لیتا ہی جو باہمی فواید پر مبنی ہوتے ہین اور انہین کے موافق عملدرآمد ہوتا ہی۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ انسان کا کسی خاص مقام میں ایک مجمع اس التزام سے قایم ہونا کوئی نئی یا اتفاقی بات نہین ہی بلکہ موروثی اور قدرتی ہی۔ لیکن چونکہ انسان اور اوس کی ذات۔ قوم۔ ملک ومذہب مختلف الاقسام کے ہوتے ہین۔ اس لئے اس کی وجہہ سے اوسکے انتظامات اور قوانین بھی مختلف ہوتے ہین۔

منجملہ ان اقسام کے اوس کی ہر قسم پر گفتگو کرنے کی توچندان ضرورت نہین۔ مگر یہ جاننا ضرور ہی۔ کہ انسان کے۔ اخلاقی۔ دماغی۔ اور جسمانی حالتون مین بہت بڑا اختلاف ہی۔ اور اس قسم کے کل اختلافون کی وجہہ سے مختلف سوسائٹیان ہوتی ہین۔ مختلف قوانین ہوتے ہین۔ جنکے ذریعہ سے حکومت کی جاتی ہی۔ اپنے اپنے حالتون کے موافق انسان کے مختلف گروہون نے علمی لیاقت۔۔ اور تاریخی شہرت وشہادت وغیرہ حاصل کئے ہین۔ پس ہر گورنمنٹ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ منجملہ اور علوم وفنون

کے خود گورنمنٹ ایک ایسا علم ہی جسکے قواعد مقرر ہین ۔ اور وہ دو طرح سے ہین
ایک قابل تبدیل دوسرا ناقابل تبدیل ۔
حکومت کے فرائض مین محکوم رعایا و ملک کے اخلاقی اور خارجی حالتون
کا دیکھنا اور اوس کی درستگی پر پوری قوت سے مائل ہونا داخل ہی ۔
اور کفایت شعاری (سیاست مُدن) گورنمنٹ کا ضروری جُزو ہی ۔
جس کے بغیر انتظامات ملکیہ بیکار ہوتے ہین ۔
سوسائٹی کے طریقہ عمل کی نسبت کہ کس طرحکا ہو اور اوس کے
قواعد کیا ہون کسی خارجی علم کی ضرورت نہین ہوتی بلکہ ملک کی حالت
پر کل انحصار ہوتا ہی ۔ مثلاً جو گورنمنٹ کا طرزِ حکومت انگلستان مین
ہوگا وہی طریقہ کسی دور دراز کے دوسرے ملک مین مناسب نہین ہوسکتا
تاریخ سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہوگئی ہی کہ ایک قوم کے قانون
جو ایک زمانہ مین مناسب حال ہوتے ہین وہی قانون اوس قوم کے لئے
دوسرے زمانہ مین ٹھیک نہین ہوتے ۔

(۱) گورنمنٹ کسکو کہتے ہین

جب یہ امر تسلیم کر لیا گیا کہ انسان مدنی الطبع ہی تو پھر یہ سوال ہی بیجا
ہوگا کہ انتظام و حکومت کے لئے کچھ قواعد ہونا چاہیئے یا نہین ۔ اور حکومت
کے وجود یا عدم کا بھی مسئلہ ایسے موقع پر فضول ہی ۔ مگر ہان خاصہ گورنمنٹ
اور اوس کے اغراض و مقاصد پر بحث ہوسکتی ہی ۔ گورنمنٹ کے وجود

کو ماننا ہوتا ہی۔ مگر اوس مین اِس سوال کی گنجایش نہین ہوتی کہ آیا قایم رہنا چاہئیے یا نہین بلکہ یہ دیکھنا چاہئیے کہ کس طرح وہ گورنمنٹ ہو جس سے فائدہ کے ساتھ کار برآری کی جاسکے - اس لئے پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہی کہ گورنمنٹ کسکو کہتے ہین :-

کسی سوسائٹی کے باضابطہ چلانے کے لئے جو قواعد مقرر کئے جاتے ہین ادنہین کو قانون کہتے ہین - اور جس شکل یا واقعات سے ان قوانین کا استعمال ہوتا ہی اوسکو گورنمنٹ کہتے ہین - ممکن ہی کہ دو ملکون کا ایک ہی ضابطۂ قانون ہو - اور پھر بھی دونون کی گورنمنٹین بالکل جدا ہون - یا برخلاف اِس کے کہ دو ملکون کی گورنمنٹین ایک ہون مگر قوانین مین اختلاف ہو - چنانچہ اس زمانہ کی جدید ریاستون مین بڑے بڑے اختلافات کے ساتھ گورنمنٹین موجود ہین -

پس لفظِ گورنمنٹ سے تین جُملے مفہوم ہوتے ہین :-

۱ گورنمنٹ ضابطہ و قانون بناتی اور اوسکا تحفظ کرتی ہی -

۲ گورنمنٹ وہ شی ہی - جس سے احکام قوانین کا نفاذ ہوتا ہی -

۳ گورنمنٹ اوس مجموعۂ انتظامی کا نام ہی جو حکومت کرتا ہی -

۲ مقاصدِ گورنمنٹ

اگر مقصد گورنمنٹ تاریخ سے دریافت کرنا چاہین تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ حاکم کے حقوق اور فوائد -

مگر عقل مین یہ بات نہین آتی کہ گورنمنٹ کا مقصد حاکم کا فائدہ ہے بلکہ اس سے زیادہ وسیع اور عمدہ غرض ثابت ہوتی ہے۔ گورنمنٹ کے معنی عرصہ دراز سے عام بھلائی اور بہبودی کے لئے جلتے ہین۔ بلکہ اگر سچ پوچھا جاے تو گورنمنٹ کے معنی سب سے بڑی نیکی کے ہین۔

اگر اس امر کی تحقیقات کی جاے کہ وہ کون کون بھلائیان ہین جو گورنمنٹ کے وجود سے ہوئین یا ہونی ممکن ہے تو منجملہ اورون کے دو ایسی بھلائیان ہین جس کا کوئی شخص انکار نہین کر سکتا۔ اور وہ دونون محض انسان کے وجود پر مبنی ہین۔

۱ عامہ خلائق کے معاملات تمدنی وغیرہ کا سلجھنا۔

۲ عامہ خلائق کا تمدنا ترقی کرنا۔

یہانتک گورنمنٹ کے فوائد معلوم ہوے یعنی معاملات کا انصاف اور ملک کی تمدنی ترقی۔

انصاف یعنی عدالت مین گورنمنٹ کا محدود فرض ہوتا ہے اور تمدنی ترقیات مین غیر محدود۔ عدالت کا اقتضا ہے کہ وہ ایسے قواعد بناے اور عام رعایا سے اوس کو تسلیم کراے کہ ایک دوسرے پر ناجائز طریقے سے کوئی اثر نہ پہونچا سکے اور تمدنی ترقیات کے لئے ضرور ہے کہ افراد قوم سے اون کامون مین زور کے ساتھ مدد لے جس سے بڑے بڑے فوائد مرتب ہون۔ یعنی قواعد اس قسم کے بناے جائین کہ باہم

اتفاق ۔ محنت ۔ تقسیم دفاتر متحدہ کوشش اور قومی کام کے بے انتہا فوائد حاصل ہون ۔ اس لحاظ سے گورنمنٹ دو صیغون مین تقسیم ہوجاتی ہے ۔ اول عادلانہ اس مین دیوانی اور فوجداری مقدمات کے متعلق بحث ہوتی ہے ۔ دوم انتظامیہ جس کا تعلق کل مال ۔ محصول چنگی ۔ کرورگیری ۔ وغیرہ یعنی سوسائٹی کے متعلق کل باتین جنکا تعلق دیوانی اور فوجداری مقدمات سے نہین ہے ۔

مگر چونکہ یہ دونون شاخین قوانین کے ماتحت اور اوسیکی پابند ہوتی ہین اس لئے وضع قانون دونون پر بالاتر ہے ۔

اگرچہ مذکورہ بالا بیان اغراض گورنمنٹ پورا کرنے کے لیئے بہت ضروری ہین مگر صرف اسیقدر کافی نہین ہین ۔

جہان گورنمنٹ ہوگی وہان اوس کی ابتدا و انتہا ازروے پیمایش اراضی خواہ شمار آبادی جسپر اوس کی حکومت ہے ضرور ہوگی اور اوسی حساب سے ہر ایک ملک خواہ گورنمنٹ کی ایک حد ہوگی خواہ وہ حدبندی ازروے تقسیم قدرتی ہو خواہ ان نون کی آبادی پر منحصر ہو ۔

ملاح جو سمندر مین کام کرتے رہتے ہین اگرچہ اونکے مقامات پر کوئی گورنمنٹ مالکانہ قبضہ نہین کرتی اور نہ اوس کا اظہار کرتی ہے مگر وہ بھی کسی نہ کسی گورنمنٹ کے ماتحت ہوتے ہین ۔ اور اوسی گورنمنٹ کے قواعد کی پابندی کی جاتی ہے ۔ اس مجموعی حالت کا نام ۔ سلطنت ۔ حکومت

خلافت - اور اوس کے اقسام کے لحاظ سے - شہنشاہت - جمہوریت
پادشاہت وغیرہ کہتے ہین - غرض نام کوئی رکھا جاے مفہوم سب
کا ملک کی مجموعی حالت ہی -

اِن مجموعی حالتون کے اتحاد سے گورنمنٹ کا ایک اور مقصد
پورا ہوتا ہی یعنی ایک ملک کی حفاظت بمقابلہ کسی دوسرے گورنمنٹ
کے ہوتی ہی - اور یہی غرض ملک مین فوجی تعلیم وغیرہ کی ہوتی ہی
اِس لیئے گورنمنٹ کا تیسرا بہت بڑا مقصد اپنے ملک کی محافظت بمقابلہ
دوسرے گورنمنٹ کے ثابت ہوتا ہی - جس سے اوس ملک کے ہر فرد
بشر کی حفاظت ہوتی ہی -

ہر شخص جو کسی سلطنت کا رعیت ہونا قبول کرتا ہی اوس کی حفاظت
گورنمنٹ ملک کے ذمے ہو جاتی ہی - جہان بادشاہت ہوتی ہی وہان کی رعایا
تمام شاہی فوج کی بدولت حفاظت مین رہتی ہی اور جہان بادشاہت نہین
ہوتی بلکہ جمہوری سلطنت ہوتی ہی تو ہر ایک اہل شہر جو رعایا کی حیثیت
مین نہین ہوتے استحقاق محافظت خود از جانب فوج سلطنت جمہوریہ رکھتے ہین
مگر گورنمنٹ کے ابہی کام ختم نہین ہوے - اِن سب کے سوا
گورنمنٹ کا ایک ضروری کام رعایا و ملازمین کو اعزاز تقسیم کرنا ہی - تقسیم
خطابات اور تمغون کی نسبت کچھہ ہی کیون نہ خلاف راے دی جاے مگر تاریخ
سے ثابت ہو گیا ہی کہ تقسیم اعزاز نے انسانی سوسائٹی مین بڑا تغیر پیدا کیا ہی -

بعض آدمیون کو روپیہ سے زیادہ اعزاز کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر ان لوگون کو کسی ایسی خدمت کے صلہ مین اعزاز ملا ہے جو انھون نے حقیقت مین پوری کی ہے تو یہ انعام اور خطاب نہایت صحیح ہوگا جس سے صاحب انعام کو اپنے خدمت اور انعام کی قدر ہوگی جو اکثر مرتبہ بغیر کسی کافی استحقاق کے بھی ملتا ہے۔ بلکہ قومی خدمت گزاری اور قومی قدردانی کا حال معلوم ہوگا۔ اور اگر ایسا انجام حسب بیان سابقہ بلا استحقاق نہین ہے تو عام طور سے اوس کی شہرت بھی ہونی چاہیئے۔ پس گورنمنٹ کے چار مقاصد معلوم ہوئے۔

اول　عدالت جس مین دیوانی اور فوجداری کے مقدمات فیصل ہون۔

دوم　تمدنی ترقیات اور بہبودی عام رعایا۔

سوم　فوج سے محافظت ملک۔

چہارم　تقسیم اعزاز۔

انہین چار مدون سے گورنمنٹ کا کل کام نکلتا ہے۔ مگر وضع قانون ان مدون سے مستثنی ہے۔ جو سب پر حاوی ہے۔ جس ذریعہ سے ملک مین انتظام ہوتا ہے وہ قانون ہے۔ اور یہ چار مدون کا نفاذ قانون اور حاکم کے ہوتا ہے۔ اس لئے وضع قانون گورنمنٹ کے لئے سب سے بڑی بات ہے۔

مختصر الفاظ مین یہ کہا جا سکتا ہے کہ گورنمنٹ کا ایک ہی مقصد ہے اور وہ یہ ہے کہ عمدہ قوانین بنانا اور جاری کرنے کے قبل اوسکے ہر پہلو کو دیکھ لینا چاہئے اور بعد نفاذ کے اوس کے تحفظ مین زور دینا چاہیئے۔

پھر حسب اقتضائے طبایع اہل ملک ترمیم و تنسیخ ہوتی رہے گی ۔
مگر یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ گورنمنٹ شروع سے اب تک غیر مکمل طور سے کامیاب ہوئی ہے ۔ کیونکہ انسان خود مکمل نہیں ہے اوس کے قوانین ہمیشہ محتاج تکمیل رہتے ہیں ۔ اور ضروریات آیندہ کے لیئے کوئی قانون حاوی نہیں ہو سکتا ۔ لیکن اس غیر مکمل حالت میں بھی راہ راست کا سراغ ملا ہے ۔ پس گورنمنٹ کو ہمیشہ غیر مکمل حالت ہی میں سمجھنا چاہیئے مگر اوس کے ساتھ یہ بھی اطمینان ہے کہ مثل اور فنون کے ایام گذرنے کے ساتھ ساتھ اس میں ترقی اور تکمیل ہوتی رہے گی ۔ جو گورنمنٹ یا قانون کی سلسلہ وار تاریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے ۔
گورنمنٹ کی تاریخ مثل اور چیزوں کی تاریخ کے پڑھنے کی کیوں خواہش ہوتی ہے ۔ صرف اس لئے کہ اوس میں گورنمنٹ کا وجود اوس کی ترقی ۔ اوس کی تکمیل ۔ انحطاط ۔ پھر اوس کا کسی دوسری شکل میں متشکل ہونا ۔ پھر عمدہ قواعد بنانا وغیرہ ۔ ایسے دلچسپ حالات میں کہ خواہ مخواہ گورنمنٹ کی تاریخ کی جانب لوگوں کا رجحان ہوتا ہے ۔
اگر ہم ترقی کے خیال سے چشم پوشی کریں ۔ یا بھول جائیں کہ کیونکر ترقی گورنمنٹ کے طرز میں ہوتی ہے تو یقیناً ہم گورنمنٹ کی تاریخ اچھی طرح سمجھ نہ سکیں گے ۔ یا اون تغیرات کو نظر انداز کریں جو وہ رفتار زمانہ کے ساتھ انسان کے پولٹیکل معاملات پر سختی سے حملہ

ہوتا ہی۔ تب بھی اس فن کی تاریخ ہماری سمجھ مین نہ آسکے گی۔ ہمیشہ کے تغیر و تبدل سے ایک بات مستقل طور سے قایم ہوتی ہی اور آخر کو اوس مین استقلال بھی پایا جاتا ہی۔

۳　گورنمنٹ کی بنیاد

ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ انسان مدنی الطبع ہی۔ اوس کی خاصیت ہی کہ وہ اپنے ہمجنسون سے ملکر رہے اور یہی خاص وجہ ہی کہ گورنمنٹ کے قیام کی نہایت سخت ضرورت ہوتی ہی۔ مگر بنیاد کے لحاظ سے دو مختلف حالتون کا بیان کرنا غیر ضروری نہ ہوگا۔ ایک بنیاد تاریخی بلحاظ واقعات دوسری بنیاد منطقی بلحاظ علم سیاستی۔

تاریخ جہان تک ہمکو مدد دے سکتی ہی ہمکو معلوم ہو سکتا ہی کہ گورنمنٹ کا وجود ابتدا مین فوجی رہنمائی کی حیثیت مین تھا۔ یعنی جو شخص جنگ کے قابل ہوتا یا قوت و جنگ کی ذمہ داری کرتا وہی مجسم گورنمنٹ ہوتا۔

حکومت خاندانی وہ گورنمنٹ ہی جبکہ اعیان حکومت خاندان ایک بڑے رکن کو خواہ وہ باپ ہو یا بھائی دیدی جاے۔ بعض مرتبہ اس خاندانی حکومت کا ایسا اثر ہوا ہی کہ اوسکو وسعت ہوتے ہوتے قبیلہ قبیلہ پر صادق آتا ہی۔ چنانچہ اس طریقہ پر اب تک بہت سی قومین مثلاً عرب وغیرہ اوسی قدیم رسم کے پابند ہین۔ اور یہ طرز حکومت خاندانی

عمدہ گورنمنٹون نے بھی جنکو شایستگی مین اس وقت بڑا رتبہ حاصل ہی
قایم رکھا ہی ۔ مثلاً جس ملک مین کوئی بادشاہ حکومت کرتا ہی تو اوس کی
جانشینی وہی شخص کرتا ہی جو خاندان مین سب سے بڑا ہوتا ہی ۔ یہ طرز
حکومت خاندانی جو زمانہ قدیم سے جاری ہی ۔ اب تک اوسکا کچھہ بقیہ
حصہ چلا جاتا ہی ۔ اسکے قدیم اور ٹھیک ہونے مین کوئی شک نہین کیونکہ
باپ ہی کے زیر نظر بچون کی نگہداشت و پرورش ہوتی ہی جو نیچرل
قاعدہ ہی لیکن اس طرح کا کوئی حاکم جو خاندانی حکومت کے طریقہ سے
حکمرانی کرے اگر یہ سمجھے کہ کل رعایا اوس کی فرمانبردار اور اوسی کے
حکم پر چلنے والی ہی تو حقیقت مین اوس کی کوئی حکومت نہ ہوگی اور وہ
اس زمانہ کے طرز حکومت کی راہ سے بالکل بیگانہ سمجھا جائیگا ۔ کیونکہ حاکم
کو حکومت اپنی مرضی کے موافق نہین کرنی ہوتی بلکہ ملک کے قواعد اور
رسم و رواج کے لحاظ سے فرمان روائی کرتا ہی اور اگر حاکم ان صفات
کے ساتھہ حکومتی خاندان کا افراعلی ہی تو یہ ایک اتفاقیہ بات ہوگی
ورنہ خاندانی حکومت اوس معنی مین اب مفقود ہی ۔

برخلاف اس کے فوجی سردار جو از روے تاریخ ابتدا مین اصل
حکومت کرنے والا اور اپنے مجموعہ اور گروہ کو پورے طور سے ہدایت
کرنے والا ثابت ہوتا ہی صحیح حاکم پوری قوت کے ساتھہ تسلیم کیا گیا ہی ۔
اور خاندانی حکومت کرنے والے اور فوجی قوت سے حکومت کرنے والے

مین یہ فرق رکھا گیا ہی کہ اول الذکر از روے رشتہ بر سر حکومت بیج جاتا ہی اور موخر الذکر کے پاس حقیقی عہدہ رہتا ہی - فوجی افسر سب کے پہلے مسند حکومت پر سرفراز ہوتا ہی خواہ اوس کو رشتہ خاندان سے رہا ہو یا نہین - اور اس لئے حکومت کی ابتدا فوجی افسر سے ثابت ہوتی ہی - جس مین حکومت اور وقت کی تبدیلیون کے ساتھہ تبدیلی ہوتی رہی اور اسی رفتار کے ساتھہ یقین ہی کہ فوج کا سپہ سالار شاذ و نادر پادشاہ ملک ہو سکے گا -

مگر منطقی بنیاد حکومت کے بارہ مین تاریخی بنیاد سے جدی ثابت ہوتی ہی - اس کا تعلق ملکی اخلاق سے ہوتا ہی اور یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ حاکم کی حکومت کے لئے کونسی ابتدا اور کونسی بنیاد ہی -

اس موقع پر اختلاف آرا ہوتا ہی - ایک فریق جو شاہی حکومت کا قائل ہی وہ کہتا ہی کہ حکومت کے لئے ہمیشہ سے بادشاہ کا وجود لازمی ہی - دوسرا فریق جو جمہوریہ سلطنت کا طرفدار ہی اوس کا بیان ہی کہ جو کام ایک بادشاہ کی حکومت سے نہین ہوا وہ جمہوریہ حکومت مین ہو گیا - لیکن ایک اور تیسرا خیال ہی جو کہتا ہی کہ حکومت کا انحصار ملک کے حالات اور آدمیون کے خیالات پر ہی اور اوس کے لئے کوئی کلیہ ایسا نہین ہی جو تمام ملکون اور وقتون مین یکسان تسلیم کیا جاے - گورنمنٹ کوئی خارجی جسنر نہین ہی بلکہ اوسکا تعلق اوس ملک کے ہر حالتون سے بالکل

لگا ہوا ہے اور وہ کس طرح سے اپنے ماتحت ملک کے رسم و رواج و عادات باشندگان اور دوسرے قدرتی حالات اور مواقعات سے جدا نہیں ہو سکتی اور طرز گورنمنٹ مین ان اُمور کا لحاظ امر ضروری ہے۔ یہ اصول گورنمنٹ عقل اور تاریخ سے مضبوط اور ثابت ہوتے ہین۔ اصول کی رو سے سلطنت جمہوری نہایت عمدہ ہے۔ مگر جہان نصف وحشی آبادی ہو وہان خود مختاری نہایت کامیابی سے چلے گی۔ گورنمنٹ محکوم کی حالتون کے موافق ہوتی ہے۔ اگر وہ صحیح المزاج لایق اور تعلیم یافتہ ہین تو ان کو روز افزون ترقی کے ساتھ ہر سال گورنمنٹ مین انتخاب کی ضرورت ہوگی ورنہ تلوار اون کی راہ راست کے لئے ضروری سمجھی جاتی ہے۔ پس حکومت کے دو طریقے ہین۔ ایک جمہوری۔ اور دوسرے خود اختیاری۔ جمہوری سلطنت کا ادعا ہے کہ وہ لوگون کی مرضی کے موافق ہوتی ہے۔ خود اختیاری گورنمنت کا بیان ہے کہ وہ حکومتی ضرورتون سے ہوتی ہے جس مین ایک شخص کی رائے کی کمالیت بھی تسلیم کر لی گئی ہے۔ مگر ایک طریقہ ان دونون کی بیچ مین ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جس مین جمہوریہ اور خود اختیاری حکومتون کے عنصر ملے ہین۔ اور جسکا دارو مدار مقام حکومت کے حالات اور باشندون کے طبایع پر ہے۔ پس جو ملک اور قوم کے مناظر ہماری آنکھون کے روبرو ہمیشہ رہتے ہین انہین کے موافق حکمرانی عقلاً اختیار کیا جاسکتی ہے اور بالکل خود

مختاری یا بالکل جمہوری سلطنت عام طور سے مفید نہیں خیال کی جاسکتی
مگر حالات ملک اور وقت سے گورنمنٹ یا تو خود مختاری اختیار کرتی
ہے۔ یا جمہوری طریقہ۔ ملک کی جہالت ناشائستگی اور وحشت یا علوم
وفنون کی ترقی وصلح پسندی اور کاروبار تجارت وصنعت وغیرہ کی
وسعت گورنمنٹ کو ایک راہ اختیار کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ عمدہ قانون
کے ہونے سے خود مختار سلطنت اچھی طرح حکمرانی کرسکتی ہے۔ مگر خوف
یہی رہتا ہے کہ قوت حاصل ہو جانے پر ظلم و بے ضابطگی کی طرف رجحان
ہو جاتا ہے اور اسی لئے بادشاہوں کی خودرائی اور بے ضابطگی وغیرہ
روکنے کے لئے چند قواعد پابند کرنے کو بنائے جاتے ہیں۔

۴ اقسام گورنمنٹ

عام طور سے گورنمنٹ کی تین قسمیں بیان کی جاتی ہیں:-
اول　بادشاہت جسمیں ایک شخص اپنی مرضی سے حکومت کرے۔
دوم　امارت۔ جسمیں چند امرائے ملک ملکر حکومت کریں۔
سوم　جمہوری۔ جسمیں کل رعایا ملکر حکومت کرے۔
اگرچہ یہ اقسام گورنمنٹ عام طور سے کہے جاتے ہیں۔ مگر مشکل سے کوئی
ایسا ملک ملے گا جہاں خالص طور سے بادشاہت یا امارت یا جمہوری
رہی ہو۔ سلطنت جمہوری کے اچھے برے ہونے کی نسبت بہت
کچھ لکھا پڑھا گیا ہے۔ اور قدیم سلطنت جمہوری کی مثال بلا بار پیش کی گئی

ہے۔ لیکن اِس امر کا لحاظ نہین کیا گیا۔ کہ حقیقت مین جمہوری سلطنت اپنے اصلی معنی مین کبھی نہین ہوئی صرف اوس کے نام سے تاریخ آشنا ہے۔ اور اوسی نام پر بڑا شور وغل مچایا جاتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ ہر سلطنت جمہوریہ مین جو زمانۂ سابق مین تھین۔ غلامون کی کثرت تھی۔ اور غلام کا لفظ انھین پر صادق آتا تھا جو ملکی حقوق سے خارج کر دیئے جاتے تھے اور بقیہ لوگون مین سے منتخب اشخاص حکومت مین حصہ پاتے تھے۔ یہی حال قریب قریب بادشاہت کا ہے۔ کوئی زمانہ یا کوئی ملک ایسا نہین گذرا جب کہ کل لوگ کسی ملک مین ایک بادشاہ کے مرضی کے تابع رہے ہون۔ امرا ے وقت اور متوسلین حکمران ہمیشہ عام متابعت سے علیحدہ رہے اور اونکے حقوق عام رعایا سے افضل ثابت ہوے بلکہ بعض اوقات امرا وغیرہ کو مساوات کا درجہ حاصل ہوا ہے۔

ہر بادشاہ کے لئے ایک کونسل یا دیوان رہا ہے جو اوس کے خالص مرضی کو ایک معتدل حالت مین لاکر چلاتا رہا۔ گو رکاوٹ کیسے ہی خفیف درجہ کی رہی ہو جیسا کہ روس مین۔ مگر یہ ضرور ہے کہ بادشاہ کی خالص مرضی بالکل خود مختارانہ کبھی نہین رہی۔ اوس کی حکومت اکثر پر ہوتی تھی مگر کل پر نہین۔ کبھی کوئی بادشاہ ایسا نہین ہوا جس نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ سب کے سب کلیتًا بلا واسطہ اوسی کے تابع رہے ہون۔

روس و روم مین گاہ گاہ ایسی حالت پہونچ گئی ہے کہ وہان کے بادشاہ

نے کلیتاً کل باتون کو اپنے خاص زیر نگرانی رکھنا چاہا مگر پھر ایسے واقعات
پیش ہوے کہ جس سے خود مختارانہ کارروائی رک گئی - ان باتون سے
معلوم ہوا کہ گورنمنٹ کی تقسیم محض معنی کے اختلاف ظاہر کرنے کو ہر
ورنہ قریب قریب ایک دوسرے سے ملتی ہین - کہین بادشاہت کہی جاتی ہر
اور کہین امارت اور کہین جمہوری - اب یہ دیکھنا چاہیے کہ ان مین
باہمی فرق کیا ہر - بادشاہ تمام قوم اور کل سلطنت کا مالک اور وکیل
ہوتا ہر - اوس سے کل انتظام سلطنت متعلق رہتے ہین - کل افواج
کا وہی صدر رہتا ہر - صلح و جنگ کا اوسیکو اختیار رہتا ہر - وہ ایک
چشمہ ہر - جہان سے اعزازی تمغے سبکو ملتے ہین - بادشاہت کے منصب
ایسے صاف صاف ہین کہ جہان بادشاہت نہین ہوتی وہان عارضی
طور سے بادشاہ کے فرایض پورے کرنے کو کوئی شخص مامور ہوجاتا
ہر - مثلاً پریسیڈنٹ - وغیرہ -
ممالک دیگر سے تعلقات رکھنے مین بادشاہ اپنے ملک و قوم کا وکیل ہوتا ہر
اور ملکی معاملات مین انتظامیہ کارروائی اوسی سے متعلق ہوتی ہر
اور یہی وجہ ہر کہ بادشاہت موروثی ہوجاتی ہر - کیونکہ انصاف
ہونا لازمی ہر خواہ سلطنت اور ملک کی کوئی حالت ہوا ور اوس مین
کیسے ہی تغیرات کیے جائین مگر عدالت کی کارروائی مستقل طور سے
برابر ہونی چاہیے - اور اس لئے مستقل طور سے ایک شخص کو ہمیشہ

قایم رہنا چاہیئے۔ جس کے نام سے انتظامی امور کا نفاذ ہو۔ اور اسی لیے کہا جاتا ہے کہ بادشاہ کبھی نہین مرتا۔ قوم کا استقلال۔ عدالتی کارروائی کا استقلال و قیام سمجھا جاتا ہے۔ برخلاف اِسکے جب کوئی فوجی شخص حکمران ہوتا ہے تو اوس کے مرنے پر بقیہ لوگون مین حکومت کے لیے بڑے بڑے جھگڑے ہوتے ہین اور جب انہین سے کوئی شخص اپنے آپ کو مالک بنا لیتا ہے تب کہین انتظام از سر نو شروع ہوتا ہے۔

اس معنی مین بادشاہ کی قوت اور اختیار کے نسبت ایک سوال ہوتا ہے کہ اگر بادشاہ مستقل طور سے امور انتظامیہ کا منتظم کیا جاتا ہے تو اوس حالت مین وہ بادشاہ با اختیار رہے گا۔ مگر حکومت نہ رہے گی۔ اگر بادشاہ اپنی مرضی کے موافق کارروائی ملکی مین دخل دیتا ہے تو جو خیالات رعایا کے اوس کی نسبت پہلے قایم کئے گئے ہین وہ باقی نہ رہین گے۔

کیونکہ یہ ایک عام مقولہ ہے کہ بادشاہ سے غلطی نہین ہوتی اسکا مطلب صرف یہ ہے کہ بادشاہ کے فرایض براہ راست رعایا سے متعلق نہین ہوتے بلکہ اوس کے فرایض اوسکے مفصل سے متعلق ہوتے ہین جس کی غایت یہ ہوئی کہ وہ صدر امور انتظامیہ ملکیہ ہوتا ہے اس لیے انتظامی حالتون کی غلطی اور صحت سے اوس کو براہ راست تعلق نہین ہے لیکن جب وہ براہ راست دخل معاملات انتظامیہ ملکیہ مین دیگا تو قانون

کی غلطی محض قانون تک محدود نرہے گی بلکہ اوس کے دخل دینے سے غلطی کا اطلاق ادسپر ہو جائیگا ۔ اور جب تک وہ لپنے اختیارون کو براہ راست ملکی معاملات تک نہ پہونچائیگا اوسوقت تک کوئی غلطی قانونے غلطی سمجھی جاے گی ۔

جب بادشاہ قوم متحد کا ایک صدر تسلیم کیا گیا تو اُمرا ماتحت اختیارات اور مدارج پر قابض سمجھے جائینگے ۔ بادشاہ تمام ملک کا مالک ہوتا ہے ۔ امرا درجہ وار فوج وغیرہ کے حصون پر حکومت کرتے ہین ۔ یعلاقہ اور جاگیر معاوضہ خدمت خوبی دیجاتی ہے ۔

امارت کے تین درجے ہین :۔

اول ۔ سلطنت کے کسی ایک حصہ کی حکومت ۔

دوم ۔ بادشاہ کی ماتحتی مین کسی عہدہ کی اقامت ۔

سوم ۔ تمام ملک کی فوج مین سے کسی حصہ فوج کی کمانڈ (حکومت)

زمانۂ گزشتہ مین امیرون یعنی جاگیردارون کو زمین دیکر صرف فوجی امداد کے لئے رکھتے تھے اوران لوگون نے اپنے اپنے زمانہ مین بڑے بڑے کارنمایان کئے ۔ جس سے یہ طریقہ روزافزون ترقی پکڑتا گیا ۔ مگر جب ملک مین یہ گروہ اُمرا یعنی امارت موقع اور وقت کے مناسبت سے اپنی اصلی حالت امارت سے متجاوز ہو کر حکومت کلی تک پہونچ جاتا ہے ۔ اور جہان بجاے اسکے کہ امیرون سے معاوضہ مین فائدہ پہونچے اور تمام سوسائٹی کی طرف سے

دکا اٹھا پیش ہون وہ خود عنان حکومت اپنے ہاتھون مین لے لیوین اور اسیطرح حکومت امارت کی بنیا ڈالین اوس وقت وہ ملک نہایت درجہ کی سخت بلاؤن مین مبتلا ہوجائیگا اور اوس ملک کی تباہی فورا ہوجاوے گی - کیونکہ چند خاندان کا برسر حکومت ہوجانا سلطنت کی تباہی کی بڑی دلیل ہوتی ہے - جس ملک مین بادشاہ اور امرا بھی ہون وہ اوس حالت سے بالکل جدا ہے جب کہ صرف امرا کی حکومت باقی رہجاوے -

اب جبکہ سوسائٹی کی کیفیت حکومت شخصی اور حکومت اُمرائے ملکی بیان کی گئی تو اب صرف جمہوریہ حکومت کا بتلانا باقی رہگیا ہے - جس طرح شخصی اور امرا کی حکومت کی تباہی کہ مقاصدان دونون کے تمدنی ترقیات اور عام بہبودی خلائق ہے اوسیطرح جمہوریہ کا بھی یہی مقصد ہے -

یہ سوال اکثر کیا جاتا ہے کہ بجاے اس کے کہ ایک ملک کی حکومت ایک شخص یعنی بادشاہ کے ہاتھ مین رہے - لوگون کو اپنے ہاتھ مین حکومت لینے کا کیون شوق رہا کرتا ہے - اس کا جواب بھی بہت آسان ہے - کہ جب کہ عام معاملات مین ایک شخص کی راے سے ناجائز دست اندازی ہوتی ہے - رعایا کے ملکی اور قومی فوائد کو خطرہ رہا کرتا ہے - اور موجودہ وقت سوسائٹی کے کامیابی اور ناکامی پر ہر ایک شخص کی عزت و حرمت جان و مال کا انحصار ہے تو اوس وقت ہر شخص کو اپنی راے دینے اور قومی معاملات مین شرکت کرنیکا

حق حاصل ہوتا ہی وہ چاہتا ہی کہ گورنمنٹ کی رفتار اوس کی راے کے
موافق ہو۔ خواہش یہی کی جاتی ہی کہ لوگون کی خواہش پوری کی جاے
جس کی اور کوئی وجہ بجز اسکے نہین ہی کہ "وہ لوگون کی خواہش" ہی۔
اس سے زیادہ ایک اور بات مقبولیت کی یہ ہی کہ علی العموم ایک یا چند
اہل غرض منتخب شدہ لوگون کی راے بہ نسبت کثیر التعداد لوگون کی
رایون کے جو معاملات ملکی سے دخل رکھتے ہین زیادہ ترجمانی کے قابل
ہوتی ہی اگرچہ یہ لازمی بات نہین ہی مگر امکان سے خارج بھی نہین اور نہ
جمہوری سلطنت کے قیام کی یہ کوئی معقول وجہ قرار دی جاسکتی ہی۔ کہ
لوگون کی راے حکومت چلانے کے لئے سب پر فایق سمجھی جاے۔
قانون مرضی کا تابع نہین ہوا کرتا مگر قانون کا فرض ہی کہ وہ انسان
کی ضروریات اور حوایج کی تلاش کرکے اون کو پورا کرے۔ اس سلئے
انسان کی مرضی قانون نہین ہوسکتی کہ کاروبار کا انحصار اوس پہ
کیا جاے۔ ممکن ہی کہ ایک شخص کسی غرض سے پاگل ہوگیا ہو اوس
کی راے غرض آمیز ہونے سے فائدہ بخش نہ ہوگی۔ اسیطرح ایک
گروہ کسی خاص جوش یا کیفیت سے اوسیطرح راہ راست سے بہک
جاے جس طرح ایک منفرد شخص اچھے کو برا یا برے کو اچھا کردیتا جسطرح
بادشاہ یا امرا کے اختیار مین نہین ہی اوسیطرح عام راے بھی ایسا پورا
تغیر پیدا نہین کرسکتی۔ لیکن اگرچہ عام راے قطعی عمدہ اور سب

سے اچھا فیصلہ کرنے پر قادر ہو۔ مگر تاہم بہت سے معاملات ملکی عام
راے کے محتاج رہتے ہین۔ جن لوگون کو خدا نے عقل و تمیز دیا ہو اور مختلف
طریقون سے اونکے فوائد پیچیدہ ہین اور سرکار کو اپنے تمدنی اور ملکی فواید
کی غرض سے محصولات ادا کرتے ہین وہ یہ بھی جانتے ہین کہ کون کون باتین
رکاوٹ کی ہین۔ کہان سے کون شے نکالدالی چاہیئے۔ اور راس طرح سے وہ
اکثر صحیح اور ضروری نتائج نکالنے پر قادر ہو جاتے ہین۔ بہ نسبت اون
لوگون کے جو محض سوچا کرتے ہین اور جنکو قوت مدرکہ اچھی دی گئی ہو مگر
اونپہ کسی قسم کا دباو نہین پڑا۔ تجربہ سے معلوم ہوا ہو کہ دباؤ بڑا محرک
اور معلم ہو۔ قریب قریب کل ملکون مین ایسے قوانین جاری کئے گئے تھے
جو عام باشندون کو نہایت مضر اور تکلیف دہ تھے اون کی اصلاح اور انمین
عملدرآمد ہونے کی قابلیت انہین عام راؤن سے ہوئی ہو۔ چنانچہ
انگلستان۔ فرانس۔ جرمنی۔ اور امریکہ کے قوانین جو شروع مین عام
قیاس کے خلاف تھے بعد کو بتوسط یا بلا توسط عام راے درست ہوکر
آجتک نہایت خوبی اور عام اطمینان کے قابل چل رہے ہین۔
اگر ہم انگلستان کے قواعد کو جو ولیم کے پہلے اور برّ اعظم یورپ کے قوانین کو
فرانسیسی رزولیوشن کے پہلی تاریخون مین دیکھین اور صرف قوانین
ملکی ہی نہین بلکہ رسم و رواج آزادی اور پابندی وغیرہ۔ تو معلوم
ہوگا کہ عام راے سے کسقدر راس مین صفائی اور درستی آگئی ہو۔

عام رائے کے معنی اگر صحیح طور سے استعمال ہو تو غیر طرفداری کے ہین - اور معاملات ملکی مین غیر طرفداری سب سے بڑا جوہر ہی - باوجود ان سب باتون کے عام رائے کو ہم حکومت چلانے کے لئے قابل نہین سمجھتے - کیونکہ اگرچہ یہ تمدنی حالتون کے درست کرنے کا زبردست آلہ ہی جس سے آزاد خیال لوگون کو انکار نہین مگر حکومت کے لحاظ سے جس مین کل باتین آخر مین عام مرضی پر منحصر ہو جاتی ہین عام رائے مناسب نہین ہوتی جو اگرچہ ایک وقت مثل اعلےٰ درجہ کے خود مختارانہ سلطنت کے مناسب وقت خیال کی جائے - مگر زمانہ کے تغیرات سے سوسائٹی کا تغیر لازمی ہی - اور اس لئے پیچیدگی کا بڑھنا ضرور ہی اوس وقت عام رائے عموماً مفید غرض نہ ہوگی -

۵ باضابطہ اور پنچایتی حکومت

یہ تسلیم کر لیا گیا ہی کہ عمدہ گورنمنٹ کے لئے تین اجزار کی ضرورت ہوتی ہی

اول - بادشاہ اور عدالت -

دوم - گروہ اُمرا -

سوم - حقوق اور فوائد عام رعایا -

اب یہ خیال ہوتا ہی کہ آیا کوئی طریقہ ایسا عمل مین آسکتا ہی کہ سلطنت مین ان تینون اجزار کا شمول عمدہ طور سے رہے اور سلطنت کو کسی اتفاقیہ خرابی سے حفاظت ہو -

واضح ہو کہ عمدہ گورنمنٹ وہ کہلائی جاسے گی جسکے یہان آزاد ۔ روشن ضمیر خوش اطوار رعایا ہوگی ۔ جو اپنے فرایض کو بخوبی سمجھکر کامل آزادی کے ساتھ پورے طور سے قواعد کی پابندی کرے گی ۔ حقیقت مین اگر ایسی حالت ہو تو گویا وہ گورنمنٹ اپنے جملہ مقاصد مین کامیاب ہوگئی ۔ جسکے لئے یہ ضرورت نہین ہی کہ وہ مجرمون کو سزا دسے بلکہ یہ ضرور ہی کہ ایسے قواعد جاری کرے کہ جرایم کا انسداد ہوجاہے ۔ تمام رعایا کو اچھی طرح دلنشین کردیے کہ جرایم قانونی اور دیگر افعال بد نہایت خراب اور بدنام کنندہ ملک ہین اور خوش اطوار اور نیک کردار لوگون کے ساتھ کامل آزادی اور صفائی کے ساتھ برتاؤ ہوگا ۔ اور جرایم کے مرتکب ہمیشہ اور بہت جلد اپنے کیفر کردار کو پہونچین گے ۔ یہ سچ ہی کہ انسان کو اس قدر مختلف خیالات اور خواہشات رہتے ہین جس سے اوس کی حالت محض مصنوعات کے موافق ہمیشہ کے لئے ایک ڈھنگ پر قائم نہین رہسکتی بلکہ نیکی و بدی کا ہونا اقتضاسے بشریت ہی مگر عمدہ گورنمنٹ کے سلسلۂ انتظام پر انسان کے فطرتی افعال بہت کچھہ منحصر ہین ۔ اوس کو اپنی طرف سے اچھی طرح تیار رہنا چاہیئے ۔ خواہ رعایاے ملک بالکل حسب خاطر نہون وہ خود رفتہ رفتہ بپابندی قواعد اور ترغیب و تعزیر گورنمنٹ نیک کردار ہوجائیگی ۔ پس کونسا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے کہ کل فریق سلطنت کا فائدہ ملحوظ رہے اس سوال کا جواب تجربہ پر منحصر ہی ۔ جو کچھہ اصول و قواعد سے مستخرج

ہو مگر یہ ضرور ہی کہ گورنمنٹ محض کتابون مین پڑہنے یا صرف خیال پر منحصر نہین ہی - بلکہ گورنمنٹ سرتاپا عمل انتظام پر منحصر ہی اور انتظام گورنمنٹ مقامی حالتون اور رعا کی عادتون پر موقوف ہی - یہ سچ ہی کہ پولٹیکس کا علم ہوتا ہی مگر حکومت تو محض تجربہ پر منحصر ہی بارہا آزمایش دنا کامی ہوئی ہی مگر بار بار کی آزمایش سے ایکمرتبہ کامیابی بھی ہوتی ہی اور وہی اصول گورنمنٹ کے قرار پاتے ہین - پس گورنمنٹ کے تین اجزا یعنی بادشاہ - امرا - رعایا - ہین -

بڑی بڑی تقریرین اور تحریرین اس امر کے بیان مین پیش کی گئی ہین کہ ان تینون گروہ کا اتصال کسیطرح ممکن نہین ہی - مگر انگلستان کے طرز حکومت نے جو عرصہ دراز سے جاری ہی کل تقاریر وتحاریر کو روک دیا - جہان ان تینون کا پورا اتحاد کمالیت اور آزادی کے ساتھہ ہی - گو اس کو عام طور سے کامل نہ کہا جاے مگر طریقۂ کارروائی بلحاظ حالات ملک ورعایا اس طرح رکھی گئی ہی کہ انگلستان نے اپنی ناموری وعزت وعظمت کو ایک چھوٹی اور حقیر حالت سے تمام دنیا مین پھیلایا - اِس باضابطہ حکومت کا یہ نتیجہ ہی کہ آج انگلستان کی ماتحتی مین ضرب المثل بڑی بڑی نوآبادیان اور ہندوستان ہی - انگلستان کی حکومت بمقابلہ کسی دوسرے بادشاہ کے صرف برابر نہین ہی بلکہ تنہا انگلستان بمقابلہ کل سلطنت ہاے یورپ کے ہی - جو تاریخ جغرافیہ

سے ثابت ہے۔

اب انگریزی طرز حکومت کا کسیقدر مختصر بیان کیا جاتا ہے۔
سب سے پہلے یہ ہے کہ بادشاہ موروثی مالکِ مملکت ہوتا ہے۔ اور وہی پہلا شخص ہوتا ہے جس کے نام سے کل عدالت اور انتظام کا کام ہوتا ہے وہی سرچشمۂ اعزاز و امتیاز ہوتا ہے۔ صلح و جنگ کا اوسیکو اختیار ہے بادشاہ کو پورا اختیار ہے کہ ہوس آف لارڈز اور ہوس آف کامنز کے پاس کردہ قوانین کو منسوخ کردے۔ لیکن یہ حق قانونی ہوتا ہے محض اختیاری نہین ہے اور اسوقت دونون فریق کو اپنے عذرات بیان کرنے کا پورا موقع ملتا ہے۔ اور بادشاہ اپنی مرضی کے موافق عملدرآمد نہین کرتا بلکہ قانون کے موافق۔ جو صرف رعایا کے حق مین مفید نہین ہے۔ بلکہ بادشاہت کے حق مین۔ کیونکہ اس سے جو خراب نتیجہ بادشاہ اور رعایا کے مابین بدمزگی کا ہوتا ہے وہ رکا ہوا رہتا ہے بجاے اس کے کہ وہ ہنگامہ پردازیان ہون جن سے بادشاہ کی جان معرضِ ہلاکت مین ہو جاے کم سے کم اوس کو تخت سے علیحدگی پر مجبوری ہو۔ ایسی حالت مین بادشاہ کے خاص مشیر علیحدہ یعنی تبدیل کردئے جاتے ہین۔ اور لوگون کی مرضی کے موافق وزارت کے تبادلہ سے بادشاہ کا وجود گویا ازسرِ نو قایم ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ ایک نیا بادشاہ تخت پر بیٹھا ہے۔ اس عمدہ اور قابلِ تعریف طریقہ

سے بادشاہ کے سر پر سے جوابدہی اُتر جاتی ہی - اور صرف بُرائی کی ذمہ داری وزارت پر رہتی ہی اور اس سے ہمیشہ کی تبدیل ہمیشہ کی مضبوطی کے ساتھ ہوتی ہی -

پس جب کبھی ضرورت ہوئی تو بادشاہ کی وزارت تبدیل کر دے مگر حکومت کبھی تبدیل نہین ہو سکتی -

انگلستان کے طرزِ حکومت سے ہمارے اکثر ناظرین واقف ہونگے کہ - حکمران - پارلیمنٹ - یا دوسرے لفظون مین محض پارلیمنٹ حکومت کرتی ہی - پارلیمنٹ کے دو طبقے ہوتے ہین -

اول　ہوس آف لارڈز - یعنی طبقۂ امرا - جس مین اکثر موروثی جاگیردار و رؤسا ہوتے ہین -

دوم　ہوس آف کامنز - یعنی طبقۂ شرفا - جو عام لوگون کی طرف سے منتخب ہو کر وکالتاً پارلیمنٹ مین نشست کرتے ہین -

جو قانون بنائے جاتے ہین - اونکی بنا، ہوس آف کامنز مین ہوتی ہی - مگر دونون طبقون کی منظوری کے بعد حکمران وقت سے نفاذ کی اجازت لی جاتی ہی - غرض ایک قانون کے بننے مین تین اجزائے حکومت کی منظوری ضروری ہی - بادشاہ کو اختیار ہوتا ہی کہ قانون پیش کردہ کو منسوخ کر دے - اوس کو صلح و جنگ کے بھی اختیارات ہوتے ہین - مگر زمانۂ دراز سے کوئی بادشاہ ذاتی اقتدارات پر عمل آور نہین ہوا

دونون ایوانوں یعنی پارلیمنٹ کی منظوری پر بادشاہ کا بھی صاد ہوتا ہے۔
اور اس لحاظ سے انگلستان کی حکومت مین ہر سہ اجزاے سلطنت۔
یعنی رعایا۔ امرا۔ اور بادشاہ۔ کافی طور سے شریک ہوتے ہین۔
لیکن چونکہ۔ ہوس آف کامنز کو ہوس آف لارڈز۔ سے زیادہ قوت ہے
اگرچہ ماتحت ہے اس لئے یہ کہنا نازیبا نہین ہے کہ انگلستان مین
ایک قسم کی جمہوری سلطنت ہے۔
چونکہ طرز حکومت انگلستان سے ہمارے ناظرین کو یقیناً واقفیت ہے
اس لئے ہم یہان پر اسی اختصار کے ساتھ اس دلچسپ مضمون کو ختم
کرتے ہین۔ شاید کسی وقت تفصیل کے ساتھ لکھ سکین گے فقط

حسن

بقیہ سفرنامہ نیلگری

(ملاحظہ ہو حسن نمبر ۱۰ جلد ۲)

۲۸ رمضان المبارک سنہ ۱۳۰۶ ہجری پنجشنبہ

آج آٹھ بجے بیدار ہوا - مطلع صاف ہے - آفتاب روشن ہوا سردی کم ہے - برک فاسٹ ۱۱ بجے ہوا - آج پولو میاچ ہے گورنرس ٹیم اور چانیگاہ (نظام) ٹیم کھیلین گے - مین نے ہر دو ٹیم کے مہتممون کو اطلاع دی کہ جو ٹیم بازی لیجائیگا اوس کو ایک کپ (پیالہ) قیمتی ماصہ دونگا - چنانچہ کپ بھی - پی - آر کمپنی واقع مدراس کی شاپ سے آچکا - دوپہر کے بعد مہتممون کا جواب شکریہ آمیز پہونچا - آج تین پہر کو اٹ ہوم (دعوت) اور ٹینس (قسم کھیل) پارٹی مقرر تھی - اور ٹینس گرونڈ صاف اور آراستہ کیا گیا ہے - اور سامان اکل و شرب بھی مہیا کیا گیا ہے - والنیٹر گارڈ سے بانڈ بھی آیا ہے ایک سو سے زیادہ یورپین کی دعوت ہوئی ہے - لیڈی کمانڈر انچیف اور دیگر معزز لیڈیون کے جواب اقبالی بھی آچکے ہین - گورنرس ٹیم کے سکرٹری نے چٹھی لکھی کہ ہم بوجہ میاچ کے ایوننگ پارٹی مین نہین آسکتے ہم کو اس دعوت سے بڑھکر خوشی اوس وقت ہوگی کہ ہم آپ کا کپ جیتین الغرض کل تیاریان ہو چکی تھین کہ ۴ بجے سے غلیظ ابر نمودار ہوا اور نہایت شدت سے بارش ہونے لگی - جس سے مہمانون کے آنے کی امید بالکل منقطع ہوئی - ساڑھے پانچ تک بارش ہوتی رہی ٹینس گرونڈ

بالکل گل آلود ہو گیا - ۶ بجے کے قریب ایک ڈاکٹر لیڈی اور ایک جنٹلمین پہنچے - بیانڈ شروع ہوا بعد چائے خوری کے گلگشت کو نکلے تھے کہ پھر پانی شروع ہوا - اور ساڑھے چھ کو کہیں کم ہوا - مہاراجہ وزیانگرم - کے - سی - آئی - ای - ساڑھے چھ بجے تشریف لائے ہمراہ پرایوٹ سکرٹری اور اسٹاف ڈاکٹر اور منیجر آف دی ہوس جو یورپین تھے موجود تھے - مہاراجہ نہایت خلیق اور ملنسار ہین گاڑی سے اُترتے ہی بڑے تپاک سے شیک ہنڈ کیا اور بہت دیر تک بات چیت کرتے رہے - ۷ بجے مہاراجہ رخصت ہوئے - ابر گھرا ہوا ہے - بیانڈ کو رخصت دیدی گئی - کیونکہ کسی کے آنے کی امید بوجہ بارش نرہی تھی - ساڑھے سات کو ڈنر ہوا -

۳۰ رمضان سنہ ۱۳۰۶ ہجری جمعہ

آج ساڑھے نو بجے بیدار ہوا - سردی کم ہے - دو تین روز سے روز پانی برستا ہے اب بارش کا موسم شروع ہو گیا ہے - اکثر لوگ چلے جا رہے ہین چنانچہ گورنر صاحب ضلع گنجام کے دورہ کو گئی ہین - اور مہاراجہ پدوکوٹہ - اور راجہ صاحب ونکٹ گیری - اور اکثر یورپین عہدہ داران پہار کے نیچے چلے گئے ہین - تین پہر کو آخر شرطین اور اسپورٹس تھی - مگر تین بجے سے بارش شروع ہو گئی - اگرچہ ساڑھے ۴ کو ترشح کچھ کم ہوا لیکن ابر محیط تھا - پونے پانچ کو مین مع ہمراہیان شرط گاہ جانے سوار ہوا راستہ مین معلوم ہوا کہ بوجہ

بارش سے شرط موقوف کی گئی لہذا مین اسپنسر اور بیڈم ہیل وغیرہ کی شاپون کو گیا اور کچھ سامان خرید کیا۔ ساڑھے چھ کو مکان کو واپس آیا۔ ۸ بجے ڈنر ہوا۔ بہت سی چٹھیان بلدہ کو عید کی مبارکبادی مین لکھا۔ ساڑھے نو بجے مین اور ڈاکٹر صاحب انلی روم مین بال کی دعوت مین جاکر شریک ہوے اور پونے تین بجے واپس آئے۔ جلسہ بہلرس (نا کتخدا مردون) نے نا کتخدا استریون کو دیا تھا۔

غرۂ شوال المکرم ۱۳۰۵ ہجری　　شنبہ

آج ۸ بجے بیدار ہوا۔ اگرچہ ابر و باران نہین ہے لیکن سردی زیادہ ہے اور ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ آج عید الفطر ہے۔ مراد علی صاحب اور میر صفدر علی صاحب عید کی نماز کو گئے تھے۔ چونکہ اب بارش تین پہر کو روزانہ ہونے لگی ہے اس لئے اخیر شرطین جو باقی تھین آج صبح کے دس بجے ہوئین۔ مین شب کو بال مین جاکر ۳ بجے واپس آیا تھا۔ اس لئے بوجہ تھکاوٹ کے جا نہ سکا۔ علاوہ اس کے آج عید کا دن تھا معمولی رسوم عید کے ادا کرنا تھا۔ بہرحال نہایت خوشی سے عید کے معمولی رسوم ادا کئے گئے۔ نواب وقار الامرا بہادر کی بھی دعوت تھی اور نواب صاحب ممدوح ساڑھے سات کو رونق بخش ہوے اور ساڑھے نو بجے رخصت ہوے۔ پنو بیگم اور کاظم علی صاحب وسبیون تھٹر کو گئے جس کا بند و بست سابق سے ہی ہو گیا تھا۔ مین آج مدراس پریسیڈنسی کے سررشتہ مال کی تاریخ کو

نہایت شوق و دلچسپی سے دیکھتا رہا اور جسکو چند روز سے مطالعہ کرتا ہون ۔

۲ شوال سنہ ۱۳۱۲ ہجری　یکشنبہ

آج نو بجے بیدار ہوا ۔ سردی بالکل نہین ہی ۔ چونکہ آج روز یکشنبہ ہی ۔ توپ جو روز ۱۲ بجے چلتی تھی آج دس بجے چلی ۔ ساڑہے گیارہ کو نواب وقارالامرا بہادر حسب وعدہ برک فاسٹ پر تشریف لائے ۔ ہمارے بنگلہ سے دو میل فاصلہ پر نہایت پرفضا جنگل مین پہلے ہی سے پکنک کے تیاری کرائی گئی تھی ۔ ہم گاڑیون مین سوار ہوکے وہان گئے ۔ دسترخوان بہت لطافت سے چنا ہوا تھا ۔ مگر نشیب ہونے کی وجہ سے سردی بہت تھی اور تمام زمین نم اور اوسپر غفص یا جھاڑونکا تھا ۔ تھوری دیر بیٹھنے کے بعد معلوم ہوا کہ سردی تلوؤن سے سر مین چڑھتی ہی ۔ اس لئے چند گھانس کے گٹھے فرش کے نیچے بچھائے گئے ۔ اسپر بیٹھنے سے سردی کچھ کم معلوم ہوئی ۔ ۱۲ کے بعد کھانا ہوا ۔ قریب دو بجے وہان سے واپس چلے ۔ اور سیدھے نواب وقارالامرا بہادر کے دولت سرا پر آئے ۔ ڈاکٹر یوسف علی صاحب کا مزاج نادرست ہونے کی وجہ سے پیدل سیمون کے ہمراہ مکان کو چلے گئے ۔ جو وہان سے ۳ میل تھا ۔ ۵ بجے بعد چاء نوشی کے مین مکان کو واپس آیا ۔ غلام رسول اور میرزا کاظم علی ہمراہ تھے ۔ ۹ بجے ڈنر ہوا ۔

۳ شوال سنہ ۱۳۱۲ ہجری　دوشنبہ

آج نو بجے بیدار ہوا ۔ کسیقدر سردی ہی ۔ مطلع صاف ہی ۔ شب مین یہ بات قرار پائی کہ چہارشنبہ کی صبح کو یہان سے بنگلور کی طرف کوچ ہو ۔ اور مسٹر صاحب کا

تار آیا کہ آپ بنگلور سے میسور ہوتے جائیے - آج پولو میاچ ہی - اگر شام کو بارش نہ ہو تو تماشا ہوگا - مگر بسبب بارش پولو نہ ہوسکا - آجکا تمام دن بڑی بے لطفی و کلفت سے کٹا - مین تمام روز بستر سے اٹھہ نہ سکا - آج شب کو چند یورپین کی ڈنر کی دعوت کی ہی - ساڑھے سات بجے سے مہمان آنے لگے - اور ۸ بجے ڈنر کے میز پر گئے خفیف سی ترشح تھی - اور سردی بھی زاید تھی - دعوتیوں کے اسماء یہ ہین:-

ہز اکسلنسی اجوٹی و کیل - لارڈ بشپ انگلنڈ - کرنل ہارڈ اونس - کرنل مارجس - مسس آشلن - مسس نو انگار - چونکہ میز پر جاے کم تھی - اس لئے صرف ڈاکٹر صاحب شریک ہوے تھے - دس بجے برخاست ہوئی -

۴ شوال سنہ ۱۳۱۶ ہجری سہ شنبہ

آج ساڑھے آٹھہ بجے بیدار ہوا - سردی خوب ہی - مقیاس الحرارت ۶۳ درجہ پر ہی اور ابر محیط آسمان ہی - طبیعت بہت سست ہی - فی الواقع اب یہان کی آب وہوا اچھی نہ رہی - مزاج تمام دن مضمحل رہتا ہی - اور اب ہمارے قیام مین ایک ہی دن باقی ہی - کل یہان سے کوچ ہوگا - اور بنگلور جائین گے - تمام دن کہین باہر نہ جا سکا - رات کو ۸ بجے ڈنر کھایا - دس بجے شب کو چپراسی اور دو مغلائی باورچی اور ایک انگریزی باورچی اور فراش و رحمان علی وغیرہ لوگ مع سامان راہی مثاپالم ہوے - یہ لوگ مع سامان بنگلور جائین گے - ۱۲ بجے آرام ہوا چونکہ مین کل نیلگری سے رخصت ہوتا ہون - اور نیلگری موسم گرما مین گورنر مدراس کا دارالحکومت ہی - اس لئے مجھے اکثر یہان حکام مال سے ملنے اور یہان کے

مالی قوانین کے دیکھنے کا اتفاق رہا۔ اس موقع پر مدراس پریسیڈنسی کے قوانین مالی کا کچھہ بیان کرونگا۔

غالباً یہ قوانین ہمارے ممالک ملنگانہ کے لیے بہت کچھہ مفید ہونگے فقط

تاریخ انتظام محاصل اراضی احاطہ مدراس

ریونیو بورڈ یعنی مجلس مالگزاری بندوبست مالگزاری مع ابواب کے مجلس مالگزاری کے
اقتدار میں ہی۔ مجلس مذکور کا اول فرض منصبی یہ ہی کہ محاصل کی تحصیل وقت پر
کی جائے۔ علاوہ اس کے یہ کام ہی کہ ملک کی آبادی۔ کاشتکاری۔ برآمد اور درآمد
صحت اور ترقی کی نسبت مفصل کیفیت مرتب کرکے رکھے۔ مجلس مذکور خاص خاص
قاعدوں کی احتیاجات کا بندوبست کرتی ہی۔ نابالغوں کی جائداد کو کورٹ آف
وارڈ کی حیثیت میں اپنے تفویض میں رکھتی ہی۔ جو عطیہ رقوم کہ وقف ہوتے ہیں
اون کو بر موقع تصریح کرتی ہی اور کاشتکاروں کے مقدمات جو سرکاری جمع بست
سے تعلق رکھتے ہیں اون کو مجلس مذکور طے کرتی ہی۔

ایک قاعدہ کے رو سے مجلس مذکور کے ممبروں میں مختلف کام کی
حیثیت سے اونکے سرانجام دہی کے لیے تین مختلف طریقے مقرر ہیں۔ جو کام ایک
یا دو ممبر با اختیار خود ہی انجام دیتے ہیں وہ اور ممبروں کے روبرو بھی پیش ہوتے
ہیں اور اسی طرح گو ممبروں کی کونسل کے موافق کسی ایک کام کے انجام دہی کے
لیے بورڈ میں بھی کام کیا جا سکتا ہی۔

افسران اضلاع ہر ایک کلکٹر کی تفویض میں (جو مجسٹریٹ کا کام بھی کرتا ہی)
ایک ایک ضلع دیا جاتا ہی۔ جس پر اوسکا پورا اقتدار رہتا ہی اور اوسکے ماتحت سب کلکٹر
مددگار۔ ڈپٹی کلکٹر رہتے ہیں۔ کلکٹر مذکور اون جملہ اشخاص پر حکومت اور نگرانی
کرتا ہی جو بندوبست محاصل میں ملازم ہیں۔ کلکٹر اوس صدر خزانہ کا ذمہ دار ہی جہاں

تعلقہ کا خزانہ بھیجا جاتا ہے اور جس جگہہ اسٹام کا زر وغیرہ فروخت کرنے کے واسطے جمع رہتا ہے - کلکٹر کو یہ بات بھی دریافت کرنی پڑتی ہے کہ آیا محصل اراضی وقت پر جمع ہو گیا ہے یا نہین - اور جو رقم مالگزاری رعایا سے باقی رہگئی ہو اوس کی ادائی کے لئے تجویز مناسب عمل مین لائے - کلکٹر نہ کور نابالغ کی جائداد کا بندوبست کرتا ہے اور سرحدی تنازع کا فیصلہ کرتا ہے - اور معاملات دیہات - بدمعاملگی کے مقدمے بھی اسی سے فیصل پاتے ہین - زمیندار اور کاشتکار کے درمیان جو مقدمات ہوتے ہین اونکا فیصلہ بندوبست و میونسپلٹی اور لوکل فنڈ جو شارع عام و تعلیمات و اقراض وغیرہ کے لئے جمع کئے جاتے ہین اون کی نگرانی کلکٹر مذکور ہی کرتا ہے - اور کلکٹر بحیثیت ایجنٹ مجلس مالگزاری رقوم اوقاف کے برمحل اخراجات کا ذمہ دار رہتا ہے بحری اضلاع مین کسٹم کی کرڈٹر گری پر اوسکا اقتدار ہے - علاوہ اسکے اپنے اضلاع مین کلکٹر کو یہ بھی ضرور ہے کہ اون اضلاع کے باشندون کے خیالات دریافت کرے کہ گورنمنٹ کی کارروائی اور پالسی کی نسبت کسطرح کے ہین - اور پولیس تعمیرات تعلیمات - حفظان صحت اور متفرق ابواب مین گورنمنٹ کو صلاح دیتا رہے -

عملجات کے کل اخراجات کا ایک پانچوان حصہ عدالت فوجداری مین صرف ہوتا ہے اور باقی خرچ محاصل اراضی کے حساب مین محسوب ہوتا ہے - مگر گنجام اور وزگاپٹم کے ایجنسی مین پانچوان حصہ خاص مددگارون اور سب مجسٹریٹ کی تنخواہ عملا اور مسافر کی بابت محاصل اراضی مین سے لیا جاتا ہے - اور باقی کل رقم اخراجات عدالت فوجداری مین صرف ہوتی ہے - کلکٹر ضلع کے اقتدار مین یہ بات ہے کہ کسی ملازم کو جو ڈپٹی کلکٹر

تحصیلدار۔ اور کلکٹری کے سررشتہ دار سے کم درجہ کا ہو معطل یا موقوف کرسکتا ہے
اور جرمانہ اور مذکورہ پرا ورا شخاص کی ماموری بھی اپنے اقتدار سے کرسکتا ہے۔
کلکٹری کے سررشتہ دار۔ اور سب دیو تزین سررشتہ دار کی ماموری کے واسطے
مجلس مالگزاری کی منظوری ضرور ہے۔ اور تحصیلدار اور ڈپٹی تحصیلدار کے تقرر کے
واسطے گورنمنٹ کی اجازت درکار ہے۔ تحصیلدار۔ اور ڈپٹی تحصیلدار صرف گورنمنٹ
ہی کے حکم سے موقوف ہو سکتے ہین۔ مگر کلکٹر ایسے ملازمون کو کسی بدروشی کے
باعث چھ مہینے کے لئے معطل یا تبادلہ کرسکتا ہے۔ مگر درجہ کم نہین کرسکتا۔
لیکن ایسے عہدہ دار کو بورڈ مین اپیل کا اختیار رہتا ہے۔ کلکٹر اپنے اقتدار سے
سررشتہ دار تعلقہ کو موقوف کرسکتا ہے مگر اس امر کی اطلاع گورنمنٹ کو کرنی ضرور
ہے تاکہ کلکٹر کے اختیارات فوجداری منسوخ کئے جاسکین۔ کلکٹر کو اس امر کا
اختیار ہے کہ اپنے ماتحتون پر جرمانہ کردے مگر دس روپیہ سے زیادہ جرمانہ بغیر
منظوری مجلس مذکور نہین کرسکتا۔ سب کلکٹر جو مجسٹریٹ کا کام بھی کرتے
ہین اون کی تفویض مین بہت سے کام ہوتے ہین
اور مددگاران کلکٹر کی نسبت زیادہ مقتدر رہتے ہین۔ اون کے عملہ مین بہت سے
سررشتہ دار کنی محرر اور ملازم رہتے ہین۔
کلکٹر کا صدر مددگار بہ دیاتین تعلقون کا کام اپنے تفویض مین رکھتا ہے۔ اور یہ
کام اپنے ذمہ داری سے کرتا ہے۔ دو خاص مددگار (اسپشل اسسٹنٹ)
وزگاپٹم اور گنجام کے جنگلستان گورنر کی ماتحتی مین کام کے لئے مخصوص طور پر

مقرر رہتے ہین - جب کوئی مددگار کلکٹر قانون اور زبان کے امتحان مین کامیاب
ہوتا ہی تو اوس کے تفویض مین ایک یا دو ضلع دیدیے جاتے ہین اور جب تک
امتحان مین کامیابی حاصل نہین کرلیتا ہی اوس وقت تک کسی عہدہ دار اعلی کے
پاس کارآموزی کے واسطے بھیجدیا جاتا ہی -

اکیس خزانے اضلاع مین رہتے ہین اور ہر ایک خزانہ کے واسطے ایک یا دو ڈپٹی
کلکٹر درکار ہین - کیونکہ اوسط محاصل ضلع وار دو سو ملین لاکھ روپیہ ہی اور اخراجات
بھی معتدبہ ہی - ڈپٹی کلکٹر کا یہ بھی فرض ہی کہ کلکٹر اور اونکے مددگارون کو انتظام
محاصل مین اور عدالتی کاروائی مین امداد دے - مگر ڈپٹی کلکٹر مدراس جو کہ
مجسٹریٹی فرایض ادا نہین کرتا اس سے مستثنی ہی -

پچاس ڈپٹی کلکٹر مستقل ہین - اور ضرورت کے وقت ہنگامی کلکٹر بھی رکھ لئے
جاتے ہین -

ایک ضلع کئی تعلقون پر تقسیم کیا گیا ہی - اور وہ تعلقے تحصیلدارون کے تفویض مین
دیے گئے ہین - ایک ضلع کے تعلقون کا شمار سوائے اضلاع مدراس و نیلگری
کے کہین تین (۳) اور کہین دس (۱۰) اور کہین اس سے زیادہ ہی -

ایک اوسط درجہ کے تعلقہ کا رقبہ سات سو میل مربع ہی - اوس مین دو گانون
ہوتے ہین - اور ایک لاکھ پچاس ہزار آبادی ہوتی ہی - اور محاصل [illegible] لاکھ کے
قریب ہوتا ہی - تعلقے اپنے عمدگی کے لحاظ سے پانچ درجون کے ہین -

تحصیلدار کے عملہ مین ایک سررشتہ دار کے محرر منتظم مالگزاری اور نوکر وغیرہ

ہوتے ہین۔ تعلقہ کے خزانہ کا چارج سررشتہ دار کے پاس رہتا ہے۔ اور تخمینی حیثیت آ
رجسٹر اور ماہانہ تخمینے بھی سررشتہ دار کے ذمہ داری سے تیار ہوتے ہین۔
محرر جو شمار مین آٹھ یا نو ہوتے ہین۔ حساب۔ بلنس۔ خلاصہ تخمینیات۔ زراعت
تخمینات بابتہ موسم و دیگر ابواب محاصل۔ سلاک اور رجسٹر وغیرہ تیار کرتے ہین
تحریرات کا کام اور عدالتی کارروائی کو سرانجام دیتے ہین۔ اور دفتر کے اشلہ
وغیرہ اپنے تفویض مین رکھتے ہین۔ قانونگو جو گرداور جو شمار مین تین یا چار ہوتے
ہین تعلقات کے حصے اون کے تفویض مین دیئے جاتے ہین اور وہ ایک گاؤن
سے دوسرے مین دورہ کرتے پھرتے ہین۔ اور اس بات کو دیکھتے رہتے ہین
کہ دیہات کے افسرون کا کام بخوبی انجام پا رہا ہے اور ایسے لوکل تحقیقات کرتے
رہتے ہین جو تحصیلدار کے کار آمد ہوتے ہین۔ ہر ایک تحصیلدار سب مجسٹریٹی کا کام
بھی دیتا ہے۔ اس حیثیت مین اوس کی ڈپٹی تحصیلدار اور سب مجسٹریٹ مدد
کرتے ہین۔ یہ ڈپٹی تحصیلدار اور سب مجسٹریٹ بڑے بڑے قصبون مین
مقرر ہوتے ہین۔ افسران مذکورین سے بعض کے تفویض بڑی بڑی خانگی
جائدادین جو تحصیلدار کے سرکاری اقتدار مین نہین ہوتین کر دیجاتی ہین۔
اور ہر ایک افسر مذکور کے تحت ایک چھوٹا عملہ ہوتا ہے۔
ان جملہ تعلقات کے عملجات کا اصل خرچ حال کے حساب کے لحاظ سے

افسران دیہات بندوبست مالگزاری کے انتظام کی اصل گاؤن کے ملازمین
سے حاصل ہوتی ہے۔ ہر ایک ہنودی گاؤن مین بارہ ملازم ہوتے ہین جو بارہ

بلوتے کے نام مشہور ہین - یہ بارہ ملازم تمام ضروری کام کا سرانجام دیتے ہین
اون کی فہرست یہ ہے - انمین سے پانچ سرکاری کام انجام دیتے ہین اور انتظام
مالگزاری کے رکن سمجھے گئے ہین - چودھری - کرنم - (یا ملی سب) صراف - ترکتی
تلاری - کمہار - سنار - جوہری - نجار - حجام - دھوبی - رمال - انمین
سے چودھری سب سے بڑا افسر ہے - گورنمنٹ کی طرف سے سردار سمجھا جاتا ہے
محصل جمع کرتا ہے اور دیوانی اور عدالتی اقتدارات بھی اوس کو حاصل ہوتے
ہین - مجسٹریٹ کی حیثیت مین وہ لوگون کو لڑائی دنگہ کی بابت سزا دیتا ہے اور جج
کی حیثیت مین وہ درقومات کے مقدمے اور شخصی ملک کے جھگڑے جو قیمت مین دس
روپیہ سے زیادہ نہین ہوتے طے کرتا ہے اور اوسکے فیصلہ کا مرافعہ نہین ہوتا -
فریقین کی رضامندی پر دیوانی مقدمات سو روپیہ تک فیصل کرتا ہے - فریقین
کی رضامندی پر وہ پنچایت مقرر کرسکتا ہے - جو مقدمات کو بعینیہ لحاظ رقم اور
نیز بغیر مرافعہ کے طے کردیتی ہے - چودھری کے پاس گاؤن مین سب سے بڑا
حصہ اراضی کا ہوتا ہے - اور گاؤن کے باشندون پر اوسکا بڑا اثر ہوتا ہے -
چودھری گاؤن مین سرکار کی طرف سے وکیل ہوتا ہے - اور مالگزاری کی قسم
اول اسی کے ہاتھ سے وصول ہوتی ہے - جج کی حیثیت مین وہ منصف سمجھا جاتا ہے
بعض اضلاع کا یہ دستور ہے کہ وہان منصفی اور منی گاری علحدہ علحدہ ہوتی ہے
اور بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ ایک گاؤن مین کئی منی گار مقرر ہوتے ہین -
چودھری کے فرائض ضابطہ یازدہم بابتہ ۱۸۱۶ع مین مندرج ہین -

کرنم دیہات کا محاسب ہوتا ہے اور وہ علاقہ دیوانی کا ایک اعلیٰ عہدہ دار سمجھا جاتا ہے صراف صرف بعض دیہات میں موجود رہتا ہے۔ اوس کا کام یہ ہوتا ہے کہ رعایا جو رقم چودہری کو دیتی ہے وہ اس رقم کو پرکھ لیتا ہے۔ اراضی کی آبپاشی خواہ وہ بذریعہ تالاب ہو یا بذریعہ نہر نیر گنٹی سے سرانجام پاتی ہے۔ بعض دیہات میں آبپاشی ہوتی ہے لیکن نیر گنٹی وہاں نہیں ہوتا تو اوس حالت میں گاؤں کا چپراسی آبپاشی کا کام دیکھتا ہے یا خود کاشتکار لوگ اوسکا بندوبست کرتے ہیں۔ تلاری چودہری کے ماتحت ایک چپراسی کا کام کرتا ہے۔ آکا کام پر اکثر پنچ قوم کے لوگ مقرر ہوتے ہیں بعض وقت تلاری کو نگہبانی کا کام دیا جاتا ہے اور باقی جملہ ملازم صرف پیشہ ور لوگ ہوتے ہیں۔ جنکا ہونا گاؤں کے باشندوں کی حاجت برآری کے واسطے ضرور ہے۔ سرکار نے گاؤں کے عملہ میں تغیر تبدل کیا ہے اوس کے لحاظ سے ان ملازمین کے تئیں مختلف کام دیئے گئے ہیں۔ اور اون کے نام بھی مختلف رکھے گئے ہیں۔ جس صورت میں دیہات کی کوئی خدمت موروثی ہوتی ہے تو اوس شخص کے فوت ہونے کے بعد دیسی قانون کے موجب اوسکے وارثوں کو وہ خدمت ملتی ہے۔ مگر اس میں فرق اتنا ہی ہے کہ ہندو قانون کے موجب اوس جائداد کے ٹکڑے نہیں کئے جاتے ہیں۔ چودہری کرنم۔ نیر گنٹی۔ اور تلاری کے خدمتوں کے سوا اور خدمات میں دیہات والے خود اپنا بندوبست کر لیتے ہیں۔ اور اگر ضرورت پڑے تو کلکٹر کو درخواست دیکر فیصلہ کرا دیتے ہیں۔ مگر خدمات مذکورہ پر کلکٹر حقدار خود معین کر دیتا ہے۔

امیدوارون کے انتخاب مین کلکٹر حتی المقدور دیسی قانون کو پیش نظر رکھتا ہو عورتون یا نابالغ امیدوارون کے عوض گماشتے مقرر کیے جاتے ہین۔ مگر اس تقرر مین کلکٹر کی منظوری ضروریات سے ہی۔ متبنی کرنے کی منظوری یا نامنظوری حسب قانون کی جاتی ہی۔ اگر کسی شخص کو دعوی ہو تو وہ اپنا دعوی کلکٹری مین پیش کر سکتا ہی اس مقدمہ کے تصفیہ کے لیے کلکٹر فریقین کے نام اور نیز گواہون کے نام طلب نامہ بھیجکر روبرو بلاتا ہی۔ اگر اس طلب نامہ پر کوئی شخص حاضر نہو تو اوسکو سزا دیجاتی ہی۔ ان مقدمات پر قانون دیوانی کے دفعات نافذ نہین ہوسکتی اور ڈگری یاب کو خرچہ نہین دیاجاتا ہی۔ اور سرکار ہند نے ایسے دعاوی مین کورٹ فیس معاف کی ہی۔ تین ماہ کے اندر ایسے مقدمات کا مرافعہ ہوسکتا ہی۔ تعلقہ کے حاکم نے جس مقدمہ کا فیصلہ کیا ہو اوس مقدمہ کا مرافعہ کلکٹری یا مجلس مال مین فریقین کر سکتے ہین۔ کلکٹر کے فیصلہ پر مجلس مالگزاری مین مرافعہ ہوسکتا ہی اور مجلس مذکور کے فیصلہ پر گورنمنٹ مین اپیل ہوسکتی ہی۔ اس ضابطہ کی تعمیل کرانے کے لئے کوئی قانون مقرر نہین ہی اور کسی شخص کو بیدخل بھی نہین کیا جاسکتا مگر یہ بات ہی کہ تحصیلدار کے احکام کے مخالف کبھی نہین کیے جاتے۔ کلکٹرون کو اسبات کی فہمایش کی گئی ہی کہ اگر کسی شخص کا قبضہ تین برس سے زاید عرصہ سے چلا آتا ہو تو اوس کی بیدخلی کرنے مین نہایت احتیاط کرنی چاہیے۔ لیکن وہ اپنے دفتر مین اس بات کو لکھدیتا ہی کہ فلان شخص نے فلان شخص کے مقابل دعوی پیش کیا تھا تاکہ بے قابض کے مرنے پر سابق کا دعویدار اپنا قبضہ کر لے۔ کلکٹرون کو

اختیار ہے کہ بدروشی کے باعث دیہات کے ملازموں کو برطرف کردے اور اوس
صورت میں اوسکا وارث اوسکا قایم مقام ہوگا بشرطیکہ وہ بدروشی کے جرم
میں شریک نہ ہو ۔ اور اگر یہ بات ممکن نہو تو مجرم کے خاندان سے باہر تک غیر شخص
مقرر کیا جا سکتا ہے ۔ دیہات کے اوس خدمت جنکو سرکار سے کچھ تعلق نہیں ہے ۔
دیہات والوں سے اپنی محنت کی اجرت وصول کر لیتے ہیں ۔ جس غیب سرکاری
ملازمین کو سرکار سے زمانہ سابق میں زمینیں دیدی ہیں اونکا قبضہ بحال رکھا جاتا
ہے ۔ مگر اب سرکار ان لوگوں کو زمین یا وظیفہ نہیں دیتی ۔ دیہات کے سرکاری
ملازمین کو سرکار کی طرف سے زمینیں دی جاتی ہیں ۔ یہ زمینیں اکثر بغیر محصول
دیجاتی ہیں اور بعض وقت خفیف محصول لیا جاتا ہے ۔ اس محصول کا نام جوڑی
رکھا گیا ہے بعض وقت دوسرے کاشتکاروں کے اراضی کا اون کے نام سے محصول معین
کر دیا جاتا ہے بعض وقت علاوہ سرکاری محصول کے کاشتکاروں سے غلہ یا نقد
روپیہ ملازم کو دلوایا جاتا ہے ۔ اور بعض وقت سرکار نقد تنخواہیں دیتی ہے ۔
جس صورت میں کہ تنخواہ کے عوض زمین دیجاتی ہے تو اکثر جھگڑے واقع ہوتے
ہیں لیسے مقدمات کو کلکٹر سنہ ۱۸۳۰ء کی جیٹر ایکٹ کے مطابق فیصلہ کرتا ہے اور اکثر
مقدمات میں صرف اس بات کا فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ اراضی متنازعہ فیہ مدعی
کے قبضہ میں دلائی جاوین ۔ یا یہ کہ شخص قابض سے اوس زمین کو محصول مدعی
کو دلایا جاوے اور اس بات کی تحقیقات نہایت دشوار ہے کیونکہ یہ بات سرکاری
عمل دخل کے زمانہ کے پیشتر سے تعلق رکھتی ہے ۔ یہ امر نہایت غور طلب ہے اور اکثر

ایسے مقدمات میں فریقین کے بیانات کو دیکھکر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ گورنمنٹ جو اب حال میں اراضی اور نقد روپیہ ملا کر دیہات کے سرکاری ملازمین کو دیتی ہے اوسکا خرچہ ... روپیہ سالانہ بیٹھتا ہے۔

گورنمنٹ نہیں چاہتی ہے کہ دیہات کے ملازمین کو انعام کے طور سے زمین دیجاوے یا کاشتکار لوگوں کو میرا دیوے اور حتی الامکان سرکار ان لوگوں کو نقد ماہوار دینا پسند کرتی ہے۔ سنہ ۱۸۶۴ء میں ایکٹ بھی سرکار نے اس غرض سے نافذ کیا تھا کہ کاشتکاروں سے ایک آنہ فی روپیہ لیکر دیہات کے سرکاری ملازمین کا خرچہ ادا کرے۔ محکمۂ انعام سے یہ قانون قرار پایا ہے۔ کہ اراضی انعام پر خفیف محصول لگایا جاوے۔ اور بعض صورتوں میں اراضی انعام پر محصول بالکل نہیں لیا جاوے۔ ان قاعدوں کے جاری کرنے سے دیہات کے سرکاری ملازمین کی اجرت میں بڑا تغیر واقع ہوا۔ اور اراضی کے عوض میں نقد ماہواریں معین کی گئیں۔ اور اس موقع پر اون کی دہاڑن میں بھی بڑا تغیر ہوا اور جو بیجا رقمیں دیہات کے ملازمین وصول کر لیتے تھے اوس کے واسطے ایک عمدہ بندوبست کیا گیا۔ اِس بارہ میں مختلف اضلاع میں مختلف اقسام سے کارروائی کی جاتی ہے ابھی تک اِسکا تعلق محکمۂ بندوبست سے تھا۔ لیکن آیندہ محکمۂ مذکور سے کچھ علاقہ نہ رہیگا۔ جس رقم سے دیہات کے سرکاری ملازمین کی تنخواہیں دی جاتی ہیں اوسکو ولیج سروس فنڈ کہتے ہیں۔ اِس رقم میں وہ تمام خفیف محصول جمع کئے جاتے ہیں جو صرف اراضی انعام سے وصول ہوتے ہیں۔ ایکٹ چہارم بابت سنہ ۱۸۶۴ء

کے محصولات اور اون راضی کے محصولات جو سابق مین انعام بھی اور اراضی خالصہ مین شامل کر لی گئی ہین اسی مد مین شریک کیے جاتے ہین۔ اس تغیر و تبدل سے جو نتیجہ پیدا ہوا کر وہ ذیل کے دو مثالون سے ظاہر ہو۔ فرض کرو کہ ایک دیہات کے ملازم کے پاس سرکاری زمین تھی اور وہ اوسکا کچھ محصول نہین دیتا تھا اور اگر دیتا بھی تھا تو نہایت خفیف رقم اوس سے وصول ہوتی تھی لیکن اب نئے قاعدہ کی رو سے سرکار اوسکو نقد تنخواہ دیا کرے گی اور وہ زمین بھی اوس کے حوالہ کردے گی مگر اوس زمین کو اوس کی خدمت سے کچھ تعلق نہوگا۔ اور اوس زمین پر سرکار مالگزاری لگائیگی مگر دوسری مالگزاری کی رقم موجودہ رقم کا پانچ آٹھوان حصہ ہوگا۔ کم محصول لینے کا صرف یہ باعث ہو کہ ان اراضی پر مدت سے اونکا قبضہ چلا آتا ہے۔ اور لوگ ان اراضی کو اپنی ذاتی جائداد سمجھنے لگے ہین۔ دوسری مثال یہ ہو کہ فرض کرو کہ ایک دیہات کے ملازم کو ایک اور کاشتکار کے زمین کا محصول مقرر کر دیا گیا ہو تو اوس صورت مین وہ کاشتکار تمام محصول دیہات کے ملازم کے حوالہ کردیگا اور ملازم مذکور پانچ آٹھوان حصہ اوسکا سرکاری رقم مین جمع کردیگا اور باقی تین آٹھوان حصہ خود لے لیگا اس مین اوس کاشتکار کو کچھ نقصان نہوگا۔ دیہات کے سرکاری ملازمین کے فوت کے وقت تقسیم جائداد کے بیچ ا... اور بعض انتظامیون کی وجہ سے بہت دعویدار پیدا ہو جاتے ہین بعض مقامات مین فوت شدہ ملازم کا وظیفہ دعویدارون پر تقسیم ہو جاتا ہو حالانکہ صرف ایک آدمی دیہات کا کام دیکھتا ہو جسوقت اس رقم کے بھی دعویدار موجود ہون اور یہ ثابت ہو کہ سالہا سال سے وہ اس رقم کو پاتے ہین گو اس طرح کی

تقسیم وظیفہ اوّلاً کسی غلطی سے ہو گئی ہو تو اون سب کو رقم جمع بندی کا ۹/۲ حصّہ عطا کیا جاتا ہی۔ ان قواعد و ضوابط کی تصریح بخوبی کی گئی ہی بہت سی حالتون مین ایسا کیا جاتا ہی کہ اگر کوئی شخص سرکار کی طرف سے دیہات کے کام پر صرف یک سال ہی رہا ہو تو اوس کا استحقاق ویسا سمجھا جاتا ہی جیسا کہ دوسرے ملازمین کا اور جو کم سال تک سرکار کی نوکری بجا لاتے ہین ایسے حالتون مین جیسا کہ اوپر بھی بیان آچکا ہی باشندگان دیہات کے بنس ملازم مذکور کو نہین دیجاتی ملکہ سرکار ایک آنہ فی روپیہ خود لیکر افسران دیہ کو ماہوارین دیدیتی ہی۔ عملیات کی ترمیم کے وقت پر چھوٹے چھوٹے دیہات ملا دیے جاتے ہین تاکہ عہدہ کا خرچ کم ہو جاوے لیکن ملاتے وقت اس بات کا لحاظ ضرور کیا جاتا ہی کہ دیہات کا اشتراک اسقدر نہ کیا جاوے جس سے انکے باشندون وغیرہ کو تکلیف ہو ایک منصف اور تلاٹی ہر ایک گاون کے واسطے مقرر کیا جاتا ہی اور حتی الامکان باشندگان دیہہ کی راے دیہات کے دینے مین لی جاتی ہی۔

ترمیم کے وقت ملازمین کا شمار کم ہو جاتا ہی مگر اون کی تنخواہون مین ترقی کر دیجاتی ہی۔ جب ترمیم مذکور تمام و کمال ہو چکتی ہی تو ظاہر ہی کہ بہت سے زمینی جھگڑے اوٹھ کھڑے ہوتے ہین جنکا تصفیہ حسب ایکٹ بابت ١٨٦١ع عیسوی کے کیا جاتا ہی۔

ترمیم کی حالت مین بھی وہ خدمات موروثی رہین گے جو اشتراک سے پہلے موروثی تھے۔ اور قایم مقامی کے مقدمات حسب ایکٹ مذکور قابل سماعت ہونگے۔

جن اضلاع میں اس طرح کی ترمیم ہو چکی ہے یا پوری ہے وہ یہ ہیں۔ گوڈاوری۔ کرنول ستاولی۔ نیلم چنگلپٹ۔ نیلور۔ ترچناپلی۔ کسٹنا۔ نیلگری۔ گربہ۔ کنارا جنوبی اور گنجام۔ بلہاری۔ اور کٹ شمالی۔ اور کوئمبا ٹور۔ میں ترمیم ہونے والی ہے باقی کے اضلاع میں پرانا قاعدہ جاری ہے۔ تنخواہ کی شرح جو ترمیم کے وقت کھینچی ہے مختلف مقامات پر مختلف ہے۔ کرنول گوداوری اور ترچناپلی میں جو ماہواروں کی شرح مقرر کی گئی ہے وہ بطور نمونہ کے لکھی جاتی ہے۔

منیر الملک

ممتاز انگلو انڈین

(نمبر ۱)

سر اکلینڈ کالون

مرحوم آنریبل جان رسل کالون صاحب سابق لفٹنٹ گورنر ممالک شمال و مغرب
کے پانچوین صاحبزادے آنریبل سر اکلینڈ کالون حال لفٹنٹ گورنر شمال و مغرب
و چیف کمشنر اودھ ۱۸۵۸ء مین ہیلبری کالج کی طرف سے ہندوستانی سول سروس
کے رکن مقرر ہوے تھے —

سر اکلینڈ کی ہندوستانی زندگی کا ابتدائی حصہ ممالک شمال و مغرب
مین گزرا جہان کہ اسسٹنٹ مجسٹریٹ اور اسسٹنٹ سٹلمنٹ آفیسر کی خدمات انجام
دیتے رہے اور اوسی زمانہ مین اون اعلی درجہ کی معلومات و وسیع تجارت کی
بنیاد قایم ہوئی جنکے لحاظ سے وہ حال کی افیشل لایف مین ایک جلیل القدر معتمد
عوام و سلطنت اور تجربہ کار مدبر خیال کئے جاتے ہین —

صاحب موصوف جنکی قابلیت صوبجات متحدہ کے باہر بھی تسلیم ہوگئی تھی
سنہ ۱۸۶۴ء مین گورنمنٹ ہند کی جانب سے اول ہوم اور بعد کو فارین سکرٹیری مقرر ہوے
اس آخرالذکر صیغہ مین انھون نے سر ہنری ڈیورنڈ کے ساتھ کام کیا
جنکی قابلیت پر وہ نہایت اعلی خیالات رکھتے ہین - لیکن سر اکلینڈ کی مالی قابلیتون
نے گورنمنٹ شمال و مغرب کو اونکی طلبی پر پھر مجبور کیا - اور سنہ [illegible]ء مین وہ محکمہ بورڈ
آف ریونیو الہ آباد کے سکرٹیری مقرر ہوے جہان کہ اونھون نے نایاب خدمتین

سرانجام دین - جو اس درجہ مقبول ہوئین کہ اوسوقت سے ترقیون کا سلسلہ برابر جاری رہا - سنہ ۱۸۷۸ و ۷۹ء کے مابین سکرٹیری محکمہ مال ہونے کے علاوہ سر جان اسٹریچی کے سکرٹیری گورنمنٹ بھی مقرر ہوے تھے - اوسی زمانہ مین پونا اور احمدنگر مین بہ انتظامی اراضی کی وجہ سے گورنمنٹ بمبئی کے تحت مین بھی اونکے قابل قدر تجربون کی آزمایش کا موقع ملا تھا -

سر ایولن بیرنگ نے جو اپنے قرابتدار وایسراے لارڈ نارتھ بروک کے زمانہ مین سر اکلینڈ کے فنانشل تجربون کا اندازہ بخوبی کر چکے تھے جبکہ مالی امور مصر کی سرانجام دہی مین مصروف تھے - گورنمنٹ ہند کو سر اکلینڈ کالون کے روانہ کیے جانے کی ترغیب دی -

حقیقت یہ ہے کہ سر اکلینڈ کی موجودگی مصر نے وہان کی مالی حالت مین قاعدہ اور انتظام پیدا کیا - اور جب سر ایولن بلا لیے گئے اور ہندوستان کے فنانشل منسٹر مقرر ہوے تو سر اکلینڈ کالون ایک فرینچ ہمصفیر کے ساتھ اون کے عہدہ کے خدمات بھی ادا کرتے رہے - اور جو عزت کہ مصر کو یورپ کے بازار تجارت مین اس وقت حاصل ہے وہ زائد تر انھین یورپین منتظمین کی بہی خواہی کی شکرگزار ہے عرابی پاشا کی مشہور لڑائی کے زمانہ مین سر اکلینڈ کالون نے جو اوسوقت تنہا قاہرہ مین تھے اور حضور ملکہ معظمہ کے ریپریزنٹیٹو سر اے مالٹ بھی رخصت پر تھے نہایت قابل تعریف کام کیے - ۹ ستمبر کی صبح کو جبکہ عرابی پاشا کے ساتھیون کی تعداد سر اوٹھا چلی تھی اونکی دلیرانہ صلاح یہ ہوئی کہ قبل اسکے کہ عرابی

پاشا کا کوئی عذر سنا جاوے خدیو کو اپنی حکومت کا اعلان تمام فوج مین گشت کرا دینا اور باغیون سے اونکی تیغ و سپر طلب کر لینا چاہیے۔

کچھ شک نہین کہ اگر اس مدبرانہ صلاح پر عمل کیا جاتا تو مصر کی لڑائی کو ذرا بھی طول نہ ہوتا اور خود عربی پاشا جو اپنی خام خیالی کے نتایج سے خوف زدہ ہو گیا تھے راہ راست پر آجاتے۔ مگر بدقسمتی سے ایسا نہ ہوسکا اور وہی نتیجہ ہوا جسکو سب لوگ جانتے ہین اور یہان اس بات کا بیان کرنا کہ جب تک عربی پاشا کو شکست نہین ملی خدیو مبتلاے رنج بار سے طول عمل ہے۔

سر آکلینڈ کالون کو لہ باری سکندریہ کے وقت بھی موجود تھے جن سے سر بکیپ سیمور (ایڈمارل) کو بہت پولیٹیکل مشورون کی مدد ملی۔

امن قایم ہونے پر صاحب موصوف جو اسی زمانہ مین آرڈر آف سینٹ میکایل اینڈ سینٹ جارج" کے نامٹ ہو چکے تھے ہمارے ناظرین افسر اور خدیو کی خاص خواہش سے واپس آکر گورنمنٹ مصر کے مشیر مال مقرر ہوے جہان کہ اونھین اپنی مشہور قابلیتون کے صرف کرنے کا موقع ۱۸۸۳ء تک حاصل رہا۔ جب کہ وہ ہندوستان مین سر ایولن بیرنگ کی جگہ پر طلب کر لئے گئے تھے سالہاے گزشتہ مین سر آکلینڈ کی مستثنی لیاقتون کا بخوبی امتحان ہوا۔ اور ۲۱ نومبر ۱۸۸۷ء کو انھون نے سر الفرڈ لایل سے ممالک متحدہ کی لفٹننٹ گورنرشپ کا چارج لے لیا۔ اور بعد ایک ہفتہ کے جو تقریر بحیثیت چانسلر الہ آباد یونیورسٹی فرمائی گئی تھی وہ اہم اور دلچسپ تھی۔۔۔

ہمنے ایک سرسری آورده مگر ان دوست انگریزکی افشیل لایف بیان کرکے اپنے ناظرین کو یقین دلایا ہی کہ ہندوستانی سول سروس کے انگریز ارکین اون تمام اہم خدمات کی سرانجام دہی مین نایاب ہوشیاری اور ایمانداری صرف کرسکتے ہین جو تاج برطانیہ اونکو سپرد کرتا ہی اور سر اکلینڈ کالون کی خدمات مصر اور ہندوستان - اور سالانہ بجٹ کی تیاری ہمارے یقین کی شہادتین دے رہی ہی - یہ سر اکلینڈ کالون ہی کی رحم دلی اور ہمدردی تھی جس نے ایکبار جبکہ گورنمنٹ ہند کی مالی ضرورتون کے پورا کرنے کی غرض سے لگان اراضی کی زیادتی تجویز ہوئی - حکام کے ہاتھون اور ارادون کو اپنی مدبرانہ فصاحت سے روک دیا تھا -

علاوہ اِن بھلائیون کے جو بلحاظ فنانشل منسٹر اور سکرٹیری گورنمنٹ عمل مین آئین صاحب موصوف ہم ہندوستانیون مین اشاعت علوم و روشنضمیری کے بھی سچے حامی ہین - جیسا کہ اون کی عام تقریرون سے واضح ہوتا ہی - وہ ہماری قومی تعلیم گاہ محمڈن - اینگلو - اورینٹل کالج علیگڈہ کے وزیٹر بھی ہین - جہان کہ گذشتہ سال تشریف لے گئے تھے - اور ہماری تعلیم کی بابت جن خیالات کا اظہار ہوا تھا ثابت ہوتا ہی کہ بحیثیت صوبجات متحدہ کے حاکم اعلی ہونے کے صاحب موصوف کو حضور ملکہ معظمہ کی عامہ رعایا کی بہبودی ملحوظ ہی - اور اسوقت تک عہد حکومت ممالک شمال و مغرب نہایت انصافانہ حکمت عملی پر مبنی رہا ہی - جہانتک ہم دیکھتے ہین اون سے زیادہ کوئی شخص یہ نہین چاہتا ہی کہ نوعمر ہندوستانی جو اس تعلیم

ترمیت کے تیس سال کے عرصہ مین پیدا ہوے اور جو ایک "جزو اعظم" ہین قدردانی کی جاوے - اور جیسا کہ ۱۲ دسمبر ۱۸۸۴ء کے پاپونیر مین ایک مدبرانہ تحریر کے ذریعہ سے اس خصوص مین بہت سے فیاضانہ خیالات کا اظہار بھی ہوا تھا* لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا ہی کہ کانگریس کی فوج نے جن جن طریقون سے کارروائی کی یا "جتنے آلات حرب وہ استعمال" مین لائی ہی اون سب کو وہ پسند کرتے -

ایسے وقت کہ "ہندوستانیون کا خیال آگے کو بڑہتا جاتا اور اس شوق وخواہش مین تھا کہ اپنے دائرۂ افعال کو وسعت دے اور جو کام اوسکے حصہ کا ہی کرے - آمد و رفت کی بڑی آسانیون کے اثر سے بہت جلد پختگی پاکر انگلستان کے حالات سے واقف و مشتاق ہوکر اور اون موقعون سے پرہمت بنکر جو سالہاے امن و آزادی سے اوس کو حاصل ہوے تھے - آخرکار اپنی قوتونسے واقف ہونے مین اپنے تیقن کامیابی کو محسوس کر ہی چلا تھا کہ اتنے مین چند دانشمند - خیرخواہ - محب وطن - اور نیک نیت حضرات ایک قدم آگے بڑہا کے نہین بلکہ ہندوستان مین جمہوری اصول کے عملدرآمد - اور پارلیمنٹری طرز حکومت کے اجرا کے خواہشمند ہوکر کہ جس کو خود انگلستان نے بتدریج اور زمانۂ دراز کی محنتونسے حاصل کیا ہی ایک نامعلوم مقام مین جست لگانے" مستعد ہوے -

---

* یہ مضمون جس کی ہیڈنگ تھی کہ "اگر یہ اصلی ہی تو اس کے کیا معنی ہین ؟" بے انتہا مقبول ہوا تھا - اور ہندوستان و انگلستان مین بڑی اشاعت ہوئی تھی -

بہت بڑے ہنگامے اور دعوے سے یہ خواہش اگر کسی ایسے ملک میں کیجاتی جہان کہ عامہ رعایا کو حدود آزادی و اطاعت مین تمیز ہوتی۔ وہ اوس طرز حکومت کو جسکے اجرا کی خواہش کی گئی ہو سمجھ سکتے۔ اور سب سے بڑھکر لبرل پولٹیکل فریق اوس حیثیت مخالفانہ کی ذمہ داری برداشت کر سکتے جسے اُنھون نے اختیار کیا ہو۔ کچھہ مضایقہ نتھا۔ مگر ہندوستان مین صرف انگریزی تعلیم یافتہ لوگون کی جانب سے جو ابھی تک قلیل تعداد مین ہین اور جنکو عام آبادی سے کوئی نسبت نہین ہو ایک خواہش کی گئی اور اوس مین غیر انگریزی تعلیم یافتہ فرقے کی شرکت کے جد وجہد مین ایسے طریق عمل اختیار کئے گئے جو سرے سے خلاف کانسٹیٹیوشن ہونے کے علاوہ اس ملک کے لئے اجنبی اور مضر نتائج پر مبنی تھے۔

"کون دانشمند خیال کر سکتا ہو کہ دولت برطانیہ اس عظیم الشان سلطنت کی عنان حکومت و انتظام کو جسکے لئے وہ خدا اور سویلزیشن دونون کے روبرو جوابدہ ہو ایک قلیل گروہ کے دست قدرت مین سپرد کر دینے پر قناعت کریگی؟ کسی انتظام مین اصلاح یا فرو گزاشت کا رفع ہو جانا۔ اور ایک بھلائی کا جو سابق سے چلی آتی ہو زیادہ عرصہ تک جاری رہنا موجودہ طریق حکومت کے اعلیٰ اور نمایان اوصاف مین داخل ہو۔ مگر جمہوری اصول کے عملدرآمد یا اوسکی اشاعت سے فی الحال کے سادہ دل ہندوستان مین بجز اس نتیجہ کے کچھہ حاصل نہین ہو سکتا کہ شاہی حقوق و عزت کے ساتھہ گستاخی اور بدادبی کا

برتاؤ جس کو یہان کی تمام رعایا صدیون سے بادب تسلیم کرتی چلی آتی ہے اور انگلستان کی نسبت بھی مسٹر جسٹس مکارتھی ایم۔ پی رسالہ نارتھ امریکن ریویو کے اپریل کے ایک نمبر مین بیان کرتے ہین کہ وہان شاہی گورنمنٹ کے خلاف کبھی کوئی شورش زرآمیز نہین ہوا اور نہ بلحاظ اسباب جمہوری طرز حکومت کے اصرار اور دعوون کا کوئی زمانہ آیا۔ الغرض کچھ شبہہ نہین کہ ہمارے سابق مدبر ویسرایے کا لنڈن کے مینشن ہوس مین یہ فرمانا کہ "موجودہ حاکمانہ طرز سلطنت ہندوستان کے لئے بہت زمانہ تک کافی ہوگا" نہایت ٹھیک ہے۔ پس ہمکو اور اون لوگون کو جو اپنے آپ کو سچے دوست ہین اور سب خدا ترس اور نیکدل گروہ پر کامل اعتبار کرنا اور اونکا مشکور ہونا چاہیئے جس کی صدیون کی بیش بہا کوششون نے ہماری انکھون کو روشن اور ہمارے طالع خفتہ کو بیدار کردیا ہے اور کچھ لوگ ہم مین سے عقلی معلومات کے بڑے حصہ سے آشنا ہو چلے ہین گو ابھی تعلیم وسعت کا آغاز نہین ہوا ہے۔

ہم اپنے دوسرے نمبر مین ہنری وڈرڈ کی سوانح عمری سے بحث کرینگے جس نے ہندوستان اور مخصوص بنگال مین بڑے تعلیمی کام کئے ہین۔

محمد اصغر حسین